

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۱۱

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۴۰۰۰)

Contents

4	اجمالی فہرست
5	رموز
6	پیش لفظ
6	گیارہویں جلد
8	فہرست مضامین
74	فہرست ضمنی مسائل
110	کتاب النکاح
110	(نکاح کا بیان)
122	رسالہ
122	عَبَابُ الْأَنْوَارِ أَنْ لَا يَنْكَاحَ بِمَجَرَّدِ الْإِقْرَارِ ^{۱۳۰۷ھ}
122	(محض اقرار کی بنیاد پر نکاح نہ ہونے کے بیان میں انوار کی موج)
142	رسالہ
142	ما حَى الضَّلَالَةِ فِي انْكِحَةِ الْهِنْدُ وَبَنْجَالِه ^{۱۳۱۷ھ}
142	(بنگال اور ہندوستان میں نکاحوں کے بارے میں کوتاہی کو مٹانے والا)
316	باب المحرمات
316	(محرمات کا بیان)
361	هَبَةُ النِّسَاءِ فِي تَحْقِيقِ الْمَصَاهِرَةِ بِالزَّنا ^{۱۳۱۵ھ}
361	(زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل)
382	ازالة العار بجبر الكرائم عن كلاب النار ^{۱۳۱۶ھ}
382	(معزز خواتین کو جہنم کے کتوں کے نکاح میں نہ دیتے ہوئے انھیں رسوائی سے بچانا)
498	رسالہ
498	الجلی الحسن فی حرمة ولداخی اللبن ^{۱۳۳۰ھ}

498..... (اولاد رضیع اور اولاد مرضعہ کے درمیان حرمت نکاح کا عمدہ اور روشن بیان)

534..... **باب الولی**

534..... (ولی کا بیان)

600..... **تجويز الرد عن تزويج الابد** ۱۳۱۵ھ

600..... (ولی اقرب کی غیبت میں ولی ابد کے نکاح پڑھانے کا حکم)

707..... **باب الکفائة فی النکاح**

707..... (نکاح کے سلسلہ میں کفو کا بیان)



فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (الحديث)
الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ
مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد یازدہم

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ _____ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء _____ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور (۸)، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۴

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ترجمہ عربی عبارات	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
پیش لفظ	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
ترتیب فہرست	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
تخریج و تصحیح	مولانا ندیر احمد سعیدی
باہتمام و سرپرستی	مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت، پاکستان
کتابت	محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
پیسٹنگ	
صفحات	۷۳۶
اشاعت	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ / مئی ۱۹۹۷ء
مطبع	
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	

ملنے کے پتے

* رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۰۳۰۰/۹۴۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲

* مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

* ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

* شبیر برادرز، ۴۰ بی، اردو بازار، لاہور

اجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۱۰۹	کتاب النکاح
۳۱۱	باب المحرمات
۵۲۱	باب الولی
۶۸۸	باب الکفأة

فہرست رسائل

۱۲۱	○ عباب الانوار
۱۴۱	○ مآحی الضلالة
۳۵۳	○ هبة النساء
۳۷۳	○ ازالة العار
۴۸۷	○ الجلی الحسن
۵۸۵	○ تجویز الرد

رموز

- محقق: علامہ کمال الدین ابن ہمام صاحب فتح القدير
- ح: علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبي صاحب غنية المستملی
- ش: علامہ محمد امین ابن عابدین الشامی صاحب رد المحتار
- ط: علامہ سید احمد الطحطاوی صاحب حاشیة الدر المختار وحاشیہ مراقی الفلاح
- الدر: الدر المختار، علامہ محمد علاء الدین الحصفی
- الدرر: الدرر شرح الغرر، ملا خسر و علامہ محمد بن فراموز
- بحر: البحر الرائق، علامہ زین الدین ابن نجیم
- ہندیہ: فتاویٰ عالمگیری، جماعت علمائے احناف
- نہر: النہر الفائق، سراج الدین عمر بن تمیم
- فتح: فتح القدير، علامہ کمال الدین ابن ہمام
- غنیہ: غنیہ المستملی، علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبي
- حلیہ: حلیۃ المحلی، ابن امیر الحاج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خزان علم و ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ چند سال قبل قائم ہوا تھا وہ انتہائی برق رفتاری کے ساتھ مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج پر مشتمل دس خوبصورت جلدیں آپ تک پہنچ چکی ہیں، اب بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعناہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گیارہویں جلد پیش کی جا رہی ہے۔

گیارہویں جلد

یہ جلد فتاویٰ رضویہ قدیم جلد پنجم کے آغاز سے باب الکفایۃ کے آخر تک ۴۵۹ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ بتوفیق اللہ تعالیٰ و بفضلہ اس راقم پر تقصیر عفی عنہ نے کیا ہے۔ رضاعی بھائی کی اولاد کے ساتھ حرمت نکاح سے متعلق رسالہ "الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللبن" پیش نظر جلد میں شامل کیا گیا ہے جو پہلے فتاویٰ رضویہ میں شامل نہیں تھا۔ علاوہ ازیں اس میں شامل رسائل کے مندرجات کی مفصل فہرست بھی راقم نے افادہ قارئین کے لئے تیار کر دی ہے۔ متعدد ضمنی مسائل و فوائد کے علاوہ اس جلد میں مندرجہ ذیل چار عنوانات زیر بحث لائے گئے ہیں:

(۱) کتاب النکاح

(۲) باب المحرمات

(۳) باب الولی

(۴) باب الکفایۃ

مندرجہ ذیل عنوانات کے علاوہ انتہائی دقیق اور گراں قدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل چھ رسائل بھی اس جلد میں شامل ہیں:

(۱) عباب الانوار ان لانکاح بمجرد الاقرار (۱۳۰۷ھ)

شاہدین کی موجودگی میں مرد اور عورت کے فقط ایک دوسرے کو شوہر و بیوی کہہ دینے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں۔

(۲) ماحی الضلالة فی انکحة الهند وبنجالة (۱۳۱۷ھ)

ہندو بنگال میں عورت سے اجازت نکاح لینے کی رسم کے متعلق۔

(۳) ہبة النساء فی تحقیق المصاهرة بالزنا (۱۳۱۵ھ)

ساس سے زنا کرنے والے کے بارے میں شرعی حکم کا بیان

(۴) ازالة العار بحجر الکرائم عن کلاب النار (۱۳۱۵ھ)

غیر مقلد وہابی سے نکاح جائز ہے یا ممنوع، اس کا تفصیلی بیان۔

(۵) الجلی الحسن فی حرمة ولداخی اللبن (۱۳۳۰ھ)

رضاعی بھائی کی اولاد کے ساتھ حرمت نکاح کا عمدہ اور روشن بیان۔

(۶) تجویز الرد عن تزویج الابعد (۱۳۱۵ھ)

ولی اقرب کی عدم موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کر دینے کا شرعی حکم

محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

حافظ عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ رضویہ لاہور

مئی ۱۹۹۷ء

فہرست مضامین

۱۱۰	بالحہ پر ولایت اجبار نہیں۔		کتاب النکاح
۱۱۲	گواہوں کے سامنے منکوحہ کا متمیز ہونا ضروری ہے۔	۱۰۹	ناچ رنگ، باجے گاجے جہاں ہوں وہاں نکاح کا حکم۔
۱۱۲	اگر مجلس نکاح میں عورت نقاب ڈالے حاضر ہو تو اس کی طرف اشارہ کافی ہے۔	۱۰۹	ناچ اور اکثر باجے حرام ہیں کفر نہیں اور دیکھنے سننے والا فاسق ہے۔
۱۱۲	بحالت غیبت زن اس کی اتنی تعریف لازم جس سے گواہ اس کی تمیز کر لیں، اگر صرف اس کے نام سے تو اس کا نام کافی، ورنہ باپ کا نام، اور یہ بھی کافی نہ ہو تو دادا تک کا نام درکار۔	۱۰۹	شیطان کبھی حسنت کے حیلہ سے اغوا کرتا ہے۔
۱۱۲	اگر بیان رشتہ کفایت کرے تو اسی قدر کافی۔	۱۰۹	امر بالمعروف ونہی عن المنکر امور اسلام سے ہیں مگر بے محل تشدد و تعصب گناہ ہے اور یہ بلا و ہابیہ میں بہت زیادہ ہے۔
۱۱۳	مکان میں اگر عورت تنہا ہو اور شاہد اس کی گفتگو سنیں اگرچہ اسے نہ دیکھیں نکاح ہو جائے گا۔	۱۱۰	امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے ایک حد ہے کہ اس سے تجاوز از کتاب منکر ہے۔
۱۱۳	قاضی خاں نے کہا کہ امام خصاف علم میں بڑے ہیں ان کی اقتدا جائز ہے۔	۱۱۰	زوجین سے اگر کسی کا یہ عقد ہو کہ ناچ حلال ہے تو کیا حکم ہو سکے گا۔
		۱۱۰	ایک شخص دونوں طرف نکاح یعنی ایجاب و قبول کا کس حالت میں کیے متولی ہو سکتا ہے اور کس صورت میں نہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق تمام احکام و خلافیات علمائے کرام و تصحیحات ائمہ اعلام کا ایضاح تام۔

۱۲۳	مجرد اقرار زوجیت حقیقۃً نکاح نہیں یعنی اگر گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہوئے ہوں تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں اگرچہ کہتا ہو کہ یہ میری زوجہ ہے۔	۱۱۴	ولی اقرب کے ہوتے ولی ابعد بے اجازت اقرب نابالغہ سے اور بے اجازت خاص بالغہ، بالغہ سے اگر نکاح کرے گا تو ان دونوں صورتوں میں وہ فضولی ہوگا۔
۱۲۳	طلاق کے جھوٹے اقرار سے قضاء طلاق ہو جائیگی عند اللہ نہ ہوگی۔	۱۱۴	جو کسی طرف سے فضولی ہو وہ نکاح کی دونوں شرطوں ایجاب و قبول کا متولی نہیں ہو سکتا اگرچہ ایجاب و قبول کی عبارتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کرے اور اگر تنہا عقد کر لے گا تو طرفین کے نزدیک نکاح باطل ہوگا کہ بعد اجازت ولی یا بالغہ بھی نافذ نہ ہوگا۔
۱۲۴	شوہر نے ایک طلاق دی تھی کسی نے پوچھا کہ تو نے کتنی طلاقیں دی ہیں، اس نے کہا تین، تو دینا ایک ہے اور قضاء تین۔	۱۱۷	بعد نکاح علم ہوا کہ عورت کسی عیب سے قابل جماع نہیں تو نکاح ہو گیا حق فسخ حاصل نہیں۔
۱۲۵	بیع کا جھوٹا اقرار بیع نہیں۔	۱۱۷	نکاح میں خیار عیب نہیں۔
۱۲۶	کسی کے لئے مال کا غلط اقرار کیا تو وہ مال مقررہ کی ملکیت نہ ہوگا۔	۱۱۷	خلوت بمنزلہ وطی ہے اس سے بھی پورا مہر لازم ہو جاتا ہے جبکہ مانع وطی کوئی امر موجود نہ ہو۔
۱۲۷	حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قضاء جس طرح ظاہر نافذ ہوتی ہے یونہی باطن بھی۔	۱۱۸	جو عورت و مرد ایک مکان میں بطور زن و شوہر رہتے اور زن و شوہر مشہور ہوں وہ زوج و زوجہ تصور کئے جائیں گے۔
۱۲۸	اخبار و انشاء میں بدایہ بتایا ہے۔	۱۲۱	○ رسالہ عیال الانوار ان لانکاح بسجد الاقرار۔
۱۲۸	نکاح میں جد و ہزل برابر ہیں اگر زن و مرد بطور ہزل یا باکراہ ایجاب و قبول کریں نکاح منعقد ہو جائے گا اگرچہ دل میں ارادہ نکاح نہ ہو۔	۱۲۱	عورت کہے یہ میرا شوہر ہے، مرد کہے یہ میری بی بی ہے، کیا فقط اس سے نکاح ہو جائے گا جبکہ شاہدین کے سامنے کہیں۔
۱۲۸	اگر بے نیت انت طالق کہا طلاق ہو جائے گی	۱۲۲	جو مرد و زن کو مثل زن و شوہر ایک مکان میں رہتے اور باہم انبساط زن و شوئی رکھتے دیکھے اس نے اگرچہ عقد نکاح کا معائنہ نہ کیا ہو اسے ان کے زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دینا جائز اور ان پر گمان بد کرنا حرام ہے اور قضاء ان کے لئے زوج و زوجہ کے تمام احکام ثابت ہوں گے۔
۱۲۸	اور اگر انت طالق سے طلاق عن الوثائق یا طلاق سابق سے خبر دینے کی نیت کی خواہ پہلے طلاق دے چکا ہو یا نہ دی ہو، بہر حال ان صورتوں میں دینا طلاق نہ ہوگی۔		

۱۲۸	کنایات محتاج نیت ہیں۔	۱۳۲	صلح اقرب عقود شرعیہ کی طرف راجع کی جاتی ہے۔
۱۲۹	تعلیل دلیل تعویل ہے۔	۱۳۲	اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعوٰی کرے اور عورت منکر ہو پھر وہ عورت اسے کچھ مال دے کر اس پر صلح کرے کہ وہ اس دعوٰی سے باز آجائے تو جائز اور یہ مدعی کے زعم میں معنی خلع میں ہو جائے گا مگر فقہاء نے فرمایا کہ اسے اس مال کا اخذ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حلال نہ ہوگا جبکہ وہ اپنے دعوٰی میں مبطل ہے۔
۱۲۹	جس کی دلیل اقوی ہو وہ تعویل کا زیادہ مستحق ہے۔	۱۳۲	بعض دین پر صلح صحیح ہے اور باقی کے دعوٰی سے برائت بھی ہو جائے گی یعنی فقط قضاء نہ دیاتاً اسی لئے اگر وہ موقع پائے گا تو اسے باقی کالے لینا جائز ہوگا۔
۱۲۹	عمل اسی پر جس پر اکثریت ہے۔	۱۳۳	ایسے الفاظ سے جن میں اخبار و انشاء دونوں کا احتمال ہو، بہ نیت انشاء نکاح صحیح ہوگا جبکہ شہود کو علم ہو کہ مقصود انشاء عقد ہے۔
۱۳۰	علیہ الفتویٰ اور بہ یفتی الفاظ فتویٰ سے آکد ہیں۔	۱۳۵	مرد نے عورت سے کہا تو میری بی بی نہیں اور اس سے اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی اور اس کے یہ معنی ٹھہریں گے کہ تو میری بی بی نہیں اس لئے کہ میں تجھے طلاق دے چکا ہوں۔
۱۳۰	جس پر متون ہوں وہی عمدہ ہے اور اسی کی طرف جھکاؤ ہوتا ہے۔	۱۳۵	اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے میں نے اس سے نکاح نہیں کیا اور اس سے نیت طلاق کی کرے تو طلاق نہ ہوگی کہ یہ کذب محض ہے جس کی تصحیح ناممکن ہے۔
۱۳۰	اگر کوئی شخص کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے اور عورت انکار کر دے پھر وہ شخص اس کو کچھ دے کر اس سے اس بات پر صلح کر لے کہ وہ اس نکاح کا اقرار کرے، اب عورت نے اقرار کر لیا تو یہ اقرار جائز اور مال لازم ہوگا۔ اگر یہ اقرار شہود کے سامنے ہوا ہو اب اگر عورت پھر انکار کرے گی تو قاضی اس کا یہ انکار نہ سنے گا۔	۱۳۷	امام فقیہ النفس کے مختار اور عام ائمہ کی تصحیح میں توفیق جلیل۔
۱۳۱	اگر کوئی شخص کسی بیچ کا دعوٰی کرے اور مدعا علیہ قسم سے بچنے یا کچھری کی ذلت سے گریز کرنے کے سبب اقرار کر لے تو بیع قضاء ثابت ہو جائیگی اور احکام، وجوب تسلیم و لزوم شفعہ وغیرہ جاری ہوں گے لیکن یہ مدعی کاذب وہ گھریا لے گا درحقیقت آگ لے گا۔		

۱۳۸	بکر و شیب کافر کا صرف دربارہ سکوت ہے کہ بکر کا سکوت اذن ہے شیب کا نہیں۔	۱۳۸	شہود کا الفاظ ایجاب و قبول کے لفظی معنی سمجھنا ضرور نہیں، اتنا ضرور ہے کہ نکاح ہونا سمجھیں۔
۱۳۹	وکیل کا وکیل اگر وکیل اول کے سامنے پڑھادے اور وہ جائز کر دے تو نکاح نافذ ہو جائیگا بخلاف طلاق و عتاق کے۔	۱۴۰	حال اور عامل میں مقارنت ضروری ہے۔
۱۵۰	وکیل نکاح مبر محض ہے حقوق نکاح مؤکل کی طرف راجع ہوتے ہیں۔	۱۴۰	صحت نکاح کیلئے ذکر مہر شرط نہیں کہ نکاح بے ذکر مہر بلکہ بشرط عدم مہر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔
۱۵۰	ادائے زکوٰۃ کا وکیل بغیر اذن مؤکل دوسرے کو وکیل کر سکتا ہے۔	۱۴۱	۵ رسالہ مآسی الضلال فی انکحة الہند و بنجالہ ۔
۱۵۱	دین وصول کرنے کا وکیل بغیر اذن مؤکل اپنے عیال کو وکیل کر سکتا ہے۔	۱۴۱	ہندوستان و بنگالہ میں جو طریقے رائج ہیں کہ اجازت کسی کے لئے لی جاتی ہے نکاح خواں کوئی ہوتا ہے یا سرے سے عورت شرم کے سبب اجازت دیتی ہی نہیں پاس بیٹھنے والیاں اس کی طرف سے "ہوں" کر دیتی ہیں وغیرہ وغیرہ اس بارے میں تفصیلی احکام۔
۱۵۱	مؤکل اگر وکیل کے لئے شمن کی تعیین کر دے تو وہ بلا اجازت مؤکل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔	۱۴۳	سکوت و شیزہ سے صرف ولی اقرب کے لئے اجازت ہوتی ہے ولی البعد کے لئے نہیں ہو سکتی۔
۱۵۱	شریعت مطہرہ وفق و تیسیر کو پسند فرماتی ہے نہ کہ تضییق و تشدید کو۔	۱۴۳	جب تک وکیل بالنکاح ماذون مطلق یا بصراحت دوسرے کو وکیل کر دینے کا مجاز نہ ہو اور کو وکیل نہیں کر سکتا۔
۱۵۱	جہاں چند روایات ہوں وہاں علماء کو ادھر جھکنا چاہئے جس میں مسلمان تنگی سے بچیں۔	۱۴۳	بیع و شراء اگر وکیل، اول کے سامنے عقد کرے تو جائز ہے اور خصومت، تقاضی، نکاح اور طلاق وغیرہ میں جائز نہیں۔
۱۵۳	نکاح کے طرق رائج میں جو دقتیں ہیں ان کا بیان اور ان سے بچنے کے تین طریقے۔	۱۴۵	اصول کی صحیح روایت کے ہوتے ہوئے اس کے ماسوا تمام روایات ساقط ہو جاتی ہیں۔
۱۵۳	اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔	۱۴۵	نکاح فضولی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اسے باطل جاننا باطل ہے۔
۱۵۳	قبل نکاح اگر کفر صریح کیا اور بے توبہ نکاح کیا تو نکاح باطل اور اولاد ولد الزنا۔	۱۴۵	اجازت نکاح جس طرح قول سے ہوتی ہے یونہی فعل اور دلالت حال سے بھی، اور اس کی چند مثالیں۔

۱۶۳	ایجاب قبول غائب پر موقوف نہیں رہ سکتا بلکہ باطل ہو جائے گا۔	۱۵۳	نکاح کے بعد اگر زوجین میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو اس کے بعد کے جماع سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔
۱۶۳	توکیل کسی کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب بنانا ہے۔	۱۵۳	ایسے کلمات کفر کے صدور پر جن سے قائل کو کافر نہ کہیں، تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہوگا، مگر اولاد ولد زنا نہ ہوگی۔
۱۶۳	محض اظہار رضا توکیل نہیں۔	۱۵۵	استفہام اور عقد اقسام انشاء میں سے دو متباہن قسمیں ہیں۔
۱۶۳	کوئی کسی سے کہے کاش تو میرا نکاح فلاں سے کر دیتا اور وہ کر دے تو یہ نکاح فضولی ہوگا۔	۱۵۵	مجاز کے لئے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے۔
۱۶۳	اگر کوئی شخص کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق، پھر کسی شخص سے کہا کہ کاش تو فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے۔ اس نے کر دیا تو حائث نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی کہ اس نے خود نکاح نہیں کیا۔	۱۵۵	زید نے عمرو سے کہا تو نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی، اس نے کہا دی، تو کیا حکم ہوگا۔
۱۶۳	استفہام ہنگام ارادہ تحقیق مفید معنی امر ہوتا ہے۔	۱۵۵	نابالغہ کے باپ سے کہا کہ تو اپنی لڑکی میرے نکاح میں دے دے، اس نے کہا دی، تو کیا حکم ہوگا۔
۱۶۵	کسی سے کہے کہ میرا نکاح کر دے یا عورت سے کہے تو میری بی بی ہو جایا مجھ سے نکاح کر لے تو یہ توکیل ہے یا ایجاب۔	۱۵۹	مجلس منگنی میں اگر کہا تو نے اپنی بیٹی مجھے یا فلاں کو دی، اس نے کہا دی، تو منگنی ہوگی اور مجلس نکاح میں تو نکاح۔
۱۶۶	وکیل بالنکاح لڑکی کے باپ سے کہے تو اپنی بیٹی فلاں کو دے دے اور وہ کہے میں نے اسے ہبہ کی، نکاح نہ ہوگا جب تک وکیل "قبول کی میں نے" نہ کہے۔	۱۶۱	عقد فضولی محض فضول و نامقبول نہیں بلکہ اجازت صاحب اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔
۱۶۶	ہر وہ عقد جس میں توکیل صحیح ہے اگر وہ فضولی کرے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا، نافذ کر دے گا تو نافذ ہو جائے گا اور رد کر دے گا تو رد ہو جائے گا مگر شرائط کہ یہ اجازت پر موقوف نہیں ہوتا۔	۱۶۳	ایجاب و قبول میں دیا اور کیا کہا، نکاح ہو گیا اگرچہ میں نے دی میں نے قبول کیا نہ کہا۔
		۱۶۳	ایجاب و قبول کے لئے اتحاد مجلس ضرور ہے۔

۱۷۲	وکیل کا مسلم و بالغ ہونا ضروری نہیں، غیر مسلم و نابالغ سمجھدار بھی وکیل ہو سکتا ہے۔	۱۶۸	عائدین کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے اور جو مؤخر وہ قبول۔
۱۷۲	مرتد کی وکالت جائز ہے۔	۱۶۸	بے اذن آقا غلام نکاح کر لے اور مولیٰ خبر پا کر طلاق کا حکم دے تو یہ حکم طلاق اس نکاح موقوف کی اجازت ہوگا۔
۱۷۲	اگر وقت توکیل وکیل مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے تو وکالت باطل نہ ہوگی جب تک دار الحرب میں نہ چلا جائے۔	۱۶۹	فضولی اگر کفو سے نکاح کر دے اور عورت خبر پا کر خاموش ہو رہے تو یہ سکوت اجازت ہو سکے گا اور اظہار نفرت سے رد ہو جائے گا۔
۱۷۲	مجنون اور ناسمجھ بچہ وکیل نہیں ہو سکتا۔	۱۶۹	کفویہ ہے کہ دین یا نسب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں مرد عورت سے اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح اولیائے مخطوبہ کے لئے عار ہو۔
۱۷۲	بلوغ و حریت صحت وکالت کے لئے شرط نہیں۔	۱۷۰	گھر میں عورت تنہا ہو مرد شہدوں کے سامنے کہے کہ میں نے اس گھر میں جو عورت ہے اس سے نکاح کیا، عورت کہے میں نے قبول کیا، نکاح ہو گیا اگرچہ شہد عورت کو نہ دیکھیں۔
۱۷۳	مرتد یا بالغ اگر بزعم ولایت اپنے بیٹے بیٹی یا بہن بھائی یا کسی نابالغہ کا نکاح پڑھائے تو کس صورت میں باطل محض ہوگا۔	۱۷۰	عورت پر دے میں ہو محض اس سے مجلس نہیں بدلتی۔
۱۷۳	مرتد سے نکاح پڑھوانے کا حکم۔	۱۷۱	اگر عورت مجلس نکاح میں نقاب ڈالے حاضر ہو تو شہدوں کا اسے پہچانا ضرور نہیں۔
۱۷۳	مرتد کسی کا ولی نہیں ہو سکتا اور نابالغ بھی صالح ولایت نہیں۔	۱۷۱	قبول فوراً ضرور نہیں اگر مجلس نہ بدلے۔
۱۷۳	فضولی اگر کوئی ایسا عقد کرے جس کے لئے کوئی اجازت دہندہ نہ ہو تو وہ عقد باطل محض ہے۔	۱۷۱	نابالغ عاقل کہ کفر کرے یا کفر پر مطلع ہو کر اسے پسند کرے تو کافر مرتد ہے۔
۱۷۳	باپ نے کہا مکان خرید دو تو نکاح کروں گا۔ شوہر نے کہا پہلے نکاح کر دو پھر خرید دوں گا۔ باپ نے نکاح و رخصت کر دی، عورت نے کوئی شرط نہ کی، مکان بھی مجہول رہا، یہ نکاح بے شرط ہوا یا معلق اور شوہر کا اقرار معلق بالشرط باطل ہے یا نہیں اور یہ نکاح بے خلل ہے یا کیسا۔	۱۷۱	رضا باکفر بھی کفر ہے۔
۱۷۴	ایک ہزار روپیہ اور کچھ ہدیہ دینا مہر قرار پایا اور ہدیہ نہ دیا تو مہر مثل لازم ہوگا۔ ہدیہ اگرچہ مجہول تھا مگر جب وجود میں آگیا تو جہالت جاتی رہی۔	۱۷۲	مشرک سے استعانت نہ چاہئے خصوصاً امور دینیہ میں۔
		۱۷۲	نابالغ یا کافر ایجاب و قبول کرائے نکاح ہو جائیگا اور اگر وکیل ہو اور خود ایجاب یا قبول کرے جب بھی۔

۱۷۵	شرط فاسد قبل العقد مبادلات مالیہ میں بھی ملحق بالعقد نہیں ہوتی۔	۱۷۸	کسی نے اپنا مکان کرایہ پر دے دیا تھا پھر اسی مکان کو کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اب مشتری کرایہ وصول کرتا ہے مگر بائع سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب تومن مجھے واپس کرے گا تو مکان واپس کر دوں گا اور کرایہ کے روپے تومن سے مجرا دوں گا، مشتری کے پاس بائع تومن کے روپے لایا اور کرایہ کے روپے اس میں سے مجرا کرنے کو کہتا ہے، اگر مشتری حسب وعدہ ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔
۱۷۵	شرط فاسد جو عقد سے پہلے ہو اس سے کوئی عقد فاسد نہیں ہوتا۔	۱۷۸	کسی وظیفہ مقررہ سے کچھ رقم لے کر دوسرے کے حق میں فارغ ہو جائے اور دوسرا اس سے وعدہ کرے کہ میرا یہ روپیہ تو واپس کر دے گا تو میں تیرا یہ وظیفہ مقررہ لوٹا دوں گا، اس سے اس پر لوٹنا نا واجب نہ ہوگا۔
۱۷۵	شرط فاسدہ سے نکاح نہیں فاسد ہوتا خود وہی باطل ہوتی ہیں۔	۱۸۰	نابالغ کا اقرار و انکار کچھ نہیں اجازت اس کے ولی کی درکار۔
۱۷۵	عقود تین قسم کے ہیں۔	۱۸۰	بالغہ اگر آواز سے اجازت لیتے وقت روئے تو یہ رد ہے۔
۱۷۵	بیع واجارہ و قسمت وغیرہ شرط فاسدہ سے فاسد ہوتے ہیں۔	۱۸۰	نکاح کے لئے کن باتوں کی حاجت ہے۔
۱۷۶	ایفائے وعدہ محبوب ہے اور پورا نہ کرنا ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔	۱۸۱	نکاح کے لئے قاضی کی حاجت نہیں۔
۱۷۶	اقرار تعلیق بالشرط کی صلاحیت نہیں رکھتا۔	۱۸۱	ولی صغیر کہے (فلاں) نے اپنی لڑکی میرے فلاں لڑکے کے نکاح میں دے دی ہے اور ولی صغیر کہے ہاں میں نے دے دی، اس سے نکاح ہوگا یا نہیں۔
۱۷۷	اصطلاح فقہ میں کسی حق ثابت کی خبر دینے کو اقرار کہتے ہیں۔	۱۸۱	در مختار کی عبارت کذا انما متزوجک وجئتک خالطاً الخ اس سے متغنی نکاح ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اس کا کیا مطلب۔
۱۷۷	وعدے کی تعلیق بالشرط جائز ہے۔	۱۸۲	ہماری زبان میں صیغہ ماضی مقرون بہ لفظ خاص امر واقع شدہ سے خبر دینے کے لئے ہے، نہ امر غیر واقع کے انشاء و ایجاد کے لئے۔
۱۷۷	ایفائے وعدہ پر جبر نہیں قاضی مجبور نہیں کر سکتا، وہ وعدہ جو معلق ہو اس کی وفادانہ لازم ہے، مگر ایک قول میں کفالت اور بیع الوفاء میں وفائے وعدہ پر جبر کر سکتا ہے۔		

۱۸۸	فاسق بددیانت قابل اعتماد جب وہ خود حرام و حلال کی پروا نہیں کرتا تو اوروں کے لئے احتیاط کی کیا امید۔	۱۸۲	و توع نکاح سے خبر دینا انشاء عقد سے بالکل مبائن و غیر موثر ہے۔
۱۸۸	نکاح باعلان ہونا اور ایجاب و قبول سے پہلے خطبہ اور مسجد میں نکاح ہونا اور جمعہ کے دن ہونا اور نکاح خواں عالم با عمل ہونا مستحب ہے۔	۱۸۲	نکاح اثبات اور اقرار اظہار ہے۔
۱۸۹	اس زمانہ جہل و فساد میں اگر اہل علم حاضر جلسہ نہ ہوں تو نکاح میں سخت خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔	۱۸۲	اظہار اقرار کے مغائر ہے۔
۱۹۰	نکاح خواں کلمات ایجاب دُلہا کے کان میں کہے کہ کوئی نہ سُنے تو نکاح نہ ہوگا۔	۱۸۳	نکاح و تزویج یہ دو لفظ عقد نکاح میں صریح ہیں اور عطا و بہہ و صدقہ و غیرہ کنایہ۔
۱۹۰	نکاح دو آزاد و مکلف مردوں یا ایک آزاد و مکلف مرد اور دو آزاد مکلف عورتوں کا بطور گواہ موجود ہونا شرط ہے جو ایجاب و قبول کو بیک وقت سُنیں۔	۱۸۳	ان الفاظ سے بھی نکاح ہو جاتا ہے جبکہ گواہ نکاح ہونا سمجھیں اور قرینہ سے یہ معلوم ہو کہ ان سے نکاح مراد ہے۔
۱۹۰	جابل کی نکاح خوانی قطعاً خلافِ اولیٰ ہے۔	۱۸۳	باپ سے کہا تو نے اپنی لڑکی مجھے دی اس نے کہا دی، اگر یہ منگنی کے لئے گفتگو ہو تو منگنی ہوئی اور نکاح کے لئے تو نکاح۔
۱۹۰	جابل کی امامت خلافِ اولیٰ ہے۔	۱۸۴	نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے۔
۱۹۰	جابل کی مضاربہ خلافِ اولیٰ ہے۔	۱۸۴	عقد و وعدہ میں تباہی ہے۔
۱۹۰	بعد نکاح اگر شہود انکار کر جائیں تو نکاح دوبارہ کرنا لازم ہوگا یا نہیں۔	۱۸۴	منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدایہً باطل اور اجماعاً غلط ہے۔
۱۹۱	شہود ابتدائے نکاح میں شرط ہیں یعنی بے ان کے منعقد نہ ہوگا، بقاء میں شرط نہیں یعنی شہادوں کا بقاء نکاح کے لئے باقی رہنا ضروری نہیں۔	۱۸۷	هل اعطيتنيها مجلس عقد میں مفید عقد اور جلسہ وعدہ میں طلب وعدہ ہے۔
۱۹۲	اس شرط پر نکاح کا حکم کہ ایک ماہ بعد طلاق دے دوں گا۔	۱۸۷	الفاظ محتملہ میں مدار قرینہ پر ہے۔
۱۹۲	ایک برس یا ایک ماہ یا سو برس تک کے لئے نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا، یہ متعہ کی صورت ہے۔	۱۸۸	نکاح خواں اور شہود کا بیٹنا ہونا ضروری نہیں۔
۱۹۲	نکاح متعہ و موقت اگرچہ مدت مجہولہ یا طویلہ ہو باطل ہے۔	۱۸۸	عقد کرنے والا دیدار متقی مسائل نکاح سے واقف ہونا چاہئے۔

۱۹۷	ایک کے نرخ پر دوسرے کا نرخ کرنا ممنوع ہے۔	۱۹۲	ایسی عورت سے نکاح و مہر کا حکم جس کے صرف مخرج بول ہو اور کوئی علامت مردی و زنی کی نہ ہو صرف پستان ظاہر ہوں۔
۱۹۷	عمر و نہ کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی، زید نے کہا بہتر ہم کو منظور ہے آپ نے میرے خطبہ کو منظور کیا اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی اس سے نکاح ہوا یا نہیں۔	۱۹۳	فساد خلوت عدم تا مکہ مہر کا باعث ہے۔
۱۹۷	کسی کی منگیت کو پیغام نکاح دینا مکروہ اور ار نکاح شاعت ہے۔	۱۹۳	امر حسی کا عاقب ہونا ہر گز منافی جواز نکاح نہیں۔
۱۹۷	مخطوب منہ کا اپنے اقرار سے پھر نا اور خابط اول کو زبان دے کر دوسرے سے قصد تزویج مذموم و بیجا قابل مواخذہ ہے۔	۱۹۳	خیار عیب کو نکاح میں کچھ دخل نہیں۔
۱۹۷	اگر کسی عذر شرعی سے منگنی کر کے دوسرے سے نکاح کر دے تو قباح نہیں۔	۱۹۳	پستان ظاہر ہونے سے خنثی مشکل کا عورت ہونا معلوم ہوتا اور اشکال دفع ہو جاتا ہے۔
۱۹۹	ذمہ پدر لازم کہ وہ کرے جو اولاد کے حق میں بہتر ہو۔	۱۹۴	کوئی طوائف اپنے آشنا کے ساتھ گھر میں رہے اور غیروں سے پردہ کرے تو کیا وہ ہم خانہ رہنے سے زوجہ متصور ہوگی۔
۱۹۹	آدمی نہ تبدل رائے سے محفوظ نہ کسی وقت بعض مصالح پر نہ اطلاع پانے سے مامون۔	۱۹۵	مسلمان حراقل بالغ عقیف پر زنا کی تہمت لگانے والا اگر چار گواہ عادل پیش نہ کرے تو اسے اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے وہ مردود الشادۃ ہوگا۔
۱۹۹	جس نے کسی بات پر قسم کھائی پھر اس نے غیر کو اس سے بہتر جانا تو اسے چاہئے کہ جس کو بہتر دیکھ رہا ہے وہی کام کرے اور قسم کا کفارہ دے دے۔	۱۹۵	اگر تین گواہ معائنہ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا نہ ہو تو ان گواہوں پر حد قذف لازم آتی ہے۔
۲۰۰	جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو اسے ان میں سے اخف و اھون کو اپنانا چاہئے۔	۱۹۵	عنین (نامرد) کا نکاح درست ہے یا نہیں۔
۲۰۰	والد ہندہ کو زید کفو سے نکاح منظور نہ تھا زید نے بغیبت والد ہندہ بہ سکت و گریہ برضائے مادر و نانی نکاح ظاہر کیا، ہندہ نے صاف کہہ دیا کہ مجھے بے رضائے والد نہ یہ نکاح پہلے منظور تھا نہ اب ہے تو کیا حکم ہے۔	۱۹۶	عنین میں تحکیم یعنی بیخ بنالینا جائز ہے کہ وہ حد نہیں جس کا نفاذ بغیر حاکم کے نہ ہو سکے اور نہ قود ہے نہ دیت جن کے لئے حاکم کی حاجت ہوتی ہے اور بیخ کو حسب شرائط بطلب زوجہ تفریق کر دینا جائز ہے۔
۲۰۰	ہندہ اور اس کے والد کو مجبور کرنے کیلئے جواز نکاح کے لئے اقرار ہندہ کی شہادت اور کچھری سے رخصت کرالینا اس خیال سے کہ گھر لے جا کر نکاح کر لیں گے کیسا ہے اور گھر لے جا کر جو نکاح بالجبہ ہوگا کیسا ہوگا۔	۱۹۶	عنین اور اس کی زوجہ میں تفریق کی صورت۔

۲۰۰	شہرہ رضاعت جہاں ہو کہ پہلے عورت کہے کہ میں نے اسے دودھ پلایا ہے اب کہے کہ نہیں پلایا ہے تو اس صورت میں فتویٰ کیا ہوگا اور تقویٰ کا کیا حکم ہوگا۔	۲۰۰	مسلمان کو ایذا پہنچانا اللہ اور رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔
۲۰۱	جھوٹی گواہی اکبر کبائر اور بُت پوجنے کے برابر ہے۔	۲۰۱	ظلم و گناہ پر اعانت کرنا ظلم کی مثل ظلم و حرام اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔
۲۰۲	جھوٹی گواہی دینے والا وہاں سے ہٹنے سے قبل مستحق نار ہو جاتا ہے۔	۲۰۲	جو کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے چلا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔
۲۰۲	ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔	۲۰۲	ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیان ثبوت رضاعت کے لئے کافی نہیں، اس سے احتیاطاً بچنا مستحب ہے۔
۲۰۲	دفعہ تین ہیں، ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا، دوسرے کی اسے پروا نہیں، اور تیسرے میں سے کچھ نہ چھوڑے گا۔	۲۰۲	مکروہ تہذیبی کار کتاب معصیت نہیں۔
۲۰۲	اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بخشے گا۔	۲۰۲	جان کار کھنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔
۲۰۲	بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر جو ظلم ہے اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے۔	۲۰۲	شریعت و عقل سلیم کا یہ تقاضا نہیں کہ ہلکی شئی کو بچانے کے لئے ثقل عظیم کا ارتکاب کیا جائے۔
۲۰۲	نکاح بحجر واکراہ ہو جاتا ہے مگر ایسا کرنا ظلم ہے۔	۲۰۲	علماء فرماتے ہیں ہمارا زمانہ اجتہاد شبہات کا زمانہ نہیں۔
۲۰۳	جو عقد قابل فسخ ہیں جیسے بیع واکراہ اگر یہ جبر واکراہ سے ہوں تو فسخ کر دیا جائیگا۔	۲۰۳	جو اپنے جان و مال، دین و مذہب اور اہل و عیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔
۲۰۳	نا قابل فسخ عقود جیسے طلاق، عتاق، نکاح، تدبیر اور استیلاء وغیرہ اگر اکراہ سے ہوں تو لازم ہیں۔	۲۰۳	زید و ہندہ اگر گواہوں کے سامنے باہم ایجاب و قبول ایسا کریں کہ گواہوں کو مطلقاً سماعت و علم نکاح نہ ہو اور زید نکاح سے منکر ہو جائے اور حاکم شرع کے روبرو شاید بھی اپنی لاعلمی ظاہر کریں تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور حاکم شرع مہر دلانے کا یا نہیں۔
۲۰۳	مسلمان کی لاش بھی اس کی مرضی کے بغیر لینی جائز نہیں۔	۲۰۳	شبہ نکاح سے حد ساقط اور عقد ثابت ہو جاتا ہے۔

۲۱۳	اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ تین چار ماہ بعد طلاق دے دوں گا تو طلاق دینا لازم نہیں۔	۲۰۷	تعظیماً جمع کا لفظ خدا کی شان میں بولنا جائز ہے یا نہیں جیسے اللہ جل شانہ یوں فرماتے ہیں۔
۲۱۳	شرط فاسدہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ خود شرط فاسدہ باطل ہو جاتی ہیں۔	۲۰۷	نوشہ سے کہنا تم نے قبول کی، چاہئے یا نہیں۔
۲۱۴	بے رضائے ولی اگر بالغہ بطور خود شہود کے سامنے خفیہ نکاح کر لے اس کے انعقاد و صحت کیلئے کیا درکار۔	۲۰۷	عاقدين بالغين کو قبل از عقد کلمے اور صفت ایمان مجمل و مفصل پڑھانا ضرور ہے یا نہیں۔
۲۱۴	بالغہ بے رضائے ولی اگر کفو سے نکاح کر لے تو ہو جائیگا اور غیر کفو سے نہیں ہوگا۔	۲۰۸	تجدید ایمان خیر محض ہے۔
۲۱۵	مال میں کفایت کے لئے کتنا مال درکار ہے۔	۲۰۸	محتمل کو مظنون ٹھہرا لینا سوائے ظن ہے۔
۲۱۶	صرف عورتوں کی شہادت سے نکاح نہیں ہو سکتا، یونہی غلاموں اور بچوں کی شہادت سے۔	۲۰۸	بے حصول ظن حکم ضرورت نہیں۔
۲۱۶	وقت عقد شہدین خاموش رہیں تو کیا حکم ہے اور کیا شہدوں کا ناک کو پہنچانا ضرور ہے۔	۲۰۸	عاقدين بالغ ہیں پسر کا ولی چار ماہ کی مہلت چاہتا ہے اگر مہلت دی جائے تو یہ گناہ ہے یا نہیں۔
۲۱۷	کیا تین بار قبول شرط ہے یا ایک بار، اور گھبراہٹ سے تین بار تین طرح کے کبھی قبول ہے کبھی قبول کیا کبھی قبالت، تو کیا حکم ہے۔	۲۰۹	نکاح میں اور نماز میں اور نماز جنازہ میں سہل انکاری نہ کرنی چاہئے۔
۲۱۸	نکاح میں وکیل یا شاہد غیر مقلد یا وہابی ہے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں۔	۲۰۹	فقط لفظ قبول سے نکاح ہوتا ہے یا نہیں۔
۲۱۸	غیر مقلدوں کی ضلالت کا حد کفر تک پہنچا ہوا نہ ہونا نادر ہے۔	۲۱۰	توکیل مجر و ایجاب سے تمام ہو جاتی ہے قبول پر موقوف نہیں ہوتی اگرچہ رد کر دینے سے رد ہو جاتی ہے۔
۲۱۸	جب سے طائفہ رشیدیہ پیدا ہوا مقلد وہابیوں کا حال بھی کسرا ساعلیوں جیسا ہو گیا۔	۲۱۱	عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ سوال، جواب میں معاد ہوتا ہے۔
۲۱۸	مرتد کو وکیل بنانا جائز ہے۔	۲۱۱	اگر کسی نے عورت سے کہا اپنے نفس کو میری زوجیت میں دے، اس نے کہا بالسمع والطاعة نکاح ہو گیا۔
۲۱۸	مرتد سے میل جول حرام ہے۔	۲۱۳	عقد و میں معافی کا اعتبار ہے یہاں تک کہ نکاح میں بھی۔
۲۱۸	جو لوگ نکاح میں گواہی کے لئے نامزد ہوئے اگر وہ دونوں مرتد وہابی تھے مگر مجلس عقد میں اور لوگ بھی ہیں جو گواہ ہو سکتے ہیں تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔	۲۱۳	تصادق مرد و زن مثبت نکاح ہے اگر جھوٹ کہا تو زنا اور اولاد ولد الزنا۔

۲۲۱	مرتبہ کی گواہی معتبر نہیں۔	۲۱۹	اسی درجہ عرض سے آگے لوگوں کا گزر کیوں نہیں ہو سکتا۔
۲۲۱	عورت مرد اگر باہم ایجاب و قبول کر لیں اور کسی کو اطلاع نہ ہو تو یہ نکاح درست ہو گیا نہیں۔	۲۱۹	ستر درجہ کے آگے آبادی کا پتا نہیں۔
۲۲۱	اگر کوئی عورت غیر مقلد بموجب شرع نکاح پڑھائے تو نکاح ہو گیا نہیں۔	۲۱۹	قطب شمالی اور قطب جنوبی میں روز و شب کی مقدار اور اس کی وجہ۔
۲۲۱	غیر مقلد اور ہندو مشرک سے نکاح پڑھوانے میں فرق۔	۲۱۹	نہار تسبیحی و عرفی و شرعی کا فرق۔
۲۲۱	غیر مقلدوں پر صداہوجہ سے یکم احادیث صحیحہ و تصریحات فقہیہ حکم کفر لازم ہے۔	۲۱۹	قطبین شمالی و جنوبی میں قمر و کواکب کا طلوع کب کس طرح ہوتا ہے اور کیسے کیسے غروب، اور کب تک طالع رہیں گے اور کب تک غارب۔
۲۲۱	غیر مقلدین میں بہت سے لہلم کھلا ضروریات دین کے منکر اور قطعاً اجتماعاً کافر ہیں۔	۲۱۹	جو روزے کی طاقت نہ رکھے وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے۔
۲۲۰	وہابیہ کی گمراہیوں پر مطلع ہوتے ہوئے اگر کسی نے ان کو معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لئے بلایا ہے تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدید نکاح لازم ہے۔	۲۲۰	جونہ روزہ رکھ سکے نہ فدیہ دینے پر قادر ہو وہ کیا کرے۔
۲۲۰	دو الزکیاں تو ام کمر سے سرین تک جڑی ہوئی ہیں مبرز ایک ہے، باقی اعضاء الگ الگ ہیں، ان کا نکاح کس طرح ہو سکتا ہے۔	۲۲۰	خطبہ نکاح کھڑے ہو کر پڑھا جائے یا بیٹھ کر، کس طرح مسنون ہے۔
۲۲۰	جو نکاح کی طرف راہ نہ پائیں وہ بچے رہیں یہاں تک اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے پرواہ کر دے۔	۲۲۰	خطبہ میں مطلقاً قیام افضل ہے۔
۲۲۱	نکاح پریشان نظری و بدکاری سے رکنے کا سبب ہے۔	۲۲۱	جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ عرفہ وہاں قیام مرکب قائم مقام قیام راکب ہے۔
۲۲۱	روزے شہوت نفسانی کو توڑنے والے ہیں۔	۲۲۱	خطبات نافلہ بیٹھ کر بھی ثابت ہیں۔
۲۲۱	جسے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کرے اور جو نہ کر سکتا ہو وہ روزہ رکھے۔	۲۲۱	خطبات نکاح بیٹھ کر پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔
۲۲۱	عرض تسعین میں روزہ سے متعلق کیا حکم ہے۔	۲۲۱	اگر زن و مرد کسی غیر زبان کے الفاظ ایجاب و قبول بے معنی الفاظ جانے کہیں اور گواہ بھی ان الفاظ کے معنی نہ جانیں تو نکاح منعقد ہو گیا نہیں۔

۲۲۳	فتاویٰ قاضی خاں و ظہیریہ و در مختار و رد المحتار پر شبہ اور اس کا جواب۔	۲۲۳	غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مفہوم کے مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا۔
۲۲۵	مفہوم لفظ، لغوی، شرعی، عرفی، حقیقی اور مجازی کی طرف مقسوم ہوتا ہے جبکہ حکم لفظ، غرض، غایت، مقصود اور ثمرہ وغیرہ سے موسوم ہوتا ہے اور ان دونوں پر لفظ کے معنی، مضمون حتیٰ کہ موضوع لہ کا بھی اطلاق آتا ہے اگرچہ اول کے بعض اقسام میں وضع نوعی ہے۔	۲۲۸	دارالاسلام میں جہل عوارض مکتسبہ میں سے ہے۔
۲۲۶	ہزل، جد کی ضد ہے۔	۲۲۸	نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔
۲۲۶	ہزل لعب ہے یعنی شے سے اس کے غیر موضوع لہ کا ارادہ کرنا۔	۲۲۸	کوئی شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا ابھی دارالاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی تو اس پر شرائع اسلامیہ کا لزوم نہیں کہ اس کے لئے جہل عذر ہے۔
۲۲۶	جد یہ ہے کہ شے سے اس کے موضوع لہ کا ارادہ کیا جائے۔	۲۲۸	آبادی میں پانی تلاش کئے بغیر تیمم کر کے نماز پڑھ لی، اگر وہاں پانی تھا تو نماز نہ ہوگی۔
۲۲۶	ہزل اور مجاز میں فرق۔	۲۲۹	غیر مدخولہ ایک طلاق سے مطلقاً نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور بغیر عدت جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اس جگہ مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں۔
۲۲۶	عورت نے کہا زوجت نفسی منک بالف، اور مرد نے کہا قبیلۃ اور دونوں زبان عربی سے محض نا آشنا تھے مگر اتنا اجمالاً معلوم تھا کہ یہ الفاظ عقد، نکاح کے لئے کہے جاتے ہیں تو باتفاق علماء نکاح ہو گیا۔	۲۲۹	فارسی یا عربی نہ جاننے والے کو کسی نے الفاظ طلاق فارسی یا عربی میں سکھائے اور معنی نہ بتائے اس نے یہ الفاظ لاعلمی سے عورت کے لئے کہے تو عند اللہ طلاق نہ ہوگی۔
۲۲۷	اگر ناآشیان عربی نے بعت، اشتییت بقصد بیع و شرا کہا اور جانتے تھے کہ یہ الفاظ عقد بیع کے ہیں تو ضرور بیع ہو جائے گی۔	۲۲۹	جہل باللسان تفسیر نہیں۔
۲۲۷	بعد علم حکم بقصد حکم الفاظ کا تحاور دلیل مرضاۃ ہے۔	۲۳۰	مذاق اور دل لگی میں طلاق دینے سے قضاء اور دیانۃ ہر طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
۲۲۷	نفس و خسیس میں بیع بالتعاوی منعقد ہو جاتی ہے فقہاء مظنہ غالبہ شئی کو قائم مقام شئی کرتے ہیں۔	۲۳۱	اگر عورت کو مرد نے ایسے الفاظ سکھائے اور کہلوائے جس سے مہر و نفقہ عدت کے بدلے خلع ہو جائے کہ عورت مہر و نفقہ عدت کی بھی مستحق نہ رہے اور عورت یوں خلع کرے تو خلع صحیح نہ ہوگا۔

۲۳۰	فاسق کو امام بنانے والے گناہگار ہیں۔	۲۳۳	گواہان نکاح پر یہ لازم نہیں کہ وہ ان ہی الفاظ کا اعادہ کریں جو متعاقدین سے انہوں نے سنے ہوں یا یہ کہ ان کے مترادف الفاظ کریں یا ان الفاظ کا ترجمہ بیان کریں بلکہ ان کا یہ بیان کافی ہے کہ فلاں نے فلاں سے نکاح کیا۔
۲۴۰	تبدیل مذہب پر سوہ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔	۲۳۵	زن فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو۔
۲۴۱	روافض سے نکاح باطل ہے۔	۲۳۵	عورت افعال خبیثہ کا ارتکاب کرے اور شوہر بقدر قدرت اسدا نہ کرے تو دیوث ہے۔
۲۴۱	ارتکاب حرام سے نہ کافر ہوتا ہے نہ حنفیت سے خارج۔	۲۳۵	آیت کریمہ الزانیۃ لا ینکحہا الاذان و امشک منسوخ الحکم ہے یا نکاح سے مراد یہاں جماع ہے۔
۲۴۱	جمعہ کی نماز سے پہلے نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں۔	۲۳۵	وقت نکاح لڑکی کے ولی کی بات قبول کی جائیگی یا لڑکی کی۔
۲۴۲	اپنی کنیز شرعی سے نکاح باطل ہے۔	۲۳۵	نکاح میں ضروری الفاظ اور لازمی کیا کیا ہیں۔
۲۴۲	خواص و کنیز میں کیا فرق ہے۔	۲۳۶	اولیاء نکاح کی شرعی ترتیب۔
۲۴۲	دوسرے کی کنیز سے اس کی اجازت سے نکاح جائز ہے۔	۲۳۶	نکاح کا خطبہ سنت اور کلمے پڑھنا ایک اچھی بات ہے۔
۲۴۲	شرعاً نسب باپ سے ہے وہ شریف ہے تو بیٹا بھی شریف۔	۲۳۶	متعہ حرام ہونے کا قرآن عظیم سے ثبوت۔
۲۴۲	کنیز سے جو اولاد ہو صحیح النسب اور ترکہ کی مستحق ہے۔	۲۳۷	رنڈی سے نکاح کیا حکم ہے۔
۲۴۳	کچھ لے کر نکاح کر دینا حرام اور وہ روپیہ رشوت ہے۔	۲۳۷	وہ جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور آپس میں پھوٹ پڑے ناجائز ہو جاتی ہے۔
۲۴۳	حیات النساء عرف رضیہ کی بجائے گواہوں نے نکاح خواں سے سعادت النساء عرف رضیہ کہا تو نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔	۲۳۷	بیوہ کے نکاح ثانی کے متعلق سوال و جواب۔
۲۴۳	وکیل بالنکاح مجاز توکیل نہیں۔	۲۳۸	عورت گونگی ہے اور اس کے شوہر کا حال معلوم نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا اس سے نکاح کیا حکم ہے۔
۲۴۳	ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں بڑی عاشرہ اور چھوٹی فاطمہ، بڑی کے نکاح میں وقت عقد بجائے عاشرہ فاطمہ کہا تو فاطمہ سے عقد ہو جائے گا اور یہ کہا کہ میں اپنی بڑی لڑکی فاطمہ کا نکاح کرتا ہوں تو کسی سے نہ ہوگا کہ اس کی بڑی لڑکی فاطمہ نہیں اور نیت و معرفت شہود یہاں کچھ نافع نہیں۔	۲۳۹	جس نے متعہ کر لیا ہو وہ حنفی رہا یا نہیں۔
		۲۳۹	فاسق معلن کی امامت ممنوع، اس کے پیچھے نماز گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔

۲۴۷	وکیل کس طرف کا ہونا چاہئے اور شاہد کس طرف کے۔	۲۴۴	اہلسنت وروافض میں باہم نکاح منعقد ہو سکتا ہے یا نہیں۔
۲۴۸	دینار شرعی ساڑھے چار ماشے سونے کا تھا۔	۲۴۳	اور اگر کچھ روز بعد لڑکی رافضیہ ہو جائے تو نکاح رہے گا یا نہیں۔
۲۴۸	سلاطین کے دینار کوئی معین نہیں مختلف تھے۔	۲۴۳	مرد کا ارتداد بالا جماع فسخ نکاح فی الحال ہے۔
۲۴۸	مہر کا اقل درجہ دس ۱۰ درہم چاندی ہے۔ اور اکثر کے لئے کوئی حد نہیں۔	۲۴۵	عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا مگر مرد کو اس سے قربت حرام ہو گئی جب تک اسلام نہ لائے۔
۲۴۸	مہر حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار سو مثقال چاندی تھا۔	۲۴۵	عورت نکاح کے تین سال بعد کہتی ہے کہ میں اپنی والدہ کے سبب مجبور تھی اب اس کے بعد میں خود مختار ہوں، شوہر نے دھوکا دیا کہ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں، نکاح میری لاعلمی میں ہوا، کیا اس صورت میں اسے فسخ نکاح کا دعویٰ پہنچتا ہے۔
۲۴۸	مہر اکثر ازواج مطہرات پانچ سو درہم تھا۔	۲۴۵	مجبوری مانع جواز نکاح نہیں ہوتی۔
۲۴۸	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر میں دو روایتیں ہیں۔	۲۴۶	باپ نے بالغہ کا نکاح بے اس سے اجازت لئے کر دیا اور رخصت بھی ہو گئی اب کیا حکم ہے۔
۲۴۸	ہندہ بازاری عورت ہے، زید نے بلا علم واطلاع ہندہ قاضی کے سیاہہ میں اپنا ہندہ سے نکاح درج کرا دیا پھر جب مادر ہندہ کو اطلاع ہوئی اس نے ہندہ سے اپنا یورکپڑا مانگا کہ تیرا نکاح ہو گیا ہے، ہندہ نے کہا تم کہتی ہو کہ نکاح ہو گیا ہے تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ہندہ زید کے یہاں سے فرار ہو گئی، زید نے طلب زوجہ کا دعویٰ دائر کیا قاضی نے اس کا دعویٰ ڈگری کیا تو یہ نکاح درست ہو گیا یا نہیں۔	۲۴۶	عورت کے چند نام ہیں، ایک وقت عقد لیا گیا تو نکاح ہوا یا نہیں۔
۲۴۹	ہندہ بنت زید کو ہندہ بنت بکر کہا گیا نکاح ہوا یا نہیں۔	۲۴۶	ایک گواہ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
۲۵۰	متنگی کے بعد دوسرے سے نکاح کا حکم۔	۲۴۷	زید نے اپنی بھالہ سے بھجر اذن نکاح لینا چاہا وہ انکار کرتی رہی پھر رونا شروع کیا، رونے کو اذن ٹھہرا کر نکاح کر لیا، نکاح ہوا یا نہیں
۲۵۲	باپ نے کہا میں نے اپنی فلاں لڑکی کا ناتہ تمہارے فلاں بالغ سے کر دیا والد پسر نے قبول کیا تو نکاح ہوا یا نہیں۔		

۲۵۲	زید پیشہ وکالت کرتا ہے اور قاضی ہے تو کیا حکم ہے۔	۲۵۳	ایک سید نے ایک چہاری کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا تو وہ گنہگار ہوا یا نہیں اور اس سے ترک موالات اور برادری سے نکالنا کیسا ہے۔
۲۵۷	منکوحہ کو غیر منکوحہ ٹھہرانا اور زوجین میں تفریق کرنا کبیرہ ہے۔	۲۵۳	بالغ مرد کے لئے کفائت شرط نہیں۔
۲۵۷	جو وہابیہ سے ملتا جلتا ہو اس کے یہاں شادی بیاہ کا کیا حکم ہے۔	۲۵۳	باپ نے برادر کو خط لکھا کہ میری دختر نابالغہ کا ناتہ یا نکاح جہاں تمہاری مرضی ہو کر دو، اس نے اس کا نکاح کر دیا اور نابالغ کی جانب سے اس کے ماموں نے قبول کیا اور گواہ کہتے ہیں کہ وہ خط ہم نے خود سنا ہے اب باپ منکر ہے تو کیا حکم ہے۔
۲۵۸	ایک شخص نے ظاہر یہ کیا کہ لہر پور کا ہے اور پھر ثابت ہوا کہ وہ ہر گام کا ہے اور نام میں اختلاف ہوا، لڑکی کہتی ہے کہ میرا نکاح عبدالرحمن بن کلو سے ہوا اور قاضی بھی یہی کہتا ہے مگر گواہ لعل محمد بن منوں بتاتے ہیں اور وکیل لعل محمد بن کلو، اس صورت میں نکاح کس سے ہوا۔	۲۵۳	ایجاب و قبول نابالغین سے کرایا جائے تو نکاح ہو گیا یا نہیں۔
۲۵۸	تن بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا نکاح۔	۲۵۵	دونوں طرف سے قبولیت ہو تو نکاح کا کیا حکم ہے۔
۲۵۹	ایک شخص نے دعائے خیر جلسہ عام میں کہہ دی کہ میں نے اپنی لڑکی فلاں کو دی، اس سے نکاح ہوا یا نہیں۔	۲۵۵	نکاح مسنون کا کیا طریقہ ہے۔
۲۵۹	خطبہ پڑھا جانا یا ذکرِ مہر شرط نکاح نہیں۔	۲۵۵	اگر ولی خطبہ مسنونہ پڑھے یا ایجاب و قبول پر قادر ہو تو غیر سے ایجاب و قبول کرانا کیسا ہے۔
۲۵۹	نکاح بالفاظ صریح میں نیت شرط نہیں۔	۲۵۵	نکاح خواں کو اجرت لینا دینا کیسا ہے۔
۲۶۰	جب تک ولی پیش از نکاح غیر کفو کو غیر کفو جان کر بصراحت اجازت نہ دے نکاح باطل محض ہے۔	۲۵۵	اگر اجرت اپنے صرف میں نہ لائے کارِ خیر میں صرف کرے تو کیا حکم ہے۔
۲۶۱	نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں یہاں تک کہ اسی دن کے بچے کا۔	۲۵۵	نوشہ کے سر پر پگڑی رکھنے کے لئے اس کے پھوپھا یا بہنوئی آتے ہیں دوسرا نہیں رکھ سکتا اور وہ بے روپیہ لئے نہیں رکھتے روپیہ کم ہوتا ہے تو اصرار کرتے ہیں یہ لینا دینا شرعاً کیسا ہے اور اسے ضروری حق جاننا اور اصرار کرنا کیسا ہے۔
۲۶۱	پیٹ کے عیجے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔	۲۵۵	ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی مدت کسے روز تک ہے۔
۲۶۱	جنین پر کسی کی ولایت نہیں۔	۲۵۶	اگر ولیمہ بخیال سنت نہ کرے بلکہ برائے نام آوری تو کیا حکم ہے۔

۲۶۵	محرم اور صفر میں نکاح منع ہے یا نہیں۔	۲۶۱	دو توام لڑکیوں کے کولھوں کی ہڈیاں بھڑی ہوئی ہیں ان کی شادی کیسے کی جائے۔
۲۶۵	زید کی ربیبہ کا نکاح اس کے سگے بھائی سے جائز ہے۔	۲۶۱	جھوٹ اور بے اصل بات قائم کر کے شریعت کو تکلیف دینی سخت یہودگی ہے۔
۲۶۶	عدت کے اندر نکاح باطل و حرام ہے۔	۲۶۱	ایک مضمون نکاح کے بارے میں سوال۔
۲۶۶	عدت کے اندر نکاح پڑھانے والے نے اگر حرام جان کر پڑھایا تو سخت گنہگار اور زنا کا دلال ہے مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا۔	۲۶۱	والدہ نے ولی کی غیبت میں نکاح پڑھا دیا اور وہ واپس آ کر اس سے ناراض ہے تو کیا حکم ہے۔
۲۶۶	دوران عدت نکاح کو حلال جان کر پڑھانے والا اسلام سے خارج اور اس کا اپنا نکاح بھی گیا۔	۲۶۲	اور عبارت در مختار "واختار فی الملتقى مالم یتنظر الکفو الخاطب جوابہ" الخ کا کیا مطلب ہے۔
۲۶۶	معتدہ کا نکاح پڑھانے والے کو امام بنانا جائز نہیں۔	۲۶۲	مجلس خطبہ میں ناکح نے روبرو گواہان کے ہندہ کے باپ عمرو سے کہا تو نے اپنی لڑکی بکر کے لڑکے زید کو دی، اس نے کہا دی، پھر بکر کو کہا تو نے عمرو کی لڑکی ہندہ اپنے لڑکے زید کے واسطے قبول کی، اس نے کہا قبول کی، تو اس ایجاب اور قبول سے ہندہ کا نکاح ہوا یا وعدہ نکاح ہوا۔
۲۶۶	معتدہ کے نکاح میں دانستہ شریک ہو نیوالے نے اگر اس نکاح کو حرام جانا تو گنہگار ہے اور اگر حلال جانا تو اسلام سے خارج ہو گیا۔	۲۶۳	تفہہ فقط کتاب سے عبارت دیکھ لینے اور لفظی ترجمہ سمجھ لینے کا نام نہیں بلکہ مقصد شرع کا ادراک اور احوال بلاد و عباد پر نظر رکھ کر اعظم تفہہ ہے۔
۲۶۷	عدت کے اندر نکاح کرنے والے مرد وزن پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں ورنہ برادری والے ان دونوں کو قطعاً برادری سے خارج کر دیں، ان سے بول چال نشست و برخاست سب یک لخت ترک کر دیں۔	۲۶۳	جسے اہل زمانہ کی پہچان نہیں وہ جاہل ہے۔
۲۶۷	زوجہ کے بیٹے کی بی بی سے نکاح کیسا ہے۔	۲۶۳	زانی نے بحالت حمل نکاح کیا تو کیا حکم ہے۔
۲۶۷	ہندہ کی ماں نے اس کا نکاح بے رضا مندی ہندہ بکر سے کیا، ہندہ نے اسے منظور نہ کیا اور اپنا نکاح زید سے کر لیا تو کیا حکم ہے۔	۲۶۳	زید نے وکیل سے کہا کہ میری لڑکی کا عقد بعوض ۱۰ ہزار روپے اور دو دینار کردو، وکیل نے بوقت عقد دس ۱۰ ہزار درہم کہے، نکاح ہوا یا نہیں۔
۲۶۸	احد الفرقین سنی المذہب دوسرا شیعہ امامیہ طریق رکھتا ہے ان کے درمیان شرعاً مناکحت جائز ہے یا نہیں۔	۲۶۵	باہر پھرنے والی یا طوائف سے نکاح کیسا ہے۔

۲۷۲	حدیث "لا تنکح المرأة علی عمتها" الخ کی آیہ کریمہ "واحل لکم ما وراء ذلکم" نسخ ہے یا نہیں۔	۲۶۹	اگر عورت کو طلاق بائن ہو جائے مگر تین نہ ہوں تو حلالہ کی حاجت نہیں۔
۲۷۲	حدیث "لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها" حدیث صحیح مشہور ہے اور وہ مخالف قرآن نہیں۔	۲۶۹	زن وشوہر کی اگر ایک مکان تنہا میں یکجائی ہو چکی ہے۔ تو کل مہر واجب الادا ہو گیا۔
۲۷۲	حدیث "لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها" آیہ کریمہ "وان تجتمعوا بین الاختین" کی تفسیر ہے کہ اختیت سے ہر علاقہ محرمیت مراد ہے۔	۲۶۹	عورت پر روز طلاق سے عدت لازم ہوتی ہے۔
۲۷۳	حدیث "کلامی لاینسخ کلام اللہ" محض بے اصل ہے۔	۲۶۹	ایک مکان میں زن وشوہر کی تنہائی نہیں ہوئی تھی کہ طلاق ہو گئی تو نصف مہر ساقط ہو گیا۔
۲۷۳	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن اور قرآن کی مثل اور عطا کیا گیا ہے۔	۲۶۹	غیر مدخولہ کو طلاق دی جائے تو اس پر عدت اصلاً نہیں۔
۲۷۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حرام کیا ہوا ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا حرام کیا ہوا۔	۲۶۹	یہ کلمہ کہ "اگر ادھر کعبہ بھی ہو جائے تو سر نہ جھکاؤں گا" کلمہ کفر ہے ایسا کہنے والے پر توبہ اور تجدید اسلام لازم ہے۔
۲۷۳	مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں اس کو لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔	۲۶۹	زید نے بکر سے کہا کہ میں آپ کی دختر کو اپنے پسر کے واسطے مانگنے والا آیا ہوں اس نے قبول کیا اور زیورات اور کپڑے زید نے حاضر کئے تقسیم شیرینی کے بعد عورت خاٹب کے یہاں آئی گئی نکاح ہوا یا نہیں۔
۲۷۴	بحالت نابالغی لڑکی کی ماں نے جس لڑکے سے نسبت ہو چکی تھی اس کے باپ کو بلا کر لڑکی کو رخصت کر دیا اس نے اپنے مکان پر نکاح پڑھوایا اب بلوغ کے بعد ماں نے لڑکی کا دوسرا نکاح کر دیا جس سے عورت بھی راضی ہے، کون سا نکاح صحیح ہوا۔	۲۷۰	سویتی ساس سے نکاح جائز ہے۔
۲۷۴	جس نابالغ کا کوئی عصبہ ہو وہ اس کے نکاح کا ولی ہے اس کے ہوتے ہوئے ماں کو کرانے کا اختیار نہیں۔	۲۷۱	ماں کی خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔
۲۷۴	لڑکی کے برس میں بالغ ہوتی ہے۔	۲۷۱	اپنے حقیقی ساڑھو کی لڑکی سے نکاح کیسا ہے۔
		۲۷۱	زید نے جمع بین الاختین کیا تو پیمیاں کیسی ہیں اور اولاد کیسی ہے، ترکہ پانے کی مستحق ہیں یا نہیں۔

۲۷۵	بالغ اپنے نفس کا خود ولی ہے کسی کا محتاج نہیں۔	۲۷۵	بکر نے سلیم کی ماں کا دودھ پیا ہے تو سلیم سے بکر کی لڑکی کا نکاح کیسا ہے۔
۲۷۵	بھائی کے ہوتے ہوئے نانی ولی نہیں ہو سکتی۔	۲۷۸	اپنی لڑکی کا ہزار دو ہزار روپیہ لے کر کفو یا غیر کفو سے نکاح کر دیتے ہیں، یہ نکاح کیسا ہے اور وہ رقم کیسی۔
۲۷۵	نا بالغ کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔	۲۷۹	زید بکر کا رضاعی بھائی ہے، زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح بکر کی چھوٹی بہن سے کیسا ہے۔
۲۷۶	ایک جوان لڑکی جس کے دادا نے بحالتِ نابالغی ایک نابالغ سے نکاح کر دیا تھا جس کے بلوغ کو ابھی پانچ سال اور درکار ہیں اور لڑکے کے مکان پر ایک ایسا شخص ہے جس سے اسے اپنی عصمت دری و آبروریزی کا خوف ہے اس لئے وہاں جانے سے انکار رکھتی ہے اور تفریق کے بعد دوسرا نکاح چاہتی ہے، کیا حکم ہے۔	۲۷۹	نابالغہ اگر سمجھدار ہو اور بطور خود نکاح کر لے اور ولی اسے جائز رکھے تو جائز ہوگا۔
۲۷۶	ہندہ کا عقد بارہ برس ہوئے ہوا تھا اس نے اذن نہ دیا تھا ساکت رہی، پاس بیٹھے والی عورت نے کہہ دیا کہ ہندہ نے اذن دے دیا ہندہ کہتی ہے کہ میرے دل میں اس وقت نہ انکار تھا نہ اقرار، تو کیا حکم ہے۔	۲۸۰	شرع میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
۲۷۷	وکیل کے ساتھ شہدوں کی کچھ حاجت نہیں۔	۲۸۰	غیر کفو شرعی سے اگر بالغ بطور خود نکاح کر لے تو نکاح نہیں ہوگا۔
۲۷۷	نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیسا ہے۔	۲۸۰	عوام کے محاورہ میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
۲۷۸	ولیمہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کا تارک کیسا ہے۔	۲۸۰	نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کو برص ہے تو وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں اور شادی کا صرفہ اس کے والدین سے لیا جاسکتا ہے یا نہیں۔
۲۷۸	جہاں لوگ بعد نکاح ولیمہ نہیں کرتے بلکہ پہلے نکاح کے اوّل روز حسبِ رواج کھلا دیتے ہیں ان کا حکم شرعی کیا ہے۔	۲۸۱	شافعی حنفی مذہب پر صحیح طور پر نکاح پڑھائے تو کچھ حرج نہیں۔
۲۷۸	ولیمہ سننِ مستحبہ سے ہے اس کا تارک گنہگار نہیں۔	۲۸۱	غیر مقلد کو غیر مقلد جانتے ہوئے اسے بزرگ جان کر نکاح پڑھوائے تو تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم۔
		۲۸۱	ہندہ بالغہ نے بے رضا مندی والدین بطور خود زید حنفی سے نکاح کیا ہم صحبت بھی ہوئے اب وہ نکاح سے منکر ہے اور کہتی ہے کہ میں غیر مقلد ہوں، اس نکاح کا کیا حکم ہے۔

۲۸۳	حدیث میں ہے کہ وہ حشر میں زانی و زانیہ اٹھائے جائیں گے۔	۲۸۲	غیر مقلد شافعی نہیں بلکہ اہل بدعت و ہوا و اہل نار ہیں۔
۲۸۴	اگر پسر زید نے زوجہ عمر کی چھاتی جبکہ وہ چار پانچ ماہ کی حاملہ تھی اور حمل بھی پہلا تھا منہ میں لے لی اس وقت دودھ ہونا معلوم نہیں تو اس لڑکے کا عمر و کی لڑکی سے نکاح ہوگا یا نہیں۔	۲۸۲	اس زمانے میں جو مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی) سے خارج ہے وہ بدعتی و ناری ہے۔
۲۸۴	ثبوت رضاعت کے لئے ضروری ہے کہ جو فِ صبی میں دودھ کا قطرہ منہ یا ناک کے راستے جانا معلوم ہو محض چھاتی دبانے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔	۲۸۲	اگر بالغہ شافعیہ بے اذن ولی کسی حنفی کفو سے نکاح کرے تو نکاح لازم ہوگا۔
۲۸۴	دودھ اترنے کے لئے کوئی مدت نہیں قوت مزاج و کثرت خون سے کنواری کو دودھ اتر سکتا ہے۔	۲۸۲	مہر میں حیثیت کا لحاظ ضروری ہے یا نہیں، اور حیثیت سے زائد مہر پر جو نکاح ہو وہ نکاح ہوگا یا نہیں۔
۲۸۵	ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے سوتیلے باپ نے کیا اب ہندہ بالغہ ہے کہتی ہے میں اس نکاح کو فسخ کراؤں گی، کیا حکم ہے۔	۲۸۳	مفسل سے کہتے ہی کثیر مہر پر نکاح ہو جائیگا مگر یہ ضرور ہے کہ اسے دین جائیں اور ادا کی نیت ہو۔
۲۸۶	نکاح قاضی سے نہ پڑھوانا دوسرے مسلمان سے پڑھوانا کیسا ہے۔	۲۸۳	صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہابیہ ملاعنہ پر شدید تازیانہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسا ہے۔
۲۸۷	شوہر کے بھتیجے سے بعد وفات شوہر و انتضائے عدت نکاح جائز ہے۔	۲۸۳	سیف اللہ سے وہابیوں کی گردن اڑ گئی قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہوں۔
۲۸۷	اس ارادہ پر نکاح کہ میں اتنی مدت بعد طلاق دید و نگا حرج نہیں۔	۲۸۳	فرقانِ حمید نے ارشاد کیا کہ اب ہمیں دیتے ہیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے۔
۲۸۷	بلاوجہ بے سبب طلاق دینا منع ہے۔	۲۸۳	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں مہر کثیر باندھنے پر انکار شدید فرمایا تو ایک خاتون نے آیہ کریمہ "وَأَتَيْتُم مِّنْهُنَّ مَا كُنْتُمْ يَدْعُونَ" تلاوت کی جس پر آپ نے فوراً اپنے انکار سے رجوع فرمالیا۔
۲۸۸	نکاح جس کی اجازت پر موقوف ہو اس سے ناراضگی ظاہر کرتے ہی نکاح موقوف رد ہو جائے گا۔	۲۸۳	یہ ناجائز ہے کہ مہر باندھے اور ادا کی نیت نہ ہو۔
۲۸۸	نکاح موقوف میں قبل اجازت و طہی حرام ہے۔		

۲۸۸	نا بالغہ سے شادی اگرچہ اس کی رضا سے ہو اجازت نہیں ٹھہر سکتی۔	۲۸۸	زید ہندہ سے نکاح کرنے سے پہلے اس کی پھوپھی سے زنا کرتا رہا پھر ہندہ سے نکاح ہوا کیا حکم ہے۔
۲۸۸	عورت سے بحالت حمل زنا، نکاح و قربت کا حکم۔	۲۸۸	اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔
۲۸۹	غیر مدخولہ بہا کو اگر ایک لفظ میں تین طلاقیں دے مغلط ہو جاتی ہے اور اگر متفرق لفظوں سے دے تو مغلط نہیں ہوتی۔	۲۸۹	کسی عورت سے زنا کرنا اس کی بھتیجی یا بھانجی کو حرام نہیں کرتا نہ ان کے نکاح میں کوئی خلل آتا ہے۔
۲۸۹	بیوہ کا نکاح عدت کے اندر سہواً ہو تو کیا حکم ہے۔	۲۸۹	پھوپھی اور بھتیجی دونوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام بلکہ بعد از طلاق ایک کی عدت میں بھی دوسری سے نکاح حرام ہے۔
۲۹۰	جیٹھ سے نکاح درست ہے یا نہیں۔	۲۹۰	صرف ایک مرد کے سامنے ایجاب و قبول کر لینے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
۲۹۱	ایجاب اگر نا متعین کے لئے ہو تو نکاح نہ ہوگا اور متعین کے لئے ہو تو صحیح ہوگا۔	۲۹۱	سجاد کا نکاح عبدالغفار کی ہمشیرہ اور اس کا سجاد کی ہمشیرہ سے ہوا زیتون ہمشیرہ عبدالغفار رخصت سے پہلے فرار ہو گئی اس لئے سجاد اپنی ہمشیرہ مولودن کو رخصت نہیں کرتا کہتا ہے بوجہ فقدان شرط نکاح بدلیں و شرط عہد شکنی باطل ہو گیا کیا یہ صحیح ہے۔
۲۹۱	جلسہ منگنی میں اگر وہ الفاظ جو ایجاب و قبول کے لئے متعین ہیں کہے تو نکاح ہوگا اور اگر الفاظ متردد ہیں تو نہیں۔ اعتبار جلسہ سے منگنی ہی ہوگی۔	۲۹۱	نکاح شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔
۲۹۱	منگنی کے بعد لڑکی کے والد نے انکار کیا لڑکی بالغہ ہے لڑکے کا والد لڑکی کو میکے سے فرار کر کے لے گیا اور اپنے یہاں نکاح کر لیا، کیا حکم ہے۔	۲۹۱	نکاح پڑھانے کیلئے دوسرے شخص کی ضرورت نہیں، گواہوں کی موجودگی میں مرد و زن خود ہی ایجاب و قبول کر سکتے ہیں۔
۲۹۲	کسی مسلمان کو ناحق ایذا دینا اللہ و رسول کو ایذا دینے کے مترادف ہے۔	۲۹۲	عورت اگر ولی نہ رکھتی ہو مختار ہے جس سے چاہے اپنا نکاح کرے، اور اگر ولی رکھتی ہو تو کفو سے کرنے میں مختار ہے۔
۲۹۲	امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح باطل ہے۔	۲۹۲	قاضی کوئی شرط نکاح نہیں آدمی جس سے چاہے نکاح پڑھوائے۔
۲۹۳	زید ہندہ سے نکاح پر رضا مند نہ تھا بجز "ہوں" بجائے "قبول" کہا نکاح ہوا یا نہیں۔	۲۹۳	قاضی نکاح کے شرعاً کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اجرت کا مستحق جبکہ نکاح دوسرے نے پڑھایا ہو۔

۲۹۷	نکاح خوانی کے قاضی "اسماء سمیت مہوہا انتم و ابائکم ما انزل اللہ بہا من سلطن" کے قبیلہ سے ہیں۔	۳۰۰	ایک عورت نے ایک شخص سے کہا کہ زمانہ عدت میں مجھ سے نکاح کرلو ورنہ میں حرام کراؤں گی اس نے بہت سمجھایا نہ مانی مجبوراً نکاح کر لیا، کیا حکم ہے۔
۲۹۷	چچا نے نابالغ کا نکاح کیا اب وہ بعد بلوغ کہتی ہے کہ تیرے چال چلن خراب ہیں میں نکاح توڑ دوں گی، کیا حکم ہے۔	۳۰۱	خدا نے مردوں کو دو دو تین تین چار چار عورتیں حلال فرمائیں، عورت کے لئے یہی حکم کیوں نہیں رہا۔
۲۹۷	بعض تو یہ کہتے ہیں کہ بعض مہراتنے روپے اتنے دینا سکد رائج الوقت سوائے نان نفقہ کے اور کوئی بجائے سوا علاوہ اور کوئی بجائے ان کے مع اور کوئی بیچ نکاح تمہارے کے آئی اور دی میں نے کہتے ہیں اور بعض صرف آئی اور بعض صرف دی کہتے ہیں، کون سی عبارت استعمال ہو، اور سوا نان نفقہ کہنے سے شوہر کے ذمہ نان نفقہ ہوا یا نہیں، یونہی علاوہ کہنے میں اور مع کہنے سے نان نفقہ مہر میں شامل ہوگا یا نہیں۔	۳۰۱	کافرہ سے بعد اسلام نکاح کیا وہ نکاح سے حلال بھی ہے، نکاح ہوا ہے یا نہیں، زید کہتا ہے یہ نکاح نہ ہوا اور شاہدین و حاضرین محفل کا نکاح بھی ٹوٹ گیا، مجموعہ خانی کی عبارت پیش کرتا ہے۔
۲۹۸	اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کچھ نہ ہوگا جب بھی مہر شرعاً لازم ہوگا مہر مثل دینا آئے گا۔	۳۰۲	بلا عذر شرعی ترک جمعہ و جماعت کی عادت موجب فسق، مسقط عدالت اور وجہ رد شہادت ہے۔
۲۹۸	اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان و نفقہ کچھ واجب نہ ہوگا جب بھی اپنی صورت و وجوب میں ضرور واجب ہوگا۔	۳۰۵	مطلب حدیث "لانکاح الا بولی وشاہدی عدل"۔
۲۹۸	قبل وجوب اسقاط مہمل ہے۔	۳۰۵	نبی منافی صحت نہیں۔
۲۹۹	نکاح و رخصت کے بعد اب خسر کہتا ہے کہ ایک اسٹامپ لکھو کہ میں لڑکی کو کبھی اپنے وطن نہ لیجاؤں گا ورنہ میں اب رخصت نہ کروں گا، کیا خسر ایسا کر سکتا ہے۔	۳۰۵	خطبہ (متکفی) و نکاح میں فرق ہے یا نہیں اور حدیث "تحرم الخطبة علی خطبة اخیه" کا کیا مطلب ہے اور اس سے متکفی کے نکاح ہونے پر استدلال صحیح ہے یا نہیں
۲۹۹	عورتوں کو ضرر پہنچانے اور ان پر تنگی کرنے کی قرآن عظیم سے ممانعت۔	۳۰۵	اور کیا بتایہ کی عبارت "لان الخطبة التزوج" صحیح ہے۔
۳۰۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام میں نہ ضرر ہے نہ ضرر رسانی۔	۳۰۵	یعنی کی عبارت "وعنه فی الرجل یشرب الشراب الی قوله قال السروجی و ہما قولان باطلان" کا مطلب کیا ہے "ہما" کا مرجع کیا ہے۔

۳۱۳	نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ ہے۔	۳۰۶	سروچی کون ہیں، کیسے ہیں۔
۳۱۳	فسق و فجور کے سبب بھی نکاح سے باہر نہیں ہوتی۔	۳۰۸	اپنے مسلمان بھائی کی منگیتز کو پیام دینا ممنوع ہے۔
۳۱۴	زوجہ کی زندگی میں حقیقی سالی یا رشتہ کی سالی سے نکاح کا حکم۔	۳۰۹	تحریم مطلق کی نفی سے حل مطلق کا اثبات نہیں ہوتا۔
۳۱۵	بہتیج بہو یا بھانج بہو سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔	۳۰۹	سالبہ کلیہ کی نفیض موجب کلیہ نہیں ہو سکتی۔
۳۱۵	سالی کی لڑکی کو اپنے لڑکے کے ساتھ نکاح کیلئے پرورش کیا اپنی بی بی اور لڑکا مر گیا اس لڑکی سے پرورش کنندہ کا نکاح جائز ہے۔	۳۰۹	زید نے اپنی بالغ لڑکی کے نکاح کا وکیل بکر کو کیا اور لکھ بھیجا کہ اکیس ہزار روپے مہر پر عروس اس کا نکاح کر دو اس نے کر دیا اور زید کو اطلاع دے دی بالغ کو اس سب کی اطلاع تھی زید نے اسے نکاح ہو جانے کی خبر دی تو اس نے قبول کر لیا، کیا حکم ہے۔
۳۱۵	فقط اس نیت سے کہ اس لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کروں گا وہ لڑکی باپ پر حرام نہیں ہوتی۔	۳۰۹	اجازت لاحقہ مثل وکالت سابقہ کے ہے۔
۳۱۶	منکوحہ کی بیٹی اس وقت شوہر پر حرام ہوتی ہے جب منکوحہ سے ہم بستری بھی ہوا ہو۔	باب المحرمات	
۳۱۶	بے طلاق ہوئے روپیہ لے کر اپنی منکوحہ دختر کے دوسروں سے نکاح کا حکم۔	۳۱۱	ہندہ نے اپنے ابن الابن زید کو دودھ پلایا ہندہ کی نواسی سے زید کا نکاح ہو سکتا ہے۔
۳۱۶	باپ کا عورت کی بیٹی اور بیٹے کا اس عورت سے نکاح جائز ہے۔	۳۱۲	سوتیلی خوشدامن سے نکاح کا حکم۔
۳۱۷	باپ کی ساس حلال ہے جبکہ اپنی نانی نہ ہو۔	۳۱۲	سوتیلی ماں لفظ امہات میں داخل نہیں۔
۳۱۷	بہو کی بیٹی حلال ہے جبکہ اپنی پوتی نہ ہو۔	۳۱۲	"حرم علیکم امہتکم" کے بعد "ولاتنکحوا ما نکح اباؤکم" اسی لئے فرمایا۔
۳۱۷	سالی سے نکاح یا زنا سے عورت مطلقہ نہیں ہوتی نہ سالی سے زنا یا فقط نکاح کے سبب عورت سے جماع حرام۔	۳۱۲	سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی بیٹی بہن حلال ہیں۔
۳۱۷	سالی سے بعد نکاح یا دھوکے میں وطی کی تو جب تک عدت نہ گزرے زوجہ سے قربت جائز نہیں بعد عدت جائز ہوگی۔	۳۲۳	شوہر نے طلاق نہیں دی ہے کچھ مال لے کر طلاق دینا چاہتا ہے ایسی عورت سے بے طلاق نکاح کا حکم اور کچھ لے کر طلاق دینے کا حکم۔
۳۱۸	عورت کا بیان ہے کہ اس کے داماد نے بارادہ فاسدہ میری چار پائی پر آکر زبردستی پاؤں داہنا شروع کر دئے اور شکم پر ہاتھ پھیرا، کمر بند کھولنا چاہا اپنا پہلے کھول لیا تھا، نہایت دشواری سے اسے علیحدہ کیا، داماد منکر ہے، لڑکی کا نکاح رہا یا نہیں۔	۳۱۳	عورت بے اذن شوہر گھر سے نکلے اس سے نکاح سے نہیں نکلتی۔

۳۱۹	منکوحہ کی ماں کے کسی حصہ کو بشوت چھونے سے نکاح زائل نہیں ہوتا مگر منکوحہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے اور اسے چھوڑ دینا واجب۔	۳۲۵	مریدہ پیر پر حرام ہے یا حلال، اور ازواج مطہرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدات تھیں یا نہیں۔
۳۱۹	مس بحالتِ شہوت کا مطلب۔	۳۲۵	باتفاق علماء سب سے پہلے ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ شرفِ ادرات سے مشرف ہوئیں۔
۳۲۰	مس برہنہ جسم یا کسی باریک حائل پر ہوگا تو معتبر ہے ورنہ نہیں اگرچہ بہزار شہوت ہو۔	۳۲۶	حضرات تنخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے افضل و اکمل مرید تھے۔ فرماتے ہیں: تاجہاں ست نہ ہجو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے بودند ہجو صدیق مریدے۔
۳۲۰	مس و نظر بشوت کے بعد حرمت کے لیے انزال نہ ہونا بھی شرط ہے۔	۳۲۷	قرآن و حدیث سے بی بی کو علم دین سکھانا اور اس پر عمل کی ہدایت کرنا لازم اور بڑے اجر کا کام ہے۔
۳۲۳	تہا ایک عورت کا بیان قابلِ سماعت نہیں نکاح یقیناً قائم ہے۔	۳۲۸	نکاح سُنی بادر خترِ رافضی صحیح ہے یا نہیں اور اولاد مستحقِ ترکہ پوری ہے یا نہیں۔
۳۲۳	حمل حلال کا ہو تو قبل از وضع غیر سے نکاح نہیں ہو سکتا، شوہر سے جس کا یہ حمل ہے نکاح جائز ہے بشرطیکہ طلاق مغلطہ نہ ہو۔	۳۲۸	روافض کے بعض عقائد کفریہ۔
۳۲۳	زنا کا حمل ہو تو زانی و غیر زانی جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، فرق اتنا ہے کہ زانی بے وضع حمل قربت کر سکے گا اور غیر زانی تا وضع ممنوع رہے گا، ہاتھ نہ لگ سکے گا۔	۳۲۹	حرامی عورت کا نکاح سنی مرد سے ہوگا یا نہیں اور اس کی بطنی اولاد میں کچھ نقصان واقع ہوگا یا نہیں۔
۳۲۳	زید و ہندہ میں ناجائز تعلق تھا سہلی بنت ہندہ کو اس کے چچا نے اپنی بیٹی بنا کر زید سے نکاح کر دیا مگر رخصت نہیں ہوئی ہے اب معلوم ہوا کہ سہلی ہندہ کی بیٹی ہے، اب اس نکاح کا کیا حکم ہے اور اس کے بعد زید ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔	۳۲۹	ایک شخص کا حمل ایک عورت کو رہا اور بعد معلوم ہونے حمل کے وہ عورت چاہتی ہے کہ راز فاش نہ ہو مابین حمل عقد درست ہوگا یا نہیں۔
		۳۳۰	ایسی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا جن کی ماں ایک باپ دو بہنوں جائز ہے یا نہیں۔

۳۳۰	دو بہنوں سے آگے پیچھے نکاح کیا کچھلی کا فاسد ہوگا، اس سے مفارقت واجب ہے اگر بعد دخول مفارقت کرے گا تو مہر مسٹی و مہر مثل میں سے جو کم ہوگا وہ لازم ہوگا، عورت پر عدت واجب، اولاد صحیح النسب، اور اسکی عدت گزرنے تک پہلی سے وطی حرام ہوگی۔	۳۳۰	اثبات زنا میں شہادت زنان و شہادت دو مرد ہر گز مسموع نہیں۔	۳۳۲
۳۳۱	جس کا شوہر مفقود ہو اور مرد و عورت دونوں خفی ہوں تو عورت دوسرے نکاح کے لئے کس مدت تک انتظار کرے۔	۳۳۱	اگر دو مرد کسی کے زنا پر اور دو اس کے اقرار زنا پر شہادت دیں تو حد نہیں لگائی جائے گی اور اگر تین مردوں نے زنا اور ایک نے اقرار زنا پر شہادت دی تو تین شہود پر حد قذف لگے گی۔	۳۳۲
۳۳۲	چچی سے نکاح درست ہے۔	۳۳۲	دارالقضاء سے باہر کا اقرار مثبت زنا نہیں ہوتا۔	۳۳۲
۳۳۲	سوتیلے نانا کی دختر سے نکاح کا حکم۔	۳۳۲	اقرار بالزنا بعد رجوع مثبت زنا نہیں رہتا۔	۳۳۲
۳۳۳	زید نے اپنی سالی سے زنا کا اقرار کیا پھر انکار، اس کے اقرار زنا پر قاضی کے سامنے شہادت گزری، اس شہادت اقرار زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں، اور ہندہ زوجہ زید اس پر حرام ہوگی یا کیا۔	۳۳۳	اثبات مصاہرت کے لئے ثبوت زنا کی اصلاً حاجت نہیں مجرد اقرار زنا کافی ہے۔	۳۳۳
۳۳۴	اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اس کی ماں سے قبل اس کے نکاح کے زنا کیا تھا تو کیا حکم ہے۔	۳۳۴	اگرچہ ہزل و مذاق میں ایک بار اقرار کیا کہ اس نے ساس سے زنا کیا حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی پھر لاکھ انکار کرے مسموع نہ ہوگا۔	۳۳۴
۳۳۴	شہادت اقرار اگرچہ مثبت زنا ہونے کی صلاحیت نہ رکھے مگر مثبت اقرار ہے۔	۳۳۴	اگر کسی سے کہا گیا کہ تو نے اپنی بیوی کی ماں سے کیا کیا، اس نے کہا میں نے اس سے جماع کیا، تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اگرچہ وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا۔	۳۳۴
۳۳۴	اگر دو مرد یا دو عورتیں اور ایک مقذوف بالزنا کے اقرار زنا پر شہادت دیں تو قاذف اور شہود پر حد قذف نہ لگائی جائے۔	۳۳۴	عورت سے بشرط بکارت نکاح کیا اور اسے شیب پایا۔ عورت کہتی ہے تیرے باپ نے بکارت کا ازالہ کیا ہے، اگر شوہر نے اس کی تصدیق کردی تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔	۳۳۴
۳۳۴	بینہ سے جو ثابت ہو وہ ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسے معائنہ سے۔	۳۳۴	زنا بمادر زن پیش از نکاح زن اور اس کا نکس دونوں ثبوت حرمت ابدیہ میں یکساں ہیں اگرچہ ایک صورت میں حرمت سابقہ اور دوسری صورت میں طاریہ ہے۔	۳۳۴

۳۳۰	زید کے نکاح میں حرہ تھی پھر کنیر سے نکاح کیا، یہ نکاح کیسا ہوا، اور کنیر کا مہر ذمہ زید ہوگا تو کس قدر اور کنیر اور اولاد کنیر ترکہ زید پائیں گے یا نہیں۔	۳۳۷	مرد اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔
۳۳۰	لوندی پر حرہ کا نکاح جائز ہے مگر اس کا عکس ناجائز ہے۔	۳۳۸	نکاح کے بعد اقرار کیا کہ قبل نکاح منکوحہ کی ماں سے زنا کیا تھا تو حرمت ثابت ہوگئی مگر عورت کے حق پر کوئی اثر نہ پڑے گا، اگر دخول کرچکا ہے تو پورا مہر مسٹی واجب ہوگا ورنہ نصف۔
۳۳۱	اجتماع نکاح فاسد و باطل میں توارث جاری نہیں ہوتا۔	۳۳۸	جنت قاصرہ من جہتہ مقبول اور من جہتہ مردود ہوتی ہے۔
۳۳۱	نکاح فاسد میں بعد وطی مہر مسٹی و مہر مثل میں سے اقل لازم ہوگا۔	۳۳۸	جہاں تک مقررہ اقرار کا ضرر ہے ماخوذ اور جتنا دوسرے پر الزام ہے منبذ ہوگا۔
۳۳۱	جو اولاد نکاح فاسد میں وقت وطی سے چھ مہینے بعد پیدا ہوئی بالاجماع ثابت النسب اور مستحق ارث ہے۔	۳۳۸	کسی کی کنیر سے نکاح کیا اور قبل دخول اس نے پسر شوہر کا بوسہ لیا، شوہر کہتا ہے کہ بوسہ بشوث تھا اور مولی انکار کرتا ہے تو حرمت ثابت ہوگئی اور نصف مہر دینا واجب ہوگا۔
۳۳۲	اگر عورت کا بوسہ رخسار بنظر شہوت لیا عورت کی ساری اولاد اس پر حرام ابدی ہوگئی۔	۳۳۸	حقیقی خالہ سوتیلی ماں کے مرنے کے بعد اس کا شوہر اس کی بھانجی سوتیلی لڑکی سے عقد کر سکتا ہے۔
۳۳۲	نادانستہ اگر نکاح کر لیں تو طرفین پر واجب کہ فسخ کر دیں اور شوہر فسخ پر راضی نہ ہو تو عورت خود فسخ کر سکتی ہے۔	۳۳۹	ہندہ نے زینب کا دودھ پیا ہندہ کے بیٹے پر زینب کی دختر حرام ہے۔
۳۳۲	بوسہ لب خواہی نخواستہ بنظر شہوت ٹھہرے گا لاکھ ادعا کرے کہ میں نے بشوث نہ لیا تھا قبول نہ ہوگا اور امام محمد بن الہمام کے نزدیک بوسہ رخسار میں ایسا ہی ہے۔	۳۳۹	کسی نے زوجہ کے دھوکے میں ہمیشہ یا خوشدامن کا بشوث ہاتھ پکڑا نکاح میں کچھ خلل ہوا یا نہیں اور کس صورت میں عورت اس پر حرام ہوگی۔
۳۳۳	ایک شخص نے ایک عورت اور اس کی بیٹی سے زنا کیا، اب زنا سے توبہ کر کے اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔	۳۳۹	زید نے بکر کے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کیا پھر بے تحقیق بکر کو نامرد ٹھہرا کر خالد سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا اس نکاح اور اولاد کا کیا حکم ہے۔
		۳۴۰	لیلیٰ و سلمیٰ رضاعی بہنیں ہیں زید نے لیلیٰ سے نکاح کیا ہے زید کے پسر عمرو کا نکاح سلمیٰ سے جائز ہے۔

۳۴۳	استاذ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔	۳۵۰	غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ صحابہ نے متعہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی حرمت کو بیان فرمایا۔
۳۴۳	شاگرد عورت سے استاد کا نکاح کیسا ہے۔	۳۵۱	چھوٹی بھالاج سے نکاح کا حکم۔
۳۴۳	بھتیجے کا نکاح چچا کی بیوی سے جائز ہے یا نہیں جبکہ وہ محارم میں سے نہ ہو۔	۳۵۱	۵ رسالہ ہبة النساء فی تحقیق المصاہرة بالزنا (زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت کا بیان)
۳۴۴	مسئلہ زن مفقود۔	۳۵۲	ساس سے زنا کرے تو بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہے اگرچہ بیوی کو اس کا علم نہ ہو۔
۳۴۵	روافض کے اقسام واحکام اور ان کے بعض عقائد کفریہ کا ذکر۔	۳۵۲	"وربائیکم اللہ فی حجورکم" الایۃ کی تفسیر۔
۳۴۶	جمع کرنا درمیان عورت اور اس کی بھتیجی کی بیٹی کے حلال ہے یا حرام۔	۳۵۲	زن مدخولہ کی بیٹی کی حرمت قرآن سے ثابت ہے۔
۳۴۶	ایسی دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جن میں سے جس کسی کو مرد فرض کریں تو دوسری سے اس کا نکاح ناجائز ہو۔	۳۵۲	آیت قرآنی میں وصف "اللہ فی حجورکم" بالاجماع شرط حرمت نہیں۔
۳۴۷	زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ہندہ سے حسن و حسین پیدا ہوئے پھر بعد ہندہ حفصہ سے نکاح کیا حفصہ نے اپنی بیٹی زبیدہ کے ساتھ حسین کے بیٹے بکر کو دودھ پلایا تو بکر کا نکاح زاہدہ بنت حسن سے جائز ہے یا نہیں۔	۳۵۲	وصف نساکم یعنی مدخولات کا زوجہ ہونا بھی بالاتفاق شرط حرمت نہیں۔
۳۴۸	بھتیجی اگرچہ سوتیلی ہو چچا پر حرام قطعی ہے۔	۳۵۲	ماں بیٹی دونوں اگر ایک شخص کی کنیزیں ہوں تو انہیں جماع میں جمع کرنا حرام ہے۔
۳۴۹	حرمت متعہ کا بیان از احادیث وقرآن۔	۳۵۲	کنیزیں "نسائکم" میں اور ان کی بیٹیاں "ربائیکم" میں داخل نہیں۔
۳۵۰	اللہ تعالیٰ نے تا قیام قیامت متعہ حرام فرمایا۔	۳۵۲	کسی عورت سے نکاح اس کی دختر کی تحریم کیلئے نہ تو علت ہے اور نہ ہی جزء علت۔
۳۵۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے روز متعہ اور گدھے کے گوشت سے منع فرمادیا۔	۳۵۲	ماں سے صحبت دختر کے لئے علت تحریم ہے اور یہ قطعاً مزنیہ میں بھی ثابت ہے۔
۳۵۰	متعہ ابتدائے اسلام میں تھا پھر قرآن میں اس کی حرمت نازل ہونے سے یہ حرام ہو گیا۔	۳۵۲	آیت کریمہ "وحلائل ابنائکم الذین من اصلا بکم" کی تفسیر۔
		۳۵۵	"امہات نسائکم" سے کیا مراد ہے۔

۳۵۷	حدیث مذکور کی سند کا بیان۔	۳۵۵	"ولانتکحوا مانکح اباؤکم من النساء" میں نکاح کا کیا معنی ہے۔
۳۵۸	عثمان وقاصی ثقات سے موضوع خبریں روایت کرتا ہے۔	۳۵۵	تخصیص کی دلیل پیش کرنا مدعی تخصیص کے ذمہ ہے۔
۳۵۸	اسحاق بن ابی فروہ متکلم فیہ اور متروک ہے۔	۳۵۵	دخول حرام طور پر بھی تو موطوہ کی دختر کے لئے موجب تحریم ہو جاتا ہے۔
۳۵۹	امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: فروہ کذاب ہے۔	۳۵۵	وہ صورتیں جن میں ایسی عورت سے دخول کیا جو اس کیلئے حلال نہیں مگر اس دخول سے موطوہ کی دختر حرام ہو گئی۔
۳۵۹	اسحاق بن ابی فروہ دو ^۲ ہیں۔	۳۵۵	تحریم دختر کے لئے نہ نکاح شرط نہ وطی کا بروجہ حلال ہونا لازم بلکہ مناط حرمت صرف وطی ہے۔
۳۵۹	اول اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصرو تلمیذ امام زہری رجال ابوداؤد ترمذی وابن ماجہ سے ہے، یہی متروک ہے اور اسی کو امام بخاری نے "ترکوہ" فرمایا۔	۳۵۶	نکاح معنی وطی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف۔
۳۵۹	امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اسحاق بن ابی فروہ سے روایت حلال نہیں۔	۳۵۶	امر فرج میں شرکا احتیاط واجب ہے۔
۳۶۰	اسحاق بن ابی فروہ مذکور کا سن وصال ۱۳۶ھ یا ۱۴۲ھ ہے۔	۳۵۶	اصل فرج میں حرمت ہے جب تک حل ثابت نہ ہو حرمت ہی پر حکم ہوگا۔
۳۶۱	دوم اسحاق بن محمد اسمعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ امام بخاری کے استاذ ہیں ۳۲۶ھ میں وصال فرمایا، یہ ہرگز متروک نہیں۔	۳۵۶	مصاہرت مصاہرت میں فرق نہیں۔
۳۶۱	اسحاق بن محمد بن اسمعیل کو اگرچہ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور ابو حاتم وغیرہ نے صدوق کہا، البتہ کلام سے خالی یہ بھی نہیں ہیں۔	۳۵۶	حدیث "لا یحرم الحرام الحلال" سخت ضعیف و ناقابل احتجاج و ساقط ہے۔
۳۶۱	اسحاق مذکور کے بارے میں امام نسائی نے کہا: ثقہ نہیں۔ دارقطنی نے کہا: ضعیف ہیں۔ اور امام ابوداؤد نے کہا: سخت ضعیف ہیں۔	۳۵۷	بقول امام احمد نہ ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نہ اثرام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ عراق کے کسی قاضی کا قول ہے۔
۳۶۲	اسحاق مذکور کے شیخ عبد اللہ کے بارے میں یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا کہ حافظ کی رو سے ضعیف ہیں۔ اور امام نسائی نے کہا: قوی نہیں ہیں۔	۳۵۷	عثمان بن عبد الرحمن وقاصی، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل عمرو بن سعد کا پوتا متروک ضعیف اور جھوٹا ہے۔

۳۶۳	اگر اس حدیث کے ضعف سند سے قطع نظر بھی کی جائے تو بھی یہ اپنے ظاہر پر یقیناً صحیح نہیں۔	۳۶۳	عورت اور اس کی دختر کی فرج کو دیکھنے والے پر روز قیامت اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ کرے۔
۳۶۳	قلیل پانی یا گلاب میں شراب یا پیشاب ڈال دیں تو وہ پانی اور گلاب حرام ہو جائیں گے۔	۳۶۵	ساس سے زنا کرنے والے پر عورت اور ساس دونوں حرام ہو جاتی ہیں۔
۳۶۳	متعدد مثالیں جہاں حرام شئی حلال کو حرام کر دیتی ہے۔	۳۶۵	حرمت مصاہرہ کی صورت میں مرد و زن کو جدا ہو جانا فرض ہے مگر خود بخود نکاح زائل نہیں ہوتا جب تک شوہر متارکہ نہ کرے، ورنہ بعد متارکہ عدت نہ گزر جائے عورت کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔
۳۶۳	لاجرم حدیث مذکور میں تاویل سے چارہ نہیں کہ حرام من حیث ہو حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔	۳۶۵	حرمت مصاہرہ کے بعد متارکہ سے قبل اگر شوہر وطی کرے تو حرام ہے مگر زنا نہیں اور اس وطی سے پیدا ہونے والی اولاد صحیح النسب ہوگی کیونکہ نکاح باقی ہے۔
۳۶۳	اگر کوئی ظاہر شئی جو کہ حرام ہو کسی حلال میں اس طرح مل جائے کہ تمیز ناممکن ہو تو وہ حلال خود حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اپنی حلت پر قائم رہتا ہے۔	۳۶۵	طلاق اور متارکہ میں فرق۔
۳۶۳	حلال و حرام کے مخلوط کا تناول اس لئے ناجائز ہے کہ بوجہ اختلاط اس کا تناول حرام سے خالی نہیں ہو سکتا۔	۳۶۵	حرمت مصاہرہ اور حرمت رضاعت سے نکاح مرتفع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔
۳۶۴	اس حدیث ضعیف میں بھی ہمارے مذہب کے مخالفین کے لئے اصلاً حجت نہیں۔	۳۶۵	حرمت مصاہرہ کے باوجود تقریق سے قبل اگر شوہر نے وطی کی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔
۳۶۴	ہمارے مذہب کی مؤید چند احادیث۔	۳۶۶	حرمت مصاہرہ کے باوجود اگر خاوند نے نہ چھوڑا اور وطی کرتا رہا تو پیدا ہونے والی اولاد ماں اور باپ دونوں کی وارث بنے گی تاہم زن و شوہر آپس میں ایک دوسرے کی وارث نہیں ہوں گے۔
۳۶۴	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ بیٹی کی اس شئی پر مطلع ہو جس چیز پر اس کی ماں مطلع تھی۔	۳۶۶	اولاد زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے۔
۳۶۴	حدیث میں ہے جو شخص کسی عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہے۔	۳۶۷	در بارہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و کافرہ سے نہ مرتد و مرتدہ ان کے ہم مذہب خواہ مخالف مذہب سے غرض تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔
۳۶۴	جو شخص کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج کو دیکھے وہ ملعون ہے۔		

۳۷۷	شیعہ وغیرہ بدمذہبوں سے شادی کرنا کیسا ہے۔	۳۷۷	سنیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد وہابی سے کرنا ممنوع و ناجائز اور گناہ ہے۔
۳۷۸	زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے جو خواہی نخواستہ انس و محبت والفت پیدا کرتا ہے۔	۳۷۸	غیر مقلدین زماں کے بہت عقائد کفریہ و ضلالیہ ہیں۔
۳۷۸	بدمذہب سے دوستی و محبت ناجائز ہے، اس سے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔	۳۷۸	غیر مقلدوں کا گمراہ و بدمذہب ہونا بروجہ احسن ثابت ہے۔
۳۷۸	آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔	۳۷۸	بدمذہبوں سے کھانا پینا اور بیاہ شادی کرنا ممنوع ہے۔
۳۷۸	آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔	۳۷۸	بدعتیوں سے انس اور دوستی کرنے والا ایمان کے نور اور حلاوت سے محروم ہو جاتا ہے۔
۳۷۸	بدمذہب عورت سے نکاح میں یہ خیال کہ ہم اس کو سنی کر لیں گے محض حماقت ہے۔	۳۷۸	جو اس زمانے میں ان چاروں مذہبوں سے خارج ہو وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔
۳۷۸	محبت میں آدمی اندھا بہرہ ہو جاتا ہے۔	۳۷۸	اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل اور زنا ہے۔
۳۷۹	دل پلٹتے اور خیال بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔	۳۷۸	مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں۔
۳۷۹	بدمذہب کو اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر اور زہر قاتل ہے۔	۳۷۸	غیر مقلد عقیدہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس سے نکاح بحکم آیت وحدیث منع ہے۔
۳۷۹	عورتوں کو شوہروں سے بے پناہ محبت ہوتی ہے۔	۳۷۸	فتویٰ علماءِ پٹنہ
۳۷۹	عورتیں زیادہ نرم دل ہوتی ہیں۔	۳۷۹	فتویٰ علماءِ بہار
۳۷۹	عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں۔	۳۷۹	فتویٰ علماءِ بدایوں
۳۷۹	اگر کسی نے اپنی رضاعی ساس یا رضاعی سالی سے زنا کیا عداً یا سہواً، تو نکاح باقی رہے گا یا نہیں۔	۳۷۹	فی الواقع سنیہ حنفیہ خاتون کا نکاح غیر مقلد وہابی سے یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ۔
۳۷۹	زوجہ کی رضاعی ماں، نانی، دادی سے وطی بلکہ دواعی وطی بھی جبکہ انزال نہ ہو دانستہ یا شبہہ یا جبر واکراہ سے، جس طرح بھی ہوں عورت کو شوہر پر حرام ابدی کر دیتے ہیں۔	۳۷۹	وہابی ہو یا رافضی جو مذہب عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنا صرف ہے۔
۳۷۹	رسالہ اذالۃ العار بحجۃ الکرائم عن کلاب النار (معزز خواتین کو جہنم کے کتوں (بدمذہبوں) کے نکاح میں نہ دے کر شرمندگی سے بچانا)	۳۷۹	

۳۷۷	عقائد کفریہ قطعیہ کی چند مثالیں۔	۳۷۸	وہابیوں کے مذہب پر صرف مسئلہ تقلید میں گیارہ سو برس کے ائمہ دین، علماء کالمین اور اولیاء عارفین سب مشرک قرار پاتے ہیں۔
۳۷۷	مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔	۳۷۸	تقلید شخصی کی سخت شدید تاکید فرمانے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل قرار دینے والے ائمہ کے نام۔
۳۷۷	مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی سے نہیں ہو سکتا۔	۳۷۹	جمہور ائمہ کرام و فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتد و مفتی بہ یہی ہے جو کسی ایک مسلمان کو کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے۔
۳۷۸	کبرائے وہابیہ اور مجتہدین روافض کو پیشوا و امام یا مسلمان سمجھنے والا کافر ہے۔	۳۸۰	حدیث میں ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔
۳۷۸	جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے اسی طرح ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔	۳۸۰	جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن بتائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کا قول اسی پر پلٹ آئے گا۔
۳۷۸	ضروریات دین کے منکر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا باجماع علماء کافر ہے۔	۳۸۰	حدیث و فقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کی تکفیر کرنے والے پر حکم کفر لازم آتا ہے۔
۳۷۸	طوائف ضالہ کے عقائد باطلہ میں کفریات لزومیہ بکثرت ہیں۔	۳۸۰	علامہ شامی نے وہابیوں کو خوارج میں داخل فرمایا۔
۳۷۸	عقائد وہابیہ کے ثانی و وافی بیان پر مشتمل دو رسالوں کا نام۔	۳۸۰	خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس بناء پر کہ وہ اپنے ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔
۳۷۸	تقلید ائمہ کو شرک اور مقلدوں کو مشرک کہنا غیر مقلدوں کا مشہور معروف عقیدہ ضلالت ہے۔	۳۸۰	وہابی طحہ و بے دین ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔
۳۷۸	معاملات انبیاء و اولیاء سے متعلق ادنیٰ باتوں پر ممنوع و مکروہ بلکہ مباحات و مستحبات پر جا بجا حکم شرک لگا دینا خاص اصل اصول وہابیت ہے۔	۳۸۱	وہابیہ کے مذہب نامہ مذہب پر نہ صرف امت مرحومہ بلکہ انبیاء کرام و ملائکہ عظام و خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتیٰ کہ خود رب العزت جل و علائک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں۔
۳۷۸	وہابیوں کا خلاصہ اعتقادیہ ہے کہ جو وہابی نہ ہو مشرک ہے۔	۳۸۱	خود کفریات بکثرت پر راضی ہونا یا انہیں برائہ جاننا یا ان کے لئے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے۔

۳۸۶	افیون و حشیش کی بیج کا حکم۔	۳۸۲	جو وہابی کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو اور نہ ہی کسی ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہو تو اس کو برائے احتیاط کافر نہ کہیں گے، اور یہی احتیاط جو مانع تکفیر ہے مانع نکاح بھی ہے۔
۳۸۶	جواز کے یہ دونوں اطلاق (بمعنی صحت و حلت) تو شائع و ذائع ہیں اور ان کے سوا کچھ اور اطلاقات بھی ہیں۔	۳۸۲	یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔
۳۸۶	جواز کا اطلاق کبھی نفاذ کے معنی پر بھی ہوتا ہے۔ (حاشیہ)	۳۸۲	احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ کہ احتمالات غیر واقعہ کا۔
۳۸۷	نفاذ اخص من وجہ ہے حل اور صحت سے یعنی کبھی نفاذ ہوگا حل اور صحت نہیں ہوں گے اور کبھی حل و صحت ہوں گے نفاذ نہ ہوگا۔ (حاشیہ)	۳۸۳	بد مذہب کسی سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہو سکتا۔
۳۸۷	جواز کبھی لزوم کے معنی کے لئے آتا ہے۔	۳۸۳	اس شبہ کا جواب کہ جب اہل کتاب سے مناکحت جائز ہے تو غیر مقلد سے کیوں جائز نہیں۔
۳۸۸	لزوم اور صحت و نفاذ میں نسبت عموم و خصوص مطلق کی ہے۔	۳۸۳	اہل کتاب سے مناکحت کے کیا معنی ہیں۔
۳۸۸	لزوم اور حل میں نسبت عموم و خصوص من وجہ کی ہے۔	۳۸۳	عورت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔
۳۸۸	آیہ کریمہ "واحل لکم ما کوراء ذالکم" میں حل بمعنی عدم حرمت و طہی ہے جو گناہ کے منافی نہیں۔	۳۸۳	شرع مطہر نے کتابی سے مسلمہ کا نکاح زنا مانا اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح جانا، وجہ فرق کیا ہے۔
۳۸۹	جواز بمعنی صحت، عدم جواز بمعنی ممانعت و اثم کے منافی نہیں۔	۳۸۵	عورت کے لئے کفایت مرد بالاجماع ملحوظ ہے اور مرد بالغ کے حق میں کفایت زن کا کچھ اعتبار نہیں۔
۳۸۹	رسنعفی امام معتمد ہیں قول و فعل میں اگر روز قیامت ان کی روایت پر عمل میں ہم سے گرفت ہوئی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے ان کے ارشاد پر عمل کیا۔	۳۸۵	ذنات فراش وجہ غیظ مستقرش نہیں ہوتی۔
۳۹۰	بد مذہبوں سے سنیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر دلائل۔	۳۸۵	عرف فقہ میں جواز دو معنی پر مستعمل ہے ایک بمعنی صحت اور عقود میں یہی زیادہ متعارف ہے، دوسرا بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ مروج ہے۔
۳۹۰	دلیل اول	۳۸۵	اذان جمعہ کے وقت بیچ صحیح ہوگی اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔
۳۹۰	اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔	۳۸۵	صحت تو حل کو لازم ہے مگر حل صحت کو لازم نہیں۔

۳۹۳	ایک ہمنشین جس قدر دوسرے پر دلالت کرتا ہے اس قدر کوئی اور شے دوسری شے پر دلالت نہیں کرتی۔	۳۹۰	اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار نہ ہو سکے۔
۳۹۳	دوسرا مؤید: شوہر کا عورت پر حاکم ہونا۔	۳۹۰	دلیل دوم
۳۹۳	تیسرا مؤید: عورت میں مادہ قبول والفعال کی کثرت۔	۳۹۱	قرآن گواہ ہے کہ زن و شوئی وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی نخواہی باہم انس و محبت والفت ورافت پیدا کرتا ہے اور حدیث شائد ہے کہ عورت کے دل میں جو بات شوہر کی ہوتی ہے کسی کی نہیں ہوتی۔
۳۹۳	چوتھا مؤید: عورتوں کا ناقصات العقل والدین ہونا۔	۳۹۱	بد مذہب کی محبت سم قاتل ہے۔
۳۹۳	پانچواں مؤید: عورت کے دل میں شوہر کی محبت۔	۳۹۱	بد مذہبوں سے دوستی کرنے والا بکرم قرآن انہی میں سے ہے۔
۳۹۳	حدیث میں ہے کہ محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔	۳۹۱	آدمی کا شرا اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔
۳۹۳	آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھ بھال کر دوستی کیا کرو۔	۳۹۱	دلیل سوم۔
۳۹۴	دل پلٹنے اور خیال بدلتے دیر نہیں لگتی۔	۳۹۱	اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔
۳۹۴	قلب کہتے ہی اسی لئے ہیں کہ وہ منقلب ہوتا ہے۔	۳۹۱	بد مذہب ہی ہلاک حقیقی ہے۔
۳۹۴	شرع مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے لئے مقدمہ اور داعی کو بھی حرام بتاتی ہے۔	۳۹۲	صحبت خصوصاً بدکاثر پڑ جانا احادیث و تجارب صحیحہ سے ثابت ہے اس کے لئے پانچ مؤیدات۔
۳۹۴	مقولہ مسلمہ ہے کہ مقدمۃ الحرام حرام۔	۳۹۲	پہلا مؤید پانچ حدیثیں۔
۳۹۵	جس طرح زنا حرام ہوا زنا کے پاس جانا بھی حرام ہوا۔	۳۹۲	اچھے برے ہمنشیں کی تمثیل و کہاوت۔
۳۹۵	داعی کے لئے مفضی بالذام ہونا ضرور نہیں۔	۳۹۲	گمراہوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔
۳۹۵	دلیل چہارم۔	۳۹۲	مصابہ پر مصاحب کو قیاس کرو۔
۳۹۵	مرد عورتوں پر حاکم و مسلط ہیں۔	۳۹۳	برے ہمنشین سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا۔
۳۹۵	عورت پر سب سے بڑھ کر حق اس کے شوہر کا ہے۔		

۳۹۵	اگر غیر خدا کو سجدہ روا ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔	۴۰۰	کتابیہ سے بے ضرورت نکاح مکروہ ہے۔
۳۹۶	بدمذہب کی تعظیم حرام ہے۔	۴۰۰	کتابیہ حربیہ سے نکاح عند التحقیق ممنوع و گناہ ہے۔
۳۹۶	جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کو ڈھادینے میں مدد کی۔	۴۰۲	مرد اور عورت میں کئی وجوہ سے فرق۔
۳۹۶	فاسق شرعاً واجب الایمانہ ہے اور اس کی تعظیم ناجائز ہے۔	۴۰۳	وہابیوں کو نہ خوفِ خدا ہے نہ خلق سے حیا۔
۳۹۷	دلیل پنجم۔	۴۰۳	سنیت و ہابیت سے صاف مباین ہے لہذا سنی و وہابی کا اجتماع ناممکن ہے۔
۳۹۷	منافق کو سردار کہہ کر مت پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو بے شک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا ہے۔	۴۰۳	کسی وہابی کا سنی ہونا ایسے ہی محال ہے جیسے رات کا دن ہونا یا نصرانی کا مومن ہونا۔
۳۹۸	دلیل ششم۔	۴۰۴	مشتبہ الحال منکر و ہابیت کو پرکھنے کا طریقہ۔
۳۹۹	جو عورت کسی بدمذہب کی جو رو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کُتے کے تصرف میں آئی۔	۴۰۵	جنتِ سنت کے آٹھ باب جو ہادی حق و صواب ہیں۔
۳۹۹	اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتے کر کے اسے پھر کھالیتا ہے۔	۴۰۵	زید سنی اور ہندہ شیعہ ہے ان کا نکاح ہو گیا ہے انہیں شرعاً ہمستری جائز ہے یا نہیں، نیز اولاد کا کیا حکم ہوگا۔
۳۹۹	بدمذہب کتنا ہے بلکہ کتنے سے بھی بدتر ہے۔	۴۰۶	زید نے حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے بحکم ایک عالم کے نکاح کیا، یہ نکاح کیسا ہے اور اس عالم کا کیا حکم ہے۔
۳۹۹	بدمذہب لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔	۴۱۰	زید نے اپنی بی بی کی زندگی میں اس کی خواہر حقیقی سے نکاح کیا اور دوسری سے نکاح کے بعد قبل خلوت صحیحہ یا بعد خلوت پہلی کو طلاق دے دی، ان دونوں صورتوں میں کیا حکم ہے۔
۴۰۰	بدمذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب جانوروں سے بدتر ہیں۔	۴۱۰	ساس سے زنا کے باعث جبکہ منکوحہ حرام ابدی ہو جائے تو اس سے پردہ بھی فرض ہو جاتا ہے یا وہ مثل محارم ہو جاتی ہے کہ دیکھنا چھونا تنہا مکان میں رہنا جائز ہے۔
۴۰۰	دلیل ہفتم۔	۴۱۲	مسئلہ زن مفقود۔
۴۰۰	کون سی کتابیہ سے نکاح جائز ہے۔	۴۱۳	سید سید، شیخ، پٹھان پٹھان ان قوموں میں بڑے بھائی کی لڑکی اور چھوٹے بھائی کا لڑکا ہو تو نکاح جائز ہے یا نہیں۔

۴۱۶	تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے، دیوث، مردانی وضع کی عورت اور شرابی۔	۴۱۳	زید و عمرو حقیقی چچا زاد بھائی ہیں ایک کا دوسرے کی دختر سے نکاح کیسا ہے اور غیر حقیقی میں کیا حکم ہے۔
۴۱۷	زید نے جمع بین الاختین کیا باوجود منع کرنے کے نہ مانا اس پر مسلمانوں نے اس سے اجتناب کیا بعض نے اس کا ساتھ دیا تو شرعاً یہ اجتناب حق ہے یا نہیں اور زید اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ کھانے پینے، سلام کلام کا کیا حکم ہے، اور زید پر کون سی عورت حلال ہے۔	۴۱۳	آپس میں بھائی اور بہنوں سوائے نسبی اور رضاعی کے نکاح جائز ہے یا نہیں۔
۴۱۷	سنی کو اپنی دختر رافضی کے نکاح میں دینا کیسا ہے اور سنی باوجود ناجائز کے دے تو کیا حکم ہے۔	۴۱۳	غیر حقیقی دادا کی دختر سے نکاح کا کیا حکم ہے۔
۴۱۷	زمانہ سلف سے اس وقت سنی اور رافضی کے درمیان قرابت کا کیا باعث، آیا اس وقت میں علماء نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت کے شیعہ اور اب کے روافض میں کچھ فرق ہے۔	۴۱۴	پھوپھی خالہ بہن اسی طرح جتنی عورات عورت کے محارم ہیں ان کی زندگی میں ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح اگرچہ حرام ہے مگر وہ عورت کے محارم نہیں ہو جاتے ان سے پردہ کا وہی حکم ہے جو اجنبی سے۔
۴۱۸	فاسق ملعون سے ابتداءً بالسلام مکروہ ہے یونہی بوڑھا مذاقی، کذاب، لاغی، گالیاں بکنے والا، اجنبی عورتوں کو گھورنے اور تاک جھانک کرنے والا، گانے والا اور بکوتر باز وغیرہ۔	۴۱۵	شرعاً پھوپھا، خالو، بہنوئی اور جیٹھ، دیور اور چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کے بیٹوں اور راہ چلتے اجنبی سب کا ایک حکم ہے بلکہ ان سے زیادہ احتیاط لازم۔
۴۱۹	مرتکب حرام کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے والا بھی اسی کی مثل ہے۔	۴۱۵	سنی کو اپنی دختر رافضی تہرائی قاذف حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں، اور باوجود ناجائز کے بھی ایسا کرے تو کیا حکم ہے۔
۴۱۹	گناہ کی نحوست فاعل کے غیر پر بھی ہوتی ہے۔	۴۱۶	حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قاذف کافر ملعون ہے جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے۔
۴۲۰	غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔	۴۱۶	جو شخص اپنی دختر یا خواہر کا نکاح قاذف یا مرتد سے کرے وہ دیوث ہے
۴۲۰	جو قرآن عظیم کو ناقص مانے کافر ہے۔	۴۱۶	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین شخصوں پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا، ماں باپ کا نافرمان، مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورت اور دیوث۔
۴۲۰	آج کل کے رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کوؤں میں سپید رنگ والا۔		

۴۲۲	مسئلہ جمع بین الاختین۔	۴۲۰	رافضیوں کے ساتھ مناکحت حرام قطعی اور زنائے خالص ہے۔
۴۲۳	بعد انتقال زوجہ اس کی بھانجی بھتیجی سے فوراً نکاح جائز ہے۔	۴۲۰	جوانی بہن یا بیٹی رافضیوں کے دے وہ دیوث ہے۔
۴۲۳	زید لڑکی کا نکاح کر کے باہر چلا گیا، داماد اور لڑکی اور اپنی بی بی کو مکان پر چھوڑ گیا، چھ ماہ بعد واپس آیا تو عورت کو حاملہ پایا، بعد تحقیق معلوم ہوا کہ داماد سے حاملہ ہے۔ تو لڑکی داماد کے نکاح میں رہی یا نہیں۔ طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں۔ مہر لازم ہے یا نہیں۔ اور زوجہ بعد وضع حمل زید کی رہی یا نہیں، اور داماد کے نکاح میں اس کی زوجہ آسکتی ہے یا نہیں۔	۴۲۰	حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرأ فقہاء کرام کے نزدیک مطلقاً کافر ہے۔
۴۲۴	سو تیلے باپ کے بھائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔	۴۲۰	گمراہ و بددین کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و ممنوع ہے۔
۴۲۵	زید سے اس کے خسر و خوشدامن کسی سبب ناراض ہوئے زوجہ زید کو بلایا زید کے ماں باپ نے کہا جب ناراضی دور ہو جائے گی بھیج دیں گے، زوجہ زید مکان بکر پر کسی تقریب میں گئی وہاں سے خسر زید کے آدمی زبردستی اسے لے گئے اب بلانے سے کہتے ہیں کہ زید نے طلاق دے دی ہے دوسری جگہ نکاح کر دینا چاہتے ہیں اس نکاح اور شوہر ثانی سے وطی کا کیا حکم ہے۔	۴۲۱	پہلے دور اور موجودہ دور کے رافضیوں میں فرق۔
۴۲۵	جو کسی عورت کو اس سے بگاڑ دے بحکم حدیث وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔	۴۲۱	عورت نے بعد طلاق عدت گزرنے سے پہلے دوسرے سے عقد کر لیا اب شوہر ثانی سے ناراض ہے وہ اور اس کے ورثاء کہتے ہیں کہ نکاح عدت کے اندر ہوا تھا اس لئے جائز نہ ہوا اب شخص ثالث سے اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔
۴۲۶	عورت کو اپنے شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کرا دینا اشد و اخبث ظلم ہے۔	۴۲۲	عدت کے اندر جو نکاح بوجہ عدم علم عدت ہو اس کا فسخ مرد و عورت دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے سامنے کر سکتا ہے۔
۴۲۶	جھوٹی گواہی بت پونے کے برابر کی گئی ہے۔	۴۲۲	متار کہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں یہی حق ہے، علامہ مقدسی نے اس پر جزم فرمایا۔
۴۲۶	جھوٹے گواہ کے قدم اپنی جگہ سے ہٹے نہیں پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس پر عذاب جہنم واجب کر دے گا۔	۴۲۲	کیا زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید کے نکاح میں آسکتی ہے۔

۴۳۴	ایذا والدین اشد کہاں ہے۔	۴۲۶	زید ایک مسجد کا امام ہے اس نے جمع بین الاختین کیا، اعتراض پر کہا یہ امام شافعی کے یہاں جائز ہے، اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔
۴۳۴	جو دو بلاؤں میں مبتلی ہو اسے چاہئے کہ ان میں سے ہلکی کو اختیار کرے۔	۴۲۷	زید کی دو زوجہ تھیں، زوجہ اولیٰ سے عمرو اور ثانیہ سے بکر خالد ولید، عمرو کا پوتا سعید سعید کی دختر لیلیٰ، لیلیٰ کی دختر سلمیٰ یہ سلمیٰ عمرو کے سوتیلے بھائیوں پر حرام ہے یا حلال۔
۴۳۴	حکم شرع کو باطل اور مسئلہ کفار کو صحیح ماننے والے صریح کفار و مرتدین ہیں ان سے میل جول حرام ہے۔	۴۲۹	عدت کے اندر عورت زنا سے حاملہ ہوئی، اب زانی بعد مرور ایام عدت نکاح چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں۔ اور وطی قبل وضع کا کیا حکم ہے۔
۴۳۴	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔	۴۳۰	دو حقیقی یا تائیا یا چچا زاد بھائیوں کی اولاد کا آپس میں نکاح درست ہے یا نہیں، حلال ہے تو جو اسے نہ مانے اور کہے کہ گویہ مسئلہ شرع کا ہے لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے، ہماری برادری میں باپ دادا سے کبھی ایسا نہیں ہوا، ایسے لوگوں سے میل جول اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم، اگر ان کی مخالفت میں ماں باپ ناراض ہوں تو والدین کی اطاعت کرے یا شرع کی۔
۴۳۴	مرتدین سے میل جول کے بارے میں والدین کی اطاعت ناجائز ہے۔	۴۳۱	حضرت امام عبداللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں فاطمی ہیں اسی لئے آپ کو محض کہا جاتا ہے آپ کے وصال کے بعد آپ کی قبر پر ایک سال تک آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیمہ بنائے رکھا۔
۴۳۵	جو کسی امر کفار کو اچھا جانے فقہاء اس کی تکفیر کرتے ہیں یہاں تک اگر یوں کہے کہ وقت طعام ترک کلام مجوسیوں کی اچھی بات ہے یا ترک مجامعت بحالت حیض مجوسیوں کی اچھی رسم ہے تو کافر ہو جائے۔	۴۳۱	مزارات پر قبہ بنانے کا ثبوت۔
۴۳۵	اگر کوئی کسی کو کہے کہ حکم شرع یوں ہے وہ جواب میں کہے کہ میں تو اپنی رسم کے مطابق کام کرتا ہوں شرع سے نہیں۔ تو بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔	۴۳۳	السبت مصدر ہے اور اس کا معنی ہے تعظیم السبت۔
۴۳۵	حقیقی بھانجہ کی بیٹی سے نکاح کا کیا حکم۔	۴۳۳	ظالموں کی طرف میل مت کرو ورنہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے گی۔
۵۳۶	مسئلہ نکاح زن رافضیہ باسنی۔	۴۳۳	فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا گناہ ہے۔

۴۴۴	نکاح اگر فاسد واقع ہوا ہو تو تنہا عورت حق فسخ رکھتی ہے۔	۴۳۷	سوتیلی خالہ سے نکاح کا حکم۔
۴۴۵	ہندہ نے زید سے ناجائز تعلق رکھا پھر اپنی بیوہ دختر کا نکاح بے رضامندی دختر بجز زید سے کر دیا بے طلاق اب اس کا نکاح دوسرے سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۴۳۷	ساس یا سالی سے صحبت کرے تو کیا عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اس کی عدت ہے یا نہیں۔
۴۴۵	ثبوت حرمت مصاہرت کے لئے مشتمات ہونا ضروری ہے۔	۴۳۷	ایسی دو عورتوں کا ایک وقت میں نکاح میں لانا کہ ایک کو مرد قرار دیں تو صورت محرمات میں آجائیں درست ہے یا نہیں۔
۴۴۶	"وجود الشہوة من احدہما یکفی" کے معنی۔	۴۳۸	ساس نے اپنی نابالغ لڑکی کے مرجانے کے بعد اس کے شوہر سے نکاح کیا، کیا حکم ہے۔
۴۴۶	حرمت مصاہرت کے لئے دونوں کا مشتی و مشتمات ہونا ضروری ہے وجود شہوت وقت مس وغیرہ ایک سے کافی ہے۔	۴۳۸	سوتیلے بیٹے کی بی بی سے نکاح کا حکم۔
۴۴۶	بھتیجی، بھانجی، بھتیجی، بھانجے کی لڑکی سے نکاح کیسا ہے۔	۴۳۹	سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے۔
۴۴۷	سنی نے رافضیہ سے بطور شیعہ صیغہ پڑھایا بطریق اہلسنت نکاح نہ ہوا دونوں اپنے مذہب پر قائم رہے اولاد کیسی ہوئی۔	۴۳۹	ایک شخص عدت میں نکاح پڑھوا دیتا ہے اور "یتربصن" کو صرف جماع سے بچنے پر حمل کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔
۴۴۷	روافض کی تکفیر بوجہ ان کے عقائد ملعونہ مثل رجعت اموات بدینا واجب ہے۔	۴۴۱	رنڈی سے نکاح کیسا ہے۔ جائز ہے تو بعد توبہ یا بے توبہ۔
۴۴۸	حاملہ عورت کا نکاح جائز ہے۔	۴۴۱	آیہ کریمہ "الزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک" میں چار تاویلیں ماثر ہیں۔
۴۴۸	بورے آدمی کا نکاح کس طرح کیا جائے۔	۴۴۳	قبل متارکہ و تفریق بین المحارم غیر مدخولہ سے دوسرے کا نکاح درست ہے یا نہیں۔
۴۴۸	مسئلہ زن مفقود الخبر۔	۴۴۳	قاضی شرع کون ہے۔ یہاں کون حق فسخ و تفریق رکھتا ہے۔
۴۴۹	تحقیق الفرق بین المتارکۃ والفسخ۔	۴۴۴	متارکہ یا تفریق ثانیہ ضرور ہے اور ناک متارکہ نہیں کرتا تو کیا کیا جائے۔
۴۵۱	چچا کی نواسی سے نکاح کا حکم۔	۴۴۴	اسلامی ریاست میں مسلمان حاکم نائب شرع ہے بشرطیکہ وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ نہ ہو۔

۴۵۷	بھانجی سے نکاح حرام ہے۔	۴۵۱	سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح کا حکم۔
۴۵۷	تبرائی رافضی کے ساتھ نکاح باطل محض ہے۔	۴۵۲	خسر نے بہو سے زنا کیا بیٹے کا نکاح رہا یا نہیں۔ بہو دغوی زنا کرے خسر منکر ہو تو کیا حکم ہوگا۔ اور دونوں اقرار کرتے ہوں تو کیا اور اگر شہادت سے ثابت ہو تو کیا، اور شہادت کیسی ہو۔
۴۵۸	زید کی ساس کہتی ہے اس نے مجھ سے زنا کیا، دو گواہوں نے زنا کرتے دیکھا، زید یہ کہہ کر فرار ہو گیا کہ میری عورت غیر مدخولہ مجھ پر حرام ہے جس کو چاہے دے دے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔	۴۵۲	محض عورت کا بیان حرمت مصاہرت کے لئے کوئی چیز نہیں جب تک شوہر تصدیق نہ کرے۔
۴۶۰	فقیرے نے بیبا کا دودھ حقیطن کے ساتھ پیا پھر بیبا کے فہمین ہوئی فقیرے کا نکاح فہمین سے کیا ہے۔	۴۵۳	اپنے فعل پر خود اپنی شہادت مقبول نہیں۔
۴۶۰	فہمین بے طلاق کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ زوجہ کے مرنے کے بعد اس کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔	۴۵۳	پرداد کی پر نواسی، دادا کی بھانجی کی بیٹی، چچیری چچی سے نکاح کا حکم۔
۴۶۱	بہو سے بعد طلاق یا موت پسر نکاح کیا ہے۔	۴۵۴	خوشدامن سے وطی کرنے والے کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔
۴۶۱	حکم نکاح بادرختہ دختر برادر خود۔	۴۵۴	زوجہ کی خالہ سے زوجہ کے ہوتے ہوئے نکاح کا حکم۔
۴۶۲	زید کی نواسی زوجہ اولیٰ سے اور لڑکا زوجہ ثانیہ سے ہے ان کا عقد ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۴۵۴	علاقہ بہن کی پوتی سے نکاح حرام ہے۔
۴۶۳	بکر نے زید کی بی بی کا پہلی اولاد پر دودھ پیا تین اولادوں کے بعد زید کی جو لڑکی ہوئی اس لڑکی بکر کے نکاح کا حکم۔	۴۵۴	جس عورت سے نکاح کیا تھا اس کی دختر شوہر اول سے نکاح کا حکم۔
۴۶۳	سالی سے زنا حرام ہے مگر وہ عورت کو حرام نہیں کرتی۔	۴۵۴	زوجہ کو طلاق دے اور عدت گزر جائے تو اس کی علاقہ بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔
۴۶۴	زید نے ہندہ نابالغہ سے نکاح و جماع کیا پھر طلاق دے دی، ہندہ نے پھر عمرو سے نکاح کیا، عمرو سے اس کے لڑکی ہوئی، یہ لڑکی زید پر حرام ہے یا نہیں۔	۴۵۵	مسئلہ نکاح در عدت۔
۴۶۴	ماں سے محض نکاح بیٹی کو حرام کرتا ہے یا نہیں۔ یونہی بیٹی سے ماں کو دونوں میں وطی شرط حرمت ہے یا نہیں اور بلوغ شرط ہے یا نہیں۔	۴۵۶	زوجہ کی خالہ کو نکاح میں لانا حرام ہے فوراً چھوڑ دے، اور جب تک عدت نہ گزرے زوجہ کو ہاتھ لگانا بھی حرام ہے۔

۴۶۸	دو شخصوں نے کہا کہ لڑکے کا باپ اور لڑکی کی ماں ناجائز تعلقات رکھتے ہیں لڑکی کے باپ نے قرآن شریف اٹھانے کو کہا، انکار کیا اور چلے گئے ثبوت نہ ہوا، کیا حکم ہے۔	۴۶۳	ممانی اور چچی سے نکاح جائز ہے۔
۴۶۸	مولانا صاحب سے پوچھا، نکاح پڑھانے آئیں گے کہا: میں نہیں آؤں گا تو کون آئے گا۔ وقت نکاح نہیں آئے اور کہا: جو کوئی ان کا نکاح پڑھائے گا اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی۔	۴۶۳	نسبی رشتوں سے چار قسم کی عورتیں حرام ہیں۔
۴۶۹	یہی سوال انداز بدل کر۔	۴۶۵	عورت نے دغوی کیا کہ تیرے باپ نے مجھ سے زنا کیا، اس پر شوہر نے طلاق دے دی، تین مہینے ہو گئے، اب عورت کہتی ہے تم نے مجھ پر تہمت رکھی تھی اس لئے غلط بات کہی، آیا عورت سے پھر نکاح ہو سکتا ہے۔
۴۶۹	زید کی سسرال کے رشتہ کے ماموں کے لڑکے اور زید کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۴۶۶	آوارہ عورتیں بے پردہ رہتی کھلے بندوں چلتی پھرتی ہیں جن سے زنا بھی ثابت ہوا حمل گرائے گئے ہوں یا طوائف کا نکاح بے استبراء رحم جائز ہے یا نہیں۔
۴۷۰	اپنے حقیقی بھائی کی رضاعی بیٹی کی بیٹی سے نکاح کے بارے میں بعض بنگالیوں کے فتوے کا رد۔	۴۶۶	خسر نے بہو سے زنا کیا، بہو کو اقرار ہے، خسر نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار، جب یہ کہا جاتا ہے کہ تو نے بہت سخت گناہ کیا تو کہتا ہے خطا ہوئی، کیا کریں، کیا حکم ہے، عورت مہر لے سکتی ہے یا نہیں۔
۴۷۰	بھائی کی رضاعی نواسی سے نکاح جہالت، گمراہی اور شریعت پر افتراء ہے۔	۴۶۷	خسر نے بہو سے زنا کیا تو کیا وہ شوہر کے پاس رہ سکتی ہے۔
۴۷۰	بھائی کی نواسی سے نکاح ایسا ہے جیسے اپنی بہن سے۔ چاہے نواسی نسبی ہو یا رضاعی، اور یہ نکاح قرآن، حدیث اور اجماع کی رو سے حرام قطعی ہے۔ اس کی نسبت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ یا کسی اور امام المسلمین کی طرف کرنا خطائے محض ہے۔	۴۶۷	رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح جائز ہے اور کن سے ناجائز۔
۴۷۰	بھائی کی رضاعی نواسی سے جواز نکاح کا فتویٰ دینے والے عالم نہیں بلکہ جاہلوں سے ہزار درجہ بدتر ہیں۔	۴۶۸	لڑکا اور اس کا باپ شہادت دلاتے ہیں کہ ہم سنی ہیں اور ہمیں شیعہ جانتے ہو تو اطمینان کے لئے ہمیں سنی کرلو، ان کے ہم وطن شیعہ کہتے ہیں کہ یہ سنی ہیں، یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ انھیں ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا برتاؤ کرتے دیکھا اور بعض مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ نہیں ہیں اور ان کے والد کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے، کیا حکم ہے۔
۴۷۰	جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔		

۴۷۷	حدیث میں ہے لوگ جاہلوں کو رہنما بنا کر ان سے سوال کریں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔	۴۸۳	خلاف متفرد اجماع میں قادیان نہیں۔
۴۷۸	جس مرد کی طرف دودھ منسوب ہے وہ رضیع کا باپ، اس کی اولاد رضیع کے بھائی بہن، اس کے بھائی رضیع کے چچے اور اس کی بہنیں رضیع کی پھوپھیاں ہوں گی جبکہ رضیع کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔	۴۸۳	ظاہر یہ مبتدع ہیں اجماع میں ان کے خلاف کچھ اعتبار نہیں کہ مبتدع امت دعوت ہیں امت اجابت نہیں۔
۴۷۹	فرقہ ظاہر یہ مخالف ائمہ اربعہ و تمام مجتہدین ہے ان کے امام داؤد ظاہری کو اہل سنت سے جاننا جہل و سفاہت ہے وہ ہرگز اہلسنت نہیں۔	۴۸۳	"ان الله حرم من الرضاع ما حرم من النسب" حدیث مشہور اور صدر اسلام سے اس وقت تک علماء میں متعلق بالقبول ہے۔
۴۸۰	فرقہ ظاہر یہ کی مخالفت کچھ اعتبار نہیں۔ نہ ان میں سے کسی کی تقلید جائز، ظاہر یہ مسلوب العقل ہیں کہ قیاس جلی کے منکر ہیں۔	۴۸۴	سنت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہوتا۔
۴۸۲	نقل مذہب غیر میں بارہا لغزش ہو جاتی ہے۔	۴۸۴	جو حکم کتاب و سنت مشہورہ اور اجماع کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔
۴۸۲	دار الحرب میں حربیہ سے زنا کی تحلیل کو امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرنا محض باطل ہے۔	۴۸۴	قول ضعیف و مرجوح پر حکم و فتویٰ جہل و خرق اجماع ہے۔
۴۸۲	حلت غراب کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف کرنا باطل ہے۔	۴۸۵	مقلد کو اپنے امام کے خلاف حکم جائز نہیں۔
۴۸۲	امام مالک کی طرف حلت متعہ کی نسبت کرنا صحیح نہیں، امام مالک متعہ کرنے والے پر حد زنا نافذ کرتے ہیں۔	۴۸۵	قاضی مجتہد، مجتہد فیہ میں اپنی رائے کے خلاف اگر حکم کرے گا تو نافذ نہ ہوگا۔
۴۸۲	حنیفہ و دیگر ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے مگر وہ اس پر حد زنا نافذ نہیں کرتے۔	۴۸۷	○ الجمل الحسن فی حرمة ولد اخی اللہ (رضاعی بہن بھائی کی اولاد کے ساتھ حرمت نکاح کا عمدہ اور روشن بیان)
۴۸۳	ابن علیہ ایک محدث ہیں مجتہد نہیں ہیں۔	۴۸۷	کسی کم علم نے اولاد رضیع اور اولاد مرضعہ کے درمیان جواز نکاح کا فتویٰ لکھ دیا جو پذیرِ رعب مولوی اکرام الدین صاحب امام و خطیب مسجد وزیر خاں علی حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی تک پہنچا تو آپ نے اس غلط فتوے کے رد میں یہ رسالہ تحریر فرمایا۔

۴۸۹	غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین نے ایک وہابی خیال مولوی کے غلط فتویٰ پر مہر تصدیق لگادی اور اعلیٰ حضرت کی طرف سے گرفت پر اس سے رجوع کیا دوسرا فتویٰ اس پہلے کے رد میں لکھا اور عذر گناہ بدر از گناہ پیش کیا۔	۴۸۹	رضیع کی بیوی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے۔	۴۹۳
۴۹۰	آتش جہنم پر جرات غیر مقلدی کے لئے لازم بین ہے۔	۴۹۰	رضیع کی بیٹیاں اور نواسیاں مرضعہ کے شوہر اور اس کے بیٹیوں پر حرام ہیں۔	۴۹۳
۴۹۰	جو فتویٰ پر زیادہ جرات کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ جرات کرتا ہے۔	۴۹۰	دودھ کا چچا بھی بچا ہے ان سے پردہ کی حاجت نہیں۔	۴۹۳
۴۹۰	اللہ تعالیٰ ائمہ کے مقابلے کا مزہ چکھاتا ہے۔	۴۹۰	رضاعی چچا کی تفسیر۔	۴۹۳
۴۹۰	کلمتہ کے مولوی لطف الرحمن بردوانی نے محارم سے نکاح کے جواز کے بارے میں جہاں بھر کے علماء کو مخاطب کرتے ہوئے ایک طویل عربی سوال چھپوایا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے دلائل و نصوص پر مشتمل ایک رسالہ "نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخي اللہان" تحریر فرمایا۔	۴۹۰	ماں کے رضاعی بیٹے کی بیٹی، بھتیجی اور محرم ہے۔	۴۹۳
۴۹۱	رضیع و مرضعہ کی اولادوں کے درمیان نکاح کے حرام ہونے پر تین نصوص۔	۴۹۱	اولاد رضیع جس طرح مرضعہ کی پوتا پوتی، نواسا نواسی باجماع قطعی ہے یونہی باجماع ائمہ اربعہ و جملہ فقہاء وہ شوہر مرضعہ کے بھی پوتے ہیں اور نواسے ہیں۔	۴۹۴
۴۹۱	جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔	۴۹۱	دودھ کے رشتوں کا قاعدہ کلیہ یہ کہ اس سے چار قسم کی عورتیں حرام ہوتی ہیں۔	۴۹۴
۴۹۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔	۴۹۱	رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں نسبی بھانجی اور نسبی بھتیجی کی طرح حرام قطعی ہے۔	۴۹۶
۴۹۲	رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔	۴۹۲	اخوت رشتہ منکر رہ ہے کہ دونوں طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے۔	۴۹۶
۴۹۲	حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں کیونکہ دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا۔	۴۹۲	یہ محال ہے کہ زید تو عمر و کا بھائی ہو اور عمرو زید کا بھائی نہ ہو۔	۴۹۷
۴۹۲	نکاحوں کے بارے میں دودھ اور نسب کی حرمت ایک سی ہے۔	۴۹۲	شرح وقایہ کے شعر "از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند، و از جانب شیر خوارہ زو جان و فروع" پر بحث۔	۴۹۷
۴۹۳	رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔	۴۹۳	شعر مذکور کا مطلب بیان کرنے میں صاحب عمدۃ الرعایہ کی شدید غلطی۔	۴۹۸

۴۹۹	مصنف کی طرف سے شعر مذکور کی نفیس شرح۔	۵۰۶	ایک بہن کا لڑکا دوسری کی دختر سے نکاح کر سکتا ہے۔
۴۹۹	اصل علت حرمت جزیت ہے۔	۵۰۶	سالی کی دختر سے اپنے بیٹے کا نکاح کیا تو سالی سے اپنا نکاح جائز ہے یا نہیں۔
۴۹۹	جزیت نسب میں ظاہر اور رضاعت میں شرعاً معتبر نہیں۔	۵۰۶	زید کے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں کے ہاتھ میں اپنا ذکر منتشر ہے حجاب کسی کپڑے وغیرہ کے دیدیا کئی بار بوسہ لیا، دوبار دخول کی کوشش کی مگر دخول نہ کر سکا، ایک بار ہندہ کو شش کر کے نکل گئی ایک بار کسی کے آواز کے سبب علیحدہ ہو گیا، ہندہ کو شہوت کبھی نہ تھی، کیا حکم ہے۔
۴۹۹	زوجیت کا مرجع بھی جانب جزیت ہے۔	۵۰۷	مرزائی کی نابالغہ دختر سے عقد جائز ہے یا نہیں۔ مرزائی مر گیا ہے، دختر اپنے مذہب سے بالکل ناواقف ہے۔
۴۹۹	دو شخصوں میں علاقہ جزیت کی دو صورتیں ہیں۔	۵۰۸	مرزائی مرتد ہیں۔
۵۰۰	علاقہ جزیت سے حرمت میں چار صورتیں ہیں۔	۵۰۸	مرتد مرد ہو یا عورت اس کا جہاں بھر میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
۵۰۰	جانب شیر خوارہ سے دو علاقے ثابت و باعث حرمت ہیں، زوجیت و فرعیت۔	۵۰۸	عقل و تمیز کے بعد نابالغ کا ارتداد و اسلام صحیح ہے۔
۵۰۰	شیرہ کی جانب سے پانچ اور شیر خوارہ کی جانب سے دو صورتیں ہیں، اور ہر صورت میں "خولیش شوند" کے معنی کی تفصیل۔	۵۰۸	مرتد لوگ بہت بچپن میں اپنی اولاد کو عقائد کفریہ سکھاتے ہیں۔
۵۰۱	فتویٰ خلاف کا پانچ وجوہ سے رد۔	۵۰۸	بد مذہبوں سے قرابت قریبہ رکھنا بارہا منجر بہ فتنہ و فساد مذہب ہوتا ہے۔
۵۰۳	تقریظات و تائیدات علماء کرام،	۵۰۸	غیر مقلدوں سے نکاح اور تعلقات کا حکم۔
۵۰۵	لڑکے نے سنا کہ باپ نے اس کی بی بی سے زنا کیا اس پر غصہ میں بی بی کو مارا اور طلاق دے دی زوجہ نے مہر کی نالاش کردی ڈگری ہو گئی، وکیل زوج کہتا ہے طلاق غصہ میں دی اس لئے نہیں ہوئی اور وکیل زوج کہتا ہے ہو گئی، کون سچا ہے۔	۵۰۸	غیر مقلدوں سے میل جول حرام اور ان سے مناکحت ناجائز ہے۔
۵۰۶	زید اپنی ممانی جمیلہ سے مذاق کرتا بشہوت اس کا کبھی بوسہ بھی لیا تھا اب زید کا باپ جمیلہ کی لڑکی صغریٰ سے اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے۔	۵۰۹	وہابیت ارتداد ہے اور مرتد کا نکاح کسی سے بھی جائز نہیں۔
۵۰۵	ممانی اور بھابھ سے مذاق کا حکم۔		

۵۱۳	جرمانہ لینا حرام ہے اور حرام شے مسجد میں صرف کرنا حرام ہے۔	۵۰۹	ایک بیوہ حاملہ کا کہنا ہے کہ یہ حمل اس کے داماد کا ہے اب منکوحہ داماد کا کیا حکم ہے۔
۵۱۳	دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنا اور اس پر عمل کرنا حرام ہے۔	۵۰۹	زوجہ زید کئی سال سے لاپتہ ہے اب اس کی حقیقی بہن سے زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔
۵۱۳	دیوبندیوں کو مولانا یا نور اللہ مرقدہ کہنا حرام ہے۔	۵۱۰	حکم عدت مفقودہ۔
۵۱۳	دیوبندیوں کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔	۵۱۰	فقہ میں ظن غالب سے ملحق ہے۔
۵۱۳	قادیانی کو مجدد، مہدی، مسیح موعود، پیغمبر ماننے والے کا حکم۔	۵۱۰	ایک بھائی کا پوتا دوسرے بھائی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔
۵۱۳	ایسے کا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ اس کی ہم مذہب عورت سے درست ہے یا نہیں۔ درست نہیں تو بے طلاق وعدت وہ عورت کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔	۵۱۰	زید نے زینب کا دودھ ہندہ کے ساتھ پیازینب کی تیسری لڑکی سے زید کے نکاح کا حکم۔
۵۱۶	جزیت کا قاعدہ کلیہ۔	۵۱۰	دو حقیقی بہنوں میں سے ایک سے باپ اور دوسری سے بیٹے کا نکاح ہو سکتا ہے۔
۵۱۷	بڑی بھالوج سے نکاح کا حکم اور جن عورتوں سے نکاح حرام ہے وہ کون کون ہیں۔	۵۱۰	مسلمان مرد یا عورت کے بدھ جین ہندو دہریہ وغیرہ سے نکاح کا حکم۔
۵۱۷	حرمت کے اسباب متعدد ہیں جن میں سے بارہ کا اجمالی ذکر۔	۵۱۱	مسلمان مرد کافرہ کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔
۵۱۸	جس عورت کا سوتے میں لڑکی نے ایک بار یا دو بار دودھ پی لیا اس کے بھائی سے لڑکی کے نکاح کا حکم۔ اور نکاح کے بعد معلوم ہوا تو کیا حکم ہے۔	۵۱۱	کتابیوں کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔
۵۱۹	سوتیلے چچا سے نکاح کا حکم۔	۵۱۲	بہو کے ساتھ زنا سے طلاق نہیں ہوتی بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے اور کس صورت میں ثبوت حرمت نہیں۔
۵۱۹	بحالت نابالغی عورت کے سکھانے سے عورت کے ساتھ جس نے صحبت کی اب اس عورت کی لڑکی سے اس کے نکاح کا حکم۔	۵۱۳	زنا و دواغی زنا نیت زنا میں فرق ہو گا یا نہیں۔
۵۲۰	حرمت مصاہرت کے لئے کم از کم مراہقت درکار ہے۔	۵۱۳	تحری دلائل شرعیہ میں سے ہے۔
		۵۱۳	قول فاسق کے صدق پر اگر تحری ہو تو وہ معتبر ہے۔

۵۲۴	باپ نابالغ کے نکاح کی اجازت اپنے جوان بیٹے کو دے کر سات آٹھ کوس پر چلا گیا نکاح و رخصت ہو گئی باپ آیا چوتھی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی سات آٹھ برس برابر آتی جاتی رہی اب کہتا ہے کہ میں راضی نہیں اس صورت میں نکاح کا حکم اور یہ کہ باپ یا صغیرہ کو بعد بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں۔		باب الولی
۵۲۴	باپ اور دادا کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے اگرچہ مہر میں غبن فاحش اور غیر کفو میں ہو۔	۵۲۱	نابالغ یتیم کی کفیل صرف ماں ہے چچا چالیس سال سے بے تعلق ہے۔ ایسی حالت میں ماں اور چچا دونوں کی بے اجازت اور ان کی عدم موجودگی میں جو نکاح ہوا کیسا ہے۔
۵۲۴	لیلیٰ نابالغ کا باپ بکر اس کے نکاح کی عمر و کفو کے ساتھ کرنے کے کی اجازت اپنے جوان بیٹے خالد کو دے کر میں کوس چلا گیا خالد نے زید کے ساتھ کہ وہ بھی برادری ہی کا ہے لیلیٰ کا نکاح جلدی کر کے کر دیا، باپ آیا خبر نکاح سن کر ناراض ہوا، دختر کو پھر سسرال نہ جانے دیا، اب سات برس سے لیلیٰ بالغ ہے اس نے بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے انکار کر دیا، کیا حکم ہے۔	۵۲۱	جب دادا یا جوان بھائی نہ ہو تو چچا ولی ہے، چچا کے سامنے ماں کو اختیار نہیں۔
۵۲۶	نکاح فضولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا۔	۵۲۱	باپ سے جدا ہونا ولایت شرعیہ کو ساقط نہیں کرتا۔
۵۲۷	ولی اقرب اگر غائب بغیبت منقطع ہو تو حق ولایت ولی البعد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔	۵۲۱	گناہ مسقط ولایت نہیں۔
۵۲۷	غیبت منقطعہ میں دو قول اصح ہیں ارجح اور اکثر مشائخ کا مختار للفتویٰ احسن واشبہ بالفقہ یہ کہ اگر ولی یا اس کی رائے کا انتظار کیا جائے تو کفو خطاب فوت ہو جائے گا۔	۵۲۲	فسخ مانع ولایت نہیں۔
۵۲۸	نابالغ و نابالغہ کا نکاح جوان کے اولیاء کریں کیسا ہے اور بعد بلوغ وہ اسے فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں۔	۵۲۲	نکاح فضولی اجازت ولی پر موقوف ہوتا ہے جائز کر دے تو جائز ہو جاتا ہے، رد کر دے باطل۔
۵۲۸	باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہے یعنی اولاد کو فسخ کا اختیار نہیں ہوتا۔	۵۲۲	باپ دادا کے سوا اور ولی اگر غیر سے نکاح کر دے یا مہر میں کمی فاحش کر دے تو نکاح صحیح نہیں۔
۵۲۹	ہندہ بالغہ بیوہ ایسے شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے جس سے نکاح پر اس کے والدین راضی نہیں، اگر کرے گی تو نکاح ہوگا یا نہیں۔	۵۲۳	کفو ہونے میں کن امور کا اعتبار ہے۔
۵۳۰	ماموں نے نابالغہ ہمشیر زادی کا نکاح اپنے لڑکے سے کیا، کوئی اور ولی نہیں، دختر بعد بلوغ جبکہ بلوغ کو کچھ زمانہ گزر جائے اور اسے نکاح کا پہلے سے علم ہو نکاح سے انکار کرے تو کیا حکم ہے۔	۵۲۳	جو مہر معجل اور نفقہ سے عاجز ہو وہ قابل جماع عورت کا کفو نہیں۔

۵۳۹	جدی مردوں میں جو در باب وراثت مقدم ہو وہی ولی نکاح ہوتا ہے۔	۵۳۱	عورت کو شوہر سے بگاڑنے والے پر وعید شدید۔
۵۳۹	ولی نکاح عصبہ بنفسہ ہوتا ہے مطابق ترتیب وراثت و حجب۔	۵۳۲	نابالغہ کا باپ گوالیار میں تھا، ماں مرچکی ہے۔ نانا بے مشورہ والد نابالغہ اس کا نکاح ایک رافضی سے چاہتا ہے، باپ کو اطلاع ہوئی تو وہ ناراض ہوا اور ممانعت کی ایسی صورت میں اگر نکاح ہو تو کیا حکم ہے۔
۵۳۹	عصبہ بنفسہ نہ ہو تو ماں کو ولایت نکاح حاصل ہوتی ہے۔	۵۳۳	فاسق نہ صالحہ کا کفو ہے نہ فاسقہ بنت صالحہ کا۔
۵۴۰	ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد نکاح پڑھادے تو وہ اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔	۵۳۳	ہندہ بالغہ باکرہ کا نکاح اس کے ولی نے اپنی اجازت سے زید کے ساتھ کر دیا، ہندہ کو اس کا علم تھا، ہندہ نے اپنی زبان سے اجازت نہ دی نہ انکار کیا، یہ نکاح کیسا ہوا۔
۵۴۱	طوائف نے توبہ کر کے ایک مسلمان سے نکاح کر لیا ناکہ کہتی ہے کہ میں ولی ہوں بے میری اجازت نکاح جائز نہیں۔	۵۳۴	بالغہ سے پیش از نکاح اذن لینا مسنون ہے۔
۵۴۲	مردار، خون اور حر کی بیچ باطل محض ہے کہ محل بیچ ہی نہیں کیونکہ مال نہیں۔	۵۳۴	زن دوشیرہ کا سکوت بھی اذن ہے جبکہ ولی اقرب یا اس کا وکیل فرستادہ اس سے ایسے سے نکاح کا اذن لے جسے عورت پہچانتی ہو۔
۵۴۲	عقد باطل سے ملک تصرف حاصل نہیں ہوتی۔	۵۳۵	نکاح فضولی قولاً یا فعلاً رد کر دینے سے رد ہو جاتا ہے اور اجازت قولی یا فعلی یا سکوتی سے جائز۔
۵۴۲	حرہ مکلفہ کا نکاح بغیر ولی کے نافذ ہو جاتا ہے۔	۵۳۵	رد قولی، رد فعلی، اجازت قولی، فعلی، سکوتی کی تعریف اور مثالیں۔
۵۴۲	نابالغہ کا بااجازت والد نکاح ہوا بعد بلوغ نابالغہ ناپسند کرتی ہے، کیا حکم ہے۔	۵۳۸	بے اذن لئے نکاح کر دینا خلاف سنت ہے گناہ نہیں۔
۵۴۳	وہ صورت جس میں باپ کا کیا ہوا نکاح نابالغہ بھی صحیح نہیں۔	۵۳۸	نابالغہ کا نکاح بولایت مادر جبکہ چچا وغیرہ موجود ہوں کیسا ہے اور بعد بلوغ لڑکی ناراض بھی ہے۔
۵۴۴	زید نے اپنی نابالغہ دختر کا عقد عمرو سے کر دیا پھر عمرو فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا، ہندہ بالغہ ہو کر اس تزویج کو ناجائز رکھتی ہے کیا حکم ہے۔	۵۳۹	جدی مردوں میں سے اگر کوئی موجود ہو تو ماں کو ولایت نکاح نہیں ہوتی۔

۵۵۲	ماموں نے ماں کے مشورے سے بحالت عدم موجودگی والد اور چچا اور برادر اور دادا نکاح کر دیا لڑکی نے بعد بلوغ منظور نہ کیا تو وہ نکاح رہا یا نہیں۔	۵۴۴	اعتبار کفالت وقت عقد ہے۔ بعد عقد اگر زائل بھی ہو جائے تو مفسد نہیں۔
۵۵۲	عورت کے نام منظور کرنے سے فسخ نہ ہوگا۔ فسخ کے لئے ضروری ہے کہ قاضی کے یہاں دعوٰی کرے تو قاضی فسخ کرے۔	۵۴۵	استیذان از بالغہ نکاح کے لئے ضرور ہے۔
۵۵۳	خالاؤں نے چچا کی غیبت میں اپنے لڑکوں سے نابالغہ لڑکیوں کا عقد کر لیا، کیا حکم ہے۔	۵۴۵	نابالغہ کا باپ مفقود الخبر ہے، بھائی بالغ ہے نکاح اس بھائی اور ماں نے کیا، ہوا یا نہیں۔
۵۵۳	درجات بعض اولیا کی تفصیل خالہ سگے چچا سے ولایت میں چھتیسویں درجہ میں ہے۔	۵۴۵	نابالغہ کا نکاح ماں نے باوجود انکار نابالغہ و حیات والد کر دیا، ہوا یا نہیں۔
۵۵۴	ماں نے لڑکی کا نکاح باپ کی عدم موجودگی میں زید سے کر دیا جس سے وہ راضی تو تھا مگر یہ کہتا تھا کہ جب تک نوکر نہ ہونہ کرنا۔ کیا حکم ہے۔	۵۴۶	غیبت منقطعہ کے لئے مفقود الخبر ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر معلوم ہو کہ ولی فلاں جگہ ہے اس کے آنے یا اس کی رائے سے اطلاع پانے میں کفو حاضر فوت ہوگا۔ یہ بھی غیبت منقطعہ ہے۔
۵۵۶	نابالغہ کے والدین غنی ہوں تو وہ بھی غنی مانا جائیگا۔	۵۴۷	پرورش کرنے والے کی عدم موجودگی میں اسی کی بی بی نے ہندہ کا نکاح کر دیا، وہ آیا تو راضی نہ ہوا۔ کیا حکم ہے۔
۵۵۶	شوہر اگر خود محض نادار ہو تو وہ اپنے ماں باپ کے غنی سے کفو ٹھہرے گا اگرچہ بالغ ہو جبکہ اس کے مصارف کا اس کے ماں باپ تحمل کرتے ہوں۔	۵۴۹	جس کا کوئی ولی نسبتاً نہ ہو اس کا ولی قاضی شرع ہے، نکاح اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جہاں قاضی شرع نہ ہو جیسے اکثر دیار ہندوستان وہاں اعلم علمائے اہل ہر بلد صاحب فتویٰ فقیہ کی اجازت پر موقوف ہوگا۔
۵۵۷	اگر بالغہ بے اذن ولی کفو سے مہر مثل سے کم پر نکاح کرے تو ولی کو حق اعتراض ہے یا شوہر مہر مثل پورا کرے یا قاضی تفریق کر دے۔	۵۵۰	ہمشیر اور نانی نانا ہوں تو ولایت نکاح کسے حاصل ہوگی۔
۵۵۷	چچا بولایت خود ایسی حالت میں کہ لڑکی نانی کے پاس ہو اپنے پسر نابالغ سے اس کا نکاح کر دے تو یہ نکاح درست ہوگا۔	۵۵۱	نانی کے آگے نانا کو ولایت نکاح نہیں۔
۵۵۸	جو غائب بغیبت منقطعہ ہو وہ اس وقت تک ولی نہیں رہتا یہی صحیح ہے۔	۵۵۱	مرتبہ کو کسی پر ولایت نہیں اگرچہ دعوٰی اسلام رکھتا ہو۔

۵۶۲	شہدہ دافع حد ہے۔	۵۵۹	چچا نے بھتیجی کا عقد ماں سے چھپا کر ایک بیمار سے کر دیا تو کیا حکم ہے۔
۵۶۲	بچے پر حد نہیں۔	۵۵۹	زید نابالغ کا نکاح باجارت اس کی پھوپھی کے محمودہ بالغہ سے ہوا۔ زید نکاح کے چار ماہ بعد مر گیا، یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ مہر واجب الادا ہے یا نہیں۔ ہے تو کس قدر۔
۵۶۳	ماموں نے نابالغہ کا نکاح بولایت خود کر دیا اب بعد بلوغ لڑکی نا منظور کرتی ہے اور جس وقت بالغ ہوئی دو چار آدمیوں کو بلا کر اظہار کیا کہ میں اب بالغہ ہوئی اس نکاح کو فسخ کیا، دین مہر بھی معاف کرے دیتی ہے، شوہر صفائی نہیں کرتا اور فسخ کی خبر قاضی کو کرنا قاضی کو تفریق کرنا چاہئے اور اس سلطنت میں قضا یا نہیں الخ۔	۵۶۰	لڑکا احتلام و انزال اور لڑکی احتلام و حیض و حمل سے بالغ ہوتی ہے۔
۵۶۳	زوج کی عدم موجودگی میں قاضی تفریق نہیں کر سکتا بلکہ بوقت تفریق اس کی حاضری ضروری ہے۔	۵۶۰	لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں جبکہ دونوں زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں۔
۵۶۳	ہائی کورٹ وغیرہ انگریزی کچھریاں شرعی دارالقضا نہیں لہذا ان حکام کے فسخ کئے نکاح فسخ نہ ہوگا۔	۵۶۱	مہر کا لزوم و طلی، خلوت صحیحہ یا احد الزوجین کی موت سے ہوتا ہے۔
۵۶۴	مسلمان بیچ شوہر کی موجودگی میں تفریق کر سکتا ہے۔	۵۶۱	نکاح موقوف میں اجازت سے قبل موت واقع ہو جائے تو باطل ہو جاتا ہے۔
۵۶۴	حدود، قصاص اور عاقلہ پر دیت کے علاوہ تمام معاملات میں بیچ کا فیصلہ مثل فیصلہ قاضی ہے۔	۵۶۱	سکوت ولی اجازت نہیں اگرچہ جلسہ نکاح میں موجود ہو جبکہ کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو جو اجازت پر دال ہو۔
۵۶۴	ریاست اسلامی میں جو مسلمان قاضی ایسا ہو جو خاص اس شہر کے لئے نہ ہو نہ کسی مذہب خاص پر قضا کے لئے مقید ہو تو وہ بھی تفریق کر سکتا ہے اگر مدعی اور مدعا علیہ وہاں کے نہ ہوں۔	۵۶۲	نابالغ کا بالغہ سے نکاح موقوف ہوا اور وہ اس بالغہ سے جبرا طلی کرے تو مہر مثل لازم ہوگا، اور اگر عورت کی رضا سے طلی کرے تو کچھ لازم نہ ہوگا۔
۵۶۴	زید و ہندہ نابالغوں کا نکاح بولایت پدران ہوا زید نابینا ہو گیا، ہندہ کا باپ مر گیا، ہندہ کی ماں اور چچا رخصت سے انکار کرتے ہیں، کیا حکم ہے۔	۵۶۲	نکاح موقوف قبل از اجازت و طلی کو حلال نہیں کرتا بلکہ نظر کو بھی تاہم جبر و طلی کی تو مہر مثل لازم ورنہ کچھ نہیں۔

۵۷۰	ہندہ نابالغہ جس کا کوئی ولی سوائے ماں کے نہیں اس کا نکاح باجائز نابالغہ برضامندی والدہ خالد نابالغ سے ہوا۔ قبول نابالغ سے کرایا گیا، پھر ہندہ نے خالد کے یہاں جانا نہ چاہا، پیش کار کی تنبیہ سے رخصت ہوئی، چار برس وہیں رہی، اب پھر ناراضی ظاہر کرتی ہے، اور دوسری جگہ نکاح چاہتی ہے، ہمبستری نہیں ہوئی، کیا حکم ہے۔	۵۶۵	جب دادا پر دادا کی اولاد سے کوئی عاقل بالغ مرد نہ ہو تو ولایت ماں کو ہے۔ ماں کے ہوتے ہوئے پھوپھی کوئی چیز نہیں۔ پھوپھی کا کیا ہوا نکاح اس صورت میں ماں کی اجازت پر موقوف تھا، ماں نے رد کر دیا رد ہو گیا۔
۵۷۱	زید نے ہندہ باکرہ کا نکاح بغیبت والدہ ہندہ جو بارہ کوس پر تھا برضامندی مادر ونانی و بسکوت و گریہ ہندہ اپنے ساتھ ہونا ظاہر کیا اب کہتا ہے کہ ہندہ نے بصراحت خود قبول کیا وکیل و گواہان نے حسب بیان زید شہادت دی، ہندہ کہتی ہے کہ میں نے ہرگز منظور نہ کیا تھا، نہ اب ہے، کیا حکم ہے۔	۵۶۶	پدر محمودہ کو حامد کے ساتھ نکاح کرنا منظور نہ تھا، مادر محمودہ اور تمام خاندان نے بغیبت پدر محمودہ کہ بارہ تیرہ کوس پر تھا منعقد کیا، محمودہ بالغہ ہے قبل از وقت نکاح اس کی ایک ہم عمر کو اس کی مرضی معلوم کرنے کے لئے بھیجا، محمودہ نے کہا مجھے بدل منظور ہے وقت نکاح وکیل و گواہ اذن لینے محمودہ کے پاس جا کر واپس آئے، پھر معلوم ہوا کہ انھوں نے صرف مادر محمودہ سے رضامندی حاصل کی ہے۔ پھر گئے، محمودہ نماز میں مشغول تھی، بعد فراغ اس سے پوچھا وہ خاموش رہی، مادر محمودہ نے کہا ہاں منظور ہے، دوبارہ محمودہ سے کہا، وہ سرنگوں ہو گئی، پھر پوچھا تو وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر اور زیادہ جھکی، پھر پوچھا محمودہ کی وہی حالت سکوت و خاموشی رہی، وکیل و گواہ لوٹے اور نکاح ہو گیا، شب میں محمودہ کا والد آگیا اور شور و غل برپا کیا، صبح کو کہا کہ مادر محمودہ یہ کہتی ہے کہ محمودہ کو یہ نکاح منظور نہ تھا اور وقت استیذان محمودہ نماز پڑھ رہی تھی مادر محمودہ نے کہا کہ محمودہ نے کہا تھا کہ مجھ کو منظور ہے۔ والد محمودہ یہی کہتا رہا کہ بوجہ مشغولی نماز نکاح نہ ہوا۔ پھر باپ نے چاہا کہ علیحدگی ہو جائے۔ محمودہ نے ایک رقعہ اپنے والد کو لکھا کہ لفظ طلاق ہرگز درمیان میں نہ آنے پائے، ایسی صورت میں یہ نکاح ہوا یا نہیں۔
۵۷۲	استیذان اجنبی بلکہ ولی بعید پر سکوت اذن نہیں۔		
۵۷۳	محل خفاء میں تاقض مقبول و عفو ہے۔		
۵۷۴	اگو کوئی شخص کہے یہ میری رضیعہ ہے۔ پھر خطا کا اعتراف کرے تو سچا مانا جائے گا اور اسے اس کے ساتھ نکاح جائز ہوگا جبکہ اپنے اقرار پر ثابت نہ رہے۔		

۵۸۶	غیبت کی تفاسیر سے کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے۔	۵۷۳	رد واجازت نکاح موقوف میں اختلاف زوجین ہو تو اگر شہادت عادل کا فیہ سے زوج کا قول ثابت ہو تو وہ ورنہ قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہوگا۔
۵۹۰	سوال سوم۔	۵۷۸	باپ کی ناراضگی صحت و نفاذ نکاح میں خلل انداز نہیں جبکہ عورت حرہ عاقلہ بالغہ ہو اور زوج کفو ہو۔
۵۹۰	ولی البعد سے کون مراد ہے عصبہ یا مطلق وارث۔ گودوی الارحام سے ہو۔ اگر عصبہ مراد ہے تو مؤطائے امام محمد کی حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ انھوں نے اپنی بھتیجی بنت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نکاح عبد اللہ بن زبیر سے کر دیا، اس کا کیا جواب ہے۔ پھوپھی تو ذوی الارحام سے ہے۔	۵۷۸	باپ نے لڑکی کا چار سال کی عمر میں نکاح کر دیا، بعد بلوغ لڑکی کو پسند و قبول نہیں۔ اس کا مفصل جواب۔
۵۹۲	سوال چہارم۔	۵۷۹	نابالغ کا نکاح اگر باپ کر دے تو مطلقاً لازم ہو جاتا ہے مگر دو صورتوں میں باپ کا کیا ہوا نکاح بھی جائز نہیں ہوتا۔
۵۹۲	ولی البعد نے اگر غیر برادری میں نکاح کر دیا تو کیا حکم ہوگا۔	۵۸۱	دارالاسلام میں وطی حد یا عقر سے خالی نہیں ہوتی۔
۵۹۳	ولی اقرب کے غائب ہونے کی کل بہتر صورتیں اور ان کے حکم کا ضابطہ۔	۵۸۱	چچا نے نابالغ بھتیجی کا نکاح کر دیا بلوغ پر لڑکی کہتی ہے کہ میرا نکاح اس شخص کے ساتھ نہیں اور نہ کروں گی، نکاح یوں فسخ ہو گیا یا نہیں۔
۵۹۳	فضولی نے جو عقد کیا اگر کوئی ایسا ہے جو اسے جائز کر سکے تو اس کی اجازت پر موقوف رہے گا ورنہ باطل ہوگا۔	۵۸۳	ماں نے نابالغ کا نکاح حقیقی تایاز بھائی کے ہوتے خود کر دیا تو اس کا کیا حکم ہے۔
۵۹۴	بحالت غیبت منقطع ولی اقرب ولی وہ ہوگا جو مرتبہ میں اس کے بعد ہو بحالت غیبت غائب ولی نہیں وہ اگر پردیس میں نکاح کر دے گا نہ ہوگا۔	۵۸۵	○ رسالہ تصویب الرد عن تزویج الابعاد (ولی اقرب کی موجودگی میں ولی البعد کے نکاح کر دینے کا شرعی حکم)
۵۹۶	باپ دادا سفر میں تھے دوسرے ولی نے نکاح کر دیا واپسی پر انھیں حق اعتراض ہو نا چاہئے۔	۵۸۵	پانچ سوالوں کا جواب۔
۵۹۷	سوال پنجم۔	۵۸۵	سوال اول۔
۵۹۷	زید سو کوس سے زائد سفر پر گیا ہے زید نے اپنی والدہ کو لکھا کہ میری دختر کا نکاح بے میری اجازت کے نہ کرنا میں واپس آ کر اپنے برادر زادے سے کروں گا مگر والدہ نے بے دریافت کئے زید اور اس کے پھوپھی زاد بھائی خالد کے جو موجود تھا نکاح کر دیا زید بعد واپسی یا خالد نابالغ کا نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔	۵۸۵	ولی البعد بغیبت ولی اقرب اگر نکاح کر دے تو ولی اقرب اسے فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔
		۵۸۶	سوال دوم۔

۵۹۷	ابن عمیرہ الاب ذوی الارحام سے ہے اور دادی ان پر بالاتفاق مقدم۔	۶۰۹	زید نے اپنی دختر نابالغہ کی منگنی عمرو سے کردی زید مرگیا لڑکی تیرہ سال کی ہوئی مگر علامت بلوغ کوئی ظاہر نہ تھی زید کے باپ نے لڑکی کی عدم موجودگی میں بخیال بلوغ اس کا عقد بکر سے کر دیا کوئی نشانی بلوغ کی ابھی ظاہر نہیں۔ کیا حکم ہے۔
۵۹۷	مال دادی پر مقدم۔	۶۱۰	باپ نے نابالغہ کا نکاح اپنے ہم قوم سے کیا۔ شوہر نے رخصت چاہی تو انکار کیا، نالش ہوئی تو جواب دیا کہ داماد نامرد ہے ہجڑوں میں گانا بجاتا ہے اگر ڈاکٹر اسے مرد بتائیں تو عذر نہیں۔ ابھی فوجداری میں مقدمہ دائر تھا کہ لڑکی کے باپ نے دیوانی میں دعویٰ فسخ نکاح کر دیا کہ وہ نامرد ہے ہجڑوں کے افعال سے حالت شرمناک کر لی ہے میری برادری کا نہ رہا۔ اگر یہ الزام ثابت ہوں تو کیا نکاح فسخ کیا جائے گا۔
۵۹۸	ولی البعد کو بحالت غیبت اقرب کب اختیار تزویج ہوتا ہے۔	۶۱۰	کفایت کا اعتبار وقت عقد ہے اس وقت کفو تھا بعد میں فاسق معین و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں کر سکتا۔
۵۹۸	احراز کفو شرع میں سخت مہم و مہتمم بالشان ہے۔	۶۱۱	عنین سے تفریق کے لئے عورت بالغہ کا دعویٰ ضرور ہے قاضی اس کی طلب پر تفریق کرے گا۔ اگر صغیرہ ہوگی تو اس کے بلوغ کا انتظار کیا جائے گا کیونکہ ممکن ہے وہ بالغہ ہو کر عنین یا محبوب سے راضی ہو۔
۵۹۸	نابالغ پر تشریع ولایت تزویج کی حکمت۔	۶۱۲	عورت نے شوہر کو عنین پایا تو قاضی شوہر کو ایک سال قمری کی مہلت (بغرض علاج) دے گا۔
۶۰۰	ابعد کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں۔	۶۱۲	قاضی کی تفریق سے عورت بابتہ ہو جاتی ہے۔
۶۰۲	مذہب معتدل پر غیبت منقطعہ میں سفر درکنار شہر سے باہر ہونا بھی شرط نہیں۔	۶۱۲	ماموں نے بالغہ کا نکاح جس کے اور اولیاء موجود نہیں بے استیذان بالغہ کر دیا، کیا حکم ہے۔
۶۰۶	ولی اقرب غائب بغیبت منقطعہ اس لئے ولی البعد نے نکاح کیا تو وہ نافذ ہو گیا، اب اگر ولی اقرب واپس آئے تو اسے رد نہیں کر سکتا اگرچہ اس کے واپس آنے پر ولایت اس کی جانب عود کر آتی ہے۔	۶۱۲	سو تیلے باپ نے بے اذن بالغہ اور بے مشورہ والدہ بالغہ کا نکاح کر دیا، کیا ہے۔
۶۰۷	تنبیہ نفیس از مصنف۔		

۶۱۳	بالغہ کے بھائی کے ہوتے چچا نے بالغہ سے استیذان کیا اس کی خاموشی کو اذن قرار دے کر اس کا نکاح کر دیا، زوجین میں خلوت صحیحہ بھی ہوئی، یہ نکاح کیسا ہوا۔	۶۱۲	حقیقی چچا نے بچیاں نفع معاش براہ چالاکی بے علم و رضامندی مادر و عم علاقہ ہندہ کا عقد اپنے بیٹے سے کر لیا۔ ہندہ بالغہ ہے اس کی عمر زائد از چودہ سال ہے۔ اس نے خبر نکاح سن کر نا منظور کیا، کیا حکم ہے۔
۶۱۴	ہنگام نکاح خوانی مہر پر جت ہوئی، زید مجلس سے اٹھ گیا، عمر و نے بحالت غصہ موزن سے کہا تم میری لڑکی کا نکاح بکر سے کر دو بکر مجلس نکاح میں موجود تھا موزن نے صرف تین کلمے پڑھا کر ایجاب و قبول کر دیا کوئی وکیل و گواہ نہیں ہوا نہ مہر کی تعداد بکر کو بتائی یہ کہا کہ مثل لڑکی کی ماں کے مہر باندھا لڑکی بالغہ ہے اس سے اجازت نہ لی گئی۔ کیا حکم ہے۔	۶۱۳	ایک شخص نے کسی کو سفر سے لکھا کہ میری نابالغہ لڑکی کی متنگی فلاں نابالغ لڑکے سے کرنا، اس نے بعد متنگی خود ولی بن کر نکاح کر دیا والد خبر سن کر خوش ہوا انکار نہ کیا، کیا حکم ہے۔
۶۱۸	لڑکی کا علاقہ بھائی کی ماں اور ماموں کے مقابل ولی جائز ہے یا نہیں بے اجازت برادر علاقہ کی ماں اور ماموں بالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو سے کر دیں، تو کیا حکم ہے۔	۶۱۳	ساکت کی طرف قول منسوب نہیں کیا جاتا۔
۶۱۹	باپ و دختر کی متنگی کر کے فوت ہو گیا بغیبت والدہ دختر چند اشخاص نے بچہ اس دختر بالغہ کو ایک گھر میں کر دیا، ماں نے دعوٰی دائر کیا جب دعوٰی ہوا کہ متونی کے بھائی نے جو دوسرے باپ سے ہے بے اجازت دختر و والدہ دختر نکاح کر دیا کیا حکم ہے۔	۶۱۴	ہندہ بیوہ نے اپنا عقد ایک شریف اپنے خاندانی سے کر لیا، عمرو بکر خالد نے اس پر اسے اور اس کی ماں کو برادری سے نکال دیا ایذا دی، کیا حکم ہے۔
۶۲۰	ہندہ ماں نے رضیہ کا بحالت نابالغی حامد سے عقد کر دیا رخصت نہ کی تھی چار سال بعد اب رضیہ بالغہ ہوئی اس عرصہ میں خالد نے دوسری عورت کو رکھ لیا خالد کی وضع و اطوار چال چلن رضیہ اور ہندہ کو ناگوار ہیں کمال نفرت ہے خالد سے تعلق نہیں چاہتی انکار کرتی ہے اور خلع چاہتی ہے رضیہ کیا کرے جو خالد سے قطع تعلق ہو۔ اور یہ عقد عقد فضولی قرار پائے گا یا نہیں۔	۶۲۵	ناحق ایذا، مسلم حرام کہ حکم حدیث وہ ایذا رسول ہے اور ایذا رسول ایذا اللہ ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
۶۲۱		۶۲۵	لڑکی دس سال کی ہے ماں نانی چچا میں کسی کو اس کے نکاح کا اختیار ہے ایک بھائی بھی دوازدہ سالہ ہے۔

۶۲۹	عورتوں کو مقدور بھر وہاں رکھو جہاں خود رہو۔	۶۲۵	خالہ نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح رجم بخش بالغ سے کر دیا اب بوجہ فساد دختر بالغ چاہتی ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے، کیا شرعاً یہ ممکن ہے۔
۶۲۹	عورتوں کو ضرر نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی کرو۔	۶۲۶	ہندہ بکر بالغ ہے اس سے قبل نکاح زید برادر علاقائی یا کسی نے صراحۃً استتراج نہیں لیا اور نہ بعد نکاح صراحۃً اسے خبر دی گوا سے خارجی طریقہ سے سب باتیں معلوم تھیں اور تمام رسمیں اس نے کیں کسی وقت اظہار نارضا مندی نہ ہوا اور نہ اب تک ظاہر کرتی ہے بلکہ خوش معلوم ہوتی ہے، کیا حکم ہے۔
۶۲۹	عورت کو معلقہ کرنا بکلم قرآن ممنوع ہے۔	۶۲۷	ولی نے بالغ کا نکاح کر دیا اور باکرہ کو ولی کے قاصد یا کسی اور عادل نے نکاح کی خبر دی وہ سن کر خاموش رہی تو یہ سکوت اذن ہے۔
۶۲۹	بکلم حدیث اسلام ضرر و ضرار سے پاک ہے۔	۶۲۷	بکر نے اپنے لڑکے خالد کی نسبت سعیدہ دختر زید سے چاہی، زید کو منظور نہ ہوئی، بکر نے ہندہ زوجہ زید کو برہم کر دیا، ہندہ نے اس قدر فساد مچایا کہ زید نے مجبوری بخوف حکام ضلع بخیال اس کے کہ رفع جملہ فساد ہو جائے گا منظور کر لیا اور سعیدہ سے بے اذن لئے اس کا نکاح حامد سے کر دیا، خالد و سعیدہ سے آج تک ملاقات نہ ہوئی، بعد نکاح خالد لندن چلا گیا، وہاں فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔ وہ کسی قسم کی خبر گیری سعیدہ کی نہیں کرتا۔ نہ وہاں سے آتا ہے، نہ اس کا باپ بکر اس کے خرچہ کی کفالت کرتا ہے۔ ایسی صورت میں سعیدہ مجاز ہے یا نہیں کہ اپنے باپ کے کئے نکاح کو جو بخوشی نہیں بلکہ مجبوری و بخوف حکام و بامید رفع خرچہ کیا تھا اور رفع خرچہ ہوا بھی نہیں توڑ دے خالد کا کب تک انتظار کیا جائے گا۔
۶۲۹	ہندہ نابالغہ کا باپ مر گیا، ماں نے اس کی سوتیلی بہن کو جس نے اسے بچپن سے اولاد کی طرح پالا تھا اس کے نکاح کی اجازت دے دی، سوتیلی بہن نے نکاح کر دیا، وقت نکاح ہندہ کے بچا اور بھائی موجود نہ تھے مگر انہیں علم تھا، کیا حکم ہے۔	۶۲۸	ولی اگر بحالت جبر واکراہ نکاح کر دے ہو جائیگا۔
۶۳۰	لڑکی کے باپ نے لڑکے کو دہلی سے بھوپال برائے عقد بلایا، برات بچہ، تاریخ عقد مقرر ہوئی، لڑکی ماموں کے یہاں تھی، باپ لینے گیا، عین وقت پر ماموں نے بھیجنے سے انکار کر دیا، باپ شرم سے زہر کھا کر مر گیا، اس کی تحریر اجازت موجود ہے۔ لڑکی نابالغہ ہے۔ اسی کا چچا عقد پر رضامند ہے۔ کیا چچا کی محض اجازت سے بے اطلاع دختر نکاح ہو سکتا ہے۔	۶۲۹	عورتوں سے بکلم قرآن نیک برتاؤ کرنا لازم۔

۶۳۶	فتح بوجہ کفائۃ قاضی ہی کے یہاں ہو سکتا ہے۔	۶۳۳	بیوہ نے جس سے نکاح کیا اس کے دو لڑکے زوجہ اولیٰ سے ہیں، ایک دختر اس سے ہوئی، شوہر ثانی کے انتقال کے بعد بیوہ نے تیسرا خاوند کیا اور شوہر سوم نے اس دختر نابالغہ کا نکاح ایک نابالغ سے کر دیا، ابتداً قرارداد نسبت میں شوہر دوم کے دونوں لڑکوں کا بھی مشورہ تھا مگر وقت نکاح یہ دونوں نہ تھے، اب یہ دونوں اس نکاح سے رضامند ہیں۔ کیا حکم ہے۔
۶۳۶	لڑکیاں بعد موت والدہ اپنے نانا کے زیر پرورش رہ کر بالغہ ہوئیں والد اپنے وطن میں ہے لڑکیوں کی کسی قسم کی امداد نہیں کرتا۔ نانا شادیوں کا انتظام کرتا ہے تو والد مانع ہوتا ہے اور خود بوجہ صرف نہیں کرتا، کیا نانا ولی ہو کر نکاح کر سکتا ہے۔	۶۳۴	زید پدر ہندہ نابالغہ کو بکر نے فریب دیا کہ خالد اس کا ہم قوم ہے زید نے خالد سے عقد کر دیا رخصت ہوئی تو معلوم ہوا کہ خالد ولد الحرام ذلیل قوم ہے صغیرہ اسے اپنا شوہر نہیں جانتی نہ اس کے پاس آئی گئی معاہدہ نکاح جو مرتب ہوا تھا بوقت بلوغ اس نے فتح کر دیا کیا حکم ہے۔
۶۳۷	نابالغہ کا باپ فوت ہو گیا اس کے شرعی وارث موجود ہیں مگر ولی بننے سے انکار کرتے ہیں، نابالغہ کی ماں جس نے عقد ثانی کر لیا ہے وہ یا اس کا شوہر ثانی ولی بن سکتے ہیں یا نہیں۔	۶۳۴	کسی کو صالح جان کر کہ یہ نشہ کی چیز نہیں استعمال کرتا اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ عادی ہے لڑکی نے بعد بلوغ کہہ دیا کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں، کیا حکم ہے۔
۶۳۷	زید کے ہندہ سے ایک دختر ہوئی پھر زید نے ہندہ کو طلاق دے دی دختر ہندہ کے پاس رہی ہندہ نے بکر سے نکاح کر لیا جب دختر تقریباً ۹ سال کی ہوئی تو بکر و ہندہ نے اس کا نکاح کر دیا جس سے نکاح کیا وہ اسلام سے بالکل ناواقف ہے نہ روزہ رکھتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے اب دختر پندرہ سال کی ہے نماز روزے کی پابند پڑھی لکھی ہے وہ اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی ولی اصلی زندہ ہے اس نے اجازت نکاح نہیں دی، کیا حکم ہے۔	۶۳۵	اپنی بیٹی کسی کے نکاح میں اسے حراصلی جان کر دی اور وہ تھا آزاد شدہ۔ تو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہوگا۔
۶۳۸	لڑکی ۱۳-۱۴ سالہ ہے اس کا باپ نہ تو کھانا کپڑا دیتا ہے نہ لے جاتا ہے بہت کچھ اسے کئی دفعہ سمجھایا مگر کوئی خیال نہ کیا۔ ماموں نے کہا یا تو تم لڑکی کی شادی کرو نہیں کرتے تو لادغوی ہو جاؤ جواب نہ دیا ماموں نے جب چاہا کہ شادی کر دی جائے تو اس شخص نے اپنے خسر کو نوٹس دیا کہ تم لڑکی کی شادی نہ کرنا ورنہ ہم دغوی کریں گے۔ کیا حکم ہے۔	۶۳۵	عدم کفائۃ بوجہ فسق و غیر فسق میں کوئی فرق نہیں۔
		۶۳۵	فرقت عورت کی طرف سے ہو تو فتح، مرد کی طرف سے ہو تو طلاق ہے اور قضائے سب کے لئے شرط ہے۔

۶۳۷	بعد وفات کے پدر ماں نے نابالغہ کا کہیں ناتا کر دیا لڑکی کو کسی قدر زیور اور کپڑا چڑھایا گیا، ناتے والے اپنے زعم میں اسے نکاح سمجھتے ہیں دو تین سال بعد منگنی والوں نے شادی کا تقاضا کیا، ماں نے انکار کر دیا، انھوں نے ناتا توڑ دیا اور چڑھاوا واپس لے لیا، لڑکی کی ماں کے مرنے کے بعد کہتے ہیں ہم نے ناتا نہیں توڑا۔ کیا حکم؟ "ولھما الخیار فی غیۃ الاب والجد" لڑکی کو فسخ ہے۔	۶۳۱	ہندہ بیوہ کا عمرو سے ناجائز تعلقات ہوا ہندہ کے چچا بکر نے یہ خبر پا کر بزور اپنے لڑکے زید سے بے رضامندی ہندہ کا نکاح کر دیا، وکیل نے ہندہ سے اجازت چاہی، بخوف جان ہندہ نے اذن دیا، دو چار ماہ بعد موقع پا کر عمرو کے یہاں بھاگ آئی، ہندہ نے حلفاً بیان کیا کہ مجھے ہرگز ہرگز منظور نہ تھا بکر وغیرہ کے جبر سے جو دھمکی ہلاکت کی تھی اقبال کیا پھر مجھے اور زید کو لوگوں نے ایک مکان میں بند کر دیا خلوت صحیحہ بھی بچہ ہوئی، کیا ایسا نکاح جائز ہے۔ طلاق کی حاجت ہوگی یا نہیں۔
۶۳۷	جہاں قاضی نہ ہو کیا وہاں اعلم علمائے اہل بلد سے فسخ کرایا جائے۔	۶۳۲	ولی جو مہر باندہ نابالغ بعد بلوغ اس مہر سے راضی نہ ہو انکار کرے تو کیا حکم ہوگا۔
۶۳۷	لڑکی چودہ سال کی ہے، باپ نے اس کی ماں کو خط لکھا کہ جس طرح چاہو کرو تمہیں اختیار ہے کیا باپ کی عدم موجودگی میں ماں نکاح کر سکتی ہے۔	۶۳۳	زید مرگیا اس کا ایک بھائی جو مدت دراز سے علیحدہ ہے کسی قسم کا کوئی تعلق مرحوم سے نہیں رکھتا تھا زید کی لڑکی جو قریب بلوغ ہے اس کی شادی ہونے والی ہے لڑکی کی سوتیلی ماں جس نے اس کی پرورش کی ہے شادی کے متعلق مدد چاہی اس نے کہا کہ میں اس شادی میں شریک نہ ہوں گا، نہ مجھے کوئی واسطہ، جہاں چاہیں کریں، لڑکی کے دو سوتیلے بھائی جن کی عمر سولہ سال ہے موجود ہیں، کیا حکم ہے۔
۶۳۸	زید نے اپنی پہلی بی بی کے بچوں کو عاق کر دیا، تیسری بی بی سے دختر ہے، اس کی بکر سے نسبت کر کے فوت ہو گیا، لڑکی دس سال کی تھی ماں نے بولایت خود بکر سے شادی کر دی، پہلی بی بی کا عاق لڑکا کہتا ہے میں ولی ہوں، دوسری جگہ شادی کرنا چاہتا ہے، کیا حکم ہے۔	۶۳۵	ماں باپ مر گئے نانی نے پرورش کیا آٹھ سو سال کی عمر میں نانی نے لڑکی کا نکاح نواسے کے ساتھ کر دیا، دختر کے حقیقی بھائی موقع پر موجود نہ تھے ہندہ کو جب پہلی بار حیض ہوا وہ مع اپنی نانی کے اپنے محلہ کے ایک گھر میں آئی اور دو مرد تین عورتوں کے سامنے کہا جس کے ساتھ میری نانی نے میری شادی کی تھی میں اس سے رضامند نہیں ہوں اس کے ساتھ اپنی عمر بسر نہیں کر سکتی، یہ نکاح رہا یا نہیں۔ ہندہ نے دوسرا عقد کر لیا، کیا حکم ہے۔

۶۳۹	عاق کرنا شرعاً کوئی چیز نہیں، نہ اس سے ولایت زائل ہو۔	۶۵۱	نانا نے اپنی نواسی ہندہ نابالغہ دختر زید کا عقد اپنے خاندانی لڑکے بکر سے بے اطلاع زید کیا جائز ہوا یا نہیں اس عقد کو کون اور کتنے عرصے تک فتح کر سکتا ہے۔
۶۳۹	بیوہ نے اپنی نابالغہ لڑکی کا خود عقد اپنے بھانجے سے کر دیا، لڑکی کا بیان ہے کہ میرے سامنے عقد سے پہلے چند بار میری ہمیشہ نے عزیز الحسن سے میرے نکاح ہونے کا ذکر کیا، میں نے قطعی انکار کیا، میرے انکار کی خبر عزیز الحسن اور میری ماں بہنوں وغیرہ سب کو ہوئی، اب بوقت نکاح جب مجھ سے اذن لیا گیا میں بوجہ شرم باواز بلند جمع میں انکار نہ کر سکی، مگر انکاری سر بلایا اور اُوں ہونہ کہا جو انکار تھا میری بہنوں ماں اور خالہ نے غل شور مچا دیا کہ ہو گیا ہو گیا، میں نہ رضامند تھی نہ اب ہوں۔ کیا حکم ہے۔	۶۵۱	ہندہ اگر نابالغہ ہو تو جبکہ وہ اپنے شوہر کے گھر رہی اور اس کے ہمراہ اپنے والد کے گھر آئی اور بکر چندے مقیم رہا اس صورت میں یہ عقد درست ہوا یا نہیں (۳) ہندہ در صورتیکہ نابالغہ ہو جبکہ زید کے ملنے والوں نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں رہے اور تمہاری بے اجازت وہاں نکاح ہو گیا، یہ کیونکر ہوا، تو زید نے کہا کہ ہم اجازت دے آئے تھے کہ آپ عقد کر دیں اور ہمیں صرف اطلاع کر دیں، اس صورت میں اجازت صحیح ہوئی یا نہیں (۴) بکر زید کے یہاں تنہا آیا اور قیام کیا زید اسے اکثر مجالس اور بازار میں ہمراہ لے گیا، دریافت پر کہا کہ میرا داماد ہے۔ جب بکر ملازمت پر چلا گیا تو خط و کتابت بھی رہی پھر جب وہ مفقود الحضر ہو گیا تو زید نے کہا ہمیں بکر کے ساتھ عقد منظور نہ تھا ہو گیا تھا تو جبراً قہراً منظور کیا، اب سب واقعات سے عقد صحیح ہو گیا یا نہیں۔ زید نمبر ۳ کے مضمون سے منکر ہو اور نمبر ۴ کا انکار نہ کرتا ہو نمبر ۱ کو تسلیم کرتا ہو پھر بھی چار پانچ سال کے بعد نکاح فتح کر کے ہندہ کا دوسرا عقد کر دیا، کیا حکم ہے زید کے ساتھ رابطہ ضبط میل جول رکھنا گناہ ہے یا نہیں۔ اگر ہندہ رخصت ہو کر بکر کے یہاں نہ گئی ہو نہ اس کے ساتھ بکر زید کے یہاں آیا ہو لیکن بکر خود زید کے مکان پر آیا قیام کیا ہو زید نے اپنے ملنے والوں سے کہا ہو کہ یہ میرا داماد ہے سب کو دکھلایا ہو تو کیا حکم ہے۔
۶۵۰	حقیقی چچا نے بولایت خود ہندہ کو نابالغہ جانتے ہوئے بعدم موجودگی ہندہ و مادر ہندہ زید نابالغہ سے نکاح کر دیا، پانچ سال بعد زید بالغ ہو کر رخصت کرانا چاہتا ہے، مادر ہندہ کا دغوی ہے کہ وقت نکاح ہندہ بالغہ تھی اس لئے رخصت نہیں کرتی، مادر ہندہ کے بیان کی تصدیق کر لی گئی۔ کیا حکم ہے۔		

۶۵۹	مطلقہ بطور خود بلا رضائے ولی اگر کفو سے بغیر حلالہ نکاح و ہمبستری کرے حلالہ نہ ہوگا کہ یہ نکاح ہوگا ہی نہیں۔	۵۶۳	زید نے نابالغ کا عقد نابالغ سے کر دیا نابالغ کے باپ نے یہ شرط کر لی تھی کہ اگر ہندہ بالغہ ہے تب میں اپنے لڑکے سے اس کا نکاح کروں گا ورنہ نہیں، زید نے اقرار کیا کہ وہ بالغ ہو گئی۔ والدین کے نکاح کے فسخ کا مجھے حق ہے۔ کیا حکم ہے۔
۶۵۹	یونہی اگر ولی نے بھی اجازت دے دی ہو مگر ولی کو پیش از نکاح اس کا غیر کفو ہونا معلوم نہ ہو تو نکاح نہ ہوگا۔	۶۵۳	زید شدت مرض میں تھا اس کے بھائی نے اس کی نابالغہ دختر کے عقد کی اپنے لڑکے کے ساتھ اجازت لے لی، زید تین دن بعد مر گیا، لڑکا کفو نہیں کہ دلیل عورت سے ہے۔ نکاح ہوا یا نہیں۔
۶۶۰	غیر کفو کے ساتھ نکاح کی ولی سے اجازت طلب کی وہ ساکت رہا، عورت نے کر لیا، نکاح نہ ہوا۔ اگرچہ بعد کو ولی بصراحت اجازت دے دے۔	۶۵۵	زید متقی صوفی عالم خوش حال متورع عالم کا بیٹا زاہد عزت گزین درویش کا پوتا ہے، زینب دختر زید بہت نیک اور سیدھی اور ممنوعات سے بہت محترز ہے زید نے اس کی شادی نہ کی تھی کسی عالم متقی کی تلاش میں تھا عمر و جو کسی طرح زید و زینب کا کفو نہیں آیا، اور اس نے اسے دھوکا دیا کہ میں عالم ہوں اتنا اتنا مالدار ہوں، ایسا ہوں، ویسا ہوں۔ اور زینب سے نکاح کر لیا، بعد علم حقیقت حال زید و زینب اس سے سخت متنفر ہیں۔ نہ زینب جانا چاہتی ہے نہ زید بھیجتا چاہتا ہے، عمر و مالا و دیانتا زینب کا ہرگز کفو نہیں، اور در مختار میں ہے: یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا و هو المختار للفتویٰ صورت مستفسرہ میں خلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو عبارت مذکورہ کے بموجب بطلان نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو زینب اور اس کے اولیاء کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں۔
۶۶۰	لڑکے لڑکی کا بحالت نابالغی نکاح ہوا تھا اب لڑکا یا اس کے وارث لڑکی کی خبر کسی قسم کی نہیں رکھتے۔ لڑکی تین طرح کے علم سے واقف ہے اور لڑکا نرا جاہل، لڑکی اب کہتی ہے ہم اول شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے، کیا ارشاد ہے۔	۶۵۸	فاسق اگرچہ غیر معلن ہو صالحہ یا بنت صالحہ کا کفو نہیں ہو سکتا۔
		۶۵۸	فقیر محتاج جو ذی حرفہ نہ ہو وہ فقیرہ کا کفو بھی نہیں۔

۶۶۱	ہندہ نابالغ کا باپ زید ہزار میل پر تھا ماں اور چچا بکر نے ہندہ کے باپ کی تحریری اجازت حاصل کر کے مفتی شہر کو بتا کر خود نکاح خالد سے کر دیا، جب زید مکان میں آیا تو خالد نے اس کی دعوت کی زید نے جلسہ دعوت میں نکاح کی رضامندی ظاہر کی، مہینوں رسوم دامادی و خسروی خالد کے ساتھ رکھے، اب زید خط سے انکار کرتا ہے، کیا حکم ہے۔	۶۶۱	مقدمہ ہوتے ہوتے اولاد پیدا ہو گئی اور چند روز میں مر گئی تو اب بھی حق اعتراض ملا اولیاء ہے یا نہیں۔
۶۶۲	زید نے بھتیجی کا نکاح نابالغی میں کر دیا جس وقت وہ بالغ ہوئی اسی وقت نکاح اور شوہر کے گھر جانے سے انکار کیا، نکاح باقی رہا یا نہیں۔ دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مہر لازم ہوا یا نہیں۔	۶۶۲	ایک شخص فوت ہوا، بی بی اور دو نابالغ لڑکیاں اور باپ کو چھوڑا، دختران کا ولی کون ہوگا۔
۶۶۳	بیوہ کے ایک دختر شوہر اول سے تھی شوہر ثانی نے بعد سختی و تشدد بہزار زجر و توبیخ بیوہ سے اپنے لڑکے کے ساتھ اس کی چھ سالہ دختر کے عقد کا اذن لے کر جبریہ نکاح کر دیا لڑکی کا چچا اور چچا زاد بھائی وقت عقد موجود نہ تھے انھیں اطلاع نہ ہوئی لڑکی بعد بلوغ جب اظہار ہوا فوراً پکار اٹھی کہ مجھے اس شوہر کے یہاں جانا منظور نہیں ہر گز نہیں جاؤں گی، منٹ بھر بھی پورا نہ ہونے دیا کیا حکم ہے۔	۶۶۳	سوتیلی خالہ سے ایک شخص نے نکاح کیا وہ لڑکی دو سال سے اس کے والدین نے رد و پروا ہوں کے دوسرے لڑکے کو دی ہے مگر رخصت کے وقت جو نکاح ثانی ہوتا ہے وہ باقی تھا کیا حکم ہے۔
۶۶۴	در مختار میں ہے "ولولوی الاعتراض فی غیر الکفو مالم تلد لثلا یضیح الولد" طحطاوی، ابو حاتم و بنایہ وحاشیہ شلبی و ہندیہ میں بعد ولایت بھی بر بنائے ظاہر الروایہ ولی کو اعتراض کا حق بتایا اور امام حسن کی روایت مفتی بہا پر ابتداء ہی سے بطلان نکاح کا حکم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ولادت حق اولیاء کی مسقط نہیں۔ کیا ثبوت تفریق کا دعوای صحیح ہوگا "وان ولدت"۔	۶۶۴	کنواری لڑکی بے رضائے والدین غیر شخص کو اپنے نکاح کا ولی بنا سکتی ہے یا نہیں۔
۶۶۵	بعض مولوی کہتے ہیں علویات کا نکاح مع تراضی اولیاء بے تراضی باطل کہنا شیعہ کا مذہب ہے بنایہ کی اس عبارت سے مستند ہیں "وفی البسیط ذہب الشیعۃ الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیرہم مع التراضی قال السروجی وهما قولان بأطلاق" ان "قولان بأطلاق" سے کون سے دو قول مراد ہیں۔	۶۶۵	قاضی جسے علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین زندہ ہیں وہ والدین کے بے پوچھے کسی غیر شخص کو ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ایسے قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔

۶۷۱	بالغہ شیعہ لڑکی نے بے اجازت والدین سنی سے نکاح کر دیا، اس کے والدین نکاح فسخ کرانا چاہتے ہیں کہتے ہیں کہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اس لئے ہمیں اختیار فسخ حاصل ہے۔ نیز نکاح کفو سے نہیں ہوا اس لئے بھی۔ وکیل نکاح کا تو مقرر ہے مگر کہتا ہے کہ لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز نہیں سنی گواہ آواز سننا بھی بیان کرتے ہیں لڑکی نے گواہان کے سامنے نکاح سے پہلے اقرار کیا میں سنت جماعت حنفی مذہب اختیار کر چکی ہوں، کیا حکم ہے۔	۶۷۷	لڑکی بوجہ شرم و حجاب ساکت رہے تو عزیز و قریب عورتیں جو اس کے گرد ہوں وہ کہہ دیں ہاں لڑکی کو منظور ہے۔ تو نکاح جائز ہوگا یا نہیں اور اس کا اقرار سکوتی قائم مقام ایجاب و قبول ہوگا یا نہیں۔
۶۷۲	سنیہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کا باپ رافضی سے کرنا چاہتا ہے، منع کرنے پر کہتا ہے جائز ہے، کیا لڑکی اس صورت میں نانا کو مل سکتی ہے کہ وہ سنی سے نکاح کر دے۔	۶۷۸	لڑکی بالغہ یتیم ہے ماں نے اس کا نکاح کیا چچا تائے اس کے نکاح میں موجود نہ تھے، کیا حکم ہے۔
۶۷۳	ماں نے حقیقی چچا کی عدم موجودگی میں نابالغہ کا چچیرے چچا کی اجازت سے نکاح کر دیا، چچا ناراض ہے صرف عقد ہوا ہے اگر ناجائز ہوا تو دوسرے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۶۷۹	"یتیمۃ بلغت من عمرها خمسة عشر سنین زوجتها امها برضاها لکن لم يحضروا مجلس النکاح اولياؤها وما استشيرا في هذا الباب هل جاز النکاح"۔
۶۷۴	بالغہ ہندہ بنت زید نے بے اجازت زید کفو سے نکاح کر لیا، زید نے ناخوش ہو کر بکر کے مکان سے ہندہ کو حیلہ کر کے لے آیا ایک سال بعد عمرو سے ہندہ کا نکاح کر دیا، دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ عمرو سے جو اولاد ہو اس کا کیا حکم ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے، زید امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۶۷۵	بالغہ کے ماں بھائیوں نے میراثی سے کہا فلاں قبیلہ میں رشتہ کراؤ کسی دوسری جگہ نہ کرنا، میراثی رشوت لے کر دوسری جگہ کر آیا۔ معلوم ہونے پر انکار کر بیجا اور بھائی خود بھی جا کر منع کر آئے، مگر وہ لوگ نہ مانے، میراثی نے اپنی طرف سے دن مقرر کر کے برات منگائی، اس میں رؤسا بھی تھے، لڑکی کی ماں اور بھائی برابر انکار کرتے رہے۔ رؤسا نے گرد و نواح کے اور رؤسا جمع کر کے زور ڈالا، بھائیوں کو ایک مقدمہ میں جلساسازی میں پھانس دیا وہ عاجز آ کر بولے ٹھہرا دو، جب بالغہ سے اذن لینے گئے اس نے انکار کر دیا، لڑکی کو جبراً خاموش کر دیا اور بھلی میں بٹھالے گئے، اس وقت بھی لڑکی نے کہا میرا نکاح ہی نہیں ہے۔ اب تک انکار پر مصر ہے، کیا حکم ہے۔

۶۷۵	بالغہ ایسے شخص سے جو اس کی ذات کا خوش حال پڑھا لکھا جوان تھا پر راضی تھی زید بالغہ کا باپ اس سے راضی نہ تھا بالغہ جس سے راضی نہ تھی زبردستی اس کا نکاح کر دیا اور زبردستی چند آدمی پکڑ کر اس کے یہاں پہنچا آئے یہ نکاح درست ہوا نہیں، زید کے پیچھے نماز کا حکم ہے۔
۶۷۶	بالغہ کا نکاح والدین نے ایک شخص کے ساتھ کیا ماموں اذن لینے گیا لڑکی خاموش رہی، دوبارہ اصرار کرنے پر جواب نہ دیا، ماموں نے طمانچہ مار لڑکی رونے لگی ماموں نے باہر آ کر نکاح پڑھوا دیا کیا حکم ہے لڑکی جانے پر رضامند نہیں ہے۔
۶۷۷	بالغہ نے بے اجازت ولی اپنا عقد کفو سے کر لیا جائز ہوا یا نہیں ولی فسخ کر کے بے طلاق یا خلع کسی مالدار سے جبراً کر دے تو وبال کس پر ہوگا اور یہ فعل کیسا ہوگا۔
۶۷۸	کیا رواج عرف عام قانون شرع شریف پر کسی حالت میں مرنج ہو سکتا ہے۔
۶۷۹	ولی کا جھوٹا حلف ہندہ کے مقابلہ میں معتبر ہوگا یا ہندہ کا قول۔
۶۷۸	باپ نے اپنی بارہ برس کی لڑکی کے عقد کا ایک نابالغ سے وعدہ کیا اور برادری کے لوگوں کے سامنے مٹھائی اور کپڑا لڑکی کے واسطے لڑکے سے لے لیا اور اقرار کیا کہ فلاں تاریخ نکاح کر دوں گا پھر بیمار ہو کر مکان چلا گیا، بیٹی بی بی کو چھوڑ گیا جس کا بار لڑکا اٹھاتا رہا، چھ مہینے ہو گئے خط بھیجے جواب نہ آیا، جانے زندہ ہے یا مر گیا، ماں پہلے راضی نہ تھی مگر جب لڑکے نے کہا تم نکاح نہیں کرتیں تو میں نے جواب تک صرف کیا وہ دے دو، اس پر راضی ہوئی، لڑکی اپنا بھلا برابراتی ہے وہ بھی راضی ہے، کیا حکم ہے۔
۶۷۹	رفیق بیگم کا نکاح بعد موت والد بچپانے اپنے پسر سے کر دیا، نابالغہ نے بالغ ہوتے ہی اعلان کر دیا کہ اس نکاح کو نا منظور کر کے فسخ کر دیا، ذریعہ نوٹس شوہر نابالغ اور اس کے باپ کو اطلاع کر دی نوٹس واپس آیا رفیق بیگم نے دیوانی میں نالش دائر کر دی، ہنوز فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ رفیق بیگم فوت ہو گئی ایسی صورت میں وہ نکاح برقرار منظور ہوگا اور شوہر کو ترکہ پہنچے گا یا نہیں۔
۶۸۰	شخصے بمیانِ حیات پدر خود بلا رضا مندی روے نکاح خواہر صغیرہ معاوضہ بازو بجائے کردہ پدرش بعد خبر یافتن انکار کرد، و بعد چند مدت راضی شد بازو معاوضہ رادر نکاح پسر خود گرفت بازو انکار کرد، آیا از انکار اول نکاح باطل شد یا نہ۔
۶۸۱	نابالغہ جس کے باپ دادا کی شاخ میں کوئی نہ تھا صرف اس کی ایک بڑھیا ماں ہے برادری والے بلا رضا مندی بڑھیا کی لڑکی کی شادی کرنے لگے، نکاح کے وقت بڑھیا دوسری کو ٹھڑی میں روتی رہی، تو کیا یہ نکاح صحیح ہوا۔

۶۸۵	بلوغ کی کیا شرائط اور نشانیاں ہیں۔	۶۸۳	زید کسی وجہ سے اپنا نکاح پڑھانے نہ جائے اپنے پیر بھائی کو اپنا ولی بنالے تو ولی نکاح پڑھا کر لاسکتا ہے یا نہیں۔
۶۸۶	زید نے اپنی بیماری میں لڑکی کو اس کے ماموں کے سپرد کیا لڑکی پندرہ برس کی تھی، باپ مر گیا، دادا موجود ہے، لڑکی کے دادا نے کچھ دن بعد کہیں کفو سے نکاح کر دیا، جب لڑکی نے سنا تو کہا ہمیں منظور نہیں، نکاح جائز رہا یا نہیں۔	۶۸۳	کتنی عمر میں لڑکی کا نکاح جائز اور کتنی عمر میں ناجائز، سن بلوغ بچہ شرعی کتنی عمر میں ہوتا ہے، کتنی عمر میں نکاح جائز ہوتا ہے جبکہ اس کا کوئی حقیقی وکیل مطلق نہ ہو۔
	باب الکفارة	۶۸۳	جو اپنی بیوی سے چودہ ۱۴ سال سے جدا ہو عورت تین ماہ کی حاملہ ہو اسی حمل سے لڑکی پیدا ہو لڑکی ۱۴ سال تک ماں کے پاس رہی ہو باپ نے کسی قسم کی امداد نہ دی ہو لڑکی بالغ ہو گئی ہو لڑکی نے اپنی خوشی کی اور والدہ کی اجازت سے نکاح کر لیا ہو باپ موجود نہ ہو نکاح ہم قوم سے کیا ہو، اس نکاح کا کیا حکم ہوگا۔
۶۸۸	ہندہ بالغہ شریف زادی کا عمرو چچا ولی شرعی ہے مادر ہندہ نے غیبت عمرو میں باذن ہندہ بے اطلاع عمرو اس کا نکاح زید کم قوم غیر کفو سے کر دیا جب عمرو مطلع ہوا اس خیال سے کہ نکاح تو ہو ہی گیا مصلحتاً منظور کر لیا اور ہندہ کی رخصت کردی برضائے ہندہ وطی بھی ہوئی اب میکے آکر تا ادائے مہر معجل شوہر کے جانا یا اسے اپنے نفس پر قدرت دینا نہیں چاہتی، کیا حکم ہے، ہندہ ناشترہ ہے یا نہیں، اسے زید کے یہاں نہ جانے اپنے نفس کے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں۔	۶۸۳	ماموں نے نابالغہ کا خود نکاح کر دیا اس کے علاقائی بھائیوں کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے سوتیلی بہن کو شوہر کے مکان سے بلالیا اب یہ چاہتے ہیں کہ کسی معزز سے اس کا نکاح کریں، کیا حکم ہے۔
۶۹۰	زید نے غیر شہر سے آکر اپنے آپ کو سنی اور سید ظاہر کیا عمرو شیخ انصاری نے اپنی دختر لیلیٰ جو بارہ تیرہ سال کی ہے بیان زید سے دھوکا کھا کر اسے بیاہ دی لڑکی اور اس کا باپ سب اہلسنت ہیں رخصت نہ ہونے پائی تھی کہ زید چلا گیا اور خبر نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا، اب دریافت ہوا تو وہ رافضی نکلا اور شراب خوری قمار بازی علاوہ، لیلیٰ اور اس کا باپ سخت ناراض ہے، لیلیٰ جس کی عمر چودہ پندرہ سال ہے ہے اب دوسری جگہ اپنا عقد کرنا چاہتی ہے، کیا حکم ہے۔	۶۸۵	ہندہ ناناکے زیر پرورش ہے، باپ محض بے تعلق ہے ایسی حالت میں نانا عقد کر دے تو جائز ہوگا یا نہیں، لڑکی تیرہ سال کی ہے،

۷۰۴	ہندہ کا بکر نابالغ سے نکاح ہوا جب وہ سن تیز کو پہنچا تو مردی سے خارج اور بھراہی ہیز رقص رقص کرتا، والدہ ہندہ اس سے عار پا کر رخصت سے منکر ہے، دختر شوہر کو پسند نہیں کرتی، کیا حکم ہے۔	۶۹۱	قرآن مجید میں جو ایک لفظ، ایک حرف اور ایک نقطہ کی کمی بیشی کا قائل ہے یقیناً کافر مرتد ہے۔
۷۱۰	عمر و نے ہندہ کے وارثوں کو دھوکا دیا کہ زید اجنبی جو اس کے مکان پر مقیم تھا اسے سید بتایا اور ہندہ کا اس سے نکاح کرا دیا، پھر معلوم ہوا کہ نور باف ہے، ہندہ کے ورثا کو اس سے بہت عار ہے لہذا نکاح فسخ کرنا جائز ہے یا نہیں۔	۶۹۱	غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔
۷۱۲	العالم العجی کفو للسیدۃ ام لا۔	۶۹۱	قطعی کافر کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔
۷۱۲	دیندار متدین عجمی عالم سیدہ کا کفو ہے۔	۶۹۶	زن بازاری کا لڑکا جب بالغ ہوا تو اس نے اسلام قبول کیا پہلے سے جو مسلمان ہے اسے اپنی صغیرہ کا نکاح اس کے ساتھ کر دینا جائز ہے یا نہیں۔
۷۱۲	عجمی عالم عربی جاہل کا کفو ہے کیونکہ شرف علم اقویٰ اور بلند و بالا ہے۔	۶۹۷	زید نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح عمرو سے کیا۔ وقت نکاح عمرو پر رافضی ہونے کا شبہ ہوا تھا اس لئے اس سے دریافت کیا اس نے انکار کیا اور اپنے آپ کو سنی بتایا اور اپنے سنی ہونے کا اطمینان دلایا باذن ہندہ نکاح ہو گیا، رخصت کے بعد محرم میں عمرو کا رافضی ہونا ظاہر ہوا جب سے زید نے لیلیٰ کو روک لیا، کیا حکم ہے۔
۷۱۲	عالم فقیر جاہل غنی کا کفو ہے۔	۶۹۸	فاسق اعتقادی فاسق عملی سے بدتر ہے۔
۷۱۲	غیر قرشی عالم جاہل قرشی و علوی کا کفو ہے۔	۷۰۰	بھتیجی کا نکاح اپنے سالے سے کر دیا وہ جملہ منہیات شراب خوری، جوئے بازی، زنا کاری، چوری کا مرتکب ہے، سوزاک آتشک میں مبتلا ہے، خوشدامن وغیرہ صالحین سے ہیں انہیں اس سے بہت ذلت و عار ہوئی، یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔
۷۱۳	عالم دین عام مومنین سے سات درجے بلند ہے، ہر درجوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے۔	۷۰۱	سید زادی کا نکاح چچا نے بعمر ۱۱ سال بے اطلاع اس کے والد کے پٹھان سے کر دیا، کیا حکم ہے۔
۷۱۳	دین دار متدین عالم ہی در حقیقت عالم ہے۔	۷۰۲	زید نے ولیہ ہندہ سید زادی کو دھوکا دے کر اپنی قوم اپنا اور اپنے باپ کا نام چھپا کر نیز اپنی ماں کا کنیز غیر شرعی ہونا اپنے آپ کو شیخ یا سید ڈھائی بسوہ کا مالک بتا کر ہندہ سے نکاح کر لیا معلوم ہونے پر ہندہ ناراضا مند ہے فسخ چاہتی ہے کیا حکم ہے۔
		۷۰۴	پٹھان کے لڑکے اور سید کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

۷۱۸	ہندہ نے نابالغہ دختر کا نکاح خالد غیر کفو سے لاعلمی میں کر دیا، بعد بلوغ زوجہ و علم غیر کفو ہونے زوج کے زوجین میں نااتفاق ہے اور ہندہ بھی ناراض ہے، دختر مفارقت چاہتی خالد طلاق نہیں دیتا۔ کیا حکم ہے۔	۷۱۴	گمراہ پڑھا لکھا جاہلوں سے بدتر ہے کہ جہل مرکب سخت بری بلا ہے اور اس میں مبتلا ہونے والا دونوں جہانوں میں سخت ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔
۷۱۹	زید ٹھاکر تھا مسلمان ہو کر نکاح چاہتا ہے، بعد اسلام کس قوم میں شمار ہوگا، کس قوم کی لڑکی کے ساتھ وہ نکاح کر سکتا ہے، شرعاً کس قوم پر استحقاق ہے، زید کی اب کی اولاد ماں کی قوم پر ہوگی یا باپ کی ذات پر، رذالت اور شرافت شرعاً قوم پر منحصر ہے یا نہیں۔	۷۱۴	بد مذہب اہل جہنم کے کتے ہیں۔
۷۲۱	جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کی ولاء اسی کے لئے ہے۔	۷۱۴	بد مذہب تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔
۷۲۱	ولاء ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے۔	۷۱۵	جولا ہے اور کھال پکانے والے اور موچی اور نائی انکے مثل ذلیل پیشہ ورجو اپنے ذلیل پیشوں کے ساتھ معروف ہوں اگر یہ عالم ہوں جب بھی شرفاء کے کفو نہیں ہو سکتے۔
۷۲۳	ہندہ منکوحہ خالد کو زید نے رکھ لیا، زید کے ہندہ سے کئی اولادیں ہوئیں، زید لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے، لوگ کہتے ہیں حرامی ہیں، کیا حکم ہے۔	۷۱۶	ہمارے بلاد میں سیدائیاں پٹھان یا مغل عالم سے عار نہیں کرتیں، ہاں ذلیل پیشے والے وہ اگر عالم ہوں جب بھی عار زائل نہیں ہوتی۔
۷۲۴	حدیث "ولد الزنا شہر الثلثۃ" کا مطلب۔	۷۱۶	اگر ذلیل پیشہ وردوں سے کوئی عالم ہو اور وہ اپنے پیشہ کو اتنی مدت سے چھوڑ چکا ہو کہ لوگ اسے بھول گئے ہوں اور قلوب میں اس شخص کی وقعت اور نگاہوں میں عظمت ہو گئی ہو اب اس سے شرفاء کی بیٹیوں کو عار نہ ہو تو یہ بھی کفو ہو سکے گا۔
۷۲۵	حدیث "فرخ الزنا لا یدخل الجنة" کا مطلب۔	۷۱۷	سیدائنیوں سے پٹھان یا مغل وغیرہ غیر سید کے نکاح کا حکم۔
۷۲۶	زید صدیقی متقی ہے اس نے عمرو کے کہنے سے کہ خالد تیرا کفو ہے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالد کے ساتھ کر دیا، بعد نکاح معلوم ہوا کہ خالد کے یہاں ہمیشہ سے پیشہ حرام کاری جاری ہے اس کے خاندان کے اکثر لوگ زنا کاری کراتے اور ایسی ہی ان کی اولاد ہے مگر اب خالد نے لوگوں کے کہنے سننے سے اپنی بہنوں کا نکاح کر دیا، کیا نابالغہ کا نکاح خالد سے جائز و لازم ہوا، زید کو حق فسخ ہے یا نہیں۔	۷۱۷	ایک شخص کہتا ہے کہ سید یعنی آل نبی کی دختر ہر ایک کو پہنچ سکتی ہے، کسی نے کہا اگر جاروب کش مسلمان ہو جائے اسے بھی، جواب دیا کچھ مضائقہ نہیں، کیا حکم ہے۔

۷۲۸	زید حرامی مگر مسلمان دیندار ہے، اس کی اولاد سے حلالی اپنی اولاد کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں۔	۷۳۰	حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں۔
۷۲۸	نکاح میں کفائۃ معتبر اور کفائۃ کامدار عرف پر ہے۔	۷۳۰	لڑکی بالغ ہو گئی، کفو ملتا نہیں، غیر کفو ملتے ہیں کم حیثیت یا لڑکی کے باپ سے زائد حیثیت رکھنے والے، مگر ذات کے اچھے نہیں، ان میں سے کس سے نکاح کیا جائے یا کفو کا انتظار کیا جائے۔
۷۲۸	ایک شخص نے ایک یتیمیہ نابالغہ سید زادی پالی، بحالت نابالغی پٹھان سے اس کا عقد کر دیا، نابالغہ کے بھائی کو اطلاع بھی نہ دی لڑکی بالغ ہے اور زوج مفقود الخبر ہو گیا، وہ اپنا دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔	۷۳۱	فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفائۃ نہیں۔
۷۲۹	زید نے منکوحہ کو طلاق دی اور اس کی نابالغہ دختر مطلقہ کے پاس رہی، زید سفر کر گیا اور متنبہ کر گیا کہ خبردار اس کا نکاح میری رائے کے خلاف نہ ہو۔ ماں نے زید کے خلاف رائے غیر کفو سے نکاح کر دیا، جائز ہوا یا ناجائز۔	۷۳۱	باپ شریف ہو اور ماں طوائف جو توبہ کر کے اس کے باپ کے نکاح میں آئی ہو تو اس سے اولاد کے نسب پر کوئی حرف نہیں آتا۔
۷۳۰	سیدہ سے غیر سید نے نکاح کیا اس پر لوگ اسے کافر کہتے ہیں، کافر کہنے والوں کا کیا حکم ہے۔	۷۳۱	ہندہ کو یہ یقین دلا کر کہ محمود نجیب الطرفین تیرا کفو ہے ہندہ کا اس سے نکاح کر دیا، بعد کو ثابت ہوا کہ وہ کفو نہیں، ہندہ اور اس کے عزیز عار سمجھتے ہیں، ہندہ کا باپ بھی ناراض ہے، یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں، یا نکاح فسخ ہی مانا جائے۔
۷۳۰	سیدہ بالغہ باکرہ یا ثیبہ یا مطلقہ اگر غیر سید سے نکاح کرے تو جائز ہوگا یا نہیں۔	۷۳۲	قریش بعض ان کے کفو ہیں بعض کے۔
۷۳۰	غیر سید نے سیدہ سے نکاح کیا، اولاد سید ہوگی یا نہیں۔	۷۳۲	نابالغہ کا عقد بے اجازت اس کے والد کے کسی غیر کفو سے اس کی ماں کر دے، تو کیا حکم ہے، اور اگر ماں کو بھی دھوکا دیا گیا ہو کہ اپنے آپ کو کسی نے شریف بتایا ہو اور وہ نہایت بیچ ذات، اس صورت میں نکاح فسخ ہوتا ہے یا نہیں، بے طلاق والدین دوسرے شریف النسب سے نکاح کر سکتے ہیں۔
۷۳۰	سید سے نکاح کرنے والے کو کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہئے۔	۷۳۳	ایک اسی طرح کا اور سوال اور اس کا جواب۔

		۷۳۴	محمد یحییٰ فوت ہو انہوں نے اپنے باپ شاہ عبدالکریم اور بھائی محمد زکریا اور دختر مسماۃ محمودہ بی بی از زوجہ اولیٰ دختر راضیہ بی بی از ثانیہ وغیرہ ورثا چھوڑے، شاہ عبدالکریم صاحب بولایت خود محمودہ کا نکاح مولوی محمد یحییٰ کے نانہالی رشتہ دار کے فرزند سے کر کے انتقال کر گئے وقت انتقال حافظ محمد زکریا وغیرہ کو بلا کر وصیت کی کہ رضیہ جس کی عمر ڈیڑھ سال ہے اس کا عقد تمہارے بیٹے عبدالسلام کے ساتھ بولایت جائز اپنے کئے دیتا ہوں ماں اور نانا دوسری جگہ غیر کفو سے اب اس کا عقد کیا چاہتے ہیں کیا حکم ہے۔





فہرست ضمنی مسائل

۲۶۶	معتدہ کا نکاح پڑھانے والے کو امام بنانا جائز نہیں۔		تیمم
۲۲۶	زید ایک مسجد کا امام ہے اس نے جمع بین الاختین کیا، اعتراض پر کہا یہ امام شافعی کے یہاں جائز ہے، اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔	۲۲۸	آبادی میں پانی تلاش کے بغیر تیمم کر کے نماز پڑھ لی، اگر وہاں پانی تھا تو نماز نہ ہوگی۔
۲۳۳	فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا گناہ ہے۔		امامت
۶۷۴	بالغہ ہندہ بنت زید نے بے اجازت زید کفو سے نکاح کر لیا، زید ناخوش ہو کر بکر کے مکان سے ہندہ کو حیلہ کر کے لے آیا ایک سال بعد عمرو سے ہندہ کا نکاح کر دیا، دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ عمرو سے جو اولاد ہو اس کا کیا حکم ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے، زید امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۱۹۰	جاہل کی امامت خلافِ اولیٰ ہے۔
۶۷۵	بالغہ ایسے شخص سے جو اس کی ذات کا خوش حال پڑھا لکھا جوان تھا پر راضی تھی زید بالغہ کا باپ اس سے راضی نہ تھا بالغہ جس سے راضی نہ تھی زبردستی اس کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور زبردستی چند آدمی پکڑ کر اس کے یہاں پہنچا آئے یہ نکاح درست ہو یا نہیں، زید کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔	۲۳۹	فاسق معلن کی امامت ممنوع، اس کے پیچھے نماز گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔
		۲۴۰	فاسق کو امام بنانے والے گناہگار ہیں۔

۱۴۰	صحت نکاح کیلئے ذکر مہر شرط نہیں کہ نکاح بے ذکر مہر بلکہ بشرط عدم مہر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔		جنائز
۱۷۴	ایک ہزار روپیہ اور کچھ ہدیہ دینا مہر قرار پایا اور ہدیہ نہ دیا تو مہر مثل لازم ہوگا۔	۴۳۱	مزارات پر قبہ بنانے کا ثبوت۔
۱۹۳	فساد خلوت عدم تاکید مہر کا باعث ہے۔		خطبہ
۲۴۸	مہر کا اقل درجہ دس "درہم چاندی ہے۔ اور اکثر کے لئے کوئی حد نہیں۔	۲۲۲	خطبہ نکاح کھڑے ہو کر پڑھا جائے یا بیٹھ کر، کس طرح مسنون ہے۔
۲۶۹	زن و شوہر کی اگر ایک مکان تنہا میں یکجائی ہو چکی ہے۔ تو کل مہر واجب الادا ہو گیا۔	۲۲۲	خطبہ میں مطلقاً قیام افضل ہے۔
۲۶۹	ایک مکان میں زن و شوہر کی تنہائی نہیں ہوئی تھی کہ طلاق ہو گئی تو نصف مہر ساقط ہو گیا۔	۲۲۲	جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ عرفہ وہاں قیام مرکب قائم مقام قیام راکب ہے۔
۲۸۰	نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کو برص ہے تو وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں اور شادی کا صرفہ اس کے والدین سے لیا جاسکتا ہے یا نہیں۔	۲۲۲	خطبات نافلہ بیٹھ کر بھی ثابت ہیں۔
۲۸۲	مہر میں حیثیت کا لحاظ ضروری ہے یا نہیں۔	۲۲۲	خطبات نکاح بیٹھ کر پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔
۲۸۳	مفلس سے کتنے ہی کثیر مہر پر نکاح ہو ہو جائیگا مگر یہ ضرور ہے کہ اسے دین جائیں اور ادا کی نیت ہو۔		روزہ
۲۹۸	اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کچھ نہ ہوگا جب بھی مہر شرعاً لازم ہوگا مہر مثل دینا آئے گا۔	۲۲۱	روزے شہوت نفسانی کو توڑنے والے ہیں۔
۳۳۸	نکاح کے بعد اقرار کیا کہ قبل نکاح منکوحہ کی ماں سے زنا کیا تھا تو حرمت ثابت ہو گئی مگر عورت کے حق پر کوئی اثر نہ پڑے گا، اگر دخول کر چکا ہے تو پورا مہر مستحق واجب ہوگا ورنہ نصف۔	۲۲۱	جسے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کرے اور جو نہ کر سکتا ہو وہ روزہ رکھے۔
۳۴۱	نکاح فاسد میں بعد وطی مہر مستحق و مہر مثل میں سے اقل لازم ہوگا۔	۲۲۱	عرض تسعین میں روزہ سے متعلق کیا حکم ہے۔
۵۶۱	مہر کا لزوم وطی، خلوت صحیحہ یا احد الزوجین کی موت سے ہوتا ہے۔		مہر
		۱۱۷	خلوت بمنزلہ وطی ہے اس سے بھی پورا مہر لازم ہو جاتا ہے جبکہ مانع وطی کوئی امر موجود نہ ہو۔

۲۷۸	ولیمہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کا تارک کیسا ہے۔	۵۶۲	نابالغ کا بالغ سے نکاح موقوف ہوا اور وہ اس بالغ سے جبراً وطی کرے تو مہر مثل لازم ہوگا، اور اگر عورت کی رضا سے وطی کرے تو کچھ لازم نہ ہوگا۔
۲۷۸	جہاں لوگ بعد نکاح ولیمہ نہیں کرتے بلکہ پہلے نکاح کے اوّل روز حسب رواج کھلا دیتے ہیں ان کا حکم شرعی کیا ہے۔	۵۶۲	نکاح موقوف قبل از اجازت وطی کو حلال نہیں کرتا بلکہ نظر کو بھی، تاہم جبراً وطی کی تو مہر مثل لازم ورنہ کچھ نہیں۔
۲۷۸	ولیمہ سغنن مستحبہ سے ہے اس کے تارک گنہگار نہیں۔	۶۱۸	ہنگام نکاح خوانی مہر پر حجت ہوئی، زید مجلس سے اٹھ گیا، عمرو نے بحالت غصہ موزن سے کہا تم میری لڑکی کا نکاح بکر سے کر دو بکر مجلس نکاح میں موجود تھا موزن نے صرف تین کلمے پڑھا کر ایجاب و قبول کر دیا کوئی وکیل و گواہ نہیں ہوا نہ مہر کی تعداد بکر کو بتائی یہ کہا کہ مثل لڑکی کی ماں کے مہر باندھا لڑکی بالغ ہے اس سے اجازت نہ لی گئی۔ کیا حکم ہے۔
	رضاعت	۶۳۲	ولی جو مہر باندھے نابالغ بعد بلوغ اس مہر سے راضی نہ ہو انکار کرے تو کیا حکم ہوگا۔
۲۰۰	شبہ رضاعت جہاں ہو کہ پہلے عورت کہے کہ میں نے اسے دودھ پلایا ہے اب کہے کہ نہیں پلایا ہے تو اس صورت میں فتویٰ کیا ہوگا اور تقویٰ کا کیا حکم ہوگا۔	۶۸۸	ہندہ بالغہ شریف زادی کا عمرو چچا ولی شرعی ہے مادر ہندہ نے غیبت عمرو میں باذن ہندہ بے اطلاع عمرو اس کا نکاح زید کم قوم غیر کفو سے کر دیا جب عمرو مطلع ہوا اس خیال سے کہ نکاح تو ہو ہی گیا مصلحتاً منظور کر لیا اور ہندہ کی رخصت کر دی رضائے ہندہ وطی بھی ہوئی اب میکے آکر تادائے مہر معجل شوہر کے جانایا اسے اپنے نفس پر قدرت دینا نہیں چاہتی، کیا حکم ہے، ہندہ ناشزہ ہے یا نہیں، اسے زید کے یہاں نہ جانے اپنے نفس کے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں۔
۲۰۴	ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیان ثبوت رضاعت کے لئے کافی نہیں، اس سے احتیاطاً بچنا مستحب ہے۔		ولیمہ
۲۷۸	بکر نے سلیم کی ماں کا دودھ پیا ہے تو سلیم سے بکر کی لڑکی کا نکاح کیسا ہے۔	۲۵۵	ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی مدت کسے روز تک ہے۔
		۲۵۶	اگر ولیمہ بخیل سنت نہ کرے بلکہ برائے نام آوری تو کیا حکم ہے۔

۴۶۳	بکر نے زید کی بی بی کا پہلی اولاد پر دودھ پیا تین اولادوں کے بعد زید کی جو لڑکی ہوئی اس لڑکی سے بکر کے نکاح کا حکم۔	۲۷۹	زید بکر کا رضاعی بھائی ہے، زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح بکر کی چھوٹی بہن سے کیا ہے۔
۴۷۰	اپنے حقیقی بھائی کی رضاعی بیٹی سے نکاح کے بارے میں بعض بنگالیوں کے فتوے کا رد۔	۲۸۳	اگر پسر زید نے زوجہ عمرو کی چھاتی جبکہ وہ چار پانچ ماہ کی حاملہ تھی اور حمل بھی پہلا تھا منہ میں لے لی اس وقت دودھ ہونا معلوم نہیں تو اس لڑکے کا عمرو کی لڑکی سے نکاح ہوگا یا نہیں۔
۴۷۷	بھائی کی رضاعی نواسی سے نکاح جہالت، گمراہی اور شریعت پر افتراء ہے۔	۲۸۴	ثبوت رضاعت کے لئے ضروری ہے کہ جو ف صبی میں دودھ کا قطرہ منہ یا ناک کے راستے جانا معلوم ہو محض چھاتی دبانے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔
۴۷۸	جس مرد کی طرف دودھ منسوب ہے وہ رضیع کا باپ، اس کی اولاد رضیع کے بھائی بہن، اس کے بھائی رضیع کے چچے اور اس کی بہنیں رضیع کی پھوپھیاں ہوں گی جبکہ رضیع کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔	۲۸۴	دودھ اترنے کے لئے کوئی مدت نہیں قوت مزاج و کثرت خون سے کواری کو دودھ اتر سکتا ہے۔
۴۹۱	رضیع و مرضعہ کی اولادوں کے درمیان نکاح کے حرام ہونے پر تین نصوص۔	۳۱۱	ہندہ نے اپنے ابن الابن زید کو دودھ پلایا ہندہ کی نواسی سے زید کا نکاح ہو سکتا ہے۔
۴۹۲	رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔	۳۳۹	ہندہ نے زینب کا دودھ پیا ہندہ کے بیٹے پر زینب کی دختر حرام ہے۔
۴۹۳	رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔	۳۴۰	لیلیٰ و سلمیٰ رضاعی بہنیں ہیں زید نے لیلیٰ سے نکاح کیا ہے زید کے پسر عمرو کا نکاح سلمیٰ سے جائز ہے۔
۴۹۳	رضیع کی بیوی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے۔	۳۴۷	زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ہندہ سے حسن و حسین پیدا ہوئے پھر بعد ہندہ حفصہ سے نکاح کیا، حفصہ نے اپنی بیٹی کے ساتھ حسین کے بیٹے بکر کو دودھ پلایا تو بکر کا نکاح زاہدہ بنت حسن سے جائز ہے یا نہیں،
۴۹۳	رضیع کی بیٹیاں اور نواسیاں مرضعہ کے شوہر اور اس کے بیٹوں پر حرام ہیں۔	۴۲۲	کیا زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔
۴۹۳	دودھ کا چچا بھی چچا ہے ان سے پردہ کی حاجت نہیں۔	۴۶۰	فقیر نے بیبا کا دودھ حفیظین کے ساتھ پیا پھر بیبا کے فہمین ہوئی فقیر کے کا نکاح فہمین سے کیا ہے۔

۱۲۳	طلاق کے جھوٹے اقرار سے قضاء طلاق ہو جائیگی عند اللہ نہ ہوگی۔	۴۹۳	رضاعی چچا کی تفسیر۔
۱۲۴	شوہر نے ایک طلاق دی تھی کسی نے پوچھا کہ تو نے کتنی طلاقیں دی ہیں، اس نے کہا تین، تو دیا نہ ایک ہے اور قضاء تین	۴۹۳	ماں کے رضاعی بیٹے کی بیٹی، بھتیجی اور محرم ہے۔
۱۲۸	اگر بے نیت "انت طالق" کہا طلاق ہو جائے گی	۴۹۴	اولاد رضیع جس طرح مرضعہ کی پوتا پوتی، نواسا نواسی باجماع قطعی ہے یونہی باجماع ائمہ اربعہ وجملہ فقہاء وہ شوہر مرضعہ کے بھی پوتے ہیں اور نواسے ہیں۔
۱۲۸	اور اگر "انت طالق" سے "طلاق عن الوثائق" یا طلاق سابق سے خبر دینے کی نیت کی خواہ پہلے طلاق دے چکا ہو یا نہ دی ہو، بہر حال ان صورتوں میں دیا نہ طلاق نہ ہوگی۔	۴۹۴	دودھ کے رشتوں کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس سے چار قسم کی عورتیں حرام ہوتی ہیں۔
۱۳۵	مرد نے عورت سے کہا تو میری بی بی نہیں اور اس سے اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی اور اس کے یہ معنی ٹھہریں گے کہ تو میری بی بی نہیں اس لئے کہ میں تجھے طلاق دے چکا ہوں۔	۵۱۰	زید نے زینب کا دودھ ہندہ کے ساتھ پیازینب کی تیسری لڑکی سے زید کے نکاح کا حکم۔
۱۳۵	اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے میں نے اس سے نکاح نہیں کیا اور اس سے نیت طلاق کی کرے تو طلاق نہ ہوگی کہ یہ کذب محض ہے جس کی تصحیح ناممکن ہے۔		عشرة النساء
۱۶۴	اگر کوئی شخص کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق، پھر کسی شخص سے کہا کہ کاش تو فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے۔ اس نے کر دیا تو حانث نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی کہ اس نے خود نکاح نہیں کیا۔	۶۲۹	عورتوں سے بحکم قرآن نیک برتاؤ کرنا لازم۔
۲۱۳	اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ تین چار ماہ بعد طلاق دے دوں گا تو طلاق دینا لازم نہیں۔	۶۲۹	عورتوں کو مقدور بھر وہاں رکھو جہاں خود رہو۔
۲۲۸	نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔	۶۲۹	عورتوں کو ضرر نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی کرو۔
۲۲۹	فارسی یا عربی نہ جاننے والے کو کسی نے الفاظ طلاق فارسی یا عربی میں سکھائے اور معنی نہ بتائے اس نے یہ الفاظ لاعلمی سے عورت کے لئے کہے تو عند اللہ طلاق نہ ہوگی۔	۶۲۹	عورت کو معلقہ کرنا بحکم قرآن ممنوع ہے۔
			طلاق

۲۳۰	خلع	مذاق اور دل لگی میں طلاق دینے سے قضاء اور دینا ہر طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
۲۸۷	اگر عورت کو مرد نے ایسے الفاظ سکھائے اور کہلوائے جس سے مہر و نفقہ عدت کے بدلے خلع ہو جائے کہ عورت مہر و نفقہ عدت کی بھی مستحق نہ رہے اور عورت یوں خلع کرے تو خلع صحیح نہ ہوگا۔	بلاوجہ بے سبب طلاق دینا منع ہے۔
۲۸۹	ہندہ ماں نے رضیہ کا بحالت نابالغی حامد سے عقد کر دیا رخصت نہ کی تھی چار سال بعد اب رضیہ بالغہ ہوئی اس عرصہ میں خالد نے دوسری عورت کو رکھ لیا خالد کی وضع و اطوار چال چلن رضیہ اور ہندہ کو ناگوار ہیں کمال نفرت ہے خالد سے تعلق نہیں چاہتی انکار کرتی ہے اور خلع چاہتی ہے رضیہ کیا کرے جو خالد سے قطع تعلق ہو۔ اور یہ عقد عقد فضولی قرار پائے گا یا نہیں۔	غیر مدخولہ بہا کو اگر ایک لفظ میں تین طلاقیں دے مغلفہ ہو جاتی ہے اور اگر متفرق لفظوں سے دے تو مغلفہ نہیں ہوتی۔
۳۲۳	عنین	شوہر نے طلاق نہیں دی ہے کچھ مال لے کر طلاق دینا چاہتا ہے ایسی عورت سے بے طلاق نکاح کا حکم اور کچھ لے کر طلاق دینے کا حکم۔
۳۱۳	عنین (نامرد) کا نکاح درست ہے یا نہیں۔	عورت بے اذن شوہر گھر سے نکلے اس سے نکاح سے نہیں نکلتی۔
۳۱۷	عنین میں تحکیم یعنی بیچ بنالینا جائز ہے۔	سالی سے نکاح یا زنا سے عورت مطلقہ نہیں ہوتی۔
۵۰۵	عنین اور اس کی زوجہ میں تفریق کی صورت۔	لڑکے نے سنا کہ باپ نے اس کی بی بی سے زنا کیا اس پر غصہ میں بی بی کو مارا اور طلاق دے دی زوجہ نے مہر کی نالاش کردی ڈگری ہو گئی، وکیل زوج کہتا ہے طلاق غصہ میں دی اس لئے نہیں ہوئی اور وکیل زوج کہتا ہے ہو گئی، کون سچا ہے۔
۶۱۰	باپ نے نابالغہ کا نکاح اپنے ہم قوم سے کیا۔ شوہر نے رخصت چاہی تو انکار کیا، نالاش ہوئی تو جواب دیا کہ داماد نامرد ہے بیچروں میں گاتا بجاتا ہے اگر ڈاکٹر اسے مرد بتائیں تو عذر نہیں۔ ابھی فوجداری میں مقدمہ دائر تھا کہ لڑکی کے باپ نے دیوانی میں دعوٰی فسخ نکاح کر دیا کہ وہ نامرد ہے بیچروں کے افعال سے حالت شرمناک کر لی ہے میری برادری کا نہ رہا۔ اگر یہ الزام ثابت ہوں تو کیا نکاح فسخ کیا جاسکے گا۔	لڑکے لڑکی کا بحالت نابالغی نکاح ہوا تھا اب لڑکا یا اس کے وارث لڑکی کی خبر کسی قسم کی نہیں رکھتے۔ لڑکی تین طرح کے علم سے واقف ہے اور لڑکا زنا جابل، لڑکی اب کہتی ہے ہم اول شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے، کیا ارشاد ہے۔

۳۴۱	جواولاد نکاح فاسد میں وقت وطی سے چھ مہینے بعد پیدا ہوئی بالاجماع ثابت النسب اور مستحق ارث ہے۔	۶۱۱	عنین سے تفریق کے لئے عورت بالغہ کا دعویٰ ضرور ہے قاضی اس کی طلب پر تفریق کرے گا۔ اگر صغیرہ ہوگی تو اس کے بلوغ کا انتظار کیا جائے گا کیونکہ ممکن ہے وہ بالغہ ہو کر عنین یا محبوب سے راضی ہو۔
۳۶۵	حرمت مصاہرہ کے بعد متارکہ سے قبل اگر شوہر وطی کرے تو حرام ہے مگر زنا نہیں اور اس وطی سے پیدا ہونے والی اولاد صحیح النسب ہوگی کیونکہ نکاح باقی ہے۔	۶۱۲	عورت نے شوہر کو عنین پایا تو قاضی شوہر کو ایک سال قمری کی مہلت (بغرض علاج) دے گا۔
۴۴۷	سنی نے رافضیہ سے بطور شیعہ صیغہ پڑھایا بطریق اہلسنت نکاح نہ ہوا دونوں اپنے مذہب پر قائم رہے اولاد کیسی ہوئی۔		مفقود
۷۲۲	ہندہ منکوحہ خالد کو زید نے رکھ لیا، زید کے ہندہ سے کئی اولادیں ہوئیں، زید لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے، لوگ کہتے ہیں حرامی ہیں، کیا حکم ہے۔	۳۳۱	جس کا شوہر مفقود ہو اور مرد و عورت دونوں خفی ہوں تو عورت دوسرے نکاح کے لئے کس مدت تک انتظار کرے۔
	غیر سید نے سیدہ سے نکاح کیا، اولاد سید ہوگی یا نہیں۔ ۷۳۰	۳۳۲	مسئلہ زن مفقود۔
۷۳۱	باپ شریف ہو اور ماں طوائف جو توبہ کر کے اس کے باپ کے نکاح میں آئی ہو تو اس سے اولاد کے نسب پر کوئی حرف نہیں آتا۔	۳۱۲ ۴۳۸	مسئلہ زن مفقود الخبر۔
	نفقہ		عدت
۲۹۸	اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان و نفقہ کچھ واجب نہ ہوگا جب بھی اپنی صورت و وجوب میں ضرور واجب ہوگا۔	۲۶۹	عورت پر روز طلاق سے عدت لازم ہوتی ہے۔
	فدیہ	۲۶۹	غیر مدخولہ کو طلاق دی جائے تو اس پر عدت اصلاً نہیں۔
۲۲۱	جو روزے کی طاقت نہ رکھے وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے۔		نسب
		۲۳۲	شرعاً نسب باپ سے ہے وہ شریف ہے تو بیٹا بھی شریف۔

۲۰۳	جو عقد قابل فسخ ہیں جیسے بیع واجارہ اگر یہ جبر واکراہ سے ہوں تو فسخ کر دیا جائیگا۔	۲۲۲	جو نہ روزہ رکھ سکے نہ فدیہ دینے پر قادر ہو وہ کیا کرے۔
۲۰۳	نا قابل فسخ عقود جیسے طلاق، عتاق، نکاح، تدبیر اور استیلاء وغیرہ اگر اکراہ سے ہوں تو لازم ہیں۔		خنثی
۶۲۸	ولی اگر بحالت جبر واکراہ نکاح کر دے ہو جائیگا۔	۱۹۲	ایسی عورت سے نکاح و مہر کا حکم جس کے صرف مخرج بول ہو اور کوئی مردی وزنی کی علامت نہ ہو صرف پستان ظاہر ہوں۔
	تفسیر	۱۹۳	پستان ظاہر ہونے سے خنثی مشکل کا عورت ہو نا معلوم ہوتا اور اشکال دفع ہو جاتا ہے۔
۲۳۵	آیت کریمہ "الذانیۃ لاینکحہا الا اذن او مشرک" منسوخ الحکم ہے یا نکاح سے مراد یہاں جماع ہے۔		جنین
۲۷۲	حدیث "لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها" آیہ کریمہ "وان تجمعا بین الاختین" کی تفسیر ہے کہ اختیت سے ہر علاقہ محرمیت مراد ہے۔	۲۶۱	جنین پر کسی کی ولایت نہیں۔
۳۱۲	سوتیلی ماں لفظ امھات میں داخل نہیں۔		ولاء
۳۱۲	"حرمت علیکم اُمتھکم" کے بعد "ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم" اسی لئے فرمایا۔	۷۲۱	جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کی ولاء اسی کے لئے ہے۔
۳۵۴	"وربائبکم اللّٰتی فی حجورکم" آیہ کی تفسیر۔	۷۲۱	ولاء ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے۔
۳۵۴	آیت قرآنی میں وصف "اللّٰتی فی حجورکم" بالاجماع شرط حرمت نہیں۔		اکراہ
۳۵۴	کنیزیں "نساگم" میں اور ان کی بیٹیاں "ربائبکم" میں داخل نہیں۔	۱۷۷	ایفائے وعدہ پر جبر نہیں یعنی قاضی مجبور نہیں کر سکتا، وہ وعدہ جو معلق ہو اس کی وفاداریت لازم ہے، مگر ایک قول میں کفالت اور بیع الوفاء میں وفائے وعدہ پر جبر کر سکتا ہے۔
۳۵۴	آیت کریمہ "وحلائل ابنائکم الذین من اصلا بکم" کی تفسیر۔	۲۰۲	نکاح بجز واکراہ ہو جاتا ہے مگر ایسا کرنا ظلم ہے۔

۳۵۵	۳۵۵	"امہات نسائکم" سے کیا مراد ہے۔
۳۵۷	۳۵۷	حدیث "لا یحرم الحرام الحلال" سخت ضعیف و ناقابل احتجاج و ساقط ہے۔
۳۵۷	۳۵۵	"ولاتنکحوا مانکح اباؤکم من النساء" میں نکاح کا کیا معنی ہے۔
۳۵۷	۳۸۸	آیہ کریمہ "واحل لکم ماوراء ذالکم" میں حل بمعنی عدم حرمت و طی ہے جو گناہ کے منافی نہیں۔
۳۶۳	۴۴۱	آیہ کریمہ "الزانیۃ لاینکحھا الا زان او مشرک" میں چار تاویلیں ماثور ہیں۔
۳۶۳		فوائد حدیثیہ
۳۶۳	۲۷۲	حدیث "لاتنکح المرأة علی عمتھا" الخ کی آیہ کریمہ "واحل لکم ماوراء ذالکم" ناخ ہے یا نہیں۔
۳۶۴	۲۷۲	حدیث "لاتنکح المرأة علی عمتھا ولا علی خالتھا" حدیث صحیح مشہور ہے اور وہ مخالف قرآن نہیں۔
۳۸۳	۲۷۳	حدیث "کلامی لایسنخ کلام اللہ" محض بے اصل ہے۔
۵۹۰	۳۰۵	مطلب حدیث "النکاح الابوی وشاہدی عدل"۔
	۳۰۵	خطبہ (مکنتی) و نکاح میں فرق ہے یا نہیں اور حدیث "تحرم الخطبة علی خطبة اخیه" کا کیا مطلب ہے اور اس سے مکنتی کے نکاح ہونے پر استدلال صحیح ہے یا نہیں

۴۳	حدیث "ولدا الزنا لیدخل الجنة" کا مطلب۔	۴۳	اسحاق مذکور کے بارے میں امام نسائی نے کہا: ثقہ نہیں۔ دارقطنی نے کہا: ضعیف ہیں۔ اور امام ابوداؤد نے کہا: سخت ضعیف ہیں۔	۳۶۱
۴۴	حدیث "فرخ الزنا لیدخل الجنة" کا مطلب۔	۴۴	اسحاق مذکور کے شیخ عبد اللہ کے بارے میں یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا کہ حافظہ کی رو سے ضعیف ہیں۔ اور امام نسائی نے کہا: قوی نہیں ہیں۔	۳۶۲
	اسماء الرجال		ابن علیہ ایک محدث ہیں مجتہد نہیں ہیں۔	۴۸۳
۳۵۷	عثمان بن عبد الرحمن وقاصی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنه کے قاتل عمرو بن سعد کا پوتا متروک ضعیف اور جھوٹا ہے۔	۳۵۷	فوائد اصولیہ	
۳۵۸	عثمان وقاصی ثقافت سے موضوع خبریں روایت کرتا ہے۔	۳۵۸	کنایات محتاج نیت ہیں۔	۱۲۸
۳۵۸	اسحاق بن ابی فروہ متکلم فیہ اور متروک ہے۔	۳۵۸	تعلیل دلیل تعویل ہے۔	۱۲۹
۳۵۹	امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: فروہ کذاب ہے۔	۳۵۹	جس کی دلیل اقوی ہو وہ تعویل کا زیادہ مستحق ہے۔	۱۲۹
۳۵۹	اسحاق بن ابی فروہ دو ہیں۔	۳۵۹	اصول کی صحیح روایت کے ہوتے ہوئے اس کے ماسوا تمام روایات ساقط ہو جاتی ہیں۔	۱۳۵
۳۵۹	اول اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصرو تلمیذ امام زہری رجال ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ سے ہے، یہی متروک ہے اور اسی کو امام بخاری نے "ترکوه" فرمایا۔	۳۵۹	شرط فاسد قبل العقد مبادلات مالیہ میں بھی ملحق بال عقد نہیں ہوتی۔	۱۴۵
۳۵۹	امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اسحاق بن ابی فروہ سے روایت حلال نہیں۔	۳۵۹	شرط فاسد جو عقد سے پہلے ہو اس سے کوئی عقد فاسد نہیں ہوتا۔	۱۴۵
۳۶۰	اسحاق بن ابی فروہ مذکور کاس وصال ۱۳۶ھ یا ۱۴۴ھ ہے۔	۳۶۰	اقرار تعلیق بالشرط کی صلاحیت نہیں رکھتا۔	۱۴۶
۳۶۱	دوم اسحاق بن محمد اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ امام بخاری کے استاذ ہیں ۳۲۶ھ میں وصال فرمایا، یہ ہرگز متروک نہیں۔	۳۶۱	وقوع نکاح سے خبر دینا انشاء عقد سے بالکل مبائن وغیر موثر ہے۔	۱۸۲
۳۶۱	اسحاق بن محمد بن اسماعیل کو اگرچہ ابن حبان نے ثقافت میں ذکر کیا اور ابو حاتم وغیرہ نے صدوق کہا، البتہ کلام سے خالی یہ بھی نہیں ہیں۔	۳۶۱	نکاح اثبات اور اقرار اظہار ہے۔	۱۸۲

۱۸۲	اظہار اقرار کے مغائر ہے۔	۳۶۳	حلال و حرام کے مخلوط کا تناول اس لئے ناجائز ہے کہ بوجہ اختلاط اس کا تناول، تناول حرام سے خالی نہیں ہو سکتا۔
۲۱۱	عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ سوال جواب میں معاد ہوتا ہے۔	۳۸۴	عورت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔
۲۱۳	شرط فاسدہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ خود شرط فاسدہ باطل ہو جاتی ہیں۔	۳۸۴	شرع مطہر نے کتابی سے مسلمہ کا نکاح زنا مانا اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح جانا، وجہ فرق کیا ہے۔
۲۲۶	ہزل، جد کی ضد ہے۔	۳۸۵	عورت کے لئے کفایت مرد بالاجماع ملحوظ ہے اور مرد بالغ کے حق میں کفایت زن کا کچھ اعتبار نہیں۔
۲۲۶	ہزل لعب ہے یعنی شے سے اس کے غیر موضوع لہ کا ارادہ کرنا۔	۳۸۵	دناءت فراش وجہ غیظ مستفرش نہیں ہوتی۔
۲۲۷	بعد علم حکم بقصد حکم الفاظ تجاوز دلیل مراضاۃ ہے۔	۳۸۵	صحت تو حل کو لازم ہے مگر حل صحت کو لازم نہیں۔
۲۲۸	دارالاسلام میں جہل عوارض مکتسبہ میں سے ہے۔	۳۸۹	جواز بمعنی صحت، عدم جواز بمعنی ممانعت و اثم کے منافی نہیں۔
۲۲۸	کوئی شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا ابھی دارالاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی تو اس پر شرائع اسلامیہ کا لزوم نہیں کہ اس کے لئے جہل عذر ہے۔	۳۹۴	شرع مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے لئے مقدمہ اور داعی کو بھی حرام بتاتی ہے۔
۲۹۸	قبل وجوب اسقاط مہمل ہے۔	۳۹۴	مقولہ مسلمہ ہے کہ مقدمۃ الحرام حرام۔
۳۰۵	نہی منافی صحت نہیں۔	۳۹۵	داعی کے لئے مفقۃ بالردام ہونا ضرور نہیں۔
۳۰۹	تحریم مطلق کی نفی سے حل مطلق کا اثبات نہیں ہوتا۔	۴۳۴	جو دو بلاؤں میں مبتلا ہو اسے چاہئے کہ ان میں سے ہلکی کو اختیار کرے۔
۳۳۸	حجت قاصرہ من جہۃ مقبول اور من جہۃ مردود ہوتی ہے۔	۴۸۳	خلاف متقدراجماع میں قاذح نہیں۔
۳۵۵	تخصیص کی دلیل پیش کرنا مدعی تخصیص کے ذمہ ہے۔	۴۸۳	ظاہر یہ مبتدع ہیں اجماع میں ان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کہ مبتدع امت دعوت ہیں امت اجابت نہیں۔
۳۵۵	دخول حرام طور پر بھی ہو تو موطوہ کی دختر کے لئے موجب تحریم ہو جاتا ہے۔	۴۸۳	سنت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہوتا۔
۳۶۳	اگر کوئی طاهر شہی جو کہ حرام ہو کسی حلال میں اس طرح مل جائے کہ تمیز ناممکن ہو تو وہ حلال خود حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اپنی حلت پر قائم رہتا ہے۔	۴۸۴	جو حکم کتاب و سنت مشہورہ اور اجماع کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔

۴۹۱	جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔	۱۳۵	نکاح فضولی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اسے باطل جاننا باطل ہے۔
۴۹۶	اخوت رشتہ منکر رہے کہ دونوں طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے۔	۱۳۵	اجازت نکاح جس طرح قول سے ہوتی ہے یونہی فعل اور دلالتِ حال سے بھی، اور اس کی چند مثالیں۔
۴۹۹	اصل علت حرمت جزئیت ہے۔	۱۳۸	بکر و شیب کا فرق صرف در بارہ سکوت ہے کہ بکر کا سکوت اذن ہے شیب کا نہیں۔
۴۹۹	جزئیت نسب میں ظاہر اور رضاعت میں شرعاً معتبر ہے۔	۱۵۳	اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔
۴۹۹	دو شخصوں میں علاقہ جزئیت کی دو صورتیں ہیں۔	۱۶۱	عقد فضولی محض فضول اور نامقبول نہیں بلکہ اجازت صاحبِ اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔
۵۰۰	علاقہ جزئیت سے حرمت میں چار صورتیں ہیں۔	۱۶۸	عاقدين کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے اور جو مؤخر ہو وہ قبول۔
۵۱۳	تحری دلائل شرعیہ میں سے ہے۔	۱۷۵	شرط فاسدہ سے نکاح نہیں فاسد ہوتا خود وہی باطل ہوتی ہیں۔
۵۱۳	قول فاسق کے صدق پر اگر تحری واقع ہو تو وہ معتبر ہے۔	۱۷۵	بیع و اجارہ و قسمت و غیرہ شرط فاسدہ سے فاسد ہوتے ہیں۔
۵۲۱	گناہ مسقط ولایت نہیں۔	۱۷۷	وعدے کی تعلیق بالشرط جائز ہے۔
۵۲۲	فتح مانع ولایت نہیں۔	۱۸۰	نابالغ کا اقرار و انکار کچھ نہیں اجازت اس کے ولی کی درکار۔
۶۲۳	ساکت کی طرف قول منسوب نہیں کیا جاتا۔	۱۸۰	بالغہ اگر آواز سے اجازت لیتے وقت روئے تو یہ رد ہے۔
۶۹۸	فاسق اعتقادی فاسق عملی سے بدتر ہے۔	۱۸۳	نکاح و تنزیح یہ دو لفظ عقد نکاح میں صریح ہیں اور عطا و ہبہ و صدقہ و غیرہ کنایہ۔
۷۱۲	فضل نسب سے فضل علم زائد ہے۔	۱۸۳	نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے۔
۷۱۲	شرف علم اقویٰ اور بلند و بالا ہے۔	۱۸۸	نکاح خواں اور شہود کا بیٹا ہو نا ضروری نہیں۔
فوائد فقہیہ		۱۹۱	شہود ابتدائے نکاح میں شرط ہیں یعنی بے ان کے منعقد نہ ہوگا، بقا میں شرط نہیں یعنی شاہدوں کا بقاء نکاح کے لئے باقی رہنا ضروری نہیں۔
۱۱۰	بالغہ پر ولایت اجبار نہیں۔		

۲۹۶	قاضی کوئی شرط نکاح نہیں آدمی جس سے چاہے نکاح پڑھوائے۔	۲۰۴	مکروہ تنزیہی کا ارتکاب معصیت نہیں۔
۲۹۷	قاضی نکاح کے شرعاً کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اجرت کا مستحق جبکہ نکاح دوسرے نے پڑھایا ہو۔	۲۰۵	جان کار کھنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔
۲۹۷	نکاح خوانی کے قاضی "اسماء سبیتوھا انتم و ابائکم ما انزل اللہ بہا من سلطن" کے قبیلہ سے ہیں۔	۲۰۵	شریعت و عقل سلیم کا یہ تقاضا نہیں کہ ہلکی شئی کو بچانے کے لئے ثقلِ عظیم کا ارتکاب کیا جائے۔
۳۰۱	خدا نے مردوں کو دو دو تین تین چار چار عورتیں حلال فرمائیں، عورت کے لئے یہی حکم کیوں نہیں ہوا۔	۲۱۳	عقود میں معافی کا اعتبار ہے یہاں تک کہ نکاح میں بھی۔
۳۱۳	نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ ہے۔	۲۲۶	جد یہ ہے کہ شے سے اس کے موضوع لہ کا ارادہ کیا جائے۔
۳۵۴	کسی عورت سے نکاح اس کی دختر کی تحریم کیلئے نہ تو علت ہے اور نہ ہی جزء علت۔	۲۲۶	ہزل اور مجاز میں فرق۔
۳۵۴	ماں سے صحبت دختر کے لئے علت تحریم ہے اور یہ قطعاً مزنیہ میں بھی ثابت ہے۔	۲۲۹	جہل باللسان تفصیر نہیں۔
۳۵۵	وہ صورتیں جن میں ایسی عورت سے دخول کیا جو اس کیلئے حلال نہیں مگر اس دخول سے موطوہ کی دختر حرام ہو گئی۔	۲۴۴	مرد کا ارتداد بالاجماع فسخ نکاح فی الحال ہے۔
۳۵۵	تحریم دختر کے لئے نہ نکاح شرط نہ وطی کا روجہ حلال ہونا لازم بلکہ مناط حرمت صرف وطی ہے۔	۲۴۵	عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا مگر مرد کو اس سے قربت حرام ہو گئی جب تک اسلام نہ لائے۔
۳۵۶	نکاح معنی وطی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف۔	۲۴۵	مجبوری مانع جواز نکاح نہیں ہوتی۔
۳۵۶	امر فرج میں شرعاً احتیاط واجب ہے۔	۲۶۳	تفقہ فقط کتاب سے عبارت دیکھ لینے اور لفظی ترجمہ سمجھ لینے کا نام نہیں بلکہ مقصد شرع کا ادراک اور احوال بلاد و عباد پر نظر رکن اعظم تفقہ ہے۔
۳۵۶	اصل فرج میں حرمت ہے جب تک حل ثابت نہ ہو حرمت ہی پر حکم ہوگا۔	۲۷۴	لڑکی کے برس میں بالغ ہوتی ہے۔
۳۵۶	مصاہرت مصاہرت میں فرق نہیں۔	۲۸۰	شرع میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
۳۶۵	طلاق اور متارکہ میں فرق۔	۲۸۰	عوام کے محاورہ میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
۳۶۵	حرمت مصاہرہ اور حرمت رضاعت سے نکاح مرتفع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔	۲۹۵	نکاح شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔

۵۲۷	ولی اقرب اگر غائب بغیبت منقطع ہو تو حق ولایت ولی البعد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔	۳۸۲	احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ کہ احتمالات غیر واقعہ کا۔
۵۲۷	غیبت منقطعہ میں دو قول اصح ہیں ارجح اور اکثر مشائخ کا مختار للفتویٰ احسن واشبہ بالفقہ یہ کہ اگر ولی یا اس کی رائے کا انتظار کیا جائے تو کفو مخاطب فوت ہو جائے گا۔	۳۸۳	بد مذہب کسی سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہو سکتا۔
۵۳۳	فاسق نہ صالحہ کا کفو ہے نہ فاسقہ بنت صالحہ کا۔	۳۸۴	اس شبہ کا جواب کہ جب اہل کتاب سے مناکحت جائز ہے تو غیر مقلد سے کیوں جائز نہیں۔
۵۳۵	رد قولی، رد فعلی، اجازت قولی، فعلی، سکوتی کی تعریف اور مثالیں۔	۳۸۴	اہل کتاب سے مناکحت کے کیا معنی ہیں۔
۵۴۴	اعتبار کفایت وقت عقد ہے۔ بعد عقد اگر زائل بھی ہو جائے تو مفسد نہیں۔	۴۲۲	متار کہ اور فتح میں کوئی فرق نہیں یہی حق ہے، علامہ مقدسی نے اس پر جزم فرمایا۔
۵۶۰	لڑکا احتلام و انزال اور لڑکی احتلام و حیض و حمل سے بالغ ہوتی ہے۔	۴۲۲	مسئلہ جمع بین الاختین۔
۵۶۰	لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں جبکہ دونوں زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں۔	۴۴۵	ثبوت حرمت مصاہرت کے لئے مشتہاۃ ہونا ضروری ہے۔
۵۷۲	استیذان اجنبی بلکہ ولی بعید پر سکوت اذن نہیں۔	۴۴۶	"وجود الشوۃ من احدھما کفی" کے معنی۔
۵۸۶	غیبت کی تفاسیر سے کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے۔	۴۴۶	حرمت مصاہرت کے لئے دونوں کا مشتی و مشتہاۃ ہونا ضروری ہے وجود شہوت وقت مس وغیرہ ایک سے کافی ہے۔
۵۹۷	ابن عمیرہ الاب ذوی الارحام سے ہے اور دادی ان پر بالاتفاق مقدم۔	۴۴۹	تحقیق الفرق بین المتارکۃ والفسخ۔
۵۹۷	ماں دادی پر مقدم۔	۵۱۰	فقہ میں ظن غالب سے ملحق ہے۔
۵۹۸	احراز کفو شرع میں سخت مہم و متمم بالشان ہے۔	۵۱۶	جزئیہ کا قاعدہ کلیہ۔
۵۹۸	نابالغ پر تشریع ولایت تزویج کی حکمت۔	۵۱۷	حرمت کے اسباب متعدد ہیں جن میں سے بارہ کا اجمالی ذکر۔
۶۰۰	ابعد کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں۔	۵۲۰	حرمت مصاہرت کے لئے کم از کم مراہقت درکار ہے۔
		۵۲۶	کاح فضولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا۔

۱۳۰	جس پر متون ہوں وہی عمدہ ہے اور اسی کی طرف جھکاؤ ہوتا ہے۔	۶۱۰	کفائت کا اعتبار وقت عقد ہے اس وقت کفو تھا بعد میں فاسق معین و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں کر سکتا۔
۱۵۱	شریعت مطہرہ رفیق و تیسیر کو پسند فرماتی ہے نہ کہ تضییق و تشدید کو۔	۶۳۹	عاق کرنا شرعاً کوئی چیز نہیں، نہ اس سے ولایت زائل ہو۔
۱۵۱	جہاں چند روایات ہوں وہاں علماء کو ادھر جھٹکنا چاہئے جس میں مسلمان تنگی سے بچیں۔	۶۵۸	فقیر محتاج جو ذی حرفہ نہ ہو وہ فقیرہ کا کفو بھی نہیں۔
۱۸۳	منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدایتاً باطل اور اجماعاً غلط ہے۔	۶۵۹	مطلقہ بطور خود بلا رضائے ولی اگر کفو سے بغیر حلالہ نکاح و ہمبستری کرے حلالہ نہ ہوگا کہ یہ نکاح ہوگا ہی نہیں۔
۱۸۷	"ہل اعطیتہا" مجلس عقد میں مفید عقد اور جلسہ وعد میں طلب وعد ہے۔	۶۸۳	کتنی عمر میں لڑکی کا نکاح جائز اور کتنی عمر میں ناجائز، سن بلوغ بحکم شرعی کتنی عمر میں ہوتا ہے۔
۱۸۷	الفاظ محتملہ میں مدار قرینہ پر ہے۔	۶۸۳	کتنی عمر میں نکاح جائز ہوتا ہے جبکہ اس کا کوئی حقیقی وکیل مطلق نہ ہو۔
۲۰۵	علماء فرماتے ہیں ہمارا زمانہ اجتہاد شہادت کا زمانہ نہیں۔	۶۸۵	بلوغ کی کیا شرائط اور نشانیاں ہیں۔
۲۰۸	محتمل کو مظنون ٹھہرا لینا سوائے ظن ہے۔	۷۱۲	دیندار متدین عجمی عالم سیدہ کا کفو ہے۔
۲۰۸	بے حصول ظن حکم ضرورت نہیں۔	۷۱۲	عجمی عالم عربی جاہل کا کفو ہے۔
۲۱۳	تصادق مرد و زن مثبت نکاح ہے اگر جھوٹ کہا تو زنا اور اولاد ولد الزنا۔	۷۱۲	عالم فقیر جاہل غنی کا کفو ہے۔
۲۲۷	فقہاء مظنہ غالبہ شئی کو قائم مقام شئی کرتے ہیں۔	۷۱۲	غیر قرشی عالم جاہل قرشی و علوی کا کفو ہے۔
۲۲۸	غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مفہوم کے مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا۔	۷۳۱	فقط مالی حیثیت میں کم ہو نامانع کفائت نہیں۔
۲۶۳	جسے اہل زمانہ کی پہچان نہیں وہ جاہل ہے۔		افتاء و رسم المفتی
۳۸۵	عرف فقہ میں جواز دو معنی میں مستعمل ہے ایک بمعنی صحت اور عقود میں یہی زیادہ متعارف ہے، دوسرا بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ مروج ہے۔	۱۲۹	عمل اسی پر جس پر اکثریت ہے۔
۴۰۶	زید نے حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے بحکم ایک عالم کے نکاح کیا، یہ نکاح کیسا ہے اور اس عالم کا کیا حکم ہے۔	۱۳۰	علیہ الفتویٰ اور بہیفی الفایز فتویٰ سے آئندہ ہیں۔

۶۳۵	عدم کفایت بوجہ فسق و غیر فسق میں کوئی فرق نہیں۔	۴۷۷	بھائی کی رضاعی نواسی سے جواز نکاح کا فتویٰ دینے والے عالم نہیں بلکہ جابلوں سے ہزار درجہ بدتر ہیں۔
۶۳۵	فرقت عورت کی طرف سے ہو تو فسخ، مرد کی طرف سے ہو تو طلاق ہے اور قضاء سب کے لئے شرط ہے۔	۴۷۷	جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔
۶۵۸	فاسق اگرچہ غیر معلن ہو صالحہ یا بنت صلحاء کا کفو نہیں ہو سکتا۔	۴۷۷	حدیث میں ہے لوگ جابلوں کو رہنما بنا کر ان سے سوال کریں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔
۷۱۵	جولاہے اور کھال پکانے والے اور موچی اور نائی انکے مثل ذلیل پیشہ ورجو اپنے ذلیل پیشوں کے ساتھ معروف ہوں اگر یہ عالم ہوں جب بھی شرفاء کے کفو نہیں ہو سکتے۔	۴۸۲	نقل مذہب غیر میں بارہا لغزش ہو جاتی ہے۔
۷۱۵	ہمارے بلاد میں سیدائیاں پٹھان یا مغل عالم سے عار نہیں کرتیں، ہاں ذلیل پیشہ والے وہ اگر عالم ہوں جب بھی عار زائل نہیں ہوتی۔	۴۸۲	قول ضعیف و مرجوح پر حکم و فتویٰ جہل و خرق اجماع ہے۔
۷۱۵	اگر ذلیل پیشہ وروں سے کوئی عالم ہو اور وہ اپنے پیشہ کو اتنی مدت سے چھوڑ چکا ہو کہ لوگ اسے بھول گئے ہوں اور قلوب میں اس شخص کی وقعت اور نگاہوں میں عظمت ہو گئی ہو اب اس سے شرفاء کی بیٹیوں کو عار نہ ہو تو یہ بھی کفو ہو سکے گا۔	۴۸۵	مقلد کو اپنے امام کے خلاف حکم جائز نہیں۔
۷۱۶	سیدائیوں سے پٹھان یا مغل وغیرہ غیر سید کے نکاح کا حکم۔	۴۹۰	جو فتویٰ پر زیادہ جرات کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ جرات کرتا ہے۔
۷۱۹	رذالت اور شرافت شرعاً قوم پر منحصر ہے یا نہیں۔	۵۱۴	دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنا اور اس پر عمل کرنا حرام ہے۔
۷۲۸	نکاح میں کفایت معتبر اور کفایت کا مدار عرف پر ہے۔	۵۷۲	محل خفاء میں تناقض مقبول و عفو ہے۔
۷۳۲	قریش بعض ان کے کفو ہیں بعض کے۔	۵۹۳	ولی اقرب کے غائب ہونے کی کل بہتر صورتیں اور ان کے حکم کا ضابطہ۔
		۶۰۲	مذہب معتد پر غیبت منقطعہ میں سفر درکنار شہر سے باہر ہونا بھی شرط نہیں۔

۲۴۱	ار نکاح حرام سے نہ کافر ہوتا ہے نہ حنفیت سے خارج۔		عقائد و کلام
۲۴۴	اہلسنت وروافض میں باہم نکاح منعقد ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۱۵۳	قبل نکاح اگر کفر صریح کیا اور بے توبہ نکاح کیا تو نکاح باطل اور اولاد ولد الزنا۔
۲۴۴	اور اگر کچھ روز بعد لڑکی رافضیہ ہو جائے تو نکاح رہے گا یا نہیں۔	۱۵۳	نکاح کے بعد اگر زوجین میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو اس کے بعد کے جماع سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔
۲۶۶	دوران عدت نکاح کو حلال جان کر پڑھانے والا اسلام سے خارج اور اس کا اپنا نکاح بھی گیا۔	۱۵۳	ایسے کلمات کفر کے صدور پر جن سے قائل کو کافر نہ کہیں، تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہوگا، مگر اولاد ولد زنا نہ ہوگی۔
۲۶۶	معتدہ کے نکاح میں دانستہ شریک ہونیوالے نے اگر اس نکاح کو حرام جانا تو گنہگار ہے اور اگر حلال جانا تو اسلام سے خارج ہو گیا۔	۱۷۱	نابالغ عاقل کہ کفر کرے یا کفر پر مطلع ہو کر اسے پسند کرے تو کافر مرتد ہے۔
۲۶۹	یہ کلمہ کہ "اگر ادھر کعبہ بھی ہو جائے تو سر نہ جھکاؤں گا" کلمہ کفر ہے ایسا کہنے والے پر توبہ اور تجدید اسلام لازم ہے۔	۱۷۱	رضا بالکفر بھی کفر ہے۔
۲۸۳	صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہابیہ ملاعنہ پر شدید تازیانہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسا ہے۔	۱۷۲	مشرک سے استعانت نہ چاہئے خصوصاً امور دینیہ میں۔
۲۸۳	سیف اللہ سے وہابیوں کی گردن اڑ گئی قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہوں۔	۲۰۲	اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بخشے گا۔
۲۸۳	فرقانِ حمید نے ارشاد کیا کہ اب ہمیں دیتے ہیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے۔	۲۰۷	تعظیمِ جمع کا لفظ خدا کی شان میں بولنا جائز ہے یا نہیں جیسے اللہ جل شانہ یوں فرماتے ہیں۔
۲۹۴	اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔	۲۰۸	تجدید ایمان خیر محض ہے۔
		۲۲۰	وہابیہ کی گمراہیوں پر مطلع ہوتے ہوئے اگر کسی نے ان کو معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لئے بلایا ہے تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدید نکاح لازم ہے۔

۳۷۸	جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے اسی طرح ان کے منکر کو کافر نہ جانا بھی کفر ہے۔	۳۲۸	روافض کے بعض عقائد کفریہ۔
۳۷۸	ضروریات دین کے منکر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا باجماع علماء کافر ہے۔	۳۳۵	روافض کے اقسام و احکام اور ان کے بعض عقائد کفریہ کا ذکر۔
۳۷۸	طوائف ضالہ کے عقائد باطلہ میں کفریات لزومیہ بکثرت ہیں۔	۳۶۸	محبت میں آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے۔
۳۷۹	جمہور ائمہ کرام و فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتد و مفتی بہ یہی ہے جو کسی ایک مسلمان کو کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے۔	۳۶۹	دل پلٹنے اور خیال بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔
۳۸۰	حدیث میں ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔	۳۶۹	بد مذہب کو اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر اور زہر قاتل ہے۔
۳۸۰	جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن بتائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کا قول اسی پر پلٹ آئے گا۔	۳۷۳	بدعتیوں سے انس اور دوستی کرنے والا ایمان کے نور اور حلاوت سے محروم ہو جاتا ہے۔
۳۸۰	حدیث و فقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کی تکفیر کرنے والے پر حکم کفر لازم آتا ہے۔	۳۷۴	جو اس زمانے میں ان چاروں مذہبوں سے خارج ہو وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔
۳۸۱	خود کفریات بکثرت پر راضی ہونا یا انہیں برا نہ جانا یا ان کے لئے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے۔	۳۷۴	اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل اور زنا ہے۔
۳۸۲	جو وہابی کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو اور نہ ہی کسی ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہو تو اس کو برائے احتیاط کافر نہ کہیں گے، اور یہی احتیاط جو مانع تکفیر ہے مانع نکاح بھی ہے۔	۳۷۴	مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں۔
۳۸۲	یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔	۳۷۴	غیر مقلد عقیدہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس سے نکاح بکرم آیت و حدیث منع ہے۔
۳۹۱	بد مذہب کی محبت سم قاتل ہے۔	۳۷۷	عقائد کفریہ قطعیہ کی چند مثالیں۔
۳۹۱	بد مذہب ہی ہلاک حقیقی ہے۔	۳۷۷	مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔
۳۹۶	بد مذہب کی تعظیم حرام ہے۔	۳۷۸	کبرائے وہابیہ اور مجتہدین روافض کو پیشوا و امام یا مسلمان سمجھنے والا کافر ہے۔

۴۳۴	حکم شرع کو باطل اور مسئلہ کفار کو صحیح ماننے والے صریح کفار و مرتدین ہیں ان سے میل جول حرام ہے۔	۳۹۶	جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کو ڈھادینے میں مدد کی۔
۴۳۴	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔	۳۹۶	فاسق شرعاً واجب الابانہ ہے اور اس کی تعظیم ناجائز ہے۔
۴۳۴	مرتدین سے میل جول کے بارے میں والدین کی اطاعت ناجائز ہے۔	۳۹۷	منافق کو سردار کہہ کر مت پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو بے شک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا ہے۔
۴۳۵	جو کسی امر کفار کو اچھا جانے فقہاء اس کی تکفیر کرتے ہیں یہاں تک اگر یوں کہے کہ وقت طعام ترک کلام مجوسیوں کی اچھی بات ہے یا ترک محاممت، محلات حیض مجوسیوں کی اچھی رسم ہے تو کافر ہو جائے۔	۳۹۹	بد مذہب کتنا ہے بلکہ کتنے سے بھی بدتر ہے۔
۴۳۵	اگر کوئی کسی کو کہے کہ حکم شرع یوں ہے وہ جواب میں کہے کہ میں تو اپنی رسم کے مطابق کام کرتا ہوں شرع سے نہیں۔ تو بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔	۳۹۹	بد مذہب لوگ دوزخیوں کے کتنے ہیں۔
۴۷۹	فرقہ ظاہریہ مخالف ائمہ اربعہ و تمام مجتہدین ہے ان کے امام داؤد ظاہری کو اہل سنت سے جانتا جہل و سفاہت ہے وہ ہرگز اہلسنت نہیں۔	۴۱۶	حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قاذف کافر ملعون ہے جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے۔
۴۸۰	فرقہ ظاہریہ کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں۔ نہ ان میں سے کسی کی تقلید جائز، ظاہریہ مسلوب العقل ہیں کہ قیاس جلی کے منکر ہیں۔	۴۱۶	جو شخص اپنی دختر یا خواہر کا نکاح قاذف یا مرتد سے کرے وہ دیوث ہے
۵۰۸	عقل و تمیز کے بعد نابالغ کا ارتداد و اسلام صحیح ہے۔	۴۱۶	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین شخصوں پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا، ماں باپ کا نافرمان، مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورت اور دیوث۔
۵۰۸	مرتد لوگ بہت بچپن میں اپنی اولاد کو عقائد کفریہ سکھاتے ہیں۔	۴۱۶	تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے، دیوث، مردانی وضع کی عورت اور شرابی۔
۶۹۱	غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔	۴۲۰	غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔
۶۹۱	قطع کافر کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔	۴۲۰	جو قرآن عظیم کو ناقص مانے کافر ہے۔
۷۱۷	ایک شخص کہتا ہے کہ سید یعنی آل نبی کی دختر ہر ایک کو پہنچ سکتی ہے، کسی نے کہا اگر جاروب کش مسلمان ہو جائے اسے بھی، جواب دیا کچھ مضائقہ نہیں، کیا حکم ہے۔	۴۲۰	حضرات تنبیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرافقہاء کرام کے نزدیک مطلقاً کافر ہے۔

۲۸۲	اس زمانے میں جو مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی) سے خارج ہے وہ بدعتی و ناری ہے۔	۷۳۰	سید سے نکاح کرنے والے کو کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہئے۔
۳۷۳	غیر مقلدین زماں کے بہت عقائد کفریہ و ضلالیہ ہیں۔		ردِ بد مذہبیاں
۳۷۳	غیر مقلدوں کا گمراہ و بد مذہب ہو نا بوجہ احسن ثابت ہے۔	۲۱۸	نکاح میں وکیل یا شاہد غیر مقلد یا وہابی ہے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں۔
۳۷۳	بد مذہبوں سے کھانا پینا اور بیاہ شادی کرنا ممنوع ہے۔	۲۱۸	غیر مقلدوں کی ضلالت کا حد کفر تک پہنچا ہوا نہ ہو نا نادر ہے۔
۳۷۷	فی الواقع سنیہ حنفیہ خاتون کا نکاح غیر مقلد وہابی سے یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ۔	۲۱۸	جب سے طائفہ رشیدیہ پیدا ہوا مقلد وہابیوں کا حال بھی کٹر اسماعیلیوں جیسا ہو گیا۔
۳۷۷	وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح باجماع مسلمانین بالقطع والیقین باطل محض و زنا صرف ہے۔	۲۱۹	اگر کوئی عورت غیر مقلد بموجب شرع نکاح پڑھائے تو نکاح ہوگا یا نہیں۔
۳۷۸	عقائد وہابیہ کے شافی و وافی بیان پر مشتمل دو رسالوں کا نام۔	۲۱۹	غیر مقلد اور ہندو مشرک سے نکاح پڑھوانے میں فرق۔
۳۷۸	تقلید ائمہ کو شرک اور مقلدوں کو مشرک کہنا غیر مقلدوں کا مشہور معروف عقیدہ ضلالت ہے۔	۲۱۹	غیر مقلدوں پر صد ہا وجہ سے حکم احادیث صحیحہ و تصریحات فقہیہ حکم کفر لازم ہے۔
۳۷۸	معاملات انبیاء و اولیاء سے متعلق ادنیٰ باتوں پر ممنوع و مکروہ بلکہ مباحات و مستحبات پر جا بجا حکم شرعی لگا دینا خاص اصل الاصول وہابیت ہے۔	۲۱۹	غیر مقلدین میں بہت سے لہلم کھلا ضروریات دین کے منکر اور قطعاً اجماعاً کافر ہیں۔
۳۷۸	وہابیوں کا خلاصہ اعتقادیہ ہے کہ جو وہابی نہ ہو مشرک ہے۔	۲۲۱	روافض سے نکاح باطل ہے۔
۳۷۸	وہابیوں کے مذہب پر صرف مسئلہ تقلید میں گیارہ سو برس کے ائمہ دین، علماء کالمین اور اولیاء عارفین سب مشرک قرار پاتے ہیں۔	۲۸۲	غیر مقلد شافعی نہیں بلکہ اہل بدعت و ہوا و اہل نار ہیں۔

۳۸۰	علامہ شامی نے وہابیوں کو خوارج میں داخل فرمایا۔	۳۸۰	آج کل کے رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کتوں میں سپید رنگ والا۔
۳۸۰	خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس بناء پر کہ وہ اپنے ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔	۳۸۰	رافضیوں کے ساتھ مناکحت حرام قطعی اور زنائے خالص ہے۔
۳۸۰	وہابی طہ و بے دین ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔	۳۸۰	جو اپنی بہن یا بیٹی رافضیوں کو دے وہ دیوث ہے۔
۳۸۱	وہابیہ کے مذہب نامہ مذہب پر نہ صرف امت مرحومہ بلکہ انبیاء کرام و ملائکہ عظام و خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتیٰ کہ خود رب العزت جل و علائک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں۔	۳۸۱	پہلے دور اور موجودہ دور کے رافضیوں میں فرق۔
۳۹۰	بد مذہبوں سے سنیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر دلائل۔	۳۹۰	روافض کی تکفیر بوجہ ان کے عقائد ملعونہ مثل رجعت اموات بدینا واجب ہے۔
۳۹۹	جو عورت کسی بد مذہب کی جو رو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کتے کے تصرف میں آئی۔	۳۹۰	آتش جہنم پر جرات غیر مقلدی کے لئے لازم بین ہے۔
۴۰۳	وہابیوں کو نہ خوف خدا ہے نہ خلق سے حیا۔	۵۰۸	مرزائی مرتد ہیں۔
۴۰۳	سنیت و ہدایت سے صاف مباین ہے لہذا سنی و وہابی کا اجتماع ناممکن ہے۔	۵۰۸	مرتد مرد ہو یا عورت اس کا جہاں بھر میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
۴۰۳	کسی وہابی کا سنی ہونا ایسے ہی محال ہے جیسے رات کا دن ہونا یا نصرانی کا مومن ہونا۔	۵۰۸	بد مذہبوں سے قرابت قریبہ رکھنا بارہا منجر بہ فتنہ و فساد مذہب ہوتا ہے۔
۴۰۴	مشتبہ الحال منکر و ہدایت کو پرکھنے کا طریقہ۔	۵۰۸	غیر مقلدوں سے نکاح اور تعلقات کا حکم۔
۴۱۷	سنی کو اپنی دختر رافضی کے نکاح میں دینا کیسا ہے اور سنی باوجود ناجائز کے دے تو کیا حکم ہے۔	۵۰۸	غیر مقلدوں سے میل جول حرام اور ان سے مناکحت ناجائز ہے۔
۴۱۷	زمانہ سلف سے اس وقت سنی اور رافضی کے درمیان قرابت کا کیا باعث آیا اس وقت میں علماء نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت کے شیعہ اور اب کے روافض میں کچھ فرق ہے۔	۵۰۹	وہابیت ارتداد ہے اور مرتد کا نکاح کسی سے بھی جائز نہیں۔
۴۲۰	کفریات روافض۔	۵۱۴	دیوبندیوں کو مولانا یا نور اللہ مرقدہ کہنا حرام ہے۔

۵۵۱	مرتد کو کسی پر ولایت نہیں اگرچہ دغوی اسلام رکھتا ہو۔	۵۱۴	دیوبندیوں کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔
۶۹۱	قرآن مجید میں جو ایک لفظ، ایک حرف اور ایک نقطے کی کمی بیشی کا قائل ہے یقیناً کافر مرتد ہے۔	۵۱۴	قادیانی کو مجدد، مہدی، مسیح موعود، پیغمبر ماننے والے کا حکم۔
	بیوع	۶۹۷	زید نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح عمرو سے کیا۔ وقت نکاح عمرو پر رافضی ہونے کا شبہ ہوا تھا اس لئے اس سے دریافت کیا اس نے انکار کیا اور اپنے آپ کو سنی بتایا اور اپنے سنی ہونے کا اطمینان دلایا باذن ہندہ نکاح ہو گیا، رخصت کے بعد محرم میں عمرو کا رافضی ہونا ظاہر ہوا جب سے زید نے لیلیٰ کو روک لیا، کیا حکم ہے۔
۱۲۵	بیع کا جھوٹا اقرار بیع نہیں۔	۷۱۴	بد مذہب اہل جہنم کے کتے ہیں۔
۱۹۷	ایک کے نرخ پر دوسرے کا نرخ کرنا ممنوع ہے۔	۷۱۴	بد مذہب تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔
۲۲۷	اگر ناآشنایان عربی نے "بعت اشتریت" بقصد بیع و شراکہا اور جاننے تھے کہ یہ الفاظ عقد بیع کے ہیں تو ضرور بیع ہو جائے گی۔		سیر
۲۲۷	نفیس و خسیس میں بیع بالتعاطی منعقد ہو جاتی ہے۔	۱۷۳	مرتد یا بالغ اگر بزعم ولایت اپنے بیٹے بیٹی یا بہن بھائی یا کسی نابالغہ کا نکاح پڑھائے تو کس صورت میں باطل محض ہوگا۔
۳۸۵	اذان جمعہ کے وقت بیع صحیح ہوگی اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔	۳۶۷	دربارہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و کافرہ سے نہ مرتد و مرتدہ ان کے ہم مذہب خواہ مخالف مذہب سے غرض تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔
۳۸۶	انیون و حشیش کی بیع کا حکم۔	۳۷۷	مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی سے نہیں ہو سکتا۔
۵۴۲	مردار، خون اور حر کی بیع باطل محض ہے کہ محل بیع ہی نہیں کیونکہ مال نہیں۔	۴۰۰	کتابیہ حربیہ سے نکاح عند التحقیق ممنوع و گناہ ہے۔
۶۲۲	نابالغ نے نکاح کیا یا کچھ بیچا یا خرید اجازت پر موقوف رہے گا اگر قبل اجازت ولی بالغ ہو گیا تو خود اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔	۴۸۲	دار الحرب میں حربیہ سے زنا کی تحلیل کو امام اعظم ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرنا محض باطل ہے۔

۲۰۱	جھوٹی گواہی اکبر کہنا اور بت پوجنے کے برابر ہے۔		خیار
۲۰۲	جھوٹی گواہی دینے والا وہاں سے ہٹنے سے قبل مستحق نار ہو جاتا ہے۔	۱۱۷	نکاح میں خیار عیب نہیں۔
۲۱۶	صرف عورتوں کی شہادت سے نکاح نہیں ہو سکتا، یونہی غلاموں اور بچوں کی شہادت سے۔	۱۹۳	خیار عیب کو نکاح میں کچھ دخل نہیں۔
۲۱۹	مرتد کی گواہی معتبر نہیں۔		دعویٰ
۳۳۴	شہادت اقرار اگرچہ مثبت زنا ہونے کی صلاحیت نہ رکھے مگر مثبت اقرار ہے۔	۱۳۱	اگر کوئی شخص کسی بیچ کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ قسم سے بچنے یا پکھری کی ذلت سے گریز کرنے کے سبب اقرار کر لے تو بیع قضاء ثابت ہو جائیگی اور احکام، وجوب تسلیم و لزوم شفعہ وغیرہ جاری ہوں گے لیکن یہ مدعی کا ذب وہ گھر کیا لے گا درحقیقت آگ لے گا۔
۳۳۴	بینہ سے جو ثابت ہو وہ ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسے معائنہ سے۔	۲۴۵	عورت نکاح کے تین سال بعد کہتی ہے کہ میں اپنی والدہ کے سبب مجبور تھی اب اس کے بعد خود مختار ہوں، شوہر نے دھوکا دیا کہ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں، نکاح میری لاعلمی میں ہوا، کیا اس صورت میں اسے فسخ نکاح کا دعویٰ پہنچتا ہے۔
۳۳۴	اثبات زنا میں شہادت زنان و شہادت دو مرد ہر گز مسموع نہیں۔	۶۲۰	باپ دختر کی منگنی کر کے فوت ہو گیا بغیبت والدہ دختر چند اشخاص نے بجز اس دختر بالغہ کو ایک گھر میں کر دیا، ماں نے دعویٰ دائر کیا جواب میں دعویٰ ہوا کہ متوفی کے بھائی نے جو دوسرے باپ سے ہے بے اجازت دختر والدہ دختر نکاح کر دیا کیا حکم ہے۔
۴۶۸	لڑکا اور اس کا باپ شہادت دلاتے ہیں کہ ہم سنی ہیں اور ہمیں شیعہ جانتے ہو تو اطمینان کے لئے ہمیں سنی کر لو، ان کے ہم وطن شیعہ کہتے ہیں کہ یہ سنی ہیں، یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ انھیں ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا برتاؤ کرتے دیکھا اور بعض مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ نہیں ہیں اور ان کے والد کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے، کیا حکم ہے۔		شہادت
		۱۳۸	شہود کا الفاظ ایجاب و قبول کے لفظی معنی سمجھنا ضرور نہیں، اتنا ضرور ہے کہ نکاح ہونا سمجھیں۔

۵۶۳	مسلمان بچہ شوہر کی موجودگی میں تفریق کر سکتا ہے۔	۴۶۸	دو شخصوں نے کہا کہ لڑکے کا باپ اور لڑکی کی ماں ناجائز تعلقات رکھتے ہیں لڑکی کے باپ نے قرآن شریف اٹھانے کو کہا، انکار کیا اور چلے گئے ثبوت نہ ہوا، کیا حکم ہے۔
۵۶۴	حدود، قصاص اور عاقلہ پر دیت کے علاوہ تمام معاملات میں بچہ کا فیصلہ مثل فیصلہ قاضی ہے۔		قضاء
۵۶۴	ریاست اسلامی میں جو مسلمان قاضی ایسا ہو جو خاص اس شہر کے لئے نہ ہو نہ کسی مذہب خاص پر قضا کے لئے مقید ہو تو وہ بھی تفریق کر سکتا ہے اگر مدعی اور مدعا علیہ وہاں کے نہ ہوں۔	۱۲۷	حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قضاء جس طرح ظاہراً نافذ ہوتی ہے یونہی باطناً بھی۔
۶۳۶	فتح بوجہ کفائۃ قاضی ہی کے یہاں ہو سکتا ہے۔	۴۳۳	قاضی شرع کون ہے۔ یہاں کون حق فتح و تفریق رکھتا ہے۔
۶۳۷	جہاں قاضی نہ ہو کیا وہاں اعلم علمائے اہل بلد سے فتح کرایا جائے۔	۴۳۴	اسلامی ریاست میں مسلمان حاکم نائب شرع ہے بشرطیکہ وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ نہ ہو۔
۶۶۷	قاضی جسے علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین زندہ ہیں وہ والدین کے بے پوچھے کسی غیر شخص کو ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ایسے قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔	۴۸۵	قاضی مجتہد، مجتہد فیہ میں اپنی رائے کے خلاف اگر حکم کرے گا تو نافذ نہ ہوگا۔
	اقرار	۵۴۹	جس کا کوئی ولی نسبی نہ ہو اس کا ولی قاضی شرع ہے، نکاح اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جہاں قاضی شرع نہ ہو جیسے اکثر دیار ہندوستان وہاں اعلم علمائے اہل ہر بلد صاحب فتویٰ فقیہ کی اجازت پر موقوف ہوگا۔
۱۲۳	مجرد اقرار زوجیت حقیقۃً نکاح نہیں یعنی اگر گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہوئے ہوں تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں اگرچہ کہتا ہو کہ یہ میری زوجہ ہے۔	۵۶۳	زوج کی عدم موجودگی میں قاضی تفریق نہیں کر سکتا بلکہ بوقت تفریق اس کی حاضری ضروری ہے۔
۱۲۶	کسی کے لئے مال کا غلط اقرار کیا تو وہ مال مقررہ کی ملک نہ ہوگا۔	۵۶۳	ہائی کورٹ وغیرہ انگریزی کچھریاں شرعی دارالقضا نہیں لہذا ان حکام کے فتح کئے نکاح نہ ہوگا۔
۱۳۰	اگر کوئی شخص کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے اور عورت انکار کر دے پھر وہ شخص اس کو کچھ دے کر اس سے اس بات پر صلح کر لے کہ وہ اس نکاح کا اقرار کرے، اب عورت نے اقرار کر لیا تو یہ اقرار جائز اور مال لازم ہوگا۔ اگر یہ اقرار شہود کے سامنے ہوا ہو اب اگر عورت پھر انکار کرے گی تو قاضی اس کا یہ انکار نہ سنے گا۔		

۳۳۸	جہاں تک مقررہ اقرار کا ضرر ہے مآخوذ اور جتنا دوسرے پر الزام ہے منبذ ہوگا۔	۱۷۷	اصطلاح فقہ میں کسی کا حق ثابت کی خبر دینے کو اقرار کہتے ہیں۔
۵۷۴	اگر کوئی شخص کہے یہ میری رضیہ ہے۔ پھر خطا کا اعتراف کرے تو سچا مانا جائے گا اور اسے اس کے ساتھ نکاح جائز ہوگا جبکہ اپنے اقرار پر ثابت نہ رہے۔	۳۳۳	زید نے اپنی سالی سے زنا کا اقرار کیا پھر انکار، اس کے اقرار زنا پر قاضی کے سامنے شہادت گزری، اس شہادت اقرار زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں، اور ہندہ زوجہ زید اس پر حرام ہوگی یا کیا۔
	صلح	۳۳۴	اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اس کی ماں سے قبل اس کے نکاح کے زنا کیا تھا تو کیا حکم ہے۔
۱۳۲	صلح اقرب عقد شرعیہ کی طرف راجع کی جاتی ہے۔	۳۳۵	دارالقضاء سے باہر کا اقرار مثبت زنا نہیں ہوتا۔
۱۳۲	اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعوٰی کرے اور عورت منکر ہو پھر وہ عورت اسے کچھ مال دے کر اس پر صلح کرے کہ وہ اس دعوٰی سے باز آجائے تو جائز اور یہ مدعی کے زعم میں معنی خلع میں ہو جائے گا مگر فقہاء نے فرمایا کہ اسے اس مال کا اخذ فیما بینہ وبين الله تعالى حلال نہ ہوگا جبکہ وہ اپنے دعوٰی میں مبطل ہے۔	۳۳۵	اقرار بالزنا بعد رجوع مثبت زنا نہیں رہتا۔
۱۳۲	بعض دین پر صلح صحیح ہے اور باقی کے دعوٰی سے براءت بھی ہو جائے گی یعنی فقط قضاء نہ دینا اسی لئے اگر وہ موقع پائے گا تو اسے باقی کالے لینا جائز ہوگا۔	۳۳۵	اثبات مصاہرت کے لئے ثبوت زنا کی اصلاً حاجت نہیں مجرد اقرار زنا کافی ہے۔
۱۷۸	کسی وظیفہ مقررہ سے کچھ رقم لے کر دوسرے کے حق میں فارغ ہو جائے اور دوسرا اس سے وعدہ کرے کہ اگر میرا یہ روپیہ تو واپس کر دے گا تو تیرا یہ وظیفہ مقررہ لوٹا دوں گا، اس سے اس پر لوٹانا واجب نہ ہوگا۔	۳۳۶	اگرچہ ہزل و مذاق میں ایک بار اقرار کیا کہ اس نے ساس سے زنا کیا حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی پھر لاکھ انکار کرے مسموع نہ ہوگا۔
	اجارہ	۳۳۶	اگر کسی سے کہا گیا کہ تو نے اپنی بیوی کی ماں سے کیا کیا، اس نے کہا میں نے اس سے جماع کیا، تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اگرچہ وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا۔
		۳۳۷	مرد اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔

۱۵۱	مؤکل اگر وکیل کے لئے ثمن کی تعیین کر دے تو وہ بلا اجازت مؤکل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔	۱۷۸	کسی نے اپنا مکان کرایہ پر دے دیا تھا پھر اسی مکان کو کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اب مشتری کرایہ وصول کرتا ہے مگر بائع سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب ٹو ثمن مجھے واپس کرے گا تو مکان واپس کر دوں گا اور کرایہ کے روپے ثمن سے مجرا دوں گا، مشتری کے پاس بائع ثمن کے روپے لایا اور کرایہ کے روپے اس میں سے مجرا کرنے کو کہتا ہے، اگر مشتری حسب وعدہ ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔
۱۶۳	توکیل کسی کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب بنانا ہے۔	۲۵۵	نکاح خواں کو اجرت لینا دینا کیسا ہے۔
۱۶۳	محض اظہار رضا توکیل نہیں۔	۲۵۵	اگر اجرت اپنے صرف میں نہ لائے کارِ خیر میں صرف کرے تو کیا حکم ہے۔
۱۷۲	وکیل کا مسلم و بالغ ہونا ضروری نہیں، غیر مسلم و نابالغ سمجھدار بھی وکیل ہو سکتا ہے۔	۲۵۵	نوشہ کے سر پر پگڑی رکھنے کے لئے اس کے پھوپھیا بہنوئی آتے ہیں دوسرا نہیں رکھ سکتا اور وہ بے روپیہ لئے نہیں رکھتے روپیہ کم ہوتا ہے تو اصرار کرتے ہیں یہ لینا دینا شرعاً کیسا ہے اور اسے ضروری حق جاننا اور اصرار کرنا کیسا ہے۔
۱۷۲	مرتد کی وکالت جائز ہے۔		وکالت
۱۷۲	اگر وقتِ توکیل وکیل مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے تو وکالت باطل نہ ہوگی جب تک دار الحرب میں نہ چلا جائے۔	۱۳۳	جب تک وکیل بالنکاح ماذون مطلق یا بصراحت دوسرے کو وکیل کر دینے کا مجاز نہ ہو اور وکیل نہیں کر سکتا۔
۱۷۲	مجنون اور نا سمجھ بچہ وکیل نہیں ہو سکتا۔	۱۳۳	بیع و شراء اگر وکیل اول کے سامنے عقد کرے تو جائز ہے اور خصومت، تقاضی، نکاح اور طلاق وغیرہ میں جائز نہیں۔
۱۷۲	بلوغ و حریت صحتِ وکالت کے لئے شرط نہیں۔	۱۳۹	وکیل کا وکیل اگر وکیل اول کے سامنے پڑھا دے اور وہ جائز کر دے تو نکاح نافذ ہو جائیگا بخلاف طلاق و عتاق کے۔
۲۱۰	توکیل مجر دایجاب سے تمام ہو جاتی ہے قبول پر موقوف نہیں ہوتی اگرچہ رد کر دینے سے رد ہو جاتی ہے۔	۱۵۰	وکیل نکاح مبر محض ہے حقوق نکاح مؤکل کی طرف راجع ہوتے ہیں۔
۲۱۸	مرتد کو وکیل بنانا جائز ہے۔	۱۵۰	ادائے زکوٰۃ کا وکیل بغیر اذن مؤکل دوسرے کو وکیل کر سکتا ہے۔
		۱۵۱	دین وصول کرنے کا وکیل بغیر اذن مؤکل اپنے عیال کو وکیل کر سکتا ہے۔

۵۶۲	بچے پر حد نہیں۔	۲۳۳	وکیل بالکاح مجاز توکیل نہیں۔
۵۸۱	دارالاسلام میں وطی حد یا عقر سے خالی نہیں ہوتی۔		حدود و تعزیر
	قسم	۱۹۵	مسلمان حر عاقل بالغ عقیف پر زنا کی تہمت لگانے والا اگر چار گواہ عادل پیش نہ کرے تو اسے اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے وہ مردود الشہادۃ ہوگا۔
۱۹۹	جس نے کسی بات پر قسم کھائی پھر اس نے غیر کو اس سے بہتر جانا تو اسے چاہئے کہ جس کو بہتر دیکھ رہا ہے وہی کام کرے اور قسم کا کفارہ دے دے۔	۱۹۵	اگر تین گواہ معائنہ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا نہ ہو تو ان گواہوں پر حد قذف لازم آتی ہے۔
۶۷۷	ولی کا جھوٹا حلف ہندہ کے مقابلہ میں معتبر ہوگا یا ہندہ کا قول۔	۲۰۷	شبہ نکاح سے حد ساقط اور عقد ثابت ہو جاتا ہے۔
	اخلاق	۳۳۳	اگر دو مرد یا دو عورتیں اور ایک مقذوف بالزنا کے اقرار زنا پر شہادت دیں تو قاذف اور شہود پر حد قذف نہ لگائی جائے۔
۳۹۲	صحبت خصوصاً بدکاثر پڑ جانا احادیث و تجارب صحیحہ سے ثابت ہے اس کے لئے پانچ مؤیدات۔	۳۳۳	اگر دو مرد کسی کے زنا پر اور دو اس کے اقرار زنا پر شہادت دیں تو حد نہیں لگائی جائے گی۔
۳۹۲	اچھے برے ہمنشین کی تمثیل و کہاوٹ۔	۳۳۳	تین مردوں نے زنا اور ایک نے اقرار زنا پر شہادت دی تو تین مشہود پر حد قذف لگے گی۔
۳۹۲	گمراہوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔	۳۶۵	حرمت مصاہرہ کے باوجود تفریق سے قبل اگر شوہر نے وطی کی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔
۳۹۲	مصاحب پر مصاحب کو قیاس کرو۔	۴۸۲	امام مالک کی طرف حلت متعہ کی نسبت کرنا صحیح نہیں، امام مالک متعہ کرنے والے پر حد زنا نافذ کرتے ہیں۔
۳۹۳	برے ہمنشین سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا۔	۴۸۲	حقیقہ و دیگر ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے مگر وہ اس پر حد زنا نافذ نہیں کرتے۔
۳۹۳	ایک ہمنشین جس قدر دوسرے پر دلالت کرتا ہے اس قدر کوئی اور شے دوسری شے پر دلالت نہیں کرتی۔	۵۱۴	جرمانہ لینا حرام ہے اور حرام شے مسجد میں صرف کرنا حرام ہے۔
۳۹۳	حدیث میں ہے کہ محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔	۵۶۲	شبہ دافع حد ہے۔

۳۹۰	اللہ تعالیٰ ائمہ کے مقابلے کا مزہ چکھاتا ہے۔	۳۹۳	آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھ بھال کر دوستی کیا کرو۔
۷۱۳	عالم دین عام مومنین سے سات درجے بلند ہے، ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے۔	۴۳۳	ظالموں کی طرف میل مت کرو ورنہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے گی۔
۷۱۳	دین دار متدین عالم ہی در حقیقت عالم ہے۔	فضائل و مناقب	
	حقوق العباد	۱۱۳	قاضی خاں نے کہا کہ امام خصاف علم میں بڑے ہیں ان کی اقتدا جائز ہے۔
۱۹۹	ذمہ پدار لازم کہ وہ کرے جو اولاد کے حق میں بہتر ہو۔	۲۰۵	جو اپنے جان و مال، دین و مذہب اور اہل و عیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔
۲۰۲	بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر جو ظلم ہے اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے۔	۲۷۳	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن اور قرآن کی مثل اور عطا کیا گیا ہے۔
۲۰۳	مسلمان کی لالچی بھی اس کی مرضی کے بغیر یعنی جائز نہیں۔	۲۷۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حرام کیا ہوا ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا حرام کیا ہوا۔
۲۹۹	عورتوں کو ضرر پہنچانے اور ان پر تنگی کرنے کی قرآن عظیم سے ممانعت۔	۲۷۳	مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں اس کو لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔
۳۰۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام میں نہ ضرر ہے نہ ضرر رسانی۔	۳۲۶	باتفاق علماء سب سے پہلے ام المومنین خدیجہ الکبریٰ شرف ارادات سے مشرف ہوئیں۔
۳۹۵	مرد عورتوں پر حاکم و مسلط ہیں۔	۳۲۶	حضرات تینخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے افضل و اکمل مرید تھے۔ اولیاء فرماتے ہیں: تا جہاں ست نہ پہچو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے بود نہ پہچو صدیق مریدے۔
۳۹۵	عورت پر سب سے بڑھ کر حق اس کے شوہر کا ہے۔	۳۸۹	رسول تعفی امام معتمد ہیں قول و فعل میں اگر روز قیامت ان کی روایت پر عمل میں ہم سے گرفت ہوئی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے ان کے ارشاد پر عمل کیا۔
۳۹۵	اگر غیر خدا کو سجدہ روا ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔	۴۰۵	جنت سنت کے آٹھ باب جو بادی حق و صواب ہیں۔

۱۸۸	نکاح باعلان ہونا اور ایجاب و قبول سے پہلے خطبہ اور مسجد میں نکاح ہونا اور جمعہ کے دن ہونا اور نکاح خواں عالم باعمل ہونا مستحب ہے۔	۴۳۴	ایذا والدین اشد کبائر ہے۔
۱۹۰	جاہل کی نکاح خوانی قطعاً خلافِ اولیٰ ہے۔	۶۲۵	ناحق ایذاً مسلم حرام کہ حکم حدیث وہ ایذا رسول ہے اور ایذا رسول ایذاً اللہ ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
۱۹۰	جاہل کی مضاربہ خلافِ اولیٰ ہے۔		حظر و اباحت
۱۹۷	کسی کی منگیتر کو پیغام نکاح دینا مکروہ اور ارتکاب شاعت ہے۔	۱۰۹	ناچ رنگ، باجے گاجے جہاں ہوں وہاں نکاح کا حکم۔
۱۹۷	مخطوب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور مخاطب اول کو زبان دے کر دوسرے سے قصد تزویج مذموم و بیجا قابلِ مواخذہ ہے۔	۱۰۹	ناچ اور اکثر باجے حرام ہیں کفر نہیں اور دیکھنے سننے والا فاسق ہے۔
۱۹۷	اگر کسی عذر شرعی سے منگنی کر کے دوسرے سے نکاح کر دے تو قباحت نہیں۔	۱۰۹	امر بالمعروف و نہی عن المنکر امور اسلام سے ہیں مگر بے محل تشدد و تعصب گناہ ہے اور یہ بلا و ہابیہ میں بہت زیادہ ہے۔
۲۰۰	جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہے اسے ان میں سے اخف و اہون کو اپنانا چاہئے۔	۱۱۰	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے ایک حد ہے کہ اس سے تجاوز ارتکاب منکر ہے
۲۰۷	نوشہ سے کہنا تم نے قبول کی، چاہئے یا نہیں۔	۱۱۰	زوجین سے اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ ناچ حلال ہے تو کیا حکم ہو سکے گا۔
۲۰۷	عاقدین بالغین کو قبل از عقد کلمے اور صفت ایمان مجمل و مفصل پڑھانا ضرور ہے یا نہیں۔	۱۷۳	مرتمد سے نکاح پڑھوانے کا حکم۔
۲۰۸	عاقدین بالغ ہیں پسر کا ولی چار ماہ کی مہلت چاہتا ہے اگر مہلت دی جائے تو یہ گناہ ہے یا نہیں۔	۱۷۶	ایفائے وعدہ محبوب ہے اور پورا نہ کرنا ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔
۲۰۹	نکاح میں اور نماز میں اور نماز جنازہ میں سہل انکاری نہ کرنی چاہئے۔	۱۸۸	عقد کرنے والا دیدار متقی مسائل نکاح سے واقف ہونا چاہئے۔
۲۱۸	مرتمد سے میل جول حرام ہے۔	۱۸۸	فاسق بددیانت قابلِ اعتماد نہیں جب وہ خود حرام و حلال کی پروا نہیں کرتا تو اوروں کے لئے احتیاط کی کیا امید۔
۲۳۵	زن فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو۔		

۲۳۵	عورت افعال خبیثہ کا ارتکاب کرے اور شوہر بقدر انداد نہ کرے تو دیوث ہے۔		
۲۳۶	نکاح کا خطبہ سنت اور کلمے پڑھانا ایک اچھی بات ہے۔		
۲۳۶	متعہ حرام ہونے کا قرآن عظیم سے ثبوت۔	۲۵۸	تن بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا نکاح۔
۲۳۷	رندی سے نکاح کا کیا حکم ہے۔	۲۶۱	نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں یہاں تک کہ اسی دن کے بچے کا۔
۲۳۷	وہ جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور آپس میں پھوٹ پڑے ناجائز ہو جاتی ہے۔	۲۶۱	پیٹ کے سچے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔
۲۳۹	جس نے متعہ کیا ہو وہ حنفی رہا یا نہیں۔	۲۶۵	بامر پھرنے والی یا طوائف سے نکاح کیسا ہے۔
۲۴۱	جمعہ کی نماز سے پہلے نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں۔	۲۶۵	محرم اور صفر میں نکاح منع ہے یا نہیں۔
۲۴۲	اپنی کنیز شرعی سے نکاح باطل ہے۔	۲۶۶	عدت کے اندر نکاح باطل و حرام ہے۔
۲۴۲	دوسرے کی کنیز سے اس کی اجازت سے نکاح جائز ہے۔	۲۶۶	عدت کے اندر نکاح پڑھانے والے نے اگر حرام جانکر پڑھایا تو سخت گنہگار اور زنا کا دلال ہے مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا۔
۲۴۳	کچھ لے کر نکاح کر دینا حرام اور وہ روپیہ رشوت ہے۔	۲۶۷	عدت کے اندر نکاح کرنے والے مرد و زن پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں ورنہ برادری والے ان دونوں کو قطعاً برادری سے خارج کر دیں، ان سے بول چال نشست و برخاست سب یک لخت ترک کر دیں۔
۲۵۰	مٹگنی کے بعد دوسرے سے نکاح کا حکم۔	۲۶۸	احد الفرقین سنی المذہب دوسرا شیعہ امامیہ طریق رکھتا ہے ان کے درمیان شرعاً مناکحت جائز ہے یا نہیں۔
۲۵۳	ایک سید نے ایک چماری کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا تو وہ گنہگار ہوا یا نہیں اور اس سے ترک موالات اور برادری سے نکالنا کیسا ہے۔	۲۷۱	زید نے جمع بین الاختین کیا تو پیدیاں کیسی ہیں اور اولاد کیسی ہے، ترکہ پانے کی مستحق ہیں یا نہیں۔
۲۵۶	زید پیشہ وکالت کرتا ہے اور قاضی ہے تو کیا حکم ہے۔	۲۷۷	نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیسا ہے۔

۳۶۷	شیعہ وغیرہ بدمذہبوں سے شادی کرنا کیسا ہے۔	۲۷۸	اپنی لڑکی کا ہزار دو ہزار روپیہ لے کر کفو یا غیر کفو سے نکاح کر دیتے ہیں، یہ نکاح کیسا ہے اور وہ رقم کیسی۔
۳۶۸	بدمذہب سے دوستی و محبت ناجائز ہے، اس سے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔	۲۸۱	شافعی حنفی مذہب پر صحیح طور پر نکاح پڑھائے تو کچھ حرج نہیں۔
۳۶۸	آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔	۲۸۸	نکاح موقوف میں قبل اجازت و طی حرام ہے۔
۳۶۸	آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔	۲۸۸	عورت سے بحالت حمل زنا، نکاح و قربت کا حکم۔
۳۶۸	بدمذہب عورت سے نکاح میں یہ خیال کہ ہم اس کو سنی کر لیں گے محض حماقت ہے۔	۲۹۰	جیٹھ سے نکاح درست ہے یا نہیں۔
۳۷۳	سنیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد وہابی سے کرنا ممنوع و ناجائز اور گناہ ہے۔	۳۰۳	بلاعذر شرعی ترک جمعہ و جماعت کی عادت موجب فتنہ، مسقط عدالت اور وجہ رد شہادت ہے۔
۳۹۰	اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔	۳۲۷	قرآن و حدیث سے بی بی کو علم دین سکھانا اور اس پر عمل کی ہدایت کرنا لازم اور بڑے اجر کا کام ہے۔
۳۹۰	اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار نہ ہو سکے۔	۳۲۹	حرامی عورت کا نکاح سنی مرد سے ہوگا یا نہیں۔ اور اس کی بطنی اولاد میں کچھ نقصان واقع ہوگا یا نہیں۔
۴۰۰	کون سی کتابیہ سے نکاح جائز ہے۔	۳۴۲	بوسہ لب خواہی نحوای بنظر شہوت ٹھہرے گا لاکھ ادا کرے کہ میں نے بشوت نہ لیا تھا قبول نہ ہوگا اور امام محمد بن المہام کے نزدیک بوسہ رخسار میں ایسا ہی ہے۔
۴۰۰	کتابیہ سے بے ضرورت نکاح مکروہ ہے۔	۳۴۳	استاذ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔
۴۱۵	سنی کو اپنی دختر رافضی تیرائی قاذف حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں، اور باوجود ناجائز کے بھی ایسا کرے تو کیا حکم ہے۔	۳۴۳	شاگرد عورت سے استاد کا نکاح کیسا ہے۔
۴۱۸	فاسق معلن سے ابتداءً بالسلام مکروہ ہے یونہی بوڑھا مذاقی، کذاب، لافنی، گالیاں بکنے والا، اجنبی عورتوں کو گھورنے اور تاک جھانک کرنے والا، گانے والا اور کبوتر باز وغیرہ۔	۳۴۹	حرمت متعہ کا بیان از احادیث و قرآن۔
		۳۵۰	اللہ تعالیٰ نے تا قیام قیامت متعہ حرام فرمایا۔

۴۱۹	ترغیب و ترہیب	مرکتب حرام کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے والا بھی اسی کی مثل ہے۔
۴۲۰	ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔	گمراہ و بددین کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و ممنوع ہے۔
۴۲۱	دفعہ تین ہیں، ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا، دوسرے کی اسے پروا نہیں، اور تیسرے میں سے کچھ نہ چھوڑے گا۔	مسئلہ نکاح زن رافضیہ باسنی۔
۴۵۷	مسلمان کو ایذا پہنچانا اللہ اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔	تبرائی رافضی کے ساتھ نکاح باطل محض ہے۔
۴۶۶	ظلم و گناہ پر اعانت کرنا ظلم کی مثل ظلم و حرام اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔	آوارہ عورتیں جو بے پردہ رہتی کھلے بندوں چلتی پھرتی ہیں جن سے زنا بھی ثابت ہوا حمل گرائے گئے ہوں یا طوائف کا نکاح بے اعتبار، رحم جائز ہے یا نہیں۔
۴۸۲	جو کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے چلا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔	حلت غراب کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف کرنا باطل ہے۔
۵۰۶	نکاح پریشان نظری و بدکاری سے رکنے کا سبب ہے۔	ممانی اور بھاج سے مذاق کا حکم۔
۵۰۷	تبدیل مذہب پر سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے۔	مرزائی کی نابالغہ دختر سے عقد جائز ہے یا نہیں۔ مرزائی مر گیا ہے، دختر اپنے مذہب سے بالکل ناواقف ہے۔
۵۱۰	جھوٹ اور بے اصل بات قائم کر کے شریعت کو تکلیف دینی سخت بیہودگی ہے۔	مسلمان مرد یا عورت کے بدھ جین ہندو دہریہ وغیرہ سے نکاح کا حکم۔
۵۱۱	یہ ناجائز ہے کہ مہر باندھے اور ادا کی نیت نہ ہو۔	مسلمان مرد کا فرہ کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔
۵۱۱	حدیث میں ہے کہ وہ حشر میں زانی و زانیہ اٹھائے جائیں گے۔	کتابوں کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔
۶۲۹	کسی مسلمان کو ناحق ایذا دینا اللہ و رسول کو ایذا دینے کے مترادف ہے۔	بحکم حدیث اسلام ضرر و ضرار سے پاک ہے۔
۷۲۸	جو شخص کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج کو دیکھے وہ ملعون ہے۔	زید حرامی مگر مسلمان دیندار ہے، اس کی اولاد سے حلالی اپنی اولاد کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں۔
۷۳۰		سیدہ سے غیر سید نے نکاح کیا اس پر لوگ اسے کافر کہتے ہیں، کافر کہنے والوں کا کیا حکم ہے۔

۳۶۴	عورت اور اس کی دختر کی فرج کو دیکھنے والے پر روز قیامت اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ کرے۔	۳۶۴	نکاح سُنی بادرخترِ رافضی صحیح ہے یا نہیں اور اولادِ مستحقِ ترکہ پداری ہے یا نہیں۔	۳۲۸
۳۹۱	بدمذہبوں سے دوستی کرنے والا بحکم قرآن انہی میں سے ہے۔	۳۹۱	اجماعاً نکاح فاسدہ و باطل میں تواریث جاری نہیں ہوتا۔	۳۴۱
۳۹۱	آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔	۳۹۱	حرمیت مصاہرہ کے باوجود اگر خاوند نے نہ چھوڑا اور وطی کرتا رہا تو پیدا ہونے والی اولاد ماں اور باپ دونوں کی وارث بنے گی تاہم زن و شوہر آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔	۳۶۶
۴۱۹	گناہ کی نحوست فاعل کے غیر پر بھی ہوتی ہے۔	۴۱۹	اولادِ زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے۔	۳۶۶
۴۲۵	جو کسی عورت کو اس سے بگاڑ دے بحکم حدیث وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔	۴۲۵	حساب	
۴۲۶	عورت کو اپنے شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کرادینا اشد و اخبث ظلم ہے۔	۴۲۶	دینار شرعی ساڑھے چار ماشے سونے کا تھا۔	۲۴۸
۴۲۶	جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر گئی گئی ہے۔	۴۲۶	مہر حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار سو مثقال چاندی تھا۔ جو یہاں کے حساب سے ایک سو ساٹھ روپے بھر ہوتا ہے۔	۲۴۸
۴۲۶	جھوٹے گواہ کے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہیں پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس پر عذابِ جہنم واجب کر دے گا۔	۴۲۶	مہر اکثر ازواجِ مطہرات پانچ سو درہم تھا۔ جو یہاں کے ایک سو چالیس روپے بھر ہوتا ہے۔	۲۴۸
۵۳۱	عورت کو شوہر سے بگاڑنے والے پر وعید شدید۔	۵۳۱	منطق	
۷۱۳	گمراہ پڑھا لکھا جالوں سے بدتر ہے کہ جہل مرکب سخت بری بلا ہے اور اس میں مبتلا ہونے والا دونوں جہانوں میں سخت ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔	۷۱۳	سالہ کلیہ کی نفیض موجبہ کلیہ نہیں ہو سکتی۔	۳۰۹
ہبہ	اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے۔	۳۸۷	نفاذِ اخس من وجہ ہے حل اور صحت سے یعنی کبھی نفاذ ہوگا حل اور صحت نہیں ہوں گے اور کبھی حل و صحت ہوں گے نفاذ نہ ہوگا۔	۳۸۷
فرائض	کثیر سے جو اولاد ہو صحیح النسب اور ترکہ کی مستحق ہے۔	۳۸۸	لزوم کبھی صحت و نفاذ میں نسبت عموم و خصوص مطلق کی ہے۔	۳۸۸
		۳۸۸	لزوم اور حل میں نسبت عموم و خصوص من وجہ کی ہے۔ (حاشیہ)	۳۸۸

۲۲۱	اسی ^{۸۰} درجہ عرض سے آگے لوگوں کا گزر کیوں نہیں ہو سکتا۔		بلاعت
۲۲۱	ستر درجہ کے آگے آبادی کا پتا نہیں۔	۱۵۵	مجاز کے لئے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے۔
۲۲۱	قطب شمالی اور قطب جنوبی میں روز و شب کی مقدار اور اس کی وجہ۔	۱۶۴	استفہام ہنگام ارادہ تحقیق مفید معنی امر ہوتا ہے۔
۲۲۱	نہار تنجیمی اور عرفی و شرعی کا فرق۔		لُغت
۲۲۱	قطبین شمالی و جنوبی میں قمر و کواکب کا طلوع کب کب کس کس طرح ہوتا ہے اور کیسے کیسے غروب، اور کب تک طالع رہیں گے اور کب تک غارب۔	۱۸۲	ہماری زبان میں صیغہ ماضی مقرون بہ لفظ خاص امر واقع شدہ سے خبر دینے کے لئے ہے، نہ امر غیر واقع کے انشاء و ایجاد کے لئے۔
	تاریخ و تذکرہ	۳۸۶	جواز کہ یہ دونوں اطلاق (بمعنی صحت و حلت) تو شائع و ذائع ہیں اور ان کے سوا کچھ اور اطلاقات بھی ہیں۔
۲۴۸	سلاطین کے دینار کوئی معین نہیں مختلف تھے۔	۳۸۶	جواز کا اطلاق کبھی نفاذ کے معنی پر بھی ہوتا ہے۔ (حاشیہ)
۲۴۸	مہر حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار سو مثقال چاندی تھا۔	۳۸۷	جواز کبھی لزوم کے معنی کے لئے آتا ہے۔
۲۴۸	مہر اکثر ازواج مطہرات پانچ سو درہم تھا۔	۳۹۴	قلب کو قلب کہتے ہی اسی لئے ہیں کہ وہ منقلب ہوتا ہے۔
۲۴۸	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مہر میں دو رواتیں ہیں۔	۴۳۳	السبت مصدر ہے اور اس کا معنی ہے تعظیم السبت۔
۲۸۳	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں مہر کثیر باندھنے پر انکار شدید فرمایا تو ایک خاتون نے آیہ کریمہ "وَأْتِيْتُمْ أَهْلَهُنَّ قُنَظًا" تلاوت کی جس پر آپ نے فوراً اپنے انکار سے رجوع فرمالیا۔		نحو
۳۰۶	سروجی کون ہیں، کیسے ہیں۔	۱۳۰	حال اور عامل میں مقارنت ضروری ہے۔
۳۵۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے روز متعہ اور گدھے کے گوشت سے منع فرمادیا۔		ہیئت

۳۵۰	حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں۔	۳۵۰	متعہ ابتدائے اسلام میں تھا پھر قرآن میں اس کی حرمت نازل ہونے سے یہ حرام ہو گیا۔
	متفرقات	۳۵۰	غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ صحابہ نے متعہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی حرمت کو بیان فرمایا۔
۱۰۹	شیطان کبھی حسنت کے حیلہ سے اغوا کرتا ہے۔	۳۷۸	تقلید شخصی کی سخت شدید تاکید فرمانے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل قرار دینے والے ائمہ کے نام۔
۱۲۸	اخبار و انشاء میں بدایہ تباہ ہے۔	۴۳۱	حضرت امام عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں فاطمی ہیں اسی لئے آپ کو محض کہا جاتا ہے آپ کے وصال کے بعد آپ کی قبر پر ایک سال تک آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیمہ بنائے رکھا۔
۱۵۵	استفہام اور عقد اقسام انشاء میں سے دو متباہ قسمیں ہیں۔	۴۸۹	غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین نے ایک وہابی خیال مولوی کے غلط فتویٰ پر مہر تصدیق لگادی اور علیحضرت کی طرف سے گرفت پر اس سے رجوع کیا دوسرا فتویٰ اس پہلے کے رد میں لکھا گیا اور عذر گناہ بدتر از گناہ پیش کیا۔
۱۸۳	عقد و وعد میں تباہ ہے۔	۴۹۰	کلکتہ کے مولوی لطف الرحمن بردوانی نے محارم سے نکاح کے جواز کے بارے میں جہاں بھر کے علماء کو مخاطب کرتے ہوئے ایک طویل عربی سوال چھپوایا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے دلائل و نصوص پر مشتمل ایک رسالہ "نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخي اللبنان" تحریر فرمایا۔
۱۹۹	آدمی نہ تبدل رائے سے محفوظ نہ کسی وقت بعض مصالح پر نہ اطلاع پانے سے مامون۔	۴۹۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔
		۴۹۲	حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں کیونکہ دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا۔

۳۶۹	عورتوں کو شوہروں سے بے پناہ محبت ہوتی ہے۔	۲۲۵	مفہوم لفظ، لغوی، شرعی، عرفی، حقیقی اور مجازی کی طرف مقسوم ہوتا ہے جبکہ حکم لفظ، غرض، غایت، مقصود اور ثمرہ وغیرہ سے موسوم ہوتا ہے اور ان دونوں پر لفظ کے معنی، مضمون حتیٰ کہ موضوع لہ کا بھی اطلاق آتا ہے اگرچہ اول کے بعض اقسام میں وضع نوعی ہے۔
۳۶۹	عورتیں زیادہ نرم دل ہوتی ہیں۔	۲۲۲	خواص و کنیز میں کیا فرق ہے۔
۳۷۰	عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں۔	۳۰۵	عینی کی عبارت "وعنه في الرجل يشرب الشراب الى قوله قال السروجي وهما قولان باطلان" کا مطلب کیا ہے "ہما" کا مرجع کیا ہے۔
۴۰۲	مرد اور عورت میں کئی وجوہ سے فرق۔	۳۲۵	مریدہ پیر پر حرام ہے یا حلال، اور ازواج مطہرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدات تھیں یا نہیں۔
۴۹۷	شرح وقایہ کے شعر "از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند، و از جانب شیر خوارہ زوجان و فروغ" پر بحث۔	۳۶۳	متعدد مثالیں جہاں حرام شئی حلال کو حرام کر دیتی ہے۔
۴۹۸	شعر مذکور کا مطلب بیان کرنے میں صاحب عمدۃ الرعایہ کی شدید غلطی۔	۳۶۸	زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے جو خواہی نخواستہ انس و محبت والفت پیدا کرتا ہے۔
۵۲۰	پسر و دختر کے لئے اقل عمر مراہقت کا بیان۔		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

(نکاح کا بیان)

مسئلہ ۱: جس شادی میں رقص اور باجا وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں وہاں نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

اس میں شک نہیں کہ یہ ناچ اور اکثر باجے شرعاً حرام ہیں اور ان کے دیکھنے سننے کا مرتکب فاسق و گنہگار، مگر کفر نہیں کہ نکاح ہی نہ ہو، شرع مطہر میں نکاح صرف اس سے ہو جاتا ہے کہ مرد وزن ایجاب و قبول کریں اور دو گواہ سُنّے سمجھتے ہوں، باقی اس کا کسی ممنوع شرعی پر مشتمل نہ ہونا شرط نہیں۔ شیطان کے طرق اغوا سے ایک بدتر طریقہ یہ بھی ہے کہ آدمی کو حسنت کے حیلہ سے ہلاک کرتا ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر عمدہ تمغائے مسلمانی ہے۔ اس نیک کام میں بہت لوگ حدود خداوندی کا خیال نہیں رکھتے اور تشدد و تعصب کو یہاں تک نباتے ہیں کہ ان کا گناہ ان جاہلوں کے گناہ سے بدرجہا زائد ہو جاتا ہے جن کے لیے یہ ناصح مشفق بنے تھے، اور یہ بلا حضراتِ وہابیہ میں بہت ہے ذرا اسی بات کو کفر، شرک، بدعتِ ضلالت نخلِ اصل ایمان کہہ دیتے ہیں اور مطلق پاس و لحاظ اسلام و مسلمین دل میں نہیں لاتے۔ اسی طرح یہ قائل بھی اور وں کو ناچ گانے سے روکتا تھا اور خود اس سے اشد گناہ یعنی شریعتِ مطہرہ پر افتراء کیا معذرا اس پر لازم کہ اہل ہند اکثر عوام مسلمین مرد و زن کو معاذ اللہ زانی و زانیہ اور ان کی اولاد کو ولد الزنا ٹھہرائے حالانکہ حق سبّح و تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ کبھی اس طرح کرنے سے منع فرماتا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو۔ (ت)	۱ ۵ ۶

غرض امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بھی ایک حد مقرر ہے کہ اس سے تجاوز آدمی کو خود ترک معروف وار تکاب منکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ^۲	جس نے حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ (ت)

ہاں اگر دُلہا دلہن میں سے کسی کا یہ عقیدہ و مذہب ہو کہ رنڈیوں کا یہ ناچ حلال و مباح ہے تو وہاں اس حکم کی گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲: از شہر کہنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۰۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ماقولہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس صورت میں کہ شخص واحد کا متولی ہونا دونوں طرفوں نکاح کا جبکہ وہ اصل ایک طرف سے ہو اور ولی دوسری طرف سے ہو ساتھ ایسے ایجاب کے کہ قائم مقام قبول ہے۔ جیسے ابن العم نے سامنے گواہوں کے کہا "زوجت بنت عمی فلانة من نفسی" (جیسے چچا زاد کہے کہ میں نے اپنی چچا زاد فلاں لڑکی کا اپنے ساتھ نکاح کیا۔ ت) جائز و نافذ ہے یا نہیں۔ اور یہ جواز و نفاذ باجماع علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

صورت مسئلہ میں اگر بنت عم نابالغہ ہے اور اس ابن عم سے اقرب اس کا کوئی ولی حاضر نہیں، یا بالغہ ہے اور ابن عم نے خاص اپنے ساتھ نکاح کرنے کا اس سے اذن لے لیا ہے عام ازیں کہ اس کے لیے اور ولی اقرب ہو یا نہ ہو "فان هذه وكالة ولا ولاية مجبرة على البالغة" (تویہ وکالت ہے بالغہ پر جبری ولایت نہیں ہے۔ ت) ائمہ ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ شخص کہ ایک جانب سے اصل دوسری طرف سے ولی یا وکیل ہے طرفین نکاح کا متولی ہو سکتا ہے خلافاً للامام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ (امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ ت) ہدایہ میں ہے:

يجوز لابن العم ان يزوج بنت عمه من نفسه ^۳	چچا زاد کو جائز ہے کہ وہ چچا زاد لڑکی کا اپنے ساتھ نکاح کر لے۔ (ت)

^۱ القرآن ۱۷/۲۴

^۲ القرآن ۱/۶۵

^۳ الهدایة فصل فی الوكالة بالنکاح المكتبة العربية کراچی ۳۰۲/۲

فتح القدیر میں ہے: الصغيرة بغیر اذنها والبالغة بأذنها¹ (صغیرہ کا نکاح بغیر اجازت اور بالغہ کا اجازت سے کرے۔ ت) ہدایہ میں ہے:

وقال زفر رحمه الله تعالى لايجوز. واذا اذنت المرأة للرجل ان يزوجهما من نفسه فعقد بحضرة شاهدين جاز وقال زفر والشافعي رحمهما الله تعالى لايجوز اهـ²	امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ جائز نہیں۔ اور جب کسی عورت نے کسی مرد کو اپنے ساتھ نکاح کی اجازت دے دی تو اس مرد نے اگر دو گواہوں کی موجودگی میں اس سے نکاح کر لیا تو جائز ہے۔ اور امام زفر اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا ناجائز ہے (ت)
اقول: وبه ظهر ان مافی ردالمحتار من نفاذخص صور بالاتفاق وهي التي لافضولى فيها من جانب. فانما اراد الاتفاق من ائمتنا الثلاثة لاجبيع الائمة رحمة الله تعالى عليهم اجمعين۔	اقول (میں کہتا ہوں) اس سے واضح ہوا کہ ان پانچ صورتوں کے بارے میں جن میں سے کسی جانب سے خود نکاح کرنے والا فضولی نہ بنے، ردالمحتار کا "بالاتفاق" کہنا اس سے ان کی مراد صرف امام ابو حنیفہ، امام یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے تمام ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق مراد نہیں ہے۔ (ت)

پس ان صورتوں میں اس کی تنہا عبارت قائم مقام عبارتین ایجاب وقبول ہو جائے گی اور عبارت دیگر کی حاجت نہ ہوگی۔ ہدایہ میں ہے:

اذا تولى طرفيه فقله زوجت يتضمن الشرطين ولايحتاج الى القبول³۔	جب یہ شخص نکاح کی دونوں طرفوں کا ولی ہو تو اس کا یہ کہنا کہ میں نے نکاح کر لیا، ایجاب وقبول دونوں طرفوں کو شامل ہوگا اور اب قبول کہنے کی ضرورت نہیں، نکاح کر لیا یا نکاح کر دیا کہے دونوں طرح جائز ہے۔ (ت)

عام ازیں کہ یہ شخص وہ لفظ ادا کرے جن میں خود اکیل ہے مثلاً "تزوجت" یا وہ جس میں ولی یا وکیل ہے جیسے "زوجت" خلافاً للامام شيخ الامام بکر خواهر زاده في الثانی (امام شیخ الاسلام بکر خواہر زادہ کا دوسرے یعنی "نکاح کر دیا" کہنے میں خلاف ہے۔ ت)

¹ فتح القدیر فصل فی الوكالة بالنکاح المكتبة النورية الرضوية کھر ۱۹۶۳

² الهدایة فصل فی الوكالة بالنکاح المكتبة العربية کراچی ۳۰۲/۲

³ الهدایة فصل فی الوكالة بالنکاح المكتبة العربية کراچی ۳۰۲/۱

فتح القدیر میں ہے:

شیخ الاسلام خواہر زادہ نے کہا ہے کہ یہ اس وقت جائز ہوگا جب وہ اپنے اصیل ہونے کو تعبیر کرے، یعنی "میں نے نکاح کر لیا" کہے، لیکن اگر اس نے نائب ہونے کو تعبیر کیا اور "نکاح کر دیا" کہا تو یہ کافی نہیں، پس اگر اس نے "فلاں عورت سے نکاح کر لیا" کہا، تو وہ کافی ہے اور اگر یوں کہا کہ "میں نے فلاں عورت کا اپنے ساتھ نکاح کر دیا" تو کافی نہ ہوگا کیونکہ اس کہنے میں وہ نائب ہے۔ اور ہدایہ کی وہ عبارت جو ابھی ہم نے ذکر کی ہے وہ اس بات کی نفی میں صریح ہے اور تجنیس میں بھی اس کی نفی پر تصریح، غریب الروایۃ اور فتاویٰ صغریٰ کے حوالے سے کی ہے الخ (ت) قلت (میں کہتا ہوں۔ ت) کہ دُر وغیرہ معتبرہ کتب میں اسی کو معتمد علیہ قرار دیا ہے۔ اور بحر وغیرہ نے اس کے خلاف کو ضعیف ظاہر کیا ہے۔ (ت)	قال شيخ الاسلام خواهر زاده هذا اذا ذكر لفظاً هو اصيل فيه اما اذا ذكر لفظاً هو نائب فيه فلا يكفي. فان قال تزوجت فلانة كفي وان قال زوجتها من نفسي لا يكفي لانه نائب فيه وعبارة الهداية وهي ما ذكرناه انفاصريحاً في نفى هذا الاشتراط وصرح بنفيه في التجنيس ايضاً. في علامة غريب الرواية والفتاوى الصغرى¹ الخ۔ قلت وعلى هذا عول في الدر وغيره من المعتبرات وافاد البحر وغيره ضعف خلافه۔

البتہ مشہود کے سامنے منکوحہ کا متمیز ہو جانا ضرور ہے۔

حتی کہ اگر وہ عورت نقاب پہنے مجلس میں حاضر ہو تو نکاح میں اس کی طرف اشارہ کافی ہے اگرچہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ وہ چہرہ کھلا رکھے۔ (ت)	حتى لو كان حاضرة متنقبة كفت الاشارة وان كان الاحوط كشف الوجه۔
پس اگر بحالت غیبت صرف بنتِ عمی یا فلانۃ یا بنتِ عمی فلانۃ یا ان کے مثل جس لفظ سے شہود اسے متمیز کر لیں تو اس قدر کافی، ورنہ ذکرِ اب و جد یعنی فلانۃ بنتِ فلاں بن فلاں کہنا ضروری ہے۔	پس اگر بحالت غیبت صرف بنتِ عمی یا فلانۃ یا بنتِ عمی فلانۃ یا ان کے مثل جس لفظ سے شہود اسے متمیز کر لیں تو اس قدر کافی، ورنہ ذکرِ اب و جد یعنی فلانۃ بنتِ فلاں بن فلاں کہنا ضروری ہے۔
امام خصاف نے اور منتقی میں امام حاکم شہید اور امام شمس الانمہ سرخسی نے اس کے خلاف قول کیا ہے۔ (ت)	خلافاً للامام الخصاف ومنتقى الامام الحاكم الشهيد والامام شمس الانمة السرخسي۔

¹فتح القدیر فصل فی الوكالة بالنکاح المكتبة النورية الرضوية کھر ۱۹۷۳

ردالمحتار میں ہے:

بحر میں ہے کہ گواہوں کے نزدیک منکوحہ کا ممتاز ہونا ضروری ہے تاکہ کسی قسم کی جہالت والا علمی نہ رہے، پس اگر مجلس میں نقاب پہن کر حاضر ہو تو نکاح میں اس کی طرف اشارہ کافی ہے اگرچہ چہرہ کھلا رکھنے میں احتیاط ہے۔ اگر مجلس والے اس عورت کی شخصیت کو نہ دیکھ پائیں اور کمرے میں سے اس کی آواز سن رہے ہوں اگر وہ کمرے میں اکیلی ہو تو نکاح جائز ہے اور اگر اس کے ساتھ کمرے میں کوئی عورت بھی ہو تو جائز نہیں، کیونکہ لا علمی باقی ہے۔ اور اگر وہ عورت مجلس میں موجود نہیں اور اس کی آواز بھی سنی نہیں جاسکتی اس کی طرف سے اس کا نکاح وکیل کر رہا ہو تو اگر گواہ اس عورت کو جانتے ہیں تو نکاح میں عورت کا نام ذکر کر دینا کافی ہے جبکہ گواہوں کو علم ہو کہ وکیل کی مراد وہی عورت ہے۔ اور اگر گواہ اس کو نہ پہچانتے ہوں تو عورت، اس کے والد اور دادا کا نام ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور امام خصاف نے نام ذکر کئے بغیر بھی جائز کہا ہے مثلاً ایک عورت نے نکاح کرنے والے کو گواہوں کے سامنے اپنا وکیل بنایا ہو تو اس سے نکاح کرنے والا یوں کہہ دے کہ میں نے ان گواہوں کی موجودگی میں اپنی مؤکلہ کا نکاح اپنے ساتھ کر دیا یا یوں کہہ دے کہ جس عورت نے مجھے اپنے نکاح کا اختیار دیا ہے میں نے اس کا نکاح اپنے ساتھ کر دیا، تو اس طرح بھی امام خصاف کے قول پر نکاح صحیح ہوگا، امام قاضی خاں نے فرمایا کہ خصاف کا علم میں بڑا مقام ہے اس کی بات پر

فی البحر لا بد من تبيين المنكوحه عند الشاهدين لتنتفى الجهالة. فان كانت حاضرة متنقبة كفى الاشارة اليها والاحتياط كشف وجهها فان لم يروا شخصها وسعوا كلامها من البيت ان كانت وحدها فيه جاز ولو معها اخرى فلعدم زوال الجهالة وان كانت غائبة ولم يسمعوا كلامها بان عقد لها وكيلا فان كان الشهود يعرفونها كفى ذكر اسمها اذا علموا انه ارادها وان لم يعرفوها لا بد من ذكر اسمها واسم ابائها وجوز الخصاف النكاح مطلقاً حتى لو وكلته فقال بحضرتها زوجت نفسي من موكلتي او من امرأة جعلت امرها بيدي فانه يصح عنده قال قاضي خان والخصاف كان كبيراً في العلم يجوز الاقتداء به وذكر الحاكم الشهيد في المنتقى كما قال الخصاف اه قلت وفي التتارخانية

عمل جائز ہے۔ اور حاکم شہید نے بھی منتقی میں خصاف جیسا قول کیا ہے اھ قلت اور تثار خانیہ میں مضمرات کے حوالے سے ہے کہ پہلا قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ بحر میں فضولی اور وکیل کی فصل میں یونہی اس کو مذہب میں مختار قرار دیا ہے جو کہ خصاف کے قول کے خلاف ہے اگرچہ خصاف کا بڑا علمی مقام ہے اھ یہاں رد المحتار کی عبارت کا خلاصہ ختم ہوا۔ اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) بحر میں جو کچھ امام قاضی خاں کی طرف منسوب کیا اس کو قاضی خاں نے امام شمس الائمہ سرخسی سے نقل کیا ہے لیکن خود ان کا موقف عدم صحت ہے جس کو انھوں نے پہلے ذکر کیا ہے اور یہ بات معلوم شدہ ہے کہ وہ اپنے معتمد علیہ کو پہلے ذکر کرتے ہیں۔ (ت)	عن المضمرات ان الاول هو الصحيح وعليه الفتوى وكذا قال في البحر في فصل الوكيل والفضولي ان المختار في المذهب خلاف ما قاله الخصاف وان كان الخصاف كبيراً¹ اھ ما في رد المحتار ملخصاً۔ اقول: وما عزا في البحر للامام قاضيخان فانما نقله قاضي خان عن الامام شمس الائمة السرخسي اما هو بنفسه فقد قدم عدم الصحة ومعلوم انه انما يقدم ما يعتمدہ۔

اور اگر بنت عم نابالغہ کے لیے ولی اقرب موجود ہے "ای غیر غائب بغیبة منقطعة" (یعنی لمبے سفر پر غائب نہ ہو۔ ت) یا بالغہ سے خاص اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا اذن نہ لیا اگرچہ اس نے مطلق تزویج کا اذن دیا ہو، تو ان صورتوں میں یہ ابن العم ایک جانب سے فضولی ہوگا اور جو کسی طرف سے فضولی ہو اُس کے لیے "تولی شطری النکاح" جائز نہیں اگرچہ ایجاب و قبول دو عبارتوں جداگانہ میں ادا کرے ہو الحق الصواب خلاف لمأ فهم من بعض الكتب (یہ حق اور صحیح ہے بعض کتب سے جو سمجھا گیا ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ ت) یہاں تک کہ تنہا اس کا عقد کر لینا امام اعظم و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک باطل محض ہے کہ اس کے بعد اجازت ولی یا بالغہ سے بھی نافذ نہ ہوگا۔

امام ثانی (یعنی امام یوسف) نے اس کے خلاف اس نکاح کو موقوف قرار دیا ہے کہ اگر صاحب اجازت اس کو جائز قرار دے تو جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ (ت)	خلافاً للامام الثانی حیث جعله من الموقوف فان اجاز من له الاجازة جاز والا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

¹ رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۷۷۲

یتولی طرفی النکاح واحد لیس بفضولی ولو من جانب وان تکلم بکلامین علی الراجح ^۱ ملخصاً	جو شخص دونوں جانب سے نکاح کا ولی ہو وہ کسی جانب سے بھی فضولی نہ قرار پائے گا اگرچہ وہ ایجاب و قبول دو کلاموں سے ادا کرے، یہ رائج قول ہے ملخصاً (ت)

ردالمحتار میں ہے:

اذا كان فضولياً منهما او من احدهما ومن الآخر اصيلاً او وكيلاً اولياً ففي هذه الاربع لا يتوقف بل يبطل عندهما خلافاً للثاني حيث قال يتوقف على قبول الغائب كما يتوقف اتفاقاً لو قبل عنه فضولى آخر قوله وان تكلم بکلامین خلافاً لما فی حواشی الهدایة وشرح الکافی من انه لو تکلم بکلامین يتوقف اتفاقاً وردة فی الفتح بأن الحق خلافه ولا وجود لهذا القيد فی کلام اصحاب المذهب ^۲ اه مختصراً۔	اگر کوئی شخص دونوں جانب سے فضولی ہو یا ایک جانب سے فضولی اور دوسری جانب سے اصیل ہو یا وکیل یا ولی ہو تو ان چاروں صورتوں میں نکاح موقوف نہ ہوگا بلکہ امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک باطل ہوگا، امام یوسف اس کے خلاف ہیں ان کے نزدیک یہ موقوف ہوگا جس طرح ایک فضولی کی طرف سے ایجاب کو دوسرا فضولی قبول کر لے تو بالاتفاق موقوف ہوتا ہے، قوله (اس کا قول) کہ اگرچہ دو کلاموں سے ایجاب و قبول کرے، یہ خلاف ہے اس کے جو ہدایہ کے بعض حواشی اور کافی کی شرح میں ہے کہ اگر دو کلاموں سے اس نے ادا کیا تو بالاتفاق نکاح موقوف ہوگا، اس کو فتح میں رد کر دیا گیا ہے کیونکہ حق اس کے خلاف ہے اور اس قید کا اصحاب مذہب میں کوئی وجود نہیں ہے اہ مختصراً (ت)

تنویر میں ہے:

لابن العمان یزوج بنت عمه الصغیرة من نفسه ^۳ ۔	پچازاد کو جائز ہے کہ وہ اپنی پچازاد نابالغہ کا خود اپنے ساتھ نکاح کر لے۔ (ت)

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۶۱

^۲ ردالمحتار باب الکفاءة مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۶/۲

^۳ درمختار شرح تنویر الابصار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۶۱

شامی میں ہے:

ولایخی ان المراد حیث لا ولی اقرب منه ^۱ ۔	اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس سے زیادہ قریب کوئی اور ولی نہ ہو۔ (ت)

شرح علائی میں ہے:

لو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ^۲ اھ اقول: فافادان الابد عند حضور الاقرب فضولی فاذا تولی الشطرین بطل۔	اگر بعید ولی نے اقرب کی موجودگی کے باوجود نابالغہ کا نکاح کیا تو یہ اقرب ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اھ (ت) اقول: اس کلام کا مفاد یہ ہے کہ اقرب کی موجودگی میں بعید ولی، فضولی قرار پائے گا۔ لہذا اگر بعید اس صورت میں دونوں جانب سے ولی بن کر نکاح کرے تو نکاح باطل ہوگا (ت)

اسی میں ہے:

فلو کبیرة فلا بد من الاستیذان (قبل العقد اھ ش) حتی لو تزوجها بلا استیذان فسکتت او افصحت بالرضی لایجوز عندهما (لانه تولى طرفی النکاح وهو فضولی من جانبها فلم یتوقف عندهما بل بطل اھ ش) و قال ابو یوسف یجوز ^۳ اھ مزیدا من حاشیة الشامی۔	اگر لڑکی بالغہ ہو تو اس سے اجازت لینا ضروری ہے (قبل از نکاح اھ ش) حتیٰ کہ اگر فضولی نے اس سے خود نکاح بغیر اجازت کر لیا اور لڑکی خاموش رہی یا نکاح کے بعد اس نے رضامندی ظاہر کی تو امام اعظم اور امام محمد کے قول پر نکاح جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ بالغہ کی موجودگی میں خود اس کی طرف سے فضولی ہے لہذا دونوں اماموں کے نزدیک یہ نکاح موقوف نہ ہوگا بلکہ باطل ہوگا اھ ش، اور امام ابو یوسف کے قول پر جائز ہے۔ اضافی عبارت حاشیہ شامی کی ہے۔ (ت)

^۱ ردالمحتار باب الکفاءة مطلب فی الوکیل والفضولی الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۷/۲

^۲ درمختار باب الولی مجتہائی دہلی ۱۹۳/۱

^۳ درمختار باب الکفاءة مجتہائی دہلی ۱۹۶/۱، ردالمحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۷/۲

فتح القدیر میں ہے:

وکنته ان یزوجها مطلقاً فانه لو زوجها من نفسه لایجوز ¹ ۔	اگر بالغہ نے کسی کو کہا کہ میرا نکاح کر دے اور کوئی تخصیص نہ کی اس صورت میں اگر اس شخص نے اس کا نکاح خود اپنے ساتھ کر لیا تو جائز نہ ہوگا۔ (ت)

الحمد لله حکم مسئلہ مفصل و منقح ہو گیا اور سوال کی صورت کلیہ یعنی "تولی الواحد طرفی النکاح" اور الفاظ جزئیہ یعنی "زوجت بنت عی فلانة من نفسی" (نکاح کی دونوں جانب سے ایک ہی شخص کا ولی بننا اور جزئیہ کے الفاظ کہ میں نے چچا زاد کا نکاح اپنے ساتھ کر لیا۔ ت) دونوں کے متعلق احکام و خلافیات علمائے کرام و تصحیحات ائمہ وغیرہا ضروریات متعلقہ مقام، سب نے وضوح تام و انجلائے تمام پایا اسی قدر بس ہے اور زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳: علمائے دین اور مفتیان شرع متین بیچ اس مقدمہ کے کیا فرماتے ہیں ایک عورت ہے کہ اس کے علامت سوائے مخرج بول کے اور نہیں ہے اور نکاح اس کا زید سے ہو گیا ہے، بعد نکاح ہونے کے یہ حال معلوم ہوا، اب اس کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مسئلہ میں وہ نکاح صحیح اور نصف مہر ذمہ زید لازم،

فی فتاویٰ الامام قاضی خان، خیبار العیب وهو حق الفسخ بسبب العیب عندنا لایثبت فی النکاح فلا ترد المرأة بعیب ما ² وفي الدر المختار الخلوۃ بلا مانع کالوطی فی تاکد المهر انتھی ³ مختصراً و ملخصاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔	فتاویٰ قاضی خاں میں ہے خیبار العیب جو کہ عیب کی وجہ سے حق فسخ کا نام ہے، ہمارے نزدیک یہ نکاح میں ثابت نہیں ہوتا، لہذا کسی عیب کی بنا پر عورت کا نکاح رد نہ ہوگا، در مختار میں ہے کہ نکاح کے بعد خلوت و طمی کی طرح مہر لازم کر دیتی ہے بشرطیکہ خلوت کے دوران کوئی مانع نہ ہو اھ مختصراً و ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

¹ فتح القدیر فصل فی الوکالۃ بالنکاح المکتبۃ النوریہ الرضویہ کھر ۱۹۷/۳

² فتاویٰ قاضی خاں فصل فی خیبارات التی تتعلق بالنکاح نوکسور لکھنؤ ۱۸۷/۱

³ در مختار باب المهر مجتبائی دہلی ۹۹/۱-۹۸

مسئلہ ۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ انیس بیس برس ایک مکان میں بے تکلف بطور زن و شوہر رہتے، اور زید لباس اور جملہ امور خانہ داری میں اسے مثل زنانہ برادری رکھتا، خاندان میں آمد و رفت اس کی بتقریب شادی و غمی رہتی، اور زوجہ زید مشہور تھی، اور زید مرد پارساتھا، اس کی وضع پر گمان بدکاری نہیں ہوتا، آیا مرد وزن زوج و زوجہ تصور کئے جائیں گے؟ اور جو لوگ جلسہ نکاح میں موجود نہ تھے مگر اس حال سے واقف ہیں ان کی گواہی سے نکاح ثابت ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مسئلہ میں وہ مرد وزن، زوج و زوجہ تصور کئے جائیں گے یہاں تک کہ جو اشخاص اس حال سے واقف ہیں ان کے زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دے سکتے ہیں، ہدایہ میں ہے:

اور ایسے ہی اگر کسی نے ایک شخص کو مجلس قضاء پر دیکھا اور اس کے ہاں فیصلے کے لیے مختلف فریقوں کا آنا جانا دیکھا تو اس کو جائز ہے کہ وہ شخص کے قاضی ہونے کی گواہی دے، اور ایسے ہی اگر کسی مرد و عورت کو ایک کمرے میں خاوند بیوی کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرتے دیکھا، اور خلاصہ میں ہے کہ نکاح کے ثبوت میں اگر کسی نے ایک شخص کو عورت کے ہاں آتے جاتے دیکھا اور لوگوں سے بھی سنا کہ یہ مرد عورت آپس میں خاوند بیوی ہیں تو دیکھنے سننے والے کو جائز ہے کہ وہ اس عورت کے اس مرد کی بیوی ہونے کی شہادت دے اگرچہ اس نے ان کے نکاح کی مجلس نہ دیکھی ہو، اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ اگر کسی نے مرد و عورت کو ایک مکان میں رہتے دیکھا اور ان کو آپس میں میاں بیوی کی طرح بے تکلف پایا تو اس کے لیے ان دونوں کے نکاح کی شہادت دینا جائز ہے۔ (ت)	و كذا لك لورأى انساناً جلس مجلس القضاء يدخل عليه الخصوم حل له ان يشهد على كونه قاضياً وكذا اذا رأى رجلاً وامراً يسكنان بيتاً ينبسط كل واحد منهما الى الآخر انبساط الأزواج¹ وفي الخلاصة واما النكاح اذا رأى رجلاً يدخل على امرأة وسبع من الناس ان فلانة زوجة فلان وسعه ان يشهد انها زوجته وان لم يعاین عقد النكاح² وفي فتاویٰ قاضیخان ولو رأى رجلاً وامراً يسكنان في منزله وينبسط كل واحد منهما على صاحبه كما يكون بين الأزواج حل له ان يشهد على نكاحهما³۔

¹ ہدایہ کتاب الشہادۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۵۸/۳

² خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الشہادۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵۲/۴

³ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الشہادۃ علی النکاح نوکلشور لکھنؤ ۱۸۵/۱

اور گواہ اگر انھیں زوج زوجہ بیان کریں اور کہیں ہم جلسہ نکاح میں نہ تھے لیکن یہ امر مشہور ہے تو ان کی گواہی شرعاً مقبول ہے اور نکاح ثابت ہو جائے گا۔ در مختار میں ہے:

بلکہ عزمیہ میں خانہ سے منقول ہے کہ گواہ تفسیر کرتے ہوئے کہیں کہ ہم نے لوگوں سے سنا ہے۔ لیکن اگر یوں بھی کہہ دیا کہ ہم نے نکاح ہوتے نہیں دیکھا لیکن ہمارے ہاں لوگوں میں مشہور ہے کہ (دونوں میاں بیوی ہیں) تو تمام صورتوں میں شہادت درست ہوگی۔ اس قول کو شارح وہبانیہ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	بل في العزيمة عن الخانية معنى التفسير ان يقولوا شهدنا لاناسبعنا من الناس اما لوقالنا لم نعاين ذلك ولكنه اشتهر عندنا جازت في الكل وصححه شارح الوهبانية وغيره¹۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ در مختار کتاب الشہادات مطبع مجتبائی دہلی ۹۳/۲



رسالہ

عُبَابُ الْأَنْوَارِ أَنْ لَا نِكَاحَ بِمَجَرَّدِ الْإِقْرَارِ ۱۳۰۷ھ

(محض اقرار کی بنیاد پر نکاح نہ ہونے کے بیان میں انوار کی موج)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۶۵: از پنجاب فیروز پور صدر بازار مسجد جامع مرسلہ مولوی فضل الرحمن صاحب ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ
از فقیر محمد فضل الرحمان بخدمت حضرت فیض درجت مظہر علوم دینی و مصدر فیوض دنیوی جناب مولانا بالفضل والکمال
اولنا جناب مولوی محمد احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی دام فیضہ القوی السلام علیکم!
سوال (۱) زید نے ہندہ سے جو اپنے فعل شنیع قبیح سے تائب ہوئی، غیر ضلع میں جا کر نکاح کیا تاکہ کوئی مغل اور مانع اس کار
خیر کا نہ ہو، اہل ضلع نے جب ان سے استفسار کیا کہ تمہارا نکاح ہوا ہے؟ تو انہوں نے یہ پاسخ دیا کہ اس قدر مہر پر ہمارا نکاح
ہوا ہے، آیا یہ صورتِ نکاح صحیح ہے؟

(۲) اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ میری بی بی ہے اور ہندہ نے بیان کیا کہ یہ میرا خاوند ہے یہ قیل وقال محض شہود میں بیان
کی گئی، کیا ان الفاظ سے انعقاد نکاح ہو جاتا ہے، اس صورت میں ذکر مہر نہیں آیا، بعد توفیق و تطبیق روایات کے جواب مزین
بمہر و دستخط فرما کر للہ عطا فرمایا جائے تاکہ آئندہ کسی جاہل کو مجال باقی نہ رہے والسلام مع الاکرام۔

الجواب:

لك الحمد رب الارباب صل على الحبيب الاواب مع الال والاصحاب واهدنا الحق والصواب امين الهنا الوهاب۔	تمام کو پالنے والے اے رب! تیرے لیے ہی تمام حمد ہے، سب سے زیادہ رجوع فرمانے والے محبوب پر رحمت نچھاور فرما اور اس پر مع اس کی آل واصحاب سلامتی نازل فرما اور ہماری حق وصواب پر رہنمائی فرما، آمین، اے عطا کرنے والے ہمارے اللہ تعالیٰ! (ت)

کرم فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ واقعی یہ مسئلہ قابل امعان انظار واعمال افکار ہے،

فاقول: وبالله التوفیق وبه الوصول الى اوج التحقيق (پس میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور تحقیق کی
بلندی تک پہنچنا اسی کی مدد سے ہے۔) اس میں شک نہیں کہ حکم قضائیں نکاح تصادق مرد و زن سے ثابت ہو جاتا ہے
یعنی جب وہ دونوں اقرار کریں کہ ہم زوج و زوجہ ہیں یا باہم نکاح ہو گیا ہے یا اور الفاظ جو اس معنی کو مودی ہوں تو بلاشبہ
انھیں زوج و زوجہ جانیں گے اور قضاء تمام احکام زوجیت ثابت ہوں گے بلکہ عند الناس اس سے بھی کمتر امر ثبوت نکاح
کو کافی ہے جب مرد و زن کو دیکھے مثل زن و شوایک مکان میں رہتے اور باہم انبساط زن و شوئی رکھتے ہیں تو ان پر بدگمانی
حرام، اور ان کے زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دینی جائز، اگرچہ عقد نکاح کا معائنہ نہ کیا ہو،

نص عليه في الهدايه والهنديہ وغيرهما وفي قرۃ العيون عن الدرر ويشهد من رأى رجلا وامراة بينهما انبساط الازواج انها عرسه ¹ ۔	ہدایہ، ہندیہ وغیرہما اور قرۃ العیون میں درر سے، ان سب کتب میں ہے کہ جس نے مرد و عورت کو خاوند بیوی کی طرح بے تکلف معاملات کرتے دیکھا اس کو جائز ہے کہ مرد کے لیے اس عورت کے بیوی ہونے کی شہادت دے۔ (ت)

اسی طرح تسامع بھی سامعین کے نزدیک اثبات نکاح کو بس ہوتا ہے یعنی جب ان کا زوج و زوجہ ہونا لوگوں میں مشہور ہو
تو انھیں یہی سمجھا جائے گا، اور زوجیت پر شہادت روا ہوگی اگرچہ خود ان کی زبان سے اقرار نہ سنا ہو۔

کما فی الدر المختار وعامة الاسفارو	جیسا کہ در مختار اور عام کتب میں اور

¹ قرۃ عیون الاختیار کتاب الشہادات مصطفیٰ البابی مصر ۱/۱۷۷

فی قرۃ العیون عن العبادۃ کذا تجوز الشهادة بالشهرة والتسامع فی النکاح حتی لو رأی رجلا یدخل علی امرأة وسمع من الناس ان فلانة زوجة فلان وسعه ان یشهد انها زوجته وان لم یعاین عقد النکاح¹۔	قرۃ العیون میں عمادیہ سے منقول کہ نکاح کے معاملہ میں شہرت کی بنا پر بغیر تحقیق شہادت جائز ہے حتیٰ کہ ایک شخص کو ایک عورت کے ہاں آتے جاتے دیکھا اور لوگوں سے معلوم ہوا کہ یہ عورت اس شخص کی بیوی ہے تو اس کو جائز ہے کہ وہ اس عورت کے بارے میں اس شخص کی بیوی ہونے کی شہادت دے اگرچہ اس نے نکاح نہ دیکھا ہو۔ (ت)

توان کا باہم تصادق بدرجہ اولیٰ ثبت نکاح،

فی الشامیۃ عن ابی السعود عن العلامة الحانوتی صرحوا بأن النکاح یتثبت بالتصادق والبراد منه ان القاضی یتثبتہ بہ ویحکم بہ² اھ ملخصاً۔	فتاویٰ شامی میں ہے ابی السعود کی علامہ حانوتی سے روایت ہے کہ فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ مرد و عورت کی آپس میں خاوند بیوی ہونے کی تصدیق سے نکاح ثابت ہو جائے گا اس سے مراد یہ ہے کہ قاضی اس نکاح کو ثابت قرار دے گا اور اس کو نافذ رکھے گا (ملخصاً) (ت)

پس ایسی صورت میں واجب ہے کہ انھیں زوج و زوجہ ہی تصور کیا جائے گا جو خوانی نخوانی ان کی تکذیب کرے گا اور بدگمانی کے ساتھ پیش آئے گا مرتکب حرام قطعی ہوگا بایں ہمہ حکم قضا اور ہے اور امر دینا اور چیز، اگر وہ اپنے اظہار و اخبار میں حقیقت سچے ہوں یعنی واقع میں ان کے باہم نکاح ہو لیا ہے تو عند اللہ بھی زوج و زوجہ ہیں ورنہ مجرد ان الفاظ سے جبکہ بطور اخبار بیان میں آئے ہوں نکاح منعقد نہ ہوگا وہ بدستور اجنبی و اجنبیہ رہیں گے، نکاح جن امور و افعال کو ثابت و حلال کرتا ہے دینا ان کے لیے اصلاً ثابت و روانہ ہوں گے کہ اس تقدیر پر یہ الفاظ کوئی عقد و ائشانہ تھے محض جھوٹی خبر تھی اور جھوٹی خبر دینا باطل و بے اثر،

^۱ اقول: علماء تصریح فرماتے ہیں اگر شوہر نے اقرار طلاق کیا کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں اور واقع میں نہ دی تھی تو وہ قضاء طلاق ہو گئی مگر دینا ہر گز نہ ہوگی کہ اس کا یہ قول طلاق دینا نہ تھا بلکہ طلاق غیر واقع کی جھوٹی خبر دینا تھا، حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے:

¹ قرۃ عیون الاخبار کتاب الشہادات دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر ۱/۷۱

² رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی ۲/۲۶۵

الاقرار بالطلاق كاذباً يقع به الطلاق قضاءً لاديانة ¹ ۔	طلاق کا جھوٹا اقرار قاضی کے ہاں طلاق قرار پائیگا عند اللہ نہیں۔ (ت)

فتاویٰ خیرہ میں ہے:

رجل طلق زوجته المدخولة واحدة رجعية فسل كيف طلقت زوجتك فقال ثلثاً كاذباً لا يقع في الديانة الاماكن اوقعه من الواحدة الرجعية فيملك مراجعتها في العدة والحال هذه ² املخصاً۔	ایک شخص نے اپنی مدخولہ بیوی کو ایک رجعی طلاق دی تو اس سے پوچھا گیا کہ تو نے اپنی بیوی کو کتنی طلاقیں دی ہیں، جواب میں اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں۔ تو عند اللہ ایک ہی رجعی طلاق ہوگی جو اس نے دی ہے تو عند اللہ اس کو عدت کے دوران رجوع کا حق ہے۔ اھ ملخصاً۔ (ت)

توجب اقرار خلاف واقع سے عند اللہ طلاق واقع نہیں ہوتی، نکاح بدرجہ اولیٰ منعقد نہ ہوگا طلاق سبب تحریم فرج ہے اور نکاح سبب تحلیل اور امر فرج میں احتیاط جلیل، ولہذا علماء متون و شروح و فتاویٰ میں تصریح فرماتے ہیں کہ مجرد اقرار مرد وزن سے نکاح ہرگز منعقد نہیں ہوتا، اسی پر اوقایہ و نقایہ و اصلاح و ملتقی میں کہ سب اعظم متون معتبرہ مذہب سے ہیں جزم میں فرمایا، اسی پر کتب البیہقی و فتاویٰ اہل سمرقند و غیر ہما میں اقتصار کیا، اسی کو شرح جصاص و مختارات النوازل و فتاویٰ خلاصہ و الخزانۃ المفتین و المختار الفتاویٰ و الايضاح الاصلاح و جامع الرموز میں مذہب مختار بتایا، اسی کو تنویر الابصار و اور مختار میں مقدم رکھ کر ضعف مخالف کی طرف اشارہ فرمایا، اسی کو فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ عالمگیریہ میں صحیح کہا، اسی پر ابوہر الخلاطی میں ان دونوں لفظ فتویٰ یعنی مختار و صحیح کو جمع کر کے تیسر لفظ آکد و اقویٰ علیہ الفتویٰ اور زائد کیا، علامہ³ حانوتی و سید ابو السعد کی عبارتیں ابھی گزریں باقی نصوص بالتلخیص یہ ہیں وقایہ الروایہ و مختصر الوقایہ میں ہے: لا ینعقد بقولها عند الشهود ما زن وشوئیم³ (گواہوں کے سامنے مرد و عورت کا یہ کہنا کہ ہم بیوی خاوند ہیں، نکاح نہ ہوگا، ت) شرح نقایہ قمستانی میں ہے: لا ینعقد علی المختار⁴ (مذہب مختار پر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ت) متن و شروح علامہ ابن کمال وزیر

¹ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطلاق دار المعرفۃ بیروت ۱۰۶/۲

² فتاویٰ خیرہ کتاب الطلاق مطلب طلق زوجته واحدة رجعية الخ دار المعرفۃ بیروت ۳۸/۱

³ نقایۃ مختصر الوقایہ کتاب النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۱

⁴ جامع الرموز کتاب النکاح مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴۴۵/۱

میں ہے:

لا بقولہما مآزن وشوئیم لان النکاح اثبات وهذا اظہار والاظہار غیر الاثبات ذکرہ فی التخییر وقال فی مختارات النوازل هو المختار¹۔	نکاح منعقد نہ ہوگا جب انھوں نے کہا کہ ہم بیوی خاوند ہیں، کیونکہ نکاح، معاملہ کو قائم کرنے کا نام ہے اور مرد و عورت کا یہ اقرار، اظہار ہے اور اظہار اثبات نہیں ہے اس کو انھوں نے تخییر میں ذکر کیا ہے اور مختارات النوازل میں ہے کہ یہی مختار مذہب ہے۔ (ت)

متن علامہ ابراہیم حلبی میں ہے:

لو قال عند الشهود مآزن وشوئیم لا ینعقد²۔	اگر انھوں نے گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم بیوی خاوند ہیں تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ (ت)

خانیہ میں ہے:

ذكر البیهقی رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ رجل وامرأة لیس بینہما نکاح اتفقاً ان یقرا بالنکاح فأقرا لم یلزمہما قال لان الاقرار اخبار عن امر متقدم ولم یتقدم وكذلك فی البیع اذا اقرا ببیع لم یکن ثم اجاز لم یجز³۔	بھیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ کسی مرد و عورت میں پہلے نکاح نہیں ہے اب انھوں نے با لافاق نکاح کا اقرار کر لیا تو اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار پہلے ثابت شدہ چیز کی خبر ہوتی ہے جبکہ اقرار سے قبل ان کا نکاح نہیں تھا، اس طرح خرید و فروخت کا معاملہ ہے کہ دو فریقوں نے بیع کا اقرار کیا حالانکہ پہلے بیع نہ تھی تو اس اقرار سے بیع منعقد نہ ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے:

ذكر فی النوازل رجل وامرأة اقربین یدی الشہود بالفارسیۃ مآزن وشوئیم لا ینعقد النکاح بینہما وكذا لو قال لامرأة هذه	نوازل میں مذکور ہے کہ مرد و عورت نے گواہوں کے سامنے یہ اقرار فارسی میں کیا کہ "ہم بیوی خاوند ہیں" تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مرد نے

¹ ایضاح واصلاح

² ملتقى الابحر کتاب النکاح مؤسسة الرسالة بیروت ۱/۲۳۸

³ فتاویٰ خیریہ کتاب النکاح نوکسور لکھنؤ ۱/۱۴۹

امراتی وقالت ہی، ہذا زوجی لایکون نکاحاً ^۱ ۔	ایک عورت کے بارے میں کہا کہ یہ میری بیوی ہے اور اس عورت نے بھی کہا کہ یہ میرا خاوند ہے تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ (ت)

فتاویٰ امام علامہ حسین بن محمد سمعانی میں ہے:

اقرا بالنکاح بین یدی الشہود فقال مازن وشوئیم لاینعقد هو المختار لان النکاح اثبات والاظهار غیر اثبات ولہذا لو اقر بالمال لانسان کاذباً لایصیر ملکاً (یعنی الخلاصۃ) ولو قال الرجل ہذا امرأتی وقالت المرأة ہذا زوجی بمحضر من الشہود لایکون نکاحاً لان الاقرار اخبار عن امر متقدم ولم یتقدم ^۲ (س) (ای فتاویٰ اہل سمرقند)۔ (ملخصاً)	مرد و عورت نے گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم بیوی خاوند ہیں تو نکاح نہ ہوگا، یہی مختار ہے، کیونکہ نکاح اثبات کا نام ہے، اور اقرار اثبات نہیں ہوتا بلکہ اظہار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے کسی دوسرے کے لیے اپنے مال کا جھوٹا اقرار کیا تو دوسرے کے لیے ملکیت ثابت نہ ہوگی، (یعنی خلاصہ) اگر کسی مرد نے کسی عورت کے متعلق کہا یہ میری بیوی ہے اور عورت نے کہا یہ میرا خاوند ہے، تو گواہوں کے سامنے اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار پہلے سے موجود چیز کے بارے میں خبر ہوتی ہے جبکہ یہاں نکاح موجود نہیں ہے، (س) (فتاویٰ سمرقند)۔ (ت)

متن مولیٰ غزی و شرح محقق علانی میں ہے:

لاینعقد بالاقرار علی المختار خلاصۃ کقولہ ہی امرأتی الاقرار اظہار لما ہو ثابت ولیس بانشاء ^۳ الخ وسیاتی تمامہ۔	محض اقرار سے نکاح نہ ہوگا مختار قول پر، خلاصہ۔ جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ یہ میری عورت ہے، تو اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار ثابت شدہ چیز کے اظہار کا نام ہے اور یہ انشاء نہیں ہوتا الخ یہ مکمل آئندہ آئے گا۔ (ت)

فتاویٰ ہندیہ میں عبارت خلاصہ هو المختار (یہی مختار ہے)۔ (ت) تک نقل کی، پھر لکھا:

لو قال این زن من ست بمحضر من الشہود	اگر کسی نے گواہوں کے سامنے کہا یہ میری بیوی ہے

^۱ فتاویٰ خانہ کتاب النکاح نوکسور لکھنؤ ۱۳۹/۱

^۲ خزائنہ المفتین کتاب النکاح قلمی نسخہ ۷۶/۱

^۳ درمختار کتاب النکاح مطبع مجتہدانی دہلی ۱۸۵/۱

اور عورت نے کہا کہ یہ میرا خاوند ہے حالانکہ ان کا پہلے نکاح نہیں تھا، تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے جبکہ صحیح یہی ہے کہ نکاح نہ ہوگا، ظہیر یہ میں اسی طرح ہے۔ اور جصاص کی شرح میں ہے کہ اگر قاضی نے نکاح کا فیصلہ دیا یا مرد و عورت کو گواہوں نے کہا کہ تم نے ان الفاظ کو نکاح بنا دیا تو انھوں نے جواب میں ہاں کہہ دیا تو مختار یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائیگا، مختار الفتاویٰ میں ایسے ہی ہے۔ اھ (ت) اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) قاضی کے فیصلے کی صورت میں نکاح ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قضا ظاہراً اور باطناً نافذ ہوتی ہے اور دوسری صورت میں انعقاد کی وجہ سے کہ جواب، سوال پر مشتمل ہوتا ہے تو سوال میں نکاح بنانے کا ذکر ہے تو جواب میں بھی بنانے کے ذکر سے نکاح کا انشاء ہو گیا، جیسا کہ فتح اور دُر وغیرہ میں ہے۔ (ت)	وقالت المرأة ایں شوئی من است ولم یکن بینہما نکاح سابق مختلف البشائخ فیہ والصحیح انہ لایکون نکاحاً کذا فی الظہیریۃ وفی شرح الجصاص المختار انہ ینعقد اذا قضی بالنکاح او قال الشہود لہما جعلتہما ہذا نکاحاً فقال نعم ینعقد ہکذا فی مختار الفتاویٰ^۱ اھ اقول: وجہ الانعقاد فی الاول ان القضاء یرفع الخلاف او انہ ینفذ ظاہراً و باطناً وفی الثانی ان السؤال معاد فی الجواب والجعل انشاء کما فی الفتح و الدر وغیرہا۔

فتاویٰ علامہ برہان الدین بن ابی بکر بن محمد اخلاطی حسینی میں ہے:

دونوں نے گواہوں کے سامنے اقرار کیا کہ ہم بیوی خاوند ہیں تو اس سے نکاح نہ ہوگا یہی مختار ہے مرد نے گواہوں کے سامنے کہا یہ میری بیوی ہے اور عورت نے بھی گواہوں کے سامنے کہا یہ میرا خاوند ہے تو اس سے نکاح نہ ہوگا جبکہ پہلے نکاح نہ تھا یہی صحیح ہے اور اس پر فتویٰ ہے۔ (ت)	اقرا بالنکاح بین یدی الشہود بقولہما مآزن و شوئیم لاینعقد، هو المختار، قال بحضور الشہود ہذہ المرأة زوجی فقالت ہذا الرجل زوجی ولم یکن بینہما نکاح سابق لا ینعقد هو الصحیح وعلیہ الفتویٰ^۲۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۲۷۲/۱

^۲ جواہر اخلاطی کتاب النکاح فصل فیما ینعقد النکاح من الالفاظ قلمی نسخہ ص ۴۸

بالجملہ اخبار وانشاء کا بتائیں بدیہی تو ارادہ اخبار ارادہ منافی اور ارادہ منافی عقد کا نافی۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) میری اس تقریر سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا جس میں کہا گیا کہ نکاح تو ان امور میں سے ہے جن میں مذاق اور قصد برابر ہیں لہذا اس میں قصد اور ارادہ کی ضرورت نہیں حتیٰ کہ جب مرد و عورت نے ایجاب قبول کے کلمات بول دیئے اگرچہ مذاق یا جبر سے کہے ہوں تو نکاح ہو جائے گا اس کی صحت کے لیے صرف الفاظ کی ادائیگی کافی ہے اگرچہ قصد نہ بھی ہو (لہذا بصورت اقرار نکاح صحیح ہونا چاہئے) اس شبہ کے ازالہ کی وجہ یہ ہے کہ قصد نہ ہونا اور بات ہے اور نکاح کے خلاف کسی محتمل لفظ کا قصد کرنا اور بات ہے، ان دونوں میں بڑا فرق ہے، وہ امور جو قصد کے بغیر ہو جاتے ہیں وہ پہلی صورت یعنی قصد نہ ہونے کی صورت میں صحیح ہو جاتے ہیں۔ مگر کسی مخالف چیز کے قصد سے وہ صحیح نہیں ہوتے۔ آپ دیکھئے کہ طلاق کا لفظ بغیر ارادہ کے بولا جائے تو طلاق ہو جاتی ہے لیکن اگر یہی لفظ طلاق بول کر کسی دوسرے معنی کا ارادہ کیا جائے مثلاً طلاق بول کر باندھے ہوئے کو کھولنا مراد لیا جائے یا انت طالق کہہ کر پہلی دی ہوئی طلاق کو بچگی یا جھوٹی خبر اور حکایت کا قصد و ارادہ کیا جائے تو دیانۃً یعنی عند اللہ طلاق نہ ہوگی جیسا کہ فقہاء کرام نے اس کو واضح بیان کیا ہے۔ اس فرق کو محفوظ کرو کیونکہ یہ تحقیق قابل قبول ہے۔ اگرچہ یہ قدرے بعض بڑی شخصیات پر مخفی رہا ہے، تاہم یہ بیان صریح الفاظ کے متعلق ہے لیکن کنایہ کے الفاظ بہر حال نیت کے محتاج ہیں، جیسا کہ طلاق وعتاق میں صریح و کنایہ کا فرق موجود ہے۔ (ت)

اقول: وبتقریری هذا اندفع ما عسى ان يتوهم من ان النكاح مما يستوى فيه الهزل والجد فلا يحتاج الى نية وقصد حتى لو تكلم بالايجاب والقبول هازلين او مكرهين ينعقد فكان المناط مجرد التلفظ وان عدم القصد وذلك لان بوناً بيناً بين عدم القصد وقصد العدم بأرادة شيعي آخر غيره مما يحتمله اللفظ وما لا يحتاج الى القصد يصح مع الاول دون الآخر الا ترى انه لو قال انت طالق ولم ينو شيئاً طلقت وان نوى الطلاق عن الوثاق او الاخبار عن طلاق سابق صادقاً او كاذباً لم تطلق ديانة كما نصوا عليه اتقن هذا فانه هو التحقيق الحقيقي بالقبول وان خفي بعضه على بعض الفحول، على ان هذا انما هو في اللفظ الصريح اما الكنايات فلا شك في توقفها على النية كما في الطلاق والعتاق۔

اور شک نہیں کہ ظاہراً اعمام ان الفاظ سے ارادہ انشاء کو جانتے بھی نہ ہوں گے بلکہ جو ان کا مفہوم متبادر ہے یعنی اخبار وہی ان کا مراد و مقصود ہوگا اور سامعین بھی انہیں سن کر یہی سمجھیں گے تو جبکہ واقع میں اس سے پہلے نکاح نہ ہوا تو صرف یہ سوال وجواب و اخبار غلط کیونکر انہیں عند اللہ زوج و زوجہ بنا سکتے ہیں،

یہ غیر معقول ہے اور قبول کر لینے کے قابل نہیں،

هذا مما لا يعقل ولا يستاهل ان يقبل

اقول: بحمد اللہ تعالیٰ تنویر اور دُر میں جو ذخیرہ سے نقل کیا گیا جہاں انھوں نے اقرار نکاح کو مختار قول کے مطابق نکاح قرار دیا جیسا کہ تو نے سنا اور اس کے بعد یہ کہا (کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہو تو نکاح صحیح ہے اور اقرار کو انھوں نے انشاء قرار دیا ہے اور ذخیرہ کے حوالے سے اس کو اصح کہا) اس نقل کا ضعف واضح ہو گیا تو غور کرو اوستا اس لیے کہ (شامی اور طحطاوی رحمہما اللہ دونوں قابل احترام حضرات نے اس کے ضعف پر کئی وجوہ سے اشارہ فرمایا، اور بیشک مصنف (صاحب در) نے پہلے قول یعنی عدم انعقاد کو پہلے ذکر اور دوسرے کو "قیل" کے ساتھ ذکر کیا ہے اور مؤلف یعنی صاحب ذخیرہ نے اگرچہ دونوں قولوں کو ذکر کیا لیکن وجہ اور دلیل صرف پہلے قول کی ذکر کی جو کہ قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ یہ قاعدہ عقود الدریہ وغیرہ میں بیان ہے، غور کرو — دوسرا اس لیے کہ میں نے جو وجوہ ضعف آپ کو بیان کئے ہیں اگر آپ نے غور کیا ہو تو اس نقل کے ضعف کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں مثلاً اول یہ کہ میں نے اور دیگر علماء کرام نے جو کلمات ذکر کئے ہیں کہ اقرار سے نکاح نہیں ہوتا اور اس پر جو دلائل پیش کئے گئے وہ ناقابل تردید ہیں اور بلاشبک وشبہ جو دلائل وزنی ہوں گے وہ زیادہ قابل اعتماد ہونگے ۱۱۱۱۱ اس لیے کہ اس پر کثیر ترجیحات ذکر کی گئی ہیں اور یہ بات مسلمہ ہے کہ جس پر اکثریت ہو وہ عمل کے لیے

اقول: فقد بان بحمد اللہ ضعف ما نقل في التنوير والدر عن الذخيرة بعد ما قدما عدم الانعقاد بالاقرار على المختار كما سمعت حيث قال عقيبه وقيل ان كان بمحض من الشهود صح وجعل الاقرار انشاء وهو الاصح ذخيرة¹ اه فاعلم اولاً ان الموليين المحققين رحمهما اللہ تعالیٰ قد اشارا الى تضييع هذا بوجوه. اما المصنف فبتقديمه الاول وتعبيره هذا بقيل واما المؤلف فبتقريره على الامرين وتعليله للاول فان التعليل دليل التعويل كما نص عليه في العقود الدرية وغيرها فافهم، وثانياً ان تأملت ما ألقينا عليك فوجه ضعفه لا تخفى لديك ط فلفماً تقدم في كلامي وكلمات العلماء الكرام على عدم الانعقاد بالاقرار من دلائل لا ترد ولا ترام ولا شك ان الاقوى دليلاً حق تعويلاً و اما ثانياً فلما له من كثرة الترجيحات وقد تقرر ان العمل بما عليه الاكثر

¹ در مختار کتاب النکاح مجتبائی دہلی ۱۸۵-۸۶/۱

کہا فی العقود وغیرہا واما ثالثا فلان ماله من علامة
الافتاء اشد قوة واعظم وقعة مما لهذا فقد نصوا ان
عليه الفتوى وبه يفتى. اكد مايكون من الفاظ
الفتوى واما رابعا فلان ماعليه المتون وهي العدة
واليها الركون فهذه والاربعة فقد ظهرت من قبل،
و اما خامسا فلما تسع أنفاً قد اظهر لنا المولى
الامام برهان الدين محمود بن الصدر السعيد تاج
الدين احمد قدس سرهما في ذخيرته مأخذ خيرته
اذبنى ذلك انه ذكر محرر المذهب محمد رضى الله
تعالى عنه في صلح الاصل ادعى رجل على امرأة نكاحاً
فجحدت فصلاً لحماً بمائة على ان تقرب هذا فاقرت
فهذا الاقرار جائز والمال لازم¹ اه فظن المولى
البرهان ان محمداً اجاز النكاح بالاقرار وقد علم ان
هذا الايصاح لا يضر من الشهود ففرع عليه

قابل قبول ہے جیسا کہ عقود وغیرہ میں ہے ثالثاً اس لیے
کہ جس میں فتویٰ کی قوی علامت پائی جائے وہ قوت اور
وقت کے لحاظ سے پختہ اور وزنی ہوتا ہے، چنانچہ فقہاء کرام
نے اس پر تصریح کی ہے "عليه الفتوى" اور "به
يفتى" کے الفاظ فتویٰ کے باب میں سب سے زیادہ پختہ
الفاظ ہیں۔ رابعاً اس لیے کہ کتب متون جس کو معتمد علیہ
قرار دیں اس کی طرف ہی رجوع کرنا ہوتا ہے، یہ چاروں
امور پہلے واضح ہو چکے ہیں، خامساً اس لیے جو آپ ابھی
سنیں گے کہ امام برهان الدین محمود بن الصدر السعيد تاج
الدين احمد قدس سرهما نے اپنے ذخیرہ میں جس کو اپنے
پسندیدہ امور کا ماخذ ہمارے لیے ظاہر کیا ہے اس کی بنیاد محرر
مذہب امام محمد رضى الله تعالى عنه کے ذکر کردہ مسئلہ پر ہے
جس کو انھوں نے اصل یعنی مبسوط کے "باب الصلح" میں
بیان کیا ہے وہ یہ کہ ایک شخص نے ایک عورت کے بارے
میں دعوٰی بیان کیا کہ یہ میری منکوحہ ہے جبکہ عورت نکاح
سے انکاری ہے تو اس نے عورت سے سو روپے کے بدلے
صلح کر کے اس سے نکاح کا اقرار کرا لیا تو عورت کا اقرار
جائز اور مال لازم ہو جائے گا اہ اس سے محترم برهان الدین
کو گمان ہوا کہ امام محمد نے عورت کے اقرار سے نکاح کو
جائز قرار دیا اور علامہ برهان الدین نے یقین کر لیا کہ یہ
اقرار گواہوں کی موجودگی میں ہوا تو صحیح ہوگا،

¹ رد المحتار بحوالہ صلح الاصل کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی ۲۶۲-۲۶۵

اسی لیے انھوں نے اس کے بعد یہ تفریع قائم کی کہ اصح بات یہ ہے کہ گواہ موجود ہو تو اقرار سے نکاح صحیح ہوگا، یہ عبد ضعیف (اللہ تعالیٰ مہربان اس پر مہربانی فرمائے) میں کون ہوں جو اس عظیم امام کے سامنے بات کروں لیکن تصحیح کی کثرت اور ائمہ کرام کا جزم اس کے خلاف ہے جس کی وجہ سے مجھے جرأت ہو رہی ہے کہ میں بات کروں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اصل کے بیان کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف اقرار کو جائز اور مال کو لازم فرمایا ہے جس کا مفاد صرف صلح کا جواز اور جھگڑا ختم کرنا ہے حتیٰ کہ اگر عورت اس کے بعد دوبارہ انکار کرے تو قاضی اس کی سماعت نہیں کرے گا لیکن اگر صلح کو جائز نہ مانا جائے تو مال لازم نہیں ہوگا اور عورت کا انکار باقی رہے گا، صلح کے جواز اور عدم جواز کا حاصل صرف یہی ہے جیسا کہ واضح ہے، اس کافی الواقع عند اللہ نکاح کے منعقد ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیا ایسی صورت میں مدعی کے جھوٹا ہونے پر معاوضہ کے اس کے لیے طیب نہ ہونے پر فقہاء نے تصریح نہیں کی، ایک شخص دوسرے کے خلاف اس کے مکان کی فروختگی کا جھوٹا دعویٰ کرے اور مدعی علیہ قسم سے بچنے کے لیے فروختگی کا اقرار کر لے یا قاضی کے ہاں پیشی کی رسوائی سے بچتے ہوئے اقرار کر لے تو اس صورت قضاء بیع ثابت ہو جائے گی اور اس پر مکان کا قبضہ دینا اور شفعہ وغیرہ جیسے احکام جاری ہوں گے اس کے باوجود جھوٹے مدعی کی وصولی اس کے لیے جہنم کا انگارہ ہے، پھر دو صلح کرنے والوں نے

ان الاصح الصحة لو الشهود حضورا، قال العبد الضعيف لطف به المولى اللطيف وای شیعی اکون انا حتی اتکلم بین یدی هذا الامام الجلیل قدس سره الجلیل ولكن كثرة تصحيحات الائمة وجزمهم في الجانب الآخر بما تجروني ان أقول: وبالله التوفيق لامساس لما في الاصل بهذا الفصل فان محمدا انما اجاز الاقرار والزم المال فانما افاد جواز الصلح و انقطاع الجدل بحيث لو عادت المرأة بعد ذلك الى الجحود لم يسمعه القاضي امالو لم يجز الصلح لم يلزم المال واقرت المرأة على انكارها هذا هو حاصل جواز الصلح وعدم جوازه كما لا يخفى واین هذا من انعقاد العقد في الواقع فيما بينهم وبين ربهم العليم الخبير تبارك وتعالى اليس قد صرحوا انه لا يطيب له البدل ان كان كاذبا ولو ادعى رجل على آخر بيع داره مثلاً فأقر به افتداءً عن يمينه او فرارا عن ذل الجثوبين یدی القاضي ثبت البيع قضاء وجرت الاحكام من وجوب التسليم ولزوم الشفعة وغير ذلك لكن هذا المدعى الكاذب انما يأخذ جمره نار ثم السران المصالحين

جب صلح کا عہد کر لیا تو حکمت کا تقاضا ہے کہ اس معاہدہ کو کسی شرعی عقد کی صورت دینے کے لیے اس کے قریب ترین عقد پر محمول کیا جائے تاکہ ان دونوں کی کلام کو صحیح بنایا جائے اور ان کے جھگڑے کو ختم کیا جاسکے، لیکن یہاں ہمارے زیر بحث مسئلہ میں تو مرد و عورت نے کوئی عقد نہیں کیا بلکہ دونوں نے جھوٹی خبر دی، جھوٹ اگرچہ لوگوں پر اثر انداز ہو جاتا ہے لیکن عند اللہ موثر نہیں ہو سکتا، پس فرق واضح اور اشتباہ ختم ہوا، اللہ الحمد،

ہدایہ میں فرمایا اگر کسی مرد نے کسی عورت پر اس سے نکاح کا دعویٰ کیا جبکہ عورت انکاری ہے اور دعویٰ کو ختم کرنے کے لیے مال دے کر صلح کرتی ہے تو یہ صلح جائز ہے، اور اس صلح کو خلع کے معنی پر محمول کیا جائیگا کیونکہ مرد کی طرف سے اس کے دعویٰ کی بنا پر اس معاوضہ کی وصولی کو خلع قرار دینا صحیح ہے اور عورت کی طرف مال کی ادائیگی جھگڑے کو ختم کرنے کی کارروائی تصور کیا جائیگا، اس کے باوجود فقہاء کرام نے یہاں فرمایا کہ اگر وہ مرد جھوٹا ہے تو اس کو عورت سے معاوضہ لینا حلال نہیں ہے اہ اور کفایہ میں کہا کہ یہ ہر قسم کی صلح کو شامل ہے اہ در مختار میں قسستانی سے منقول ہے کہ قرض کے کچھ حصے پر صلح ہو جائے تو جائز ہے اور باقی قرض سے قضاء بری ہو جائے گا دیانۃً یعنی عند اللہ بری نہ ہوگا اسی لیے اگر قرضخواہ کو موقع ملے تو باقی کو وصول کرے اہ،

اراد ا عقد الصلح وهو انما يصور بارجاعه الى عقد من العقود الشرعية فلا بد من حبله على شبهه عقد به ضرورة تصحيح الكلام وقطع الخصام اما ههنا اعني فيما نحن فيه فلم يريدا عقدا وانما اخبرا خبرا كذبا والكذب وان يرج على الناس فلا يصح عند الله اصلا فوضح الفرق وزال الاشتباه والحمد لله. قال في الهداية اذا ادعى رجل على امرأة نكاحا وهي تجحد فصالحته على مال بدلتته حتى يترك الدعوى جاز وكان في معنى الخلع لانه امكن تصحيحه خلعا في جانبه بناء على زعمه وفي جانبها بذلا للمال لدفع الخصومة قالوا ولا يحل له ان يأخذ فيما بينه وبين الله تعالى اذا كان مبطلا في دعواه¹ اہ قال في الكفاية هذا عام في جميع انواع الصلح² اہ وفي الدر المختار عن القهستاني اما الصلح على بعض الدين فيصح ويبرأ عن دعوى الباقي اى قضاء لاديانة ولذا لو ظفر به اخذه³ اہ

¹ ہدایہ کتاب الصلح مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۳/۲۴

² کفایہ مع فتح القدیر کتاب الصلح نور یہ رضویہ ستمبر ۱۳۸۹

³ در مختار کتاب الصلح مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲/۲

اور فتاویٰ شامی میں ہے مقدسی کے حوالے سے محیط سے منقول ہے کہ اگر کسی نے قرض خواہ کو ہزار دیا مگر قرض خواہ وصولی سے منکر ہے تو مقروض نے ایک صد پر صلح کر لی تو صحیح ہے لیکن قرض خواہ کو دینا لینا حلال نہیں ہے اھ، یہاں تمام نقول کو ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا، ہدایہ میں فرمایا کہ قاعدہ یہ ہے کہ صلح کرنے والے کے تصرف کو صحیح قرار دینے کے لیے صلح کے قریب ترین کسی عقد پر محمول کرنا ضروری ہے تاکہ حتی الامکان اس کے عقد کو صحیح بنایا جاسکے اھ، میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے مولانا برہان الدین کی دلیل کے تین جواب ہوئے پہلا یہ کہ اس صلح کو عقود کی طرف راجع کرنا صرف فرضی صورت ہے جو کہ ایک ضرورت کے لیے ہے اس ضرورت کے بغیر تجاوز کرنا درست نہیں، دوسرا یہ کہ ان عقود کا ثبوت صلح کے الفاظ میں ضمنًا ہوتا ہے جبکہ بہت سے امور ضمنًا تو ثابت ہوتے ہیں لیکن مقصودًا ثابت نہیں ہوتے، آپ غور کریں کہ جب کوئی کہتا ہے کہ تو اپنے غلام کو میری طرف سے ایک ہزار کے بدلے آزاد کر دے تو یہاں ضمنًا بیع ہو جاتی ہے، جبکہ "آزاد کر دے" کے لفظ سے قصدًا بیع منعقد نہیں ہوتی، تیسرا یہ کہ یہ عقود صلح کے ضمن میں صرف قضاء نافذ ہوتے ہیں،

وفي الشامية عن المقدسي عن المحيط قضاة الالف فانكر الطالب فصالحه بمائة صح ولا يحل له اخذها ديانة¹ اھ، وسرد النقول في ذاك يطول، وقال في الهداية الاصل ان الصلح يجب حمله على اقرب العقود اليه واشبهها به احتيالا لتصحيح تصرف العاقد ما امكن² اھ فبما اسبعتك يتحصل الجواب عن تمسك المولى البرهان بثلاثة اوجه "الاول ارجاع الصلح الى تلك العقود تقدير وتصوير ضروري فلا يتعدى "الثاني انما تثبت هذه العقود بتلك الالفاظ في ضمن الصلح وكم من شئ يثبت ضمنا ولا يثبت قصدا الاتري ان قوله اعتق عبدك هذا عني بالف يتضمن الابتیاع مع انه لا يعقد قصدا بلفظ الاعتاق، "الثالث ان هذه العقود انما تقدر قضاء ولا تؤثر في الديانة

¹ رد المحتار کتاب الصلح دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۷۵

² ہدایہ کتاب الصلح مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/۲۶۶

صلح جھوٹ پر مبنی ہو تو دینیاً نافذ نہیں ہوتے، اور یہ بات ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مرد و عورت کے قاضی کے ہاں اقرار سے قضاء نکاح ہو جاتا ہے جبکہ ہماری گفتگو دیانت یعنی عند اللہ کے بارے میں ہے، تو اگر امام برہان الدین کی مراد یہ ہو کہ صرف قضاء نکاح ہو جاتا ہے جبکہ ان کا کلام اس طرف مائل ہوتا ہے کیونکہ انھوں نے اقرار کو انشاء بنایا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ انشاء ہے اور پھر انھوں نے اپنی بات کا مدار اصل یعنی مبسوط کی عبارت کو بنایا ہے جس سے صرف قضاء جواز ثابت ہے اگر ان کا یہی مقصد ہے تو بجا اور حق ہے جس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اگر اس عظیم امام کے کلام کو درست بنانے کے لیے اس مقصد کی طرف راجع کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ ان کے ظاہر کلام سے یہ مقصد بعید نظر آتا ہے تاہم اس سے ان کے اور دیگر ائمہ کرام کے کلام میں موافقت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر ان کا مذکورہ مقصد نہ ہو تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے مقابلہ میں دیگر ائمہ کا کلام حق ہے اور ہر مقصد میں اللہ تعالیٰ ہی حقیقت کو بہتر جاننے والا ہے، اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمانے والے کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔ (ت)

اذا كان مبطلا ونحن لاننكر ان باقرارهما يثبت النكاح قضاء وانما الكلام في الديانة فان كان مراد الامام البرهان هو الصحة قضاء وقد يستأنس له بقوله عطر الله مرقده جعل الاقرار انشاء حيث لم يقل كان انشاء ويعينه بناؤه الامر على عبارة الاصل فانها كما علمت لاتفيد الا الجواز قضاء فهذا حق لامرية فيه ولا غرو في المصير اليه تصحيحاً للكلام هذا الامام وتحصيلاً للوفاق بينه وبين غيره من الائمة الاعلام وان كان فيه بعد بالنظر الى ظاهر الكلام والافلاشك ان الحق مع هؤلاء الجهابذة الكرام والله تعالى اعلم بحقيقة الامر في كل مرام والحمد لله مولينا الهادي ذي الجلال والاكرام۔

ہاں اگر مرد و زن نے وہ الفاظ کہے جو امر ماضی سے خبر دینے کے لیے متعین نہ تھے مثلاً مرد نے کہا یہ میری زوجہ ہے، عورت بولی یہ میرا شوہر ہے، یا مرد نے کہا میں اس کا خاوند ہوں، عورت بولی میں اس کی جو رو ہوں، اور دونوں نے ان الفاظ سے عقد نکاح کرنے کی نیت کی یعنی ان میں کسی کا قصد اخبار نہ تھا دونوں نے بارادہ انشاء کہے تو بیشک یہ الفاظ عقد نکاح ٹھہریں گے کہ جب قصد اخبار نہیں تو یہ لفظ اقرار نہیں اور جب اخبار ماضی کے لیے متعین نہیں تو بارادہ انشاء کے صالح ہیں تو انھوں نے الفاظ صالحہ سے قصد انشاء کیا اور اسی قدر تحقیق ایجاب و قبول کے لیے بس ہے بخلاف ان الفاظ کے جو اخبار الماضی کے سوا دوسرے معنی کے محتمل نہ ہوں مثلاً کہیں باہم ہمارا نکاح ہو چکا ہے کہ اب اخبار میں متعین اور انشاء سے مبائن،

اقول: میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو تقریر کی ہے امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں کے قول کا بھی لازمی طور پر یہی مقصد ہے جہاں انھوں نے بیہقی اور نوازل کے قول کو ہمارے بیان کردہ کے مطابق نقل کرنے کے بعد افادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مناسب ہے کہ جواب میں تفصیل سے کام لیا جائے کہ مرد و عورت نے ماضی میں نکاح نہ ہونے کے باوجود ماضی میں نکاح ہونے کا اقرار کیا تو اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا، اور اگر عورت نے اقرار میں یوں کہا کہ یہ میرا خاوند ہے اور مرد نے یوں کہا کہ یہ میری بیوی ہے تو یہ اقرار نکاح قرار پائے گا اور ان کے اقرار کے ضمن میں نکاح ایجاب ہو جائیگا۔ بخلاف جبکہ ماضی کے نکاح کے بارے میں اقرار ہو، کیونکہ وہ محض جھوٹ ہے۔ اس تفصیل کا ماحاصل ایسے ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو میری بیوی نہیں ہے اور اس نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو جائے گی گویا اس شخص نے یوں کہا کہ تو میری بیوی نہیں کیونکہ میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، اور اگر اس نے بیوی کو یوں کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا اس قول سے اس نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ ایسا جھوٹ ہے جس کی توجیہ نہیں ہو سکتی اھ ردالمحتار میں فتح سے نقل کیا گیا ہے کہ یہی تفصیل حق ہے اھ، اس

اقول: هذا الذي قررته بتوفيق الله تعالى يجب ان يكون هو المراد من قوله الامام الاجل فقيه النفس قاضي خاں رحمه الله تعالى حيث افاد بعد ما اثر عن البيهقي والنوازل ما سلفنا، قال مولنا رضي الله تعالى عنه ينبغي ان يكون الجواب على التفصيل ان اقرا بعقد ماض ولم يكن بينهما عقد لا يكون نكاحاً وان اقرت المرأة انه زوجها واقرا الرجل انها امرأته يكون ذلك نكاحاً، ويتضمن اقرارهما بذلك انشاء النكاح بينهما بخلاف ما اذا اقرا بعقد لم يكن لان ذلك كذب محض وهو كما قال ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه اذا قال الرجل لامرأته لست لي بامرأة ونوى به الطلاق يقع ويجعل كانه قال لست لي بامرأة لاني قد طلقتك ولو قال لم اكن تزوجتها ونوى به الطلاق لا يقع لان ذلك كذب محض لا يمكن تصحيحه¹ اھ قال في الفتح على ما نقل عنه في ردالمحتار ان الحق هذا التفصيل² اھ

¹ فتاویٰ قاضی خان کتاب النکاح الفصل الاول نوکشتور لکھنؤ ۱۳۹۱ھ

² ردالمحتار کتاب النکاح الفصل الاول دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۶

تفصیل کا مقصد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور اس سے یہ مراد نہیں کہ جب اقرار کا لفظ ماضی کی خبر کیلئے متعین نہ ہو تو خبر کے باوجود عقد نکاح صحیح ہوگا، یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مرد و عورت نے محض جھوٹ سے کام لیا ہے، اس کا شاہد یہ بھی ہے کہ امام قاضیخان نے اس بیان پر طلاق کے مسئلہ کو بطور شاہد پیش فرمایا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو میری بیوی نہیں ہے اور اس نے انشاء طلاق کا ارادہ نہ کیا بلکہ صرف جھوٹ مراد لیا تو قطعاً طلاق نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں صریح لفظ سے جب طلاق نہیں ہوتی تو کناہیہ سے کیسے طلاق ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ انھوں نے اس مسئلہ کو طلاق کی نیت سے مقید کیا ہے (مذکورہ لفظ طلاق کی نیت سے کہے تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں) اسی طرح جھوٹے اقرار نکاح میں بھی دونوں نے نکاح کی نیت کی ہو تو نکاح ہوگا ورنہ نہیں، یہ جس کو میں نے سمجھا وہی میں نے اختیار کیا ہے، پھر میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علامہ عبدالعلیٰ برجندی کو دیکھا کہ انھوں نے نقایہ کی شرح میں امام قاضی خان کی عبارت کو بالمعنی نقل کیا اور اس کی وہی تعبیر کی جو میں نے سمجھی، اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی تمام حمد ہے،

یہی ظہیریہ کی عبارت ہے کہ اگر ایک شخص نے لوگوں کی موجودگی میں ایک عورت کو کہا کہ یہ میری بیوی ہے، اور عورت نے کہا یہ میرا خاوند ہے تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، اور فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ اس صورت میں نکاح نہ ہوگا جب مرد و

فانما المعنى على ما بيننا وليس المراد ان اللفظ اذا لم يتعين للاخبار عن الماضى صح العقد وان نويًا به الاخبار كيف وان لا يكون ح الامحض كذب ويشهد لك بذلك ما استشهد به من مسألة الطلاق فانه ان قال لست لي بامرأة ولم ينوبه انشاء الطلاق وانما قصدا الاخبار الكاذب لم يقع قطعاً فانه لا يقع عند ذلك بالتصريح كما قدمنا فكيف بالكنائيات الاترى انه بنفسه قيد المسئلة بقوله ونوى الطلاق فكذا يقال ههنا ونويًا النكاح هذا ما صرت اليه لما وعيت ثم بتوفيق الهولى سبحانه وتعالى رأيت العلامة عبدالعلى برجندى نقل في شرح النقاية كلام الامام فقيه النفس بالمعنى وعبر عنه بعين ما فهمته، والله الحمد.

وهذا نصه في الظهيرية لوقال بمحضر من الشهود اين زن من است فقالت اين شوئى من ست اختلاف المشائخ فيه والصحيح انه لا ينعقد وفي فتاوى قاضى خان انما لا يكون هذا نكاحاً اذا قال ذلك على سبيل الاخبار عن عقد ماض ولم يكن بينهما عقد اما

إذا اقرت انه زوجها و اقرانها زوجته و ارادا بذلك انشاء النكاح فهو نكاح¹ اه فالحمد لله على حسن التفهم. ¹⁵ اقول: وبما قررت ظهر لك ان هذا الذي اختاره المولى فقيه النفس وقال المحقق على الاطلاق انه الحق لا يخالف ما صححه عامة الائمة اصلا بل هو عين ما اعتمدوه فانهم انما صححو ا ان النكاح لا ينعقد بالاقرار والاقرار انما يكون عند قصد الاخبار و قد نص الفقيه على عدم الانعقاد اما اذا قاله مريد به الانشاء لم يكن ذلك من الاقرار في شئ فان الاقرار هو الاخبار دون الانشاء فتوافق القولان وتطافرت التصحيحات على صحة ما فتيت به فان حمل كلام الذخيرة على ما سلفنا حصل التوفيق في الاقوال جميعا والافعليكم بما حررت عضوا عليه بالنواجذ.	عورت نے جھوٹی خبر کے طور پر ماضی میں عقد کے بارے میں کہا ہو، اور اگر انھوں نے اس سے انشاء نکاح کا ارادہ کیا تو یہ نکاح منعقد ہوگا، اچھے فہم پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، اقول: میری تقریر سے آپ پر واضح ہو گیا کہ جو کچھ امام قاضیجان اور محقق علی الاطلاق نے فرمایا وہی حق ہے اور وہ عام ائمہ کرام کی تصحیح کے ہر گز خلاف نہیں ہے کیونکہ ان ائمہ کرام نے یہی تصحیح کی ہے کہ صرف اقرار سے نکاح منعقد نہ ہوگا کیونکہ اقرار ماضی کے بارے میں خبر کا نام ہے جس وجہ سے امام قاضی خان نے نکاح نہ ہونے کی تصریح کی ہے لیکن اگر مرد و عورت نے نکاح منعقد کرنے یعنی انشاء نکاح کے ارادے سے اقرار کیا تو یہ بمعنی اخبار نہ ہوگا بلکہ انشاء ہوگا جبکہ اقرار حقیقتاً خبر کو کہتے ہیں پس فقہاء اور امام کے قول کے موافق اور تمام تصحیحات میرے فتوے پر مجتمع ہو گئیں اور اگر ذخیرہ کی عبارت کو اسی معنی میں لیا جائے جو میں نے پہلے ذکر کیا تو اس سے تمام اقوال میں بھی موافقت ہو جائے گی ورنہ میری تحریر کو مضبوطی سے اپنائو۔ (ت)

¹⁶ اقول: اب یہاں ایک مسئلہ خلافیہ وارد ہوگا جس طرح نکاح مسلم میں وقت ایجاب و قبول دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں عاقل بالغ آزاد اور نکاح مسلم میں انھیں اوصاف کے خاص مسلمین کا حاضر ہونا بالاتفاق اور ان کا کلام عاقدین معاً سننا عند الجمهور علی المذہب المنصور شرط و ضرور ہے آیا یوں ہی ان کا کلام عاقدین سمجھنا بھی شرط ہے یا نہیں۔ مثلاً اگر دو ہندوؤں کے سامنے مرد و زن نے عربی میں ایجاب و قبول کر لیا وہ نہ سمجھے، آیا یہ نکاح فاسد ہوگا یا صحیح، علمائے کرام کے اس میں دونوں قول منقول ہوئے،

جزم بالاول العلامة الزيلعي في التبيين و	امام زيلعي نے تبیین میں اور محقق علی الاطلاق نے

¹ شرح النقایة للبرجندی کتاب النکاح نوکسور لکھنؤ ۳۷۴/۲

فتح میں پہلے پر جزم کیا ہے اور غزی نے تنویر کے متن میں ذکر کیا اور جوہرہ میں اس کی تصحیح کی۔ ذخیرہ، ظہیریہ، خزائنہ المفتین، سراج الوہاج، قسستانی اور برجندی نے اپنی شرحوں، مجمع الانہر اور ہندیہ میں فرمایا کہ یہ ظاہر ہے، اور یونہی قاضی خان نے خانیہ میں اس کو پسندیدہ قرار دیا اور اس کے خلاف کو ضعیف کہا ہے۔ اور ذخیرہ، بحر، در، مجمع الانہر نے کہا کہ یہی مذہب ہے، اور دوسرے (صحیح) پر جزم کا اظہار فتاویٰ میں کیا اور یوں اس کو بقالی نے ذکر کیا۔ اور خلاصہ اور جواہر الاخلاطی میں کہا کہ یہ ظاہر ہے۔ اور مجمع الانہر میں نصاب کے حوالے سے کہا کہ اس پر فتویٰ ہے، اور مختصر القدوری، وقایہ، نقایہ، کنز، اصلاح، ایضاح اور ملتقی میں فہم کی قید کو ذکر نہیں کیا جبکہ یہ دونوں قول مدار مذہب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں، جیسا کہ فتح میں مذکور ہے۔ (ت)	المحقق علی الاطلاق فی الفتح والبولی الغزی فی متن التنویر وصححه فی الجوہرۃ وقال فی الذخیرۃ والظہیریۃ وخزانۃ المفتین والسراج الوہاج وشرحی النقایۃ للقہستانی والبرجندی ومجمع الانہر والہندیۃ انہ الظاہر¹ وكذا اختارہ فقیہ النفس فی الخانیۃ وضعف خلافہ قال الذخیرۃ ثم البحر ثم الدر ومجمع الانہر فكان ہو المذہب²، وجزم بالثانی فی الفتاویٰ وكذا ذكرہ البقالی وقال فی الخلاصۃ وجواہر الاخلاطی انہ الاصح³، وفي مجمع الانہر عن النصاب، علیہ الفتویٰ⁴ ولم يتعرض لقید الفہم فی مختصر القدوری والوقایۃ والنقایۃ والکنز والاصلاح والایضاح والملتقی وكلاہما رواۃ عن مدار المذہب محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما فی الفتح۔

اور توفیق نفیس یہ ہے کہ معنی الفاظ سمجھنا ضروری نہیں مگر اس قدر سمجھنا ضرور ہے کہ یہ عقد نکاح ہو رہا ہے۔

¹ شرح النقایۃ للبرجندی کتاب النکاح نوکشتور لکھنؤ ۴/۲، مجمع الانہر کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۱/۱

² مجمع الانہر کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۱/۱

³ جواہر اخلاطی کتاب النکاح قلمی نسخہ ص ۴

⁴ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۱/۱

اقول: وقد كان سنح لي هذا ثم رأيته للعلامة مصطفى
الرحماني لمحتشى الدر وقال في رد المحتار ووفق
الرحماني يحمل القول بالاشتراط على اشتراط فهم
انه عقد نكاح والقول بعدمه على عدم اشتراط فهم
معاني الالفاظ بعد فهم ان المراد عقد النكاح¹ اهوهو
كما تری حسن جدا،

اقول: ومن علم الفقه والحكمة في اشتراط الشهادة
في عقد النكاح اتقن بهذا التوفيق فان من علم ان
هذا نكاح فقد شهد العقد وان لم يقف على خصوص
ترجمة الالفاظ ومن لم يفهم فكأن لم يسمع ومن
لم يسمع فكأن لم يحضر وبتقريرى هذا يتضح لك
ان الاجتزاء بذكر الحضور اوبه وبالسماح او ذكرهما
مع الفهم كل يودی مودی واحدا عند التدقيق والله
ولى التوفيق۔

اقول: مجھے یہ واضح ہوا، پھر اس کے بعد مجھے یہ بات در کے
محشی علامہ مصطفیٰ رحمہ کی ہاں مل گئی۔ اور رد المحتار میں
فرمایا کہ علامہ رحمہ نے فہم کی شرط والے قول اور فہم کی
شرط نہ ہونے والے قول میں یوں تطبیق دی ہے کہ
جہاں فہم کی شرط کا قول ہے اس سے مراد نکاح ہونے کا فہم
ہے اور جہاں فہم کی شرط کی نفی ہے اس سے نکاح کے وقت
بولے جانے والے الفاظ کے فہم کی نفی مراد ہے بشرطیکہ
نکاح ہو نا سمجھا گیا ہو۔ اہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ بہت
اچھی تطبیق ہے

اقول: جس کو عقد نکاح میں گواہوں کے موجود ہونے کی
شرط کی حکمت معلوم ہے وہ اس تطبیق کی توثیق کرے گا
کیونکہ جس نے گواہوں میں سے یہ معلوم کر لیا کہ یہ نکاح
ہے تو نکاح کا گواہ اگرچہ اس نے الفاظ کا ترجمہ نہ سمجھا، اور
جس کو نکاح کا فہم نہ ہوا گویا اس نے سنا ہی نہیں اور جس
نے نہ سنا گویا وہ مجلس نکاح میں حاضر نہ ہوا۔ میری اس
تقریر سے واضح ہو گیا کہ نکاح کے جواز میں صرف گواہوں
کا حاضر ہونا، یا گواہوں کی حاضری اور سماع، یا ان دونوں
کے ساتھ فہم کا ذکر حقیقۃً ان سب کا مقصد ایک ہی ہے، اور
اللہ سبحانہ تعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔ (ت)

پس مسئلہ دائرہ میں جبکہ مرد وزن ان الفاظ سے قصد انشاء کریں اس کے ساتھ یہ بھی ضرور کہ دو شاہد بھی ان کی اس
گفتگو کو عقد نکاح سمجھیں خواہ بذریعہ قرآن یا خود عاقدین کے مطلع کر رکھنے سے ورنہ اگر سب حضار نے اسے محض اخبار جانا
تو "فأهین انه نكاح" صادق نہ آیا اور نکاح صحیح نہ ہوا۔

¹ رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۷۳

یہ میں نے اپنی سمجھ سے کہا پھر میں نے ردالمحتار میں دیکھا انھوں نے فرمایا کہ فتح کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ کنایات نکاح میں نیت مع قرینہ، یا قبول کرنے والے کا ایجاب کرنے والے کی تصدیق کرنا اور گواہوں کا مراد سمجھنا یا ان کو بتایا جانا ضروری ہے اھ پس مقصد واضح ہو گیا اور اللہ تعالیٰ مالک انعام کے لیے تعریف ہے اقول:

گواہوں کو نکاح کے بارے میں پہلے بتانا مناسب ہے تاکہ وہ نکاح کے وقت شہادت کی شرائط پوری کر سکیں۔ جیسا کہ میں نے اشارہ کیا ہے، کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ فقہاء نے گواہوں کے فہم ہونے کو حال قرار دیا ہے جبکہ حال اور اس کے عامل کا مقارن ہونا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ سب کچھ اس فقیر کے قلب پر فیضان ہوا مولیٰ تعالیٰ قادر کے فیض سے، جب اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ جاہل عاجز کو ماہر خبیر سے ملحق کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں ہیں اس کے اچھی توفیق دینے پر اور تحقیق کے الہام پر، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید العالمین پر صلوٰۃ و سلام اور ان کی آل و اصحاب پر، آمین! (ت)

هذا ما قلته تفقها ثم رأيت في رد المحتار، قال حاصل ما في الفتح وملخصه انه لا بد في كنيات النكاح من النية مع قرينة او تصديق القابل للموجب وفهم الشهود المراد اعلامهم به¹ اه فأتضح المرام والحمد لله ولي الانعام، اقول: وينبغي ان يكون الاعلام قبل العقد كما اشترت اليه ليكونا جامعي شرائط الشهادة عند العقد الا ترى ان فاهمين في كلامهم حال ولا بد من مقارنة الحال والعامل والله تعالى اعلم هذا كله مبافاض على قلب الفقير بفيض القدير والبولي تعالى اذا شاء الحق الجاهل العاجز بالماهر الخبير والحمد لله على حسن التوفيق والهأم التحقيق والصلوة والسلام على سيد العالمين محمد وآله وصحبها اجمعين۔

پھر جس حالت میں انعقاد نکاح کا حکم ہو ذکر مہر کی کوئی حاجت نہیں کہ نکاح بے ذکر بلکہ بذکر عدم مہر بھی صحیح و معتقد ہے کہا نصوا علیہ (جیسا کہ اس پر انھوں نے تصریح کی ہے۔ ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علیہ تعالیٰ اتم و احکم۔

¹ ردالمحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۹

رسالہ

ماہی الضلالة فی انکحة الهند وبنجالہ

(بنگل اور ہندوستان میں نکاحوں کے بارے میں کوتاہی کو مٹانے والا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۷: ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ جو کہ عقد ہوتے ہیں کہ ایک شخص غیر کو ولی ہندہ نے وکیل قرار دے کر اور دو شخص اور ہمراہ اس کے واسطے گواہی کے مقرر کر کے واسطے اجازت لینے نکاح کے ہندہ کے پاس بھیجے وہ شخص کسی کا سر اور کسی کا پاؤں کچلتا ہوا ہنگامہ مستورات میں جا کر قریب ہندہ کے بیٹھا اور یہ کلمات کہے کہ تو مجھ کو واسطے عقد اپنے کے وکیل کر دے وہ بے چاری بے باعث رواج اس ملک اور شرم کے کب گویا ہوتی ہے اکثر مستورات اس کو فہمائش کرتی ہیں مگر وہ نہیں جواب دیتی اور بعض بعض کچھ گریہ یا "ہوں" کا اشارہ کر دیتی ہیں۔ بعد کو وکیل صاحب باہر تشریف مع دونوں گواہوں کے لا کر، دولہا کے روبرو آ کر بیٹھتے ہیں اور داسنے دولہا کے ایک شخص اور، کہ دعوٰی قضا کا رکھتے ہیں اور پیشہ کفش دوزی یا خیاطی یا نور بانی کا کرتے ہیں وہ بھی بیٹھتے ہیں۔۔۔۔۔ جو کہ وکیل صاحب مع گواہوں کے تشریف لائے تھے وہ قاضی صاحب سے سلام علیک کر کے روبرو دولہا کے بیٹھ گئے، قاضی صاحب نے وکیل صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ کا آنا کہاں سے ہوا، وکیل صاحب نے جواب اس کے، ارشاد کیا کہ دختر فلاں نے واسطے عقد اپنے کے مجھ کو وکیل مقرر کر کے

بھیجا ہے اور میری وکالت کے یہ دونوں اشخاص گواہ ہیں آپ اس کا عقد نوشہ ہذا کے ساتھ کر دیجئے۔ قاضی صاحب نے بعد طے ہونے گفتگو عقد اور تعین مہر مبلغ ایک لاکھ روپے اور بیس دینار سرخ سوائے نان نفقہ کے نوشہ کی طرف متوجہ ہو کر خیال کیا کہ کنگنہ جو ہاتھ میں دولہا کے بندھا تھا وہ کھول کر علیحدہ رکھ دیا اور سہرا کو لوٹ کر شملہ پر لپیٹ دیا اور یہ کلمات فرمائے کہ فلاں شخص کی دختر کو بکالت فلاں شخص اور بہ گواہی فلاں شخص کے بالعوض اس قدر مہر سوائے نان نفقہ کے بیچ نکاح تیرے کے دی میں نے، قبول کی تو نے، اس نے کہا قبول کی میں نے۔ بعد کو وکیل صاحب مع گواہوں کے چلے گئے، اور قاضی صاحب بھی اپنا حق نکاح خوانی مع دو رکابی پلاؤ کے لے کر تشریف لے گئے۔ دولہا نے وہ کنگنہ پھر اپنے ہاتھ میں باندھ لیا۔ آیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور جو کہ اولاد ہوئی وہ حرام کی ہوئی یا حلال کی ہوئی؟ اور قول زید کا یہ ہے کہ نکاح درست نہیں ہوا اور جو کہ اولاد ہوئی وہ حرامی ہوئی اور شناخت حرام اور حلال کی یہ ہے کہ جو اولاد ایسے نکاحوں سے ہوتی ہے ان سے اکثر یہ فعل سرزد ہوتے ہیں جیسے زنا یا شراب خوری یا قمار بازی یا لواطت، سوا اس کے جو فعل ناشائستہ ہیں وہ سرزد ہوتے ہیں یا کہ والدین سے جنگ جدال کرنا اور بزرگ کا لحاظ پاس نہ کرنا۔ یہ فعل اولاد صالح اور حلال سے ہر گز عمل میں نہیں آئیں گے۔ اور قول عمرو کا یہ ہے کہ کچھ اس نکاح میں قباحت نہیں اور نہ اولاد حرام ہو سکتی ہے کیونکہ قدیم سے یہی رسم چلی آئی۔ اگر ایسا ہو تو سب مخلوق خدا حرامی ہوگی، آیا قول زید کا درست ہے یا عمرو کا؟ اور قول زید کا یہ ہے کہ بالفرض کنگنہ بھی نہیں ہے اور نکاح بھی اصالتاً یا ولایتاً یا کہ جو وکیل ہے اسی نے ایجاب قبول کرایا اور بعد اس کے کلمات کفر کے طرفین سے خواہ شوہر یا عورت سے سرزد ہوئے اور ان کی تمیز نہیں ہے کہ یہ کلمات کفر ہیں جب بھی نکاح جاتا رہے گا اور جو قبل از توبہ اور سر نو ایجاب قبول کرنے کے اولاد ہوگی وہ بھی حرامی ہوگی۔ بینوا تو جروا من اللہ۔

الجواب:

ظاہر ہے کہ عورت سے اذن جبھی لیا جاتا ہے کہ عاقلہ بالغہ ہو، اور بیشک عاقلہ بالغہ کا اذن شرعاً معتبر اور بیشک دوشیزہ کا سکوت بھی اذن۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم البكر تستأذن في نفسها واذنها صبااتها ¹ ، رواه احمد والستة	رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے فرمایا: باکرہ لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے اور اجازت کے جواب میں خاموشی باکرہ کی

¹ صحیح مسلم باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۵۳

الا البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	اجازت ہوگی۔ امام احمد نے اور صحاح ستہ میں ماسوائے بخاری کے اس کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

مگر یہ اسی وقت ہے جبکہ ولی اقرب اس سے اذن لے ورنہ مجرد خاموشی اذن نہ ٹھہرے گی۔ درمختار میں ہے:

فإن استأذنها غیر الاقرب کا جنبی او ولی بعید فلا عبرة لسکوتها ^۱ الخ۔	اگر باکرہ سے ولی اقرب کا غیر مثلاً کوئی اجنبی یا ولی بعید اجازت طلب کرے تو یہاں باکرہ کی خاموشی رضا میں معتبر نہیں الخ۔ (ت)

اور بیشک اکثر لوگ جو وکیل کئے جاتے ہیں اجنبی یا ولی بعید ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر انھوں نے اذن لے لیا اور دوشیزہ نے سکوت کیا تو سرے سے انھیں کے لیے وکالت ثابت نہ ہوئی اور اگر اس نے صاف "ہوں" کہہ دیا یا ولی اقرب کے اذن لینے پر سکوت کیا تو اس کے لیے وکالت حاصل ہو گئی مگر وکیل بالنکاح کو شرعاً اتنا اختیار ہے کہ خود نکاح پڑھائے نہ کہ دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دے جب تک ماذون مطلق یا صراحۃً دوسرے کو وکیل کرنے کا مجاز نہ ہو بغیر اس کے اگر اس نے دوسرے سے پڑھوایا تو صحیح مذہب پر نکاح بلا اذن ہوگا اگرچہ عقد اس کے سامنے ہی واقع ہو،

فی ردالمحتار عن العلامة الرحمتی عن العلامة الحموی عن کلام الامام محمد فی الاصل ان مباشرة وکیل الوکیل بحضرة الوکیل فی النکاح لا تكون کتباً شرقة الوکیل بنفسه بخلافه فی البیع ^۲ الخ	ردالمحتار میں علامہ رحمۃ نے علامہ حموی کے حوالے سے اصل (مبسوط) میں ذکر شدہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام نقل کیا ہے کہ نکاح میں خود وکیل کی موجودگی میں وکیل کی بات معتبر نہیں ہے، بیع کا معاملہ اس کے برخلاف ہے، اقول: میں کہتا ہوں کہ غز نے ولوالحیہ سے یوں نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو اپنا وکیل بنایا اور اگر دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کی موجودگی میں عمل کیا تو ایسی صورت میں اگر بیع و شراء کا معاملہ ہو تو جائز ہے اور اس کے علاوہ دیگر امور مثلاً عدالتی مطالبہ، نکاح،

^۱ درمختار باب الولی مطبعت مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

^۲ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۰/۲

طلاق وغیرہ ہوں تو عصام نے اپنی مختصر میں ذکر کیا ہے کہ ان امور میں بھی اس کا عمل جائز ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل میں ذکر کیا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے تو یوں فرمایا کہ اگر دوسرا وکیل پہلے وکیل کی موجودگی میں عمل کرے تو بیع و شراء کے علاوہ میں جائز نہیں ہے، اور یہی صحیح ہے اہ ملخصاً، جب اصل (مبسوط) کا مفاد یہی ہے اور اسی ضمن میں اس کی تصحیح کردی گئی ہے تو اس کا خلاف ختم اور نادر روایت کمزور ثابت ہو گئی اور خانیہ کا بیان ساقط ہو گیا۔ تو اب قنیہ کے بیان کی کیا حیثیت ہے اگرچہ علامہ طحطاوی نے اس کی تائید کی ہے اور پھر اس کو علامہ بحر نے بحر میں اور محقق علانی نے درمیں باعث اشکال قرار دیا ہے اور کوئی بعید نہیں ان حضرات نے اصل کے بیان پر اطلاع نہ پائی ہو جیسا کہ ان حضرات کے کلام سے عیاں ہو رہا ہے، کہ انھوں نے اصل کے مضمون کو چھوا تک نہیں ہے لیکن علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں تعجب ہے کہ انھوں نے اصل کے بیان کو ذکر کرنے کے باوجود عدم جواز کے اظہار کے علاوہ کچھ تعرض نہ فرمایا حالانکہ وہ اس کے نفاذ کے خواہاں نہیں ہیں کیونکہ دوسرے وکیل کا نکاح میں یہ عقد فضولی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شامی نے علامہ مصطفیٰ کی نقل کو کافی سمجھا اور اگر وہ غمزہ کی طرف رجوع کرتے تو امام ولوالہی کا اصل کی عبارت کو صحیح قرار دینا دیکھ لیتے

ذکر عصام فی مختصرہ انہ یجوز، و ذکر محمد فی الاصل انہ لایجوز فانہ قال اذا فعل الثانی بحضرة الاول لم یجز الا فی البیع والشراء وهو الصحیح¹ اہ ملخصاً، فاذا کان هذا هو مفاد الاصل وقد ذیل با لتصحیح فانقطع الخلاف و اصبحت الروایة النادرة وسقط ما فی الخانیة، فكیف بما فی القنیة وان ایدہ العلامة الطحطاوی وترکہ علامة البحر فی البحر والمحقق العلانی فی الدرر مستشکلا ولا غرو فقد شهدت کلماتهم رحمہم اللہ تعالیٰ انہم لم یطلعوا اذ ذاک علی کلام الاصل، اصلا حیث لم یلموا بہ الباماً ولا اشہوا منه اشہاماً، ولكن العجب من خاتمة المحققین العلامة الشامی قدس سرہ السامی حیث اورد کلام الاصل ثم لم یسمح الا باستظهار عدم الجواز مریداً عدم النفاذ، اذ العقد عقد فضولی فکانہ اقتصر علی النقل عن العلامة مصطفیٰ ولوراجع الغمز لرأی تصحیح الامام الولوالہی لما فی الاصل ومعلوم ان

¹ غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب الوكالة ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/۲

روایۃ الاصول اذا صححت سقطت کل روایۃ سواھا فکان السبیل الجزم دون مجرد الاستظهار، واللہ ولی التوفیق۔	_____ کیونکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ جب اصول کی روایات کی تصحیح ہو جائے تو باقی تمام روایات ساقط قرار پاتی ہیں اس لیے مناسب تھا کہ علامہ شامی صرف اظہار کی بجائے اپنے جزم کو کلام میں لاتے، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ (ت)

بہر حال مذہب رائج پر یہ نکاح نکاح فضولی ہوتے ہیں اور نکاح فضولی کو مذہب حنفی میں باطل جاننا محض جہالت و فضولی
بلکہ باجماع ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم منعقد ہو جاتا ہے اور اجازت اصیل پر (کہ یہاں وہ عورت ہے جس کے لیے بے
اذن اس کا نکاح غیر وکیل نے کر دیا) موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دے نافذ ہو جائے اور رد کردے تو باطل۔

کہا ہو حکم تصرفات الفضولی جمیعاً عندنا کہا صرح بہ فی عامۃ کتب المذہب۔	جیسا کہ فضولی کے تمام تصرفات کا ہمارے ہاں حکم ہے جس کی تمام کتب مذہب میں تصریح ہے۔ (ت)

عالمگیری میں ہے:

لا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب اوسلطان بغیر اذنہا بکراکانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتہا فان اجازتہ جاز وان ردتہ بطل کذا فی السراج الوہاج ¹ ۔	عائقہ بالغہ کی مرضی کے خلاف باپ یا حاکم کا کیا ہوا نکاح اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہوگا خواہ وہ عائقہ بالغہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔ اگر ایسا ہو تو اس کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ وہ جائز قرار دے تو جائز ہوگا ورنہ اگر رد کردے تو وہ نکاح باطل ہو جائے گا، سراج و ہاج میں یوں ہی ہے۔ (ت)

پھر اجازت جس طرح قول سے ہوتی ہے مثلاً عورت خبر نکاح سن کر کہے میں نے جائز کیا یا اجازت دی یا راضی ہوئی یا مجھے
قبول ہے یا اچھا کیا یا خدا مبارک کرے الی غیر ذلک من الفاظ الرضا (علاوہ ازیں تمام وہ الفاظ جو رضایہ دلالت کرتے
ہیں۔ ت) یوں ہی اس فعل یا حال سے بھی آگاہ ہو جاتی ہے جس سے رضامندی سمجھی جائے مثلاً عورت اپنا مہر مانگے یا نقد
طلب کرے یا مبارکباد لے یا خبر نکاح سن کر خوشی سے ہنسنے یا مسکرائے یا اپنا جہیز شوہر کے گھر بھجوائے یا اس کا بھیجا ہوا مہر
لے لے یا اسے بلا جبر واکراہ اپنے ساتھ جماع یا بوس وکنار و مساس کرنے دے یا تنہا مکان میں اپنے ساتھ خلوت میں
آنے دے یا اس کے

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الرابع فی الاولیاء نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۲۸۷

کام خدمت میں مشغول ہو جبکہ نکاح سے پہلے اس کی خدمت نہ کیا کرتی ہو۔ ونحو ذلك من کل فعل يدل علی الرضا (اور یونہی اس قسم کے تمام وہ افعال جو رضامندی پر دلالت کرتے ہیں۔ ت) ان سب صورتوں میں وہ نکاح کہ موقوف تھا جائز و نافذ و لازم ہو جائے گا۔ عالمگیری میں ہے۔

کما یتحقق رضاها بالقول کقولها رضیت و قبلت واحسنت واصبت وبارک الله لك اولنا ونحوه یتحقق بالدلالة کطلب مهرها ونفقتها وتمکینها من الوطی وقبول التهنئة والضحك بالسرور من غیر استهزاء کذا فی التبیین ¹ ۔	جیسا کہ، میں راضی ہوں، میں نے قبول کیا، تو نے اچھا کیا، تو نے درست کیا۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے یا ہمیں برکت دے جیسے الفاظ سے عاقلہ بالغہ کی رضامندی ثابت ہوتی ہے یوں ہی ان افعال سے دلالت رضامندی ثابت ہوگی مثلاً مہر طلب کرنا، نفقہ طلب کرنا، وطی کی اجازت دینا، مبارکباد، قبول کرنا، خوشی سے ہنسنا وغیرہ، جیسا کہ تبیین میں ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

وان تبسبت فهو رضا هو الصحيح من المذهب ذکره شمس الاثمة الحلواني کذا فی المحيط ² ۔	اگر وہ خوشی سے تبسم کرے تو وہ رضا ہے، یہی صحیح مذہب ہے۔ اس کو شمس الاثمة الحلواني نے ذکر کیا جیسا کہ محیط میں ہے۔ (ت)

خانیہ میں ہے:

الرضا باللسان او الفعل الذی يدل علی الرضا نحواً لتمکین من الوطی وطلب المهر وقبول المهر دون قبول الهدية وکذا فی حق الغلام ³ ۔	رضازبانی اور عمل دونوں طرح ہوتی ہے یہ ان امور میں ہے جو رضا پر دلالت کریں۔ جیسے وطی کی اجازت، مہر طلب کرنا، مہر کو وصول کر لینا، بخلاف ہدیہ قبول کرنے کے کہ یہ نکاح پر رضا مندی نہ ہوگی، لڑکے کے بارے میں بھی ایسا ہی ہے۔ (ت)

حاشیہ طحاویہ میں زیر قول در مختار وقبول التهنئة والضحك سرور او نحو ذلك (مبارک باد قبول کرنا، ہنسنا خوشی میں وغیرہ۔ ت) ہے کامرہا بحمل جہازها الی بیت الزوج⁴ (جیسے لڑکی کا جہیز کے سامان

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۹/۱

² فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۷/۱

³ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی شرائط النکاح نوکسور لکھنؤ ۱۵۸/۱

⁴ حاشیہ طحاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب الولی دارالمعرفة بیروت ۳۲/۲

کو خاوند کے ہاں منتقل کرنے کا کہنا۔ (ردالمحتار میں ہے:

بحر میں ظہیریہ سے منقول ہے کہ لڑکی کی رضامندی سے وہ شخص خلوت کر لے تو کیا یہ لڑکی کی طرف سے نکاح کو جائز قرار دینا ہے یا نہیں تو اس مسئلہ کی روایت نہیں ہے اور میرے نزدیک یہ اجازت ہے اھ، مزایہ میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اجازت ہوگی اھ شامی کی عبارت ختم ہوئی۔ اقول: یہاں پر میں نے چھوٹا، معانقہ، بوسہ کو مزید بڑھایا کیونکہ جب خلوت رضا کی دلیل ہے تو یہ امور رضا پر دلیل ہونے میں زیادہ واضح ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ (ت)	فی البحر عن الظهیریة لو خلاها برضاها هل یكون اجازة لا رواية لهذه المسئلة وعندی ان هذا اجازة اھ فی البزازیة الظاهر انه اجازة^۱ اھ ما فی الشامیة^۲ اقول: ومن ههنا زدت المس والتعانق والتقبیل لان الخلوة برضاها لما كانت امارۃ الرضا فهذه الافعال اجد ر واحری کمالا یخفی۔

حاشیتین علامہ طحطاوی و شامی میں ہے:

ماتن کے قول "لڑکی کا خدمت کرنا" اس کے خلاف ہے یعنی اگر لڑکی نکاح سے پہلے اس شخص کی خادمہ تھی تو اس بارے میں بحر، محیط اور ظہیریہ سے منقول ہے کہ اگر لڑکی نے اس شخص کا کھانا کھایا یا اس کی خدمت کی تو یہ رضا پر دلیل نہ ہوگی اھ (ت)	قوله بخلاف خدمته ای ان كانت تخدمه من قبل ففی البحر عن المحيط والظهیریة ولو أكلت من طعامه او خدمته كما كانت فلیس برضا دلالة^۲ اھ۔

ہمارے بلاد میں عام لوگوں خصوصاً شریفوں خصوصاً اغنیاء میں اگرچہ یہ اکثر باتیں شب زفاف بلکہ مدت تک اس کے بعد بھی واقع نہیں ہوتیں۔ اور بوس و کنار و مساس و جماع جو اس شب ہوتے ہیں غالباً نہایت اظہار کراہت و نفرت کے ساتھ ہوتے ہیں جن کے باعث انھیں دلیل رضا ٹھہرانے میں دقت ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ شوہر کو شب زفاف تنہا مکان میں اپنے پاس آنے دینا اور اس خلوت پر سوا شرم کے کوئی اثر مترتب نہ ہونا یقیناً ہوتا ہے نکاح نافذ ہو جانے کے لیے اسی قدر بس ہے اور یہ امر قطعاً پیش از جماع واقع ہوتا ہے تو جماع بعد نفاذ و لزوم نکاح واقع ہوا اور اولاد حلال ہوئی^۳ بلکہ اگر مقاصد شرع مطہرہ اور اپنے بلاد کے حالات کو پیش نظر رکھ کر نگاہ دقیق فقہی سے کام لیجے تو شب اول شوہر کو اپنے ساتھ جماع پر قدرت دینا بھی حقیقتاً رضا ہے

^۱ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۱/۲

^۲ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۱/۲، حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح دار المعرفۃ بیروت ۳۲/۲

اگرچہ بظاہر ہزار اظہار تنفر کے ساتھ ہوں کہ یہ کراہتیں جیسی ہوتی ہیں سب کو معلوم ہے حقیقتہً حال یوں منکشف ہو کہ اس مرد کی جگہ کسی اجنبی کو فرض کیجئے جس سے اس کا نکاح نہ کیا گیا اس وقت بھی ایسی ہی ظاہر کراہتوں پر قناعت کر کے بالاتر جماع پر قدرت دے دے گی، حاشا وکلاء، تو صاف ثابت ہوا کہ یہ سب امور حقیقتہً قبول نکاح سے ناشی ہوتے^{۲۴} بلکہ اس سے پہلے رخصت ہو کر جانا بھی اگرچہ بوجہ مفارقت اعزہ و خانہ مالوفہ نہایت گریہ و بکا کے ساتھ ہو انصافاً دلیل رضا ہے کہ اگر اسے اپنا شوہر ہونا پسند نہ کرتی اجنبی جانتی ہر گز زفاف کے لیے رخصت ہو کر اس کے یہاں نہ جاتی^{۲۵} بلکہ اس سے بھی پہلے آر سی مصحف یعنی جلوہ کی رسم جہاں ہے بشرطیکہ عورت پہلے سے اس کے سامنے نہ آتی ہو وہ بھی دلیل قبول ہے کہ اگر غیر مرد سمجھتی زہار منہ دکھانے پر راضی نہ ہوتی^{۲۶} اسی طرح مٹھی کھلوانے وغیرہ کی رسمیں بھی کہ جلوہ سے بھی پیشتر ہوتی ہیں دلالت و علامت قرار پاسکتی ہیں اور ان تمام باتوں میں بکروثیب یکساں ہیں کہ ان میں صرف مسئلہ سکوت میں فرق ہے باقی دلائل دونوں برابر ہیں تبیین الحقائق میں ہے:

لا فرق بینہما فی اشتراط الاستئذان والرضا وان رضا ہما قد یکون صریحاً وقد یکون دلالة غیر ان سکوت البکر رضا دلالة لحيائها دون الثیب ^۱ ۔	باکرہ اور ثیبہ دونوں کا معاملہ اجازت طلب کرنے اور رضا حاصل کرنے میں مساوی ہے ہاں صرف اجازت کے موقعہ پر سکوت کے بارے میں فرق ہے کہ باکرہ کا سکوت اس کے حیاء کی وجہ سے رضا کی دلیل ہے مگر ثیبہ کے لیے نہیں۔ (ت)

غرض جب شرع سے قاعدہ کلیہ معلوم ہو لیا کہ جس فعل سے اس نکاح پر عورت کی رضا ثابت ہو اذن و اجازت ہے اور بنظر تحقیق و انصاف جب اس شخص اور مرد اجنبی کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں تو یہ امور دلیل رضا و قبول نکلتے ہیں تو نفاذ نکاح کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل بلکہ جب یہ طریقہ نکاح ہمارے بلاد میں عام طور پر رائج اور معلوم ہے کہ وکیل خود نہ پڑھائے گا^{۲۷} بلکہ دوسرے سے پڑھوائے گا تو کہہ سکتے ہیں کہ ضمن اذن میں دوسرے کو اذن دینے کا بھی عرفاً اذن مل گیا فان المعروف کالمشروط کما ہو من القواعد المقررة والفقہیۃ (جیسا کہ فقہی قواعد میں ہے کہ معروف مشروط کی طرح ہے) یعنی عرف میں مقررہ امور بغیر ذکر بھی معتبر ہوں گے۔ (ت) اور وکیل کو جب اذن توکیل ہو تو پیشک اسے اختیار ہے کہ خود پڑھائے یا دوسرے کو اجازت دے فی الاشباہ لا یوکل الوکیل الابدان و تعمیم^{۲۸} (اشباہ میں ہے کہ کوئی وکیل اپنا نائب وکیل مَوکل کی

^۱ تبیین الحقائق باب الاولیاء والا کفاء المطبعة الکبری الامیریۃ مصر ۱۱۹/۲

^۲ الاشباہ والنظائر کتاب الوكالة ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۶/۲

اجازت یا عمومی اختیار کے بغیر نہیں بنا سکتا ہے۔ (ت)

اس تقدیر پر یہ نکاح سرے سے نافذ و لازم واقع ہوا جس کی تنقید میں ان تدقیقات کی اصلاً حاجت نہ رہی مگر یہ جب ہی کہہ سکیں گے کہ اس طریقہ نکاح کی شہرت ایسی عام ہو کہ کنواری لڑکیاں بھی اس سے واقف ہوں اور جانتی ہوں کہ وکیل خود نہ پڑھائے گا دوسرے سے پڑھوائے گا۔

والالہم یکن معروفاً عندہن فلا یجعل کالمشروط فی حقہن تأمل وراجع مسئلۃ سعر الخبز وغیرہ فی البلد۔	ورنہ یہ لڑکیوں کے ہاں معروف نہیں ہوگا اس لیے ان کے حق میں مشروط کی طرح نہ ہوگا، غور کرو اور شہر میں روٹی کے بھاؤ وغیرہ کے مسئلہ کی طرف رجوع کرو۔ (ت)

یہ سب اس تقدیر پر ہے کہ وکیل اصلی نے بعد نکاح کوئی کلمہ ایسا نہ کہا جو اس نکاح کی اجازت ٹھہرے ورنہ خود اسی کے جائز کرنے سے جائز ہو جائے گا اگرچہ اسے اذن توکیل اصلاً نہ ہو۔

فی الاشباہ الوکیل اذا وکل بغیر اذن و تعمیم و اجاز ما فعله وکیلہ نفذ الاطلاق والعتاق ¹ ۔	اشباہ میں ہے کہ اگر موکل کی اجازت کے بغیر یا عمومی اختیار حاصل کئے بغیر وکیل نے از خود دوسرا وکیل بنا لیا تو دوسرے وکیل کے لیے عمل کو پہلے وکیل نے جائز قرار دیا تو یہ عمل نافذ ہو جائے گا ماسوائے طلاق اور عتاق کہ ان میں نافذ نہ ہوگا۔ (ت)

عمومی میں ہے:

و کذا لو عقد اجنبی فاجاز الاول ² ۔	یوں ہی اگر وکیل کے لیے کسی اجنبی نے عمل کیا تو وکیل نے اسے جائز قرار دیا۔ (ت)

غرض ہر طرح پیش از جماع ان نکاحوں کے نافذ اور لازم ہونے میں شبہ نہیں تو اولاد قطعاً اولاد حلال اور^{۲۸} بالفرض ان باتوں سے قطع نظر کیجئے اور بتقدیر باطل ہی مان لیجئے کہ اصلاً ان امور سے کچھ واقع نہیں ہوتا تاہم جب ان بلاد میں عام مسلمین کو اس میں ابتلا ہے تو راہ یہ تھی کہ اس روایت پر عمل کریں جسے امام عصام نے اپنے متن میں اختیار فرمایا اور امام فقیہ النفس قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ اور زاہدی نے قنویہ میں اس پر جزم کیا اور علامہ سیدی احمد طحطاوی نے اس کی تائید کی یعنی وکیل بالنکاح جب دوسرے کو نکاح پڑھانے کی اجازت دے اور وہ اس کے سامنے پڑھادے تو نکاح جائز و نافذ ہو جائے گا اگرچہ وکیل کو

¹ الاشباہ والنظائر کتاب الوکالة ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/۲۔۱۰

² غمز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر کتاب الوکالة ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/۲

اذن توکیل نہ ہو۔

لیکن عصام کی روایت تو آپ نے سن لی مگر امام فقیہ النفس (قاضی خاں) تو انھوں نے خانیہ کے باب وکالت میں فرمایا کہ نکاح کے وکیل نے اگر کسی کو وکیل بنایا تو یہ اس کو جائز نہیں، اور بنالیا تو دوسرے نے اگر پہلے کی موجودگی میں نکاح کیا تو جائز ہوگا مگر قنیه، تو درمیں ہے کہ اگر وکیل نے لڑکی سے اذن لینا چاہا تو لڑکی خاموش رہی اور وکیل نے دوسرے شخص کو نامزد کیا تاکہ وہ اس لڑکی کا نکاح کرے تو لڑکی کو اگر زواج کا نام اور مہر معلوم ہو جائے تو اس دوسرے وکیل کا کیا ہوا نکاح جائز ہوگا۔ جیسا کہ قنیه میں ہے اس پر بحر میں اشکال کیا کہ وکیل از خود دوسرا وکیل نہیں بنا سکتا، لہذا اس بنا پر دوسرے کا نکاح صحیح نہیں ہونا چاہئے، یا یہ صورت مستثنیٰ قرار دی جائے، اس پر طحطاوی نے فرمایا کہ اس کا قول، عدم جواز چاہئے، اس پر یوں کہا جاسکتا ہے کہ نکاح کا وکیل صرف سفیر اور مہر ہوتا ہے، وہ اگر متعدد بھی ہوں تو حقوق صرف موکل کی طرف رائج ہوتے ہیں، تو یہ زیادہ بھی ہوں تو کوئی مضر نہیں خصوصاً جبکہ لڑکی کو خاوند اور مہر کا علم ہو جائے، اس کی تائید مصنف اور شارح کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انھوں نے وکالت کی بحث میں ذکر کیا ہے جہاں پر انھوں نے

اما رواية عصام فقد سمعت، واما الامام فقيه النفس فقال في وكالة الخانية الوكيل بالتزويج ليس له ان يوكل غيره فان فعل فزوج الثاني بحضرة الاول جاز¹ اه واما القنیه. ففي الدر لو استأذنها فسكنت فوكل من يزو جها ممن سماه جاز ان عرفت الزوج والمهر كما في القنیه. واستشكله في البحر بأنه ليس للوكيل ان يوكل بلا اذن فمقتضاه عدم الجواز وانها مستثناة² اه قال ط قوله فمقتضاه عدم الجواز قد يقال ان الوكيل في النكاح وان تعدد سفير ومعبّر الحقوق ترجع الى الموكل فاذا اذير في تعدده لاسيما والزواج والمهر معلومان ويؤيد ذلك ما ذكره المص والشارح في الوكالة حيث قالوا الوكيل لا يوكل الا باذن امره الا اذا وكله في دفع زكاة فوكل آخر

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الوكالة فصل فی التوکیل بالنکاح نوکشتور لکھنؤ ۵۸۰/۳

² درمختار کتاب النکاح باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

والوکیل بقبض الدین اذا وكل من في عياله والاعدد تقدير الثمن من المؤكل للوكيل فيجوز التوكيل بلا اجازة لحصول المقصود اه في مسئلتنا هذه تظهر هذه العلة و هي كالمسئلة الاخيرة بجامع التعيين في كل فتكون مستثناة فتعين الجواب الثاني في الشرح فتأمل¹ اه مافی ط۔	فرمایا کہ وکیل بغیر اجازت دوسرا وکیل نہیں بنا سکتا مگر جب کسی وکیل نے زکوٰۃ دینے کے لیے کسی کو اور قرض وصول کرنے میں وکیل نے اپنے عیال کو اور وکیل کے لیے موکل کی طرف سے ثمن طے کر دینے کے بعد کسی دوسرے کو وکیل بنایا تو بلا اجازت یہ وکالت جائز ہوگی کیونکہ اس سے مقصد پورا ہو جاتا ہے اھ تو ہمارے اس مسئلہ میں بھی یہی علت ظاہر ہوئی اور یہ آخری مسئلہ کی طرح ہے کہ ان میں جامع علت مقصد کی تعیین ہے اس لیے یہ مستثنیٰ قرار پائے گا۔ اور شارح کا جواب ثانی متعین ہو جائے گا، غور کر۔ طحاوی کا بیان ختم ہوا۔ (ت)

اور اگر بحالت استیذان غیر اقرب سکوت ہوا تو روایت امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ موجود کہ مطلقاً سکوت کافی ہے۔

فی ردالمحتار تحت قوله استأذنها غیر الاقرب فلا عبرة لسكوتها الخ وعن الكرخي كفي سكوتها فتح اه²۔	ردالمحتار میں "لڑکی سے اجازت حاصل کرے کوئی غیر اقرب شخص، تو اس صورت میں لڑکی کے سکوت کا اعتبار نہیں الخ" کے تحت فرمایا، امام کرخی سے ایک روایت میں ہے کہ اس کا سکوت رضا مندی کے لیے کافی ہے فتح اھ (ت)

مقاصد شرع سے ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعت مطہرہ رفیق و تیسر فرماتی ہے نہ معاذ اللہ تصنیق و تشدید، ولہذا جہاں ایسی دقتیں
واقع ہوئیں علمائے کرام انھیں روایات کی طرف بھٹکے ہیں جن کی بناء پر مسلمان تنگی سے بچیں۔ ردالمحتار کی کتاب الحدود میں ہے:

هو خلاف الواقع حرج عظیم لانه يلزم منه تأثيم الامة³۔	یہ لوگوں میں مروج کے خلاف ہے اور بہت بڑا حرج ہے کیونکہ اس سے پوری امت کو گنہگار ٹھہرانا لازم آتا ہے۔ (ت)

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب الولی دار المعرفة بیروت ۲۹-۳۰/۲

² ردالمحتار کتاب النکاح باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰/۲

³ ردالمحتار کتاب الحدود مطلب فیسن وطی من زفت الیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۵/۳

اسی کی کتاب الحظر میں ہے:

ہو ارفق بأهل هذا الزمان لئلا يقعوا في الفسق والعصيان ¹ ۔	یہ بات موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لیے بڑی رعایت ہے تاکہ وہ فسق و گناہ میں مبتلا نہ قرار پائیں۔ (ت)

اسی کی کتاب البیوع میں ہے:

لا یخفی تحقق الضرورة في زماننا ولا سيما في مثل دمشق الشام، فإنه لغلبة الجهل على الناس لا يمكن الزامهم بالتخلص بأحد الطرق المذكورة وإن أمكن ذلك بالنسبة إلى بعض أفراد الناس لا يمكن بالنسبة إلى عامتهم وفي نزاعهم عن عادتهم حرج وما ضاق الأمر إلا اتسع ولا يخفى أن هذا مسوغ للعدول عن ظاهر الرواية كما يعلم من رسالتنا المسماة نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف فراجعها ² اھ ملخصاً۔	ہمارے زمانہ میں اس ضرورت کا پایا جانا واضح ہے خصوصاً شام میں دمشق جیسے شہر کے لیے کیونکہ لوگوں میں جہالت کے غلبہ کی وجہ سے ان کو مذکورہ طریقوں میں سے کسی طریقہ سے باز رہنے کا پابند نہیں کیا جاسکتا، اگرچہ بعض لوگوں کو پابند بنانا ممکن ہے مگر عام لوگوں کے لیے یہ ممکن نہیں ہے جبکہ عوام کو ان کی عادت سے منع کرنا ان کے لیے تنگی کا باعث ہے، اور جہاں معاملہ تنگ ہوتا ہے تو وہ وسعت کا باعث ہوتا ہے، اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ ظاہر روایت سے اختلاف کی وجہ یہی چیز ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے رسالہ "نشر العرف في بناء الأحكام على العرف" سے معلوم کیا جاسکتا ہے، تو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے، اھ، ملخصاً۔ (ت)

پس روشن ہو گیا کہ اگر روایت عصام و کرخی ہی پر مسلمانوں کا ان سخت آفتوں سے بچنا منحصر ہوتا تو انھیں پر بنائے کار چاہئے تھی نہ کہ مذاہب صحیحہ مشہورہ معتمدہ پر بالیقین یہ نکاح جائز و نافذ ہوں پھر بزور زبان یہاں کے عام مسلمان مردوں، مسلمان عورتوں، خدا کے پاکیزہ بندوں، ستھری بندیوں کو معاذ اللہ زانی و زانیہ و اولاد الزنا قرار دیا جائے، ایسی ناپاک جرات نہ کرے گا مگر سخت ناخدا ترس۔

يَعِظُكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا إِلَى الْبَيْتَةِ أَبَدًا إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ³ ۔	اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ پھر ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

¹ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۵/۵

² ردالمحتار کتاب البیوع مطلب في بيع الثمر والزرع الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۹/۴

³ القرآن ۷۱/۲۴

اور اس کے باقی ہدایات کہ ولد حلال و حرام کی تمیز چنیں و چناں ہے کلمات جنوں سے بہت مشابہ جو شدت احوال قابل جواب نہیں البتہ اس قدر ضرور ہے کہ اس طریقہ نکاح میں ایک بے احتیاطی ہے جس کے باعث بعض دقتوں میں پڑنے کا احتمال تو اہل اسلام کو ہدایت چاہئے کہ اس سے باز آئیں، تین باتوں سے ایک اختیار کریں:

اولاً سب سے بہتر یہ ہے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہے عورت سے خاص اسی کے نام اذن طلب کریں اور ہمیشہ ہر طریقہ میں ملحوظ خاطر رہے کہ اذن لینے والا یا تو ولی اقرب یا اس کا وکیل یا رسول ہو یا عورت سے صراحۃً "ہوں" کہلوالیں، مجرد سکوت پر قناعت نہ کریں، اور بعض احمق جاہلوں میں جو بدستور سنا گیا ہے کہ دلہن کے سر سے بلا ٹالنے کو پاس بیٹھنے والیوں میں سے کوئی "ہوں" کہہ دیتی ہے اس کا انسداد کریں۔

ثانیاً وکالت دوسرے ہی کے نام کرنا چاہیں تو یوں سہی کہ جس طرح دلہن سے اس کی وکالت کا اذن مانگیں یونہی اسے اختیار توکیل دینا بھی طلب کریں یعنی کہیں تو نے فلاں بن فلاں بن فلاں بن فلاں بن فلاں کے ساتھ اس قدر مہر پر اپنے نکاح کا وکیل کیا اور اسے اختیار دیا کہ چاہے خود پڑھائے یا دوسرے کو اپنا نائب بنائے، دلہن کہے "ہوں" ثالثاً اگر یہ بھی نہ ہو اور دوسرے ہی شخص نے وکیل کے سامنے نکاح پڑھایا تو جب وہ پڑھا چکے وکیل فوراً اپنی زبان سے اتنا کہہ دے کہ میں نے اس نکاح کو جائز کیا۔ اور اس کہنے میں تاخیر نہ کرے کہ مبادا اس کے جائز کرنے سے دلہن کو خبر نکاح پہنچے اور اس کی ہم عمریں حسب عادت زمانہ اسے کچھ چھیڑیں اور وہ اپنی جہالت سے کوئی ایسی بات کہہ بیٹھے جس سے یہ نکاح کہ اب نکاح فضولی تھا رد ہو جائے پھر وکیل تو وکیل خود دلہن کے جائز کئے بھی جائز نہ ہوگا فان الاجازۃ لا تلحق المفسوخ (کیونکہ فسخ شدہ نکاح کو بعد کی اجازت مفید نہیں ہے۔ ت) بخلاف ان تینوں شکلوں کے کہ بالکل اندیشہ و دغدغہ سے پاک ہیں۔

رہا زید کا کٹنے وغیرہ کو ذکر کرنا، وہ محض فضول کہ آخر یہ رسمیں کفر تو نہیں جن کے باعث نکاح نہ ہو۔ ہاں معاذ اللہ اگر مرد یا عورت نے پیش از نکاح کفر صریح کا ارتکاب کیا تھا اور بے توبہ و اسلام ان کا نکاح کیا گیا تو قطعاً نکاح باطل، اور اس سے جو اولاد ہو ہوگی ولد الزنا، اس طرح اگر بعد نکاح ان میں کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور اس کے بعد کے جماع سے اولاد ہوئی تو وہ بھی حرامی ہوگی، اس کے سوا وہ کلمات جن پر فتاویٰ وغیرہ میں خلاف تحقیق حکم کفر لکھ دیتے ہیں اور وہ کلمات جن میں کوئی ضعیف مرجوع روایت بھی اگرچہ اور کسی امام کے مذہب میں عدم کفر کی نکل آئے ان کے ارتکاب سے گویا تجدید اسلام و نکاح کا حکم دیں مگر اولاد اولاد زنا نہیں۔

در مختار وغیرہ میں ہے جو چیز بالاتفاق کفر ہو اس کے ارتکاب سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد کی اولاد، ولدِ زنا ہوگی اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اس کے ارتکاب پر توبہ واستغفار اور تجدید نکاح کا حکم ہوگا اھ، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)	فی الدرالمختار وغیرہ مایکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح^۱ اھ، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸: از رامپور افغانان فرنگن محل بزریہ ملاظریف مرسلہ مولوی علیم الدین صاحب چانگامی ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں کہ اس ملک بنگالہ میں زمانہ قدیم سے درمیان عوام بلکہ اکثر خواص کے بھی یہی دستور ہے کہ بعد خواستگاری اور قول اقرار مریبان طرفین اور قبل ایجاب وقبول کے مخطوبہ کو بعد ضیافت برائیان کے مکان میں لا کر اس طور پر نکاح کراتے ہیں کہ چند مریبان عاقدین بالغین وچند بزرگان مجلس کی اجازت سے ایک شخص کو اس مجلس والے وکیل مخطوبہ قرار دے کر اور دو گواہ یا تین چار گواہ کو اس وکیل کے ساتھ کر کے دولہا کی مجلس سے مخطوبہ کے پاس جو قریب پردہ کے اندر بیٹھی ہوئی ہے روانہ کرتے ہیں اب یہ وکیل مخطوبہ کے قریب گواہوں کے ساتھ جا کر مخطوبہ سے اس طرح قبول کراتا ہے کہ اے فاطمہ، زید کی بیٹی! تو نے بکر کو جو خالد کا پسر ہے اس قدر مہر پر جو اس کے اوپر واجب الادا ہوگا اپنی زوجیت میں قبول کیا، تو فاطمہ باواز بلند کہتی ہے کہ میں نے قبول کیا، یا فقط "قبول کیا" کہہ دیا، اور اس قبول مخطوبہ کو گواہان نے بھی سن لیا اب پھر وہ وکیل خاٹب کی مجلس میں اپنے گواہان کے ساتھ حاضر ہوتا ہے تو جو قاضی عقد کرانے کو دولہا کے پاس بیٹھا ہے وہ اس وکیل سے سوال کرتا ہے کہ تو کون ہے، تو وہ وکیل جواب دیتا ہے کہ میں فاطمہ مخطوبہ کا وکیل ہوں، تو قاضی دریافت کرتا ہے کہ تو کیا جانتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ فاطمہ دختر زید نے بکر پسر خالد کو اپنی زوجیت میں قبول کیا ہے اور میں نے قبول کرایا ہے، پھر قاضی سوال کرتا ہے کہ تمہارا کوئی گواہ بھی ہے تو وکیل اپنے گواہوں کی طرف اشارہ کر کے بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ گواہ موجود ہیں تو قاضی پھر ان گواہوں کی طرف متوجہ ہو کر ہر ایک گواہ سے الگ الگ سوال کرتا ہے اور گواہ لوگ اپنی سماعت بیان کرتے ہیں یعنی فاطمہ نے بکر کو قبول کیا، اب جب قاضی کو سماعت شہادت سے فراغت ہوئی توبہ تعلیم قاضی یا خود وکیل مذکور بکر کو قبول

^۱ در مختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۹/۱

کراتا ہے کہ تو نے فاطمہ دختر کو اس قدر (سورپے یا ہزار مثلاً) مہر اپنے ذمہ لے کر قبول کیا یا "قبلت" تو بکر اقرار کرتا ہے کہ میں نے ہندہ کو قبول کیا یا فقط قبول کیا یا "قبلت" کہہ دیا پھر قاضی خطبہ وغیرہ پڑھ کر مجلس عقد ختم کر دیتا ہے تو اب صورت مذکورہ میں فاطمہ اور بکر کا نکاح منعقد ہو آیا نہیں، بر تقدیر اول بعض علماء کو یہ شبہ ہے کہ یہ وکیل مذکور نہ تو مخاطب کی طرف سے مقرر ہو انہ مخطوبہ کی طرف سے، حالانکہ یہ دونوں بالغ ہیں اور بالغ کا نکاح بلا اذن عاقدین کیونکر ہو سکتا ہے، اور بر تقدیر ثانی ہزاروں آدمی حرامزادے قرار پاتے ہیں، اور یہ ایجاب و قبول مذکور کیا قرار پائیں گے، کیا نکاح مذکور بالکل معدوم قرار دیا جائے گا۔ کیا نکاح فضولی سے خارج ہو گیا، بینوا اتوجروا۔

الجواب:

اس مسئلہ میں ابانت جواب اور بتوفیقہ تعالیٰ اصابت صواب محتاج نظر غائر و فکر دقیق۔
۲۹ فاقول: وبالله التوفیق تحقیق مقام یہ ہے کہ سفیر مذکور جسے وہ عوام وکیل مخطوبہ ٹھہراتے ہیں اس کا مخطوبہ و مخاطب دونوں سے خطاب مذکور بصورت استفہام ہے اگرچہ حرف استفہام مقدر ہے اور استفہام وعقد اقسام انشاء سے دو قسم متبائن ہیں تو جہاں حقیقت استفہام مقصود و مفہوم ہو وہ کلام ایجاب یا قبول نہیں قرار پاسکتا ہاں اگر صورت استفہام اور معنی تحقیق عقد مستفاد ہو تو ایجاب یا توکیل متصور ہوگا مگر اس کے لیے قیام قرینہ درکار کیا ہو شان کل مجاز (جیسا کہ ہر مجاز کا تقاضا ہے۔ ت) ولہذا علماء فرماتے ہیں اگر زید نے عمرو سے کہا تو نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اس نے کہا "دی" یا "ہاں" نکاح نہ ہوگا جب تک زید اس کے جواب میں "میں نے قبول کی" نہ کہے، تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے اپنی بیٹی مجھے نکاح کر دی، دوسرے نے جواب میں کہا کہ نکاح کر دی، یا "ہاں" کہہ دیا تو نکاح نہ ہوگا جب تک ایجاب کرنے والا بعد میں یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی، کیونکہ پہلے کا یہ کہنا کہ تو نے اپنی بیٹی مجھے نکاح کر دی، یہ صرف طلب خبر ہے عقد نکاح نہیں ہے، اس کے برخلاف اگر پہلا یہ کہتا کہ تو مجھے نکاح کر دے، تو اس سے دوسرا وکیل بن جاتا اور اس کا "نکاح کر دی" کہنے سے نکاح ہو جاتا۔ (ت)	لو قال رجل لأخ زوجته ابنتك فقال الآخر زوجت اوقال نعم مجيباً له لم يكن نكاحاً ما لم يقل الموجب بعده قبلت لان زوجته استخبار وليس بعقد بخلاف زوجتي لانه توکیل¹۔

¹ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۷۱ء

خلاصہ و خزائنہ المفتین میں ہے:

ایک شخص نے دوسرے کو کہا تو اپنی فلاں لڑکی مجھے بیوی کے طور دے دے، تو دوسرے نے کہا میں نے دی، اس صورت میں اگر وہ لڑکی نابالغہ ہو تو پہلے کے "قبلت" (میں نے قبول کی) کہے بغیر نکاح ہو جائے گا۔ اور پہلے نے یہ کہا کہ تو نے مجھے دی ہے تو دوسرے کے "دے دی" کہنے سے نکاح نہ ہوگا جب تک پہلا "میں نے قبول کی" نہ کہے الخ (ت)	رجل قال لاخر دختر خویش فلانہ مراده بزنی فقال دادم وهي صغيرة ينعقد النكاح وان لم يقل الزوج قبلت ولو قال دادی لايجوز اذا قال دادم مالم يقل الزوج پذير فتم¹ الخ۔

فتاویٰ امام قاضی خان و ہندیہ میں امام ابو بکر محمد بن عقیل الفضل سے ہے:

جب ایک شخص نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ تو نے اپنی بیٹی مجھے نکاح کر دی، تو دوسرے نے جواب میں کہا میں نے نکاح کر دی یا "ہاں" کہا تو نکاح نہ ہوگا مگر یہ کہ بعد میں پہلا شخص "میں نے قبول کی" کہہ دے تو نکاح ہو جائیگا کیونکہ "تو نے نکاح کی" کا لفظ خبر کے حصول کے لیے ہے اور عقد نکاح نہیں ہے، اس کے بخلاف اگر پہلا یوں کہتا ہے کہ "تو مجھے نکاح کر دے" تو بطور توکیل نکاح ہو جاتا ہے اہ اختصاراً (ت)	اذا قال لاب البنت زوجتني ابنتك فقال زوجت او قال نعم لا يكون نكاحاً الا ان يقول له الرجل بعد ذلك قبلت لان زوجتي استخبار وليس بعقد بخلاف قوله زوجني لانه توکیل² اہ باختصار۔

نیز خانیہ میں ہے:

ایک شخص نے دوسرے کو فارسی میں کہا کہ تو نے اپنی لڑکی مجھے دی، تو جواب میں دوسرے نے کہا دے دی، تو نکاح نہ ہوگا۔ (ت)	رجل قال لغيره بالفارسية دختر خویش را مرادادی فقال دادم لا يكون نكاحاً۔³

اسی طرح کتب معتبرہ کثیرہ میں ہے، یہ اصل استفہام کا حکم ہے،

فلا طلاق انما هو بالنظر الى الحقيقة	کلام میں اطلاق حقیقی معنی کے لحاظ سے ہوتا ہے

¹ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب النکاح مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/۲، خزائنہ المفتین کتاب النکاح قلمی نسخہ ۷/۱

² فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح نوکسور لکھنؤ ۱۳۹/۱

³ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح نوکسور لکھنؤ ۱۳۹/۱

اور اگر عام کر دیا جائے تو پھر اس وقت حقیقی معنیٰ مراد لینے کے لیے مجازی معنیٰ (تحقیق عقد) مراد نہ ہونے کی قید ضرور ہوگی۔ (ت)	امالو اطلقت عہ فہی مقبدة حقيقة بما اذا لم يرد به التحقيق۔

یہی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ہنگام ارادہ تحقیق عقد تام ہے۔ فتاویٰ ظہیریہ و خزانیہ المفتین میں ہے:

لو قال بالفارسية دختر خویش مرا دای فقال دادم لا ینعقد النکاح لان هذا استخبار واستیعاد فلا یصیر وکیلا الا اذا اراد به التحقيق دون الاستیلام ¹ ۔	اگر ایک نے دوسرے سے فارسی میں کہا کہ تو نے اپنی لڑکی مجھے دی، تو دوسرے نے کہا "دی" تو نکاح منعقد نہ ہوگا کیونکہ یہ پہلے کا کلام، طلب خبر ہے اور طلب وعدہ ہے لہذا اس کلام سے دوسرا پہلے وکیل نہ ہو سکے گا۔ مگر یہ کہ پہلے نے اپنی کلام سے تحقیق عقد (مجازی معنیٰ) مراد لیا ہو تو نکاح ہو جائے گا اور استفہام کا حقیقی معنیٰ استفسار اور مگنیٰ واستخبار ہو تو نکاح نہ ہوگا۔ (ت)

وجیز امام کروری میں ہے:

قال له دختر خود فلانہ را بن دادم فقال دادم وهي صغيرة انعقد وان لم یقل قبلت لانه توکیل ولو قال بن دای لا، الا اذا قال دادم وقال الزوج پذیر فتم، الا اذا اراد بدای التحقيق ² ۔	ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنی فلاں لڑکی مجھے دے، تو دوسرے نے جواب میں کہا میں نے دی، تو نا بالغ لڑکی ہو تو نکاح ہو جائیگا اگرچہ پہلے نے اس کے بعد "میں نے قبول کی" نہ کہا ہو کیونکہ "اپنی لڑکی دے" کہنا دوسرے کو وکیل بنانا ہے، اور اگر پہلے نے یہ کہا ہو کہ "تو نے مجھے دی" تو پھر نکاح نہ ہوگا مگر اس صورت میں جب دوسرے نے "میں نے دی" کہا اور پہلے نے اس کے جواب "میں نے قبول کی" کہا ہو، ہاں اگر پہلے نے دای کے لفظ سے استفہام کی بجائے تحقیق عقد مراد لی ہو۔ (ت)

یعنی کلام کو اطلاق پر رکھ کر عام کر دیا جائے یوں کہ حقیقت اور مجاز دونوں کو شامل ہو۔ خلاصہ یہ کہ کلام کو حقیقت سے مقید کرنا، دلالت میں اطلاق کو چاہتا ہے، اور کلام کو عام کرنا (حقیقت و مجاز کو شامل کرنا) عدم جواز کی قید کو چاہتا ہے، غور کرو۔ ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عہ: ای جعلت الکلام مطلقاً شاملاً للحقیقة والمجاز وبالجملة فالتقیید موجب للاطلاق والاطلاق موجب للتقیید فافهم ۱۲ منہ۔ غفرلہ۔ (م)

¹ خزانة المفتین کتاب النکاح قلمی نسخہ ۷/۱

² فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۰/۴

محیط و ہندیہ میں ہے:

لا ینعقد النکاح ما لم یقل الخاطب پذیر فتم الا اذا اراد بقول دادی التحقیق دون السوم ^۱ الخ۔	منگنی پوچھنے والا جب تک لڑکی کے باپ کے جواب کے بعد "میں نے قبول کی" نہ کہے گا نکاح نہ ہوگا، مگر یہ کہ اس کے اس کہنے "مجھے تو نے اپنی لڑکی دی" سے مراد منگنی نہ ہو بلکہ تحقیق مراد ہے الخ (ت)

ذخیرۃ العقبی میں ہے:

قوله دادی استخبار فلا یثبت التوکیل به نعم اذا ارید بقوله دادی التحقیق دون السوم ینعقد النکاح وان لم یقل الخاطب پذیر فتم ^۲ الخ۔	ایک کا کہنا "تو نے دی" یہ طلب خبر ہے اس سے توکیل ثابت نہ ہوگی، ہاں اگر "تو نے دی" سے مراد منگنی کی بجائے تحقیق ہو تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ بعد میں یہ کہنے والا "میں نے قبول کی" نہ کہے الخ (ت)

یہی محل ہے اس فرع ذخیرہ و ہندیہ کا:

قیل لامرأة خویش رازن من کردی فقلت کردم ینعقد النکاح وکذا لو قال خویش رازن من گردانیدی فقلت گردانیدم ^۳ ۔	اگر کسی عورت کو یہ کہا گیا تو نے اپنے کو میری بیوی کر دیا تو عورت نے کہا "میں نے کر دیا" تو نکاح منعقد ہو جائے گا، اور یونہی اگر کسی نے عورت کو کہا تو نے اپنے کو میری بیوی بنادیا، تو عورت نے کہا "میں نے بنادیا" نکاح ہو جائے گا (ت)

اور اس فرع محیط و ہندیہ کا:

سئل نجم الدین عن قال لامرأة خویشتن را بهزاردرم بمن بزنی دادی فقلت بالسمع والطاعة قال ینعقد النکاح ولو قالت سپاس دارم لا ینعقد لان الاول	نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ جس نے کسی عورت کو کہا کہ تو نے اپنے کو ہزار مہر کے بدلے میری بیوی کر دیا تو عورت نے جواب میں کہا "سنا اور اطاعت کی" تو انھوں نے فرمایا: نکاح منعقد ہو گیا، اور اگر عورت

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۲۷۱/۱

^۲ ذخیرہ عقبی کتاب النکاح ٹوکسٹور کا پیور ۱۷۶/۲

^۳ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۲۷۱/۱

اجابۃ والثانی وعد ¹ ۔	نے جواب میں یوں کہا "پسند کرتی ہوں" تو نکاح نہ ہوگا کیونکہ پہلا جواب قبولیت ہے اور دوسرا صرف وعدہ ہے۔ (ت)

لاجرم قول فیصل یہ قرار پایا کہ مدار کا مفہوم و مستفاد بنظر احوال و قرائن استعمال پر ہے۔ زید نے کہا تو نے اپنی بیٹی مجھے دی، عمرو نے کہا دی، اگر مجلس منگنی کی تھی منگنی ہوئی اور نکاح کی تھی تو نکاح ہو گیا۔ درمختار میں ہے:

وکذا (ای فی کونہ ایجاباً قولہ) انا متزوجک وجئتک خاطباً لعدم جریان المساومة فی النکاح او هل اعطیتنیہا ان کان المجلس للنکاح فنکاح وان للوعد فوعد ² ۔	یوں ہی الفاظ ایجاب میں سے یہ بھی ہیں "میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں" یا "میں پیغام نکاح دینے کے لیے آیا ہوں" یا "کیا تو نے مجھے اپنی لڑکی دی"، ان صورتوں میں اگر مجلس نکاح ہے تو نکاح قرار پائے گا اور اگر یہ مجلس منگنی ہو تو منگنی قرار پائے گی، کیونکہ نکاح میں بھاؤ جاری نہیں ہوتا (صرف منگنی یا نکاح ہوتا ہے) (ت)

شرح مختصر الطحاوی للاسیحابی پھر شرح قدوری للزاهدی پھر انقرویہ وواقعات المفتین میں ہے:

قال له هل اعطيتنيها فقال اعطيت فان كان المجلس للوعد فوعد وان كان لعقد النكاح فنكاح ³ ۔	ایک نے دوسرے کو کہا تو نے اپنی لڑکی مجھے دی ہے تو دوسرے نے کہا میں نے دی، تو اگر یہ مجلس نکاح ہو تو نکاح ہوگا اور مجلس منگنی ہو تو منگنی ہوگی (ت)

فتح القدير ورد المختار میں ہے:

لما علمنا ان الملاحظة من جهة الشرع في ثبوت الانعقاد ولزوم حكمه جانب الرضى عدينا حكمه الى كل لفظ يفيد ذلك بلا احتمال مساو للطرف الآخر فقلنا لو قال بالمضارع ذى الهمة اتزوجك فقلت زوجت نفسى انعقد و	جب ہمیں معلوم ہوا کہ نکاح کے منعقد ہونے اور اس حکم کے لازم ہونے میں شریعت نے رضا والے پہلو کا لحاظ کیا ہے۔ تو ہم نے اس پر نکاح کے حکم کو ایسے الفاظ تک پھیلایا جو رضا کے اظہار کا فائدہ دے سکتے ہیں بشرطیکہ یہ رضا کے خلاف کا مساوی طور پر احتمال نہ رکھتے ہوں، اس لیے ہم نے یہ کہا کہ اگر کسی نے مضارع واحد متکلم کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے یوں کہا "میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں" تو عورت نے اس کے جواب میں کہا "میں نے اپنا نکاح کیا" تو نکاح ہو جائے گا اگر کسی نے مضارع واحد مخاطب کے صیغہ کو استعمال کیا اور یوں کہا

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۷۱

² درمختار کتاب النکاح مجتبائی دہلی ۱/۱۸۵

³ فتاویٰ انقرویہ کتاب النکاح دار الاشاعة العربیہ قندھار افغانستان ۱/۳۳

"تو اپنی بیٹی مجھ سے نکاح کر دے گا" تو جواب میں دوسرے نے کہا "میں نے کر دیا" جب اس سے وعدہ کا ارادہ نہ ہو تو یہ الفاظ بھی چونکہ رضامندی کا احتمال رکھتے ہیں اس لیے نکاح ہو جائے گا، اسکے بخلاف پہلی صورت میں وعدہ کا احتمال نہیں کیونکہ خود متکلم مضارع کے صیغہ سے اپنی ذات کے بارے میں وعدہ کی خبر نہیں دیتا، جب یہ معاملہ ہے تو اس صورت میں فی الحال نکاح کو قائم کرنا مقصود ہے تو اسی وقت نکاح ہو جائے گا، کیونکہ نکاح میں مذکورہ الفاظ سے بھلاؤ تو مراد نہیں ہو سکتا، تو ایسے الفاظ سے نکاح کا انعقاد اس لیے نہیں کہ یہ الفاظ نکاح کے لیے وضع ہیں بلکہ اس لیے کہ ان الفاظ کا استعمال مقصد کو حاصل کرنے کی غرض سے کیا گیا اور ان سے رضامندی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ہم یہ کہیں گے اگر کسی نے ان الفاظ سے صراحۃً استفہام مراد لیا تو پھر حال کا اعتبار کیا جائے گا، طحاوی کی شرح میں فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کو کہا: "کیا تو نے اپنی بیٹی مجھے دی ہے" تو دوسرے نے جواب میں کہا کہ "میں نے دی ہے" تو اس صورت میں اگر مجلس منگنی ہو تو یہ منگنی ہوگی اور یہ مجلس نکاح ہو تو نکاح ہوگا (ت)

فی المبدوء بالتاء تزوجنی بنتک فقال فعلت عند عدم قصد الاستبعاد لانه يتحقق فيه هذا الاحتمال بخلاف الاول لانه لا يستخبر نفسه عن الوعد واذ كان كذلك والنكاح مما لايجرى فيه المساومة كان للتحقيق في الحال فأنعقد به لا باعتبار وضعه للانشاء بل باعتبار استعماله في غرض تحقيقه واستفادة الرضى منه حتى قلنا لو صرح بالاستفهام اعتبر فهم الحال، قال في شرح الطحاوی لو قال هل اعطيتنيها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد فنكاح¹ اھ

اس تحقیق ایتق سے عبارات ملتئم ہو گئیں اور حکم منتظم وتمام الکلام علی مسألة الاستفہام فیما علقنا ہ علی رد المحتار (اور مسئلہ استفہام پر مکمل کلام رد المحتار پر ہمارے حاشیہ میں ہے۔ ت) جب یہ اصل متضخ ہو لی اب صورت مستفسرہ کی طرف چلے، شخص مذکور کہ مجلس خاطب سے اٹھ کر مخطوبہ کے پاس جاتا ہے جبکہ اس سے پہلے نہ مخاطب سے اذن لیا نہ مخطوبہ سے، اور وہ دونوں بالغ ہیں کہ ان کے معاملہ میں غیر کا اذن کوئی چیز نہیں تو اسے وکالت سے کیا علاقہ، یقیناً فضولی محض ہوتا ہے مگر ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

¹ رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۳

کے نزدیک عقد فضولی محض فضول و نامقبول نہیں بلکہ منعقد ہو جاتا ہے اور اجازت صاحب اجازت پر موقوف رہتا ہے کما نصوا علیہ فی الکتب قاطبۃ (جیسا کہ فقہاء نے تمام کتابوں میں اس پر نص کی ہے۔ ت) پس اگر اس کلام سے کہ یہ فضولی مخطوبہ سے کہتا ہے تحقیق عقد مراد و مفہوم ہوتی تو اس وقت انعقاد نکاح میں شبہ نہ تھا اس کا کلام ایجاب ہوا اور مخطوبہ کا جواب قبول۔ عقد موقوفاً منعقد ہو گیا۔ اس کے بعد جب فضولی مذکورہ خواہ دوسرے شخص نے مخاطب کو اس کی خبر دی اور اس نے اظہار قبول کیا، یہ صراحۃً اس عقد موقوف کی تنقید ہوئی اور نکاح تام و نافذ ہو گیا، "قبول کیا میں نے" اور "قبول کیا" دونوں یکساں ہیں کہ جب "تو نے قبول کیا" کے جواب میں "قبول کیا" کہا تو اس کے صاف یہی معنی ہوئے کہ "میں نے قبول کیا" لان السؤال معاد فی الجواب (کیونکہ جواب میں سوال کا اعادہ معتبر ہوتا ہے۔ ت) ذخیرہ و ہندیہ میں ہے:

قبیل لامرأة خوشن را ہلاں بزنہ داری فقالت داد و قیل للزوج پذیرفتی فقال پذیرفت ینعقد النکاح وان لم تقبل المرأة دادم والزوج پذیرفتم ¹ ۔	اگر کسی عورت کو کہا کہ "تو نے اپنے کوفلاں کی بیوی بنادیا" تو عورت نے جواب میں کہا "بنادیا" تو خاوند کو کہا گیا "تو نے قبول کیا" اس نے کہا "قبول ہے" تو نکاح ہو جائیگا اگرچہ عورت اور مرد نے "میں نے قبول کیا" یا "میں نے اپنا نکاح دیا" نہ کہا ہو۔ (ت)

اصلاح و ایضاح میں ہے:

قولہما داد پذیرفت بعد دای و پذیرفتی جواب و قبول لمان العرف فان جواب مثل هذا الكلام قد یذکر بالیمیم وبدونه کفر و خست و خرید فی البیع ² ۔	"تو نے دی، تو نے قبول کی" کے الفاظ کے بعد صرف "دی" "قبول کی" کہنا عرف کی بنا پر ایجاب و قبول ہے، کیونکہ ایسی کلام کے جواب میں متکلم کا صیغہ ضروری نہیں ہے۔ جیسے بیع میں صرف "خرید و فروخت" کا لفظ استعمال کر لیا جاتا ہے۔ (ت)

۳۰ قول: جب فارسی میں داد و دادم و پذیرفت و پذیرفتم کا ایک حکم ہے تو اردو میں بدرجہ اولیٰ

فان صیغۃ الماضی بالفارسیۃ للغائب	کیونکہ فارسی میں ماضی غائب اور متکلم کا صیغہ

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۷۷

² اصلاح و ایضاح

علیحدہ ہے جبکہ ہماری زبان میں ماضی غائب، حاضر اور متکلم کا ایک ہی صیغہ ہے جو صرف ضمیر یا اسم ظاہر کی تبدیلی میں فرق پیدا کرتا ہے، آپ دیکھیں کہ فارسی والے اوکرد، توکردی اور من کردم، ہر ایک کے لیے علیحدہ صیغہ استعمال کرتے ہیں، جبکہ ہم سب کے لیے صرف "کیا" کہتے ہیں، اس نے قبول کیا، تو نے کیا، میں نے کیا، اور یوں ہی ہماری زبان میں فعل کا بھی ایک ہی صیغہ ہے جو ضمیر لگانے سے غائب، حاضر اور متکلم کا فرق ظاہر کرتا ہے مثلاً وہ آیا، تو آیا، میں آیا، البتہ واحد و جمع اور مذکر و مؤنث کے لحاظ سے لازم کے چار صیغے ہیں، آیا، آئی، واحد مؤنث و مذکر کے لیے آئے اور آئیں جمع مذکر و مؤنث کے لیے ہیں، اور فعل متعدی کا صرف ایک صیغہ ہے، اور یہ، کیا، ہے اس کو بھی ضمیر لگا کر واحد مذکر و مؤنث، جمع مذکر و مؤنث کے ساتھ غائب، حاضر متکلم کا فرق کیا جاتا ہے مثلاً اس نے کیا، تو نے کیا، میں نے کیا، غرضیکہ اردو میں فعل لازم اور متعدی کے لیے غائب، حاضر اور متکلم کا ضمیروں کے بغیر کوئی فرق نہیں ہے، اس بحث سے واضح ہو گیا کہ بعض کا خیال غلط ہے کہ شادی کا پیغام دینے والے پہلے شخص کا دوسرے کے "میں نے دی" کے جواب میں صرف "قبول کی" کہنا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ "میں نے" ذکر نہ کرے کیونکہ اس سے قبول کرنے والے کا تعین نہیں ہوتا لہذا "میں نے قبول کی" کہنا ضروری ہے (اس خیال کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں غائب، حاضر متکلم کے لیے صیغہ کا فرق نہیں ہے)۔ (ت)

غیرھا للمتکلم بخلاف لساننا فانما هی صیغۃ واحدة للغائب والحاضر والمتکلم جمیعاً وانما یفرق بالضمائر او ذکر الظاهر الاتری ان الفرس تقول اوکردو توکردی ومن کردم ونحن نقول فی الکلم اس نے کیا، تو نے کیا، میں نے کیا ومن کذلک فی الفعل اللازم وہ آیا تو آیا میں آیا وانما یفرق فیہ بین الواحد والجمع والمذکر والمؤنث فصیغہ فی اللازم اربع آیائی للواحد المذکر والمؤنث وآئی آئیں للجمعین کذلک وفی المتعدی صیغۃ واحدة للکل وهو کیا مثلاً سواء اسندتہ الی اس او انھوں او تو او ہم للذکر والذکور او الاثنی والاثنتی اولہم ذکرانا واثنتا ولا فرق بین الغائب والحاضر والمتکلم فی شیئی منہما اصلاً بہ تبیین بطلان زعم من یزعم ان قول الخاطب قبول کی بدون میں نے لاینعقد بہ النکاح لعدم تعین القابل۔

مگر تقدیر مذکور سوال سے ظاہر یہ ہے کہ فضولی کا مخطوبہ سے وہ کلام بقصد انشاء عقد نہیں ہوتا، نہ وہ مجلس مجلس عقد سہجی جاتی ہے بلکہ اسے اپنے زعم میں ہندہ سے طلب اذن کی مجلس سمجھتے اور اس گفتگو کو استیذان جانتے اور مجلس عقد مجلس کو قرار دیتے ہیں جب یہ وہاں سے واپس آکر مخاطب سے خطاب کرتا ہے

ولہذا پلٹ کر قاضی کے پاس جاتا ہے جو عقد کرانے کو دولہا کے پاس بیٹھا ہے اور اس کے سوال پر اپنے آپ کو وکیل مخاطبہ ظاہر کرتا ہے اور اس کے قبول یعنی رضا سے خبر دیتا ہے، ان قرآن واضحہ سے مجلس مخاطبہ کا مجلس عقد نہ ہونا ظاہر، اور لا اقل اتنا تو بدیہی کہ ارادہ عقد ظاہر نہیں، معنی مجاز مراد نہ ہو سکے کو اس قدر بس ہے۔

کیونکہ مجاز ایسے قرینے کا محتاج ہے جس سے متکلم کا ارادہ واضح ہو سکے۔ تو جہاں ایسا قرینہ نہ ہو جو مراد کو واضح کر سکے وہاں اس معنی مجازی کو مراد نہیں لیا جاسکتا، جیسا کہ محقق علی الاطلاق کے قول "غیر کا مساوی احتمال نہ ہو" سے واضح معلوم ہوا، جب معاملہ یہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے تو استفہام کا مجازی معنی، تحقیق عقد قرینہ کے بغیر مراد لینا درست نہ ہوگا، جیسا کہ آپ نے سمجھ لیا۔ (ت)	فان المجاز مفتقر الى قرينة تظهر ارادته فحيث لا قرينة ترجح جانبه لاتصح ارادته كما علمت من قول المحقق على الاطلاق بلا احتمال مساو للطرف الاخر واذ كان الامر ما وصفنا لم يصح جعل الاستفهام تحقيقا كما دريت۔

اب قول مخاطبہ کو ایک رکن عقد یعنی ایجاب و قبول قرار دیجئے تو باطل محض ہے کہ اس ایجاب کا قبول جا کر دوسری مجلس مخاطبہ میں ہوگا اور کوئی ایجاب مجلس سے باہر قبول پر موقوف نہیں رہ سکتا۔

جیسا کہ فقہاء کرام نے عام کتب میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ نہر اور در میں ہے کہ ایجاب و قبول کے معتبر ہونے میں مجلس کا اتحاد ضروری ہے، اور تنویر اور اس کی دونوں شروحوں میں ہے کہ ایجاب مجلس سے کسی غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہ ہوگا، تمام عقود، نکاح و بیع وغیرہما یہی حکم ہے کہ ایجاب بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے اور اس کو اجازت لاحق نہیں ہوتی۔ (ت)	كما نصوا عليه في عامة الكتب وفي النهر والدر من شرائط الايجاب والقبول اتحاد المجلس¹ وفي التنوير وشرحيه لايتوقف الايجاب على قبول غائب عن المجلس في سائر العقود من نكاح وبيع وغيرهما بل يبطل الايجاب ولا تلحقه الاجازة اتفاقاً²۔

اور اگر توکیل ٹھہرائیں تو اس کی طرف بھی راہ نہیں، توکیل دوسرے کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب بنانا ہے انابت کا اصلاً کوئی ذکر نہ کلام شخص مذکور میں تھا نہ کلام مخاطبہ میں، تو اس کا حاصل صرف اس قدر ہوا کہ مخاطبہ نے اس کے سامنے زید کے ساتھ اس قدر مہر پر اپنے نکاح کی رضا ظاہر کی، یہ توکیل نہ ہوئی۔

¹ درمختار کتاب النکاح مطبع مجتہائی دہلی ۱۸۶۱

² درمختار شرح تنویر الابصار باب الکفاءة مطبع مجتہائی دہلی ۱۹۶۱

تنویر الابصار میں ہے:

ہو اقامة الغیر مقام نفسه فی تصرف جائز معلوم ¹ ۔	وہ یہ کہ غیر کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنے قائم مقام بنانا۔ (ت)

علماء فرماتے ہیں زید و عمرو سے کہا کاش! تو میرا نکاح فلاں عورت سے کر دیتا، اس نے کر دیا، یہ نکاح، نکاح فضولی ہوا، حالانکہ یہاں صراحۃً عمرو سے استعانت تھی تو مجرد اس قدر کہ اس نے کہا تو فلاں سے نکاح پر راضی ہے؟ اس نے کہاں "ہوں" کیونکہ تو کیل ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ خیر یہ میں ہے:

سئل فی رجل قال کل امرأة تزوجها فھی طالق ثم قال بمجلس لرجل لیتک تزوجنی فلانة هل اذا زوج یحنت امر لا اجاب لایحنت لانه لم یتزوج بل زوج والمزوج فضولی بلا شک والحال هذه ² الخ۔	ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے کہا ہو کہ جس عورت سے بھی نکاح کروں اس کو طلاق ہے، پھر اس شخص نے کسی مجلس میں ایک آدمی کو کہا کاش تو فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے، تو اس آدمی نے اس کا نکاح اس عورت سے کر دیا، تو کیا حانت ہو گا یعنی اس عورت کو طلاق ہو جائیگی یا نہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ طلاق نہ ہوگی کیونکہ اس نے خود نکاح نہیں کیا بلکہ اس کا نکاح ایک غیر شخص (فضولی) نے کیا ہے اور بلا شک معاملہ یہی ہے الخ (ت)

بالجملہ اس وقت تک کی جو کارروائی تھی لغو و فضول گئی، اب رہا وہاں سے واپسی کے بعد شخص مذکور کا خطاب سے خطاب، یہاں ضرور تحقیق عقد ہی مقصود ہے کہ ان کے زعم میں مجلس مخطوبہ مجلس توکیل تھی اب کہ یہ اپنے نزدیک وکیل بن کر آیا اس مجلس عقد میں عقد کرتا ہے تو یہ استفہام حقیقۃً ایجاب ہوا اور زوج کا کہنا قبول کیا قبول۔

³ اقول: وبالله التوفیق، تحقیق مقام یہ ہے کہ استفہام ہنگام ارادہ تحقیق مفید معنی امر ہوتا ہے

قال الله تعالى فَمَنْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ اِیْ اَنْتَهُوَا ³	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم باز آؤ گے؟ اس سے مراد یہ ہے

¹ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الوکالة مطبع مجتبائی دہلی ۱۰۳/۲

² فتاویٰ خیر یہ کتاب النکاح فصل فی نکاح الفضولی دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۷

³ تفسیر جلالین تحت الآیۃ فَمَنْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ اصح المطابع دہلی ص ۱۰۶

وقال تعالى أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝ اِی اصبروا¹ وقال صلى الله تعالى عليه وسلم هل انتم تاركوا لى صاحبى² اى اترکوا۔	یہ ہے کہ باز آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا تم صبر کرو گے۔ اور تیرا رب تعالیٰ بصیر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ صبر کرو، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھے میرے صاحب کے بارے میں چھوڑ دے گے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ تم چھوڑ دو (ت)

تو "تو نے قبول کیا"؟ بمعنی "قبول کر" ہے، اور امر میں اگرچہ ہمارے علما مختلف ہوئے کہ وہ توکیل ہے یا ایجاب۔

فى الدر المختار زوجنى او زوجينى نفسك اوكونى امرأتى ليس بايجاب بل توکیل ضمنى وقيل ايجاب ورجحه فى البحر³ اه مختصرا وفى رد المحتار مشى على الاول فى الهداية والمجمع ونسبه فى الفتح الى المحققين وعلى الثانى ظاهر الكنز واعترضه فى الدرر بأنه مخالف لكلامهم واجاب فى البحر والنهر بأنه صرح به فى الخلاصة والخانية قال فى الخانية ولفظة الامر فى النكاح ايجاب وكذا فى الخلع والطلاق والكفالة والهبة اه قال فى الفتح وهو الحسن⁴ الخ۔	در مختار میں ہے: تو میرا نکاح کر دے، اے عورت تو میرا نکاح کر، یا اس کو کہا تو میری بیوی ہو جا، تو یہ کلمات ایجاب نہ ہوں گے بلکہ ضمناً توکیل ہوگی، بعض نے کہا کہ یہ ایجاب ہے، اور بحر میں اس کو ترجیح دی ہے اھ مختصراً، اور رد المحتار میں ہے کہ ہدایہ اور مجمع میں پہلے قول کو اپنایا ہے اور اس کو فتح میں محققین کی طرف منسوب کیا ہے اور دوسرے پر کنز نے ظاہر کہا ہے، اور اس پر درر میں اعتراض کیا ہے کہ یہ علماء کے قول کے مخالف ہے، اور اس کا جواب بحر اور نہر میں یہ دیا گیا کہ خلاصہ اور خانیہ میں اس پر تصریح کی ہے، اور خانیہ میں فرمایا کہ امر کا لفظ نکاح میں ایجاب ہوتا ہے اور خلع، طلاق، کفالہ اور ہبہ میں بھی ایجاب ہے، اور فتح میں فرمایا کہ یہ احسن ہے الخ (ت)

اور قول توکیل پر یہاں انعقاد نکاح میں دقت ہوتی کہ یہ شخص خابط کو توکیل کرنے والا کون، نکاح کا توکیل

¹ تفسیر جلالین تحت الآیة اتصبرون وكان ربك بصيرا اصح المطابع کراچی ص ۳۰۴

² صحیح بخاری باب فضل ابی بکر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۱۷

³ در مختار کتاب النکاح مجتبائی و ہلی ۱/۱۸۵

⁴ رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۳

بالنکاح تو دوسرے کو وکیل کر سکتا ہی نہیں، فضولی کیا چیز ہے،

خلاصہ یہ ہے اگر وکیل نے کسی کو کہا کہ تو اپنی لڑکی فلاں کو دے، تو باپ نے جواب میں "میں نے دی" کہا، تو جب تک اس کے بعد وکیل "میں نے فلاں کے لیے قبول کی" نہ کہے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ کہ وکیل از خود دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا اھ، مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس پر کوئی معترض یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ جب نکاح کا وکیل دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا تو دوسرا فضولی قرار پائے گا، اور فضولی کا عقد نافذ نہیں ہوتا اگرچہ عقد کی حد تک ہو جاتا ہے تو یہاں "منعقد نہ ہوگا" کا معنی "نافذ نہ ہوگا" ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فضولی کو نکاح کر دینے کا اختیار نہ ہونے کے باوجود اگر وہ نکاح کر دے تو اس کا نفاذ موقوف رہتا ہے تو یہاں بھی وکیل کی توکیل موقوف ہو کر نافذ کرنے والے کی اجازت سے نافذ ہو جائے گی، بحر کے بیوع میں کہا ہے کہ فقہاء کرام کے بیان کردہ جزئیات سے ظاہر ہے کہ وہ امور جن میں توکیل جائز ہے اگر ان امور کو فضولی از خود سرانجام دے تو یہ امور موقوف رہیں گے ماسوائے کسی شرط کے ساتھ خرید کے اھ، تو ظاہر ہے کہ وکیل بنانا بھی ان امور میں سے ہے جن میں توکیل جائز ہے، تو ظاہر ہوا یہاں بھی فضولی کا تصرف جائز ہونا موقوف ہوگا، اگر وکیل کی قبولیت کے بغیر باپ کے "دے دی" کہنے سے

فی الخلاصة لو قال الوکیل بالنکاح ہب ابنتک لفلان فقال الاب و ہبت لا ینعقد النکاح ما لم یقل الوکیل بعدہ قبلت لان الوکیل لا یملک التوکیل^۱ اھ وان کان یترا ای لی ان لقائل ان یقول لعل لا ینعقد فیہ بمعنی لا ینفذ فأنہ ان لم یملک کان توکیل فضولی فکان ماذا الا تری ان الفضولی لا یملک التزوید ولو زوج لحصل الزواج ولو موقوفاً فکذا ینبغی ان تحصل بتوکیلہ الوكالة وان توقف نفاذہ علی تنفیذ من له التنفیذ قال فی البحر من البیوع الظاہر من فروعہم ان کل ما صح التوکیل بہ فأنہ اذا بأشیرہ الفضولی یتوقف الا الشراء بشرطہ^۲ اھ و معلوم ان التوکیل مباح صح بہ التوکیل فالظاہر الانعقاد موقوفاً وان ارید عدمہ اصلاً ما لم یقل الوکیل قبلت فالتعلیل الصحیح الواضح ما فاد العلامة الفہامۃ علی المقدسی

^۱ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب النکاح مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳۰/۲

^۲ البحر الرائق فصل فی بیع الفضولی ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۵۱/۶

بالکل نکاح نہ ہونا مراد ہو تو پھر اس کی واضح وجہ وہ ہے جس کو علامہ مقدسی نے بیان فرمایا ہے کہ وکیل کا لڑکی کے باپ کو "اپنی فلاں کو دے" کہنا امر اور طلب ہے جو کہ مستقبل کا صیغہ ہے اور فی الحال تحقق مراد نہیں، لہذا عقد تام نہ ہوگا، اس کے خلاف ہے وہ صورت جس میں خود مرد نے کہا کہ "تو اپنی لڑکی مجھے نکاح کر دے" تو یہاں منگنی وغیرہ کے بعد، یہ کلام اثبات و تحقق میں ظاہر ہے اور یہی ایجاب ہوتا ہے کہ بحر میں ظہیر یہ سے نقل میں اسی وجہ کو معین کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایک نے کہا کہ "تو اپنی بیٹی میرے بیٹے کو دے" دوسرے نے کہا "میں نے دی" تو اس وقت نکاح صحیح نہ گا بلکہ لڑکے کے باپ کو اس کے بعد "میں نے قبول کی" کہنا ضروری ہوگا کہ تو یہاں لڑکے کے باپ کے بارے میں یہ خیال کرنا درست نہیں کہ یہ وکیل بنانے کا مالک نہیں ہے (ت)	ان قول الوکیل هب ابنتك لفلان ظاهر في الطلب وانه مستقبل لم يرد به الحال والتحقيق لم يتم به العقد بخلاف زوجي بنتك بكذا بعد الخطبة ونحوها فانه ظاهر في التحقيق والاثبات الذي هو معنى الايجاب¹ اه ويعينه عيناً ما في البحر عن الظهيرية لوقال هب ابنتك لابني فقال وهبت لم يصح ما لم يقل ابو الصغير قبلت² اه فلا مساغ ههنا لزعم ان الاب لا يملك التوكيل۔

مگر نظر فقہی حاکم ہے کہ یہ امر بالاتفاق مفید ایجاب اور ان دقتوں سے برکراں ہو،

کیونکہ یہ قبول کرنے کی درخواست ہوتی ہے اور جواب میں قبول سے مراد رضا مندی ہوتی ہے، اور فضولی شخص اگر لڑکی کو کسی کے لیے نکاح کی درخواست کرے تو یہاں بھی مقصود ہوتا ہے کیونکہ اس کا رروائی کا مقصد صرف لڑکی کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے نہ کہ نکاح مکمل کرنا ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے، اور جہاں مجلس نکاح میں یہ بات کہی جائے تو اس سے نکاح کا ایک رکن مراد ہوتا ہے جیسا کہ زیر بحث مسئلہ میں ہے، قبول کا	فانه امر بالقبول والقبول يطلق ويراد به الرضا وهو المحمل في قول الفضولي المذكور للمخطوبة لعدم ارادتهم اذ ذلك الاستبانة رضاً لها من دون تنميم العقد كما قدمنا، ويراد به احد ركني العقد وهو المراد ههنا حيث المراد تحقيق العقد وهذا القبول وجوده الاتلو الايجاب في رد المحتار

¹ رد المحتار بحوالہ العلامة المقدسی کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۲

² البحر الرائق کتاب النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸۲/۳

لفظ یہاں پر ایجاب کا جواب ہوتا ہے، ردالمحتار میں یہ اشارہ دیا کہ عاقدین میں سے پہلے کا کلام ایجاب اور دوسرے کا قبول کھلائے گا، خواہ مرد کا پہلا کلام ہو یا عورت کا۔ اب منخ کے قول کہ "قبول پہلے متصور نہیں ہو سکتا" الخ تو اس پر قبول کرنے کی درخواست اقتضاءً ایجاب پر مشتمل ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ تو میری طرف سے ایک ہزار کے بدلے میں اپنا غلام آزاد کر دے، تو یہ قول ضمناً بیع پر مشتمل ہے (یعنی مجھے فروخت اور پھر آزاد کر) اور جیسا کہ کوئی غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس پر مالک اس کو کہے "تو رجعی طلاق دے" تو مالک کا یہ کہنا موقوف نکاح کو جائز قرار دینا ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے، کیونکہ رجعی طلاق نکاح کے بعد ہی ہو سکتی ہے لہذا رجعی طلاق کا حکم، نکاح کی اجازت متصور ہوگا، جیسا کہ ردالمحتار میں ہے، یہ مجھے بالکل واضح معلوم ہوا ہے، اور اگر یہ قول قابل قبول نہ بھی ہو تو ایجاب والے قول کے بارے میں فتح کا یہ کہنا کہ "یہ احسن ہے" اس کے لیے ترجیح اور تصحیح قرار پائے گا جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔ (ت)	اشار الى ان المقدم من كلام العاقدین ایجاب سواء كان المتقدم كلام الزوج او كلام الزوجة والمتاخر قبول، ح عن المنح فلا يتصور تقديم القبول¹ الخ فالامر بالقبول يتضمن الايجاب على جهة الاقتضاء كقوله اعتق عبدك عني بآلف يتضمن البيع كذلك وكما ان العبد لو تزوج بلاذن مولاه فقول المولى له طلقها رجعية اجازة للنكاح الموقوف²، كما في الدر المختار لان الطلاق الرجعي لا يكون الا بعد النكاح الصحيح فكان الامر به اجازة اقتضاء³ كما في ردالمحتار هذا ما ظهر لي وهو ظاهر جلي وان ابیت فالقول بالايجاب مرجح مصحح بقول الفتح هو احسن كما علمت۔

بہر کیف یہاں آکر اس نکاح کے منعقد ہو جانے میں شبہ نہیں مگر از آنجا شخص مذکور فضولی تھا اجازت مخطوبہ پر موقوف رہا، اب اگر بعد وقوع نکاح اس کی خبر پا کر قبل اس کے کہ مخطوبہ سے کوئی قول یا فعل دلیل رد و ابطال صادر ہو تو گنا یا فعلًا یا سکوتًا اجازت پائی گئی تو نکاح صحیح و تام و نافذ ہو گیا۔ اجازت قولی یہ کہ مثلاً مخطوبہ کہے میں راضی ہوئی مجھے منظور ہے یا اچھا کیا الحمد للہ، اور فعلی یہ کہ مثلاً بے جبر و اکراہ شوہر کو خلوت

¹ ردالمحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۳

² درمختار باب نکاح الرقیق مجتبائی دہلی ۱/۲۰۴

³ ردالمحتار باب نکاح الرقیق دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۷۳

میں اپنے پاس آنے دے یا اس سے مہر یا نقد طلب کرے یا اور کوئی فعل کہ دلیل رضا ہو، اور سکتی یہ کہ خود ولی یا اس کا رسول یا ایک ثقہ پر بیزگار جس کی عدالت معلوم متحقق ہو یا دو مستور الحال جن کا فق معلوم نہ ہو مخطوبہ کو نکاح کی اطلاع دیں اور وہ شوہر کو پہچانتی ہو اور وہ اس کا کفو بھی ہو یعنی دین یا نسب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں ایسی کمی نہ رکھتا ہو کہ اس سے نکاح اولیاء مخطوبہ کے لیے عار ہو، اس صورت میں مخطوبہ یہ خبر سن کر خاموش ہو رہے تو یہ سکوت بھی اجازت سمجھا جائے گا وقد فصلنا القول فی کل ذلک فی فتاؤنا (اس تمام بحث کو ہم اپنے فتاویٰ میں بیان کر چکے ہیں۔ ت) بالجملہ یہ صورت رائج دقت سے خالی نہیں خصوصاً بعد استماع خبر اظہار نفرت واقع ہو جیسا کہ بلاد ہندوستان میں اکثر دختران دوشیزہ کا معمول ہے جب تو نکاح صاف رد ہو جائے گا کہ پھر مخطوبہ کے جائز کئے بھی جائز نہیں ہو سکتا لہذا اس طریقے کی تبدیلی ہی واجب و مناسب ہے یا تو شخص متوسط پہلے مخاطب سے اذن و وکالت حاصل کر کے جائے اور وہاں جو کلام مخطوبہ سے کہتا ہے اس سے تحقیق عقد مقصود رکھے کہ مخطوبہ سے اسی قدر گفتگو پر نکاح تام و نافذ ہو جائے، یا مخطوبہ سے یہ الفاظ نہ کہے بلکہ اپنے لیے اذن و وکالت لے کہ تو نے فلاں ابن فلاں کے ساتھ اتنے مہر پر اپنا نکاح کرنے کے لیے مجھے وکیل کیا۔ مخطوبہ کہے ہاں، پھر وہاں سے آ کر خود یہی شخص مخاطب سے کہے میں نے فنانہ بنت فلاں بن فلاں کو اتنے مہر پر تیرے نکاح میں دیا تو نے قبول کیا، مخاطب کہے ہاں، یا یہی الفاظ رکھنا چاہیں تو اول ہی مخطوبہ سے جو گفتگو کی جاتی ہے اسے مجلس توکیل و طلب رضانہ سمجھیں بلکہ اسی کو مجلس عقد سمجھیں، اور شخص مذکور وہ الفاظ بقصد تحقیق عقد ہی مخطوبہ سے کہے کہ نکاح وہیں منعقد ہو جائے پھر مخاطب کا قبول اس کی تنفیذ قرار پائے۔

یہ سب تفصیل کہ مذکور ہوئی اس صورت میں ہے کہ مخطوبہ جلسہ مخاطب سے اتنی دور بیٹھی ہو کہ اس کا کلام یہاں والے نہ سنیں یا وہ قبول کیا کہہ کر اٹھ جائے اس کے بعد مخاطب سے گفتگو آئے یا جب مخطوبہ نے قبول کیا کہہ لیا اس کے بعد مخاطب اٹھ کھڑا ہو پھر اس سے کہا گیا کہ ان صورتوں میں مجلس متبدل ہوگی یا شہود ان دونوں کا کلام معانہ سنیں گے اور اگر وہ اس قدر بیٹھی ہے کہ اہل جلسہ مخاطب نے اس کا قبول کیا، کہنا سنا اور ابھی مخاطب و مخطوبہ ویسے ہی بیٹھے ہیں کہ مخاطب سے آ کر بیان کیا گیا اور اس نے قبول کیا کہہ کہ مجلس واحد میں دونوں کا کہنا حاضرین میں کم از کم دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں نے معانہ سنا اور سمجھا تو نکاح کی صحت و تمامی میں اصلاً کلام نہیں، اب یہ بیچ کا شخص محض لغو و فضولی ہوگا اور مخاطب و مخطوبہ ہی کا کلام ایجاب و قبول ہوگا

اس کو ہم پہلے اصلاح، ایضاح، ذخیرہ اور

وذلك ما قد مناعن الاصلاح والايضاح

ہندیہ سے نقل کر چکے ہیں کہ اگر کوئی شخص عورت کو کہے کہ تو نے فلاں کو اپنا نکاح دیا؟ تو عورت نے دادم کی بجائے داد کہا، پھر اس شخص نے مرد کو کہا کہ تو نے قبول کی؟ تو اس نے "میں نے قبول کی" کے بجائے صرف "قبول کی" کہا تو نکاح صحیح ہوگا، وقایہ اور اس کی شرح صدر الشریعہ میں ہے کہ جب عورت کو کہا جائے کہ تو نے فلاں کو بیوی ہونا دیا، تو عورت نے صرف "دیا" کہا اور پھر خاوند کو کہا گیا تو نے قبول کی، تو اس نے بھی صرف "قبول کی" کہا تو نکاح صحیح ہے جیسا کہ بیع کی صورت میں بائع کو کہا گیا کہ تو نے بیچی، تو اس نے جواب میں "بیچی" کہا ہو اور "میں نے بیچی" نہ کہا، پھر خریدار کے ساتھ بھی یہی سوال وجواب ہوا تو بیع ہو جائے گی اھ (ت)	والذخيرة والهنديہ من قول قائل للمرأة دادي فقلت داد ثم للزوج پذیر فتی فقال پذیرفت¹ وفي الوقایة وشرحها لصدر الشريعة اذا قيل للمرأة خويشتن را بزنی فلاں دادي فقلت داد ثم قيل للزوج پذیر فتی فقلت پذیرفت بحذف الميم يصح النكاح كبيع وشراء ای اذا قيل للبائع فروختی فقال فروخت ثم قيل للمشتري خريد فقال خريد يصح البيع² اھ

اور عورت کا پردے میں ہونا تغیر مجلس کا مقتضی نہیں، نہ صحت نکاح میں نخل ہو سکے جبکہ مخاطبہ دو شاہدوں کو عیناً یا تسمیہ معلوم ہو۔

ہندیہ میں ذخیرہ سے اور انھوں نے فتاویٰ ابی الیث کے حوالے سے ذکر کیا کہ ایک شخص نے لوگوں کو کہا کہ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کمرہ میں موجود عورت سے نکاح کیا اور عورت نے اندر سے جواب دیا کہ "میں نے قبول کیا" گواہوں نے عورت کی یہ بات سن لی اور عورت کو دیکھا نہیں، اگر عورت اس کمرہ میں اکیلی تھی تو نکاح ہو جائے گا الخ قلت (تو میں کہتا ہوں) حجاب مجلس کو تبدیل نہیں کرتا، صرف شرط یہ ہے کہ وہاں	في الهندية عن الذخيرة عن فتاوى ابی الیث، رجل قال لقوم اشهدوا انی تزوجتہ هذه المرأة التي فی هذا البيت فقلت المرأة قبلت فسمع الشهود مقالتهما ولم يروا شخصهما فان كانت فی البيت وحدها جاز النكاح³ الخ قلت فافا دان الحجاب لا یغیر المجلس وانما اشترط كونها

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۷۲

² شرح وقایہ کتاب النکاح الباب الثانی مجتبائی دہلی ۱/۲

³ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۶۸

وحدھا لانه لم یسبھا وتعریف الغائب عند الاحتمال انما یكون بالتسبیه وفي الهندیة ایضاً عن محیط السرخی ان كانت حاضرة متنقبة ولا یعرفها الشهود جاز النکاح وهو الصحیح^۱۔	عورت اکیلی ہو کیونکہ مرد نے اس کا نام ذکر نہیں کیا جبکہ شبہ کی صورت میں عورت غائبانہ کی پہچان اس کے نام سے ہوتی ہے اور ہندیہ میں محیط سرخی سے بھی منقول ہے کہ اگر وہ نقاب اوڑھے مجلس میں حاضر ہو اور گواہ نام نہ جانتے ہوں تو بھی نکاح جائز ہوگا، یہی صحیح ہے۔ (ت)

اسی طرح قبول خاٹب میں اپنا وقفہ کہ شخص مذکور وہاں سے اٹھ کر یہاں آیا اور قاضی سے وہ گفتگو ہوئی، گواہیاں لی گئیں، اس کے بعد خاٹب سے کہا گیا تو اس نے قبول کیا کچھ مضر نہیں جبکہ مجلس متبدل نہ ہو کہ قبول فوراً ہونا ضرور نہیں فی رد المحتار عن البحر اما الغور فلیس من شرطه^۲ (رد المحتار میں بحر سے منقول ہے لیکن فوراً ہونا ضروری شرط نہیں اھ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹: مرسلہ حضرت نور العارفین دام ظلہم المبین از سینا پور تاسمن گنج ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۰۹ھ بخد مت عالمان تبحر التماس ہے مثلاً کوئی لڑکا کہ عمر اس کی تیرہ چودہ برس کی ہے اور نابالغ ہے اپنے گھر کے عورات کو لے کر میلہ ہنود میں جاتا ہے اور عورتیں اس کے گھر کی، پرستش رسم ہنود کی کرتی ہیں، ایسا لڑکا اگر کسی کا نکاح پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

اگر فی الواقع اس کے یہاں کی عورات غیر خدا کو پوجتی ہیں یعنی حقیقتاً دوسرے کی عبادت کہ شرک حقیقی ہے (نہ صرف وہ بعض رسوم جاہلیت یا افعال جہالت کہ حد فسق و گناہ سے متجاوز نہیں، گواہل تشدد انھیں بنام شرک و پرستش غیر تعبیر کریں) اور وہ اس شرک حقیقی پر مطلع اور اس پر راضی ہے تو خود کافر و مرتد ہے فان الرضا بالكفر کفر (کیونکہ کفر پر رضا بھی کفر ہے۔ ت) اس تقدیر پر اس سے نکاح پڑھوانا ہر گز نہ چاہئے کہ مرتد کے پاس تک بیٹھنا شرعاً معیوب ہے۔

قال تعالیٰ فَلَا تَقْعُدُوا عَلَى الْإِثْمِ مِمَّا الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۳ -	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یاد آنے پر ظالم لوگوں کی مجلس میں مت بیٹھو۔ (ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲۶۸/۱

^۲ رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۶/۲

^۳ القرآن ۶۸/۶

نہ کہ خاص دینی شرعی کام میں اس سے مدد لینا،

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انا لا نستعين ببشر¹ - اخرجه احمد وابوداؤد وابن ماجة عن ام المومنين الصديقة رضى الله تعالى عنها بسند صحيح۔	رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے فرمایا: ہم مشرک سے مدد لینا ناپسند کرتے ہیں، اس کو صحیح سند کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احمد، ابوداؤد اور ابن ماجة نے روایت کیا ہے۔ (ت)

مگر پڑھائے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا کہ اگر وہ صرف الفاظ ایجاب و قبول کہلوانے والا ہے، کہنے والے خود عاقدین یا ان کے اولیاء یا وکلاء جب تو ظاہر کہ اسے عقد سے کوئی علاقہ نہیں، تو اس کے کفر و اسلام یا بلوغ یا عدم بلوغ سے عقد پر کیا اثر ہو سکتا ہے اور اگر وکیل بھی ہو کہ خود ہی ایجاب یا قبول کرے گا تاہم صحت وکالت کے لیے اسلام خواہ بلوغ شرط نہیں، عاقل ہونا درکار، وہ حاصل ہے، ہندیہ میں ہے:

تجوز وكالة المرتد بان وكل مسلم مرتدا وكذا لو كان مسلماً وقت التوكيل ثم ارتد فهو على وكالته الا ان يلحق بدار الحرب فتبطل وكالته كذا في البدائع²۔	مسلمان نے کسی مرتد کو وکیل بنایا مرتد کی وکالت جائز ہوگی، اور یوں ہی کسی مسلمان کو وکیل بنایا پھر وہ وکیل مرتد ہو گیا تو اس کی وکالت باقی رہے گی مگر وہ دار الحرب بھاگ جائے تو پھر اس کی وکالت باطل ہو جائے گی، بدائع میں اسی طرح ہے (ت)

اسی میں ہے:

لاتصح وكالة المجنون و الصبي الذي لا يعقل واما البلوغ والحرية فليس بشرط لصحة الوكالة³۔	مجنون اور ناسمجھ بچے کی وکالت صحیح نہیں ہے تاہم بالغ ہونا اور آزاد ہونا وکالت کے لیے شرط نہیں ہے۔ (ت)

اسی طرح اگر بے توکیل کسی مرد یا عورت بالغ و بالغہ خواہ صبی و صبیہ کا نکاح اس نے پڑھا دیا اور اس نابالغ کا کوئی ولی شرعی موجود ہے اگرچہ حاکم شرع ماذون بالتزویج یا سلطان اسلام ہی سہی، جب بھی صحیح و منعقد ہو گیا کہ اس تقدیر پر یہ فضولی تھا اور فضولی کا عقد ہمارے نزدیک باطل نہیں اجازت پر موقوف رہتا ہے

¹ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد آفتاب عالم پریس لاہور ۱۹/۲

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الوكالة الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۵۶۲/۳

³ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوكالة الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۵۶۲/۳

تو جس کا نکاح بے اجازت معتبرہ شرعیہ اس نے پڑھایا اگر وہ خود بالغ یا بالغہ ہے تو خود اس کے ورنہ اس کے ولی مذکور کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر اس نے جائز رکھا جائز ہو جائے گا۔

فان الاجازة اللاحقة كالوكالة السابقة وقد كان يصلح لهذه فكذا التلك۔	بعد کی از اجازت بھی پہلے کی وکالت کی طرح ہے جب وکالت میں یہ صلاحیت ہے تو بعد والی اجازت بھی ایسی ہی ہے۔ (ت)

اور رد کردیا تو باطل کما ہوشان عقد الفضولی (جیسا کہ عقد فضولی کا مقام ہے۔ ت) اور اگر ان عورات کے افعال حد کفر تک نہیں یا ہیں مگر یہ ان پر راضی نہیں جب تو مسلمان ہے، صور مذکورہ میں اس سے نکاح پڑھوانے میں اصلاً مضائقہ نہیں، ہاں اگر کوئی مرتد یا صبی نابالغ اپنے بیٹے بیٹی، بہن بھائی، خواہ کسی اور نابالغ یا بالغہ کا نکاح اگرچہ بزعم ولایت پڑھائے اور ان کا مسلمان باپ یا جوان مسلمان بھائی، چچا، خواہ کوئی اور ولی شرعی مرتد عورت یہاں تک کہ وہاں سلطان اسلام یا اس کی طرف سے کوئی حاکم شرع مازون بالانکاح بھی ہو تو البتہ اس صورت میں یہ نکاح باطل محض ہوگا کہ مرتد یا نابالغ صالح ولایت نہیں تو عقد فضولی ہوا، اور ایسی حالت میں صدور پایا کہ شرعاً اس کا کوئی اجازت دینے والا نہیں،

وکل عقد صدر من فضولی ولا مجیز له فهو باطل اکما فی الدر وغیره وفي الهندية لا ولاية لصغير کذا فی الحاوی ولا للمرتد علی احد لا علی مسلم ولا علی کافر ولا علی مرتد مثله کذا فی البدائع ² (ملخصاً) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	فضولی کا ہر وہ عقد جس کو کوئی جائز کرنے والا نہ ہو تو وہ باطل ہوتا ہے جیسا کہ در وغیرہ میں ہے، اور ہندیہ میں ہے کہ نابالغ کو ولایت حاصل نہیں جیسا کہ حاوی میں ہے اور نہ مرتد کو مسلم و کافر پر اور نہ ہی اس کو اپنے جیسے مرتد پر ولایت ہے، بدائع میں ایسے ہی ہے (ملخصاً) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۰: ۲۲ رجب ۱۳۰۹ھ از کٹھور ضلع سورت مرسلہ مولوی محمد عبدالحق صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زادہم اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً لدیہ، اس مسئلہ میں کہ سجان خان نے اپنی دختر عاقلہ بالغہ مسماۃ امینہ بی بی کا خطبہ یعنی منگنی نور الدین عاقل بالغ سے بے کسی شرط و اقرار کے کردی، جب نکاح کے چند روز رہے نور الدین سے کہا کہ مخطوبہ کے نام ایک مکان خرید دو

¹ درمختار کتاب البیوع فصل فی الفضولی مطبع مجتبائی دہلی ۳۱/۲

² فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الرابع فی الاولیاء نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۸۴/۱

تو نکاح کر دوں ورنہ تین برس نہ کروں گا، اس نے کہا پہلے تم نکاح کر دو تو برس چھ مہینے کے بعد ہاتھ پہنچنے سے میں مکان خرید دوں گا۔ سبحان خاں راضی ہو گیا اور پانچ چھ دن بعد نکاح کر کے دوسرے دن وداع کردی، دو تین مہینے تک زن و شوہمبستر رہے، اب سبحان خاں نے امینہ کو اپنے یہاں روک رکھا اور کہتا ہے نکاح بوجہ شرط مکان فاسد ہوا حالانکہ عورت نے وقت تو کیل بالنکاح یا اس سے پہلے سوا ایک سو ساٹھ روپے مہر کے کوئی شرط مکان وغیرہ کی نہ کی، نہ بعد وداع کوئی گفتگو زبان پر لائی اور مکان بھی مجہول ہے کہ پختہ و خام کی کوئی تصریح نہ ہوئی، نور الدین کا اقرار بھی معلق تھا کہ پہلے نکاح کر دو تو بعد کو خرید دوں گا، پس یہ نکاح بلا شرط ہوا یا معلق بالشرط الصصحیح یا بالشرط الفاسد، اور اقرار مذکور نور الدین معلق بالشرط ہے اور اقرار معلق بالشرط باطل ہے یا نہیں، بہر تقدیر شرعاً اس نکاح میں کوئی خلل نور الدین سے مکان دلوانا واجب ہے یا نہیں؟ بینوا بیانا شافیا للمذہب الحنفی من الکتب المعتبرة المتداولة بین العلماء العظام والفقهاء الکرام تو جروا اجرکم اللہ تعالیٰ اجرا وافیاً۔

الجواب:

نکاح مذکور صحیح و بے خلل، اور گمان فساد محض باطل و پر زلل۔

اولاً: تقریر سوال سے واضح کہ مکان دینا کلام سبحان خاں میں شرط تعیل نکاح تھا بالآخر وہ بھی نہ رہی نہ شرط فی النکاح۔

ثانیاً: علی التسلیم زوج پر ایجاب مال للزوج مقتضیات عقد نکاح سے ہے نہ اس کے خلاف "ومثله لا یفسد البیع فکیف بالنکاح" (اس طرح سے بیع فاسد نہیں ہوتی چہ جائیکہ نکاح فاسد کرے۔ ت) اگر واقعی مہر و شرط بھی نہ صرف بروجہ وعدہ اس قرار داد کا ذکر خود اصل عقد میں آتا تاہم اصلاً خلل نہ لاتا نہ جہالت مکان سے کوئی نقصان آتا، کہ وہ بحالت ایفا بالشرط خود متعین ہو کر مجہول نہ رہتا اور بے ایفا الزام مہر مشل ہوتا۔

جیسا کہ محقق شامی قدس سرہ السامی نے رد المحتار میں اس کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا کہ نہر میں تصریح ہے کہ مبسوط میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا اگر کسی شخص نے عورت سے ہزار اور اعزاز پر یا ہزار اور ہدیہ دینے کے شرط پر نکاح کیا تو اس کا مہر مثل ہو گا جو ہزار سے کم نہ ہو، علامہ شامی نے

کہا حقیقہ المولی المحقق الشامی قدس سرہ السامی فی رد المحتار، قال فقد صرح فی النہر بانہ فی المبسوط بعد ان ذکر عبارة محمد لوتزوجها علی الف و کرامتها او یهدی لها ہدیة فلها مہر مثلها لا ینقص عن الالف قال هذه المسألة

علی وجہین ان اکرمہا واہدی لہا ہدیۃ فلہا المسی والافہر المثل اہ وفی البدائع لو شرط مع المسی شیئاً مجهولاً کان تزوجہا علی الف درہم وان یہدی لہا ہدیۃ فاذا لم یف بالہدیۃ یجب تمام مہر المثل اہ وجہالۃ الہدیۃ والا کرام ترتفع بعد وجودہا^۱ اہ ملخصاً وتامہ فیہ۔	فرمایا کہ اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں، اگر اس نے وعدہ کے مطابق کوئی اعزازیہ یا ہدیہ دیا تو پھر مہر مقررہ ہزار ہی ہوگا ورنہ مہر مثل ہوگا، بدائع میں ہے کہ اگر مقررہ مہر کے ساتھ کوئی مجہول شیئی ذکر کی مشایلوں کہا کہ ایک ہزار درہم اور کوئی ہدیہ دے گا۔ تو اگر ہدیہ کا وعدہ پورا نہ کیا تو پورا مہر مثل واجب ہوگا اہ، ہدیہ اور اعزازیہ دینے کے بعد اس کی جہالت ختم ہو جائے گی اہ ملخصاً، مکمل بحث ردالمحتار میں ہے۔ (ت)

عائلاً: بضر باطل اسے شرط فاسد بھی مانے تاہم پر ظاہر کہ وقت عقد اس کا کوئی ذکر نہ ہوا وہ صرف ایک گفتگو پیش از عقد تھی جس کا طے ہونا باعث علی التزوج ہوا نہ کہ ماخوذ فی التزوید اور شرط مذکور قبل العقد مبادلات مالیہ میں بھی ملتحق بالعقد نہیں ہوتی مالم یتفقاً علی المواضعة علیہ حین العقد (میاں بیوی جب تک کئی پر متفقہ طور پر راضی نہ ہوں گے اس وقت تک خاوند پر نکاح کے وقت ذکر شدہ مہر لازم رہے گا۔ ت) نہ کہ امثال نکاح میں، جامع الفصولین میں ہے:

لو شرطاً شرطاً فاسداً قبل العقد ثم عقدا لم یبطل العقد^۲۔	اگر نکاح سے پہلے کوئی فاسد شرط ذکر کی ہو تو اس کے بعد کا نکاح باطل نہ ہوگا۔ (ت)

رابعا: التحاق بھی سہی یعنی مان لیجئے کہ وہ شرط فی النکاح ہی تھی اور فاسد بھی تھی اور نفس عقد میں ملحوظ اور ماخوذ بھی رہی تو نکاح ان عقود میں نہیں کہ شروط فاسدہ سے فاسد ہو سکے بلکہ وہ شرط ہی خود فاسد ہوتی اور نکاح صحیح و بے خلل رہتا ہے اور جہالت بدل کا علاج مہر مثل ہے۔ خلاصہ میں ہے:

فی شرح الطحاوی العقود ثلاثة عقد یتعلق بالجائز من الشرط وهو ذکر البدل والفاسد من الشرط یفسدہ کالبیع والاجارۃ والقسمۃ والصلح عن مال وعقد لا یتعلق بالجائز من الشرط والفاسد من الشرط	شرح الطحاوی میں ہے کہ عقد تین قسم پر ہیں، ایک وہ کہ جس میں جائز شرط موثر ہو مثلاً بدل کا ذکر، اور فاسد شرط بھی موثر ہو یعنی اس کو فاسد کر دے، جیسے عقد اجارہ بیع، تقسیم، مال پر صلح، اور دوسرا وہ کہ اس میں کوئی شرط خواہ جائز ہو یا فاسد موثر نہ ہو، جیسے نکاح، خلع،

^۱ ردالمحتار باب المہر مطلب تزوجہا علی عشرة دراهم وثوب دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۴۹/۲

^۲ جامع الفصولین الفصل الثامن عشر فی بیع الوفاء الخ اسلامی کتب خانہ کراچی ۱/۳۳۷

لا يبطله كالنكاح والخلع والصلح عن دمر العمد والعقود عن مال فهذه العقود تصح بغير ذكره البذل وتجوز بالبدل المجهول الخ وفي زيادات القاضي الامام فخر الدين العقود التي يتعلق تمامها بالقبول اقسام ثلاثة قسم يبطله الشرط الفاسد وجهالة البدل وهي مبادلة المال كالبيع والاجارة وقسم لا يبطله الشرط الفاسد ولا جهالة البدل وهو معاوضة المال بمال ليس بمال كالنكاح والخلع¹ اهملخصاً	قتل عمد پر صلح اور عتق علی المال، یہ عقود بدل کو متعین کئے بغیر بھی صحیح ہوتے ہیں اور بدل مجہول پر بھی جائز ہوتے ہیں الخ، قاضی امام فخر الدین کی زیادات میں ہے کہ وہ عقود جو صرف قبول کر لینے سے مکمل ہو جاتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جن کو فاسد شرط اور بدل کی جہالت فاسد کر دیتی ہے اور یہ مالی عقود ہیں جیسے بیع اور اجارہ وغیرہ، دوسری وہ جن کو فاسد شرط اور جہالت بدل فاسد نہیں کرتی، جیسے وہ عقود جن میں غیر مال کے بدلے مال ہو، مثلاً نکاح اور خلع اھ ملخصاً (ت)

بیان حکم نکاح میں یہی وجہ کافی و وافی تھی مگر اسلئے سائل کا استیفائے جواب ذکر وجوہ سابقہ پر حاصل ہوا، وباللہ التوفیق، بالجملة صورت مستفسرہ میں نکاح کو فاسد خیال کرنا سخت جہالت بے معنی ہے، رہا مکان تقریر سوال سے ظاہر ہے کہ وہ بطور مہر نہ مانا گیا۔ نہ عاقدین نے اسے بدل بضع قرار دینے پر لحاظ کیا بلکہ نور الدین کی طرف سے بدرخواست سبحان خاں ایک وعدہ تھا جس پر رضا مندی ہو کر تزویج ایک جد امہر مسیٰ پر واقع ہوئی اس صورت میں وہ مکان دینا بیشک مکارم اخلاق سے ہے اور ایفاء وعدہ شرعاً محبوب اور خلف وعدہ ناپسند و مکروہ۔ تو نور الدین کو بھی چاہئے کہ بشرط دسترس (جس کی تصریح وہ اصل وعدہ کر چکا ہے) اینہ کو ایک مکان خرید دے، اقرار اگرچہ تعلیق بالشرط کی صلاحیت نہیں رکھتا، سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبسوط کی کتاب الاقرار میں فرماتے ہیں: تعلیق الاقرار بالشرط باطل² (اقرار کو شرط سے معلق کرنا باطل ہے۔ ت) خلاصہ میں ہے:

التي تبطل بالشروط الفاسدة ولا يصح تعليقها بالشرط ثلاثة عشر البيع والقسم والاجارة (الی قوله)	وہ امور جو فاسد شرط سے باطل ہو جاتے ہیں اور ان کی کسی شرط سے تعلیق بھی صحیح نہیں ہوتی، ایسے امور کی تعداد تیرہ ہے، ان میں بیع، تقسیم، اجارہ،

¹ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الخامس فی البیع اذا کان فیہ شرط مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵۱/۳ و ۵۲

² مبسوط امام محمد

والاقرار ¹ ۔	اور اقرار بھی ہے۔ (ت)

مگر یہ ظاہر کہ یہ اقرار مصطلح فقہی نہیں،

فانہ اخبار من حق کائن علیہ هذا هو التحقيق عندی او هذا اخبار من وجه وانشاء منجز من وجه کہا الہج بہ کثیرون۔	کیونکہ وہ پہلے سے موجود حق سے خبر دینا ہے، میرے نزدیک یہی تحقیق بات ہے، یا من وجہ خبر اور من وجہ پورا کرنے کا انشاء ہے جیسا کہ بہت سے علماء نے بیان کیا ہے۔ (ت)

بلکہ وعدہ ہے اور وعدے کی تعلیق بالشرط جائز بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں وعدہ تعلیق پا کر واجب ہو جاتا ہے، اشباہ میں ہے:

فی القنیۃ وعد ان یأتیہ فلم یأتہ لایاثم ولا یلزم الوعد الا اذا کان معلقاً کما فی کفالة البزازیہ و بیع الوفاء کما ذکرہ الزیلعی ² ۔	قنیہ میں ہے ایک شخص نے وعدہ کیا کہ میں آؤں گا، تو وہ نہ آیا، گنہگار نہ ہوگا، اور وعدہ صرف وہی لازم ہوتا ہے جو کسی شرط سے معلق ہو، جیسا کہ بزازیہ کی کفالت کی بحث میں ہے، اور بیع الوفاء بھی وعدہ کی یہی قسم ہے جیسا کہ امام زیلعی نے ذکر فرمایا۔ (ت)

وجیز کردی میں ہے:

المواعید باکتساء صور التعلیق تكون لازمة ³ ۔	جن وعدوں میں تعلیق ذکر کی جائے وہ لازم ہوتے ہیں۔ (ت)

تو ظاہر اطلاق عبارات مذکورہ سے صورت دائرہ میں بھی نور الدین پر جس نے وعدہ معلقہ بتقدیم نکاح کیا تھا اور شرط تقدیم
متحقق ہوئی بحال دسترس وجوب وفا مستفاد ہو سکتا ہے مگر بعد احاطہ کلمات ائمہ نظر غائر استتظار کرتی ہے کہ یہ وجوب
ہو بھی تو دیانۃ ہے قضاءً وفائے وعدہ پر جبر نہیں۔

الافی الكفالة وفي بیع الوفاء علی قول وقد ذکرنا الوجه فیہما فیما علقنا علی رد المحتار۔	صرف کفالت اور بیع الوفاء میں ایک قول کے مطابق وفا لازم ہے جس کی وجہ ہم نے ان دونوں مقام پر رد المحتار کے حاشیہ میں ذکر کردی ہے۔ (ت)

¹ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الخامس فی البیع مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵۴/۳، ۵۵،

² الاشباہ والنظائر کتاب الحظرو الاباحۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱۰/۲

³ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش ہندیہ کتاب الکفالة نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۶

امام فقیہ النفس فخر الدین خانیہ میں فرماتے ہیں:

ایک شخص نے اپنا مکان ہر ماہ فی درہم کرایہ پر دیا پھر اس نے وہ مکان اس کے غیر کو فروخت کر دیا اور اب کرایہ دار سے یہ مشتری کرایہ ایک زمانہ تک وصول کرتا رہا جبکہ مشتری نے بائع سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ جب آپ مکان کی قیمت واپس کر دیں گے تو میں مکان واپس آپ کو دے دوں گا اور قیمت میں سے وصول شدہ کرایہ آپ کو منہا کر دوں گا، اب ایک مدت بعد بائع نے آکر مشتری کو مکان کی قیمت واپس کر دی اور اس نے کرایہ کی رقم میں منہا کرنا چاہی تو اس پر فقہا کرام نے فرمایا کہ بائع کو کرایہ کی رقم قیمت میں شمار کر کے منہا کرنے کا اختیار نہیں، اور مشتری نے جو یہ وعدہ کیا تھا وہ وعدہ تھا جس کی وفا مشتری پر لازم نہیں ہے، ہاں اگر مشتری اپنے طور پر وعدہ کو پورا کر دے تو بہتر ہے ورنہ اس پر حکماً لازم نہیں ہے اھ ملخصاً (ت)	رجل أجرد ادرارة كل شهر بدرهم وسلم ثم باعها من غيره وكان المشتري يأخذ اجرة الدار من هذا المستاجر ومضى على ذلك زمان وكان المشتري وعد البائع انه اذا رد عليه الثمن يرد داره ويحتسب ما قبض من المستاجر من ثمن الدار فجاء البائع بالدرهم واراد ان يجعل الاجر محسوباً من الثمن قالوا ليس للبائع ان يجعل ذلك من الثمن ومآقال المشتري للبائع كان وعداً فلا يلزم الوفاء بذلك حكما فان نجز وعده كان حسناً والا فلا شئ عليه¹ اھ ملخصاً۔

ہندیہ میں ظہیریہ سے اسی صورت خانیہ میں ہے:

اگر وہ وعدہ پورا کر دے تو بہتر ہے ورنہ وعدوں کی وفا لازم نہیں ہے۔ (ت)	ان انجز وعده كان حسناً والا فلا يلزمه الوفاء بالواعدة²۔

خیر یہ میں ہے:

ایک شخص کو قاضی نے اس کی اہلیت کی بناء پر وظیفہ مقرر کر کے ایک کام سپرد کیا تو اس نے ایک معاوضہ کے بدلے وہ کام آگے ایک دوسرے کے سپرد کر دیا اور قاضی نے بھی اس کو منظور کر لیا جبکہ دوسرے	سئل فی رجل له وظيفة فرغ منها لاخر بعوض وقرره القاضي لاهلته ونذر المفروغ له للفارغ اذا رد اليه نظير المدفوع يفرغ له فهل

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الاجارات فصل فی الاجارة الطويلة نوکشتور لکھنؤ ۳/۲۲۳

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارة الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۲۷

لا یلزم الوفاء به شرعاً اجاب لا یلزمه الوفاء بما نذر اذ النذر لا یلزم الوفاء به الا بشروط وهی متخلفة فی هذا ولو فرضنا اجتماع شرائطه فالقاضي لا یقضى به على الناذر كما صرحوا به قاطبة¹ اه ملخصاً فافهم ولاتعجل۔	شخص نے یہ عہد کیا تھا کہ اگر پہلے مقررہ شخص مجھ سے وصول کردہ کے برابر مجھے واپس کر دے تو میں اس کے حق میں اس کام سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ اس سوال کے جواب میں کہ اس دوسرے شخص پر اپنے عہد کی پابندی ضروری شرعاً ہے تو جواب میں فرمایا کہ عہد کی وفا لازم نہیں ہے کیونکہ عہد کی وفا چند شرطوں کے بغیر لازم نہیں جو یہاں مفقود ہیں، چنانچہ قاضی عہد کرنے والے شخص پر ایفاء عہد کے لزوم کا فیصلہ نہیں کرے گا۔ (ت)

قرۃ العیون میں ہے:

قال سیدی الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ لا یلزم الوفاء بالوعد شرعاً۔²	میرے آقا والد صاحب نے فرمایا کہ شرعاً وعدہ کی وفا لازم نہیں ہے۔ (ت)

اسی طرح اور کتب میں ہے وتبام تحقیق المسألة حسب ما ارانا اللہ تعالیٰ فی تعلیقنا المذکور (اور مسئلہ
کی پوری تحقیق بتوفیق الہی ہمارے مذکورہ حاشیہ میں ہے۔ ت) بہر حال یہاں ایجاب قضاء کی گنجائش نہیں تو نہ امینہ کو اس پر
مطالبہ جبری پہنچتا ہے نہ حاکم جبراً مکان دلا سکتا ہے، خیر یہ میں ہے:

هذا اذا ذکر علی سبیل انه من البهر وان ذکر علی سبیل العدة فهو غیر لازم بالکلیۃ الا ان یتبع الزوج۔³	یہ تب ہے جب خاوند نے اس کو مہر میں سے قرار دیا ہو، اور اگر وعدہ کے طور پر ذکر ہو تو بالکل لازم نہیں ہاں اگر بطور عطیہ دے دے تو درست ہے۔ (ت)

ہاں اگر معلوم ہو کہ وہ بھی علیٰ جہۃ المہر مشروط اور عاقدین کو عقد میں اس کی طرف لحاظ تھا تو حکم وہی ہے جو اوپر گزرا کہ
اگر مکان دے گا تو باقی مہر مستثنیٰ بھی بدستور لازم ورنہ مہر مثل کہ اس مقدار مستثنیٰ سے کم نہ ہو کما اسلفنا عن الامام
محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہم نے

¹ فتاویٰ خیریہ کتاب الوقف دارالمعرفة بیروت ۵۸/۱-۱۵۷

² قرۃ العیون کتاب العاریہ دارالکتب العربیہ الکبزی مصر ۳۰۰/۲

³ فتاویٰ خیریہ کتاب النکاح باب المہر دارالمعرفة بیروت ۳۰/۱

پہلے نقل کر دیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۳ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۱۱:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ رضا مند زید کو تھی اور جابر نے جبر کیا بلارضا مندی ہندہ اور بغیر رضا مندی ولیوں کے عمرو سے فرضی مہر مقرر کر کے ایجاب و قبول کرایا اور وقت ایجاب کے مسماۃ آہ وزاری اور فریاد و اوپلا انکار کرتی تھی، مسماۃ کے اس انکار آہ وزاری شور و اوپلا کو اذن قرار دے کر دولہا سے ایجاب قبول کر کے نکاح مشہور کر کے شیرینی تقسیم کر دی، ایسا نکاح نزدیک علمائے حقانی جائز ہے یا ناجائز۔؟ اگر ناجائز ہو یا جائز ہو تو اللہ مع آیات اور حدیث کے تحریر فرمائیے، بینوا توجروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ نابالغہ تھی جب تو اس کا انکار اقرار کوئی چیز نہ تھا اس کے ولی سے اجازت لینی تھی اور اگر بالغہ تھی تو اگرچہ اذن لیتے وقت اس کا انکار بلکہ صحیح مذہب پر صرف آواز اور فریاد سے رونا ہی رد استیذان کے لیے کافی ہو مگر اس کا حامل اس قدر نکاح کرنے والے کی وکالت صحیح نہ ہوئی، بہر حال یہ نکاح فضولی ہوا کہ در صورت بلوغ ہندہ خود اس کی وجہ اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر بعد نکاح جب خبر نکاح پہنچے رد کیا جائے گا رد ہو جائے گا اور اجازت دی جائیگی تو جائز ہو جائے گا۔

فی ردالمحتار عن الذخیرۃ بعضهم قالو ان کان مع الصبیح والصوت فهو رد والا فهو رضی وهو الاوجه وعلیہ الفتوی^۱ اہتمامہ فیہ فی الدرالمختار لواستاذ نہا فی معین فردت ثم زوجها منه فسکت صح فی الاصح^۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ردالمحتار میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ اگر لڑکی کا رونا چیخ و پکار کے طور پر ہو تو یہ نکاح سے انکار ہوگا ورنہ وہ رضا ہے اور یہی درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اہ، اور پوری بحث ردالمحتار میں ہے، اور درمختار میں ہے کہ اگر لڑکی سے معین شخص کے ساتھ نکاح کی اجازت طلب کی تو لڑکی نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد پھر اس کا نکاح اسی شخص سے کیا اور لڑکی خاموش رہی تو نکاح صحیح ہوگا صحیح قول میں واللہ تعالیٰ اعلم

(ت)

۲۹ رمضان ۱۳۱۱ھ

از پبلی بھیت محلہ بشیر خاں متصل مکان مدینہ شاہ مرسلہ نظام الدین

مسئلہ ۱۲:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح قبولیت سے جائز ہے یا کوئی اور بات؟ اور قاضی کا

^۱ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۹/۲

^۲ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

نکاح کے لیے فقط مرد و عورت کا ایجاب و قبول چاہئے اور دو مرد یا ایک مرد و عورتوں کا اسی جلسہ میں ایجاب و قبول کو سنا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، بس اسی قدر درکار ہے، اس سے زیادہ قاضی وغیرہ کی حاجت نہیں،

در مختار میں ہے کہ دو^۱ مردوں یا ایک مرد و عورتوں کی موجودگی میں جو کہ عاقل بالغ اور حر ہوں اور انھوں نے لڑکے لڑکی کا ایجاب و قبول ایک مجلس میں سنا ہو تو نکاح ہو جائیگا بشرطیکہ ان گواہوں نے اس کو نکاح سمجھا ہو، مذہب یہی ہے، بحر، اھ، لمخصا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	فی الدر المختار ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاہدین حرین ا و حر و حرتین مکلفین سامعین قولہما معاً علی الاصح فہمین انہ نکاح علی المذہب بحر^۱ اھ ملخصاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳: از مدراس محلہ چک منڈی مسیت مکہ مرسلہ مولوی عبدالرزاق صاحب امام مسجد غرہ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین کثر ہم اللہ تعالیٰ، ایک شخص عمرو نے اپنی برادری کو دعوت منگنی کی دے دی اور وہ اسباب جو فی زمانہ دوا لہا کی جانب سے دئے جاتے ہیں، مثلاً ساڑھی اور انگلیا اور زیور وغیرہ حاضر کیا، اہل برادری نے ولی سے باز پرس کی کہ ہم طلبی کی کیا وجہ تھی، تو اس نے جواب دیا کہ عبد اللہ صاحب نے اپنی لڑکی مسٹی بہ ہندہ میرے لڑکے مسٹی بہ زید کو دے دی ہے لیکن چونکہ مجھے یہ مقصود تھا کہ یہ بات علی رؤس الاشہاد متحقق ہو جائے لہذا میں نے آپ کو تکلیف دی ہے علیٰ هذا القیاس ولی صغیرہ سے دریافت کیا گیا کیا تم نے اپنی لڑکی مسٹی بہ ہندہ زید کو دی ہے۔؟ اس نے کہا ہاں میں نے دی ہے اور آپ کی تکلیف دہی کی یہی وجہ ہے، تو ایسی صورت میں نکاح صغیر و صغیرہ منعقد ہوا یا نہیں؟ اور جو در مختار کتاب النکاح میں مذکور ہے:

اور یوں ہی کہ تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور میں تجھے نکاح کا پیغام دینے آیا ہوں کیونکہ نکاح بھاؤ چکانا نہیں ہوتا۔ (ت)	وکذا انا متزوجک وجئتک خاطباً لعدم جریان المساومة فی النکاح^۲۔

^۱ در مختار کتاب النکاح مجتبائی دہلی ۸۶/۱-۸۵

^۲ در مختار کتاب النکاح مجتبائی دہلی ۸۶/۱-۸۵

آیا اس عبارت منقولہ سے ممکن نکاح ہو سکتی ہے؟ اگر ہو سکتی ہے تو فہو المراد والا اس عبارت کا کیا مطلب؟

الجواب:

ارشادات علمائے کرام میں نظر سے واضح کہ کلمات مذکورہ فی السوال انعقاد نکاح کے لیے اصلاً کافی نہیں، عمرو عبد اللہ دونوں کے کلام صراحۃً اخبار ہیں کہ ہماری زبان میں صیغہ ماضی مقرون بلفظ ہے خاص امر واقع شدہ سے خبر دینے کے لیے ہے نہ امر غیر واقع کے انشاء و ایجاد کو، پھر کلام عمرو سخن ابتدائی نہیں، اہل برادری کے اس باز پرس کا جواب ہے کہ ہماری طلبی کی کیا وجہ تھی، پُر ظاہر کہ اس سوال کا جواب اخبار ہوگا۔ نہ کہ انشاء ایجاب یوں ہی کلام عبد اللہ کا سیاق بھی کہ ہاں دی ہے، اور آپ کی تکلیف دہی کی یہی وجہ ہے صاف صاف اسی معنی اخبار و بیان وجہ جمع کی تاکید کر رہا ہے کما لایخفی علی العارف بأسالیب الکلام (جیسا کہ کلام کے اسلوب کو سمجھنے والے پر مخفی نہیں۔ ت) اور شک نہیں کہ وقوع نکاح سے خبر دینا انشاء عقد سے بالکل مبائن و غیر مؤثر ہے، اگر بنظر ظاہر کہئے تو حسب تصحیحات جمہورائمہ و اختیارات خبر دینا انشاء مذہب مذیل باکد الفاظ اور نظر و ثیق لیجئے تو امثال مقام میں بالاجماع بلا نزاع،

کما حققنا ذلك بتوفيق الله تعالى في رسالتنا "عباب الانوار ان لانكاح بمجرد الاقرار" من فتاونا و لنقتصر ههنا على الاشارة الى بعض عبارات الافتاء تنزلاً الى الطريقة الاولى۔	جیسا کہ ہم نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے رسالہ "عباب الانوار ان لانكاح بمجرد الاقرار" میں تحقق کیا ہے اور یہاں ہم صرف فتویٰ کی بعض عبارات کی طرف اشارہ کریں گے، پہلے طریقہ پر۔ (ت)

جواہر الاخلاطی میں ہے:

اقرا بالنكاح بين يدي الشهود لا ينعقد هو المختار وقيل ينعقد والاول هو الصحيح وعليه الفتوى ¹ ۔	مرد و عورت نے گواہوں کی موجودگی میں اقرار کیا تو اس سے مختار قول کے مطابق نکاح منعقد نہ ہوگا، اور بعض نے کہا کہ ہو جائے گا۔ لیکن پہلا قول صحیح اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

اصلاح و ایضاح میں ہے:

النكاح اثبات وهذا اظهر والاظهار	اقرار اظہار کا نام ہے جبکہ نکاح اثبات کا نام ہے

¹ جواہر الاخلاطی کتاب النکاح قلمی نسخہ ص ۴۸

غیر الاثبات ذکرہ فی التخییر وقال فی مختارات النوازل هو المختار ¹ ۔	اور اظہار واثبات دو مختلف چیزیں ہیں، اس کو تخییر میں ذکر کیا ہے، اور مختارات النوازل میں کہا کہ یہی مختار ہے۔ (ت)

ہندیہ میں ہے: الصحيح انه لا يكون نکاحاً کذا فی الظہیریہ² (صحیح یہی ہے کہ نکاح نہ ہوگا جیسا کہ ظہیریہ میں ہے، ت) وجیز کردری میں ہے: لا ینعقد فی المختار الصحيح³ (مختار اور صحیح قول کے مطابق نکاح منعقد نہ ہوگا۔ ت) علاوہ بریں دینا، عطا، ہبہ، یہ الفاظ خود ہی نکاح میں صریح نہیں کنایہ ہیں اور عقد و وعدہ دونوں کو محتمل، منگنی ہونے پر بھی عرف شائع میں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اپنی بیٹی فلاں کو دی، ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ بہ نیت خطبہ کہے جائیں تو خطبہ ہی ٹھہرے گا مجلس وعد میں صادر ہوں تو وعدہ ہی قرار پائے گا۔ در مختار میں ہے:

لفظ ترویج ونکاح صریح وماعداہما کنایۃ وهو کل لفظ وضع لتملیک عین کاملۃ فی الحال کہبۃ وتملیک وصدقۃ عطیۃ بشرط نیۃ او قرینۃ وفہم الشہود المقصود ⁴ اہم لمتقطاً۔	نکاح میں لفظ "ترویج" اور "نکاح" صریح ہیں۔ ان کے علاوہ باقی سب کنایہ ہیں، اور کنایہ کے لئے وہ تمام الفاظ ہیں جو بروقت کسی کامل چیز کی تملیک کے لیے ہوں، مثلاً ہبہ، صدقہ، عطیہ اور تملیک کے الفاظ جب نکاح کی نیت سے استعمال ہوں یا اس پر قرینہ موجود ہو اور اس سے گواہ بھی مقصد کو سمجھ سکیں اہم لمتقطاً (ت)

خانہ میں ہے:

اذا قال لاب البنت وهبت ابنتك منی فقال وهبت فقال قبلت قالوا ان كان هذا القول من الخاطب علی وجه الخطبة ومن الاب ایضاً علی وجه الاجابة لاعلی وجه العقد	جب ایک لڑکے نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ آپ نے اپنی لڑکی مجھے ہبہ کی تو باپ نے جواب میں کہا کہ میں نے ہبہ کی، اس کے بعد پہلے نے کہا میں نے قبول کی، فقہاء کرام نے فرمایا اگر منگنی کرنے والے اور باپ نے مذکورہ

¹ اصلاح وایضاح

² فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۲۷۲/۱

³ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۹/۳

⁴ در مختار کتاب النکاح مجتبائی دہلی ۱۸۶/۱

لم یکن نکاحاً ^۱ اہمخلصاً۔	الفاظ منگنی اور اس کے جواب کے طور پر استعمال کئے اور عقد نکاح مقصود نہ ہو تو نکاح نہ ہوگا اہمخلصاً (ت)

شرح طحاوی پھر مجتبیٰ پھر مجموعہ علامہ انقروی و واقعات علامہ قدری افندی وغیرہ میں ہے:

قال له هل اعطيتنيها فقال اعطيت فان كان المجلس للوعد فوعد وان كان لعقد النكاح فنكاح ^۲ ۔	کسی نے لڑکی کے باپ کو کہا تو نے مجھے لڑکی دی، تو باپ نے کہا دی، تو مجلس نکاح میں نکاح اور منگنی کی مجلس ہو تو منگنی ہوگی۔ (ت)

سوال سے ظاہر کہ یہ مجلس منگنی ہی کی تھی اور کوئی قرینہ واضح ایسا نہ پایا گیا جو ان الفاظ کو انشاء عقد کے لیے متعین کرے تو یوں بھی منگنی ہی ٹھہرے گی نہ نکاح، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم: نکاح عقد ہے اور منگنی وعد عقد و وعد کتابین بدیہی، تو منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدیہہً باطل اور اجماعاً غلط، ابھی کلمات علماء سے عقد و وعد کا تفرقہ گزرا، اس کے نصوص کے نقل بدیہی پر استدلال ہے جس تک خطبا سے انعقاد نکاح نہ اس وجہ سے ہے کہ خطبہ عقد ہو بلکہ الفاظ مذکورہ خود الفاظ عقد ہی قرار پائے ہیں یعنی جبکہ نیت و قرینہ متحقق ہو لہذا علمت ان ماعدا التزویج والنکاح کنایۃ تفتقر الیہما (جیسا کہ آپ نے معلوم کر لیا کہ تزویج اور نکاح کے الفاظ کے علاوہ باقی کنایہ ہیں جو کہ نیت اور قرینہ کے محتاج ہیں۔ ت) ولہذا علماء انھیں الفاظ ایجاب کے ساتھ شمار فرماتے ہیں، وجیز کردری میں ہے:

كتاب النکاح تسعة عشر فصلا الاول في الالة كل لفظ يفيد ملك الرقبة انعقد به كقوله بعت و تزوجت و انکحت و ملکتك و وهبت و تصدقت و جئتک خطباً و جعلت نفسی لك ^۳ ۔	کتاب النکاح میں انیس بحشیں ہیں، پہلی آلہ میں وہ ہر لفظ جو رقبہ کی ملکیت کے لیے مفید ہو اس سے نکاح منعقد ہوگا، جیسے میں نے فروخت کیا، نکاح کر دیا، تجھے مالک بنایا، بہہ کیا۔ صدقہ کیا، میں رشتہ لینے آیا ہوں، میں نے اپنا نفس تجھے دیا۔ (ت)

خلاصہ و خزائنہ المفتین میں ہے:

ينعقد بقول تزوجت و انکحت و ملکتك	نکاح منعقد ہو جاتا ہے ان الفاظ سے: میں نے نکاح

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح الفصل الاول نوکسور لکھنؤ ۱۵۰/۱

^۲ فتاویٰ انقرویہ کتاب النکاح دار الاشاعة العربیة قندھار افغانستان ۳۳/۱

^۳ فتاویٰ یزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۸/۴

و وہبت و تصدقت و جئتك خاطبا و جعلت نفسی لك و بعت ^۱ ۔	کر دیا، تجھے مالک بنادیا، ہبہ کیا، صدقہ کیا، میں رشتہ لینے آیا ہوں، میں نے اپنا نفس تجھے دیا، فروخت کیا۔ (ت)

۳۴ قول: وبالله التوفیق فقہ اس میں یہ ہے کہ جئتك خاطبا (میں رشتہ لینے آیا ہوں۔ ت) کسی خطبہ متقدمہ سے اخبار نہیں بلکہ انشاء طلب و تزویج ہے اور انشاء طلب عین حاصل امر، تو جئتك خاطبا بمعنی زوجنی ہے۔ ولہذا بزازیہ میں ان دونوں کا ایک حکم رکھا۔

حيث قال جاء رجل فقال زوجني بنتك ا و جئتك خاطبا و جئتك تزوجني بنتك فقال زوجتك فالنكاح واقع لازم وليس للخاطب ان لا يقبل ^۲ ۔	جیسا کہ انھوں نے ذکر کیا کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ تو اپنی بیٹی مجھے نکاح کر دے یا میں آپ کے پاس رشتہ لینے آیا ہوں، یا، میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے اپنی بیٹی بیاہ دیں، تو باپ نے کہا میں نے بیاہ دی، تو ان الفاظ سے لازمی نکاح ہو جائے گا، اب رشتہ طلب کرنے والے کو قبول نہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ (ت)

اور "زوجنی" الفاظ مفیدہ عقد سے ہے

تو کیلا و ایجابا علی اختلاف قولین والاولیٰ عہ اظہر عندی کہا بیناہ فیہا علقناہ علی ہامش رد المحتار تو اسی طرح جئتك خاطبا۔	وکیل بناتے ہوئے یا ایجاب کے طور پر دونوں اقوال کے اختلاف پر، اور پہلا یعنی وکیل بناتے ہوئے میرے نزدیک اظہر ہے، جیسا کہ ہم نے اس کو رد المحتار کے حاشیہ پر بیان کیا ہے تو اسی طرح، میں تیرے پاس رشتہ لینے آیا ہوں۔ (ت)

بالجملہ لفظ خطبہ باضافت بیانیہ بعد تحقیق نیت و قیام قرینہ الفاظ عقد سے ہے نہ الفاظ خطبہ باضافت لامیہ یعنی وہ الفاظ کہ شرعاً خطبہ قرار پائیں نہ کہ وہ الفاظ کہ صراحۃً اخبار ہوں اور معنی انشاء سے منزلوں دور کہا لایخفی علی ذی شعور (جیسا کہ اہل شعور پر مخفی نہیں۔ ت) رہا نکاح میں عدم جریان مساومت^{۳۵} قول: وبالله التوفیق اس کا منشاء خود یہی ہے کہ عادیۃ نکاح

عہ: انظرہ مع ما ذکرہ ۱۲ منہ (م)

^۱ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب النکاح مکتبہ حبیبیہ کانسٹی روڈ کوئٹہ ۲/۲

^۲ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۱/۴

سے پہلے منگنی وغیرہ مقدمات ہو چکتے ہیں تو ان کے بعد الفاظ مجلس عقد کو مساومت پر حمل نہیں کر سکتے۔ بخلاف بیع کہ نہ وہاں ایسا تقدم، نہ اس کے لیے کوئی مجلس قرینہ قصد عقد، فتح القدر پھر بحر الرائق پھر ردالمحتار میں ہے:

النکاح لا یدخل المساومة لانه لا یکون الا بعد مقدمات ومراجعات فکان للتحقیق بخلاف البیع	نکاح میں بھاؤ لگانا نہیں ہوتا کیونکہ نکاح کئی مقدمات اور آمدورفت کے بعد ہوا کرتا ہے تو کنایہ الفاظ اس موقع پر نکاح کے تحقیق کے لیے ہوتے ہیں۔ بخلاف بیع کے۔ (ت)

تحقیق مقام یہ ہے کہ عبارت مذکورہ سوال کے معنی اگر یہ ٹھہریں کہ امثال الفاظ بعد قیام قرینہ قصد مثل جلسہ نکاح بعد خطبہ وقرات خطبہ وغیرہما یکم دلالت ظاہرہ جانب عقد متصرف ہوں گے نہ کہ سوئے مساومت کہ یہاں کوئی محل مساومت نہیں، تو بیشک صحیح ہے۔ اور یہی معنی مقصود و مراد۔

الاتری ان الکلام فی الکناۃ ولا انعقاد بها الا عند قیام القرینۃ کما علمت۔	آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ گفتگو کنایہ کے بارے میں ہے اور ان میں قرینہ کے بغیر نکاح منعقد نہ ہوگا جیسا کہ آپ معلوم کر چکے ہیں۔ (ت)

مگر اس بنا پر ہر منگنی یا الفاظ مذکورہ عمرو و عبد اللہ کو نکاح نہیں ٹھہرا سکتے کما بینا (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ت) ۱ اور اگر یہ معنی لیں کہ جو کچھ الفاظ خا ط ب و مخطوب الیہ میں جاری ہوں خواہی نحو ای نکاح ٹھہریں گے اگرچہ معنی مساومت و طلب وعد کو محتمل اور قرینہ معینہ قصد عقد سے عاری تو محض باطل، نہ ہر گز یہ مراد علماء، علماء صاف تصریحات فرماتے ہیں کہ احتمال مساومت واستیعاد یعنی صورت واقعہ میں معنی استیام و طلب وعد کا احتمال ہونا مانع انعقاد نکاح ہے۔ خزائن المفتین بر مرز قنوی امام ظہیر الدین مرغینانی سے ہے:

لو قال بالفارسیۃ دختر خویش مرادادی فقال دادم لا ینعقد النکاح لان هذا استخبار واستیعاد فلا یصیر وکیلا الا اذا اراده التحقیق دون الاستیام ۲۔	اگر ایک نے فارسی میں کہا کہ تو نے اپنی بیٹی مجھے دی، تو دوسرے نے جواب میں "دادم" کہا تو اس سے بغیر ارادہ نکاح متحقق نہ ہوگا، کیونکہ یہ الفاظ حقیقتاً خبر معلوم کرنے اور وعدہ لینے کے لیے ہوتے ہیں اس لیے دوسرا وکیل نہ بنے گا۔ (ت)

ہندیہ میں محیط سے ہے:

¹ ردالمحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۳

² خزائن المفتین کتاب النکاح قلمی نسخہ (غیر مطبوعہ) ۷/۷۶

اذا قال لغيره دختر خویش مراده، فقال دادم، ينعقد النكاح وان لم يقل الخاطب پذیر فتم، ولو قال مراد ادی فقال دادم، لا ينعقد النكاح ما لم يقل الخاطب پذیر فتم الا اذا اراد بقوله دادی التحقیق دون السوم¹۔	جب دوسرے کو کہا کہ تو اپنی لڑکی مجھے دے۔ تو دوسرے نے کہا "دی" تو اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا اگرچہ پہلا "میں نے قبول کی" نہ کہے اور اگر پہلے نے کہا "تو نے بیٹی مجھے دی" تو دوسرے نے جواب میں کہا "میں نے دی" تو جب تک پہلا اس کے بعد "میں نے قبول کی" نہ کہے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس صورت میں دوسرے نے "میں نے دی" سے مراد نکاح کا تحقیق لیا اور خواہش اور مرضی کا اظہار مراد نہ لیا تو نکاح ہو جائے گا۔ (ت)

اسی طرح بزازیہ میں ہے __ ردالمحتار میں شرح علامہ مقدسی سے نقل فرمایا:

انما توقف الانعقاد على القبول في قول الاب والوكيل هب ابنتك لفلان اولابنى واعطها مثلاً لانه ظاهر في الطلب وانه مستقبل لم يرد به الحال والتحقق فلم يتم به العقد بخلاف زوجنى بنتك بكذا بعد الخطبة ونحوها فانه ظاهر في التحقيق والاثبات الذى هو معنى الايجاب²۔	لڑکے کے باپ یا وکیل نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ تو اپنی بیٹی فلاں کو یا میرے لڑکے کو ہبہ کر یا عطا کر، تو اس میں نکاح کا انعقاد لڑکی کے باپ کے دے دینے کے بعد لڑکے کے باپ یا وکیل کے قبول کر لینے پر موقوف رہے گا، کیونکہ یہ الفاظ ظاہر طور پر طلب کے لیے ہوتے ہیں جس میں مستقبل ہوتا ہے۔ تحقیق اور حال مراد نہیں ہوتا، لہذا عقد تام نہ ہوگا، اس کے برخلاف اگر یہ کہا ہو کہ "تو اپنی بیٹی مجھے بیاہ دے" اور یہ کہنا مہر طے کرنے اور منگنی کے بعد ہو تو یہ الفاظ تحقیق اور اثبات میں ظاہر ہیں جو کہ ایجاب کہلاتا ہے۔ (ت)

شرح طحاوی سے گزرا کہ هل اعطيتنيها (کیا تو نے بیٹی مجھے عطا کی۔ ت) مجلس عقد میں مفید عقد ہے اور جلسہ وعد میں طلب وعد بالجملہ الفاظ محتملہ میں مدار قرینہ پر ہے۔ پھر الفاظ مذکورہ عمرو و عبد اللہ تو مساومت و تحقیق دونوں سے مجبور اور خاص اخبار میں متعین ہیں تو انھیں اس عبارت سے بھی کچھ علاقہ نہیں کہا لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی فیما ینعقد النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۷۷

² ردالمحتار کتاب النکاح الباب الثانی فیما ینعقد النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۳

مسئلہ ۱۵، ۱۴: از ملک آسام ضلع جورہاٹ ڈاکخانہ کٹنگا مقام سرانے ہی مرسلہ سید محمد صفاء الدین صاحب ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

سوال اول: ایک عدیم البصر عالم و فاضل اور ایک نگہبان بھی اس کے پاس موجود تھا اس نے نکاح پڑھایا، نکاح جائز ہے یا نہ؟

الجواب:

بلاشبہ جائز ہے کہ نکاح پڑھانے میں آنکھوں کا کیا کام، بلکہ جب وہ عالم ہے تو وہی نسب و اولیٰ، خود گواہان نکاح جن کے بغیر نکاح اصلاً صحیح نہیں اگر ناپینا ہوں کچھ مضائقہ نہیں^۱۔

کمانص علیہ فی المتون کا لکنز والوقایۃ والاصلاح	جیسا کہ کنز، وقایہ، اصلاح، مختار، ہدایہ، ملتقی اور تنویر وغیرہ متون میں اس پر تصریح موجود ہے۔ (ت)

تو نکاح پڑھانے والے کی بینائی کیا ضرور کہ وہ خود ہی نکاح کے لیے ضروری نہیں، عاقدین کا آپ ایجاب و قبول کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم: اگر عدیم البصر عالم نہ ہو اور نگہبان بھی موجود نہ ہو اس صورت میں اس نے نکاح پڑھایا، آیا جائز ہے یا نہ؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اب بھی جائز ہے جبکہ ٹھیک پڑھائے، بے نگاہی یا بے نگاہی کچھ نکاح پڑھانے میں مغل نہیں، ہاں جاہل ہونا مغل ہو سکتا ہے کہ جب مسائل نکاح سے آگاہ نہیں تو ممکن کہ وہ صورت کردے جس سے نکاح صحیح نہ ہو اور زوجین بھی بوجہ جہل اس سے غافل رہیں تو معاذ اللہ عمر بھر حرام میں مبتلا ہوں، لہذا نکاح میں بہت احتیاط لازم، عقد کرنے والا دیندار، متقی، مسائل نکاح سے واقف ہو کہ جاہل سے نادانستہ وقوع مغل کا اندیشہ تھا، فاسق بددیانت پر اعتماد نہیں، جب وہ خود حلال و حرام کی پروا نہیں رکھتا تو اوروں کے لیے احتیاط کی کیا امید، بحر الرائق و در مختار و فتح اللہ المعین وغیرہا میں ہے:

واللفظ للدریندب اعلانه وتقديمه خطبة	دُر کے الفاظ ہیں، نکاح کا اعلان، اس سے پہلے خطبہ

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۷/۱

مسجد میں ہونا، جمعہ کا دن ہونا اور نکاح کرنا والا صاحب رشد یعنی صاحب علم و عمل ہونا مستحب ہے الخ۔ (ت)	وكونه في مسجد يوم جمعة بعقد رشيد الخ ¹

^{۳۱} **اقول:** الرشدين تنظم العلم والعمل (رشد علم اور عمل دونوں کو جامع ہے۔ ت) اس زمانہ جہل و فساد میں اکثر وہ صورت رائج ہے کہ اگر اہل علم حاضر جلسہ نہ ہوں تو نکاح میں سخت خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے یعنی دولہن سے زید کے لیے صرف وکالت نکاح لی، یہ تصریح نہ کرائی کہ اسے دوسرے کو وکیل کر دینے کا بھی اختیار ہے۔ اب زید وکیل جو شرعاً صرف نکاح پڑھانے کا مجاز ہوا وہ خود نہیں پڑھاتا بلکہ قاضی کوئی اور صاحب باہر بیٹھے ہیں ان سے آکر کہتا ہے مجھے فلاں عورت نے اپنے نکاح کا وکیل کیا، دو گواہ گواہی دیتے ہیں، وہ تو اتنا کہہ کر الگ ہو گیا، اب قاضی جی نے نکاح پڑھایا، یہ نکاح ہر گز نہ ہوا کہ نہ خود عورت نے ایجاب و قبول کیا نہ اس کے وکیل مازون نے بلکہ ایک اجنبی شخص نے کہ اول تو وکیل کا اپنی وکالت سے خبر دینا اس قاضی کو اپنی طرف سے وکیل کرنا نہیں، اور ہو بھی تو صحیح مذہب میں وکیل نکاح کو دوسرے کے وکیل کرنے کا بے اذن موکل اختیار نہیں۔

نکاح کے وکیل کو جائز نہیں کہ وہ بغیر اجازت اس میں کسی دوسرے کو وکیل بنائے، یہ بحر کے حوالے سے دُر میں مذکور ہے اہ غمز العیون کی وکالت کی بحث میں ولوالحیہ سے منقول ہے کہ اگر ایک نے کسی کو نکاح کا وکیل بنایا تو وکیل نے کسی دوسرے کو از خود وکیل بنالیا تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل یعنی مبسوط میں ذکر کیا کہ یہ جائز نہیں، انھوں نے فرمایا کہ پہلے کی موجودگی میں دوسرے وکیل نے کارروائی کی تو جائز نہیں ہوگی، یہی صحیح ہے اہ ملخصاً (ت)	في الدر عن البحر ليس للوكيل (اي في النكاح) ان يوكل بلا اذن ² وفي وكالة غمز العيون عن الولوالحيه لوكل رجلا في نكاح فوكل الوكيل غيره ذكره محمد في الاصل انه لا يجوز فانه قال اذا فعل الثاني بحضور الاول لم يجز وهو الصحيح ³ املخصاً۔

تو یہ نکاح نکاح فضولی ہوا اور اجازت زن بالغہ پر موقوف رہا، اگر خبر پر نفرت و کراہت ظاہر کی، جیسا کہ اکثر دخترانِ دوشیزہ سے ایسا ہی واقع ہوتا ہے، جب تو ڈھول سے کھال بھی گئی، اب وہ نکاح یکسر باطل ہو گیا کہ آئندہ اجازت سے بھی جائز نہیں ہو سکتا۔

¹ درمختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۵/۱

² درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

³ غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب الوكالة ادارة القرآن کراچی ۱۲/۲۔ ۴۱

فی الدر المختار لو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد ولذا استحسنوا التجدید عند الزفاف لان الغالب اظهار النفرة عند فجأة السماع¹۔	در مختار میں ہے کہ لڑکی کو نکاح کی اطلاع ملی تو انکار کر دیا پھر بعد میں اس نے کہا میں راضی ہوں، تو پہلے رد شدہ نکاح اس سے جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ انکار کرنے کی وجہ سے باطل ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے فرمایا کہ ایسی صورت میں رخصتی کے وقت دوبارہ نکاح کرنا بہتر ہوگا کیونکہ اچانک نکاح کی خبر پر نفرت کا اظہار ہوتا ہے (اس لیے پہلا انکار نفرت کی وجہ سے ہوا) (ت)

یو نہیں بعض نکاحوں میں مشاہدہ ہوا ہے کہ نکاح خواں نے کلمات ایجاب دو لہا کے کان میں کہے کہ حاضرین میں کسی نے نہ سنے صحیح مذہب میں یوں نکاح نہیں ہوتا کہ مجلس واحد میں معاد و گواہوں کا دونوں الفاظ ایجاب و قبول سننا شرط ہے۔

فی الدر و شرط حضور شاہدین حرین او حرو حرتین مکلفین سامعین قولہما معاً علی الاصح²۔	دُر میں ہے کہ نکاح میں دو عاقل بالغ حر مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ کے طور پر مجلس میں موجود ہو کر نکاح کے دونوں فریقوں کا کلام سنیں، یہ شرط قرار دیا گیا ہے صحیح قول کے مطابق۔ (ت)

ان باتوں کا منشا وہی جہل و ناواقفی ہے اور ان کے سوا اور بیس اغلاط کا اندیشہ ہے جن سے علماء ہی آگاہ ہوتے ہیں یا وہ نیک توفیق والے جنہیں علماء کی خدمت و صحبت اور ان سے مسائل دینیہ کی تحقیقات کا شوق کامل ہے غرض جاہل کی نکاح خوانی قطعاً خلاف اولیٰ ہے جس طرح اس کی امامت یا مضاربت کہ جو اندیشہ خلل و فساد وہاں ہے وہی نکاح میں بھی، کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶: از جور ہاٹ ملک آسام ہائی اسکول مرسلہ میاں محمد علی صاحب ۳ شعبان ۱۳۱۲ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا فرمان ہے) اس مسئلہ میں کہ اگر زید نے ایک عورت سے دو گواہ غیر ملکی کے سامنے نکاح کیا پھر زید نے وہ دونوں گواہ جانے کے بعد اپنے نکاح کو ظاہر کیا اور عورت بھی نکاح ہونے پر زید کے مقرر ہے اور وہ دونوں گواہان مذکور ان ایک غیر ملکی میں جا کر ایک عالم سے اور اپنے ملک میں جا کر قاضی کے روبرو دونوں

¹ در مختار کتاب النکاح باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/

² در مختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۶/

جگہ نکاح ہونے زید کی گواہی دے ہیں اور دونوں جگہ سے دو خط مع مہر و دستخط کے اور صورت گواہی ان دونوں گواہوں کے زید کے نکاح ہونے کا ثبوت زید کے ملک کے ایک عالم اور ایک معتبر آدمی کے پاس ارسال کیا پھر ایک برس کے بعد ان دونوں گواہوں سے ایک گواہ آکر پہلے تین چار آدمی کے روبرو نکاح ہونے زید کی گواہی دی تھی بعدہ دس بارہ روز کے بعد ایک جماعت کے روبرو انکار نکاح زید کا کیا، زید اور بی بی کے درمیان میں کوئی جھگڑا اور تنازع نہیں ہے، زید بھی خاص و عام کے روبرو کہتا ہے کہ وہ میری بی بی ہے اور بی بی کہتی ہے کہ زید میرا شوہر ہے، اور حال چال بھی دونوں کے خاوند اور جوڑو ہونے کے پائے جاتے ہیں، اور مقرر نکاح جانبین ہے۔ از روئے شرع شریف کے زید کا نکاح درست اور نافذ ہوا یا نہیں؟ اور نکاح دوبارہ کرنا لازم آئے گا یا نہ؟ اور صورت نکاح دوبارہ میں حد ان دونوں کے اوپر یعنی زوج و زوجہ کے اوپر لازم ہوگا یا نہیں؟ مع دلیل و برہان کے جواب باصواب فرمائیں، اگر دونوں گواہ انکار نکاح کا ہو جائیں تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں وہ دونوں زوج و زوجہ ہیں، ان کا نکاح صحیح و ثابت ہے، دوبارہ نکاح کی اصلاً حاجت نہیں، اگرچہ دونوں گواہ انکار کر جائیں۔

فإن الشهود شرط النكاح في الابتداء دون البقاء۔	گواہوں کا ہونا نکاح کی ابتداء میں شرط ہے اس کے بقاء کے لیے شرط نہیں۔ (ت)

جبکہ دونوں باہم مقرر نکاح ہیں، یہ اسے اپنی بی بی وہ اسے اپنا شوہر بتاتی ہے تو کسی کو اعتراض کی ہر گز گنجائش نہیں بلکہ ان کا صرف یہ باہمی اقرار ہی ثبوت نکاح کے لیے کافی ہے اگرچہ کوئی گواہ گواہی نہ دے،

في رد المحتار صرحوا ان النكاح يثبت بالتصادق ¹ في الهداية حل له ان يشهد اذ رأى رجلا وامراة يسكنان بيتا وينبسط كل واحد منهما الى الآخر انبساط الزوج ² اه ملخصا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔	(رد المحتار میں ہے کہ علماء نے تصریح کی ہے کہ ایک دوسرے کی تصدیق سے نکاح ثابت ہو جاتا ہے۔ ت) پھر ان کا باہم زن و شو کی طرح رہنا دوسرا ثبت نکاح ہے یہاں تک کہ جتنے لوگ اس حال سے واقف ہیں سب کو ان کے زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دینی جائز ہے۔ ہدایہ میں ہے جب کوئی مرد و عورت آپس میں خاوند بیوی کی طرح گھر میں رہیں اور دونوں آپس میں میاں بیوی کی طرح بے تکلف ہوں تو دیکھنے والے کو ان کے نکاح کی شہادت دینا جائز ہے اھ ملخصا، واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)

¹ رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۵/۲

² ہدایہ کتاب الشہادۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۵۸/۳

مسئلہ ۱۷: ۱۵ شعبان ۱۴۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے بایں شرط نکاح کیا کہ بعد ایک ماہ کے طلاق دے دوں گا۔ اور اس امر کو اپنے دل میں رکھا، یا یہ کہ ہندہ سے بیان کیا، تو آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

نکاح صحیح ہے خواہ دل میں یہ قصد رکھا خواہ عقد میں اس کی شرط کر لی کہ طلاق کا شرط کرنا ہی ارادہ نکاح دائم پر دلیل ہے، ہاں اگر یوں عقد کرے کہ میں نے تجھ سے ایک مہینہ یا ایک برس یا سو برس کے لیے نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا کہ ایک وقت تک نکاح کو محدود کر دینا صورت متعہ ہے اور متعہ محض حرام اور زنا، درمختار میں ہے:

متعہ کے طور پر نکاح یا مقررہ مدت کے لیے نکاح خواہ مدت لمبی ہو یا مدت مجہول ہو تو صحیح مذہب میں یہ نکاح باطل ہے، اور اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ ایک ماہ بعد طلاق دے دوں گا، یا اس وقت دل میں مقررہ مدت کی نیت کی تھی تو باطل نہ ہوگا۔ (ت)	بطل نکاح متعہ و موقت وان جهلت المدة لو طالت في الاصح وليس منه مآلو نكحها على ان يطلقها بعد شهر او نوى مكثه معها مدة معينة¹۔

ردالمحتار میں ہے:

اس لیے کہ نکاح میں طلاق کی شرط دلالت کرتی ہے کہ یہ نکاح دائمی ہے اور شرط باطل ہوگی، بحر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	لان اشتراط القاطع يدل على انعقاده مؤبدا وبطل الشرط بحر²۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ منکوحہ زید میں کوئی علامت مردی وزنی سے نہیں صرف ایک مخرج ہے جس سے بول آتا ہے، مگر پستان اس کے مثل زنان ہیں، اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر زید اسے طلاق دے تو ادائے مہر ذمہ زید لازم ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مسئلہ میں نکاح صحیح ہے اور نصف مہر بعد طلاق ذمہ زید پر واجب الادا کہ منکوحہ زید اگرچہ

¹ درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مجتبائی دہلی ۱۹۰/۱

² ردالمحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۴

قبل از بلوغ بوجہ انتقال ہر دو علامت از قبیل خنثی تھی مگر جب بعد بلوغ اس کی پستانیں مثل پستان زن ظاہر ہوئیں تو اشکال زائل اور اس کا عورت ہونا مشکف ہو گیا، اب بلاشبہ یہ نکاح اپنے محل میں واقع اور حل استمتاع کو شرعاً مفید کہ شرائط صحت سب موجود ہیں اور موانع شرعیہ بالکل مفقود، البتہ فساد خلوت عدم تاکد مہر کا باعث ہے، اور خیار عیب کو نکاح میں دخل نہیں تاکد زید بوجہ اس کے فسخ نکاح کر سکے اور کل مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے، رہا امر حسی کا عائق ہونا وہ ہر گز منافی جواز نہیں۔

تنویر الابصار کی خنثی کی بحث میں ہے خنثی وہ ہے کہ جس کا ذکر اور فرج دونوں ہوں یا خصیتیں نہ ہوں، تو اگر اس کے پستان ظاہر ہو جائیں تو عورت قرار پائے گی، تنویر کی عبارت ختم ہوئی، تلخیص۔ در مختار میں نکاح کی بحث میں ہے فقہاء کرام کے ہاں نکاح ایسا عقد ہے جو مرد کو عورت سے جماع کا مالک بنا دیتا ہے جبکہ اس سے کوئی شرعی مانع نہ ہو اور اسی کے مہر کے باب میں ہے کہ جب خلوت بغیر کسی حسی مانع کے حاصل ہو جائے تو اس کا حکم مہر کو لازم کرنے میں جماع کی طرح ہے، خلوت میں حسی مانع جیسے رتق (راء اور تافح کے ساتھ) جس کا معنی شرمگاہ میں گوشت کا ابھر جانا، اور جیسے قرن بکون راء، جس کا معنی ہڈی اور عقل، ع اور ق پر فح، جس کا معنی غدد ہے یعنی ہڈی اور غدد شرمگاہ میں اس طرح بڑھ جائے کہ جماع کے لیے مانع بن جائے اھ ملخصاً، در مختار کے اسی باب میں ہے کہ نصف مہر لازم ہوگا جب خلوت یا جماع سے

فی تنویر الابصار من کتاب الخنثی ہو ذفر ج و ذکر او من عری عن الانثیین فان ظهر له ثدی فامرأة انتهی مع التلخیص¹، وفي الدر المختار من النکاح هو عند الفقهاء عقد یفید ملک المتعة ای حل استمتاع الرجل من امرأة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی انتهی²، وفيه من باب المهر الخلوۃ بلا مانع حسی کرتق بفتححتین التلاحم وقرن بالسکون عظم وعقل بفتححتین غدة لا یطاق فیہ الجماع کالوطی فی تاکد المهر³ انتهی ملخصاً وفيه من ذلك الباب ویجب نصفه بطلاق قبل وطی او خلوة⁴ انتهی وفي فتاوی الامام قاضی خاں والرتق

¹ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الخنثی مجتہبی دہلی ۳۴/۲

² در مختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مجتہبی دہلی ۱۸۵/۱

³ در مختار شرح تنویر الابصار باب المهر مجتہبی دہلی ۱۹۹/۱

⁴ در مختار شرح تنویر الابصار باب المهر مجتہبی دہلی ۱۹۸/۱

قبل طلاق دی ہو اہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ رتن، خلوت کے لیے مانع ہے کیونکہ یہ جماع کے لیے مانع ہے، اور اصل (مبسوط) کی بحث طلاق کے بیان میں ہے کہ رتن، عورت پر عدت واجب ہے اور اس کے لیے نصف مہر ہوگا اور اصل کی بحث اختیارات نکاح میں ہے کہ عیب عیب جس کو عیب کی وجہ سے حق فسخ کہتے ہیں، ہمارے ہاں نکاح کے باب میں ثابت نہیں، لہذا کسی عیب کی وجہ سے عورت کو رد نہیں کیا جائے گا۔ اور امام شافعی نے فرمایا کہ قرن اور رتن والے عیب کی وجہ سے مرد کو فسخ کا اختیار ہے پس اگر قبل از خود دخول رد یا فسخ کر دے تو تمام مہر ساقط ہو جائے گا ورنہ پورا مہر مثل عورت کا حق ہے جیسا کہ فسخ کا حکم ہے اہ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	یمنع الخلوة لانه یمنع الجماع وذكر فی طلاق الاصل ان العدة یجب علی الرتقاء ای فلها نصف المهر¹ انتھی وفيها من فصل خیارات النکاح ومنها خیارة العیب وهو حق الفسخ بسبب العیب عندنا لایثبت فی النکاح فلا ترد المرأة بعیب ما وقال الشافعی له ان یرد بالقرن والرتق و یفسخ النکاح فان رد قبل الدخول یسقط کل المهر والامهر المثل کما هو حکم الفسخ² انتھی مع التلخیص، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت طوائف کسی مرد آشنا کے ساتھ پردہ میں حسب دستور عیاشیوں کے جو بغرض مفید رکھے اور نہ ملتفت ہونے اس کے ساتھ دوسرے مرد کے، پردہ میں رکھتے ہیں ہم خانہ رہی ہو، وہ عورت شرعاً زوجہ تصور کی جائے گی یا نہیں؟ اور اگر زوجہ تصور کی جائے گی تو ایسے ہم خانہ رہنے کے واسطے کوئی مدت مقرر ہے یا نہیں؟ اور ہے تو کس قدر مدت ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

صورت مسئلہ میں پردہ اس طوائف کا صرف ان لوگوں سے جن سے احتمال موافقت کا ہو معتد بہ نہیں، ایسا پردہ ثبوت نکاح کی دلیل نہیں ہو سکتا، البتہ اگر وہ مرد وزن مثل زوج و زوجہ رہتے، اور جو لوگ ان کے حالات خانگی سے واقف ہیں انھیں زوج و زوجہ تصور کرتے ہوں تو شرعاً زوج و زوجہ قرار پائیں گے نہ کہ زانی و زانیہ کہ مسلمان کی طرف بدکاری کی نسبت بے ثبوت شرعی ہر گز جائز نہیں، شارع نے جس قدر احتیاط اس بارے میں فرمائی دوسرے معاملہ

¹ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الخلوة نوکسور لکھنؤ ۱۸۱

² فتاویٰ قاضی خاں فصل فی خیارات النکاح نوکسور لکھنؤ ۱۸۷

میں نہ آئی یہاں حسن ظن واجب اور تکذیب قاذف لازم، قال عز اسمه لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْنَا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ^۱ (الآیۃ) (اس پر اگر وہ چار گواہ پیش نہ کریں، آیۃ۔ ت) اور ارشاد ہوتا ہے:-: وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ^۲ (الآیۃ) (اور کیوں نہیں تم کہتے جب تم اسے سنتے ہو، (الآیۃ۔ ت) اگر کوئی مسلمان حراقل بالغ عقیف کی طرف نسبت زنا کرے اور چار گواہوں سے ثابت نہ کر دے تو بعد طلب مقذوف کے اسے اسی کوڑے مارے جاتے ہیں اور گواہی اس کی کبھی قبول نہیں ہوتی، قال اللہ تعالیٰ: وَالَّذِينَ يَبْمُؤُونَ^۳ (الآیۃ) (اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں آیۃ۔ ت) اسی طرح اگر تین گواہ معانہ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا نہ ہو تو ان گواہوں پر قذف لازم آتی ہے،

فی الفتاویٰ الہندیۃ ان یشہد علی الزنا اقل من اربعۃ بأن شہد واحد أو اثنا أو ثلثہ لا تقبل الشہادۃ ویحد الشاہد حد القذف ^۴ ۔	فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر چار سے کم ایک یا دو یا تین گواہ زنا کی گواہی دیں تو ان کی شہادت قبول نہ ہوگی اور گواہوں پر حد قذف ہوگی (ت)

پس ایسی صورت میں گو گواہان معانہ نکاح موجود نہ ہوں شرع حکم نکاح کا فرما دیتی ہے اور اس امر کے لیے شرع شریف میں کوئی مدت مقرر نہ فرمائی بلکہ بحالت عدم شہود معانہ مدار ثبوت انبساط و شہرت پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور زید شب زفاف میں بالکل مخاطب نہ ہوا اور جا پر علیحدہ رہا اور باہم صحبت زید نے ہندہ سے نہیں کی، بعدہ معلوم ہوا کہ زید نامرد ہے اور ہندہ نے زید کا عنین ہونے کا بھی ایک عرصہ تک علاج کیا لیکن صورت صحبت ظہور میں نہ آئی، اب ہندہ اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور زید سبب نامردی کے چاہتا ہے کہ ہندہ کو جان سے مار ڈالے، اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید سے درست ہوا یا نہیں؟ اور ہندہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جیسا کہ حکم شرع شریف کا ہو ویسا کیا جائے، بینوا توجروا۔

الجواب:

نکاح ہندہ کا زید سے درست ہے،

اذلیس عدم العنة من شرائط صحته ولو كان كذلك لما احتيج الى ما ذكره من باب العنين من المرافعة و	کیونکہ نکاح کے درست ہونے کے لیے نامرد نہ ہونا شرط نہیں ہے، اور اگر یہ بات ہوتی تو پھر نامرد کے سلسلہ میں قاضی کے ہاں پیش کرنے اور قاضی کا مہلت

^۱ القرآن ۱۳/۲۴

^۲ القرآن ۱۶/۲۴

^۳ القرآن ۴/۲۴

^۴ فتاویٰ ہندیہ کتاب الحدود والبالب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۵۲/۴۔۱۵۱

التأجيل والطلب والتفريق وهذا واضح جدا۔	دینا، عورت کا مطالبہ، اور پھر قاضی کی تفریق وغیرہ امور ذکر کرنے کی فقہاء کو ضرورت پیش نہ آتی، جبکہ یہ بات بالکل واضح ہے۔ (ت)

ہندہ کو ہر گز روا نہیں کہ بغیر حصول طلاق دوسرے شخص سے نکاح کر لے، اگر کرے گی نکاح ثانی باطل محض ہوگا اور شوہر ثانی سے قربت زنائے خالص، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وذلك لبقاء العصمة كما ذكرنا فالعین وغیرہ فیہا سواء۔	دوسرے نکاح کا عدم جواز پہلے نکاح کے تحفظ کے لیے ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، پس اس معاملہ میں نامرد اور مرد برابر ہیں۔ (ت)

ہاں صورت خلاص یہ ہے کہ زید و ہندہ اپنے معاملہ میں کسی ذی علم کو بیچ کریں۔

ففي الخیر یہ یصح التحکیم فی مسئلة العین لانہ لیس بحد ولا قود ولا دية علی العاقلۃ ولهم ان یفرقوا بطلب الزوجة ^۱ اھ۔	تو فتاویٰ خیر یہ میں ہے نامرد کے مسئلہ میں حکم بنانا اس لیے درست ہے کہ یہ حد، قصاص اور عاقلہ پر دیت کا مسئلہ نہیں ہے، حکم حضرات کے لیے عورت کے مطالبہ پر تفریق کرنا جائز ہے اھ (ت)

ہندہ اس کے حضور عنت شوہر کا دغوی کرے اور اس بناء پر تفریق چاہے بیچ کے نزدیک جب اس کا عین ہونا بطریق شرعیہ کہ ان میں سے ایک طریقہ مثلاً اقرار زید ہے ثابت ہو جائے گا تو بملاحظہ تفصیل مذکورہ فی الفقہ سال بھر کی زید کو مہلت دے اور اس تمام برس میں زن و شویکجا رہیں، اگر کچھ دنوں کو ہندہ کہیں چلی جائیگی وہ دن سال میں معدود نہ ہوں گے، جب اس طرح سال کامل گزر جائے اور زید ہندہ پر قدرت نہ پائے تو اس وقت بطلب ہندہ زید و ہندہ میں تفریق کردی جائے، اب بعد عدت ہندہ کو اختیار نکاح ہوگا۔

وکل ما ذکرنا مفصل فی الدر المختار و رد المختار و الفتاوی الخیریہ وغیرہا من الکتب الفقہیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کی تفصیل در مختار، رد المختار اور فتاویٰ خیر یہ وغیرہ کتب میں موجود ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مع چند ہمراہیوں کے عمرو کے یہاں اس کی دختر کو پیام دینے گیا عمرو نے اس کے ساتھ شادی دختر کردینے پر رضا ظاہر کی اور گفتگو کرنے والوں سے

^۱ فتاویٰ خیر یہ باب التحکیم دار المعرفۃ بیروت ۱۶/۲

مخاطب ہو کر کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی، اس پر زید نے کہا بہتر ہم کو منظور ہے جب آپ نے میرا خطبہ کو منظور کیا اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی غرض بہمہ وجوہ قرار پا گئی اور طرفین کا اطمینان ہو گیا اب عمر و اس دختر کا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتا ہے یہ اسے جائز ہے یا نہیں اور بغیر ترک یا اعراض زید کے دوسرے شخص سے اس دختر کا نکاح صحیح ہوگا یا نہیں اور جبکہ عمر و نے کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی اور زید نے اس کے جواب میں کہا بہتر قبول و منظور ہے تو یہ صاف ایجاب و قبول ہو کر نکاح منعقد ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اگرچہ مخاطب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور مخاطب اول کو زبان دے کر دوسرے سے قصد تزویج کرنا شرعاً مذموم و بے جا و قابل مواخذہ ہے، قال تبارک و تعالیٰ: إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ① (عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ت) اور جس طرح مخاطب منہ پر مواخذہ ہے اسی طرح وہ دوسرا مخاطب جس نے مخاطبہ غیر پر پیام دیا شرعاً مرتکب شاعت ہے،

وقد صح ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن السوم علی سوم اخیه والخطبة علی خطبة اخیه ②۔	صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھائی کے سودے پر سودے اور بھائی کی منگنی پر منگنی سے منع فرمایا۔ (ت)

مگر بالینہمہ اگر مخاطب منہ اپنی لڑکی کا مخاطب اول سے نکاح نہ کرے اور غیر سے تزویج کر دے یہ نکاح شرعاً صحیح و درست ہو جائے گا اور ترک و اعراض مخاطب اول کی کچھ حاجت نہیں کہ وہ گفتگو جواب تک مخاطب و مخاطب منہ کے درمیان آئی اس کی طرف سے مجرد خطبہ تھی اور اس کی جانب سے محض وعدہ، نہ عقد ایجاب و قبول، پس مخاطبہ ہنوز مخاطب کی عصمت نکاح میں نہ داخل ہوئی جس کے سبب غیر سے اس کی تزویج ناروا ٹھہرے،

فی العقود الدریۃ سئل فیما اذا خطب وکیل زید ابنة عمروا لبالغة لزید بمحضر من الناس فاجابه الاب الى ذلك قائلًا ان مهر ابنتی کذا ان رضیت فبها والا فلا فرضی الخاطب ودفع للاب	عقود الدریۃ میں سوال کیا گیا کہ جب زید کے وکیل عمرو کی بالغہ لڑکی کے بارے میں لوگوں کی موجودگی میں زید کے لیے منگنی کی تو لڑکی کے باپ نے جواب میں کہا کہ میری لڑکی کا تادمہر ہے اگر آپ راضی ہیں تو بہتر ورنہ نہیں، اس پر منگنی والا راضی ہو گیا اور

① القرآن ۳۴/۷

② صحیح مسلم باب یحرم الخطبة علی خطبة اخیه الخ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱/۵۵۴

شیئاً من الحلی والبسه لابنته فلم ترض البنت بالخطبة و ردتھا فهل یسوغ لها ذلك ولا تكون الخطبة واقعة موقع عقد النکاح اصلاً الجواب حیث لم یجر بینهما عقد نکاح شرعی بايجاب وقبول شرعیین لا تكون الخطبة واقعة موقع عقد النکاح اصلاً¹	اس نے لڑکی کے باپ کو کچھ زیور دئے اور لڑکی کو کپڑا پہنایا تو لڑکی نے منگنی پر رضامندی سے انکار کر دیا اور منگنی کو رد کر دیا تو اس صورت میں کیا لڑکی کو رد کا اختیار ہے اور کیا یہ منگنی نکاح کے قائم مقام نہ ہوگی؟ جواب: شرعی طور پر یہ قبول و ایجاب کے ساتھ نکاح نہ ہوا اور یہ منگنی نکاح کے قائم مقام نہ ہوگی۔

اور یہ لفظ کہ میں نے لڑکی آپ کو دی ہر چند کنایات تزویج سے ہے مگر مجلس عقد میں عقد قرار پاتا ہے اور مجلس وعد میں وعد۔

فی ردالمحتار عن فتح القدیر عن شرح الطحاوی لو قال اعطیتنیها فقال اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للعقد فنکاح² اه واقرة العلامة العلائی والفاضل الرحمتی والسید الطحطاوی و غیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔	ردالمحتار میں فتح القدیر کے حوالے سے طحاوی کی شرح سے منقول ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کو کہا کہ تو نے لڑکی مجھے دی، جواب میں اس نے کہا کہ میں نے دی، تو اگر بات مجلس نکاح میں ہے تو نکاح ہے اور وعد (منگنی) کی مجلس ہے تو منگنی ہوگی اھ اس کو علامہ علائی، فاضل رحمتی، سید طحطاوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ثابت رکھا۔ (ت)

اوپر ظاہر ہوا کہ وہ مجلس مجلس نکاح نہ تھی اور خاٹب کا اس وقت مع چند ہمراہیوں کے جانا بات ٹھہرانے اور وعدہ لینے اور رضامندی حاصل کرنے ہی کے طور پر تھا تو پدر مخطوبہ کے وہ الفاظ بھی وعدہ ہی پر محمول ہوں گے نہ عقد پر، یہاں تک کہ خود خاٹب کے کلام سے واضح و روشن کہ وہ بھی ان کلمات کو اقرار نکاح و اظہار رضا و قبول خطبہ ہی سمجھنا نہ ایجاب و تزویج کہ اس نے جواب میں کہا: بہتر ہم کو منظور ہے، جب آپ نے میرے خطبہ کو منظور کیا اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی اور ہر عامی جانتا ہے کہ ہماری زبان میں زبان دینا کسی کام کے وعدہ کو کہتے ہیں نہ کہ اس کے ایقاع و اصدار کو، زید نے اگر عمرو سے کچھ روپے مانگے

¹ عقود الدریہ علی تنقیح حامدیہ مسائل منشورہ من ابواب النکاح حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب قندھار ۳۱۱

² ردالمحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۴

اور اس نے دے دئے تو یہ نہ کہا جائے گا کہ عمرو زبان دے چکا، ہاں نہ دئے اور دینے کا وعدہ کر لیا تو یہ لفظ بولنا صحیح ہوگا، پس ثابت ہو گیا کہ مخاطب منہ کا وہ کلام محض اجابت تھا نہ کہ لفظ ایجاب وشتان بینہم (دونوں میں فرق ہے۔ ت) ایک وجہ تو عدم نکاح کی یہ ہوئی اور یہیں سے دوسری وجہ بھی ظاہر ہے کہ جب کلام مخاطب باعلیٰ ندامنادی کہ وہ سخن مخاطب منہ کا محصل اتمام العقد نہ سمجھا تھا بلکہ محض اقرار و وعدہ جانا تو اب اس کا یہ کہنا بھی کہ "بہتر ہم کو منظور" بر سبیل قبول و تزویج نہ تھا بلکہ اس کی اجابت پر اپنی خوشی کا اظہار تھا تو اگر فی الواقع مخاطب منہ کے وہ الفاظ ایجاب ہی ٹھہریں تاہم مفقود ہے اور جملہ اخیرہ کہ "آپ نے زبان دی تو میری تسکین ہو گئی" مفسر مراد موجود جس کے سبب لفظ اول صریح قبول ٹھہرا کر الفاظ اور نیت کا الغائب کر سکتے اور اس کے سوا بعض وجوہ اور بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو عدم انعقاد نکاح پر دلالت کریں۔

کمالا یخفی علی ماہر الفقیہہ و فیما ذکرنا کفایۃ للنبیہ۔	جیسا کہ مخفی نہیں، ماہر فقیہ پر، اور ہم نے جو ذکر کر دیا ہے وہ عالم کو وضاحت کے لیے کافی ہے۔ (ت)

بالجملہ نہ الفاظ مخاطب الیہ ایجاب کے قابل نہ جانب مخاطب سے قبول حاصل، نہ مخاطبہ حوالہ نکاح مخاطب میں داخل، نہ غیر سے تزویج ناروا و باطل، رہا مخاطب منہ پر گناہ، وہ بھی اسی وقت تک ہے کہ اس نے بلا وجہ یا کسی رنجش دنیوی کے سبب تزویج مخاطب اول سے اعراض کیا ہو، اور اگر در حقیقت کوئی عذر مقبول پیدا ہوا اور اس نکاح میں اس نے حرج شرعی سمجھا اور مخاطب ثانی کو حق دختر میں بہتر جانا تو شرع مطہر ہر گز اس پر دلیل لازم نہیں کرتی کہ تو اپنی زبان پالنے کے لیے محذور شرعی گوارا یا دیدہ و دانستہ بیٹی کے حق میں برا کر، نیک و بد پر کامل نظر ذمہ پدر واجب و ضرور، اور آدمی نہ تبدیل رائے سے محفوظ و مصون، نہ کسی وقت بعض مصالح پر نہ اطلاع پانے پر مامون، یہ تو صرف اقرار ہی تھا، ہمارے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو در بارہ قسم ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر تم کسی بات پر قسم کھا بیٹھو پھر خیال میں آئے کہ اس کا خلاف شرعاً بہتر ہے تو اس بہتری پر عمل کرو اور قسم کا کفارہ دے دو۔

فقد اخرج الامام احمد ومسلم في صحيحه والترمذي عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها فليأت الذي هو خير وليكفر عن يمينه ¹ ۔	امام احمد نے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی قسم کھائی اور اس نے اس قسم کے خلاف کو بہتر جانا تو بہتر کو اپنالے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔ (ت)

¹ صحیح مسلم باب ندب من حلف یبیتا فرأى غيرها خيرا منها الخ قدیمی کتب خانہ پشاور ۲۸/۲

پس پدر مخطوبہ پر لازم ہے کہ خدا سے ڈرے اور اصلح و اوفق پر نظر کرے وہ دو مطالبوں کے زیر تقاضا ہے ایقائے موعدت و دفع مفدت، پھر اگر خطاب اول میں کوئی محذور شرعی نہ ہو تو اول پر عمل کرے ورنہ ثانی پر کاربند رہے من ابنتی بلیتین فاختار اھو نہما (جو دو آزمائشوں میں مبتلا ہو تو آسان کو اختیار کرے۔ ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۲۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ باپ کو نکاح ہندہ بالغہ کا زید کے ساتھ جو اہل کفو سے ہے منظور نہ تھا اور نہ ہے زید نے بغیبت باپ ہندہ جو صرف بارہ کوس کے فاصلہ پر اپنے علاقہ پر تھا بہ سکوت و گریہ ہندہ رضامندی مادر و نانی ہندہ و کالت اور شہادت تین اقربا خاص نکاح ظاہر کیا ہندہ کہہ رہی ہے کہ مجھ کو بلارضامندی اپنے باپ کے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا اور نہ اب ہے۔ ایسی حالت میں باپ ہندہ یا ہندہ کے مجبور کرنے کے واسطے منجانب زید بخيال جواز نکاح یہ بیان و شہادت گزری کہ ہندہ نے زبان سے اقرار کیا تھا و بعد از رخصتی بذریعہ عدالت یا جس طرح پر ہو اپنے گھر جا کر نکاح کا قصد رکھیں ایسی صورت میں ہندہ کو جو ولایت اپنے باپ میں ہے کسی ذریعہ سے لی جائے اطلاق غصب یا کس گناہ کا ہوگا و نکاح مابعد کی نسبت جو گھر لے جا کر دختر مذکور کو مجبور کر کے کرے کیا کہنا چاہئے و زید وغیرہ مرتکب کس گناہ کے ہوں گے یا کچھ نہیں، فرض کیا جائے کہ قضاء بوجہ نصاب شہادت نکاح جائز ہو لیکن جب باپ ہندہ کو نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے و ہندہ کہہ رہی تھی کہ مجھ کو بلارضامندی اپنے باپ کے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے ایسی حالت میں زید وغیرہ کی نسبت کیا کہنا چاہئے کہ بالجبر باپ ہندہ خواہ ہندہ کو مجبور کرنا کیسا ہے، اگر ناجائز ہے تو مرتکب غصب یا کس گناہ کا مرتکب و گواہ و وکیل و معین اس کے کس گناہ کے مرتکب اور نکاح آئندہ کی نسبت جو بالجبر اپنے گھر لے جا کر کرے کیا کہنا چاہئے اور یہاں رضاعت کا بھی شبہ ہے اگرچہ اس میں شک واقع ہے کہ ہندہ کی نانی اور ہندہ نے پہلے کہا تھا کہ ایام رضاعت میں زید کو دودھ پلایا ہے بعدہ بخلف کہنے کو موجود کہ نہیں پلایا ہے ایسی صورت میں احتیاط و تقویٰ کا کیا مقتضی ہے گو نکاح ناجائز ہو مگر احتیاط و تقویٰ مقتضی اس امر کا ہے کہ نہ کیا جائے اگر ہو گیا تو ترک کیا جائے یا کیا اگر احتیاط مانع ہے تو اس احتیاط کے ہاتھ سے نہ جانے میں جس قدر باپ ہندہ کا جان دے رہا اور نقصان امور دنیاوی اٹھا رہا ہے آوارہ وطن ہو جائے داخل امور دینی و ثواب ہے اور اگر اس صدمہ سے یا مقابلہ میں یعنی جس وقت زید رخصت بجزیر یا کوئی فعل جبر یہ کرنا چاہئے اس وقت جان جاتی رہے تو شہید کا اطلاق کیا جائے یا کیا و نیز متعلق اسی کے یہ مسئلہ دریافت طلب ہے، کہ زید وغیرہ کہتے ہیں جب بسبب عدم ثبوت رضاعت نکاح شرعاً جائز تو تجدید نکاح کر دو گو احتیاط و تقویٰ مانع ہے و باپ ہندہ کہتا ہے کہ جب احتیاط و تقویٰ مانع ہے تو ہم کیوں کریں پس ایسی صورت میں سوال یہ ہے کہ زید کا قول مرقومہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ احتیاط و تقویٰ کو ایک ادنیٰ چیز سمجھتا ہے یا کچھ نکلتا ہے دوسرے یہ کہ زید جو وہ باپ ہندہ کو احتیاط و تقویٰ سے روکتا ہے

کیسا فعل ہے؟

الجواب:

جواب سوال اول ع میں واضح ہو چکا ہے ع: کہ یہ نکاح اگر باذن صریح ہندہ نہ ہو انہ بعد کو اذن صریح قولی یا فعلی سے نافذ ہو لیا تو مجرد سکوت ہندہ اس کے نفاذ کے لیے کافی نہیں، نکاح نکاح فضولی تھا اور اذن ہندہ پر موقوف، جب ہندہ نے کہا کہ مجھے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے تو یہ صاف رد و باطل ہو گیا، اب اگر ہندہ و پدر ہندہ کہ مجبور کرنے کے لیے کسی جھوٹی شہادت سے نفاذ نکاح ثابت کیا جائے تو زید اور اس کے شہود سب مستحق غضب الہی و عذاب شدید ہوں گے، جھوٹی گواہی دینے والے پر جو سخت ہولناک وعیدیں ارشاد ہوئی ہیں ہر مسلمان جانتا ہے یہاں تک کہ قرآن عظیم میں اسے بت پوجنے کے برابر شمار فرمایا،

قال الله تعالى: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۚ ۝ حنفاء لله غير مشرکین به ¹ ۔	بتوں کی نجاست سے بچو، جھوٹی بات سے پرہیز کرو، شرک سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عدلت شهادة الزور الاشرار بالله عدلت شهادة الزور الاشرار بالله ² ۔ رواه ابو داود والترمذی وابن ماجه عن خريم بن فاتك رضى الله تعالى عنه۔	جھوٹی گواہی خدا کے ساتھ شریک کرنے کے برابر کی گئی جھوٹی گواہی خدا کے لیے شریک بتانے کے ہمسر ٹھہرائی گئی (جھوٹی گواہی خدا کا شریک ماننے کے مساوی کی گئی)، اس کو ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا انبئکم باکبر الکبائر قول الزور اوقال شهادة الزور ³ ۔ رواه الشيخان عن انس رضى الله تعالى عنه۔	کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ سب کبیروں سے بڑا کبیرہ کون سا ہے، بناوٹ کی بات، یا فرمایا جھوٹی گواہی، (اسے شیخین نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

عہ: یعنی مقام مذکورہ کا سوال کہ باب الولی میں ہے ۱۲ منہ (م)

¹ القرآن ۳۰/۲۲

² سنن ابی داؤد باب فی شہادۃ الزور آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۰/۲

³ صحیح بخاری باب ما قبل فی شہادۃ الزور قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۲/۱، صحیح مسلم باب الکبائر و اکبرها قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۲/۱

نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جھوٹی گواہی دینے والا اپنے پاؤں ہٹانے نہیں پاتا کہ اللہ عزوجل اس کے لیے جہنم واجب کر دیتا ہے، اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے صحیح قرار دے کر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)	لن تزول قدما شاهد الزور حتى يوجب الله له النار¹۔ رواہ ابن ماجہ والحاکم وصحیح سندہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ایسی ناپاک کارروائی کے ساتھ کسی کی بیٹی کو بلا نکاح رخصت کرا کر لے جانا اگرچہ اسی قصد پر ہو کہ گھر لے جا کر نکاح کر لیں گے سخت شدید کبیرہ عظیمہ ملعونہ ہے جس کا مرتکب کہ اشد ظلم میں گرفتار ہے مستحق عذاب الیم نار ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے، **أَلَا لعنةُ الله على الظالمين** ② سن لو خدا کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دفتر تین ہیں: ایک میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ بخشے گا، اور دوسرے کی اسے کچھ پروا نہیں، اور تیسرے میں سے کچھ نہ چھوڑے گا، وہ جس سے کچھ نہ بخشے گا کفر ہے، اور وہ جس کی اسے پروا نہیں آدمی کے حقوق اللہ میں گناہ ہیں جیسے کسی دن کاروزہ یا کوئی نماز ترک کرنی کہ اللہ عزوجل چاہے گا تو اسے معاف فرمادے گا واما الديوان الذي لا يترك الله منه شيئاً مظالم العباد بينهم القصاص لا محالة³ اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے رواہ الامام احمد والحاکم وصحیح عن ام المؤمنين الصديقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اس کو امام احمد اور حاکم نے صحیح قرار دے کر حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ (ت) نکاح اگرچہ جبر واکراہ سے بھی ہو جاتا ہے

ہندیہ میں ہے یہ قاعدہ کہ جس پر جبر کیا گیا ہو اس کے اس حالت کے تمام تصرفات نافذ العمل ہو گئے ہاں وہ تصرفات جو فسخ کا احتمال رکھتے ہوں جیسے بیع اور اجارہ کہ یہ فسخ قرار پائیں گے اور جو فسخ کا احتمال نہیں رکھتے	في الهندية الاصل ان تصرفات المكروه كلها قولاً منعقدة عندنا الا ان ما يحتمل الفسخ منه كالبيع والاجارة يفسخ وما لا يحتمل الفسخ منه كالطلاق

¹ سنن ابن ماجہ باب شهادة الزور (ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳)

² القرآن ۱۸/۱۱

³ مسند احمد بن حنبل مرویات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دار الفکر بیروت ۲۴۰/۶

والعتاق والنکاح والتدبیر والاستیلاذ والنذور فهو لازم کذا فی الکافی^۱ اھ و تنامہ فی رد المحتار قبیل قولہ و شرط حضور شاہدین^۲ الخ اقول: واما قول الہندیۃ رضا المرأة اذکانت بالغۃ^۳ الخ فقد کتبنا علی ہامشہ مانصہ ای اذ نہا قولاً وفعلاً صریحاً اودلالة ولو جبراً وکرہاً ہکذا ینبغی ان یفسر هذا المقام۔	مثلاً طلاق، عتاق، نکاح، مدبر بنانا، ام ولد بنانا اور نذر تویہ امور لازم ہو جائیں گے، جیسا کہ کافی میں ہے اھ اس کی تمام بحث رد المحتار میں ہے، ان کے قول "گو اہوں کی موجودگی شرط ہے۔" سے تھوڑا پہلے ہے الخ اقول: ہندیہ کا قول جو کہ انھوں نے خانیہ سے نقل کیا نکاح کی شرائط میں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ عاقلہ بالغہ عورت کی رضا الخ تو ہم نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے یعنی اس کی اجازت قول، فعل صریح یا دلالت سے ہو جاتی ہے اگرچہ بطور جبر ہو، اس مقام کی یونہی تفسیر مناسب ہے۔ (ت)

مگر کسی کی بیٹی کو جبراً بلا نکاح لے جانا پھر بالجبر نکاح کرنا ظلم اور ظلم اور مسلمان کو عار لاحق کرنا ہے۔

قال الله تعالى لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ^۴۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دین میں جبر نہیں ہے۔ (ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

لا یحل لمسلم ان یأخذ عصاً أخیه بغیر طیب نفس منه^۵۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہ عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی لکڑی بغیر اس کی دلی مرضی کے لے لے (اس کو ابن حبان نے صحیح میں ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

جب بے مرضی لکڑی یعنی کس درجہ حرام و اشد حرام ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاکراہ الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۳۸/۵

^۲ رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷۲/۲

^۳ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲۶۹/۱

^۴ القرآن ۲۵۲/۲

^۵ مورد الظمان الی زوائد ابن حبان کتاب البیوع باب ما جاء فی الغصب حدیث المطبعة السلفیہ بالروضۃ ص ۲۸۳

من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ^۱ ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ (اسے طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

گواہ و وکیل و معین جتنے لوگ اس واقعہ پر آگاہ ہو کر زید کی اعانت کریں گے سب اس کی مثل ظلم و حرام و استحقاق عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ^۲ ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: گناہ و عداوت میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ (ت)	

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم لیعینہ وهو یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام ^۳ ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والضعیف فی المختار عن اوس بن شر حبیل الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جو کسی ظالم کے ساتھ چلا اس کی مدد کرنے اور وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے وہ بیشک اسلام سے نکل گیا۔ (اسے طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے مختار میں اوس بن شر حبیل اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)	

رہا مسئلہ رضاعت، ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیان ثبوت رضاعت کے لیے کافی نہیں خصوصاً جبکہ خود مضطرب ہو،

کما فصلناہ فی فتاوانا السابقة الواردة علینا من المسائل فی هذا الباب۔ جیسا کہ ہم نے اس بارے میں پہلے سے آئے ہوئے مسائل کے جوابات میں اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں بیان کر دی ہے۔ (ت)	

اس سے احتیاطاً بچنا صرف مرتبہ استحباب میں ہے اور فعل غایت درجہ مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ کہ نہ کرے تو بہتر، کرے تو کچھ گناہ نہیں، فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

رجل تزوج امرأة فأخبر رجل مسلم ثقة ایک شخص کا عورت سے نکاح ہونے کے بعد ایک ثقہ	

^۱ المعجم الاوسط حدیث مکتبۃ المعارف الرياض ۳/۳۷۳، الترغیب والترہیب من تخطی بہ الرقاب یوم الجمعة مصطفیٰ البانی مصر ۵۰۴/۱

^۲ القرآن ۲/۵

^۳ معجم کبیر حدیث مکتبۃ فیصلیہ بیروت ۲۲/۷۱

اوامرأة انهما ارتضعا من امرأة واحدة قال في الكتاب احب الى ان يتنزه فيطلقها ويعطيها نصف البهر ان لم يدخل بها ولا يثبت الحرمة بخبر الواحد عندنا مالم يشهد به رجلان اورجل وامرأتان¹۔	مرد یا عورت نے یہ خبر دی کہ ان میاں بیوی نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، تو امام قاضی خان نے کتاب میں فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ وہ شخص بطور احتیاط عورت کو طلاق دے دے اور دخول نہ کیا ہو تو نصف مہر ادا کرے، جبکہ رضاعت کی حرمت ایک شخص کی خبر سے ثابت نہیں ہوتی جب تک دو مرد، یا ایک مرد دو عورتیں شہادت نہ دیں حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (ت)

ایسے امر سے بچنے کے لیے جان دینے کی اجازت ہر گز نہیں ہو سکتی کہ جان کا رکھنا ہر فرض سے اہم فرض ہے بلکہ اہل و عیال
کو چھوڑ کر جلا وطنی وغیرہ امور بھی کہ خود گناہ یا منجر بہ گناہ ہوں جائز نہیں ہو سکتے۔

اذليس من قضية الشرع الكريم والعقل السليم درء شى خفيف بارتكاب ثقیل عظیم۔	شریعت مطہرہ اور عقل سلیم اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ معمولی چیز کو کسی عظیم اور بھاری چیز کے ارتکاب سے ختم کیا جائے۔ (ت)

یہاں تقویٰ بمعنی اتقائے شہادت ہے وہ صرف مستحب ہے، نہ فرض و واجب، علماء فرماتے ہیں:

لیس زماننا زمان اجتناب الشبهات²، کما فی الاشباہ وغیرہ عن الخانیہ والتجنیس وغیرہما۔	جس طرح اشباہ وغیرہ میں خانیہ اور تجنیس کے حوالے سے ہے کہ ہمارا زمانہ شہادت سے بچاؤ کا زمانہ نہیں ہے۔ (ت)

زید وغیرہ کی اس درخواست سے تقویٰ کی اہانت نہیں نکلتی بلکہ اس احتیاط کا غیر ضروری ہونا اور اس قدر ضرور صحیح ہے، ہاں اس
سے درکنار اگر بالجبر ہو تو ہم لکھ چکے ہیں کہ مسلمان پر جبر واکراہ کسی امر مباح میں حرام و ظلم ہے نہ امر غیر مستحب میں، مگر اس پر
جان نہیں دے سکتے، البتہ صورت اولیٰ میں یعنی جبکہ واقع میں نکاح باطل ہو اور زید جھوٹی گواہیاں دلوں کہ بالجبر بلا نکاح چھین لے
جانا _____ یا بالجبر اس کے ساتھ کوئی فعل ناجائز کرنا چاہے اس وقت اگرچہ اپنے ناموس کی حفاظت جائزہ کرے جو شرعاً و عقلاً
و عرفاً ہر طرح اس کا حق ہے اور ظالم اسے قتل کر دے تو یہ شہید ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قتل دون ماله فهو شهيد ومن	جو اپنا مال بچانے میں مارا جائے وہ شہید، جو

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فیما یقبل قول الواحد الخ نوکثور لکھنؤ ۷/۸۷

² الاشباہ والنظائر کتاب الحظرو الاباحۃ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۰۸/۲

قتل دون دمہ فہو شہید ومن قتل دون دینہ فہو شہید ومن قتل دون اہلہ فہو شہید ^۱ ۔ اخرجہ الاثمة احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان فی صحاحہم عن سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اپنی جان بچانے میں مارا جائے وہ شہید، جو اپنا دین بچانے میں مارا جائے وہ شہید، جو اپنے گھر والوں کے بچانے میں مارا جائے وہ شہید، (اسے احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان نے سعید بن زید سے اپنی صحاح (کتب) میں روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ت)

مسئلہ ۲۳: از مسجد جامع مرسلہ مولوی احسان حسن صاحب ۱۷ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید و ہندہ نے باہم کلمات ایجاب و قبول نکاح کئے، بموجودگی دو آدمیوں کے، کہے، لیکن ان دونوں آدمیوں کو مطلقاً سماعت اور علم نکاح زید اور ہندہ کا نہ ہوا۔ بعد ازاں زید نکاح سے منکر ہوا۔ اور ان دونوں شاہدوں نے بھی سماعت اور علم نکاح سے لاعلمی روبرو حاکم شرع کے ظاہر کی، تو آیا حاکم شرع زوجہ کو مہر دلانے کا یا نہیں؟ اور یہ نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

نکاح میں شرط ہے کہ دونوں گواہ معًا دونوں لفظ ایجاب و قبول جلسہ واحدہ میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔

فی الدر المختار شرط حضور شاہدین حرین او حر وحریتین مکلفین سامعین قولہما معاً علی الاصح فآہمین انہ نکاح علی المذہب ^۲ بحر۔	در مختار میں ہے کہ نکاح میں دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں عاقل بالغ اور آزاد کا مجلس میں اس طرح موجود ہونا کہ وہ نکاح سمجھتے ہوئے نکاح کرنے والوں کے کلام کو سنیں، شرط ہے، یہ صحیح مذہب ہے، بحر۔ (ت)

تو مذہب صحیح پر یہ نکاح منعقد نہ ہوا، زید کا انکار سچا ہے، اگر نوبت ہمسٹری نہ آئی تو مہر سے کیا علاقہ، ورنہ مہر مثل دینا ہوگا۔

فإن الوطء فی دار الاسلام لو یخلو عن حد او عقر ^۳ کما فی الدر المختار وغیرہ	کیونکہ دار الاسلام میں بے محل جماع حد یا عقر سے خالی نہیں ہوتا، جیسا کہ در مختار وغیرہ معتمد کتب میں ہے۔

^۱ سنن النسائی کتاب المحاربة تحريم الدم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۷۲/۲

^۲ در مختار کتاب النکاح مجتبائی دہلی ۱۸۶/۱

^۳ در مختار باب المهر مجتبائی دہلی ۲۰۳/۱

من معتبات الاسفار وقد كانت ههنا شبهة العقد فالحسد سقط فالعقر ثبت۔	یہاں چونکہ نکاح کا شبہ ہے لہذا حد ساقط ہو گئی تو عقر واجب ہوگا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴: مسئلہ حافظ علی بخش صاحب ساکن آنوالہ مسجد خفیاں ۲۵ شوال ۱۳۲۳ھ
تعظیماً جمع کالفظ خدا کی شان میں بولنا جائز ہے یا نہیں، جیسے کہ "اللہ جل شانہ یوں فرماتے ہیں" اسی طرح ناک سے کہنا کہ "تم نے یہ عورت قبول کی" جمع بولنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
الجواب:

حرج نہیں، اور بہتر صیغہ واحد ہے کہ واحد احد کے لیے وہی انسب ہے، قرآن عظیم میں ایک جگہ رب عزوجل سے خطاب جمع ہے رَبِّ اِنَّا جُعُوْنَ^۱، وہ بھی زبان کافر سے ہے۔ اور ناک سے کہنا کہ تم یا آپ یا جناب نے قبول کی، اس میں بھی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۵: ۱۶ صفر ۱۳۰۳ھ

زید کہتا ہے کہ متناکحین بالغین کو بوقت نکاح کلمے اور صفت ایمان مجمل و مفصل پڑھانا بہت ضرور بہتر ہے اس کو کرنا چاہئے، شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ کے فتاویٰ میں ہے:

از روئے شریعت غرائکاح در میان مومن و کافر منعقد نمی گردد و ظاہر است کہ از انسان در حالت لاعلمی یا از روئے سہوا کثر کلمہ کفر صادر مے گردد کہ بر آں متنبہ نمی شود، دریں صورت اگر نکاح متناکحین واقع شد منعقد نمی شود، لہذا متاخرین از علمائے محتاطین احتیاطاً صفت ایمان مجمل و مفصل را بحضور متناکحین می گویند و می گویند تا انعقاد بحالت اسلام واقع ہو، علماء متاخرین نے عقد نکاح میں اس احتیاط کا جو اضافہ فرمایا ہے وہ در حقیقت اسلامی نزاکت سے خالی نہیں، جو لوگ اسلام کے بارے میں معلومات	روشن شریعت کی رو سے مومن کافر کے درمیان نکاح نہیں ہو سکتا، ظاہر ہے کہ انسان سے لاعلمی میں کبھی سہواً کوئی کلمہ کفر صادر ہو جاتا ہے جس پر وہ آگاہ ہی نہیں ہوتا، تو اس صورت میں اگر مرد و عورت کا نکاح ہوا تو منعقد نہیں ہوگا، لہذا محتاط علماء متاخرین مجلس نکاح میں صفت ایمان مجمل و مفصل خود بھی کہتے ہیں اور مرد و عورت سے بھی کہلواتے ہیں تاکہ نکاح بحالت اسلام واقع ہو، علماء متاخرین نے عقد نکاح میں اس احتیاط کا جو اضافہ فرمایا ہے وہ در حقیقت اسلامی نزاکت سے خالی نہیں، جو لوگ اسلام کے بارے میں معلومات

آن کے میرسند ¹ انتھی	نہیں رکھتے وہ اس کی لطافت تک کب پہنچ سکتے ہیں۔ (ت)

یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

بہتر ہونے میں کیا کلام کہ ذکر خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر محض ہے، خصوصاً تجدید ایمان، کہ ویسے بھی حدیث میں اس کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ان الایمان لیخلق فی جوف احدکم کما یخلق الثوب الخلق فاسئلوا اللہ تعالیٰ، ان یجدد الایمان فی قلوبکم ² ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر بسند حسن والحاکم فی المستدرک عن عمر وبسند صحیح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔	ایشک ایمان تم میں کسی کے باطن میں پرانا ہو جاتا ہے جیسے کپڑا کہنہ ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل سے مانگو کہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ فرمائے، (اسے طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

جددوا ایمانکم اکثر وامن قول لا الہ الا اللہ ³ ۔ رواہ الامام احمد والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔	اپنے ایمان تازے کرو لا الہ الا اللہ بکثرت کہو۔ (اس کو امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

تو اس قدر ضرور مسلم کہ اس کو کرنا چاہئے، ہاں بہت ضروری کہنا نوع افراط سے خالی نہیں جملًا یا سہوًا معاذ اللہ کلمہ کفر صادر ہو جانا محتمل سہی مگر اسے مظنون ٹھہرا لینا سوئے ظن ہے اور بے حصول ظن حکم ضرورت نہیں، کما لایخفی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶: ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۴۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دختر زید بعمر سترہ^۴ سال و پسر عمرو بعمر تینیس^۵ سال ہے اور

¹ فتاویٰ عزیزی حکم اعلام کلمہا وصفت ایمان مجمل و مفصل روز عقد نکاح مجتہائی دہلی ۱۳۶/۲

² مستدرک للحاکم کتاب الایمان الامور بسؤال تجدید الایمان دار الفکر بیروت ۴/۱

³ مسند احمد بن حنبل مروی از ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۳۵۹/۲

مانع شرعی موجود نہیں، پسر کا ولی واسطے نکاح کے چار ماہ کی مہلت چاہتا ہے، اگر مہلت دی جائے تو شرعاً گنہگاری ہے یا نہیں۔؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

کوئی گناہ نہیں جبکہ کوئی اندیشہ صحیح نہ ہو۔ اور اگر معاذ اللہ اندیشہ ہے اور دوسرا کفو موجود ہے تو مہلت نہ دینا چاہئے، اگر نہ مانے اس دوسرے سے نکاح کر دیں جبکہ دختر رضامند ہو۔

اس حدیث کی بنا پر جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، نماز میں جب وقت ہو جائے، جنازہ میں جب حاضر ہو، اور غیر شادی شدہ لڑکی میں جب اس کا کفو ملے۔ یا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	لحدیث یا علی لا تؤخر ثلاثاً الصلوة اذا حانت والجنائز اذا حضرت والايم اذا وجدت لها كفوا¹ او كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷: از ریاست رام پور سرشتہ پولیس مرسلہ سید جعفر حسین صاحب محرر سرشتہ ۲۰ محرم ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے اس طور پر نکاح کیا کہ دو گواہوں اور ایک وکیل نے ہندہ کے پاس جا کر یہ کہا کہ بکر کے بیٹے زید نے ایک ہزار روپے کے بدلے میں تم کو اپنی زوجیت میں طلب کیا ہے یعنی خواستگاری کی ہے تم بھی اس کو اپنی شوہریت میں قبول کرو اور مجھ کو وکیل قرار دو، تو ہندہ مذکورہ نے فقط لفظ "قبول" کہا (اور اس لفظ قبول کو اس ملک کے عوام و خواص قائم مقام ایجاب کے بنا بر عرف کے سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں) پھر اس طرح تینوں شخص زید کے پاس گئے اور وکیل نے زید سے جا کر کہا کہ تم نے خالد کی بیٹی ہندہ کو مہر مذکور پر قبول کیا تو زید نے صرف لفظ "قبول" کہا (اور اس قبول کو یہاں کے باشندے بمنز ل قبول نکاح کے تصور کرتے ہیں اور ہزاروں نکاح اس طور سے ہو گئے اور ہوتے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے کیونکہ یہ طور یہاں کا رسم و رواج قرار پایا ہے) اب اس صورت میں فقط لفظ "قبول" سے نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ نکاح صحیح ہو جائے گا کیونکہ عاقل و بالغ کا کلام لغو کرنا نہ چاہئے ورنہ ہزاروں آدمی حرام زادہ قرار پائیں گے مسلمان کو زنا سے شرعاً بچانا چاہئے اور عرف اور رواج

¹ جامع الترمذی باب ما جاء في الوقت الاول من الفضل نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۵۲/۱، سنن الکبیری للبيهقي کتاب النکاح باب اعتبار الکفاءة دار صادر

بھی اولہ شرعیہ سے ایک دلیل ہے تو موافق عرف کے نکاح کو صحیح قرار دینا چاہئے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ لفظ "قبول" سے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے کیونکہ لفظ "قبول" مصدر ہے اور مصدر سے نکاح درست نہیں ہوتا، اب متنازعہ فیہ میں حکم شرع شریف جوارشاد ہو، عوام بیچارے نہ مصدر کو جانیں نہ ماضی کو، وہ تو اپنے عرف و رواج جانتے ہیں، اسی کے پیرو و تابعدار ہیں، ان کی اصلاح کس طور پر ہو، بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں صحت نکاح میں شبہ نہیں، جب ہندہ نے بعد سوال توکیل لفظ "قبول" کہا یہ ایجاب توکیل ہوا اور وہ شخص وکیل ماذون ہو گیا۔

وکیل بنانے کے لیے صرف ایجاب کافی ہے اور قبول کرنے پر موقوف نہیں اگرچہ ایجاب کو رد کردینے پر وکالت رد ہو جائیگی، جیسا کہ اشباہ اور ہندیہ وغیرہ میں ہے۔ اور یہاں اس مسئلہ میں اگرچہ وکیل کا لڑکی کو یہ کہنا کہ "تو بھی لڑکے کو اپنا خاوند ہونا قبول کرے" فضولی کی طرف سے ایجاب قرار دیا جاسکتا ہے وہ خانیہ اور خلاصہ کی اس تصریح کی بنا پر کہ "نکاح میں درخواست" ایجاب ہو جاتا ہے جس کے متعلق فتح میں کہا گیا کہ یہ قول بہت اچھا ہے، تو فضولی کے جواب میں لڑکی کا "قبول" کہنا نکاح کو قبول کرنا قرار دیا جائے گا، جس سے نکاح منعقد ہو جائے اور لڑکے کی اجازت پر موقوف قرار پائے، اور جب نکاح کرانے والا شخص (فضولی) لڑکے کو پیشکش کرے اور لڑکا قبول کرے تو نکاح نافذ ہو جائے۔ لیکن یہاں مجلس والوں کا مقصد یہ نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد صرف لڑکی سے اجازت طلب کرنا ہے اور اس مجلس میں وکالت کرنا اور لڑکی کا "قبول" کہنا صرف توکیل ہوگی۔ (ت)

فان التوكيل يتم بمجرد الايجاب ولا يتوقف على القبول وان كان يرتد بالرد كما في الاشباة والهنديہ وغيرهما وههنا وان امكن ان يجعل قول الوكيل تقبليه في زوجيتك ايجاب فضولي بناء على ما صرح في الخانية والخلاصة ان الامر في النكاح ايجاب¹ قال في الفتح وهذا احسن² وح يكون قول المرأة "قبول" قبولاً وينعقد النكاح موقوفاً على اجازة الرجل فاذا خاطبه الوكيل وقال قبول يكون تنفيذ الكنه خلاف ما قصدوه فان صنيعهم شاهدانهم لم يجعلوا مجلس المخاطبة مع المخطوبة مجلس عقد بل استئذان فيكون طلباً للوكالة وقولها قبول توكيلاً۔

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح الفصل الاول نوکسور لکھنؤ ۱۵۱/۱

² فتح القدیر کتاب النکاح نوریہ رضویہ ستمبر ۱۰۴۱/۳

اب کہ وکیل نے مخاطب سے آکر وہ لفظ کہے یہ جانب وکیل سے ایجاب ہوا،

فأنه استفهام وان كان حرفه مقدرا والا استفهام عند ارادة التحقيق يؤدى مودى الامر كما حققناه فى فتاونا والامر كما سمعت ايجاب فى النكاح ولا نعدل عن هذا القول المرجح الى قول انه توكيل لان الوكيل لا يملك التوكيل فلا ينفذ العقد وفيه تضيق والله يحب الرفق۔	تو حقیقتاً یہ استفہام ہے اگرچہ صرف استفہام پوشیدہ ہے اور استفہام مقام تحقیق وانقاد میں امر کا معنی دیتا ہے جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں تحقیق کی ہے اور نکاح میں امر ایجاب قرار پاتا ہے، اس ترجیح یافتہ قول کو چھوڑ کر ہم اس کو توكيل نہ بنائیں گے کیونکہ عورت کا وکیل کسی دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا جس کی بنا پر عقد نافذ نہ ہوگا جبکہ اس میں تنگی ہے اور اللہ تعالیٰ تو نرمی اور وسعت کو پسند فرماتا ہے۔ (ت)

اور زوج کا "قبول" کہنا قبول ہوا اور نکاح صحیح و تام نافذ ہو گیا، اور یہ اعتراض کہ قبول مصدر ہے اور مصدر سے نکاح درست نہیں رائے ساقط ہے کہ یہ لفظ اس سوال وکیل کے جواب میں ہے کہ تم نے ہندہ کو قبول کیا اور عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ:

السؤال معاد فی الجواب^۱ کہا صرح بہ فی الاشباہ وغیر ہما کتاب۔	جواب میں سوال کا اعادہ معتبر ہوتا ہے جیسا کہ اشباہ وغیرہ بہت سی کتب میں تصریح ہے۔ (ت)

تو جواب میں صرف لفظ "قبول" کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ "قبول کیا" اور یہ ماضی ہے اور ماضی سے نکاح یقیناً درست ہے کہا صرح حوا بہ متونا و شروحا و فتاویٰ (جیسا کہ متون، شروح اور فتاویٰ میں تصریح ہے۔ ت) معذرا یہاں اصل کار وہ الفاظ ہیں جو رضا بالا نشا پر بے احتمال مساوی دلیل ہوں اور شک نہیں کہ لفظ "قبول" صراحۃً اس پر دال، ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں اگر عورت سے کہا اپنے نفس کو میری زوجیت میں دے اس نے کہا بالسمع والطاعة نکاح ہو گیا۔

كما فى النوازل والخلاصة والبزازیة والبحر والدر والمحیط والہندیة وغیرہا من الاسفار الغر۔	جیسا کہ نوازل، خلاصہ، بزازیہ، بحر، در، محیط، ہندیہ وغیرہ مشہور کتب میں ہے۔ (ت)

سمع وطاعت بھی مصدر ہی ہیں اور مناط صحت وہی تقدیر ماضی ہے یا اعتبار تراضی، وہ دونوں

^۱ الاشباہ والنظائر القاعدة الحادية عشرة ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۳۸۱ھ

یہاں حاصل، تو حکم عدم نکاح محض باطل، فتح القدیر میں ہے:

لما علمنا ان الملاحظة جهة الشرع في ثبوت الانعقاد ولزوم حكمه جانب الرضى عدينا حكمه الى كل لفظ يفيد ذلك بلا احتمال مساو للطرف الآخر ¹ الخ۔	جب ہمیں یہ معلوم ہے کہ نکاح کے انعقاد اور اس کے حکم کے لزوم میں شرعاً رضا کے پہلو کا اعتبار ہے تو ہم نے اس حکم کو ہر ایسے لفظ میں معتبر قرار دیا جو اس چیز کا احتمال رکھتا ہو اور اس کے مخالف پہلو کا اس میں مساویانہ احتمال نہ ہو الخ (ت)

رد المحتار میں ہے:

قوله اوبالسمع والطاعة متعلق بمحذوف دل عليه المذکورای زوجت اوقبلت متلبسا بالسمع والطاعة لامرك يحصل السمع والطاعة لامره الابتقدير الجواب ماضياً مراد به الانشاء ليتم شرط العقد بكون احدهما للمضى ² ۔	ما تن کا قول "اوبالسمع والطاعة" کا متعلق محذوف ہے جس پر مذکور دال ہے یعنی میں نے نکاح کیا یا قبول کیا آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اور حکم کی اطاعت مقدر طور پر ماضی کے صیغہ کے ساتھ جواب کے بغیر نہیں ہو سکتی جبکہ ماضی سے انشاء مراد ہوگی تاکہ نکاح کی شرط یعنی ایجاب و قبول میں سے ایک کا صیغہ ہونا تام ہو جائے۔ (ت)

بحر الرائق میں زیر قول کنز: انما يصح بلفظ النكاح والتزويج وما وضع لتمليك العين في الحال ("نکاح، تزویج اور تملیک عین فی الحال کے لیے موضوع الفاظ سے عقد ہو جاتا ہے۔" ت) فرمایا:

يرد على المصنف الفاظ ينعقد بها النكاح غير الثلاثة (وعدا شياء كثيرة الى ان قال) ومنها بالسمع والطاعة لو قال زوجي نفسك منى فقلت بالسمع والطاعة فهو نكاح كما في الخلاصة	مصنف پر اعتراض ہے کہ ان مذکورہ الفاظ ثلاثہ کے علاوہ دیگر الفاظ سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے وہاں انھوں نے بہت سے امور ذکر کیے جن میں سے سمع وطاعت بھی ذکر کر کے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت کو کہا کہ تو اپنے نفس کو مجھے بیاہ دے تو عورت نے جواب میں "بالسمع والطاعة" کہہ دیا تو نکاح

¹ فتح القدیر کتاب النکاح نور یہ رضویہ کھر ۱۰۳/۳

² رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۶۳/۲

ہو جائے گا جیسا کہ خلاصہ میں ہے، ان الفاظ سے وہ بھی ہے جو ذخیرہ میں مذکور ہے کہ اگر مرد نے عورت کو کہا کہ ہزار کے بدلے تجھ سے جماع کا حق میرے لیے ثابت ہے تو عورت نے جواب میں کہا کہ "ہاں" تو نکاح صحیح ثابت ہو گا، تو جواب یہ ہے کہ عقود میں حتیٰ کہ نکاح میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے جبکہ یہ مذکورہ الفاظ نکاح کا معنی ادا کر رہے ہیں۔ ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	ومنها ما فی الذخیرۃ لو قال یتثبت حتی فی منافع بضعک بالف فقلت نعم صح النکاح اھوالجواب ان العبرة فی العقود للمعانی حتی فی النکاح كما صرحوا به وهذه الالفاظ تؤدی معنی النکاح¹۔

مسئلہ ۲۸: ربیع الاول شریف ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور ہندہ دونوں شخص چند شخصوں کے روبرو اس کے مقرر ہوں کہ ہمارا نکاح آپس میں ہو گیا، یا زید علیحدہ ایک وقت میں چند اشخاص کے روبرو فرداً فرداً یہ ظاہر کریں کہ ہمارا نکاح آپس میں ہو گیا ہے اور پھر خط و کتابت میں ہندہ زید کو وہی القاب آداب جو بی بی خاوند کو لکھتی ہے استعمال کرے تو کیا سمجھا جائے گا اور شرعاً کیا حکم دیا جائے گا؟

الجواب:

تصادق مرد و زن کہ مرد کہے یہ میری منکوحہ ہے، عورت کہے یہ میرا شوہر ہے، عند الناس مثبت نکاح ہے، مگر اگر غلط اقرار کیا ہو تو عند اللہ ہر گز نفع نہ دے گا وہ زانی و زانیہ ہوں گے اور سخت عذاب جہنم کے مستحق اور اولاد ولد الزنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹: ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تجھ کو بعد تین چار ماہ کے طلاق دوں گا، آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

نکاح جائز ہے اور طلاق دینا اس پر لازم نہیں، فان النکاح لا یبطل بالشروط الفاسدة بل ہی التي تبطل (شرائط فاسدہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ شرائط خود باطل قرار پاتی ہیں، ت) واللہ تعالیٰ اعلم

¹ بحر الرائق کتاب النکاح (۱۶) سید کمپنی کراچی ۸۷/۳

مسئلہ ۳۰: ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ

حال یہ ہے کہ حامد اور محمودہ دونوں میں ایسا رشتہ تھا کہ محمودہ اس کے سامنے آسکتی تھی اور یہ دونوں ایک مدت تک صغر سنی میں ایک ہی جگہ رہتے سہتے تھے۔ ۱۸۹۷ء میں حامد کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور برضامندی فریقین (یعنی حامد اور محمودہ) کے والدین کی نسبت محمودہ سے ہو گئی اور مراسم نسبت ادا ہونے کے بعد ایک تاریخ نکاح مقرر ہو گئی، لیکن اس تاریخ مقررہ پر حامد کو کہ وہ گورنمنٹ کا ملازم تھا اتفاق سے رخصت نہ ملی اور تاریخ مقررہ پر نکاح نہ ہو سکا، اس کے بعد کچھ جھگڑے ایسے درپیش ہو گئے کہ دوسری تاریخ مقرر ہونے سے پہلے حامد اپنی ملازمت سے علیحدہ ہوا، اس کے بعد جب حامد کے والدین نے تاریخ مقرر کرنا چاہی تو محمودہ کے والدین نے یہ عذر پیش کیا کہ حامد اب بے نوکر ہے اس لیے ہم نکاح نہیں کرنا چاہتے۔ حامد اور محمودہ دونوں بالغ ہیں، محمودہ تاریخ نسبت سے حامد سے پردہ کرتی ہے، جب یہ حال محمودہ کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی والدہ سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں دوسرے امیر گھر جانا پسند نہ کروں گی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جس سے نسبت ہوئی اس سے نکاح ہو جانا چاہئے، محمودہ کے باپ واقعی امیر کبیر ہیں اور حامد ایک معمولی حیثیت کا آدمی ہے، محمودہ کے باپ یہ کوشش کرتے ہیں کہ محمودہ کا کسی امیر اور مالدار سے نکاح کر دیں اور محمودہ کی رضامندی پر کوئی توجہ نہ کی جائے، اس لیے محمودہ یہ چاہتی ہے کہ قبل اس کے کہ یہ جبر اس پر کیا جائے وہ حامد کے ساتھ اپنا نکاح کر لے، مگر اس نکاح کا حال اس کے والدین کو نہ معلوم ہوا اور حامد بھی یہی چاہتا ہے، تو علمائے دین محمدی سے یہ امر دریافت طلب ہے کہ محض اگر گواہان اور وکیل کی موجودگی اور علم میں قاضی صاحب نکاح پڑھادیں اور از روئے شریعت ایجاب و قبول کا اطمینان کر لیں تو یہ نکاح خفیہ جائز ہے اور کسی طرح ناقص تو نہیں؟ فقط۔

الجواب:

بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ خواہ اعلانیہ کرے، اس کے انعقاد و صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا مال یا چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح ہونا اولیائے زن کے لیے باعث ننگ و عار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا،

در مختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے جائز نہ ہونے کا فتویٰ ہے کہ فساد زمان کی وجہ سے نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔ (ت)

فی الدر المختار ویفتی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً
وهو المختار للفتوی لفساد الزمان¹

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتہدی دہلی ۱۹۱۱ء

مال میں کفائت کو صرف اس قدر کہ وہ شخص اگر پیشہ ور ہو تو روز کاروز اتنا کماتا ہو جو اس عورت غنیہ کے قابل کفایت روزانہ دے سکے، اور پیشہ ور نہیں تو ایک مہینہ کا نفقہ دے سکے، اور مہر جس قدر معجل ٹھہرے اس کے ادا پر قدرت بہر حال درکار ہے۔

در مختار میں ہے کہ مال کے اعتبار سے عرب و عجم میں کفو کا اعتبار بایں طور ہے کہ مہر معجل دینے اور ایک روزانہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو جبکہ غیر کاروباری ہو ورنہ روزانہ کا خرچہ دینے پر قدرت رکھتا ہو بشرطیکہ بیوی جماع کی قدرت رکھتی ہو ملخصاً (ت)

فی الدر المختار تعتبر الكفاءة في العرب والعجم ما لابان يقدر على المعجل ونفقة شهر لو غير محترف و الا فان كان يكتسب كل يوم كفايتها لو تطيق الجماع¹ ملخصاً۔

پس اگر حامد اس قدر مال رکھتا ہو اور مذہب و نسب و حرمت و روش میں بھی محمودہ سے ویسا کم نہیں کہ اس سے نکاح باعث عار پدر محمودہ ہو، جیسا کہ صورت سوال سے یہی ظاہر ہے کہ باپ پہلے اس سے نکاح پر راضی تھا اب صرف نوکری نہ رہنے کا عذر کرتا ہے تو اس صورت میں بر تقدیر صدق مستقی دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کے سامنے حامد اور محمودہ کے ایجاب و قبول کر لینے سے جائز و صحیح ہو جائے گا۔ نفس نکاح میں نقصان نہ ہوگا، ماں باپ کو ناراض کرنے کا وبال محمودہ پر ہو تو جدامر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱: ضلع پشاور تحصیل صوابی ڈاکخانہ یار حسین موضع یعقوبی سید عید شاہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی والدہ اور ہمیشہ عمر کے مکان پر بطور مہمان داری کے آئیں و سوئی تھیں، عمرو نے زید کی والدہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے اپنی بیٹی تم کو دی ہے جس سے اس کا منشا یہ تھا کہ زید سے اس لڑکی کا نکاح کریں گے، زید کی والدہ نے اس کے جواب میں عمرو کو دعائیں دیں اور قبول زبان سے نہیں کیا، بعد کو زید نے ایک چھوٹا سا زیور بطور نشانی کے بنا کر عمرو کی بیٹی کے واسطے بھیجا، اور جس وقت عمرو نے اپنی بیٹی کا نکاح زید کی والدہ سے کیا، اس وقت زید کی والدہ اور ہمیشہ عمر کی بیوی تھی یہ تین عورتیں موجود تھیں، اور سوائے عمرو کے اور کوئی مرد گھر میں موجود نہیں تھا، نہ اس ایجاب کا قبول صراحۃً ہو نہ ذکر مہر ہوا اور نہ گواہ موجود تھے، پھر عمرو کے انتقال کے بعد عمرو کے لڑکے نے اس نابالغہ کا عقد خالد سے کیا اور ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے لیکن عقد مع گواہ اور ذکر مہر کے ہوا ہے تو اس صورت میں عقد خالد کا صحیح ہوا یا نہیں؟ اور زید مدعی اس بات کا ہے کہ نکاح مجھ سے صحیح ہے، بینوا تو جو را۔

¹ در مختار باب الكفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵۱

الجواب:

زید کا دعویٰ محض غلط ہے اس سے نکاح ہرگز صحیح نہ ہوا،

وان فرض ان کلام عمر و مع امر زید کان ایجاباً وان دعاء ہالہ قائم مقام القبول لدلالة الرضا وان بعثه حلیاً للعرس کانه اجازته لعقد الفضولی فعلى فرض کل ذلك لاوجه للصحة فی الوجه المذكور لعدم شاهد من الذکور۔	اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ عمرو کی والدہ سے بات کرنا ایجاب ہے اور والدہ مذکورہ کا عمرو کو دعائیں دینا قبول کے قائم مقام ہے کہ یہ اظہار رضا مندی ہے، اور پھر زید کا زیور بھیجنا زید کی طرف سے فضولی کے عقد کی اجازت ہے بایں ہمہ مذکورہ صورت میں نکاح صحیح نہیں ہے کیونکہ اس عقد کا کوئی مرد گواہ نہیں ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

شرطه حضور شاهدین حرین او حرو حرتین مکلفین ¹ ۔	نکاح منعقد ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عاقل بالغ اور حر، مجلس میں حاضر ہوں (ت)

بحر الرائق میں ہے:

فلا ینعقد بحضرة العبد والصیبان ² ۔	غلاموں اور بچوں کی موجودگی سے نکاح نہ ہوگا۔ (ت)

خالد کا عقد صحیح ہوا۔

لان الاقدام علیہ فسخ للفسدان قلنا بالفرق بینہ وبين الباطل فی النکاح کما هو قضیة فروع جملة۔	اس لیے کہ اس کا یہ اقدام فاسد نکاح کے لیے فسخ قرار پایا ہے، جب ہم نکاح میں فاسد و باطل کے فرق کا قول کریں جیسا کہ تمام فروع کا معاملہ ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲: مسئلہ مولوی سید ظہور احمد صاحب از بیتھو شریف ضلع گیا ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ
ایک شخص کا نکاح بحضور دو شخص کے عورت کی اجازت سے ہوا اور دونوں شخص چپ رہے، تو ایسی صورت میں نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور وکیل بالنکاح ایک شخص ثالث ہے اور وہ شخصین نکاح کو جانتے ہیں

¹ در مختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۶۱ھ

² بحر الرائق کتاب النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸۹/۳

لیکن ناک نہیں جانتا ہے اور عورت نے وکیل بالکاح کو وہ دو شخص کے سامنے پردہ سے اپنے نکاح کی اجازت دی اور وکیل نے یوں کہا کہ فلاں عورت کو اس قدر مہر پر آپ کو دیا، نہ نکاح کا لفظ کہا ہو اور نہ زوجیت کا۔

الجواب:

نہ ناک کا شاہدین کو پہچانا ضرور، نہ شاہدین کا وقت عقد کچھ بولنا ضرور، نہ خاص نکاح یا زوجیت ضرور، نہ صرف فلاں عورت کہنے میں محذور، جبکہ تنہا اسی قدر سے اس کی معرفت ہو جائے، شاہدین کا معاً لفظین ایجاب و قبول کو سننا اور اتنا سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے اور لفظ نکاح و تزویج ہو نیا کوئی اور لفظ جو تملیک عین کافی الحال کے لیے وضع کیا گیا اور شاہدین کے نزدیک عاقدین یعنی زوج و زوجہ کا متمیز ہو جانا خواہ بحضور و رؤیت و اشارہ یا بغیبت و تسمیہ مجرہ یا مع نسبت وغیرہ متمیزات میں اس قدر ضرور ہے اور شک نہیں کہ کسی مرد کو اتنے مہر پر عورت کا دیا جانا مفید معنی نکاح ہے تو صورت مستفسرہ میں اگر باقی شرائط مذکورہ مجتمع تھے نکاح درست ہو گیا، والمسائل کلھا مصرحة فی الدر المختار وغیرہ من معتمدات الاسفار (ان تمام مسائل کی تصریح در مختار اور دیگر معتمد کتب میں موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳:

مرسلہ سید ظہور احمد مذکور الصدر ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

ناک کو تین مرتبہ قبول کرنا شرط ہے یا ایک بار؟ اور گھبرانے کی وجہ تین بار تین طرح کہا، کبھی یہ کہ قبول ہے، کبھی میں نے قبول کیا، کبھی قبلت، ایسی صورت میں نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور یہ بحضور شاہدین ہے اور عورت سے ایجاب درست طور پر ہوا یا نہیں؟

الجواب:

نکاح خواہ کسی عقد میں تین بار قبول اصلاً ضرور نہیں ایک ہی بار کافی ہے، اور تین بار تین طرح الفاظ قبول ادا ہونا کچھ مضر نہیں، ہاں اگر گھبراہٹ میں بجائے قبول بعض الفاظ رد و انکار ادا ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ پہلے لفظ قبول کہا تھا تو نکاح ہو گیا کہ بعد تمامی عقد رد و انکار مانع انعقاد نہیں، اور پہلے لفظ "انکار" نکلا تو وہ ایجاب رد ہو گیا، اب جو اس کے بعد اس نے لفظ "قبول" کہا یہ اس کی طرف سے ایجاب ہوا، اگر اس مجلس میں ادھر سے لفظ "قبول" متحقق ہوا منعقد ہو جائے گا ورنہ باطل ہو جائے گا، اور اگر متعدد الفاظ میں لفظ رد کوئی نہیں تھا ہاں ایسے الفاظ تھے کہ قبول نہ ٹھہریں تو وہ خواہ پہلے ہوں یا پیچھے جبکہ مجلس بدلنے سے پہلے ایک لفظ بھی قبول صحیح کا ادا ہوگا نکاح ہو جائے گا لان الفور غیر شرط والمجلس یجمع المتفرق (کیونکہ فوراً قبول کرنا شرط نہیں اور مجلس جامع متفرقات ہے۔ ت) اور ایجاب عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے دونوں درست ہیں، عقود میں ایجاب و قبول کچھ متعین نہیں، عاقدین میں جس کی طرف سے الفاظ

عقد پہلے صادر ہوں گے، ان کا نام "ایجاب" رکھا جائے گا ان کے جواب میں دوسرا جو کہے گا وہ قبول اقرار پائے گا، مثلاً عورت نے مرد سے کہا "میں نے تجھے اپنی زوجیت میں قبول کیا" یہ ایجاب ہوا اگرچہ بلفظ قبول ہے، مرد نے اس کے جواب میں کہا "میں نے تجھے اپنی زوجیت میں لیا" یہ قبول ہوا اگرچہ بلفظ قبول نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴: از موضع بیتھو ضلع گیا مرسلہ جناب مولوی سید ظہور احمد صاحب ۱۶ شوال ۱۳۲۴ھ
جناب مولانا صاحب السلام علیک، استفتایہ ہے کہ اگر وکیل بالنکاح یا شاہدین نکاح غیر مقلد وہابی ہو تو ایسے شخص کی وکالت یا شہادت درست ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور نکاح درست ہوگا یا نہیں اگر ایسے لوگ وکیل یا شاہد ہوں؟

الجواب:

سید صاحب! علیک السلام، وہابی وغیرہ مقلد کی ضلالت جبکہ کفر تک نہ پہنچی ہو (اور یہ غیر مقلد وہابیوں میں نادر ہے اور جیسے طائفہ رشیدیہ پیدا ہوا، مقلد وہابیوں میں بھی کثر اسمعیلیوں کی طرح یہی حالت ہو گئی ان میں غالباً کوئی نہ ہوگا، جس پر بکرم فقہائے کرام لزوم کفر نہ ہو، اور بہت تو صریح التزام کی حد پر ہیں نساۃ اللہ العافیۃ وحسن العاقبۃ) جب تو نکاح میں ان کا شاہد ہونا اصلاً محل نہیں اور اگر حد کفر پر ہوں تو وکالت جب بھی جائز ہے کہ مرتد کو وکیل کر سکتے ہیں اس کی وکالت صحیح ہو جائے گی اگرچہ اس سے میل جول اختلاط حرام ہے، ہندیہ میں ہے:

تجوز وكالة المرتد بان وكل مسلم مرتدا وكذا الوكان مسلماً وقت التوكيل ثم ارتد فهو على وكالته الا ان يلحق بدار الحرب فتبطل وكالته كذا في البدائع ¹	مسلمان نے مرتد کو وکیل بنایا یا مسلمان کو وکیل بنایا وہ بعد میں مرتد ہو گیا تو یہ وکالت باقی رہے گی، مگر جب وہ دار الحرب بھاگ جائے تو وکالت ختم ہو جائے گی، بدائع میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

رہی شہادت، عوام میں دو شخص جن کو گواہی نکاح سے نامزد کیا جاتا ہے وہ اگر دونوں مرتد وہابی تھے مگر جلسے میں اور دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں مسلمان ہیں جنہوں نے معاً ایجاب و قبول سنا اور سمجھا جب تو اگرچہ نکاح صحیح ہو گیا، لوجود الشہود وان كان من سبوا شهودا مرتدین (گواہوں کی حاضری کی وجہ سے، اگرچہ انہوں نے مرتد گواہوں کو نامزد کیا ہو۔ ت) اور اگر صرف یہی حاضر و سامع وفہم تھے یا اور جتنے ہیں وہ بھی ایسے ہی ہیں ایک نصاب مسلمانوں سے پورا نہیں تو نکاح صحیح نہ ہو فاسد محض ہو الا ان من شرائط الصحة

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوكالة نورانی مکتب خانہ پشاور ۵۶۳/۳

الشہود ولاشہادۃ لمرتد کما فی الدر المختار وغیرہ (کیونکہ صحت کے لیے گواہی شرط ہے اور مرتد شہادت دینے کا اہل نہیں ہے جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم،

مسئلہ ۳۵: عورت مرد اگر باہم ایجاب و قبول کر لیں اور کسی کو اطلاع نہ ہو تو یہ نکاح ہو جائے گا؟

الجواب:

بے حضور دو گواہ نکاح فاسد ہے، حدیث میں فرمایا:-

الزواني لا ينعكح ان ينكحن انفسهن بغير بينة ^۱ - واللہ تعالیٰ اعلم	زنا کار ہیں جو اپنی جانوں کو نکاح میں دیتی ہیں بغیر گواہوں کے۔

مسئلہ ۳۶:

مسئلہ محمد یوسف از جبل پور

۱۳ ذی قعدہ ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی غیر مقلد کسی مقلد کا نکاح بموجب شرع مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑھا دے تو اس کا پڑھایا ہوا نکاح جائز ہے یا حرام؟ اور جو اس نکاح سے اولاد پیدا ہو وہ حرامی تو نہ ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

اگرچہ نکاح خواں شرع مطہر میں کوئی چیز نہیں، اگر کوئی ہندو مشرک زوجین کو ایجاب و قبول رو بروئے گواہان کرادے اور شرائط صحت متحقق ہوں نکاح ہو جائے گا۔ مگر یہاں ایک نکتہ جلیلہ ہے جسے وہی سمجھتے ہیں جو موفق من اللہ تعالیٰ عزوجل ہیں وہ یہ کہ اگر ہندو مشرک پڑھا جائے گا تو کوئی کلمہ گوا سے معظم دینی بلکہ مسلمان بھی نہ جانے گا بخلاف ان کلمہ گویان کفر و رد کے کہ عوام ان کو خالص مسلمان جانتے ہیں حالانکہ ان پر صد ہا وجہ سے بحکم احادیث صحیحہ و تصریحات فقہیہ حکم کفر لازم ہے۔

كما فصلنا في الكوكبة الشهابية وفي النهي الاكيد وغيرهما ولدى مزيد-	جیسا کہ الكوكبة الشهابية اور النهي الاكيد وغيرہ رسائل میں ہم نے تفصیل بیان کر دی ہے اور میری نظر میں مزید امور بھی ہیں (ت)

اور ان میں بہت تو کھلم کھلا ضروریات دین کے منکر اور قطعاً اجماعاً مرتد کافر ہیں اور نکاح خوانی کے لیے لوگ اسے بلاتے ہیں جسے اپنے نزدیک صالح اور معتبر جانتے ہیں تو اگر زوجین میں سے کسی نے ان کے کفریات پر مطلع ہو کر پھر ان کو نیک اور صالح سمجھا تو ان پر بھی وہی حکم نقد وقت ہوگا کما صرح بہ فی الشفاء والاشباہ وغیرہما

^۱ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب النکاح دار صادر بیروت ۱۲۵/۷

ف: یہ حدیث سنن کبریٰ سے ملی اس میں الزواني کے بجائے البغايا کا لفظ ہے۔ مزید احمد

(جیسا کہ الشفاء اور الاشباہ وغیرہما میں تصریح کی گئی ہے۔ ت) ایسی صورت میں حکم فقہ اصلاً مطلق نکاح نہ ہوگا، لہذا احتیاط کی ضرورت ہے، اگر ایسا واقع ہو لیا یعنی اس کی گواہیوں پر مطلع ہو کر پھر اسے معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لیے بلایا تو بعد توبہ تجدید اسلام تجدید نکاح لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷:

از نگلہ مرہر وڈا کخانہ سیلاؤدہ ضلع میرٹھ مسئلہ محمد ذاکر علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دولڑکیاں توام ہیں، کمر سے لے کر سرین تک جڑیں ہوئی ہیں، مبرز ایک ہے، اور باقی عام اعضاء الگ الگ علیحدہ علیحدہ، وہ اپنی مادری زبان تنگی میں اچھی طرح گفتگو کر سکتی ہیں، عمران کی بارہ سال ہے، یہ قصہ سکندر آباد دکن کا ہے، میں نے اس کو اخبار وطن لاہور جلد نمبر ۸ ۲۳ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۸ ص ۱۳ میں دیکھا ہے، لکھا ہے کہ یہ ہندو ہیں، ان کے والدین کو ان کے ذریعہ سے کافی آمدنی ہے، در صورت صحیح ہونے اور مسلمان ہونے ان کے لیے ان کی صورت نکاح کیا ہے؟ اگر کیا جائے تو دو بہنیں ایک مرد کے نکاح جمع نہیں ہو سکتیں، اور کہا جائے کہ دو سے کیا جائے تو بے حیائی لازم آتی ہے اور یہ دونوں لڑکیاں علیحدہ نہیں ہو سکتیں، حکم اس مسئلہ کا مفصل مدلل ارقام فرمائے اور روایت فقہاء بھی تحریر کیجئے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

ظاہر ایہ اخباری گپ ہے، ایسے عجائب اگر نادر پیدا ہوتے ہیں تو عادی زندہ نہیں رہتے اگر بارہ برس سے ایسا عجوبہ ملک میں موجود ہوتا تو جب ہی سے تمام اخبار اس کے ذکر سے بھر جاتے، دیار و امصار میں شہرت ہوتی نہ کہ اب بارہ سال کے بعد درج اخبار ہوا، اور بالفرض اگر صحیح بھی ہوا اور وہ دونوں مسلمان بھی ہو جائیں تو شریعت مطہرہ نے کوئی مسئلہ لا جواب نہ چھوڑا، بھلا یہ صورت تو بہت بعید ہے فرض کیجئے جو عورت ابتدائے بلوغ سے معاذ اللہ جذام و برص میں مبتلا ہو اور اس کے ساتھ ایسی کریسیہ المنظر کہ اسے کوئی قبول نہ کرتا نہ کہ بحالت جذام، اس کے لیے کیا صورت ہوگی، اسے شرع کیا حکم دے گی، ہاں اسے عفت و صبر کا حکم فرماتی ہے اور روزں کی کثرت اس کا علاج بتاتی ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَلَيْسَ تَعْفَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ لَكَ حَاحًا يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ^۱	جو نکاح کی طرف کوئی راہ نہ پائیں وہ بچے رہیں جب تک اللہ اپنے فضل سے انہیں بے پرواہ کر دے۔

۱۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اے گروہ نوجوانان! تم میں جسے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کرے کہ نکاح پریشان نظری و بدکاری روکنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے اور جسے ناممکن ہو اس پر روزے لازم ہیں کہ کسر شہوت نفسانی کر دیں گے۔	يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ¹۔

یہی حکم و علاج اس عجوبہ خلقت کے لیے ہوگا، اس کی نظیر وہ سوال ہے کہ جہاں عرض تسعین کی نسبت کیا کرتے ہیں جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہے کہ وہاں رمضان کے روزے کیسے رکھیں حالانکہ وہاں انسانی آبادی کا نام نہیں کہ اسی درجے عرض سے آگے لوگوں کا گزر بھی نہیں کہ ہمیشہ کی ہر آن برف باری نے وہاں سمندر کو دلدل کر رکھا ہے، نہ پانی رہا کہ جہاز گزرے، نہ زمین ہو گیا کہ آدمی چلیں بلکہ ستر درجے آگے سے آبادی کا پتا نہیں، وہاں جبکہ چھ مہینے دن رات ہیں بلکہ قطب شمالی میں چھ² مہینے نو دن کا دن اور نو دن سے کم چھ مہینے کی رات، اور قطب جنوبی میں بالعکس، اس لیے کہ اوج آفتابی شمالی اور حسیض جنوبی ہے اور اس کی رفتار اوج میں سست اور حسیض میں تیز ہے، پھر یہ نہار و لیل تنجیمی ہے، عرفی لیجئے تو نصف قطر آفتاب اور حصہ انکسار بڑھ کر مقدار نہار میں اور بہت سے دن بڑھ جائیں گے، اور نہار شرعی کے لیے اٹھارہ درجے کا انحطاط لیجئے تو کئی مہینے مقدار نہار میں شامل ہو کر رات بہت کم رہ جائے گی اور وہاں قمر وغیرہ کسی کوکب کا طلوع و غروب حرکت شرقیہ فلكیہ سے نہیں بلکہ صرف اپنی حرکت خاصہ سے جب منطقہ سے شمالی ہوگا قطب شمالی میں طلوع کرے گا اور جب تک شمالی رہے گا طالع رہے گا پھر جب جنوبی ہوگا غروب کرے گا اور جب تک جنوبی رہے گا غارب رہے گا اور اس ظہور و بطون کے لیے کوئی تعیین نہیں کہ قمر اس وقت اجتماع میں ہو یا استقبال میں ترنج میں ہو یا شکل ہلال میں، تو سال کے بارہ دن رات جو قمر نے پائے ان میں حساب انتظام اہل و شہور نامقدور، اور اگر حکما صورت تقدیر و اندازہ لیجئے بھی جس طرح در بارہ ایام طوال و جال نمازوں کے لیے ارشاد ہوا تو وہی قرآن عظیم جس نے

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ² (جو تم میں سے ماہ رمضان کو پائے تو اس کا روزہ رکھے۔ ت) فرمایا اس نے و علی و علی الیٰ بن یٰطیْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ³ (جو روزہ کی استطاعت نہ رکھے تو مسکین کا کھانا فدیہ میں دے۔ ت) ارشاد کیا یعنی جنہیں روزے کی قدرت نہ ہو ان پر بدلہ ہے ہر روزے کے عوض ایک مسکین کا کھانا

¹ صحیح البخاری کتاب النکاح قدیمی کتب خانہ پشاور ۵۸/۲، صحیح مسلم کتاب النکاح قدیمی کتب خانہ پشاور ۴۹/۱

² القرآن ۱۸۵/۲

³ القرآن ۱۸۴/۲

اور جن کو اس کی بھی استطاعت نہ ہو وہ حصول استطاعت کا انتظار کریں اور اپنے رب سے انابت واستغفار کہ وہی قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا^۱ خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸: از خیر آباد محلہ میاں سرائے مدرسہ عربی قدیم مرسلہ سید فخر الحسن صاحب ۳ ذی القعدہ ۱۳۲۶ھ خطبہ نکاح کا کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے یا بیٹھ کر، اور کس طریقہ سے مسنون ہے؟

الجواب:

اگرچہ خطبہ میں مطلقاً افضل قیام ہے کہ آواز بھی دور پہنچتی ہے اور باعث توجہ حاضرین بھی ہوتا ہے اور اس امر میں سب خطبے مشترک ہیں، ہاں جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ عرفہ۔ وہاں قیام مرکب قائم مقام قیام راکب ہے مگر خطبہ نافلہ بیٹھ کر بھی ثابت ہیں،

ابن جریر عن سہاک بن حرب قال سبعت معرورا او ابن معرور التیمی قال سبعت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصعد المنبر قعد دون مقعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمقعدین فقال اوصیکم بتقوی اللہ واسبعوا واطیعوا من ولاہ اللہ تعالی امرکم ^۲	ابن جریر نے سماک بن حرب سے روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے معروریا ابن معرور تمیمی سے سنا انھوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جبکہ آپ منبر پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشستگاہ سے دو سیڑھیاں نیچے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے امور کے بنائے ہوئے والی کی اطاعت و سماع اختیار کرو۔ (ت)

اور خطبہ نکاح نفل ہی ہے تو بیٹھ کر بھی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹: از سلون ضلع رائے بریلی احاطہ شاہ صاحب مرسلہ مولوی محمد عمر صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ جناب مولانا صاحب مجدد مائتہ حاضرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلیٰ من لدیکم، کیا مسلک ہے آپ کا اس مسئلہ میں کہ زید نے "تَرَوُجْتُ" اور ہندہ نے "قَبِلْتُ" دو گواہوں کے سامنے کہہ دیا اور دونوں ان الفاظ کے معنی نہیں سمجھتے بلکہ گواہ بھی نہیں سمجھے۔ آیا اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں،

^۱ القرآن ۶۸/۴

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن جریر حدیث خطبہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موسسة الرسالة بیروت ۱۵۷/۱۶

شرح وقایہ اور فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ ظہیریہ اور ردالمحتار اور درمختار میں ایسا نکاح جائز لکھا ہے بلکہ درمختار میں اس پر فتویٰ ہے، اور دلیل اس کی کل کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ مضمون لفظ کا علم اور اس کا سمجھنا ان امور میں معتبر ہے جن میں نیت اور قصد کی ضرورت ہو اور جن امور میں جد و ہزل برابر ہوں ان میں معنی سمجھنے کی ضرورت نہیں، لہذا نکاح محض بتلفظ "نَكَحْتُ وَقَبِلْتُ" بلا فہم معنی منعقد ہو جائیگا جیسا کہ قاضی خاں وغیرہ میں ہے:

لان العلم بمضمون اللفظ انما يعتبر لاجل القصد فلا يعتبر فيما يستوى فيه الجد والهزل ¹ انتہی۔	کیونکہ لفظ کے مضمون کا علم کسی چیز کے قصد کے لیے ضروری ہوتا ہے اور جس میں قصد اور غیر قصد مساوی ہوں وہاں مضمون کا علم معتبر نہ ہوگا، انتہی (ت)

میرے خیال میں یہ دلیل صحیح نہیں، عبارت قاضی خاں کی فلا يعتبر (ای العلم بمضمون اللفظ) فیما يستوى فیہ الجد والهزل (لفظ کے مضمون کا علم معتبر نہ ہوگا جہاں قصد اور غیر قصد (مذاق) برابر ہو۔ ت) ہرگز قابل تسلیم نہیں، ہزل میں مضمون لفظ کا علم اور معنی کا سمجھنا ضروری ہے بغیر فہم معنی ہزل غیر ممکن ہے اس واسطے کہ استعمال لفظ و ارادہ غیر معنی حقیقی و مجازی کا نام ہزل ہے اور اس میں شرط ہے کہ قبل عقد متعاقبین آپس میں ذکر کر لیں کہ یہ عقد بطریق ہزل ہے، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:-

الهزل ان يراد بالشئ غير ما وضع له بغير مناسبة بينهما والجد ما يراد به ما وضع له او ما صلح له اللفظ مجازاً ² ۔	ہزل (مذاق) سے مراد یہ ہے کہ مناسبت کے بغیر مجازی معنی مراد لینا، جد (قصد) سے مراد یہ کہ حقیقی معنی یا ایسا مجازی معنی مراد لینا جس کے لیے لفظ صلاحیت رکھتا ہو (ت)

نور الانوار میں ہے:

وشرط الهزل ان يكون صريحاً مشروطاً باللسان بان يذكر العاقد ان قبل العقد انهما يهزلان في العقد ولا يثبت ذلك بدلالة الحال ³ ۔	مذاق کی شرط یہ ہے کہ زبانی طور پر صراحۃً عقد کرنے والے دونوں فریقوں، عقد سے قبل ذکر کریں کہ ہم مذاقاً عقد کریں گے، اور مذاق دلالتِ حال سے ثابت نہ ہوگا۔ (ت)

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح الفصل الاول نوکثور لکھنؤ ۱۵۱/۱

² مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق المكتبة الحبيبية کوئٹہ ۶/۲۲۷

³ نور الانوار مبحث الامور المعترضة للاهلية نوعان انجائیم سعید کمپنی کراچی ص ۳۰۳-۳۰۲

اس صورت میں جبکہ عاقدین بالکل سمجھتے ہی نہیں کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں اور کس موقع میں استعمال کئے جاتے ہیں تو ہزل کیسے ہو سکتا ہے، قطع نظر اس کے کہ ہزل میں اگرچہ ہزل نفس حکم سے راضی نہیں ہوتا لیکن اس کے اسباب سے راضی رہتا ہے جیسا کہ نور الانوار میں ہے:

وانہ ینافی اختیار الحکم والرضاء به ولا ینافی الرضاء بالمباشرة ^۱ الخ۔	مذاق، حکم اور اس پر رضامندی کے منافی ہے لیکن کام کو سرانجام دینے کے لیے منافی نہیں ہے۔ (ت)

اور یہاں عاقدین جانتے ہیں کہ یہ الفاظ کیسے ہیں اور ان کے کیا معنی ہیں، تو رضا بالاسباب بھی مفقود ہے لہذا اس صورت کو ہزل میں داخل کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا، دوسری دلیل مجوزین کی یہ ہے کہ اگرچہ متعاقدین معنی نہیں سمجھتے لیکن ان کا جہل معتبر نہ ہوگا اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔

لان الدار دار الاسلام فلا یكون الجهل في احکام الشرعية عذرا۔	چونکہ یہ دار الاسلام ہے لہذا احکام شرعیہ سے جاہل ہونا کوئی عذر نہ بن سکے گا۔ (ت)

اس جگہ دعویٰ و دلیل میں صراحتاً تخلف ہے، دلیل کا منشا تو یہ ہے کہ احکام شرعیہ میں جہل معتبر نہیں، یہ ضرورت قابل تسلیم ہے لیکن یہ اس امر کو مستلزم نہیں کہ زبان عربی سے جہل بھی غیر معتبر ہو احکام شرعیہ منحصر زبان عربی نہیں، عاقدین احکام نکاح کو زبان غیر عربی مثلاً فارسی اردو وغیرہ میں جانتے ہیں اور زبان عربی سے واقف نہیں تو یہ نہیں کیا جاسکتا کہ جاہل بالاحکام ہیں، جہل بالاحکام اور جہل باللسان کو متحد جان کر دونوں کو غیر معتبر کہنا صحیح نہیں ہو سکتا، لہذا جب عاقدین کو کسی طرح اس کا علم نہیں کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں اور کس موقع پر اس کا استعمال ہوتا ہے، تو ان کے تلفظ سے نکاح نہیں ہو سکتا، فصول عمادی میں ہے:

انه لا یصح عقد من العقود اذا لم یعلم بمعناه ^۲ اھ۔	جب گواہ حضرات کسی عقد کا معنی نہ سمجھیں تو عقد صحیح نہ ہوگا اھ (ت)

فتاویٰ حمادیہ میں مثل اس کے لکھا ہے، شمس الاسلام از جندی سے کسی نے اس مسئلہ کو پوچھا، فرمایا: نہ منعقد ہوگا،

لان المرأة في هذه بمنزلة الطوطى والصبي الذي لا یعقل۔	کیونکہ اس معاملے میں عورت طوطے اور ناسمجھ بچے کی طرح ہے۔ (ت)

^۱ نور الانوار مبحث الامور المعتوضة للاهلية نوعان ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۰۲

^۲ فصول عمادی

صاحب فتاویٰ بزاز یہ کی بھی یہی رائے ہے، در مختار کے فتویٰ کو ردالمحتار میں لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے، اب آپ کے نزدیک اگر یہ نکاح جائز ہے تو شبہ مذکورہ بالا کا جواب مدلل طور سے ارقام فرمائے اور اگر ناجائز ہے تو یہ فرمائے کہ مجوزین کی دلیل بالکل سست ہے یا نہیں؟ تیسری دلیل میں نے ان لوگوں کی نہیں دیکھی، اگر آپ کی نظر سے گزری ہو تو مطلع فرمائیے، یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ بہت عدیم الفرست ہوں گے، مگر خدا نے وارث الانبیاء آپ کو کیا ہے، سائل اور کس سے اپنے شبہ رفع کرے، والسلام۔

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ، فقیر کی رائے میں دونوں دلیلیں اعتراض سے بری اور دونوں قول اپنے اپنے محل پر صحیح ہیں، دلیل اول کی برات تو واضح تر، امام اجل قاضی خاں نے فتاویٰ خانہ میں امام ظہیر الدین مرغینانی نے فتاویٰ ظہیریہ امام برہان الدین صاحب ہدایہ نے کتاب التجنیس والمزید میں اسے افادہ فرمایا اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر، پھر محقق زین نے بحر الرائق میں اس پر تعویل کی، اس میں صورت مذکورہ کو ہزل نہ کہا بلکہ ایک مقدمہ دلیل پر مسئلہ ہزل سے استدلال فرمایا ہے، تقریر کلام یہ ہے کہ یہاں انعقاد نکاح سے مانع ہو تو یہی کہ معنی معلوم نہیں، اور ایسا ہو تو علم بمعنی شرط ہو لیکن وہ شرط نہیں کہ اس کا اشتراط ہو تو قصد ہی کے لیے اور یہاں قصد درکار نہیں، دیکھو ہزل میں معنی مقصود نہیں ہوتے اور نکاح صحیح ہے، اسی مطلب کو تجنیس میں بایں عبارت ادا فرمایا:

ولو عقدا عقد النکاح بلفظ لا یفہمان کونہ نکاحاً هل ینعقد اختلاف المشائخ فیہ قال بعضهم ینعقد لان النکاح لا یشترط فیہ القصد ¹ ۔	اگر مرد و عورت نے ایسے الفاظ سے نکاح منعقد کیا جن سے ان دونوں کو نکاح ہونے کا پتا نہ چل سکے، کیا اس صورت میں نکاح ہو جائے گا اس بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے، بعض نے فرمایا کہ نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ نکاح میں قصد شرط نہیں ہے۔ (ت)

رہی دوسری دلیل، اس پر اعتراض اشتباہ معنی سے ناشی ہے، فقیر بعون القدر اسے ایسے نہج سے بیان کرے جس سے دلائل و احکام سب کا انکشاف ہو جائے^{۳۸} **فاقول:** وبالله التوفیق یہاں دو چیزیں ہیں لفظ کا مفہوم کہ لغوی شرعی عربی حقیقی مجازی کی طرف مقسوم، اور^۲ اس کا حکم کہ غرض غایت مقصود و ثمرہ وغیرہا سے موسوم، ان دونوں پر لفظ کے معنی مضمون حتیٰ کہ موضوع لہ کا بھی اطلاق آتا ہے اگرچہ اول کے بعض

¹ التجنیس والمزید

اقسام میں وضع نوعی ہے۔ امام اجل فخر الاسلام بزدوی قدس سرہ نے اصول میں فرمایا:-

الہزل اللعوب وهو ان يراد بالشيء ما لم يوضع له وهو ضد الجد وهو ان يراد بالشيء ما وُضع له ¹ ۔	ہزل (مذاق) ایسے کھیل کا نام ہے جس میں کسی چیز سے ایسی مراد لی جائے جس کے لیے وہ چیز وضع نہ کی گئی ہو، یہ جد (قصد) کی ضد ہے اور جد کسی چیز سے اس کا موضوع لہ مراد لینا ہے۔ (ت)

امام جلیل عبدالعزیز بخاری اس کی شرح کشف کبیر میں فرماتے ہیں:-

ليس المراد من الوضع ههنا وضع اللغة لا غير بل وضع العقل والشرع فان الكلام موضوع عقلا لافادة معناه في حقيقة كان او مجازا والتصرف الشرعي موضوع لافادة حكمه فاذا اريد بالكلام غير موضوعه العقلي وهو عدم افادة معناه اصلا واريد بالتصرف غير موضوعه الشرعي وهو عدم افادة الحكم اصلا فهو الهزل وتبين بما ذكرنا الفرق بين المجاز والهزل فان الموضوع العقلي للكلام وهو افادة المعنى في المجاز مراد وان لم يكن الموضوع له اللغوي مرادا وفي الهزل كلاهما ليس بمراد وهو معنى ما نقل عن الشيخ ابي منصور رحمه الله تعالى ان الهزل ما لا يراد به معنى ² ۔	یہاں وضع سے خاص وضع لغوی مراد نہیں بلکہ وضع عقلی و شرعی سب کو شامل ہے، کیونکہ عقلی طور پر کلام کی وضع اس لیے ہے کہ اپنے معنی کا فائدہ دے چاہے معنی حقیقی ہو یا مجازی ہو اور شرعی تصرف کی وضع اس کے حکم کے افادہ کے لیے ہے تو جب کلام سے اس کا عقلی معنی یعنی افادہ مقصد مراد نہ ہو اور تصرف شرعی سے شرعی معنی یعنی حکم کا افادہ مراد نہ ہو تو اس کو ہزل کہتے ہیں، ہمارے بیان سے واضح ہو گیا کہ مجاز اور ہزل (مذاق) میں فرق ہے کہ مجاز میں عقلی وضع کے لحاظ سے معنی مراد لیا جاتا ہے اگرچہ لغوی معنی مراد نہیں ہوتا جبکہ مذاق میں دونوں معنوں میں سے کوئی بھی مراد نہیں ہوتا، اور شیخ ابو منصور رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول کا یہی معنی ہے کہ مذاق وہ ہے جس سے کوئی معنی مراد نہ لیا جائے (ت)

معنی بمعنی اول کا علم اصلاً ضرور نہیں ولہذا اگر عورت نے "زوجت نفسی منك بالف" اور مرد نے "قبلت" کہا اور دونوں زبان عربی سے محض نا آشنا تھے مگر اتنا اجماعاً معلوم تھا کہ یہ الفاظ عقد نکاح

¹ اصول البزدوی فصل الہزل نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۷

² کشف الاسرار عن اصول البزدوی فصل الہزل دار الکتب العربی بیروت ۳۵۷/۴

کے لیے کہے جاتے ہیں باتفاق علماء نکاح ہو گیا، خانیہ میں ہے:

اگر کسی مرد نے عربی زبان یا کسی بھی زبان کا ایسا لفظ استعمال کر کے نکاح کیا اور یوں ہی عورت نے ایسا لفظ استعمال کیا کہ جس کا معنی اسے معلوم نہ ہو اگر ان دونوں کو ان الفاظ سے نکاح کے انعقاد کا علم ہو گیا تو یہ نکاح سب کے ہاں درست ہے۔ (ت)	رجل تزوج امرأة بلفظة العربية او بلفظ لا يعرف معناها او زوجت المرأة نفسها بذلك ان علماء ان هذا اللفظ ينعقد به النكاح يكون النكاح عند الكل¹۔

یوں ہی اگر ناآشیایان عربی نے "بعت اشتریت" بقصد بیع و شراء کہا اور جانتے تھے کہ یہ الفاظ عقد بیع کے ہیں ضرور بیع ہو جائے گی اگرچہ تفسیر الفاظ سے ناواقف ہوں کہ بعد علم حکم بقصد ان الفاظ کا تحاور دلیل مرضاة ہے اور ایسی مرضاة ہی ان عقود میں کفیل اثبات ہے۔ ہدایہ میں ہے:

ان عقود میں معنی کا اعتبار ہوتا ہے اور اس لیے ہر چھوٹی موٹی چیز کے لین دین کرنے سے بیع منعقد ہو جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں رضا ظاہر ہو جاتی ہے (ت)	المعنى هو المعتبر في هذه العقود ولهذا ينعقد بالتعاطي في النفيس والخييس هو الصحيح لتحقيق المراضاة²۔

تو ثابت ہوا کہ مسئلہ دائرہ میں معنی بمعنی دوم ہی مراد ہے کہ اول بالاجماع مراد نہیں تو اس کا جہل مناظرع نہیں ہو سکتا، بعض اکابر نے کہ الفاظ عربی اور عاقدین کے ہندی یا ترکی ہونے سے تصویر فرمائی وہ بحسب عادات فقہاء ہے کہ مظنہ غالبہ شے کو قائم مقام شئی کرتے ہیں۔

جیسا کہ فقہاء کرام کے کلام کے فہم میں ماہر پر مخفی نہیں جس کا کچھ بیان ہم نے اپنے فتاویٰ میں کیا ہے۔ (ت)	كما لا يخفى على من مارس كلمتا تهمة عليه وقد ذكرنا طرفاً منها في فتاؤنا۔

غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مفہوم کے مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا، ولہذا امام فقیہ النفس نے "وان لم يعرفا معنى اللفظ" (اگرچہ دونوں نے لفظ کا معنی نہ سمجھا۔ ت) پر قناعت نہ کی کہ اول کی طرف ذہن نہ جائے بلکہ افادہ مراد کے لیے "ولم يعلموا ان هذا اللفظ ينعقد به النكاح"³ (اور دونوں نے

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح نوکثر لکھنؤ ۱۵۱/۱

² ہدایہ کتاب البیوع مطبعہ سنی لکھنؤ ۳۴/۳

³ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح نوکثر لکھنؤ ۱۵۱/۱

یہ نہ سمجھا کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ ت) بڑھایا، اور امام برہان الدین نے اصل مقصود لفظ لا یفہما کو نہ نکاحاً (ایسا لفظ جس سے دونوں نے نکاح ہونا نہ سمجھا۔ ت) فرمایا، علامہ ابن عابدین نے منہج الخالق میں کلام خانیہ سے یہی اخیر فقرہ مقصودہ نقل کیا اور ترک کر دیا،

جہاں انھوں نے کہا کہ خانیہ میں فرمایا کہ اگر انھوں نے اس لفظ سے نکاح ہونا نہ سمجھا تو یہ تمام مسائل ہیں الخ (ت)	حيث قال قال في الخانية وان لم يعلم ان هذا اللفظ ينعقد به النكاح فهذه جملة مسائل الخ

اسی قدر نے دلیل دوم سے رفع اعتراض کر دیا۔

^{۳۹} **ثم اقول:** پھر جس طرح علم بمعنی اول اصلاً ضرور نہیں بمعنی دوم دیانۃً مطلقاً ضرور ہے قال تعالیٰ

لَا تُذِنَ لَكُمْ بِهِ وَمَنْ يَدْخُلْ (تاکہ تمہیں ڈر سناؤں اور ان لوگوں کو جن کو یہ ڈر پہنچے۔ ت) اگرچہ یہ بلوغ حکم حکماً ہو جیسے دارالاسلام میں ہونا اور سیکھنے کا تیسر کہ پھر نہ جاننا اپنی تقصیر ہے، ولہذا جہل کو عوارض مکتسبہ سے شمار فرماتے ہیں کہ ازالہ پر قادر ہوں کہ باقی رکھنا گویا آپ اس کا حاصل کرنا ہے یہی منشا ہے کہ نشہ کی طلاق واقع ہے اگرچہ ایقاع کو عقل ضرور، اور نشہ اس کا مزیل مگر دانستہ اس کا ارتکاب خود اس کا قصور، اصول امام بزدوی میں ہے:

دارالحرب میں مسلمان جو کہ ہجرت کر کے دارالاسلام نہ آیا ہو اس کی شرعی مسائل میں جہالت عذر ہے کہ اس عذر کی بناء پر وہاں اس کے لیے لازم نہ ہوں گے، کیونکہ یہ اس کی طرف سے کوتاہی نہیں ہے، یونہی جب پہلا خطاب نازل ہوا اور دارالاسلام میں رہنے والے کو نہ پہنچا تو وہ بھی معذور قرار پایگا لیکن وہ خطاب جب دارالاسلام میں پھیل جائے اور تبلیغ تام ہو جائے اس کے بعد جو جاہل رہے تو یہ اس کی کوتاہی شمار ہوگی تو وہ معذور نہ قرار پائے گا جیسا کہ کوئی شخص آبادی میں جہاں پانی موجود ہے تو پانی طلب یا تلاش کے بغیر تیمم سے نماز پڑھ لے تو نماز نہ ہوگی۔ ت)	الجهل في دار الحرب من مسلم لم يهاجركون عذرا في الشرائع حتى لا تلزمه لانه غير مقصر وكذلك الخطاب في اول ما نزل فان من لم يبلغه كان معذورا فاما اذا انتشر الخطاب في دار الاسلام فقد تم تقصير فمن جهل بعد فأنما اتى من قبله تقصيره فلا يعذر كمن لم يطلب الماء في العمران وتيسر وكان الماء موجودا فصلى لم يجز ³

¹ منحة الخالق حاشية على البحر الرائق كتاب النكاح ۱/۱۸۵ کتب سعید کتب کراچی ۸۵/۳

² القرآن ۱۹/۶

³ اصول البزدوی باب العوارض المكتسبة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۳۵

یہی معنی ہیں اس قول کے کہ دارالاسلام میں جہل عذر نہیں، اور یہیں سے واضح ہوا کہ اگر ہمارے بلاد میں کوئی جاہل سا جاہل اپنی غیر مدخولہ عورت سے کہے تجھ پر طلاق ہے عورت فوراً نکاح سے باہر ہو جائے گی اور بے حاجت عدت اسے اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر لے اور اس کا یہ مسئلہ نہ جاننا کہ غیر مدخولہ مطلقاً طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اسے مفید نہ ہوگا، کسی ناخواندہ ہندی یا بنگالی کو اگر سکھائے کہ عورت سے کہہ: ترا از زنی بہشتم (تجھ کو زوجیت سے نکال دیا۔ ت) یا طلقتك فالحق باھلك (میں نے تجھے طلاق دے دی ہے تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔ ت) اور وہ نہ جانے کہ یہ کلمات طلاق کے ہیں عند اللہ طلاق نہ ہوگی کہ یہ جہل بالحکم جہل باللسان سے ناشی ہوا، اور جہل باللسان تفسیر نہیں، فارسی بیکھنا اصلاً اور عربی بیکھنا ہر شخص پر فرض نہیں، اسی سے امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا:

لابد من القصد بالخطاب بلفظ الطلاق عالماً ببعناہ او النسبة الى الغایة كما یفیدہ فروع ^۱ الخ۔	لفظ طلاق سے خطاب کرتے ہوئے اس کے معنی کا علم یا غرض کی طرف نسبت ہو جیسا کہ فروع نے افادہ کیا الخ (ت)

یعنی علم بمعنی دوم طلاق بھی ضرور ہے، اگر وہ صورت پائی جائے کہ اس کے جہل میں معذور ہو جیسے جہل بالحکم بوجہ جہل باللسان تو دیانۃ طلاق نہ ہوگی، نہر الفائق میں ہے:

اراد انہ شرط للوقوع قضاء و دیانۃ فخرج ما لا یقع به لا قضاء ولا دیانۃ کمن کمر مسائل الطلاق وما یقع به قضاء فقط کمن سبق لسانہ لانہ لا یقع فیہ دیانۃ ۲ اھ "قلت فقولہ قضاء و دیانۃ ای معاً ای ہو شرط لان یقع دیانۃ ایضاً کما یقع قضاء و لو بدو نہ فافہم۔	ان کی مراد یہ ہے کہ وہ قضاء و دیانۃ وقوع طلاق کے لیے شرط ہے تو اس سے وہ صورت خارج ہے جس میں قضاء و دیانۃ واقع نہ ہو، جیسے کوئی شخص مسائل طلاق کا تکرار کرے اور وہ صورت بھی خارج ہے جس میں صرف قضاء واقع ہو، جیسے غلطی سے کہہ دیا ہو تو اس میں دیانۃ واقع نہ ہوگی، اھ قلت اس کے "قول قضاء و دیانۃ" کا مطلب یہ ہے کہ "قضاء و دیانۃ" دونوں اکٹھی یعنی یہ شرط دیانۃ وقوع کے لیے بھی ہے جس طرح قضاء بغیر دیانۃ کے لیے شرط ہے اسے سمجھو۔ ت)

البتہ قاضی دعوٰی جہل نہ مانے گا اور حکم طلاق دے گا جب تک دلائل واضح سے اس کا عذر روشن نہ ہو جائے۔

^۱ فتح القدیر باب ایقاع الطلاق مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳۵/۳

^۲ نہر الفائق

ولہذا در مختار میں فرمایا:

معنی معلوم نہ ہونے یا غفلت یا بھول کر، یا غلط تلفظ کی صورت میں طلاق کا لفظ بولا تو صرف قضاء طلاق ہوگی، اس کے برخلاف جبکہ مذاق اور کھیل کے طور پر لفظ طلاق بولے تو قضاء و دیانۃً دونوں طرح طلاق ہو جائی گی کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلاق میں مذاق کو قصد طلاق کا حکم دیا ہے۔ فتح۔ (ت)	تلفظ بہ (ای بالطلاق) غیر عالم بمعناہ او غافلاً او ساهياً او بالفاظ مصحفۃ یقع قضاءً فقط بخلاف الہازل واللاعب فانہ یقع قضاءً و دیانۃً لان الشارع جعل ہزلہ بہ جدا^۱۔ فتح۔

اس تقریر سے مستفہر ہوا کہ جن اکابر نے صورت مسئلہ میں انعقاد نہ مانا وہ حکم دیانت ہے اور جن ائمہ نے مانا وہ حکم قضا ہے۔ لاجرم امام فقیہ النفس نے صاف فرمایا:

اگر دونوں لفظ کا معنی نہیں جانتے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے تو طلاق عتاق، تدبیر، خلع، حقوق سے بری کرنا بیع اور تملیک یہ تمام مسائل ہیں ان میں سے طلاق، عتاق اور تدبیر (مدر بنانا) حکم میں شامل ہیں، امام محمد نے اس حکم کو اصل کے باب عتاق کی بحث تدبیر میں ذکر کیا ہے اور جب طلاق و عتاق کا حکم معلوم ہو گیا تو نکاح کا بھی حکم ہو نا چاہئے کیونکہ لفظ کے مضمون کا علم قصد و اختیار کے لیے معتبر ہوتا ہے تو جہاں قصد و مذاق کا حکم مساوی ہو وہاں یہ علم شرط نہیں ہوگا، بخلاف بیع جیسے امور کے (وہاں علم مذکور شرط ہے) (ت)	ان لم یعرفا معنی اللفظ ولم یعلموا ان هذا لفظ ینعقد بہ النکاح فہذہ جملۃ مسائل الطلاق والعتاق والتدبیر والنکاح والخلع والابراء عن الحقوق و البیع والتملیک فالطلاق والعتاق والتدبیر واقع فی الحکم ذکرہ فی عتاق الاصل فی باب التدبیر واذا عرف الجواب فی الطلاق والعتاق ینبغی ان یکون النکاح کذلک لان العلم بمضمون اللفظ انما یعتبر لاجل القصد فلا یشتط فیما یرتوی فیہ الجدل والہزل بخلاف البیع ونحو ذلک^۲۔

ہاں مشائخ اوز جند نے اہل تلبیس کا مکرر رد کرنے کو مطلقاً عدم انعقاد فرمایا یعنی قضاء بھی حکم نہ دیں گے۔ بحر الرائق میں ہے:

^۱ در مختار کتاب الطلاق مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۷۱ھ

^۲ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح نوکثر لکھنؤ ۱۵۱۱ھ

لو لقنته لفظ الطلاق فتلفظ به غیر عالم بمعناہ وقع قضاء لادیانہ وقال مشائخ اوزجندی لایقع اصلا صیانہ لاملاک الناس عن الضیاع بالتلبیس کما فی البدائع کذا فی البزازیة¹۔	اگر بیوی نے خاوند کو طلاق کے لفظ کھلائے جبکہ خاوند کو ان کا معنی معلوم نہیں تھا تو یہ لفظ کہنے سے طلاق قضاء واقع ہوگی دیانۃ نہیں ہوگی، مشائخ اوزجندی نے فرمایا کہ اس صورت میں بالکل طلاق نہ ہوگی تاکہ دھوکے سے لوگوں کے املاک کو ضیاع سے بچایا جاسکے، جیسا کہ بدائع میں ہے، اور یوں ہی بزازیہ میں ہے۔ (ت)

تاتارخانیہ پھر منہ میں ہے:

حکی عن القاضی الامام محمود الاوزجندی عن لقنته امرأة طلاقاً فطلقها وهو لایعلم بذلك قال وقعت هذه المسألة باوزجندی فشاورت اصحابی فی ذلك واتفقت اراؤنا انه لایفتی بوقوع الطلاق صیانہ لاملاک الناس عن الابطال بنوع تلبیس ولو لقنتها ان تخلع نفسها منه بمهرها ونفقة عدتها واختلعت لایصح وبه یفتی²۔	امام قاضی محمود اوزجندی کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے اس صورت کے بارے میں کہ بیوی نے خاوند کو طلاق سکھائی جبکہ خاوند کو اس کا معنی معلوم نہ تھا، خاوند نے طلاق کہہ دی فرمایا کہ یہ مسئلہ اوزجندی میں پیش آیا تو میں نے اپنے اصحاب سے اس کے متعلق مشورہ کیا تو ہماری متفقہ رائے یہ قرار پائی کہ اس صورت میں طلاق ہو جانے کا فتویٰ نہیں دیا جائیگا تاکہ دھوکے کے ذریعے لوگوں کے املاک کو ضیاع سے بچایا جاسکے، اور اگر خاوند نے بیوی کو خلع بعوض مہر نفقہ عدت سکھایا، تو عورت نے خلع کے یہ الفاظ کہہ دئے تو خلع صحیح نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

وجیز: امام کروری میں ہے:

لقنت المرأة بالعربية زوجت نفسی من فلان ولا تعرف ذلك وقال فلان قبلت والشهود یعلمون ولا یعلمون صح النکاح قال فی النصاب وعلیه الفتوی وکذا الطلاق	کسی عورت کو عربی میں کھلایا گیا "زوجت نفسی من فلان" (میں نے اپنے آپ کو فلاں شخص سے بیاہ دیا) جبکہ عورت کو اس عبارت کا معنی معلوم نہ تھا اس کے بعد اس فلاں شخص نے جواب میں

¹ بحر الرائق کتاب الطلاق (انجاء) سید کبیری کراچی ۵۸/۳۔

² منحة الخالق حاشیة علی البحر الرائق کتاب الطلاق (انجاء) سید کبیری کراچی ۲۵۸/۳۔

وقال الامام شمس الاسلام الاوزجندی لالانه كالطوطي وسيأتي عليه التعويل¹۔	"قبلت" (میں نے قبول کیا) کہا تو صحیح ہوگا خواہ گواہوں کو عبارت کا معنی معلوم ہو یا نہ ہو، نصاب میں فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور مسئلہ طلاق کا بھی یہی حکم ہے، اور امام شمس الاسلام اوزجندی نے فرمایا: طلاق نہ ہوگی کیونکہ مذکورہ صورت میں مرد، طوطے کے مانند ہے اور عنقریب آئے گا کہ اس پر اعتماد ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

لقنه الطلاق بالعربية وهو لا يعلم قال الفقيه ابو الليث لا يقع ديانة وقال مشائخ اوزجند لا يقع اصلا صيانة لاملاك الناس عن الابطال بالتلبيس وكذا لو لقنت الخلع وهي لاتعلم وقيل يصح و المختار ما ذكرنا² اه ملتقطاً۔	خاوند کو کسی نے عربی زبان میں طلاق سکھائی جبکہ وہ اس کا معنی اور مقصد نہ جانتا تھا اس کے طلاق کہنے پر فقیہ ابو الیث کے قول کے مطابق دیانۃ طلاق نہ ہوگی، اور مشائخ اوزجند نے فرمایا طلاق بالکل نہ ہوگی تاکہ دھوکے سے لوگوں کے اموال کو ضیاع سے بچایا جاسکے، اوریوں ہی اگر عورت کو خلع سکھایا گیا اور اس کو معلوم نہیں کہ معنی کیا ہے، تو بعض نے کہا کہ خلع صحیح ہوگا جبکہ مختار وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے اھ ملتقطاً (ت)

رہا نکاح میں گواہوں کا سمجھنا، اس میں تحقیق و توثیق یہ ہے کہ معنی بمعنی اول کا سمجھنا ضرور نہیں بمعنی دوم کا سمجھنا دیانۃ و قضاء ہر طرح لازم ہے یعنی اتنا جانتے ہیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے یہ الفاظ ایجاب و قبول ہیں اگرچہ تفسیر الفاظ نہ جانیں نہ اس سے آگاہ ہوں، در مختار میں ہے:

شرط حضور شاہدین فاہیین انہ نکاح علی المذهب بحر³۔	نکاح سمجھنے والے دو گواہوں کی حاضری شرط ہے یہ مذہب ہے بحر۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قال فی البحر جزم فی التبیین بانہ لو عقدا بحضرة ہندیین لم یفہما کلامہما لم یجزو	بحر میں ہے کہ تبیین میں اس پر جزم کیا گیا ہے کہ اگر دو ہندی گواہوں کی حاضری میں عربی میں نکاح فریقین نے کیا جن کے کلام کو وہ نہ سمجھ سکے تو نکاح جائز نہ ہوگا۔

¹ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۹۴

² فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ مسائل الايقاع بلا قصد الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۷۹۴

³ درمختار کتاب النکاح جتائی دہلی ۱۸۶۱

جوہرہ میں اس حکم کو صحیح کہا ہے، اور ظہیر یہ میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ نکاح ہونا گواہوں کو سمجھنا شرط ہے۔ اور خانیہ میں اس کو مختار کہا تو یہی مذہب ہے لیکن خلاصہ میں ہے کہ اگر نکاح کے فریقین عربی اچھی طرح جانتے ہیں اور انھوں نے نکاح عربی میں کیا جس کو گواہوں نے نہ سمجھا تو صحیح یہ ہے کہ نکاح ہو جائیگا۔ اور علامہ رحمۃ نے دونوں اقوال میں یہ موافقت کی کہ جہاں گواہوں کے فہم کو شرط کہا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ نکاح ہونے کو سمجھ لیں اور جہاں فہم کو شرط قرار نہیں دیا گیا اس سے مراد یہ ہے کہ قبول و ایجاب کے الفاظ کے معانی سمجھنا شرط نہیں جبکہ نکاح ہونے کا فہم حاصل ہو چکا ہو اھ

قلت اس عبد ضعیف پر واضح ہوا کہ یہ تطبیق بہت اچھی ہے جبکہ ابھی میں نے یہ نہیں دیکھا تھا اور وجیز کردری میں ہے کہ مرد و عورت نے عربی میں نکاح کیا، وہ دونوں عربی جانتے تھے اور گواہ نہ جانتے تھے محیط میں فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ نکاح ہو جائے گا، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ فریقین نے عربی میں دو ہندی حضرات کی حاضری میں نکاح کیا جبکہ یہ حضرات اس کی تعبیر پر قدرت نہیں رکھتے تو نکاح جائز نہ ہوگا، امام احمد سے مروی یہ اس بات پر نص ہے کہ عقد نکاح ہونا سمجھنے سے بھی نکاح نہ ہوگا اھ

صححة في الجوهرة وقال في الظهيرية والظاهر انه يشترط فهم انه نكاح واختاره في الخانية فكان هو المذهب لكن في الخلاصة لويحسنان العربية فعقد ابها والشهود لا يعرفونها الاصح انه ينعقد ووفق الرحمتي بحمل الاشتراط على اشتراط فهم انه عقد نكاح والقول بعدمه على عدم اشتراط فهم معاني الالفاظ بعد فهم ان المراد عقد نكاح¹ اھ

قلت قد كان سنح للعبد الضعيف قبل ان اره لاشك انه حسن جد اوفى وجيز الامام الكردري تزوجها بالعربي وهما يعقلان لا الشهود قال في المحيط الاصح انه ينعقد وعن محمد تزوجها بحضرة هندیين ولم يمكنهما ان يعبر الم يعجز فهذا نص على انه لا يجوز في الاول ايضا اھ²۔

¹ رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷۳/۲

² فتاویٰ بزازیہ علی بامش فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الفصل الخامس نورانی مکتبہ خدیو پشاور ۱۸/۱۲

۲۲ قول: فی قول محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یکنہما ان یعبرا اشارۃ الی ما ذکرنا اذلا حاجة الی التعبير الذی یطلب من الشہود عند اداء الشہادۃ و لیس علیہم ان یعیدوا الالفاظ التی تلفظا بہا ولا ان یعبروا بہا بسراداتہا او ترجمتہا بل لوشہدوا ان فلا نأتزوج فلا نة کفی فہذا ہوا للتعبیر المحتاج الیہ اویکفی فہذا ہوا للتعبیر المحتاج الیہ اویکفی لہ ان یفہما انہ عقد نکاح وان لم یعرفا تفسیر الکلام لفظاً لفظاً وایضاً اشتراط ہذا ہو المحقق للمقصد الذی شرع لہ الشرع شرط الشہود فی ہذا العقد منفر زاعن سائر العقود فاسقاطہ الغاء للمقصود و اشتراط فہم الالفاظ زیادة مستغنی عنہا فعلیہا فلیکن التعویل وبہ یحصل التوفیق وبالله التوفیق ثم لم یظہر لی معنی قول البزازیہ فی الاول ایضاً فہو الا اول۔

اقول: امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کہ "گواہ تعبیر نہ کر سکیں" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو ہم نے ذکر کی، کیونکہ گواہوں کو تعبیر کی ضرورت صرف اس وقت پیش آتی ہے جب ان سے گواہی ادا کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو اس وقت گواہوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ نکاح کے فریقین کے الفاظ کو دہرائیں یا ان کے الفاظ کے مترادف الفاظ یا ان الفاظ کا ترجمہ بیان کریں، بلکہ اگر اتنا ہی بیان کر دیں کہ فلاں مرد کا فلاں عورت سے نکاح ہوا ہے، تو کافی ہے، بس یہ وہ تعبیر ہے جس کی ضرورت ہے اور اس کے لیے گواہوں کا مجلس میں اتنا سمجھنا کافی ہے کہ نکاح ہو رہا ہے اگرچہ وہ الفاظ کی تفسیر و معانی نہ سمجھ پائیں، پھر یہ کہ شریعت نے خاص اس عقد نکاح کے لیے گواہوں کی حاضری کا جو مقصد متعین کیا ہے اس کے لیے یہ شرط مثبت ہے لہذا اتنی شرط کو سمجھنا شرعی مقصد سے بے اعتنائی ہوگی، اور گواہوں کی شرط لگانا غیر ضروری زیادتی ہے تو اس پر اعتماد ہونا چاہئے جبکہ اسی سے تطبیق ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق ہے۔ پھر مجھے بزازیہ کے پہلے قول کا مفہوم بھی نہیں ملا تو معلوم ہوا کہ ان کا بیان کردہ قول وہ پہلا قول ہی ہے۔ (ت)

بالجملہ حاصل حکم یہ ہے کہ اگر دو گواہ یہ نہ سمجھتے کہ یہ عقد نکاح ہے تو نکاح مطلقاً نہ ہوا اگرچہ زن و مرد خوب سمجھتے اور انشاءً نکاح ہی کا قصد رکھتے ہوں اور اگر دو گواہ اس قدر سمجھ لیے اگرچہ تفسیر الفاظ نہ جانتے ہوں تو اگر عاقدین بھی اتنا جانتے ہوں کہ ان الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے تو بالاجماع نکاح ہو جائے گا اگرچہ اس زبان سے دونوں وہ اور گواہ سب نا آشنا ہوں، اور اگر عاقدین میں دونوں یا ایک کو معلوم نہ تھا کہ یہ الفاظ نکاح ہیں تو جہاں احکام اسلام کا چرچا نہیں وہاں یہ جہل عذر ہے اور جہاں چرچا ہے اور وہ

الفاظ کسی غیر زبان کے نہ تھے جس سے آگاہی نہ ہو تو نکاح ہو جائے گا اور یہ عذر مسموع نہیں، اور اگر غیر زبان کے تھے اور فی الواقع اس نے اسے عقد نہ سمجھا تو عند اللہ نکاح نہ ہوگا، رہا قاضی، اسے نظر کامل چاہئے اگر ظاہر ہو کہ واقعی فریب کیا گیا اور دھوکا دیا گیا تو بطلان نکاح کا حکم دے ورنہ صحت کا۔

ہذا ماعندی وارجو ان یکون هو الفقه المتین والقول الجامع الناصع البین۔	میرے ہاں فہم یہ ہے اور امید ہے کہ یہی مضبوط فہم ہے اور یہی جامع واضح اور خاص قول ہے (ت)

زن فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو، ہاں اگر اپنے افعال خبیثہ پر قائم رہے اور یہ تا قدر قدرت اسداندہ کرے تو یہ دیوث ہے اور سخت کبیرہ کا مرتکب، مگر یہ حکم اس کی اس بے غیرتی پر ہے نفس نکاح پر اس سے اثر نہیں، حق سبحانہ و تعالیٰ نے محرمات گنا کر فرمایا: **وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ** ^۱ (اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔ ت) رہی آیہ کریمہ:

وَالزَّانِيَةُ الزَّانِيَةُ الْآرَانَ أَوْ مُشْرِكًا وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ^۲	زانیہ عورت سے صرف زانی یا مشرک نکاح کرے اور مومنین پر یہ حرام ہے (ت)

اس کا حکم منسوخ ہے قالہ سعید بن مسیب وجماعة (یہ سعید بن مسیب اور ایک جماعت کا قول ہے۔ ت) یا نکاح سے یہاں جماع مراد ہے کما قال خبر الامۃ عبد اللہ بن عباس وسعید بن جبیر ومجاهد والضحاك وعكرمة وعبد الرحمن بن زید بن اسلم ویزید بن ہارون ^۳ (جیسا کہ امت کے ماہر عالم عبد اللہ بن عباس اور سعید بن جبیر اور مجاہد، ضحاک، عکرمہ، عبد الرحمن بن زید بن اسلم، اور یزید بن ہارون کا قول ہے۔ ت) والتفصیل فی فتاونا (اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

یکم رجب ۱۳۲۹ھ

مسئلہ ۴۰: مسئلہ عبد الرحیم خاں

نکاح کے وقت ولی کی بات قبول کی جائے گی یا لڑکی کے زبانی الفاظ جو وہ کہتی ہے اور ولی کس کو بنانا چاہئے؟ نکاح میں ضروری الفاظ اور لازمی کیا کیا ہیں اور ان کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب:

لڑکی بالغہ ہے تو اس کا اپنا ایجاب یا قبول ہونا چاہئے اگرچہ بواسطہ وکیل۔ اور نابالغہ ہے تو

^۱ القرآن ۲۴/۴

^۲ القرآن ۳/۴۴

^۳ تفسیر در منثور سورۃ النور آیہ اللہ العظیٰ النجفی قمی ۱۹/۵

اس کے ولی کا ولی کسی کے بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ وہ شرع مطہر نے ترتیب وار مقرر کئے ہیں سب میں پہلا ولی بیٹا ہے پھر باپ پھر دادا پھر سگا بھائی پھر سوتیلہ پھر سگا بھتیجا پھر سوتیلہ پھر سگا چچا پھر سوتیلہ پھر سگے چچا کا بیٹا پھر سوتیلے کا، وعلیٰ ہذا القیاس دادا پر دادا کی اولاد کا جو مرد عاقل بالغ قریب تر ہو گا وہی ولی ہے، اور ان میں کوئی نہ ہو تو پھر ماں ہے، اسی طرح بترتیب اصحاب فرائض، پھر ذوی الارحام، اور ان میں کوئی نہ ہو تو پھر حاکم اسلام۔ نکاح میں ضروری الفاظ ایجاب و قبول ہیں جن سے عقد سمجھا جائے نہ وعدہ مثلاً مرد عورت سے کہے میں نے تجھے اپنے نکاح میں لیا عورت کہے میں نے قبول کیا یا عورت کا وکیل کہے میں نے فلاں عورت بنت فلاں ابن فلاں کو دادا تک نام لے اگر صرف باپ کے نام سے پوری تمیز نہ ہو جائے یا عورت سامنے بیٹھی ہے تو کسی کے نام لینے کی حاجت نہیں اشارہ کر کے کہے اس عورت کو تیرے نکاح میں دیا مرد کہے میں نے قبول کیا اور دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں مسلمان عاقل بالغ آزادان دونوں کی گفتگو کو معائنہ اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، بس اسی قدر ضروری ہے اس کے سوا خطبہ پڑھنا سنت ہے اور کلمے پڑھنا ایک اچھی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ

اعلم

مسئلہ ۴۱: از ریاست رام پور محلہ پیلا تالاب مرسلہ مولوی شفاعت رسول صاحب سلمہ قادری، برکاتی رضوی ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

حضور پر نور کا دربارہ متعہ کے کیا ارشاد ہے، اوائل اسلام میں جائز تھا پھر حرام کر دیا گیا، آیا اس کی حرمت حدیث سے ثابت ہے یا اقوال سے؟

الجواب:

متعہ کی حرمت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادوں سے ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال شریفہ سے ثابت ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن عظیم سے ثابت ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

جو لوگ اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے ماسوا سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں وہ ملامت سے محفوظ ہیں اور جو لوگ غیر کے متلاشی ہیں وہ حد سے متجاوز ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَالَّذِينَ هُمْ يُغْفِرُونَ لَهُمْ أَوْ مَا كَلَّمْتَ
أَيْسَاءَهُمْ فَإِنَّهُمْ يُغْفِرُونَ لَهُمْ أَوْ مَا كَلَّمْتَ
هُمُ الْعُدُونَ ۝^۱ - واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲: از موضع میونڈی بزرگ مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب مورخہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی آشنائی ایک طوائف سے ہے اور اس سے فعل حرام کرتا ہے اور اس سے کئی اولاد پیدا ہو چکی ہیں اب طوائف مذکور کا یہ ارادہ ہے کہ میرا نکاح اس زید آشناسے ہو جائے تاکہ میں فعل حرام سے بچ جاؤں، زید کی بھی کچھ منشا پائی جاتی ہے لیکن زید کے گھروالے اس نکاح کے منکر ہیں اور زید پر اس بات کا دباؤ ڈالتے ہیں کہ اگر تو نے اپنا نکاح طوائف سے کیا تو تم کو برادری سے خارج کر دیں گے اس واسطے کہ ہمارے خاندان کو دھبہ لگانا ہے کیونکہ ہم شریف ہیں، اور نہ اس کی اولاد کا ہم لوگ اپنی برادری میں شادی بیاہ کر سکتے ہیں، یہ نکاح ٹھیک نہیں، اب علمائے دین فرمادیں کہ یہ نکاح کرنا کیسا ہے، آیا سنت میں داخل ہے یا خلاف سنت؟ اور زید اس نکاح کے کرنے سے دائرہ اسلام اور برادری میں رہا یا نہیں؟ اور منکر اس نکاح کے کس درجہ میں شمار کئے جائیں؟ اور جو اس نکاح پر اعتراض کریں اور برا کہیں وہ کس درجہ میں شمار ہیں؟ فقط، جناب اعلیٰ حضرت کے مع آیت وحدیث، مہر، دستخط کے امیدوار ہیں، بینوا تو جو را

الجواب:

نکاح سنت ہے مگر رنڈی سے نکاح سنت نہیں، بلکہ اس کے جائز ہی ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے، پھر ایک جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور آپس میں پھوٹ پڑے، ناجائز ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-
بشروا ولا تنفروا^۱ (خوشخبری دو اور نفرت نہ پھیلاؤ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳، ۴۴: از چومڑ کوٹ یار کھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

چہ فرماید علمائے دین دریں مسائل کہ: (۱) اگر زنی بیوہ شود دویم بار نکاح کردن لازم است یا میخواید کہ من نکاح نمی کنم کہ مے گوید بنشینم رواست یا نہ، خواہ جوان باشد یا در میان سالہ باشد یا پیر زن بود، ہر چہ حکم شرع باشد تحریر فرمایند۔ (۲) چو پدر در زندگی خود دختر را بکود کے در عقد	کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ: (۱) کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسرا نکاح کرے جبکہ وہ کہتی ہے میں نکاح نہیں کروں گی اور بغیر نکاح بیٹھوں گی، جوان، درمیانہ عمر یا عمر رسیدہ ہو، کیا اس کو بغیر دوسرے نکاح کے بیٹھنا جائز ہے جو شرعی حکم ہو تحریر فرمادیں۔ (۲) باپ نے بیٹی کا نکاح کسی بچے سے کیا اور خاوند

^۱ صحیح بخاری باب ماکان النبی یتخولہم بالوعظۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶/۱

نکاح آورد کہ صغیر ست در خانہ خود دختر نشسته ست محض ایجاب و قبول کردہ پدرش بمرد دختر دوسہ سال متقاضی گردید کہ بالغہ است و کودک تا حال خورد آ یا شرعا کنوں بر برادران گناہ ست یا نہ، یا حوالہ آں خورد بکنند؟ ایں چنیں کار برائے پدر مرحوم چگونہ باشد و چہ گناہ؟	بچہ ہے اس لیے باپ نے بیٹی کو اپنے گھر پر رکھا اور رخصتی نہ دی، باپ کے فوت ہونے پر بیٹی دو تین سال سے بالغ ہے اور لڑکا تا حال نابالغ ہے تو کیا اب لڑکی کے بھائیوں پر کوئی گناہ ہوگا اگر وہ نابالغ کے حوالے نہ کریں، یا گناہ نہ ہوگا؟ اور اب باپ مرحوم کے بارے میں بھی بتایا جائے کہ اس کا فعل درست تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا گناہ ہے؟ (ت)

الجواب:

(۱) پیر زن را خود جبر بر نکاح نتوان کردہ جوان نیز اگر بر نفس خود اطمینان دارد و اتباع رسم باطل ہنود نمی کنند از قید نکاح دیگر آزاد ماندنش می رسد کما دل علیہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و بیناہ فی اطائب التہانی آرے اگر بر خود اطمینان ندارد نکاح واجب ست واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) قاصرہ را نکاحیکہ پدر کرد فتح نتوان نمود گویا غیر کفو و بغین فاحش در مہر باش صبی اگر مراہق شدہ زنش راے خواہد با و سپردن لازم ست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	(۱) عورت بوڑھی ہو تو اسے نکاح پر مجبور نہ کیا جائے اور اگر جوان ہے تو بھی اس پر جبر نہیں بشرطیکہ وہ اپنے نفس کو محفوظ رکھنے میں مطمئن ہو، اور ہندوؤں کی غلط رسم کی پیروی میں نکاح سے انکار نہ کرتی ہو، تو اس کو دوسرے نکاح کی قید سے آزاد رہنے کا حق ہے جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث اس پر دال ہے، اور اس کو ہم نے اطائب التہانی میں بیان کیا ہے، ہاں اگر جوان عورت کو اپنے نفس کے بارے میں اطمینان نہ ہو تو پھر اس پر نکاح کرنا واجب ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔ نابالغہ کا نکاح جو والد نے کیا ہے وہ لازم ہے کفو میں ہو یا غیر کفو میں، پورے مہر سے ہو یا بہت کم مہر پر، لڑکا اگر قریب البلوغ ہو اور وہ بیوی کی رخصتی کا مطالبہ کرے تو رخصتی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵: از مقام گائے گھاٹ ڈاکخانہ ہلدی ضلع بلیا مرسلہ مولوی عبدالح صاحب ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت گنگلی یہاں ایک ماہ سے آئی ہے اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا چار پانچ برس کا ہے، اس کے قبل یہ عورت یہاں سے دس میل پر ایک گاؤں ہے وہاں پندرہ

مہینے سے تھی جب وہاں آئی تو ادھر ادھر پتا لگایا گیا مگر یہ پتا نہیں لگا کہ عورت کہاں کی ہے اور اس کا شوہر مر گیا ہے یا زندہ ہے اور لاپتا ہو گیا یا طلاق دے دیا، اب اس کو ایک شخص نے نکاح کرنے کے لیے رکھا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا شوہر زندہ رہتا تو لڑکے کو نہ چھوڑتا، اب اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

نکاح نہیں ہو سکتا،

کیونکہ اس سے نکاح میں مانع (شادی شدہ) ہونا معلوم ہوتا ہے اور مانع کو ختم کرنے والا (خاوند کا فوت ہونا یا طلاق دینا) معلوم نہیں ہے تو یقینی امر کا زوال بھی اس جیسے یقینی امر سے ہی ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	فَإِنَّ الْمَنَاعَ مَعْلُومَهُ وَالْمَزِيلَ مَجْهُولٌ وَمَا ثَبَتَ بِبَيِّنِينَ لَا يَزُولُ إِلَّا بِبَيِّنِينَ مِثْلِهِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶: از ملیح آباد ضلع لکھنؤ مرسلہ محمد یوسف خاں صاحب
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حنفی المذہب بحلف کچہری میں بیان کرتا ہے کہ اس نے ایک مسماۃ کے ساتھ عقد کے وعدہ پر متعہ کر لیا، اب ایسا شخص مذہب حنفی کے اندر داخل رہا یا نہیں؟ اور سنی حنفی لوگوں کو نماز میں اس کی امامت یا جماعت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا یہ فعل شرعاً کیا قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور ایسی حالت میں اس کی بیعت ارادت جو ایک بزرگ کے ہاتھ پر کی تھی قائم رہی یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے افعال و اقوال معتبر ہوں گے یا نہیں؟ اور حنفی سنی لوگ بعد اس کے مرنے کے اس شخص کی تجہیز و تکفین و نماز جنازہ پڑھنے کے شرعاً ذمہ دار ہیں یا نہیں؟

الجواب:

متعہ نص قرآن عظیم و اجماع ائمہ اہلسنت بلاشبہ باطل و حرام قطعی ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص (بیویوں اور لونڈی مملوکہ) کے علاوہ غیر کی خواہش کرتا ہے وہ حد سے متجاوز ہے۔ (ت)	قَالَ تَعَالَى: فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَآءَ ذَلِكَ قَاوَلًا لِّكَ هُمُ الْعُدُوْنَ ^۱ ۔

شخص مذکور اس کے ارتکاب اور کچہری میں اعلان سے فاسق معین ہوا اس کی امامت ممنوع اور اس کے پیچھے

نماز پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ فتاویٰ حجب میں ہے:

لو قد موافقاً یا ثبوت ^۱ ۔	اگر فاسق کو امام بنایا تو وہ گناہ گار ہوں گے۔ (ت)

غنیہ میں ہے:

بناء علی ان کراهة تقدیمہ کراهة تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ فلا یبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ما ینافیہا هو الغالب بالنظر الی فسقہ ^۲ ۔	اس بنا پر کہ فاسق کو امام بنانے کی کراہت، کراہت تحریمی ہے، کیونکہ وہ دینی امور سے بے اعتنائی کرتا ہے تو کیا بعید کہ وہ نماز کی بعض شرطوں میں خلل اور ان کے منافی عمل نماز میں کردے، اس کے ظاہر حال سے یہی غالب گمان ہوتا ہے (ت)

اور جب ایک بدبودار چڑے کے لیے اس نے حرام قطعی کار تکاب کیا اور بیباک اتنا کہ کچہری میں اس کا خود اعلان کیا تو اس کے قول و فعل کا کیا اعتبار رہا، بلکہ معاذ اللہ مرتے وقت اس کے سلب ایمان کا خوف ہے، تا تاثر خانیہ وردالمختار وغیرہما میں ہے:

حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یتروک مذہبہ، فیقرا خلف الامام ویرفع یدیدہ عند الانحطاط ونحو ذلك فاجا بہ فزوجه فقال الشیخ بعد ما سئل عن هذه واطرق راسہ النکاح جائز ولكن اخاف علیہ ان ینذهب ایمانہ وقت النزاع لانه استخف بمذہب الذی هو حق عنده وترکہ لاجل جیفۃ منتنة ^۳ ۔	ایک شخص کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد تھا اس نے (شافعی مسلک) ایک محدث کی لڑکی کی ممکن چاہی تو محدث صاحب نے حنفی مسلک چھوڑنے اور رفع یدین اور قرأت خلف الامام کرنے کی شرط پر رشتہ دیا جو اس نے قبول کر لیا اور محدث صاحب نے نکاح دے دیا، یہ واقعہ شیخ ابو بکر جوزجانی کے زمانے کا ہے جب آپ سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے سوچ بچار کے بعد فرمایا: نکاح تو جائز ہے لیکن اس شخص کے بارے میں مجھے اندیشہ ہے کہ نزاع کے وقت اس کا ایمان جاتا رہے کیونکہ اس نے اپنے پسندیدہ مذہب کی توہین کی ہے اور اسے بدبودار مردار

^۱ غنیہ المستمل منبہ المصلی بحوالہ فتاویٰ حجبہ فصل فی الامامة ج ۱، ص ۲۷۹

^۲ غنیہ المستمل منبہ المصلی بحوالہ فتاویٰ حجبہ فصل فی الامامة ج ۱، ص ۲۷۹

^۳ ردالمحتار کتاب الحدود مطلب اذا رتحل الی غیر مذہبہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۰۳

کی خاطر چھوڑ دیا۔ (ت) بلکہ متعہ کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی سوائے اس کے کہ جس سے کیا وہ رافضیہ ہو اور رافضیہ حال سے نکاح بھی باطل ہے نہ کہ متعہ، تو یہ حرام در حرام ہوا، ظہیریہ و ہندیہ و حدیقہ و غیرہا کتب معتدہ میں ہے: احکامہم احکام المرتدین^۱ (ان سے متعلق مرتدین کے احکام ہیں۔ ت) بالجملہ وہ شرعاً سخت سزا کا مستحق ہے مگر ارتکاب حرام کے باعث کافر نہ ہوا کہ اس کی بیعت فسخ ہو جاتی یا اس کے مرنے پر مسلمان اس کی تجہیز و تکفین و نماز کے ذمہ دار نہ رہیں بلکہ بہ سبب کبیرہ حنفیت سے بھی خارج نہ ہوگا اگر اسے حرام جان کر کیا ہو، ہاں اگر حلال جانا تو حنفیت کی سنیّت سے خارج ہو گیا ولا یخرج عن الاسلام لما لہم فیہم الشبہۃ (شبہ والی بات سے خارج از اسلام نہ ہوگا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۷: از موضع نڈوا مہواڈا کٹانہ بکھر بازار ضلع بستی مرسلہ گل میاں صاحب ۱۳ رجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ساکن مہداول میں اپنی سگی بھتیجی عاقل بالغ کو ایک شخص ساکن امرڈوبھا کے حوالے کر دی چونکہ اس لڑکی کا باپ مدت سے انتقال کر گیا لڑکی کا چچا اس کا مربی تھا وہ لڑکی جس شخص کے حوالے کر دی اس کو کہا گیا کہ تم اپنے گھر جا کر اس لڑکی سے نکاح کر لو، جمعہ کے روز رو برو گواہان معتبران کے نکاح کر لیا گیا، بعد چند یوم کے چچا کو اس کے عزیزوں نے بہکا دیا، انھوں نے جھگڑا ڈال کر کے ایک مولوی کو بلایا، مولوی صاحب نے یہ حکم دیا جمعہ کی نماز ادا کرنے کے پہلے نکاح جائز نہیں ہوتا اس واسطے ہم لوگ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ سچ ہے کہ جمعہ کے روز نکاح ناجائز ہے۔ برائے مہربانی یہ مسئلہ لکھ کر کے روانہ فرمادیں۔

الجواب:

اس شخص کا یہ کہنا محض غلط اور شریعت پر افترا ہے، نکاح ہر دن جائز ہے، ہاں اگر اذان جمعہ ہو گئی تو اس کے بعد جب تک نماز نہ پڑھ لی جائے نکاح کی اجازت نہیں کہ اذان ہوتے ہی جمعہ کی طرف سعی واجب ہو جاتی ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز اس کی اذان ہو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ (ت)	قَالَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ^۲۔

^۱ الحديقة النديه مطلب الاستخفاف بالشریعة کفرای ردہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۴۰۵ھ

^۲ القرآن ۹/۶۴

پھر بھی اگر بعد اذان نکاح کریگا گناہ ہوگا مگر نکاح جائز و صحیح ہو جائے گا کما فی الہدایۃ فی البیوع ان الکراہۃ للمجاور¹
(جیسا کہ ہدایہ میں بیع کے بارے میں ہے کہ کراہت مجاور یعنی ترک سعی کی وجہ سے ہے، ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۸: ازاجمیر شریف ڈگری بازار مرسلہ سید زاہد حسین صاحب مالک و مینجر پریس اعلان الحق ۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص یا چند اشخاص نے خصوصاً یہ کہہ دیا ہو کہ فلان شخص خواص منکوحہ سے ہے جو خواص با عصمت و عفت لکھی گئی ہو تو کیا وہ اولاد جائز ہے؟ اور وہ جدی ورثہ پانے کے مستحق ہے یا نہیں؟
کیا ایسی اولاد کی شرافت و نجابت میں کوئی شک و شبہ ہے؟ خواص و کنیز میں کیا فرق ہے اور ان کی تعریف کیا ہے؟

الجواب:

خواص و کنیز میں کوئی فرق نہیں وہ عورت کہ بملک شرعی کسی کی ملک ہو اس کی کنیز ہے، پھر اگر دوسرے کی کنیز سے اس کی اجازت سے اس نے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہوا۔ اور باپ اگر شریف و نجیب ہے تو اولاد بھی شریف و نجیب ہے کہ شرعاً نسب باپ سے لیا جاتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَ عَلَى الْوَلَدِ لِلْهَرْدِ قَهْنٌ ²	اللہ تعالیٰ نے فرمایا؟ اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا خرچہ ہے۔ (ت)

ہاں ہندوستان میں دربارہ کفائت اسے کم مانیں گے کہ یہاں کنیز کی اولاد کو کم درجہ سمجھتے ہیں اور اگر اپنی کنیز شرعی ہے تو اس سے نکاح باطل ہے اور بلا نکاح حلال ہے اگر کوئی ممانعت شرعیہ نہ ہو۔ بہر حال مولا کے جو اولاد اس سے ہو صحیح النسب ہے اور ترکہ پدیری پانے کی مستحق ہے جبکہ مولانا نے اقرار کیا ہو کہ یہ میری اولاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۹: از دہلی پہاڑ گنج مسجد غریب شاہ مرسلہ سید محمد عبدالکریم صاحب ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ اکثر جاہل لوگوں میں رواج ہے کہ اگر کوئی شخص مر گیا اور بعد عدت اس عورت نے برادری کے مرد سے نکاح کرنا چاہا تو اس مرنے والے کے لواحقین نے کچھ روپیہ نکاح کرنے والے سے نقد لے کر اس عورت کو نکاح کرنے دیا روپیہ کی تعداد دو سو سے تین سے تک لیتے ہیں، اگر ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ روپیہ لینا جائز نہیں تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہ تو بیچان کی رسوم ہے، اگر یہ رسوم نہ ہو تو تمام عورتیں

¹ ہدایہ کتاب البیوع فصل فی بیایکویہ مطبعہ یوسفی لکھنؤ ۷۰۴

² القرآن ۲۳۳

بیوہ کسی غیر مرد کے ساتھ بھاگ جائیں گی اور کوئی عورت برادری میں نکاح نہیں کرے گی، اب سوال یہ ہے کہ تمام وجوہات سوچ کر جیسے قرآن شریف اور حدیث شریف، فقہ شریف سے ثابت ہو ارشاد فرمائیں تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔

الجواب:

یہ روپے حرام اور رشوت ہیں ان کا لینا دینا دونوں حرام، اور ان کے کھانے والے حرام خور، پنپوں کی رسم سے شریعت کا حرام حلال نہیں ہو سکتا، مسلمانوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰: از ریاست رامپور مسئلہ سید احمد میاں صاحب برادرزادہ مولانا سید محمد عاشق صاحب علیہ الرحمۃ ۶ رمضان ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالد کا نکاح مسماۃ حیات النساء بیگم عرف رضیہ بیگم پردہ نشین بنت زید سے قرار پایا تھا، حسب قاعدہ شہود واسطے حصول اجازت واذن مسماۃ کے پاس گئے اور بعد حصول اجازت شہود نے قاضی کے روبرو جلسہ عام میں شہادت اس صورت سے ادا کی کہ سعادت النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید نے اپنے نکاح کا اختیار عمرو وکیل کو دیا، چنانچہ قاضی نے باجائز عمرو وکیل بہ تعداد مہر مثل خالد کے ساتھ نکاح پڑھایا، آیا شرعاً نکاح مسماۃ مذکور کا خالد مذکور کے ساتھ صحیح ہوا یا نہیں کیونکہ شہود نے بجائے نام حیات النساء عرف رضیہ بیگم بنت زید کے سعادت النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید شہادت میں ادا کیا، سعادت النساء بیگم بنت زید کوئی نہیں ہے اور نہ سعادت النساء کا عرف رضیہ بیگم ہے، اس صورت کی غلطی سے نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

الجواب:

یہ طریقہ نکاح مخترع اہل ہند ہے وکیل بالنکاح مجاز توکیل نہیں، شہادت کہ ان گواہوں نے دی باطل گئی، نہ اس کا کچھ اعتبار ہے، قاضی جس نے ایجاب کیا اگر اس نے ایجاب صحیح لفظوں سے کیا جن سے کم از کم دو حاضران جلسہ جامعان شرائط شہادت کے نزدیک منکوحہ متمیز ہو گئی نکاح فضولی منعقد ہو گیا کہ رضیہ کی اجازت پر موقوف رہا اور اگر اس نے بھی ایجاب میں وہی لفظ سعادت عرف رضیہ بنت زید کہے تو نکاح باطل ہوا کہ ان تینوں لفظوں کی مصداق وہاں کوئی عورت نہیں، عالمگیر یہ میں ہے:

ایک شخص کی دو بیٹیاں ہیں ایک بڑی جس کا نام عائشہ اور دوسری چھوٹی جس کا نام فاطمہ ہے، اس نے بڑی کا نکاح کرتے ہوئے فاطمہ کا نام لیا تو چھوٹی کا نکاح ہو گیا، اور اگر نکاح کرتے ہوئے اس نے

لرجل بنتان کبری عائشہ وصغری فاطمہ ارادان یزوج الکبری وعقد باسم فاطمہ ینعقد علی الصغری ولو قال زوجت ابنتی الکبری فاطمہ

لا ینعقد علیٰ احدہما کذا فی الظہیریۃ ^۱ ۔	یوں کہا کہ میں نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کا نکاح دیا، تو کسی بیٹی کا نکاح نہ ہوا، ظہیریہ میں ایسے ہے۔ (ت)

ولوالجیہ میں ہے:

لا ینعقد علیٰ احدہما لانہ لیس لہ ابنۃ کبریٰ بهذا الاسم ^۲ ۱۵ ونحوہ فی الفتح ^۳ عن الخانیہ ولا تنفع النیۃ ہنہا ولا معرفۃ الشہود بعد صرف اللفظ عن المراد۔ واللہ تعالیٰ اعلم	کسی بیٹی کا نکاح نہ ہوا کیونکہ اس کی بیٹی کی کوئی بڑی بیٹی اس نام کی نہیں ہے اہ اور فتح میں خانیہ سے بھی یہی مروی ہے اور یہاں نیت اور گواہوں کا فہم کارآمد نہ ہوگا جبکہ اس نے مراد کے خلاف صریح لفظ استعمال کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۵۱، ۵۲: از شہر میرٹھ اندر کوٹ مرسلہ عبدالرحمان صاحب عرف ننھے ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) اہل تسنن و اہل تشیع میں باہم عقد ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی لڑکا فرقہ شیعہ کا ہو اور لڑکی اہلسنت و جماعت کی ہو ان دونوں میں باہمی نکاح مذہب اہل سنت کے عقائد کے موافق صحیح ہوگا یا نہیں؟
- (۲) اگر کچھ عرصہ بعد لڑکی اہل تشیع ہو جائے تو نکاح رہے گا یا نہیں؟

الجواب:

- (۱) عوام ان تہرائی روافض کو اہل تشیع کہتے ہیں ان سے مناکحت حرام قطعی و باطل محض، اور قربت زنائے خالص ہے اگرچہ مرد سنی اور عورت ان میں کی ہو، نہ کہ عکس کہ اشد غضب اللہ کا موجب ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
- (۲) اگر وقت نکاح سنی تھے پھر مرد معاذ اللہ ان میں کا ہو گیا تو نکاح فوراً فسخ ہو گیا خواہ عورت نے بھی وہی مذہب اختیار کر لیا ہو یا نہیں۔

لان ردة الرجل فسخ فی الحال بالاجماع ولانکاح لمرئت مع احد ولو مرتدة مثله ^۴ ۔	کیونکہ خاوند کے ارتداد سے فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے بالاجماع، اور مرتد کا کسی سے بھی حتیٰ کہ اس جیسی

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۷۰

^۲ ولوالجیہ

^۳ فتح القدیر کتاب النکاح نوریہ رضویہ سکر ۳/۱۰۴

^۴ فتاویٰ ہندیہ القسم السابع المحرمات بالشرب نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۲

کہا فی الدر المختار والفتاویٰ العالمگیریہ وغیرہما۔	مرتبہ سے بھی نکاح جائز نہیں، جیسا کہ در مختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں ہے۔ (ت)

اگر عورت سنیہ رہی اور ہنوز خلوت نہ ہوئی تھی تو ابھی اور ہو چکی تھی تو بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے، اگر شوہر اسلام لے بھی آئے اس پر کچھ اختیار نہیں رکھتا لان المنفسخ لا یعود (کیونکہ فسخ شدہ نکاح بحال نہیں ہو سکتا۔ ت) اگر عورت معاذ اللہ ان میں کی ہو گئی اور مرد سنی رہا تو نکاح تو فسخ نہ ہو اعلیٰ مافی النواذر وحققنا الافتاء بہ فی هذا الزمان فی فتاؤنا (نواذر کی روایت کے مطابق اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے کہ اس زمانہ میں فتویٰ یہی ہے۔ ت) مگر مرد کو اس سے قربت حرام ہو گئی جب تک اسلام نہ لائے لان المرتد لیست باہل ان یطأھا مسلم او کافر او احد (کیونکہ مرتد عورت اس قابل نہیں رہی کہ کوئی بھی اس سے وطی کرے خواہ مسلمان مرد ہو یا کافریا کوئی بھی ہو۔ ت) ان مسائل کی تحقیق رسالہ رد الرفضہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳: از گنہ مرسلہ عبدالرشید صاحب سوداگر سب ایجنٹ برہما آئل کمپنی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی عورت کا نکاح کسی ایسے شہ-خص سے ہو جس کی ایک عورت اور بچے ہوں اور وہ شخص معاش اس قدر کافی رکھتا ہو کہ ان سب کی پرورش کے لیے نہایت کافی ہو، مرد میں کسی قسم کا نقص نہ ہو، عورت بوقت نکاح بالغ ہو، مہر ایک ہزار روپیہ ہو، نکاح مکان منکوحہ پر ہو جس کو عرصہ تین سال پانچ ماہ ہوئے ہوں شوہر نے بعد عقد پندرہ بیس مرتبہ مختلف اوقات میں کئی کئی یوم قیام کیا، کیا عورت منکوحہ کو تنسیخ نکاح کا دعوٰی کرنے کا حق ہے؟ بیان منکوحہ حسب ذیل ہے: میری پیدائش ایک ماہ بعد انتقال والد ہوئی میں نے آغوش مادر میں پرورش پائی اور ہنوز والدہ کے پاس رہی، میری والدہ نے اس شخص کے ساتھ عقد کر دیا، شخص مذکور نے یہ دھوکا دیا کہ نہ میری بیوی ہے نہ بچے، میری والدہ کے انتقال کو دو ماہ کا عرصہ ہوا، میں والدہ کی وجہ سے مجبور تھی، اب میں خود مختار ہوں، بیان شوہر میں نے بیوی بچے ہونے کا اقرار کیا اور چھپایا نہیں، اس کا علم منکوحہ اور ان کے جملہ رشتہ داران کو ہے جس کی بابت تحریریں شوہر کے پاس ہیں ایسی حالت میں منکوحہ عورت کے صرف بیان پر کہ میرے شوہر کے پاس اور بیوی بچے موجود ہیں اور شوہر نے دھوکا دیا، نکاح میری لاعلمی میں ہوا، کیا حکم شرع شریف ہے؟

الجواب:

عورت کے عذرات باطل ہیں، برسوں سکوت و معاملہ زن و شوئی کے بعد یہ مہملات پیش کرتی ہے، ماں کی زندگی کیا باعث مجبوری تھی، نہ بی بی بچوں کا عذر قابل سماعت۔ نہ مجبوری مانع جواز نکاح، اس پر فرض ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے، اس شیطانی خیال سے باز آئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۴: از شہر بریلی محلہ کٹراگلی حکیم وزیر علی مسئولہ ولایت احمد صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ولایت احمد کا عقد قریشی بانو جس کی عمر قریب بیس سال سے زائد ہے اس کے ساتھ ہوا لیکن مسماۃ مذکورہ کی اجازت لینے کے لیے نہ وکیل صاحب گئے اور نہ گواہان گئے اور نہ مسماۃ مذکورہ سے اجازت باقاعدہ طور پر لی گئی صرف مسماۃ کے والد کی اجازت سے عقد پڑھا دیا گیا ایسی صورت میں عقد ہوا یا نہیں، اور مسماۃ مذکورہ ولایت احمد کی زوجیت میں رہتی ہے اور قریب ایک ماہ کے حمل بھی ہے حالانکہ والد مسماۃ سے کہا گیا کہ مسماۃ سے اجازت لینا چاہئے انھوں نے جواب دیا ہمارے یہاں ضلع بدایوں میں یہی قاعدہ ہے۔

الجواب:

بالغہ کا عقد کے بے اس کے اذن کے ہو بالغہ کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، اگر جائز کر دے جائز ہو جاتا ہے، رد کرے باطل ہو جاتا ہے، رخصت ہو کر شوہر کے یہاں جانا بھی اجازت ہے اذکان غیر مسبوق بالرد (جبکہ پہلے بالغہ کی طرف سے اس کو رد نہ کیا گیا ہو۔ ت) خصوصاً یہاں تو حمل موجود ہے لہذا عقد نافذ ہو چکا اب اعتراض کی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم،

مسئلہ ۵۵: از ریاست رام پور محلہ زیارت حلقہ والی مرسلہ اکرام اللہ خاں صاحب عرف چندامیاں ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا نکاح اپنی برادری میں ایک عورت سے بایں صورت ہو کہ گواہان نے مسماۃ مذکورہ کا نام ہندہ عرف خویہ بنت عمرو جلسہ نکاح میں لے کر ادائے شہادت کی اس سے عورت مذکورہ کی تعریف و تعین کما حقہ نزد جلسہ ہو گئی اور کوئی شبہ و اشتراک نزد زید و قرابت داران زید جو موجود تھے باقی نہیں رہا اور ایجاب و قبول ہو کر نکاح ہو گیا اور گواہان نکاح عورت مذکورہ کے قریبی رشتہ دار تھے جن کی گودوں میں عورت مذکورہ نے پرورش پائی ہے۔ اب والدہ مسماۃ کہتی ہیں کہ نکاح صحیح منعقد نہیں ہوا اس لیے کہ نام عورت کا جلسہ نکاح میں غلط لیا گیا ہے اس کا نام کلثوم ہے، چنانچہ مہر میں اس کا نام کلثوم کندہ ہے حالانکہ سوائے مہر کے ہر جگہ اس کا نام ہندہ ہے حتیٰ کہ تنخواہ جو مقررہ گورنمنٹ ہے اس کی وصولیابی کی رسیدوں میں بھی یہی نام ہندہ لکھا جاتا ہے اور نیز گورنمنٹی چٹھی میں بھی یہی نام درج ہوتا ہے اور جو عرائض گورنمنٹ میں قبل اس سے دی گئی ہیں ان میں بھی یہی نام تحریر ہے اور عمرو کے انتقال کے بعد جو درخواست باستحقاق وراثت دی گئی ہیں ان میں بھی یہی نام ہے غرضیکہ عورت مذکورہ کے دونوں نام ہیں، ایسی حالت میں یہ نام غلط قرار دے کر نکاح کو غیر صحیح شرعاً مانا جائے گا یا یہ کہ عورت کے نام دونوں اور چونکہ ان دونوں

میں سے ہندہ بہ نسبت کلثوم کے زیادہ مشہور ہے اس لیے اس سے کافی طریق سے تعریف و تعین عورت مذکورہ کی بوقت نکاح سمجھی گئی، اس بنیاد پر نکاح صحیح شرعی منعقد ہو گیا۔ امید کہ جواب صاف مرحمت فرمائیے۔ بینواتوجروا۔

الجواب:

اگر ہندہ اس عورت کا نام ہے (نہ جس طرح عورتوں کو ہندہ سہلی مردوں کو زید عمرو سے تعبیر کرتے ہیں) اور اس نام اور صرف ذکر پدر بے ذکر جد سے حاضرین میں دو گواہان صالح شہادت نکاح مسلمہ نے اسے پہچان لیا تو نکاح صحیح ہو گیا اس کے دس نام اور بھی ہونا کچھ مضر نہیں لان المقصود التعریف لا تکثیر الحروف (کیونکہ مقصود پہچان ہے الفاظ کی کثرت مقصد نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶: از پچھم گاؤں ضلع پٹنہ مرسلہ سید عبدالغفر صاحب ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معتمد و معتبر ایک گواہ مذکور سے بالغہ عورت کا نکاح درست ہوگا یا نہیں یعنی ایک گواہ سے نکاح درست ہوگا یا نہیں۔ بینواتوجروا۔

الجواب:

نکاح ایک گواہ سے نہیں ہو سکتا جب تک دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں عاقل بالغ مسلم نہ ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۷: از گوپال ناگر پرگنہ پبلی بھیت مسئلہ نثار احمد صاحب ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے بھائی مرحوم عمر کی بی بی ہندہ سے بعد انقضائے میعاد عدت نکاح کی درخواست کی اس نے انکار کیا اور نہایت ناخوشی ظاہر کی تو زید کے رشتہ داران نے جبراً اذن لینا چاہا ہندہ نے رونا شروع کیا اور کہا کہ میں ہر گز رضامند نہیں تم جبر کرتے ہو اس وجہ سے کہ میرا کوئی عزیز ہمدرد یہاں موجود نہیں، ان لوگوں نے کہا کہ رونا بھی اذن میں شامل، نکاح پڑھا کر مٹھائی تقسیم کر دی، بعد ایک ماہ کے ہندہ اپنے والدین کے یہاں کسی حیلہ سے چلی آئی اور جانے سے انکار ہے کہ میں نے اذن نہیں دیا فرضی نکاح پڑھا لیا میں ہر گز نہیں جاؤں گی، تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

اگر اس نکاح کے بعد ہندہ نے زید کے ساتھ خلوت و صحبت بلا جبر و اکراہ کی تو نکاح جب نافذ نہ تھا اب نافذ ہو گیا، اور اگر خلوت نہ کرنے دی یا وہ بھی بالجبر ہوئی تو ہندہ کی ناراضی سے وہ نکاح باطل محض ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۸: از موضع میراں پور مسئلہ سید عاشق حسین ولد محمد حسین ۱۲ شعبان ۱۳۳۸ھ
علمائے دین و نائب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ وقت نکاح کے وکیل کس طرف

کا ہونا چاہئے؟ اور شاہد کس طرف کے ہوں؟ اور ایک دینار سرخ سلطانی کس قدر روپیہ کا ہوتا ہے اور کسے دو جون پر منقسم ہے اور تعداد کیا کیا ہے؟

الجواب:

وکیل کسی طرف کا ضرور نہیں، اور دونوں طرف سے ہو سکتے ہیں، خواہ ایک طرف سے ہو، جدھر سے چاہیں، اور شاہد وہ دو مرد یا ایک مرد و عورت عاقل بالغ آزاد مسلم ہیں کہ ایجاب و قبول معائنہ اور نکاح ہونا سمجھیں، وہ کسی کی طرف کے نہیں ہوتے، یہ جو رسم ہے کہ دو گواہ معین کرتے ہیں بے اصل ہے جتنے حاضران جلسہ اس صفت کے ہیں سب خود ہی شاہد ہیں کوئی انھیں مقرر کرے یا نہ کرے۔ دینار شرعی ساڑھے چار ماشہ بھر سونے کا تھا اور سلاطین کے دینار کوئی معین نہیں مختلف تھے، دینار شرعی دس درہم تھا کہ یہاں کے دو روپے پونے تیرہ آنے اور کچھ کوڑیاں ہوا، غالباً نکاح کے درجوں سے مسائل کی مراد مہر کے درجے ہیں، مہر کا اقل درجہ وہی دس درہم بھر چاندی ہے اور اکثر کے لیے حد نہیں جتنا بندھے، اور مہر حضرت بتول زہرا چار سو مثقال چاندی تھا کہ یہاں کے ایک سو ساٹھ روپے بھر ہوئی، اور مہر اکثر ازواج مطہرات پانسو درہم کہ یہاں کے ایک سو چالیس روپے ہوئے اور مہر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عنین جمیعاً میں دو روایتیں ہیں چار ہزار درہم کہ گیارہ سو بیس روپے ہوئے یا چار ہزار دینار کہ گیارہ سو دو سو روپے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۹: از فتیچہ محلہ قاضیانہ مکان میر خیرات علی تحصیلدار مسئولہ محمد صادق ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ہندہ بازاری عورت ہے اور وہ زید کے پاس بلا نکاح مدت تک رہی زید نے بلا علم و اطلاع ہندہ کے قاضی کے سیاہہ میں اپنا ہندہ کے ساتھ نکاح درج کر دیا، اس کے بعد ہندہ کی ماں وہیں لینے کی غرض سے آئی تو اس وقت زید نے ہندہ سے کہا کہ تو نہیں جاسکتی تیرے ساتھ میرا نکاح ہو گیا، تب ہندہ کی ماں نے ہندہ سے کہا کہ ہمارا زیور اور کپڑا ہم کو دے دے تو مجھ سے حیلہ کر رہی ہے تیرا نکاح ہو گیا ہے اس پر ہندہ نے جواب دیا کہ زیور اور کپڑا نہ دوں گی اگر تم کہتی ہو کہ نکاح ہو گیا، تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اگرچہ واقعی نکاح نہیں ہوا، اس کے کچھ عرصہ بعد ہندہ زید کے پاس سے فرار ہو گئی تب زید نے کچھری فوجداری میں عورت کے بھگالے جانے کا دعویٰ کیا، خارج ہو گیا، اس کے بعد طلب زوجہ کا دارالقضاء میں دعویٰ کیا، قاضی صاحب نے بعد لینے ثبوت و تردید کے دعویٰ ڈگری کیا جس کو آٹھ برس کا عرصہ ہوا تو آیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں، جبکہ واقعی عورت سے اجازت نہیں لی گئی اور دوسرے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور عورت بعد مفروری عرصہ دس بارہ سال سے زید کے ساتھ حرام کر رہی ہے۔

الجواب:

زید کا بے اطلاع ہندہ سیاہہ میں اس کے ساتھ اپنا نکاح ہونا درج کر دینا نکاح نہیں، نہ ہندہ کا کہنا کہ اگر تم کہتی ہو کہ نکاح ہو گیا تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا کسی طرح حد نکاح میں آسکتا ہے تو ہندہ ضرور بے نکاحی تھی، رہی دارالقضا کی ڈگری، اس کی تفصیل معلوم ہونی ضرور دعوٰی کہ اس میں ہوا شرائط شرعیہ پر صحیح تھا یا نہیں، ثبوت کیا گزرا اور وہ قوانین شرعیہ پر صحیح تھا یا نہیں، حکم کس نے دیا، اور وہ قاضی عندالشرع تھا یا نہیں، اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہے ہندہ بدستور بے نکاحی ہے زید کو اس پر کوئی دعوٰی نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اس کے بعد پھر وہیں سے سوال آیا جو مع جواب منقول ہے)

یہ واقعہ حیدر آباد دکن کا ہے وہاں حکومت کی طرف سے عدالت قضا قائم ہے جس میں طلاق، خلع، تزک، مہر، طلب زوجہ کے مقدمات حسب قانون شرع شریف دائر ہوتے اور فیصل ہوتے ہیں مگر قاضی صاحب جنھوں نے اس مقدمہ کو فیصل کیا ہے غیر متشرع تھے یعنی داڑھی منڈی ہوئی لباس کوٹ پتلون مگر ساتھ ہی اس کے سفارش رشوت سے قطعی اجتناب رکھتے تھے اور گواہان جیسے فی زمانہ حالت ہے اور نکاح صاحب بھی بہت معمولی طور پر پڑھے ہوئے ہیں لہذا اس صورت واقعہ پر مسئلہ بالا کا کیا جواب ہوگا؟ بینواتوجروا۔

الجواب:

جبکہ وہ قاضی منجانب سلطنت اسلامیہ فصل قضا پر مقرر ہے، اگر اس کے یہاں دعوٰی بروجہ صحیح شرعی ہو اور ثبوت بروجہ شرعی گزرا اور قاضی نے ثبوت نکاح کا حکم دیا تو نکاح ثابت ہو گیا، ہندہ بغیر موت یا طلاق دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔

کما فی الہدایۃ وتنویر الابصار ^۱ وغیرہا من معتمدات الاسفار ورجحہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر وقد قال امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم شاهد اک زواج ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جیسا کہ ہدایہ، تنویر الابصار وغیرہا کتب معتمدہ میں ہے اور فتح القدیر میں محقق علی الاطلاق نے اس کو ترجیح دی ہے، اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تجھے تیرے گواہوں نے بیاہ دیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۰: از ریاست جاوہر، لال املی مسئلہ ممتاز علی خاں اہل کار حساب ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی صحیح ولدیت زید ہے اور بوقت نکاح بکر قائم کر کے

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب القضاء فصل فی الحبس مطبع مجتبائی دہلی ۹/۲

^۲ فتح القدیر باب المحرمات نوریہ رضویہ سکھر ۵۶/۳

ایجاب و قبول ہوا ہے تو ایسا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ نیز اس کا اصل باپ یعنی زید جو زندہ موجود ہے بروقت نکاح نہ اس سے اجازت لی گئی نہ اسے اطلاع دی صورت مسئلہ میں اگر نکاح نہیں ہوا تو کیا ہندہ اپنی منشا کے موافق اپنے کفو میں نکاح ثانی کر سکتی ہے، ایام عدت کی قید ہے یا نہیں؟ ہندہ ب- الغہ ہے۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

اگر ہندہ اس جلسہ نکاح میں حاضر نہ تھی اور اس کی طرف اشارہ کر کے نہ کہا گیا کہ اس ہندہ بنت بکر کا نکاح تیرے ساتھ کیا بلکہ ہندہ کی نفیت میں یہ الفاظ کہے گئے تو ہندہ کا نکاح نہ ہوا۔ نہ اسے طلاق کی حاجت نہ عدت کی ضرورت جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے کہ نکاح تو ہندہ بنت بکر کا ہوا اور یہ ہندہ بنت بکر نہیں، ہاں اگر بکر نے اسے پرورش یا متبنی کیا تھا اور وہ عرف میں ہندہ بنت بکر کہی جاتی ہے اور اس کے کہنے سے اس کی طرف ذہن جاتا ہے تو نکاح ہو گیا اب بغیر طلاق ہندہ کو مخلص نہیں۔ درمختار میں ہے:

غلط و کیلہا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضور ہالم یصح	لڑکی کی غیر موجودگی میں اس کے وکیل نے لڑکی کے باپ کا نام غلط کہہ دیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔ (ت)

عالمگیری میں ہے:

قال امرأته عمرة بنت صبيح طالق وامرأته عمرة بنت حفص ولانية له لا تطلق امرأته فان كان صبيح زوج أم امرأته وكانت تنسب اليه وهي في حجره فقال ذلك وهو يعلم نسب امرأته ولا يعلم طلقت امرأته ²	کسی شخص نے طلاق دیتے وقت اپنی بیوی کا نام عمرہ بنت صبیح کو طلاق کہا جبکہ اسکی بیوی کا نام عمرہ بنت حفص ہے تو طلاق کے وقت اس شخص نے کوئی نیت نہ کی تو اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی، اور اگر اس کی بیوی عمرہ کی ماں کے دوسرے خاوند کا نام صبیح تھا اور یہ عمرہ اپنی ماں کے ساتھ صبیح کی پرورش میں رہی اس وجہ سے عمرہ صبیح کی طرف منسوب ہوتی ہے اور خاوند کو عمرہ کے اصل نسب کا علم ہے دونوں صورتوں میں اس کی بیوی عمرہ کو طلاق ہو جائیگی۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: از میرٹھ بازار محلہ سوتی گنج مرسلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی تعلیم یافتہ مدرسہ منظر اسلام بریلی امام مسجد سوتی گنج ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

چہ مے فرمایند دریں مسئلہ کہ در ملک ہند علماء فتویٰ	کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان کے

¹ درمختار کتاب النکاح مطبع مجتہدانی دہلی ۱۸۷۱ء

² فتاویٰ ہندیہ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۵۸

علماء فتویٰ دیتے ہیں کہ منگنی کے بعد لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے لیکن یہ ناجائز اس کو ناجائز سمجھتا ہے کیونکہ ایجاب و قبول جانبین سے ثابت ہو جاتا ہے لڑکے والے "دے دے" کہتے ہیں اور لڑکی والے "دے دی" یا "دے چکا" کہتے ہیں یا "سگائی کرچکا" کہتے ہیں، یہ الفاظ عقد نکاح کے لیے وضع ہیں، ہاں اگر لڑکی والے "دیں گے" کہیں تو خیر ہے، جناب میرے آقا عجیب افسوس ہے کہ دیوبندی جن کا دین خود خراب ہے وہ مسلمانوں کی بیعتی کنی کر رہے ہیں، اگر علماء کا یہ فتویٰ غلط ہو تو ان کی وجہ سے دنیا میں ہزاروں نطفہ زنا پھیلے ہوئے ہیں اس لیے اس عمل کا تدارک فرمادیں (ت)	دادند کہ بعد منگنی دختر دیگر جائے نکاح کردن سے تواند حقیر ناجائز پندارد چرا کہ ایجاب و قبول از جانبین ثبوت شود از جانب بچہ گویند کہ "دے دو" از جانب دختر گویند "دے دیا" و دے چکا یا سگائی کرچکا "ایں الفاظ برائے وضع عقدست اگر ایں طور گویند کہ "دیں گے" تو خیر، جناب مولایم عجیب افسوس کہ دیوبندی خذلیم اللہ دین او خراب و مسلمان رانیز بیعتی کنی کردند اگر ایں فتویٰ غلط باشد از ایشان ہزاراں نطفہ زنا در عالم منتشر شدہ تدارک ایں عمل بفرماید۔

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، "سگائی کرچکا" کا لفظ خود ظاہر کرتا ہے کہ "سگائی" نسبت اور وعدہ نکاح کو کہتے ہیں نہ کہ نکاح کو، لڑکی والوں کا دے دیا یا دے چکا کہنا مجلس وعدہ پر محمول ہوگا نہ کہ عقد نکاح پر، امام طحاوی کی شرح، فتح، در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ اگر مرد نے کسی کو کہا کہ تو نے مجھے لڑکی دی، تو اس نے جواب میں کہا کہ میں نے دی، تو اگر یہ مجلس وعدہ اور منگنی ہو تو وعدہ اور منگنی ہے اور اگر مجلس عقد ہے تو نکاح ہے، پھر مسئلہ صورت میں نکاح کیسے ہو سکتا ہے جبکہ نکاح کے لیے دو گواہوں کی موجودگی بایں طور پر شرط ہے کہ وہ اس کو نکاح سمجھیں۔ تنویر اور در	وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لفظ "سگائی کرچکا" خود ظاہر است سگائی نسبت و وعدہ عقد را گویند نہ عقد را "دے دیا" یا "دے چکا" از انجا کہ مجلس مجلس وعدی باشد نہ مجلس عقد ہمیں بر وعد محمول می شود نہ بر عقد در شرح امام طحاوی و فتح و در مختار و رد المحتار ست لوقال هل اعطیتنیہا فقال اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للعقد فنکاح¹ وچہ گوئے نکاح شود حالانکہ شرط او حضور دو گواہ ست کہ فہمند کہ ایں نکاح ست فی التنویر والدرد و شرط حضور شاہدین فاہمین انہ نکاح علی المذہب بحر² وایضا

¹فتح القدیر کتاب النکاح مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۰۳/۳

²در مختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مطبعہ بنانی دہلی ۱۸۶/۱

اگر ہزار حاضر باشند ہیچ کس نکاح نہ فہم کہ منگنی نزد ایشاں چیزے از مقدمات نکاح ست نہ نکاح واللہ تعالیٰ اعلم۔	میں ہے نکاح میں دو گواہوں کا ہونا جو یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہے شرط قرار دیا گیا، یہ مذہب ہے بحر۔ اور یہاں مذکورہ صورت میں مجلس میں ہزار بھی ہوں تو کوئی بھی اس کو نکاح نہ سمجھیں گے کیونکہ منگنی کو وہ نکاح نہیں بلکہ اس کے مقدمات میں سے سمجھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۶۲: از چو نیاں ضلع لاہور مسئلہ ضیاء الدین انچارج اصطلح گور نمٹٹی ۸ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے حسب ہدایت والد خود جس نے اس کی ہدایت کی تھی کہ اپنی فلاں دختر کا ناطہ اپنے فلاں برادر حقیقی کو دینا تب سے راضی ہو گیا چنانچہ اپنے والد کی موجودگی اور چند مسلمانوں کی مجلس میں اپنے برادر حقیقی کو مخاطب کر کے کہا میں نے اپنی فلاں نام والی دختر بالغہ کا ناطہ تمہارے فلاں بالغ کو دے دیا، والد پسر نے قبول کر لیا، آیا ہر دو ولیوں کے ایجاب و قبول سے یہ نکاح منعقد ہو گیا یا نہیں؟ اگر ہو گیا تو اب والد دختر اس کا اور جگہ نکاح کر سکتا ہے بغیر طلاق کے، اور ولی اور گواہان و نکاح خوان نکاح ثانی کے واسطے حکم شرع کیا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ناتا دینا عرف میں منگنی کرنے کو کہتے ہیں اور منگنی نکاح نہیں، اس صورت میں جب تک عقد نکاح نہ ہو والد دختر دوسری جگہ اس کا نکاح کر سکتا ہے اور نکاح خواں وغیرہ پر کوئی الزام نہیں، اور اگر کہیں کے عرف میں ناتا کرنا نکاح کر دینے کو بھی کہتے ہیں تو وہاں دیکھا جائے گا کہ وہ مجلس جس میں یہ الفاظ ادا ہوئے عقد نکاح کے لیے تھی یا منگنی کے لیے تھی تو وہی حکم ہے کہ نکاح نہ ہوا، اور والد دختر کو اختیار ہے، اور اگر نکاح کے لیے تھی اور حاضرین میں سے کم از کم دو شخصوں نے اس نکاح کے گواہ ہو سکتے ہوں وہ ایجاب و قبول سنے اور سمجھے کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو نکاح ہو گیا اب دوسری جگہ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا، والد دختر اور نکاح خواں اور گواہان نکاح ثانی جن کو معلوم تھا کہ اس کا نکاح پہلے ہو چکا ہے سب مبتلائے حرام ہوں گے، در مختار میں ہے:

اگر ایک نے دوسرے کو کہا کیا تو نے مجھے دی، دوسرے نے جواب میں "دی" کہا تو اگر یہ مجلس نکاح ہو تو نکاح ہوگا، اور اگر مجلس وعدہ ہے تو منگنی ہوگی، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	هل اعطيتنيها ان المجلس للنكاح فنكاح وان للوعد فوعد ¹ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

¹ در مختار کتاب النکاح مطبع جتائی دہلی ۱۸۵۱ھ

مسئلہ ۶۳: از دہلی پہاڑ گنج مسجد غریب شاہ مسئلہ سید عبدالکریم صاحب قادری رضوی ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

بخدمت جناب قبلہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب نائب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دامت برکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شریف زادہ نے ایک عورت کو جو قوم کی چماری تھی مسلمان باقاعدہ کیا اور اس سے نکاح کیا اور اپنے مکان میں لے گیا، جب اہل برادری کو معلوم ہوا کہ اس نے خاندان قادریہ اور سادات کے بٹالگادیا کہ چماری کو مسلمان کر کے نکاح پڑھ لیا اور پردہ میں بٹھالیا، وہ عورت دو سال سے بیوہ تھی تمام اہل برادری اور تمام مسلمانوں اور ہندوؤں نے اس عورت کو بے پردہ کیا اور بے عزتی کی اور غیر محرموں نے مار پیٹ بھی کی اور اسے تھانہ میں پہنچا دیا، اب سوال یہ کہ اس عورت نو مسلمہ کے ساتھ ایسا کرنے کی اللہ و رسول جل و تعالیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ کس گناہ کے مرتکب ہیں یا جس نے مسلمان کر کے اسے اپنے نکاح میں لایا وہ گنہگار ہے اور اس سے ترک موالات کرنا برادری سے خارج کرنا اس کا حقہ پانی بند کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ عورت کفو میں کب آسکتی ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

مسلمان کرنا باعث اجر عظیم ہے اور اس سے نکاح کرنا پردہ میں بٹھانا بھی کار خیر ہے اور اس بنا پر اسے برادری سے خارج کرنا ظلم ہے، اور اس مسلمہ عورت کے ساتھ جو زیادتی اور مار پیٹ اور بے پردگی کی گئی سب حرام اور سخت حرام اور ظلم شدید تھا، ایسا کرنے والے حق العبد میں گرفتار ہیں اور اللہ و رسول ان سے ناراض ہیں جل و علاؤ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بالغ مرد کے لیے کفایت کچھ شرط نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۴: از رامہ تحصیل گوجر خاں ضلع راوالپنڈی ڈاکخانہ جاتلی مسئلہ محمد جی ۲۷ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مدعی کے تین شاہد شہادت دیتے ہیں کہ والد دختر نابالغہ نے سفر سے ایک خط اپنے بھائی کو لکھا کہ میری دختر نابالغہ فرحان بی بی کاناتا پانکاح جس جگہ تمھاری مرضی ہو کر دو، ہم لوگ اس کاغذ کے سامعین ہیں، بعدہ اس وکیل والد کے ایک لڑکے نابالغ مسی کسٹر کہ جس کا کوئی عصبہ زندہ نہیں ہے کنایہ نکاح کے طور پر کر دیا تھا اور لڑکے معلوم کی طرف سے اس کے ماموں نے اس کے لیے قبول کر لیا ہے اور ہم نے یہ نکاح ہی سمجھا ہے، یہ تقریر شاہدین مدعی کی تمامہ ہے، اب والد دختر معلومہ کا سفر سے بالکل منکر ہے اور گواہ اس کے بھی منکر ہیں، تقریر بالا سے، یا کہتے ہیں کہ نانا ہوا ہے نہ نکاح حالانکہ وکیل فوت ہو گیا اور کاغذ بھی گم ہو گیا ہے۔ قیمت کاغذ دی جائے گی، بینوا تو جروا۔

الجواب:

بات صاف لکھئے ایجاب کس نے کیا، قبول کس نے کیا، ایجاب کے کیا لفظ تھے، قبول کے کیا لفظ تھے، لڑکی کا چچا جس کو اس کے باپ نے وکیل کیا تھا اس نے خود پڑھایا تھا یا کسی سے پڑھوایا تھا کسی نے بطور خود پڑھا دیا تھا اور وہ وکیل والد اس جلسے میں موجود تھا یا نہ تھا، اور جب والد لڑکے کا موجود تھا تو لڑکے کی طرف سے ماموں نے قبول کیوں کیا، والد پسر کے کہنے سے یا بطور خود، اور والد پسر نے اس پر کیا کہا، اور جب وہ الفاظ کنایہ تھے تو ان لوگوں نے کس قرینہ سے نکاح ہونا سمجھا اور دختر کا والد کس بات سے منکر ہے اس وکیل کرنے سے یا نکاح ہونے سے، اور وہ خط ڈاک میں آیا تھا یا آدمی کے ہاتھ، اور یہ جو مدعی کے تین گواہ ہیں ان کے سامنے پڑھا گیا یا ان کے سامنے والد دختر نے لکھا تھا، اور یہ گواہ ثقہ پر ہیز گار ہیں یا کیسے، ان سب باتوں کے مفصل جواب آنے پر جواب ہو سکے گا، قیمت کا غد کی نسبت پہلے آپ کو لکھ دیا گیا کہ فتویٰ اللہ کے لیے دیا جاتا ہے بچا نہیں جاتا۔ آئندہ کبھی یہ لفظ نہ لکھئے۔ فقط

مسئلہ ۶۵: از رامہ تحصیل گوجر خاں ضلع روالپنڈی ڈاکخانہ جاتلی مرسلہ محمد جی صاحب ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۳۹ھ

باپ نے برادر کو خط لکھا کہ میری دختر نابالغہ کا ناتا یا نکاح جہاں تمہاری مرضی ہو کر دو، مکتوب الیہ نے باجائز باپ کے ایک جگہ اس نابالغہ کا نکاح کر دیا، ایجاب کے لفظ یہ ہیں "دختر معلومہ فلاں لڑکے کو میں نے دی ہے" اور نابالغ لڑکے کی جانب سے قبول اس کے ماموں نے کیا ہے اور تین گواہ کہتے ہیں کہ وہ خط ہم نے خود سنا ہے کہ باپ نے برادر کو اجازت نکاح دختر نابالغہ معلومہ دی ہے اور ہم نے مجلس میں ذکر نکاح کا سنا ہے اور نکاح کے وقت باپ سفر میں تھا اور خط بھی گم ہو گیا ہے اور بعد نکاح چند روز بعد مکتوب الیہ فوت ہو گیا، اب باپ سفر سے آیا وہ کہتا ہے میں نے برادر کو کوئی اجازت نہیں دی اور اس کے گواہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات بالکل نہیں ہوئی لیکن یہ گواہ باپ کے بہت فاسق ہیں اور تین گواہ جو بالا مذکور ہیں وہ فاسق نہیں ہیں،

الجواب:

جبکہ باپ اس خط کے لکھنے سے منکر ہے تو اسے کسی شہادت کی حاجت نہیں، شہادت اس کی ہونا چاہئے تھی کہ ہمارے سامنے اس نے یہ خط لکھا ہے اس پر کوئی شہادت نہیں، گواہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے خط سنا یہ شہادت کچھ معتبر نہیں لہذا اجازت دینا ثابت نہیں، باپ کے انکار سے وہ نکاح باطل ہو گیا جبکہ وہ حلف سے کہہ دے کہ وہ خط میں نے نہ لکھا تھا نہ میں نے بھائی کو اجازت دی تھی لان الخط یشبہ الخط ولا حجة الا البینة والاقرار والنکول (کیونکہ خط، خط کے مشابہ ہوتا ہے، گواہی، اقرار اور قسم سے انکار کے علاوہ کوئی حجت نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۲۶۶: از بنارس محلہ پتر کندہ مرسلہ جناب مولانا مولوی عبدالحمید صاحب پانی پتی زید کرمہ ۲۷ شعبان ۱۳۳۸ھ
علمائے دین ان مسائل میں کیا فرماتے ہیں:

(۱) نابالغ لڑکے اور لڑکی سے ایجاب و قبول کرانے سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟
(۲) یہاں دستور ہے کہ نکاح خواں نابالغ کے باپ یا کسی اور ولی سے اجازت لے کر دو گواہوں کے ساتھ نابالغہ دلہن کے پاس آتے ہیں اور اس کو کلمہ شہادت و آمنت باللہ پڑھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح بعوض عد ۸۱ مہر کے فلاں لڑکے مسٹی فلاں سے ہوتا ہے تم نے قبول کیا کہو ہاں قبول کیا، اسی طرح تین بار کہلاتے ہیں اس کے بعد نابالغ دو لہا کے پاس آتے ہیں اور وہی سب کلمات پڑھا کر کہتے ہیں کہ فلاں کی لڑکی مسماۃ فلاں بعوض عد ۸۱ مہر کے تمہارے نکاح میں آتی ہے تم نے قبول کیا، کہو ہاں قبول کیا۔ اسی طرح تین بار کہتے ہیں غرض دونوں جانب قبولیت ہوتی ہے ایجاب کا پتا نہیں، شرعاً یہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور اس مجلس میں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دلہن یا دو لہا نابالغان کے وہ سب یا اور ولی موجود نہیں رہتے بلکہ وہ اپنے اور کاموں میں مشغول رہتے ہیں اس طریقہ میں شرعاً جو خرابی اور نقص ہو اس کی تصریح فرمائیں، اور شرعاً جو طریقہ نکاح مسنون ہو ارشاد فرمائیں۔

(۳) اگر ولی خطبہ مسنون نہ پڑھنے یا صرف ایجاب و قبول کرنے پر قادر ہو تو غیر سے ایجاب و قبول کرانا کیسا ہے؟

(۴) نکاح خواں کو اجرت لینا اور دینا کیسا ہے؟

(۵) اگر اجرت نکاح اپنے مصرف میں نہ لائے بلکہ مسجد کے تیل اور چٹائی میں صرف کرے تو جائز ہے یا نہیں؟
(۶) نوشہ کے سر پر پگڑی رکھنے کے واسطے اس کے پھوپھیا یا بہنوئی کو بلاتے ہیں جب تک یہ نہیں آتے دوسرا پگڑی نہیں رکھ سکتے، جب یہ آتے ہیں تو بغیر دس پانچ روپے لیے نہیں رکھتے، جب کم ہوتا ہے تو لینے پر انکار اور زیادتی پر اصرار کرتے ہیں، جب حسب مرضی پالیتے ہیں تو رکھ دیتے ہیں، اور بعض پھوپھا داماد قبل لینے کے رکھ دیتے ہیں، اس کے بعد جو ملا لے لیا، اور بعض کچھ اصرار کر کے اور زیادہ لیتے ہیں آیا شرعاً لینا دینا کیسا ہے؟ اور اس کو ضروری حق سمجھنا اور اس پر اہتمام و اصرار کرنا کیسا ہے؟

(۷) شرعاً ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی مدت کے روز تک ہے؟

(الف) پہلے دعوت کرنا پھر بارات اور رخصتی کر کے دلہن لانا یہ ولیمہ ہے یا نہیں؟

(ب) نابالغ کی رخصتی کے بعد چونکہ زفاف نہیں ہوتا تو بعد دلہن لانے کے دعوت کرنا ولیمہ مسنون ہے

یا نہیں؟

(ج) اگر ولیمہ بارادہ سنت نہ کرے بلکہ خیال نام آوری و برادری سے سرخ روئی مقصود ہو اور یہ کہتا رہے کہ چونکہ دس دفعہ بھائی لوگ کے یہاں کھائے ہیں لہذا برادری کو کھلانا ضرور ہے چاہے ہمارے پاس ہو یا نہ ہو، یہ دعوت کیسی ہے؟ اور مستطیع غیر مستطیع دونوں کا حکم فرمائے۔

الجواب:

(۱) نابالغ لڑکے اور لڑکی جن کا تلفظ کلام سمجھا جائے اور وہ الفاظ و معنی کا قصد کر سکیں ان کا ایجاب و قبول خود ہو یا دوسرے کی تلقین سے صحیح ہے، پھر اگر باجائز ولی ہے نافذ بھی ہے ورنہ اجازت ولی پر موقوف جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۲) اس کا جواب جواب سوال اول میں آگیا اور ان عقود میں جو کلام پہلے ہے وہ ایجاب ہے اگرچہ بلفظ قبول ہو اور جو بعد کو ہو وہ قبول، اور جب باذن ولی ہو تو ولی کا وہاں موجود ہونا ضروری نہیں، اور بلا اذن ہو تو اس کی اجازت پر موقوف رہے گا، اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولیاء خود ایجاب و قبول کریں یا ان کی اجازت سے ان کے وکیل نابالغوں سے کہلوانے کی کوئی حاجت نہیں۔

(۳) کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) جب جائز ہے تو مسجد میں دینا اور بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) یہ ایک مختصر رسم ہے، اسے ضروری سمجھنا ناجائز، اور اگر اصرار حد ناگواری تک ہو تو حرام ورنہ آپس کے معاملات ہیں جن پر شرع سے منع وارد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) شب زفاف کی صبح کو احباب کی دعوت ولیمہ ہے، رخصت سے پہلے جو دعوت کی جائے ولیمہ نہیں، یونہی بعد رخصت قبل زفاف اور ریا و ناموری کے قصد سے جو کچھ ہو حرام ہے۔ اور جہاں اسے قرض سمجھتے ہیں وہاں قرض اتارنے کی نیت میں حرج نہیں اگرچہ ابتداءً یہ نیت محمود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۳: از سلطان پورہ ہکراسٹیٹ مسئلہ مرتضیٰ خاں پی سارجنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس آفس ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید قاضی ہے مگر وکالت کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

وکالت کا پیشہ جس طرح آج کل رائج ہے شرعاً حرام ہے۔ ایسے شخص کو قاضی کرنے کی اجازت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۴: از سلطان پور (اودھ) محلہ پر تاب گنج مرسلہ حافظ عبدالغنی صاحب ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ
زید نے پسر بکر سے اپنی لڑکی کا نکاح بموجودگی خود کیا اور ہندہ کئی بار اپنی سسرال بھی گئی پھر مناصت کی وجہ سے رخصتی
تین سال سے بند کر دی، ہندہ اپنے والد زید کی وجہ سے مجبور ہے، اب زید نے ایک دغوی فسخ نکاح کا اپنی لڑکی کے نام دائر
کیا ہے کہ میرا نکاح نابالغی کی حالت میں ہوا، زید کا بیان ہے کہ لڑکی کا نکاح میری عدم موجودگی میں ہوا ہے کیونکہ میں
شادی کا سامان مہیا کر کے کسی ضرورت سے ہفتہ عشرہ کے لیے کسی دوسرے شہر کو چلا گیا تھا بی بی نے میری بے اجازت
نکاح کر دیا اس کچھری میں زید نیز اہل محلہ نے حلف اٹھایا حالانکہ دعویٰ اس بنا پر خارج ہو گیا کہ بکر کے وکلانے اس بات کو
ثابت کر دیا کہ زید خود موجود تھا اور زید کی اجازت سے قاضی نے نکاح پڑھایا، لہذا زید و معین زید کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور
ایسے جھوٹے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:

حدیث میں ہے:

شاهد الزور لا تزول قدماء حتی یوجب اللہ لہ النار ^۱ ۔	جھوٹا گواہ وہاں سے اپنے پاؤں ہٹانے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دیتا ہے۔

گواہوں کا تو یہ حال ہے، اور زید پر ان سب کے برابر وبال ہے کہ وہی ان کو جھوٹی شہادت پر باعث ہوا، پھر انھوں نے
عورت کو شوہر سے جدا کرنا اور غیر منکوحہ ٹھہرانا چاہا، یہ دوسرا کبیرہ ہے، غرض یہ سب لوگ فاسق معین ہیں ان کو امام
بنا نا گناہ، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ۔ اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۵: مسئلہ سید ایوب علی صاحب ساکن بریلی محلہ بہاری پور کسگران
جو شخص وہابیہ سے میل جول اور باہمی شادی بیاہ رکھتا ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ وہابی ہے اس کے یہاں شادی بیاہ کر سکتے
ہیں جبکہ یہ معلوم ہے کہ وہابیہ سے اس کا میل جول ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب:

وہابیہ سے میل جول رکھنے والا ضرور وہابی ہے کہ وہابیہ کو گمراہ بد دین نہیں جانتا تو خود گمراہ بد دین ہے اور اس کے ساتھ
مناکت ہو ہی نہیں سکتی، اور اگر ان کو گمراہ بد دین جانتا اور کہتا ہے پھر بھی ان سے میل جول رکھتا ہے تو سخت فاسق
بیباک ہے اس کی مناکت سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ تاریخ بغداد محمد بن عیسیٰ دار الکتب العربی بیروت ۴/۲۰۳، سنن ابن ماجہ باب شہادت الزور ص. تاریخ کبیر باب ف/۲۰۸

مسئلہ ۷۶: از موضع میرکلی پور ڈاکخانہ لاہور پور ضلع سیتا پور مسئلہ محمد حسین طالب علم ۱۱ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے شادی کا پیام دیا اور اس میں یہ اظہار کیا کہ لڑکا لہر پور کا ہے وہ لڑکا قصبہ ہرگام پور کا نکلا، مزید بریں نوشہ کے تعین علم میں اختلاف رہا۔ لڑکی تو کہتی ہے کہ میرا نکاح عبدالرحمن بن کلو کے ساتھ پڑھا گیا اور قاضی کا بھی یہی قول ہے مگر گواہ لعل محمد بن منوں بتلاتے ہیں اور وکیل لعل محمد بن کلو کا مدعی ہے اور وہ لڑکا جو نوشہ بن کر آیا تھا دراصل ہرگام کا تھا اور اس کا نام لعل محمد بن منوں تھا۔ اس صورت میں نکاح کس کے ساتھ ہوا اور اس میں شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

رائج یوں ہے کہ عورت اس کے ولی سے اذن لے کر دولہا سے خطاب کرتے ہیں کہ فلاں کی فلاں لڑکی اتنے مہر پر تیرے نکاح میں دی، وہ کہتا ہے میں نے قبول کی، اس صورت میں جس سے خطاب کیا گیا اور اس نے قبول کیا، اسی کے ساتھ نکاح ہوا، کہیں کا رہنے والا ہو اور اس کا کچھ بھی نام ہو۔ پھر اگر بالغ عورت یا نابالغ کے ولی نے اسی کے لیے اجازت دی تھی جب تو یہ نکاح نافذ ہو گیا اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو ورنہ فضولی کا نکاح ہوا عورت یا اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر جائز کیا جائے جائز ہو گیا، رد کیا جائے باطل ہو گیا، یہ تو نکاح ہونے نہ ہونے کا حکم ہے، رہا یہ کہ نکاح ہوا اور مرد نے دغوی کیا کہ میرے ساتھ اس کا نکاح ہوا اور اس عورت کے وکیل اور گواہوں کے بیان میں اختلاف ہوا، کسی نے کسی کے ساتھ نکاح ہونا بیان کیا اور دوسرے نے کسی کے ساتھ، اگر دو گواہ شرعی عادل قابل قبول دغوی مدعی کے مطابق گواہی دے دیں ڈگری کر دیا جائے گا عورت و وکیل کچھ کہا کریں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۷: از نوشہرہ تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازی خاں مسئلہ عبدالغفور صاحب ۱۲ محرم ۱۳۳۹ھ
ایک شخص کہتا ہے کہ میری اپنی عورت کے ساتھ تن بخشی ہے۔ آیا شرعاً تن بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا نکاح؟ بینوا تو جروا

الجواب:

تن بخشی پر قناعت صریح زنا ہے اگر اسے حلال جانے تو کافر،

انما کان ذلک من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قال تعالیٰ خَالِصَةً لِّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ^۱ - و اللہ تعالیٰ اعلم	یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ خاص آپ کے لیے ہے مومنین کے لیے نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

دوسرا مسئلہ ۷۸:

ایک شخص نے دعائے خیر جلسہ میں کہہ دی کہ میں نے لڑکی اپنی اس شخص مثلاً زید کو دی، بعدہ وہ یعنی باپ لڑکی کا مرگیا اس کے وارثان نے اس لڑکی کا عقد نکاح دوسرے شخص کو کر دیا، آیا دعائے خیر جائز ہے یا وارثان کا نکاح جائز ہے؟

الجواب:

دعائے خیر سے اگر وعدہ سمجھا جاتا ہے تو وارثوں نے جو یہ نکاح کیا، جائز ہے۔ اور اگر اسی وقت نکاح کر دینا مقصود ہوتا ہے اور زید نے اس جلسہ میں قبول کیا اور دو گواہوں نے معائنہ اور نکاح ہونا سمجھا تو نکاح ہو گیا تھا، دوسرا نکاح باطل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۹ تا ۸۰: از رامہ تحصیل گوجر خاں ضلع راولپنڈی ڈاکخانہ جاتلی مسئلہ تاج محمود صاحب ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین زید کے بارے میں تین افراد شہادت دیتے ہیں کہ مدعی علیہ نے والد لڑکے کو بولا ہے کہ میں نے اپنی دختر نابالغہ فلانی تمہارے فلانے لڑکے کو دے دی ہے اس نے قبول لڑکے معلوم کے لیے کر لی ہے اور اس مجلس میں نہ نکاح کا ذکر ہوا نہ خطبہ پڑھا گیا نہ ذکر مہر کا ہوا، اس کے علاوہ مدعی علیہ بھی کہتا ہے کہ میں نے ارادہ ناطہ کا کیا ہے نہ نکاح کا، اب یہ نکاح ہوگا یا خطبہ یا ناطہ؟

(۲) قرینہ نکاح کا خطبہ اور ذکر مہر کا ہر دو ہوویں گے یا فہم شہود نکاح کا فقط کافی ہوگا یا نیت ولی دختر پر ہے؟

الجواب:

(۱) خطبہ پڑھا جانا یا ذکر مہر ہونا کچھ شرط نکاح نہیں، وہ مجلس اگر عقد کے لیے تھی عقد ہو گیا اور اگر مجلس وعدہ تھی اور حاضرین نے اسے وعدہ ہی سمجھا تو وعدہ ہوا نکاح نہ ہوا۔

فی الدر المختار ان المجلس للوعد فوعد وللعقد فعقد ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	در مختار میں ہے کہ اگر یہ مجلس وعدہ (مگنی) کے لیے ہے مگنی ہے اور مجلس نکاح ہے تو نکاح ہوگا۔ (ت)

(۲) نکاح بالفاظ صریحہ میں نیت شرط نہیں، الفاظ ایجاب و قبول ہونا اور دو شاہدوں کا سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے کافی ہے۔ ذکر مہر نہ ضرور نہ قرینہ، اور خطبہ اگرچہ ضروری نہیں مگر قرینہ نکاح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ در مختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۵۱ھ

مسئلہ ۸۱: از پندی گھیب ڈاک خانہ خاص ضلع انک مسئلہ مولوی غلام محی الدین امام و مدرس جامع مسجد ۲۰ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت عاقلہ بالغہ لبعض غیر تعلقد اروں یا کہ ان ذوی الارحاموں (جن کا ولایت نکاح میں کوئی حق نہیں) کے ورغلانے بہکانے پر کچہری میں جا کر درخواست پیش کرے کہ میں جوان ہوں اور اپنے حسب منشاء نکاح کرنا چاہتی ہوں اور میرے والی مثلاً باپ یا کہ بھائی یا کہ دیگر عصبوں سے مجھے روکتے ہیں سرکار کو اطلاع دیتی ہوں کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں جہاں طبیعت ہو نکاح کرالوں، والیوں کی رکاوٹ مجھے نہ ہو، اور کچہری گورنمنٹ اسے اجازت دے دے اور وہ جہاں چاہے نکاح کرالیوے، والی خوش ہوں یا ناراض، اگر اسی موقعہ پر ان ورغلانے والوں اور ذوی الارحاموں کو کوئی مولوی لکھے میاں! یہ تمہارا نکاح اچھا نہ ہوگا باپ یا دیگر والی کو تم ضرور مجلس نکاح میں بلاؤ تو وہ کہیں کہ لڑکی عاقلہ بالغہ جوانہ خود مختار ہے کسی والی کا کوئی ایک ذرہ تک تعلق نہیں ہم ابھی کرتے ہیں، پھر جس مولوی نے توڑا تو دیکھا جائے گا مولوی کیا کرے گا جب کچہری نے اجازت دے دی۔

الجواب:

یہ حالت غالباً اس صورت میں ہوتی ہے کہ عورت جس سے نکاح کرنا چاہتی ہے وہ غیر کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم کہ اس سے اولیائے زن کے لیے باعث ننگ و عار ہو، ایسا نہ ہو تو اس درجہ بے حیائی کیوں اختیار کرے اور اس صورت میں نکاح باطل محض ہے، جب تک ولی پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر بالتصریح اجازت نہ دے۔ در مختار میں ہے:

(ویفتی) فی غیر الکفو (بعدم جوازہ اصلاً) وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان ^۱ ۔	غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا اور یہی فتویٰ کے لیے مختار ہے کیونکہ زمانہ میں فساد برپا ہو چکا ہے۔ (ت)

اولیاء پر لازم ہے کہ جب کفو پائیں تزویج میں جلدی کریں کہ ایسے واقع سے ننگ و بے حیائی کا دروازہ نہ کھلے۔ حدیث میں ہے:

یا علی! لا تؤخر ثلاثة الصلوة اذا حانت و الجنابة اذا حضرت والايم اذا وجدت	اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو نماز میں جب وقت ہو جائے، جنابہ میں جب حاضر

^۱ در مختار کتاب النکاح باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

لہا کفو ^۱ ۔	ہو جائے، اور غیر شادی شدہ لڑکی کے نکاح میں جب اس کا کفو مل جائے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲: شیخ سلامت اللہ قصبہ تلسر محلہ عمر پور ضلع شاہجہان پور پارچہ فروش ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی کی کتنی عمر تک نکاح ناجائز ہوتا ہے اور کتنی عمر ہو تو جائز ہوتا ہے؟

الجواب:

نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں، اگر اسی وقت کے پیدا ہوئے بچے کا نکاح اس کا ولی کر دے گا نکاح ہو جائے گا، ہاں پیٹ کے بچے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

اذلا ولاية على الجنين لاحد كفا في غمز العيون۔	کیونکہ پیٹ میں بچے پر کسی کو ولایت نہیں، جیسا کہ غمز العیون میں ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۳: مسئلہ عبدالعزیز صاحب از شہر محلہ کٹکویاں ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکیاں تو ام اس صورت سے پیدا ہوئیں کہ دونوں کے کولہوں کی ہڈیاں جڑی ہوئی تھیں اگر وہ ہڈی کاٹ دی جائے تو ان کے مر جانے کا خوف تھا، اب دونوں جوان ہوئیں ان کی شادی کس طرح کی جاسکتی ہے؟ بینواتوجروا

الجواب:

جھوٹ اور بے اصل بات قائم کر کے شریعت کو تکلیف دینی سخت بیہودگی ہوتی ہے کیا سائل ان لڑکیوں کو پیش کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۴: از موضع دیور نیا ضلع بریلی مسئلہ عنایت حسین صاحب ۲۹ شعبان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون نکاح خوانی جائز ہے یا نہیں، واجد علی خاں کی لڑکی نام اس کا تم کو معلوم ہے، بالعوض مہر موجد مبلغ دو سو روپیہ سکھ انگریزی کے بوکالت فلاں اور شہادت فلاں علاوہ نان نفقہ کے بیچ عقد نکاح تمہارے کے دی گئی تم کو قبول ہے؟ قبول کیا میں نے۔

الجواب:

جائز ہے جبکہ واجد علی خاں معروف ہو یعنی حاضرین سے دو گواہ پہچانیں کہ فلاں شخص ہے ورنہ اس کے

^۱ السنن الکبریٰ للبیہقی باب اعتبار الکفاءة دار صادر بیروت ۱۳۳/۷

^۲ غمز عیون البصائر للحموی علی الاشباہ والنظائر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۶۰۴/۲

باپ دادا کا بھی نام لیا جائے اور بوکالت فلاں وشہادت اور علاوہ نان ونفقہ کے کہنا ایک زائد بات ہے جس کی حاجت نہیں، اور "دی گئی" کی جگہ "دی میں نے" کہے، اور وہ کہے جو نابالغہ کا ولی یا ولی کا وکیل یا بالغہ کا وکیل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۵ تا ۸۶: مسئلہ جناب مولوی انوار الحق صاحب تحصیل چوئیاں ضلع لاہور بروز یک شنبہ بتاریخ ۱۰ رجب الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ہندہ کے باپ کے چچا کا بیٹا جو ہندہ مذکورہ کا ولی تھا وہ چوئیاں میں رہتا تھا اور اس کی والدہ نے اس مقام سے سات کوس کے فاصلہ پر ولی مذکور کی عدم موجودگی میں ہندہ کا نکاح پڑھا دیا اب جب ولی مذکور نے اپنی ناراضگی ظاہر کی تو نکاح والدہ کی اجازت سے جو ہوا تھا وہ کس واسطے باطل ٹھہرا حالانکہ درمختار کی اختیار کردہ عبارت کے بعد لکھا تھا کہ:

واختار فی الملتقی مالم ينظر الكفو الخاطب جوابه واعتمده الباقانی ونقل ابن الكمال ان الفتوى عليه	ولی بعد کا نکاح جائز ہوگا جب کفو والا رشتہ ولی اقرب کے جواب کا انتظار کرے، یہ صاحب ملتقی کا مختار اس پر باقانی نے اعتماد کیا ہے، ابن الکمال نے نقل کیا کہ فتویٰ اس پر ہے۔
1-	(ت)

اور صاحب بزاز یہ نے اسی قول کو اقرب الی الفقہ کہا ہے، اور ردالمحتار میں ذخیرہ سے ہے کہ:

هو الاصح في البحر عن المجتبى والبسوط انه الاصح في النهاية واختاره اكثر المشائخ وصححه ابن الفضل ² انتهى۔	یہی اصح ہے اور بحر میں مجتبئی اور مبسوط سے منقول ہے کہ یہی اصح ہے، اور نہایت میں ہے کہ اکثر مشائخ نے اس کو اپنایا ہے اور ابن الفضل نے اس کی تصحیح کی ہے۔ انتہی۔
	(ت)

اتنی عبارتوں سے جب معلوم ہوتا ہے کہ ولی عصبہ اقرب کی غیبت میں ولی بعید کو نکاح پڑھانے کا اختیار ہے تو والدہ کا نکاح کیا ہوا کس واسطے سے باطل کیا گیا فقط

(۲) مجلس خطبہ میں ناکح نے روبرو گواہان کے ہندہ کے باپ عمرو کو کہا کہ تو نے اپنی لڑکی بکر کے لڑکے

¹ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۳۱ھ

² ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۱۵

زید کو دی اس نے کہا "دی" پھر بکر کو کہا کہ تو نے عمرو کی لڑکی ہندہ اپنے لڑکے زید کے واسطے قبول کی، اس نے کہا "قبول کی" یا حضرت اس ایجاب اور قبول سے ہندہ کا نکاح ہوا یا کہ نکاح کا وعدہ ہوا؟

الجواب

(۱) فی الواقع اقوال اس میں مختلف ہیں اور تصحیحیں بھی مختلف اور اصح التصحیحین یہی ہے جو در مختار میں ہے مگر در مختار کا یہ مطلب نہیں کہ سات کوس کے فاصلہ پر مالم یمنظر الکفو الخاطب صادق آجائے تفقہ فقط کتاب سے عبارت دیکھ لینے اور لفظی ترجمہ سمجھ لینے کا نام نہیں بلکہ مقصد شرع کا ادراک اور احوال بلاد و عباد پر نظر رکن اعظم تفقہ ہے، اسی در مختار میں ہے:

من لم یکن عالمًا اهل زمانہ فہو جاہل ^۱ ۔	جو اپنے زمانہ والوں کے حالات نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔ (ت)

ہمارے بلاد میں نکاح ابار کی حالت معلوم ہے مہینوں پیام سلام رہتے ہیں اگر بیٹی والوں کی مرضی بھی ہو تو جلد قبول کر دینے کو عیب جانتے ہیں یہ ان کے یہاں مثل دائر و سائر ہے کہ بیٹی کا معاملہ کچھ بازار کا سودا نہیں ابھی نہ جو تیاں ٹوٹیں نہ چادریں پھٹیں ابھی سے اقبال کر دیا جائے اور ایسا تو کوئی بھی کفو مخاطب نہیں کہ ولی اقرب سات کوس پر بیٹھا ہے اور وہ اس سے اجازت لینے تک کا انتظار نہ کرے ہاں یہ وہی کرے گا جسے معلوم ہو گا کہ ولی اقرب اس پر رضائے دے گا ایسی تعجیل معتبر کر لینے میں ولایت قربے کا ابطال اور حکم شرع کا نقض ہے بلکہ عند الانصاف یہ روایت مفتی بہا تو روایت مسافت قصر سے بھی تنگ تر ہے ریل نے مسافت قصر کو گھٹنے کی مسافت کر دیا کون سا مخاطب ہے کہ اتنی دیر کا انتظار نہ کرے گا وبقیۃ التفصیل فی فتاویٰ الفقیر (باقی تفصیل فقیر کے فتاویٰ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر وہ مجلس وعدہ کی تھی اور وعدہ ہی مفہوم ہوا تو وعدہ ہی ہوا نہ کہ نکاح، ورنہ نکاح۔

قال هل اعطيتنيها قال نعم ان المجلس للوعد فوعد وان للعقد فعقد ^۲ در مختار وغیرہ۔	اگر کہا کہ تو نے مجھے لڑکی دی تو جواب میں ہاں کہا تو یہ بات مجلس وعدہ میں وعدہ اور مجلس نکاح میں نکاح ہوگی، در مختار وغیرہ (ت)

اس کی بنا وہاں کے رواج و مستفہم عرف پر ہے کہا اشرنا الیہ (جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ در مختار باب الوتر والنوافل مطبع مجتبائی دہلی ۳۱۵/۲

^۲ در مختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۵/۱

مسئلہ ۸۷: مسئلہ لال محمد خیاط از پھپھوند اثاودہ بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا۔ پھر اسی مرد نے اسی عورت کے ساتھ بحالت حمل نکاح کیا، بعد نکاح اس کے ساتھ مباشرت کی، اس صورت میں نکاح رہا یا نہیں؟
بینواتوجروا۔

الجواب:

اگر وہ عورت بے شوہر تھی یا شوہر مر گیا یا طلاق دے دی تھی اور یہ حمل شوہر کا شرعاً نہیں قرار پاسکتا تھا یعنی اس کی موت اور طلاق دوسرے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو ان سب صورتوں میں نکاح صحیح ہو گیا، پھر اگر وہ حمل اسی زانی کا تھا تو اسے بعد نکاح پاس جانا بھی جائز تھا، اور دوسرے کا تھا تو نہیں، بہر حال اس مباشرت سے نکاح میں کوئی خلل نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۸۸: از ضلع چچہرہ سارن ڈاکخانہ حدائی باغ بازار موضع چکدارہ مسئلہ شاہ حبیب احمد صاحب بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے خالد کو مع دو شاہد کے وکیل معین چند اشخاص کے مقابلہ اجازت دی کہ میری لڑکی جو فلاں نام کی ہے اس کا نکاح ولید سے دس ہزار روپیہ اور دو دینار سرخ پر کر دو، اب وکیل معین وقت ایجاب بجائے دس ہزار روپیہ کے دس ہزار درہم کا الفاظ زبان پر لایا۔ شاہد نے روکا کہ چھوڑو روپیہ کہو۔ وکیل معین نے یہ کہا کہ درہم روپے کو کہتے ہیں اور دینار اشرفی، یہاں پر درہم دو دینار دونوں جمع ہے، لہذا اہل زبان کے نزدیک مستعمل روپیہ و اشرفی ہے، اس پر شاہدان و اہل مجلس تمام ساکت رہے اور وکیل معین نے بایں الفاظ ایجاب و قبول کرایا کہ بنت فلاں بعوض مہر دس ہزار درہم سکہ رائج الوقت اور دو دینار سرخ تمھاری زوجیت میں دیا تم نے قبول کیا، تین مرتبہ ایجاب و قبول کرا کے زبان سے کہہ دیا کہ تم کو کئی بیشی کرنے کی مجاز و حق نہیں ہے۔ درہم سے دس ہزار روپیہ مراد ہے اور سکہ کی دوسری قید ہے جو اس وقت کا روپیہ ہے جو رائج ہے، اگر اس کے خلاف وکیل معین کرے گا تو اس کے نزدیک نکاح باطل ہوگا، اب فریق ثانی دوسرے روز معہ نوشہ و ہم جلس اس کے و فریق اول میں یہ قصہ ہے کہ کتاب دیکھی جاتی ہے کہ لغت میں درہم کے معنی پیسہ ہے لہذا دوسو روپے سے بھی کم پر نکاح ہوا، اور کوئی جہلا فریقین یہ کہتا ہے کہ نکاح باطل ہوا، بیان فرمائیے اجر و ثواب پائیے، فقط۔

الجواب:

نکاح صحیح ہو گیا اور دس ہزار روپیہ اور دو دینار مہر ہوا، درہم پیسہ کو نہیں کہتے روپیہ ہی کو کہتے ہیں، ہاں

اگر اسے مطلق رکھتا تو درہم شرعی کا احتمال ہوتا جس کا وزن ۳ ماشے ایک رتی ۵/۱۱ رتی کا ہے اب کہ اس نے سکہ رائج الوقت کہہ دیا احتمال قطع ہو گیا اور یقیناً یہی روپیہ مراد رہا جو سو اگیارہ ماشہ کا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۹: از مقام سپیری علاقہ راجہ ضلع بریلی تحصیل آنولہ تھانہ سرولی روز چہار شنبہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ مسئلہ نمبر خاں صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص کسی عورت خواہ باہر کی پھرنے والی یا طوائف سے نکاح کر لے تو وہ جائز یا ناجائز؟ اور بعد نکاح کے بے پردہ عورت باہر جاوے تو نکاح رہا یا نہیں؟ یا اس فعل پر اس کو طلاق دے دے اور مہر ادا کر دے تو پھر کوئی حق اس کا ذمہ زوج کے رہا یا نہیں؟ اور نکاح میں ایجاب و قبول باہم کر لے اور گواہ وکیل نہ ہو تو نکاح جائز یا ناجائز؟ اگر بعد نکاح اس عورت کا فعل ناجائز عرصہ ایک یا دو یوم کے معلوم ہو تو زوج اس کو طلاق دے دے اور مہر ادا کرے تو طلاق ہو جاوے گی یا نہیں؟ اور بروقت نکاح تعداد مہر کم از کم کتنی ہونی چاہئے؟

الجواب:

نکاح زن بے پردہ و بازاری سے بھی جائز ہے اور عورت کے بے پردہ نکلنے سے نکاح نہیں جاتا اور بعد طلاق مہر دینا لازم ہوتا ہے اور عدت تک کا نفقہ، پھر عورت کا کوئی حق مرد پر نہیں رہتا۔ نکاح میں وکیل کی ضرورت نہیں۔ نہ ایسے دو شخصوں کی ضرورت ہے جن کو گواہ سے نامزد کیا جائے، ہاں یہ ضرور ہے کہ دو مرد عاقل بالغ یا ایک مرد و دو عورتیں عاقل بالغ (اور مسلمان عورت کے نکاح میں ان دونوں تینوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے) معاً ایجاب و قبول سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، وہی لوگ شرعاً گواہ ہیں اگرچہ وہ لوگ گواہی کے لیے نامزد نہ کئے جائیں، بغیر اس کے نکاح نہیں ہو سکتا، طلاق اس دن دیں، خواہ جب دیں واقع ہو جائے گی، مہر کم از کم دس درہم بھر چاندی ہے یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے بھر، یا یہاں کے روپے سے دو روپے پونے تیرہ آنے اور ایک پیسہ کے پانچویں حصے کے برابر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۰ تا ۹۱: مسئلہ مولوی محمد اسماعیل صاحب محمود آبادی امام رسالہ پلٹن بریلی چھاؤنی ۷ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

- (۱) ماہ محرم الحرام و صفر المظفر میں نکاح کرنا منع ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟
- (۲) زید کی لڑکی (لے پالک) ربیبہ کا نکاح زید کے گئے بھائی بکر سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) نکاح کسی مہینے میں منع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۲: بروز شنبہ ۷ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ

ایک عورت کا مرد فوت ہو گیا ہے مگر اس کی عدت پوری نہیں ہوئی اس کا نکاح پڑھنا جائز ہے؟ اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت کے اندر نکاح پڑھاوے تو وہ نکاح ہوگا یا نہیں؟ اور اس نکاح پڑھانے والے کے نکاح میں کچھ فساد ہوگا یا نہیں؟ یا اس کا نکاح پڑھانے والے پیش امام کے لیے کچھ کفارہ آتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ صورت دیگر یعنی پیش امام نے ایک عورت کا نکاح عدت کے اندر پڑھا دیا اور پھر دوسرے روز اس نے دو مسلمان کے روبرو اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی خدا کے لیے معاف کرو۔ انھوں نے اس کو کہا کہ پیش امام صاحب! آپ کا خود نکاح باطل ہو گیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ اچھا میں نکاح دوبارہ چوری سے پڑھا لوں گا مگر برائے خدا مجھ کو معاف کرو آئندہ کو ایسا نہ کروں گا، مگر پھر اس کو کسی دوسرے مولوی صاحب نے کہہ دیا کہ تم کہہ دو کہ مجھ کو خبر نہ تھی میں نے بے خبری میں نکاح پڑھا دیا، تو اس کے لیے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ تو ایسے نکاح پڑھانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور جس نے اس کو ایسا جھوٹ کہنا سکھایا کہ تم کہہ دو کہ مجھ کو خبر نہ تھی، تو اس سکھانے والے کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ مجلس نکاح میں حاضر تھے ان کا نکاح درست ہے یا کچھ خلل ہوا؟ اور ایسے نکاح پڑھانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے نکاح پڑھانے والے کو کچھ کفارہ دینا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا اگر حرام جان کر پڑھایا سخت فاسق اور زنا کار کا دلال ہوا مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا، اور اگر عدت میں نکاح کو حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہو گیا، بہر حال اس کو امام بنانا جائز نہیں جب تک توبہ نہ کرے، یہی حال شریک ہونے والوں کا ہے، جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پس از عدت ہو رہا ہے اس پر کچھ الزام نہیں اور جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر تو سخت گنہ گار ہوا۔ اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا، اور جس شخص نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی وہ سخت گنہ گار ہوا، اس پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۳: مسئلہ نور احمد ٹھیکدار از مقام پبلی بھیت چندوی لکڑہ پار روز شنبہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی، دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کر لیا، ابھی عدت گزری نہیں ہے۔ آیا اس کا نکاح ہو یا نہیں؟ اگر نکاح نہیں ہوا تو تیس برس تک اس نے حرام کیا اور حرام کا مرتکب ہوا، اب ہم برادری والے اس پر جرمانہ ڈالنا چاہتے ہیں، شریعت اس میں کیا حکم لگاتی ہے اور ہم لوگ کون سی اس کو سزا دیں، جو حکم شریعت کرے اس کو ہم سزا دے دیں،

آیا اس کو برادری سے علیحدہ کر دیں یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلا دیں، اس کا حکم حضور جلد روانہ فرما دیجئے کیونکہ یہاں پر جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ فقط

الجواب:

وہ نکاح نہیں ہوا، حرام محض ہوا، ان مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں، نہ ہوں تو برادری والے ان دونوں کو قطعاً برادری سے خارج کر دیں، ان سے بول چال، میل جول۔ نشست و برخاست سب یک لخت ترک کر دیں، اس کے سوا یہاں کیا سزا ہو سکتی ہے۔ اور جبراً کھانا ڈالنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۲: مسؤلہ عبداللطیف خاں دکاندار پبلی بھیت محلہ ڈوری لال بروز یکشنبہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بیوہ جس کا ایک لڑکا تھا اس نے اپنا نکاح زید سے کیا اور جو لڑکا عورت بیوہ یعنی اب زوہ زید اپنے ہمراہی لے کر آئی تھی اس کا نام بکر ہے، زوہ زید فوت ہو گئی اور کوئی اولاد زید سے نہیں ہوئی اور نہ کوئی اولاد زید کی تھی، بکر مذکور نے اپنا نکاح کسی عورت کے ساتھ کیا جب بکر سے کوئی اولاد نہیں ہوئی بکر نے اپنی زوہ کو نکال دیا اور طلاق دے دی، بعد انقضائے مدت عدت کے زید نے اس کے ساتھ نکاح کیا، آیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جائز ہے۔ وہ اس کی بہو نہیں، کہ بکر اس کا بیٹا نہیں، اس کی زوہ کا بیٹا ہے۔

قال تعالى وَحَلَّالٌ أَبْنَاءُكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ^۱ و قال تعالى وَاجْلَلْكُمْ مَّوَرَاءَ ذُكُّكُمْ^۲۔ والله تعالى اعلم۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی بننے والیوں سے نکاح حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان مذکورہ محرمات کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۵: از شاہجہاں پور بروز شنبہ بتاریخ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم فی هذه الصورة ایہا العلماء الکرام، اول ہندہ کی نسبت اس کی رضا و رغبت سے زید کے ساتھ ہوئی پھر ہندہ کی والدہ نے اس کا نکاح بکر کے ساتھ ہندہ کو اطلاع دئے بغیر کر دیا، اور ہندہ سے یہ کہہ دیا کہ اگر تجھ سے کوئی نکاح کے متعلق دریافت کرے تو یہ کہہ دینا کہ میری ماں کو اختیار ہے۔ جب ہندہ کو اپنے

^۱ القرآن ۲۳/۴

^۲ القرآن ۲۴/۴

نکاح کی اطلاع ہوئی جو بکر کے ساتھ کیا گیا تھا تو اس نے اس کو قبول نہیں کیا اور اپنی رضامندی سے اپنا نکاح زید کے ساتھ پڑھوایا (اور اس لڑکی کے سوائے ماں اور بہنوں کے اور کوئی نہ تھا، اور عمر لڑکی کی سترہ سال کی تھی) یعنی بالغ تھی، سوال یہ ہے ان صورتوں میں ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ صحیح ہو یا زید کے ساتھ؟ فقط

الجواب:

اگر صورت واقعہ یہ ہے کہ ہندہ وقت نکاح بکر بالغ تھی اور ماں نے بے اس کی اجازت کے اس کا نکاح کیا، جس کی خبر پا کر اس نے قبول نہ کیا اور اپنا نکاح زید سے کر لیا تو نکاح بکر باطل ہو گیا، اور اگر ہندہ کے کوئی مرد داد پر داد کی اولاد کا کہ ولی نکاح ہو سکے نہیں، یا زید جس سے ہندہ بالغ نے برضائے خود نکاح کر لیا ہندہ کا کفو ہے یعنی مذہب نسب، چال چلن، پیشے وغیرہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ ہندہ کا اس سے نکاح ولی ہندہ کے لیے باعث ننگ و عار ہو یا اگر وہ کفو نہیں تو ولی نے پیش از نکاح اسے ایسا جان کر اس سے نکاح ہندہ کی صریح اجازت دے دی تو ان صورتوں میں زید کا ہندہ سے نکاح صحیح اور لازم ہو گیا، اور اگر زید مذکور کفو نہیں اور ہندہ کے ولی نے پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر صریح اجازت نہ دی تو ہندہ کا نکاح زید سے بھی باطل محض ہو اور المسائل کلھا منصوص علیہا فی الدر وغیرہ من الاسفار والغر (یہ تمام مسائل در وغیرہ کتب میں صراحۃً مذکور ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۶: از ڈاک خانہ سندیلہ حاجی محلہ متھوا ضلع ہردوئی مرسلہ محمد عبدالوکیل صاحب بروز شنبہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ کی فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ احد الفریقین سنی المذہب ہے اور دوسرا فریق شیعہ امامیہ طریقہ رکھتا ہے، کیا ان دو اشخاص کے باہم عقد مناکحت شرعاً جائز ہے؟ اور یہ کہ ان سے پیدا شدہ اولاد ثابت النسب ہے یا نہیں؟

الجواب:

نکاح اصلاً نہ ہوگا والمسألة فی الہندیۃ وغیرہا وقد فصلنا کما غیر مرۃ فی فتاؤنا (یہ مسئلہ ہندیہ وغیرہ میں ہے ہم نے کئی بار اسے اپنے فتاویٰ میں مفصل بیان کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۷: از گونا ریاست گوالیار مقصود علی گردآور بروز شنبہ بتاریخ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

بکھور واقفان طریقت و عالمان نکات شریعت پیشوائے دین احمدی و رہنمائے احکامات محمدی مدظلہ بعد آداب نیاز دست بستہ گزارش ہے کہ میں عقد تزویج سلطان احمد خاں میں عرصہ ایک سال کا ہوا آئی اس کا بھائی سلیمان خاں ۷ ماہ تک میرے والدین کے پاس رہا، اس کی بدچلنی و اوباشی سے میرے والدین نے اس سے

کہا کہ چلن اپنا سنبھالو، کاش میں ایسا چلن تمہارا خیال کرتا اپنی عورت کو تمہارے سامنے آنے کی اجازت نہ دیتا اس نے کہا میں ابھی جاؤں، والد نے کہا جاؤ سلام، وہ چلا گیا، میری والدہ کو والد نے یہ حکم دیا کہ آج سے تم جس وقت اس کا منہ دیکھو گی نکاح سے خارج سمجھنا، میرا شوہر اس کو لایا، میری والدہ نے پردہ کیا، میرے شوہر نے مجھ سے کہا میرے بھائی کو تمہارے والدین نے علیحدہ کیا میں آج سے تم کو علیحدہ کرتا ہوں، تمہارا مجھ سے کچھ واسطہ نہیں، میں روتی ہوئی اندر آئی وہ چلے گئے صبح کو کریم خاں کو شوہر کے پاس بھیجا، بلایا تو کہا میں چھوڑ چکا اب کیا واسطہ، اب اگر کعبہ بھی اس طرف ہو تو سر نہ جھکاؤں گا، گواہوں کے روبرو کہہ دیا، اس دن سے قریب چھ ماہ کے منقضی ہوئے بالکل میں متروکہ پڑی رہی، اب اس کی ہمشیرہ نے آکر اول یہ تجویز کیا کہ کسی صورت سے گھر میں لائے، پھر کہا طلاق کا قصور ہو گیا ہے اس کی تجویز اچھی طرح کر لیں گے کہ ہم اپنے دوسرے بھائی سے نکاح کر اگر طلاق دلا کر تیسرا نکاح پڑھالیں گے، کسی کو کچھ معلوم نہ ہوگا۔ یہ میں نے منظور نہیں کیا اور نوٹس زر مہر کا دیا، تو اب دعویٰ رخصت کا کرتا ہے، لہذا دست بستہ ملتی ہوں کہ میرا عقد سلطان احمد خاں سے قائم رہا یا ساقط ہوا؟ زر مہر موجد کی میں حقدار ہوں یا نہیں؟ ایام عدت میرے ختم ہو چکے ہیں یا باقی ہیں؟ میں شوہر سابقہ سے اب تعلق ازدواج سابقہ رکھوں تو جائز ہے یا نہیں؟ عند اللہ جواب باصواب سے آگاہی بخشی جائے کہ جس سے دین محمدی کے احکام میں کوئی قصور اس عاصیہ سے نہ سرزد ہو، اس کا اجر حضور کو اللہ تعالیٰ دے گا، یہ ریاست ہندوستانی ہے کوئی اس قدر لیاقت نہیں رکھتا جو شرعاً حکم دے ویسراج کا برتاؤ ہے۔

الجواب:

بیان مذکور اگر واقعی ہے تو عورت پر بائن طلاق ہو گئی اور نکاح سے نکل گئی اور تین طلاقیں نہ ہوئیں کہ حلالہ کی حاجت ہو جس کے واسطے سلیمان خاں سے نکاح ہو کر طلاق لی جائے، زن و شوہر کی اگر ایک مکان تنہا میں یک جائی ہو چکی ہے تو کل مہر واجب الادا ہو گیا اور عورت پر روز طلاق سے تین حیض کی عدت لازم ہوئی تین حیض اگر شروع ہو کر ختم ہو گئے تو عدت سے نکل گئی ورنہ ابھی نہیں، اور اگر ابھی صرف نکاح ہوا ہے اور ایک مکان میں زن و شوہر کی تنہائی نہ ہوئی تو نصف مہر ساقط ہو گیا اور نصف واجب الادا، اور عدت اصلاً نہیں، اس طلاق کے بعد عورت اگر چاہے تو سلطان احمد خاں سے دوبارہ نکاح ہو سکتا تھا، مگر وہ کلمہ جو اس نے کہا کہ اگر ادھر کعبہ بھی ہو تو سر نہ جھکاؤں گا، اسے علماء نے کلمہ کفر لکھا ہے۔ لہذا اگر وہ اب توبہ کرے اور تجدید اسلام، تو اس کا اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۸: از جناب عثمان ایوب حاجی آدم جی حاجی یعقوب صاحبان ضلع بلاسپور سی پی ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

ماقولکم ایہا العلما الحنفیون رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ اگر زید نے ایک جماعت کثیرہ کے روبرو

بکر سے اس کی دختر کو مانگا اور کہا کہ میں آپ کی دختر کو اپنے پسر کے واسطے مانگنے والا آیا ہوں اور بکر نے بھی بسمع و طاعت قبول کر لیا اور کپڑے و زیورات زید نے حاضر کئے اور قبول و تقسیم شیرینی وغیرہ کے دختر کا بھیجنا بھجانا بھی خابط کے یہاں برابر ہوتا رہا، درمیان میں کسی قدر شکر رنجی کے باعث بکر دختر موصوفہ کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے پر آمادہ ہے پس سائل سوال کرتا ہے کہ صورت مذکورۃ الصدر میں ایقاع نکاح ہوا کہ نہیں، کیا صورت بالا میں بکر دختر موصوفہ کو کسی دوسرے کے نکاح میں دے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا بال دلیل و توجروا بالاجرا الجزیل۔

الجواب:

جبکہ وہ جلسہ منگنی کا تھا نہ کہ نکاح کا تو صرف اتنے الفاظ سے کہ سوال میں مذکور ہوئے نکاح منعقد نہ ہوا، اسے دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۹: از نظام علی خاں ولد امام علی خاں پر گنہ سہسوان ضلع بدایوں بھوانی پور خورد ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ ایک شخص ہمارے یہاں بھوانی پور خورد میں پیش امام تھا اس کی بیوی انتقال کر گئی اور اس کی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا ہے جو کہ اس کی سوتیلی ساس تھی یعنی اس کی بیوی کی سگی ماں نہ تھی، اب اس کی بابت ہم کو فتویٰ کی ضرورت ہے حضور کو تکلیف دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو خوب صحیح طور سے ہم کو آگاہ کیجئے گا نکاح درست ہے کہ نادرست ہے؟ وہ کون آیت کلام پاک میں ہے کہ جس سے ناجائز ہے اور وہ کون آیت ہے کہ جس سے جائز ہے اور کون کون پارہ میں ہیں اور وہ کون کون رکوع میں ہیں؟

الجواب

زوجہ کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے کہ سوتیلی ماں ماں نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے ماسوا تمہارے لیے حلال قرار دی گئی ہیں (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِلَّا آبَاءٌ وَلَدْنَهُمْ^۱ وَقَالَ تَعَالَى وَاجْلَلْ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذُلِّكُمْ^۲ - وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَم -

^۱ القرآن ۲/۵۸

^۲ القرآن ۲۴/۴

مسئلہ ۱۰۰: مسئلہ منشی محمد حسین صاحب جے پوری از شامجہاں پور ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ توسط کنور گلندر پال سنگھ بی اے، ایل ایل بی، ڈپٹی کلکٹر

کیا فرماتے ہیں اس میں کہ زید کی نانی دو بہنیں ہیں اصلی نانی کی لڑکی تو زید کی اصلی خالہ ہوئی اس سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا، لیکن نانی کی دوسری بہن کی لڑکی سے جو زید کی رشتہ میں خالہ ہے کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

ماں کی خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے، قال تعالیٰ وَاحِلَ لَكُمْ مَسَاوِرَآءَ ذِلِّكُمْ^۱ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ان کے سوا تمہارے لیے حلال قرار دی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۱: از گیارفت باغ کوٹھی ایسری پر شاد سنگھ رئیس گیا مسئلہ مظہر الحق صاحب ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اپنے حقیقی ساڑھو (سانڈھو) کی لڑکی سے عقد و مناکحت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

ساڑھو (سانڈھو) کی لڑکی اگر سالی کے بطن سے نہیں تو اس سے نکاح مطلقاً جائز ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو، اور اگر سالی سے ہے یعنی اپنی زوجہ کی بھانجی، تو جب تک زوجہ اس کے نکاح میں ہے اس کی بھانجی سے نکاح حرام ہے، ہاں عورت کو طلاق دے دے اور عدت گزر جائے یا عورت مر جائے اس کی بھانجی سے نکاح جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲: مسئلہ مولوی عزیز الحسن صاحب قادری رضوی برکاتی پھونڈ ضلع اٹاواہ بتاریخ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے جماع بین الاختین کیا، اور اولادیں دونوں سے ہیں، پس از روئے شرع اقدس یہ اولادیں اور بیویاں جائز قرار پائیں گی یا نہیں؟ اور پانے ترکہ زید کی مستحق ہوں گی یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

اگر دونوں سے ایک ساتھ نکاح کیا دونوں حرام، اور اگر آگے پیچھے کیا تو پہلی کا نکاح بے خلل، دوسری کا

^۱ القرآن ۲۴/۴

حرام، پھر جب دوسری سے قربت کی پہلی سے قربت بھی حرام ہو گئی، جب تک اسے جدا کر کے عدت نہ گزر جائے اولادیں بہر حال عہد ولد الحرام ہیں جیسے وہ نطفہ جو حالت حیض میں ٹھہرا مگر ولد الزنا نہیں، زید کا ترکہ ان سب اولاد کو ملے گا۔ ہاں دونوں سے مکاح نکاح کیا دونوں زوجہ ورنہ کچھلی ترکہ نہ پائے گی، یہ سب اس صورت میں ہے کہ دونوں سے نکاح کیا ہو، اور اگر زوجہ نکاح میں ہے اور سالی سے زنا کیا تو زوجہ سے قربت بھی حرام نہ ہوگی، نہ اس کی اولاد ولد الحرام ہوگی، سالی سے جو بچے ہوں گے ولد الزنا ہوں گے اور زید کا ترکہ نہ پائیں گے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۳: مرسلہ میاں محمد غوث صاحب ضلع اٹک ڈاکخانہ خود بتاریخ ۵ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

لاتنکح المرأة علی عمتها والمرأة علی خالتها نسائی وغیرہ۔ بینوا تو جروا	نسائی وغیرہ میں ہے پھوپھی اور خالہ کی موجودگی میں ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔ (ت)

جواب: صریحاً نص سے پایا جاتا ہے اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَسَّاءَ ذُلُّكُمْ^۱ (الایۃ) ان مذکورہ محرمات کے ماسوا حلال ہیں۔ (ت) تو حل ثابت ہو گئی۔ اور حدیث "کلامی لایینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی"^۲ (میر اکلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اور اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ (ت) تو تطبیق کی کچھ حاجت نہ رہی، جب نا سخ ٹھہری تو حرمت اٹھ گئی حل پر حکم پایا گیا۔

الجواب:

لاتنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها ^۳	پھوپھی اور خالہ کی موجودگی میں ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔ (ت)

حدیث صحیح مشہور ہے، مع هذا وہ مخالف قرآن نہیں بلکہ آیہ کریمہ وان تجموا بین الاختین^۴ (حرام ہے

عہ: یعنی اگر ایک ساتھ نکاح کیا ہو یا آگے پیچھے مگر سب اولاد بعد جمع ہوئی ہو ورنہ وہ اولاد جو دوسری کے نکاح اور قربت سے پہلے ہوئی ولد الحرام نہیں۔ ۱۲ مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

^۱ صحیح بخاری باب لاتنکح المرأة علی عمتها قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۶/۲

^۲ القرآن ۲۴/۳

^۳ الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ جبرون بن واقد الخ دار الفکر بیروت ۲۰۲/۲

^۴ صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۳/۱

کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔ ت) کی تفسیر ہے کہ اختیث سے ہر علاقہ محرمیت مراد ہے علاوہ بریں کریمہ "وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَّرَاءَ ذَٰلِكُمْ" (ان کے سوا حلال ہیں۔ ت) عام مخصوص منہ البعض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا تَنْكِحُوا النَّسَرَ حَتَّىٰ يُوْمِنَ ۖ وَلَا مِمَّا مُؤْمِنَةٌ حَبِيْبٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ ۚ وَلَوْ أَعَجَبْتُمْ ۚ ۚ	مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو تاوقتیکہ وہ ایمان لائیں، اور مومن لونڈی، مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ مشرکہ تمہیں پسند ہو۔ (ت)

حدیث کلامی (لاینسح کلام اللہ^۳) میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا۔ ت) محض بے اصل ہے۔ خود صحاح احادیث کثیرہ میں ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: دیکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا بے فکر اپنی مسند پر تکیہ لگائے یہ کہے ہم نہیں جانتے جو قرآن میں حلال پائیں گے اسے حلال کہیں گے اور جو قرآن میں حرام پائیں گے اسے حرام کہیں گے^۴۔ الا انی اوتیت القرآن ومثله معہ^۵ سن لو میں قرآن دیا گیا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل، اور الا وان ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ^۶ سنو بیشک جسے رسول اللہ نے حرام کیا وہ ایسا ہی حرام ہے جسے اللہ نے حرام کیا۔ خود رب العزت تبارک و تعالیٰ قرآن عظیم میں کافروں کی حالت بیان فرماتا ہے:

وَلَا يَحِمْوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ۚ	کافر حرام نہیں جانتے ان چیزوں کو جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا۔

اور مسلمانوں سے فرماتا ہے:

مَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ۝۸ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔	جو کچھ رسول تم کو عطا فرمائیں اس کو لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

^۱ القرآن ۲۴/۳

^۲ القرآن ۲۲/۲

^۳ الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ جبرون بن واقد دار الفکر بیروت ۶۰۲/۲

^۴ سنن ابن ماجہ باب اتباع سنة رسول اللہ (مجموعہ سعید کمپنی کراچی ص

^۵ سنن ابی داؤد باب فی لزوم السنة آفتاب عالم پریس لاہور ۶۱۲/۲

^۶ سنن ابن ماجہ باب اتباع سنة رسول اللہ (مجموعہ سعید کمپنی کراچی ص

^۷ القرآن ۲۹/۹

^۸ القرآن ۷۵/۹

مسئلہ ۱۰۴: مرسلہ عنایت اللہ خاں صاحب موضع سسونہ ضلع رامپور ۷ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغ کے والدین نے اپنی برادری میں ایک نابالغ لڑکے سے نسبت یعنی منگنی کر دی، کچھ عرصہ کے بعد لڑکی کا باپ فوت ہو گیا اس کی ماں نے بوجہ تنگی معاش بلا نکاح اس لڑکے نابالغ کے باپ کو بلا کر رخصت کر دیا جس کے ساتھ نسبت ہو چکی ہے۔ اس نے اپنے مکان پر لے جا کر نکاح اپنے پسر نابالغ کے ساتھ پڑھوایا، اب کچھ عرصہ بعد اس کی ماں لڑکی کو رخصت کر لائی اور دوسری جگہ نکاح کر دیا جس کو اب پانچ یا چھ سال ہو چکے ہیں اب وہ شخص جس سے پہلے نکاح ہوا تھا دعویٰ دے رہا ہے کہ میرے ساتھ رخصت کرائی جاوے میری منکوحہ ہے۔ ماں لڑکی کی پہلے نکاح سے انکار کرتی ہے اور لڑکی بھی پہلے نکاح سے بے خبری بیان کرتی ہے۔ رخصت کرنے کا اور اس کی منگنی کا ماں اقرار کرتی ہے جس سے اس وقت اجازت نکاح قرینہ سے پائی جاتی ہے گو کہ اب انکار کرتی ہے، لہذا ایسی صورت میں بموجب شرع شریف جو حکم صادر ہو فرمائے کہ نکاح اول کا صحیح رہا یا دوسرے کا؟ کیونکہ بموجودگی ولی صرف رخصت کر دینا اجازت نکاح ولی کی جانب سے کسی فضولی کو نکاح کرنے کے لیے کافی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ وہ نکاح یعنی نابالغی میں ہوا تھا اور دوسرا نکاح بالغ ہونے پر۔ اس پر عورت بھی راضی ہے۔

الجواب:

جس نابالغ کا کوئی عصبہ ہو یعنی اس کے دادا پر دادا کی اولاد کا قریب تر مرد ہو وہ اس کے نکاح کا ولی ہے۔ اس کے ہوتے ماں کو بھی اختیار نہیں وہ نکاح لڑکے کے باپ نے پڑھوایا اجازت ولی پر موقوف تھا، عصبہ ہو تو وہ ورنہ ماں۔ اگر ولی کی اجازت ہو گئی تھی اور لڑکا اس کا کفو تھا یعنی مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں کسی بات میں کم نہ تھا، کہ اس سے نکاح ولی کے لیے باعث ننگ و عار ہو نکاح پہلا صحیح ہو گیا اور دوسرا باطل ہے۔ ورنہ دوسرا صحیح ہو گیا، اور پہلا باطل ہے لان البتہ اذا طرء علی موقوف باطلہ (کیونکہ قطعی حکم جب موقوف حکم پر آ جائے تو وہ موقوف کو باطل کر دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم،

مسئلہ ۱۰۴: مرسلہ عبدالسلام صاحب پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ دوسرے راج جے پور ۹ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورہائے مندرجہ ذیل میں:

- (۱) لڑکی کے برس کی عمر میں بالغ شمار ہوتی ہے اگر بالغہ برضائے خود کسی کے ساتھ نکاح کرے تو وہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟
- (۲) زید نابالغ العمر ۱۱ سال جو ہندہ اور خالد کے حقیقی تایا کا لڑکا ہے وہ ولایت بکر کے جوزید کا چارپشت کے فاصلہ سے چچا ہوتا ہے ہندہ بعمر ۱۸ سال اور حقیقی برادر ہندہ سے خالد بعمر ۱۵ سال کے ولایت کا بمقابلہ ہندہ خالد کے حقیقی نانی کے مدعی ہے۔ شرعاً زید کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا نہیں یعنی ہندہ اور خالد کی ولایت اس صورت

حقیقی نانی کو پہنچتی ہے یا زید نابالغ تا یا زاد بھائی کو یا بکر کو جو چار پشت کے فاصلہ سے چچا ہوتا ہے؟

الجواب:

(۱) لڑکی کم از کم نو برس میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کی عمر میں بالغہ ہوتی ہے اس بیچ میں جب آثار بلوغ ظاہر ہوں بالغہ ہے ورنہ پندرہ سال پورے ہونے پر حکم بلوغ دیا جائے گا اگرچہ آثار بلوغ کچھ نہ ظاہر ہوں، بالغہ بے اذن ولی خود اپنا نکاح کر سکتی ہے مگر کفو میں، یعنی جس سے نکاح کرے وہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں اس سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا اس کے ولی کے لیے باعث تنگ و عار ہو، اگر غیر کفو سے برضائے خود نکاح کرے گی اور ولی رکھتی ہے اور اس نے پیش از نکاح غیر کفو جان کر بالتصریح اجازت نہ دی تو نکاح اصلًا نہ ہوگا ہاں اگر کوئی ولی نہیں رکھتی یا ولی نے پیش از نکاح شوہر کو غیر کفو جان کر بالتصریح اجازت دی تو اس سے بھی نکاح صحیح ہو جائے گا۔

(۲) خالد کی جب عمر پندرہ سال کامل ہے تو وہ شرعاً بالغ ہے اور اپنے نفس کا خود ولی ہے کسی ولی کا محتاج نہیں، اور ہندہ کہ اٹھارہ سال عمر رکھتی ہے اس پر ولایت جبر کسی کو نہیں کہ خود بالغہ ہے اور ولایت غیر مجبرہ اس کے بھائی کو ہے اس کے ہوتے نانی یا بکر کوئی چیز نہیں، اور زید نابالغ کو دوسرے کا ولی بنانا جنون ہے نابالغ کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۷: مرسلہ جناب ولی محمد صاحب بیتاب مدرس سرشتہ تعلیم ریاست بھکر اندور بمبئی بازار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ ہندہ ایک کمسن لڑکی کا نکاح اس کے دادا نے ایک نہایت ہی کمسن لڑکے زید سے کر دیا، ہندہ اس وقت بالکل بالغہ ہے مگر زید نابالغ، کم از کم پانچ برس اس کی بلوغت کو درکار ہیں، ہندہ اور زید میں زن و شوہر کا تعلق ہونا کیا معنی بلکہ ہندہ کی آج تک اپنے میکہ سے رخصتی ہی نہیں ہوئی، زید کے یہاں زید کے والد کی حین حیات سے جس کا انتقال یکایک ہو گیا اور گوشتہ مگر اب تک نامعلوم کسی نہ کسی وجہ سے اس سانحہ کی خبر زید کے چچا تک کو نہ دی گئی تھی ایک پردیسی نوجوان ملازم چلا آتا ہے زید کے والد مشتبہ جو انا مرگ کے بعد اس ملازم نے زید کے مکان میں وہ رسوخ حاصل کیا کہ ہر سیاہ و سفید وہی کرتا ہے اور اس کے چوبیس گھنٹہ اس مکان میں رہنے سے جہاں کوئی دوسرا بالغ مرد بطور رکن خاندان کے نہیں رہتا ہے زید کے خاندان کو ایک زمانہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور درپردہ مورد اہتمام ہے۔ زید کے چچا نے سانحہ مذکورہ بالا سے متعجب ہو کر اس ملازم کے گزشتہ چال چلن کی نسبت جو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ابتداء سے یہ ایک آوارہ چلن شخص ہے حتیٰ کہ اسے والدین نے بھی اس کو مکان سے نکال دیا تھا اس کے بعد وہ عرصہ تک نالکوں میں ناچتا رہا گاتا رہا بجاتا رہا، اس تحقیق کے بعد متاثر ہو کر زید کے چچا نے جو زید کا جائز طور سے سرپرست ہے زید کی والدہ سے درخواست کی کہ اس

ملازم کو مکان سے علیحدہ کر دیا جائے۔ مگر زید کی والدہ نے یہ جواب دیا کہ ہر گز نہیں ہو سکتا چاہے کچھ بھی ہو، نہ ملازم مجھ سے نہ میں ملازم سے جدا ہو سکتی ہوں، ان تمام وقوعات سے ہندہ بخوبی واقف ہے، وہ سسرال جانے سے خود کی عصمت دری اور آبروریزی کے خوف کے علاوہ اپنی جان معرض خطرہ میں سمجھتی ہے اس لیے سسرال ہر گز نہیں جانا چاہتی بلکہ اپنے خاندان کے حفظ آبرو کے لحاظ سے تفریق کے بعد دوسرا نکاح کر لینا چاہتی ہے۔ اس صورت میں ہندہ کے لیے کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

الجواب:

ہندہ کا باپ اگر نہیں اور دادا نے نکاح کر دیا اور ہندہ وقت نکاح نابالغہ تھی گواہ بالغہ ہے یا بالغہ تھی اس سے اذن لے کر نکاح کیا یا بے اس کی اجازت کے نکاح کیا مگر بعد وصول خبر اس نے اجازت دی یا دادا آپ اذن لینے آیا تھا اور ہندہ نے سکوت کیا، تو ان سب صورتوں میں نکاح منجانب ہندہ لازم ہو گیا، اس کا فسخ ناممکن ہے۔ تفریق ہو تو موت یا طلاق سے، اور نابالغ کی طلاق باطل ہے۔ نہ اس کی طرف سے اس کا کوئی ولی طلاق دے سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بارہ برس ہوئے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا لیکن ہندہ نے بوقت نکاح زبان سے ایجاب نہیں کیا تھا، نہ انکار کیا بلکہ سکوت اختیار کیا، ایک دوسری عورت نے جو عروس کے پاس موجود تھی وکیل سے یہ کہہ دیا تھا کہ ہندہ منظور کرتی ہے۔ ہندہ کا بیان ہے کہ اس وقت میں بالکل خالی الذہن تھی نہ میرے دل میں اقرار تھا نہ انکار کا خیال بلکہ دوسرے خیالات رنج و غم و نئی زندگی شروع ہونے کے ترددات میں مبتلا تھی، دریافت طلب یہ ہے کہ آیا یہ نکاح شرعاً درست ہوا یا نہیں، تو زید و ہندہ کو مواخذہ و عقبیٰ سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہئے؟ بینواتو جروا مزید عرض ہے کہ جواب جلد مرحمت ہو کیونکہ ہندہ مواخذہ عقبیٰ کے خیال سے نہایت خائف و ترساں ہے۔ فقط

الجواب:

ہندہ سے اذن لینے کون آیا تھا وہ سب سے قریب تر ہندہ کا ولی یا اس ولی کا بھیجا ہوا یا کون تھا؟ ہندہ کی رخصت ہوئی یا نہیں؟ قبل رخصت ہندہ کے کسی قول یا فعل سے اس نکاح کی خبر سن کر اظہار رغبہ یا نفرت ہوا یا نہیں؟ ان تمام باتوں کی تفصیل پر جواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جوابات امور مستفسرہ

ہندہ کے والد کے چچا زاد بھائی یعنی ہندہ کے رشتہ کے تایا اذن لینے گئے تھے، یہ یاد نہیں کہ اس وقت کس نے

انھیں اس کام پر متعین کیا تھا، بالعموم ایسے بزرگ خاندان جن سے لڑکی پردہ نہ کرتی ہو بھیجے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا، ہندہ کا باپ اس شہر میں موجود نہ تھا، اس نے ہندہ کے ماموں کو اس نکاح کے مراسم و تقریبات ادا کرنے کے لیے بذریعہ خط مامور کیا تھا یہ کہا جاسکتا ہے اذن لینے کے لیے ہندہ کے ماموں ہی نے وکیل کو متعین کیا ہوگا درحقیقت یہ یاد نہیں، رخصت اس ہفتہ میں ہو گئی کوئی امر ہندہ کی رغبت و رضامندی کے خلاف نہ اس وقت نہ آج تک بارہ برس گزرنے کے بعد تک کوئی امر ایسا ظہور پذیر نہ ہوا جس سے ہندہ کی نارضامندی ظاہر ہو بلکہ ایسا کمال اتحاد سے زن و شوہر کرتے ہیں یہ سوال صرف ہندہ کے اس توہم کی بنا پر پیدا ہوتا ہے کہ مبادا نکاح صحیح نہ ہوا ہو اور عند اللہ مواخذہ باقی رہے اس کا اطمینان مقصود ہے۔

الجواب:

اگر صورت واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ از انجا کہ اذن لینے والا ولی اقرب نہ تھا ہندہ کا سکوت اذن نہ ٹھہرے اور وہ نکاح نکاح فضولی ہوا اور ہندہ کی اجازت پر موقوف رہا، مگر جبکہ پیش از رخصت ہندہ سے کوئی قول و فعل ایسا واقع نہ ہوا جس سے ہندہ کا اس نکاح سے ناراض ہونا سمجھا جاتا اور ہندہ برضا و رغبت ہو کر شوہر کے یہاں آتی تو وہ نکاح موقوف نافذ و تام ہو گیا، اس میں کوئی اندیشہ مواخذہ کا نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۹ تا ۱۱۱: از گوئدل کاٹھیاواڑ مسئلہ جناب سیٹھ عبدالستار بن اسماعیل رضوی تاریخ ۷ ارجب المرجب ۱۳۳۲ھ روز شنبہ (۱) یہاں پر یہ رواج ہو چلا ہے کہ وقت نکاح وکیل کے ہمراہ دو گواہ نہیں جاتے ہیں اور قاضی وکیل کی وکالت اور حاضرین کی شہادت سے نکاح پڑھادیتا ہے آیا یہ امر عند الشرع محمود ہے یا مردود؟ نیز اس ترکیب سے مذہب حنفی میں نکاح صحیح ہو جائے گا یا نہیں؟ وکیل کو اپنے ساتھ دو گواہ کارکھنا اور ان شاہدوں کو عورت کی اجازت سننا ضروری ہے یا نہیں: اگر اس طرح نہ کر کے بر طریق ان مروجہ پر مدام عمل کرنے پر سب گنہگار ہیں یا نہیں؟

الجواب

وکیل کے ساتھ شاہدوں کی حاجت کچھ نہیں، اگر واقع میں عورت نے وکیل کو اذن دیا اور اس نے پڑھادیا نکاح ہو گیا، ہاں اگر عورت انکار کرے گی میں نے اذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہوں کی حاجت ہوگی، یہ تو کوئی غلطی نہیں۔ ہاں یہ ضرور غلطی ہے کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور۔ نکاح پڑھاتا ہے دوسرا، مذہب صحیح و ظاہر الروایہ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا، اس میں بہت دقتیں ہیں جن کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ لہذا یہ چاہئے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہے اس کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نوشہ کا وقت نکاح سہر اباندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا

حکم رکھتا ہے؟

الجواب:

خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) ولیمہ شریف کا کھانا کھلانا شریعت مطہرہ کے کس حکم میں داخل ہے۔ اس کا تارک کیسا ہے؟ نیز جس شہر کے لوگوں میں سے کوئی بھی بعد نکاح ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ پہلے نکاح کے اول روز جس طرح کہ رواج ہے کھلا دیتا ہو تو ان سب لوگوں کے لیے شریعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم شریف کیا ہے؟

الجواب:

ولیمہ بعد نکاح سنت ہے اس صورت میں صیغہ امر بھی وارد ہے، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اولم ولو بشاة^۱ ولیمہ کرا اگرچہ ایک ہی دنبہ یا اگرچہ ایک دنبہ، دونوں معنی محتمل ہیں، اور اول اظہر تارکان سنت ہیں۔ مگر یہ سنن مستحبہ سے ہے۔ تارک گناہ گار نہ ہوگا اگر اسے حق جانے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۲: از ضلع ہزاری باغ، ڈاکخانہ چترپور مقام چترپور، مسئلہ محمد عبدالرب صاحب روز پنجشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اس مسئلہ میں کہ زید کی بی بی نے بحالت شیر خواری اپنے بیٹے عمرو کے اندر مدت رضاعت کے بکر کو دودھ پلایا، بعدہ زید کی بی بی سے تین لڑکے مسمیان محمد سعید و محمد فاضل و محمد سلیم تولد ہوئے تو اب بکر کی لڑکی سے محمد سلیم جو برادر حقیقی عمرو کا ہے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ و بدرج عبارات کتب معتبرہ حنفیہ ارشاد ہو۔

الجواب:

بکر کی لڑکی زوجہ زید کی اگلی بچھلی سب اولاد کی حقیقی بھتیجی ہے اور باہم مناکحت حرام قطعی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۱۳: مسئلہ جناب عبدالستار بن اسمعیل صاحب از شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ یک شنبہ ۹ شعبان ۱۳۳۲ھ بعض لوگ اپنی لڑکیاں اس ملک میں ہزار دو ہزار روپیہ لے کر کفو یا غیر کفو سے نکاح کر دیتے ہیں اس میں بعض وقت عمر کا بھی خیال نہیں رکھتے یعنی جو شخص زائد رقم دے اس سے نکاح کر دیتے ہیں، آیا ایسی رقم کا لینا والدین کے حق میں مباح ہے یا نہیں اگرچہ والدین غریب ہوں اور اس طرح یہ رقم لے کر غیر کفو یا

^۱ صحیح بخاری باب الصغرة للمتزوج قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۵/۲-۷۷/۴

بڑی عمر والے کے ساتھ نکاح کر دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

مال کے سبب اپنی اولاد کا نکاح غیر کفو سے اس کے حق میں بد خواہی ہے، اور یہ روپیہ رشوت میں داخل ہے۔ فتاویٰ خیرہ میں اس جزئیہ پر بحث فرمائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۴: مسئلہ عابد خاں، معرفت منشی خدا بخش صاحب ٹھیکدار صدر بازار بریلی دوشنبہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس بارے میں کہ زید بکر کا چچا زاد بھائی ہے اور رضاعی بھی، زید کے صرف ایک حقیقی چھوٹا بھائی ہے اور بکر کے ایک چھوٹا بھائی اور ایک بڑی بہن جو کہ حقیقی ہیں اور بکر کی بہن دونوں بھائیوں سے چھوٹی ہے، تو زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح بکر کی چھوٹی بہن سے جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ زید اور بکر آپس میں رضاعی بھائی ہیں۔

الجواب:

بکر نے اگر زید کی ماں کا دودھ پیا ہے تو زید اور اس کا بھائی بکر کے بھائی ہوئے نہ کہ خواہر بکر کے اور اگر زید نے بکر کی ماں کا دودھ پیا ہے تو یہ خواہر بکر کا بھائی ہو انہ کہ زید کا بھائی، بہر حال زید کے بھائی اور بکر کی بہن میں نکاح جائز ہے لقولہم تحل اخت اخیہ رضاعاً (فقہاء کے قول کے مطابق بھائی کی رضاعی بہن حلال ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۱۵: مسئلہ عنایت حسین خاں محرر تھانہ دوسہ علاقہ ریاست جے پور ملک راجپوتانہ ۱۲ شعبان ۱۳۳۲ھ

(۱) کیا نابالغ لڑکی رضامندی خود اور خلاف مرضی ولی جائز کے اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟
(۲) بالغہ رضامندی خود اور خلاف مرضی ولی جائز کے اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو وہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور اگر ولی نے قبل از نکاح غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع کر دیا ہو اور پھر بھی کسی طرح پوشیدہ یا زبردستی کسی غیر کفو کے ساتھ لڑکی نے نکاح کر لیا ہو تو اس کے ولی کو اس نکاح کے تنسیخ کا اختیار ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) ہرگز نہیں، ہاں ولی کے اذن سے کر سکتی ہے جبکہ سمجھ وال ہو یا بطور خود کرے اور ولی بعد اطلاع اسے جائز کر دے تو جائز ہو جائے گا، رد کر دے تو باطل ہو جائے گا، درمختار میں ہے:

نابالغ کے صحت نکاح کے لیے ولی شرط ہے الخ قول:

الولی شرط صحتہ نکاح صغیر^۱ الخ قول:

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

الوجه تقدیر النفاذ فان الموقوف من الصحيح غير انه اراد بالصحة النفاذ على التبادر - والله تعالى اعلم	اس کو درست کرنے کے لیے لفظ "نفاذ" مقدر ہے کیونکہ ولی کے بغیر نکاح موقوف ہوتا ہے جو کہ صحیح نکاح ہے مگر یہاں صحت سے مراد نفاذ ہے کیونکہ یہی متبادر ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) شرع میں غیر کفو وہ ہے کہ نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح اولیائے
زن کے لیے باعث ننگ و عار ہو، ایسے شخص سے اگر بالغ بطور خود نکاح کرے گی نکاح ہوگا ہی نہیں اگرچہ نہ ولی نے منع کیا
ہو نہ اس کے خلاف مرضی ہو۔ یہ نکاح اس صورت میں جائز ہو سکے گا کہ ولی نے پیش از نکاح اس غیر کفو بمعنی مذکور کی
حالت مذکورہ پر مطلع ہو کر دیدہ و دانستہ صراحتاً بالغ کو اس کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دے دی ہو، ان میں سے ایک
شرط بھی کم ہو تو بالغ کا کیا ہوا وہ نکاح باطل محض ہوگا اور ولی کو اس کے فسخ کرنے یا اس کا فسخ چاہنے کی کیا حاجت کہ فسخ تو
جب ہو کہ نکاح ہو لیا ہو، یہ تو سرے سے ہوا ہی نہیں۔ در مختار میں ہے:

یفتی فی غیر الکفو بعد م جوازہ اصلاً ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	غیر کفو میں اصلاً نکاح کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

ہاں عوام کے محاورہ میں غیر کفو اسے کہتے ہیں جو اپنا ہم قوم نہ ہو مثلاً سید و شیخ یا شیخ اور پٹھان یا پٹھان اور مغل، ایسا غیر کفو
اگر اس شرعی معنی پر غیر کفو نہ ہو تو بالغ کا بے اذن ولی بلکہ بناراضی ولی اس سے نکاح کر لینا جائز ہے اور ولی کو اس پر کوئی
حق اعتراض نہیں۔ در مختار میں ہے:

نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی ^۲ واللہ تعالیٰ اعلم	عائقہ بالغہ حرہ عورت کا نکاح ولی کی رضا کے بغیر بھی نافذ ہوتا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۷: اگر چھاؤنی انجن گودام جی، آئی، پی، ریلوے بابو محمد نیاز خاں اسٹورس کلرک روز چہار شنبہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ
جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب کو بعد سلام سنت اسلام و محبت مشام آن کہ معلوم ہو کہ حضور کو میں تکلیف دیتا ہوں
کہ اس مسئلہ میں علماء کیا فرماتے ہیں میرے ایک عزیز کا عقد ایک مسماۃ کے ساتھ ہوا اور اس مسماۃ کے والدین نے لڑکی کی
رخصت ۵ ماہ کے بعد کی مگر اس درمیان میں ایک نقص مسماۃ کے بعد ۳ ماہ کے، خفیہ ظاہر ہوا ہے کہ مسماۃ کو سفید کوڑھ و
برص کہتے ہیں وہ ہے۔ اور اس مسماۃ کے والدین سے دریافت

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱۹۱۱ء

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱۹۱۱ء

کرنے پر اب ظاہر کیا ہے کہ کچھ شکم کا داغ ہے۔ اول نکاح کے ظاہر نہ کیا، اگر مسماۃ کو رخصت کر کے نہ لایا جائے اپنے گھر پر تو وہ مہر کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور لڑکا اپنا خرچہ اس کے والدین سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب:

نکاح صحیح و تام ہو گیا، دو باتوں سے ایک فرض ہے یا بھلائی کے ساتھ رکھنا یا اچھی طرح چھوڑ دینا، اگر قبل خلوت طلاق دی جائے گی آدھا مہر ساقط ہو جائے گا نصف واجب الادا ہوگا، شادی میں جو اٹھا دیا، خرچ کر دیا، اس کا تاوان کسی پر نہیں۔ ہاں جو زیور اور کپڑے چڑھاوے میں دئے ہوں اور عورت کو ان کا مالک کر دینے کی وہاں رسم نہ ہو یہ تملیک نہ سمجھی جاتی ہو نہ تملیک کی ہو تو ان اشیاء کے واپس لینے کا شوہر کو اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۸: از جبلیہ پریس انجمن محمد یوسف یکشنبہ ۱۹ شوال ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص حنفی المذہب نے اپنا نکاح قاضی شافعی المذہب یا الہمدیث غیر مقلد سے بموجب قاعدہ احناف پڑھوایا، پس اس کا نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اور بصورت ناجائز ہونے نکاح حسب خیال مؤلف فتح المبین تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔ بینواتوجروا۔

الجواب:

اگر کوئی واقعی شافعی المذہب ہے تو شافعیہ مثل ہمارے اہلسنت ہیں اس میں تو کوئی حرج ہی نہیں جبکہ اس نے نکاح ایسے طور پر نہ پڑھایا ہو کہ وہ مذہب حنفی میں صحیح نہیں اور غیر مقلدین صرف تارک تقلید نہیں بلکہ ان کا مذہب بہت عقائد کفریہ پر مشتمل ہے جس کی قدرے تفصیل الکوکبة الشہابیہ میں ہے۔ نکاح پڑھوانا ایک تو بطور رسم ہوتا ہے جیسے نکاح خواں قاضی مقرر ہوتے ہیں یوں پڑھوایا اور اس نے حنفی مذہب کے طور پر صحیح پڑھایا تو تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ اور ایک نکاح پڑھوانا بطور تعظیم ہوتا ہے کہ اس کو معظم اور متبرک سمجھ کر اس سے پڑھواتے ہیں، اگر یوں پڑھوایا اور اس کو غیر مقلد نہ جانتا تھا کہ وہابیہ میں تفسیر بکثرت ہے تو یوں بھی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں جبکہ اس نے صحیح طور پر پڑھایا ہو، اور اگر غیر مقلد جان کر اسے معظم و متبرک سمجھا اور اس سے نکاح پڑھوایا تو نہ فقط تجدید نکاح بلکہ تجدید اسلام کی بھی حاجت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۹: از راجپوتانہ کوٹہ محلہ رامپور متصل مسجد مومنناں عبدالصمد ملازم بینڈ باجہ دو شنبہ شوال المعظم ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں غیر مقلد شافعی ہیں یا نہیں؟ اور ہندہ بالغہ نو ماہ سے بیوہ ہے اور دو بچے بھی رکھتی ہے اپنے والدین کی بلا رضامندی و عدم موجودگی کے برضامندی و رغبت خود بلا خوف و ترغیب کے زید حنفی سے خود قاضی کے مکان پر جا کر ہمراہی چند آدمی نکاح پڑھ لیا، پھول و شیرنی و نئے کپڑے وغیرہ پہنے نہیں گئے، دو گواہوں اور ایک وکیل اور قاضی نے ایجاب و قبول ارکان نکاح پورے طور پر ادا کر دئے

کیا یہ نکاح ناجائز ہے؟ اور بعد نکاح زید ہندہ نے مثل زن و شوہر کے ہمبستری کی اور صرف تین دن ہندہ زید کے پاس رہی اور اب ہندہ نکاح سے منکر ہے اور اپنے بچاؤ کے لیے کہتی ہے کہ غیر مقلد ہوں۔ اور شافعی المذہب میں بغیر ولی کے نکاح ناجائز ہے اس کے برخلاف قاضی و دو گواہ وکیل حلیہ نکاح ہونا بیان کرتے ہیں، قاضی حلف سے یہ بیان کرتے ہیں کہ ہندہ نے نکاح کے پیشتر اس کے دریافت کرنے پر کہا تھا کہ میں سنت جماعت یعنی حنفی ہوں، اس کا یقین ہونے پر قاضی نے نکاح پڑھایا۔ کیا ہندہ کا کہنا نکاح کے ناجوازی کے لیے صحیح ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

غیر مقلد شافعی نہیں بلکہ اہل بدعت و اہل نار ہیں، طحاوی علی الدر المختار میں ہے:

فمن كان خارجاً من هؤلاء الأربعة في هذه الزمان فهو من اهل البدعة والنار ¹	جو ان چاروں مذاہب سے خارج ہے اس دور میں تو وہ بدعتی اور جہنمی ہے (ت)

ہندہ نے جس سے نکاح کیا اگر وہ ہندہ کا کفو ہے یعنی مذہب نسب چال چلن پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے ہندہ کا نکاح اولیائے ہندہ کے لیے باعث ننگ و عار ہو تو بیشک نکاح صحیح و لازم ہو گیا، ہندہ کے انکار سے اب مٹ نہیں سکتا اگرچہ ہندہ واقع میں شافیہ ہوتی، خلاصہ دور مختار میں ہے:

إذا سئل ما قول الشافعي في كذا وجب ان يقول قال ابو حنيفة كذا ² - والله تعالى اعلم -	جب حنفی سے سوال کیا جائے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس مسئلہ میں قول کیا ہے تو اسکو چاہئے کہ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چہار شنبہ ۲۲ شوال ۱۳۳۴ھ

مسئلہ ۱۲۰: نو ضلع پر تاب گڑھ مانک پور ظہور حام

زید محض غریب آدمی ہے جائداد وغیرہ کچھ نہیں رکھتا صرف پیشہ طبابت وغیرہ سے کام چلتا ہے اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مہر سوالا لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا۔ عمر و جس کو لڑکی منسوب ہے وہ اس سے بھی زیادہ غریب ہے غربت کی وجہ سے عمر و اس قدر دین منظور نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں محض غریب آدمی ہوں سوالا لاکھ روپیہ میں نے دیکھا بھی نہیں ہے۔ اس قدر مہر میں ہر گز قبول نہ کروں گا، غرضیکہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زیادتی اگرچہ غیر مستحسن ہے لیکن حیثیت کا کچھ لحاظ رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیثیت زوج کا کچھ لحاظ کیا ہے ایسی صورت میں کہ عمر و کی حیثیت سے کہیں زیادہ ہے نکاح سوالا لاکھ مہر پر کیسا ہوگا اور اگر ہو گیا تو حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ اگر مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہوئی تو زنا ہوگا اور لڑکے حرامی۔ اس کے خلاف ہوگا یا نہیں؟ اور نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ فقط

¹ حاشیہ طحاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح دار المعرفۃ بیروت ۱۵۳/۴

² در مختار باب العدة مطبعہ تہذیبی دہلی ۲۵۶/۱

الجواب:

حیثیت کا لحاظ رکھنا مناسب ہے مگر نکاح ہر طرح ہو جائے گا اگرچہ نان شبینہ کے محتاج پر تمام خزان دنیا کے برابر مہر باندھا جائے مہر نکاح میں اصل نہیں ولہذا نفی مہر کے ساتھ بھی نکاح صحیح ہے مہر مثل لازم ہوگا اور جب رقم معین کر دی اگرچہ کسی قدر کثیر تو وہ ضرور ذمہ پر لازم ہوگی انسان اگرچہ بادشاہ ہفت اقلیم ہو اس کی حیثیت محدود ہے ذمہ کی وسعت محدود نہیں اگر محتاج محض ہو، حدیث میں فرمایا: المال غاد ورائح (مال صبح و شام آنے جانے والی چیز ہے۔ ت) وہ کہ جنہیں روٹی نصیب نہ تھی آنکھوں دیکھتے والی ملک ہو گئے، البتہ یہ ضرور ہے کہ طرفین اسے دین سمجھیں اور شوہر نیت ادا رکھے، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض مفلس تھے، نکاح کیا، مہر کثیر کی درخواست کی گئی قبول فرمائی اور فرمایا: علی اللہ وعلی رسولہ المعال اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ ہے یعنی وہ عطا فرمادیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خود قرآن عظیم فرماتا ہے:

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اللہ ورسول کے دے پر، اور کہتے ہمیں کافی ہے اب ہمیں دیتے ہیں اللہ ورسول اپنے فضل سے، بیشک ہم اللہ ہی کی طرف روئے نیاز لاتے ہیں۔	وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آلَاهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ¹

ایسی حالت میں کوئی الزام بھی نہیں بلکہ نکاح نیت صحیحہ اور حاجت صادقہ کے ساتھ کیا گیا ہے تو حسب وعدہ صادقہ حدیث صحیح اللہ عزوجل اس دین کا ضامن ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار خطبہ میں مغالطہ فی المہور یعنی حیثیت سے زیادہ مہر باندھنے پر انکار شدید فرمایا، حاضرین میں سے ایک بی بی انھیں آیہ کریمہ "اتَّيْتُكُمْ بِأَحَدٍ مِنْ قِطَارٍ"² (تم ان عورتوں کو ڈھیر مال دیتے ہو۔ ت) تلاوت کی جس میں سونے کا ڈھیر عورت کے مہر میں مقرر کرنا جائز فرمایا گیا فوراً امیر المومنین نے انکار سے رجوع فرمائی اور یکمال تواضع فرمایا:

اللہم کل احد افقه من عمر حتی المخذرات فی الحال ³ ۔	اے اللہ! عمر سے ہر ایک زیادہ فقیہ ہے حتی کہ پردہ دار عورتیں بھی۔ (ت)

ہاں یہ ناجائز ہے کہ مہر باندھے اور ادا کی نیت نہ ہو اگرچہ اس کی حیثیت سے کتنا ہی کم ہو، اس کو حدیث میں

¹ القرآن ۵۹/۹

² القرآن ۲۰/۴

³ سنن الکبیری للبیہقی باب لا وقت فی الصداق الخ دار صادر بیروت ۲۳۳/۷

فرمایا ہے کہ وہ حشر میں زانی وزانیہ اٹھائے جائیں گے، یہ اس حدیث میں بھی نہیں کہ وہ شرعاً زانی زانیہ ہیں اور اولاد حرامی۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۱:

از بریلی محلہ ذخیرہ

چہار شنبہ ۲۲ شوال ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید و عمر و آپس میں حقیقی بھائی ہیں زید کے لڑکے نے زوجہ عمر کی چھاتی اتفاقیہ در آنحالیکہ وہ سورہی تھی اور چار پانچ ماہ کی نوحاملہ بھی تھی یعنی پہلا حمل تھا اپنے منہ میں لے لی، زوجہ عمر و کا بیان ہے کہ جس وقت میری آنکھ کھلی تو میں نے لڑکے کو دیکھا کہ میری چھاتی اپنے منہ میں لئے ہوئے اس طرح منہ چلا رہا ہے جیسے بچے دودھ پیتے ہیں مجھ کو نہیں معلوم کہ میرے اس وقت دودھ تھا یا نہیں۔ یا مجھ کو کوئی اثر دودھ کا معلوم ہوا یا نہیں میں نے لڑکے کو فوراً اپنی چھاتی سے علیحدہ کر دیا اس واقعہ کو عرصہ قریباً سترہ اٹھارہ سال کا ہوا اس صورت میں از روئے شرع زید کے لڑکے مذکور کا عمر و کی کسی لڑکی کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور نیز یہ کہ یہ مدت قلیل حمل کی عورت حاملہ کے اتر آنے دودھ کی ہے یا نہیں؟ زوجہ عمر و کی عمر اس وقت چودہ سال اور زید کے لڑکے کی عمر ایک سال کی تھی۔ بینواتوجروا

الجواب:

جب تک دودھ کا کوئی قطرہ جوف میں جانا معلوم و ثابت نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی، در مختار میں ہے:

اس سے ثابت ہوا کہ دودھ کا حلق یا ناک کے ذریعہ پیٹ میں پہنچنے کا علم ہو، اس کے بغیر نہیں، اور اگر بچے نے پستان کا سرمہ میں ڈالا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ بچے کے حلق سے دودھ اتر آیا نہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی کیونکہ نکاح سے مانع میں شک پایا گیا، ولوالحیہ (ت)

یثبت به ان علم وصوله بجوفه من فمه او انفه لا غیر
فلو التقم الحلمة ولم یدر دخل اللبن فی حلقه امر
لالم یحرم لان فی المانع شکا ولوالحیة^۱

دودھ اتر آنے کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، عورت کے مزاج کی قوت اور خون کی کثرت پر ہے۔ کبھی بعد ولادت بھی نہیں اترتا اور کبھی کنواری کے اتر آتا ہے، در مختار میں ہے:

عورت خواہ باکرہ ہو، کے پستان کو چوسنا رضاع کہلاتا ہے۔
(ت)

الرضاع المص من ثدی ادمیة ولو بکرا^۲

^۱ در مختار باب الرضاع مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۲/۱

^۲ در مختار باب الرضاع مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۲/۱

یہ معاملہ عمر بھر کے حلال اور اولاد کے حلالی اور حرامی ہونے کا ہے۔ عورت پر فرض ہے کہ جو بات واقعی ہو ظاہر کر دے
اخفاء نہ کرے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲ تا ۱۷: مسئلہ محمد اسحاق صاحب بر مکان قادر بخش دفدار محلہ شاگرد پیشہ ریاست جاوہر ملک مالوہ چہار شنبہ ۲۹
شوال ۱۳۳۴ھ

مخدوم و مکرم جناب مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب دام مجد ہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، التماس ہے کہ میں حضور
عالی کو امور ذیل کے لیے تکلیف دیتا ہوں امید ہے کہ معاف فرماویں گے۔ مسماۃ ہندہ کا نکاح بعمر گیارہ سال سوتیلے والد کی
اجازت سے زید کے ہمراہ ہوا، بعد نکاح ہندہ چند یوم زید کے گھر رہ کر والدین کے گھر چلی آئی اور وہاں سے بغیر اجازت زید
ہندہ والدین کے ہمراہ چالیس کوس دور جا کر سکونت اختیار کی اور قریباً ایک سال ہندہ کو اپنے والدین کے گھر رہتے ہوئے
ہو گیا زید نے اب آن کر رخصت زوجہ کا دعویٰ کیا چونکہ اب ہندہ تیرہویں سال میں ہے اور اپنا بالغ ہونا کہتی ہے اور
بوقت نکاح نابالغہ تھی نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے کہ میں نابالغہ تھی اور میرا نکاح سوتیلے والد کی اجازت سے ہوا میں فسخ
کراؤں گی ایسی صورت میں شرع شریف کیا حکم دیتی ہے؟

الجواب:

سائل کو چند امور کا جواب دینا چاہئے:

- (۱) ہندہ کا کوئی ولی ہے یا نہیں؟ مثلاً جوان بھائی یا چچا یا چچا کا بیٹا یا دادا پر دادا کی اولاد میں کوئی مرد؟
 - (۲) اگر ہے تو وہ وقت پر موجود تھا یا نہ تھا، اگر تھا تو خبر نکاح سن کر کچھ بات کی یا نہیں؟ اور اگر کی تو کیا کہا؟
 - (۳) ہندہ کس مہینے اور وقت میں بالغ ہوئی، کیا گھنٹہ منٹ تھا؟
 - (۴) وہ کب سے دعویٰ فسخ کرتی ہے۔ اس کو کتنے دن ہوئے، کس مہینے تاریخ وقت میں اس دعویٰ کا لفظ منہ سے نکلا؟
 - (۵) جس سے نکاح ہوا وہ مذہب، نسل، چال چلن، پیشہ میں موافق ہے یا کم و بیش ہے تو کیا اور کس قدر؟
 - (۶) ہندہ کا نکاح یا رخصت اس کی ماں کی مرضی سے ہوئی یا بلا مرضی؟
- ان سوالوں کا جواب آنے پر جواب دیا جائے گا۔

جواب سوالات

- (۱) ہندہ کا کوئی ولی مرد جیسا ارشاد ہوا زندہ نہیں۔ ازواج میں ماں ہندہ کی حیات ہے۔

(۲) اس وقت کوئی زندہ نہ تھا۔

(۳) ہندہ یکم شوال ۱۳۳۴ھ روز شنبہ کو بالغ ہوئی بوقت ظہر قریب ڈھائی بجے کے گھڑی نہ تھی منٹ دیکھے جاتے۔

(۴) بالغ ہونے کے دن یعنی یکم شوال ۱۳۳۴ھ روز شنبہ تین بجے دعوے کا لفظ منہ سے نکلا۔

(۵) زید مذہب میں اہل سنت حنفی مسلمان ہے۔ نسب اچھا ہے، پٹھان، اور چال چلن اور پیشہ میں بھی موافق۔

(۶) ہندہ کا نکاح سوتیلے والد کی اجازت سے ہوا و نیز رخصت، حالانکہ ماں کی مرضی نہ تھی مگر خاوند کے کہنے سے اور

زبردستی سے۔

الجواب:

اگر یہ بیانات واقعی ہیں اور ہندہ کی ماں نے کہ صورت مذکورہ میں وہی ولی شرعی ہے اس کے نکاح کی اجازت نہ دی، نہ بعد کو جائز کرنے کا کوئی لفظ کہا، نہ کوئی فعل ایسا کیا کہ دلیل اجازت ہو تو یہ نکاح نکاح فضولی ہوا، اور والدہ ہندہ کی اجازت پر موقوف تھا، اگر قبل بلوغ ہندہ اس کی والدہ نے اس نکاح سے ناراضی اور اس پر انکار ظاہر کر دیا تو جہی وہ نکاح باطل ہو گیا، اب ہندہ کو طلب فسخ کی حاجت نہیں، اور اگر والدہ ہندہ اب تک ساکت رہی تھی انکار نہ کیا تھا اگرچہ ناراض تھی تو ہندہ کے بالغ ہوتے ہی وہ نکاح موقوف، اب خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا، جب اس نے اس پر ناراضی ظاہر کی باطل ہو گیا، اور کسی دعوے کی ہندہ کو حاجت نہیں، اور اگر والدہ ہندہ قبل بلوغ ہندہ اسے توگنا یا فعلًا جائز کر چکی تھی اور وہ جائز کرنا شوہر کے جبر و اکراہ شرعی سے تھا جب بھی ظاہر یہی حکم ہے کہ وہ اجازت اجازت نہ ہوئی، اور اگر بخاطر شوہر تھا اگرچہ وہ ناراض تھی تو اجازت یقیناً صحیح ہو گئی اور نکاح نافذ ہو گیا، اب ہندہ کو صرف خیار بلوغ رہا اس لیے کہ حسب بیان سائل شوہر ہندہ کا کفو ہے اس صورت میں ہندہ کو بالغ ہوتے ہی فوراً دعوٰی فسخ کرنا تھا اس نے بالغ ہونے کے آدھے گھنٹے بعد دعوٰی کیا تو یہ دعوٰی نامسموع ہے اور نکاح لازم ہو چکا۔ اب ہندہ کے لیے اس میں کوئی چارہ کار نہیں "وبعید غایۃ البعد انہا لم تعلم بالنکاح الا بعد البلوغ حین ادعت الفسخ" (یہ انتہائی بعید ہے کہ کسی لڑکی کو بلوغ ہونے کے بعد دعوٰی فسخ کے وقت ہی نکاح کا علم ہوا ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۸: مسئلہ عبدالعزیز صاحب جمعدار انجینئری کوٹہ راجپوتانہ نیاپورہ چہار شنبہ ۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ قاضی شہر کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص پابند شریعت شرع شریف کے مطابق نکاح پڑھاوے یا دیگر مسلمان نکاح پڑھاوے اور اس کا اندراج رجسٹر قاضی شہر میں نہ ہو تو کیا وہ ناجائز ہے؟ اس کا جواب بھی دیجئے۔ فقط

الجواب

یہ نکاح خواں قاضی نہ شرعاً ضرور ہیں نہ ان کے رجسٹر کی شرعاً حاجت۔ ہاں اندراج میں مصلحت ہے۔ باقی جس سے چاہیں پڑھوائیں کوئی روک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۹: از کوہ شملہ ولیر نگل لاج مرسلہ کفایت حسین صاحب روز یک شنبہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ مخزن علوم، معدن فنون، علمائے دین شرع متین، جناب مولوی صاحب قبلہ دام ظلکم یہ مسئلہ حضور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ خالہ زاد دو بھائی ہیں، ایک کی بی بی دوسرے بھائی کے لڑکے سے یعنی اپنے بھتیجے سے فعل ناجائز کرتی تھی سامنے شوہر کے، جبکہ شوہر فوت ہو گیا تو اسی بھتیجے کے ساتھ عقد کر لیا تو وہ عقد جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

شوہر کے بھتیجے سے بعد وفات شوہر وانقضائے عدت نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۰: از کاٹھیاواڑ مقام اڑتیاں مرسلہ امین احمد صاحب پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ ایک شخص نے نکاح کیا، اس کا ارادہ یہ ہے کہ تھوڑی یا زیادہ مدت بعد اس کو طلاق دے دے گا۔ یہ نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر نکاح میں کسی مدت کی قید نہ لگائے صرف دل میں ارادہ ہو کہ سال بھر یا ایک مہینے یا ایک ہی دن کے بعد طلاق دے دوں گا تو نکاح میں کوئی حرج نہیں، ہاں بلا وجہ بے سبب محض طلاق دینا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۱: مرسلہ حاجی سید نعیم الدین صاحب مقام امام گنج ڈاک خانہ سند گنج ضلع رنگپور بنگال ۲ صفر ۱۳۳۵ھ کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی یتیمہ مظلومہ مسماۃ بہ الف بعمر صغیرہ نابالغہ ۱۱ یا ۱۲ سال کی اس کے چچا حقیقی کی عین موجودگی میں قہراً و جبراً اہل قریبہ بطمع رشوت ایک عمر رسیدہ شخص سے یتیمہ الف کا عقد و نکاح کر دیا اور چچا حقیقی یتیمہ کا بخیاں فتنہ منع کرنے سے قاصر رہا اور لڑکی یتیمہ سے بھی جبراً اذن لیا اور لڑکی قبل سے انکار کرتی تھی اور بوقت اذن انکار کرتی رہی لہذا آج تک انکار کرتی ہے بعد عقد نکاح پر چھ ماہ کے درمیان کئی بار مصنوعی شوہر کے مکان پر آمد و رفت کیا لیکن جبراً۔ لہذا ایک وقت کچھ کھا کر مرنے پر آمادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے وارثان مظلومہ رخصتی کرا کے اس کے نانا کے مکان مقیم کیا ہے عرصہ چار سال سے زیادہ ہوا اور اس وقت عمر لڑکی کی قریباً ۱۶ یا ۱۷ سال کی ہے اور ایک سال سے بالغ کامل ہے اب

شخص عاقد و عقد و ہندہ وارثان الف پر مستعد شر ہے اور رخصتی چاہتا ہے۔ لڑکی جانے سے انکار کرتی ہے۔ احتمال ہے رخصتی کرنے سے لڑکی جان ہلاک ہو، اس لیے دست بستہ عرض ہے کہ یہ ولایت واذن یتیمہ کا صحیح ہوا یا نہیں، اور عقد و نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور ایسے عاقد و عقد و ہندہ و عقد پڑھانے والوں پر کچھ حد شرع ہو سکتا ہے یا نہیں؟ امید کہ فی سبیل اللہ یتیمہ مظلومہ پر رحم فرمایا جائے، اور ان سب امور کی بشرط توفیق رفیق تحقیق حقیقی خلاصہ بیان قابل اطمینان، جواب باصواب صاف مفصل بعبارت اردو مدلل بدلائل شرعیہ احمدیہ حنفیہ مزین بمسرود دستخط تحریر صحیح عنایت فرما کر ممنون و مشکور فرمایا جائے، اور کار خیر و ثواب عظیم میں داخل ہو جائے اور مجھ کو معصیت سے نجات دلائے۔ بینواتو جروا

الجواب:

حقیقت کا علم اللہ عز و جل کو ہے۔ اگر یہ بیان واقعی ہے کہ الف اس وقت نابالغہ تھی اور اس کے چچا نے نہ اس وقت اجازت دی نہ اس سے پہلے۔ نہ خبر نکاح سن کر کوئی قول و فعل دلیل اجازت اس سے صادر ہوا اور الف کی رخصت اور چند بار شوہر کے یہاں جانا، یہ بھی اس کی بلا اجازت کے ہو، اور اس وقت تک اس نے کوئی کلمہ اس نکاح کے رد کا بھی نہیں کہا، نہ الف کے ہنوز کوئی اولاد ہوئی، تو ان سب شرائط کے ساتھ وہ نکاح الف کے بالغہ ہونے تک چچا کی اجازت پر موقوف تھا اور بعد بلوغ الف خود الف کی اجازت پر موقوف ہوا، اب اگر یہ بیان واقعی ہے کہ بعد بلوغ الف سے کوئی قول و فعل مثبت اجازت صادر نہ ہوا بلکہ اسے نکاح پر انکار ہے تو ناراضی ظاہر کرتے ہی وہ نکاح کہ موقوف تھا رد ہو گیا، الف کو اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے اگر خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہو جیسا کہ عبارت سوال سے ظاہر ہے، اور اگر خالی جانا آنا ہوا اور ایک مکان میں تنہا تھوڑی دیر کے لیے بھی نہ ہوئے تو عدت کی بھی حاجت نہیں، اور عاقد اسے اگر اپنے تصرف میں لایا تو شرائط مذکورہ کے ساتھ مرتکب حرام ہوا کہ نکاح موقوف میں قبل اجازت و طہی حرام ہے اور و طہی کہ الف کی نابالغی میں واقع ہوئی دلیل اجازت نہیں ہو سکتی اگرچہ اس کی اجازت سے ہو، عقد پڑھانے والا اگر اس بدعتی میں شریک تھا تو وہ بھی گناہگار ہے ورنہ عقد موقوف فی نفسہ جرم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم،

مسئلہ ۱۳۲: مرسلہ حاجی ولد میاں صاحب از ضلع گوئدار یا ست بلرام پور بازار چوک ۸ صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے ہندہ سے جوزنا سے حاملہ تھی دیدہ و دانستہ حالت حمل میں نکاح کیا بعد اس کے چند آدمیوں نے مجبور کر کے ایک جلسہ میں تین طلاقیں دلوادیں، یہ نکاح اور طلاق جائز و درست ہوا یا نہیں؟ بر تقدیر اول وضع حمل کے بعد جدید نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے، فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کر سکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت نہیں کر سکتا۔

لئلا یسقی ماء زرع غيرة ^۱ درمختار، و صحیح نکاح حبلی من زنا تنویر الابصار۔	تاکہ دوسرے کی کھیتی کو اپنے پانی سے سے سیراب نہ کرے۔ درمختار، زنا سے حاملہ کا نکاح صحیح ہے۔ تنویر الابصار (ت)

عدت زن شوہر وار پر ہوتی ہے، جب شوہر مرے طلاق دے اور ذات زوج کا حمل زوج ہی کا ٹھہرتا ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الولد للفراش وللعاہر الحجر^۳ (بچے کا نسب نکاح والے کے لیے ہے زانی کو محرومی ہے۔ ت) آیہ کریمہ میں "اولات الاحمال" سے یہی مراد ہے صدر کلام خاص صورت طلاق ارشاد ہوئی ہے اور اسی کی تفصیل فرمائی گئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ^۴ ۔	اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کو طلاق دیتے وقت ان کی عدت کا پاس کرو اور عدت کا شمار کرو۔ (ت)

حدیث مذکورہ بطلان نکاح حبلی من زنا پر ہر گز دلیل نہیں بلکہ اگر دلیل ہے تو صحت نکاح پر کہ فرمایا "فرق بینہما" معہذا ممکن ہے کہ وہ تفریق ارشادی ہو یعنی ایسی عورت رکھنے کے قابل نہیں، غرض صورت مستفسرہ میں عورت کا نکاح بیشک صحیح تھا اب اگر یہ شخص اس سے قربت کر چکا اس کے بعد طلاق دی، یا قربت نہ کی تھی تو ایک لفظ میں تین طلاقیں دیں، مثلاً یہ کہ تو تین طلاق سے مطلقہ ہے، تو ان دونوں صورتوں میں طلاق مغلطہ ہو گئی اور بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اور اگر ہنوز قربت نہ کی تھی اور متفرق لفظوں میں تین طلاقیں دیں مثلاً تجھ پر طلاق ہے طلاق ہے تو طلاق بائن ہوئی مغلطہ نہ ہوئی بے حلالہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۳۳ تا ۱۳۴۲: مرسلہ الف خاں صاحب مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ساگور یاست کوٹہ راجپوتانہ ۲۳ صفر ۱۳۳۵ھ

(۱) یہ کہ بیوگان کا عقد مابین ایام عدت سہواً ہو جائے تو یہ درست ہے کہ نہیں یا بعد گزر جانے ایام مذکورہ

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹/

^۲ درمختار شرح تنویر الابصار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹/

^۳ صحیح مسلم باب الولد للفراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۰/۴

^۴ القرآن ۱/۶۵

نکاح کیا جائے تو اس میں کسی کی اجازت درکار ہوگی، عورت خود اپنے اختیار سے نکاح پڑھ سکتی ہے یا اس کے رشتہ دار یا کسی اور شخص موجودہ کی اجازت درکار ہوگی

(۲) ایسی عورت جس کا خاوند مر جائے اس کا نکاح اس کے جیٹھ سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور وہ کیسی حالت میں اور کس وقت کن شرائط پر۔

الجواب:

عدت میں نکاح باطل و حرام محض ہے سہوگا ہو خواہ اقتصداً رہا، بعد عدت اگر عورت نابالغہ ہے تو اجازت ولی مطلقاً درکار ہے۔ اور اگر بالغہ ہے تو دو صورتیں ہیں جس سے نکاح کیا جاسکتا ہے اگر وہ اس کا کفو ہے یعنی مذہب نسب و چال چلن پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے اس کا نکاح اس کے اولیاء کے لیے باعث تنگ و عار ہو جب تو یہ خود اختیار رکھتی ہے اجازت ولی کی حاجت نہیں، اور اگر غیر کفو ہے اور عورت کا کوئی ولی شرعی نہیں جب بھی اپنے نفس کا اختیار ہے اور اگر ولی شرعی ہے مثلاً بیٹا یا باپ یا دادا پر دادا کی اولاد کا کوئی مرد بترتیب فرائض تو جب تک وہ پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر اس نکاح کی اجازت صراحۃً نہ دے گا عورت کے کئے نکاح نہ ہو سکے گا باطل محض ہوگا۔

یفتی فی غیر الکفو بعد مر جوازہ اصلاً بہ یفتی لفساد الزمان ^۱ درمختار۔	فساد زمان کی وجہ سے غیر کفو میں اصلاً نکاح نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ درمختار (ت)

(۲) بعد عدت جیٹھ سے نکاح جائز ہے جبکہ کوئی مانع مثل رضاعت یا مصاہرت یا جمع محارم نہ ہو اور نکاح کی وہی شرطیں ہیں جو ابتدائے نکاح میں ہوتی ہیں کوئی نئی شرط نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۵: از بلا سپور سی پی، مرسلہ جناب حاجی آدم جی حاجی یعقوب صاحبان ۱۶ شعبان ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں بعض علماء کہتے ہیں اگر جلسہ منگنی میں ایجاب و قبول ہوں تو بھی نکاح ہوگا اور شرط نکاح پائی گئی تو وہی جلسہ جلسہ نکاح ہوگا جیسا کہ درمختار^ع وغایۃ الاوطار میں ہے، اور بعض مولوی کہتے ہیں وہ جلسہ جلسہ نکاح نہ ٹھہرے گا

عہ: درمختار میں ہے: کذا انما متزوجك او جئتک خاطباً^۲ (یوں ہی اگر کہا، میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں یا میں تجھے نکاح کا پیغام دینے آیا ہوں۔ ت) غایۃ الاوطار میں ہے: "اس واسطے نکاح صحیح ہو جائے گا کہ مول چکانا نکاح میں رائج نہیں"^۳ ۱۲ (م)

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتہبی دہلی ۱۹۱۱

^۲ درمختار کتاب النکاح مطبع مجتہبی دہلی ۱۸۵۱

^۳ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار کتاب النکاح مطبع مجتہبی دہلی نوکھنور ۴۲

اور الفاظ ایجاب و قبول و شواہد اس جلسہ منگنی میں غیر معتبر ہوگا، کون فریق حق پر ہے اور بر تقدیر قول بعض مولوی صاحب اس عبارت عہ خلاصہ کے کیا معنی ہوں گے۔

الجواب:

عبارت خلاصہ کو اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں وہ اس امر میں ہے کہ ایجاب اگر نا متعین کے لیے واقع ہوا تو وہ نکاح صحیح نہیں اور متعین کے لیے واقع ہوا تو صحیح۔ اور اس مسئلہ میں حکم یہ ہے کہ ان الفاظ کو دیکھا جائے اگر وہ ایجاب قبول کے لیے متعین ہیں تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ جلسہ منگنی کا ہو اور اگر خطبہ و عقد میں متردد ہیں تو جلسہ کا اعتبار رہے گا۔ جلسہ منگنی کا ہے تو منگنی ٹھہرائیں گے، اور نکاح کا ہے تو نکاح۔ در مختار میں ہے:

و کذا هل اعطيتنيها ان المجلس للنكاح فنكاح وان للوعد فوعد ¹ - والله تعالى اعلم -	یوں ہی کہا "کیا تو نے اپنی لڑکی مجھے دی" نکاح کی مجلس میں نکاح اور وعدہ کی مجلس میں وعدہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۳۶: مرسلہ محمد اقبال و نور محمد صاحبان امام مسجد تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۹ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ مفصلہ ذیل میں، ایک لڑکے کی ایک جگہ منگنی ہوئی تھی نکاح سے پیشتر کچھ
عرصہ کے بعد لڑکے اور لڑکی کے والدین کے درمیان کسی خانگی امر کی وجہ سے نا موافقت پیدا ہو گئی جس سے لڑکی والے
نکاح دینے سے منکر ہو گئے لڑکے کے والد نے کسی طرح لڑکی کو ورغلا کر چوری بوقت رات لڑکی کو میکے سے

عہ: عبارت خلاصہ کی یہ ہے:

ابو الصغیر اذا قال زوجت بنتی فلانة من ابن فلان بكذا وقال فلان قبلت لابنی ولم یسم الابن ان کان له ابنان او اکثر لایجوز ان کان له ابن واحد صح ² (م)	نابالغہ کے باپ نے جب کہا میں نے اپنی بیٹی فلانی، فلاں کے بیٹے کو اتنے مہر میں دی، اس کے جواب میں دوسرے نے کہا میں نے اپنے بیٹے کے لیے قبول کی اور بیٹے کا نام ذکر نہ کیا، تو اگر اس کے بیٹے زیادہ ہوں تو نکاح نہ ہوگا اور اگر ایک ہی بیٹا ہو تو نکاح صحیح ہوگا ۱۲ (ت)

¹ در مختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۵۱ھ

² خلاصۃ الفتاویٰ کتاب النکاح مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵/۲

نکال لیا اور فرار کر کے لے آیا۔ لڑکی چونکہ بالغ ہے اس نے خود بخود شہر گوجرانوالے جاکر باوجود لڑکی کے والدین کی ناراضماندی اور عدم موجودگی کے اپنے لڑکے سے نکاح کرالیا، اس سے طرفین میں بہت سافساد برپا ہو گیا، جس کی نوبت کچھری تک پہنچی، یہ امر دینی مصلحت کے برخلاف ہوتا ہے۔ امید ہو سکتی ہے کہ ایسی دست درازی آئندہ بھی ایسی کارروائیوں اور فتنوں کی بانی ہو، جس کا انسداد واجب امر ہے۔ کیا ایسے رخنہ انداز آدمیوں کے لیے شریعت میں کوئی سزا مقرر ہے؟ مفصل حال سے آگاہی فرمائیں۔ فقط۔

الجواب:

بلاشبہ ایسے لوگ مفسد و فتنہ پرداز اور آبروریز فتنہ انگیز مستحق عذاب شدید و وبال مدید ہیں، معاذ اللہ اگر ایسی جراتیں روا رکھی جائیں تو ننگ و ناموس کو بہت صدمہ پہنچے گا، کم سے کم اس میں شاعت یہ ہے کہ بلاوجہ شرعی ایذاء مسلم ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذى مسلماً فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله ¹ ۔	جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

یہ نکاح جس سے ہوا اگر وہ عورت کا کفو نہیں یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم ہے کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے زن کے لیے باعث ننگ و عار ہے جب تو یہ نکاح کہ زن بالغہ نے بے رضائے ولی خود کیا سرے سے ہوا ہی نہیں باطل محض ہے، درمختار میں ہے:

ويفتى في غير الكفو بعدم جوازه اصلا به يفتى لفساد الزمان ² ۔	فساد زمان کی وجہ سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ (ت)

اور اگر کفو ہے تو والدین کو ناراض کر کے عورت کا بطور خود نکاح کر لینا خصوصاً وہ بھی اس طور پر جاکر عورت کے لیے سخت محرومی و ناراضی الہی کا باعث ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تو اب بھی نکاح نہ ہوا کہ ان کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح باطل ہے۔ یہ کیا تھوڑی شاعت ہے کہ ایک امام برحق کے نزدیک عورت بے نکاح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

¹ المعجم الكبير حديث مكتبة المعارف الرياض ٣/٤٣٧

² درمختار باب الولي بمقتضى دليل ١٩١/١

مسئلہ ۱۳۷:

بریلی خوبی محلہ مرسلہ عظیم اللہ صاحب

۴ شعبان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ بھجور کرایا گیا حالانکہ زید کی منشاء ہرگز نہ تھی جس کے چند شاہد موجود ہیں، بوقت ایجاب قبول کرنے کے زید نے "ہوں" مثل عورات کے کہا اور رخصت نہ ہونے پائی کہ زید اپنے مکان کو چلا گیا، اور اس سے قبل بھی تاریخ مقرر پر زید اپنے گھر سے فرار ہو گیا تھا تو اس صورت میں نکاح زید کا ہندہ کے ساتھ ہوا یا نہیں؟ مہر سے مزین فرمایا جائے۔

الجواب:

نکاح ہو گیا اگرچہ قبول میں صرف "ہوں" جبراً کہا ہو،

فان الاكراه ان تحقق لم يعمل فيما يستوى فيه الجد والهزل كالنكاح والطلاق والعنق فكيف ما ليس باكراه تعالی اعلم	جبر و اکراہ اگر پایا گیا تو ان امور میں موثر (عذر) نہیں بنے گا جن میں قصد و مذاق مساوی ہے مثلاً نکاح طلاق اور عنق اور اگر ان امور میں جبر نہ ہو پھر کیا کہا جائے۔ (ت) واللہ

مسئلہ ۱۳۸:

محمد رحیم بخش عبد الحمید صاحبان از قصبہ فترانگر ضلع گوڑگانوہ

۱۱ شعبان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید جبکہ بے ریش تھا اس کی نسبت (یعنی سگائی) ہندہ سے ہوئی تھی اور زید ہندہ کے مکان پر کسی وجہ سے رہتا تھا یا پرانی رشتہ داری کی وجہ سے رہتا تھا۔ ہندہ کی پھوپھی نے ہندہ کو گود لیا ہوا تھا یعنی ہندہ کی پھوپھی لا ولد یا بانجھ تھی، ہندہ کے گھر میں سوائے ہندہ کے پردہ نہیں کرتا تھا، ہندہ کی پھوپھی نے زید کے ساتھ اس قدر محبت بڑھائی جو کہ شفقت مادری سے زیادہ تر نظر آتی تھی، آخر کار زید سے سوال ہم بستی کا کیا، چونکہ اس زمانے میں زید بالکل بے خبر تھا یعنی خدا و رسول اور نماز و روزہ سے بالکل بے خبر تھا۔ غرض دونوں کے باہم ناجائز دوستی کئی سال تک رہی، یہاں تک کہ زید اور ہندہ کے والدین نے شادی کر دی، چونکہ میاں بیوی میں کمال درجہ الفت اور محبت ہوئی اور ہندہ کی پھوپھی سے کچھ تعلق نہ رہا۔ اب چونکہ شادی کو تقریباً اٹھارہ سال گزر گئے اور تین بچے بھی ہو گئے۔ آج تک زید کو اس بات کا خیال تک نہ آیا اب زید ایک بزرگ سے شرف بیعت ہو کر خدا اور رسول کی اطاعت میں کمر بستہ ہے اور اسی طرح ہندہ بھی پابند شرع ہے اور وہ بھی شرف بیعت ہو چکی ہے باوجود زید کو ہمیشہ کتب احادیث و فقہ سے کام رہتا ہے لیکن یہ مسئلہ آج تک اسکی نظر سے نہیں گزرا اور نہ کسی سے ذکر سنا نہ اس بات کا خیال تھا، اب زید کہتا ہے کہ اکسیر ہدایت کا مطالعہ کر رہا تھا اس میں باب النکاح پر نظر پڑی، اس میں یہ عبارت لکھی پائی کہ پھوپھی بھتیجی یک جائکاح میں حرام ہیں، جب سے زید نے یہ عبارت پڑھی دیوانہ اور پاگل سا ہو گیا ہے کیونکہ نہ عورت یعنی بیوی کو چھوڑنے کا یار ہے۔

اور نہ خدا و رسول کے حکم کے برخلاف ہو کر رہنے کی طاقت ہے، اگر اس کو چھوڑنا چاہتا ہے یا طلاق دینا چاہے تو اس کے والدین یہ دریافت کریں گے کہ ہماری لڑکی کی کیا خطا ہے۔ اور جدائی بھی نہایت شاق گزرے گی، مبادا کوئی اور آفت پیدا ہو، زید کی بدکرداریوں کی آج تک کسی کو خبر نہ ہوئی اب یہ رسوائی کیونکر لی جاوے، اب تمام کیفیت زید و ہندہ کی آنجناب میں ظاہر کر دی امید وار ہوں کہ آپ حکم شریعت سے بلا کسی لحاظ و مروت کے حکم فرماویں، اور اگر اس گناہ کا کفارہ ہو سکتا ہے تو وہ بھی بتلایا جائے۔ اور اگر زید و ہندہ میں جدائی کرانے کا حکم ہو تو تین لڑکیاں جو پیدا ہو چکی ہیں ان کو کیا کیا جاوے اور مہر ہندہ کا مبلغ ماہ بندھا وہ ادا کرنا ہو گا یا نہیں؟ حالانکہ ہندہ نے شب عروس کو اپنا مہر معاف کر دیا تھا۔

الجواب:

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ ¹	اللہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

والحمد لله رب العلمین، جو گناہ ہو اس سے توبہ کرے استغفار کرے، باقی جو توہمات دربارہ منکوحہ پیش آئے محض بے معنی ہیں، کسی عورت سے زنا کرنا اس کی بھتیجی بھانجی کو حرام نہیں کرتا، نہ ان کے نکاح میں کوئی خلل آتا ہے۔ خلاصہ و در مختار وغیرہا میں ہے:

وطی اخت امرأته لا تحرم علی امرأته ²	سالی سے زنا کرنے کی وجہ سے بیوی حرام نہیں ہوگی۔ (ت)

اکسیر ہدایت میں جو لکھا اس کا مطلب ہے کہ پھوپھی بھتیجی دونوں ایک شخص کے نکاح میں ہونا یہ حرام ہے مثلاً بھتیجی نکاح میں ہے تو جب تک وہ نکاح میں رہے یا اگر اسے طلاق دے دے تو طلاق کی عدت جب تک نہ گزرے اس وقت تک اس کی پھوپھی سے نکاح حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۹: مرسلہ سید عبد اللہ صاحب ڈاکخانہ پچھم گاؤں پڑہ بنگال ۱۵ شعبان ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد گواہ کے مقابل بالغہ نو مسلم عورت کو نکاح کیا تو درست ہے یا نہیں؟ از روئے مہربانی جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوویں اور مجھ کو سرفراز فرماویں۔

الجواب:

نکاح کے لیے دو مردوں یا ایک مرد و عورتیں گواہ ہونا لازم ہے۔ صرف ایک مرد کے سامنے ایجاب و

¹ القرآن ۲۵/۴۲

² در مختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مجتبیٰ دہلی ۱۸۸/۱

قبول کر لینے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۰: مسئلہ بہر اکلواز موضع کرن پورہ ڈاکخانہ سیوان ڈویژن ضلع سارن چھپرا ۱۵ شعبان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں

برادر	ہمشیرہ
سجاد میاں عمر تھینا ۲۱ یا ۲۲ برس	مسماۃ مولودن عمر تھینا ۱۳ یا ۱۴ برس دبھائی بن
مسماۃ زیتون دختر ہمشیرہ غنی خاں موجود کی اولاد ہیں	غفار پسر برادر

شادی گولاوٹ یعنی بد لین شرط پر میاں سجاد مذکور نے اپنا نکاح مسماۃ زیتون مذکورہ دختر غنی خاں سے کیا اور سجاد مذکور اپنے ہمشیرہ مسماۃ مولودن کا نکاح ساتھ غفار پسر غنی خاں سے کیا اور تاریخ شادی روانگی و آمد و بارات کا بعد نکاح مذکورین کے تاریخ دوسرا مقرر تھا کہ اس درمیان میں جب تین روز سجاد کے کہنے سے بارات جانے کو باقی تھے تب ہی مسماۃ زیتون اپنے باپ کے گھر سے باہر نکل گئی تب بعدہ غفار مذکور کی بارات بھی سجاد کے نہیں آئی۔ اب درمیان اس گھرانے اور اس گھرانے کے تکرار رنجار نجی تطویل کلامی پیش ہو گیا، سجاد کا مقولہ ہے کہ جب زیتون میرے گھر میں نہیں آئی تھی تب الحال بوجہ نقص شرط نکاح بد لین کے رہی اس خاندان کی بد چلنی وغیرہ ظاہر ہو جانے سے ہر گز ہم اپنی ہمشیرہ مولودن کو اس خاندان میں نہیں جانے دیا نہ اب آنے دیں گے اور نکاح مذکورین بوجہ شرط شکنی و عہد شکنی کے باطل ہو گیا، خدا نخواستہ مسماۃ مولودن کی جان کو کوئی نقصان پہنچ جاوے تو عجب نہیں ہے۔ عرض ہے صاف صاف فتویٰ اس کا حضور ارقام فرماویں، والسلام سجاد میاں، برادر مولودن ہمشیرہ ان لوگ کے والدین فوت کر گئے

الجواب:

نکاح میں کوئی شرط بدل کی نہ تھی اور ہوتی بھی تو نکاح شرط فاسد سے فاسد نہ ہوتا اور یہ بھی نہ سہی تو شرط نکاح زیتون تھا وہ ہو گیا، بہر حال مولودن غفار خاں کی منکوحہ ہے اور سجاد کو اس کے روکنے کا کوئی حق نہیں سجاد اپنی منکوحہ زیتون کو تلاش کر کے اپنے قبضہ میں رکھے اور نہ رکھنا چاہے تو طلاق دے، مولودن کے نکاح پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ واللہ تعالیٰ

اعلم

مسئلہ ۱۳۱: از بدایوں مولوی محلہ کو نچہ مولوی انوار حسین صدر اعلیٰ مکان بخش والا مرسلہ حبیب اللہ صاحب ۱۲ شوال ۱۳۳۵ھ

مسماۃ ہندہ دختر مسماۃ خالدہ بیوہ ہے۔ اس کے دو بچے نابالغ ہیں، زید پدر شوہر متوفی ہندہ کا

بچوں کو کھانے کو دیتا ہے مگر غیر کافی، ہندہ و خالده اپنی محنت کر کے بشمول زید بسر کرتے ہیں زید چاہتا ہے کہ ہندہ اس کے دوسرے لڑکے سے جس کی بیوی و اولاد موجود ہے عقد نکاح باندھنے پر رضامند ہو جائے مگر ہندہ و خالده رضامند نہیں دیگر اعزائے ہندہ عقد ثانی کو برا خیال کرتے ہیں۔ اور اگر ہندہ کی جوانی پر خیال کر کے رائے عقد کی دیتے ہیں تو ایسے شخص سے جس سے ہندہ و خالده کو اطمینان ہوتا ہے اب خالده ایک شخص ثالث سے جس سے ہندہ بھی رضامند ہے اور ایک جگہ رہتے ہیں اس طرح عقد کرنا چاہتی ہے کہ دو ایک شخص عزیز تیسرے آدمی جس سے عقد کرنا چاہتی ہے واقف ہوں، اور خود واقف ہوتا کہ ہندہ برے خیال و افعال سے بچی رہے اور اولاد کی بابت نزاع پیدا نہ ہو، تو اس طرح عقد ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بخيال مزید احتیاط شخص ثالث جس سے عقد نکاح پر رضامند ہے ہندہ کو خطبہ نکاح پڑھ کر ایجاب و قبول ہندہ سے کرا سکتا ہے یا عقد نکاح باندھنے کے واسطے شخص غیر کی ضرورت ہے؟

الجواب:

نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے شخص کی حاجت نہیں صرف مرد و زن ہوں اور ایک مرد و عورتیں عاقل بالغ مسلم کہ معاً دونوں مرد و زن کا ایجاب و قبول سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ مگر ہندہ اگر ولی نہیں رکھتی یعنی دادا پر دادا کی اولاد میں کوئی مرد عاقل بالغ جب تو اسے اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ ورنہ اگر یہ شخص جس سے نکاح کیا چاہتا ہے ہندہ کا کفو ہے یعنی مذہب نسب چال چلن پیشے کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے نکاح ہو نا ولی ہندہ کے لیے باعث ننگ و عار ہو جب بھی ہندہ مختار ہے۔ اور اگر کفو نہیں تو جب تک ولی پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر صراحۃً اجازت نکاح نہ دے گا نکاح ہو گا ہی نہیں اگرچہ ہزار اعلان کیا جائے علیہ الفتویٰ در مختار وغیرہ (فتویٰ اسی پر ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۲: از بہاری پور بریلی مسئلہ جناب مولوی نواب سلطان احمد خاں صاحب مورخہ ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ عرض در خدمت والیان شریعت محمدی و حامیان دین متین احمدی علمائے مقلدین مذہب حنفی یہ ہے کہ ایک شخص میرامام الدین نامی اپنی دختر عاقلہ بالغہ کا نکاح عبدالقدوس نامی کے ساتھ کر دیا، نکاح کا ایجاب و قبول ایک لائق شخص نے کرایا۔ بستی کے سب لوگ حاضر تھے مگر قاضی صاحب جلسہ میں موجود نہ تھے تو یہ نکاح جو غیر قاضی سے پڑھایا جائز ہو یا نہیں؟ اور ان دونوں قاضیوں کو کیا اختیارات ہیں اور اگر کسی شخص نے کسی خاص وجہ سے قاضی کو شادی میں دعوت نہیں دی تو اس پر کیا الزام آتا ہے، اور قاضی کا حق نکاح خوانی اس کو دینا چاہئے یا نہیں جبکہ قاضی سے پڑھوایا، بینوا بیانا و افیاء اجر کم اللہ اجر اکافیا۔

الجواب:

قاضی کوئی شرط نکاح نہیں، آدمی جس سے چاہے پڑھوایا چاہے مرد و زن دو گواہوں کے سامنے

خود ایجاب و قبول کر لیں اس نام کے قاضی کے لیے شرعاً کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اجرت کا مستحق، جبکہ نکاح دوسرے نے پڑھایا، نہ قاضی کو دعوت نہ دینے میں کوئی الزام، یہ نکاح خوانی کے قاضی اَسْمَاءُ سَبَّيْهُمُوهَا اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ^۱ (یہ اپنے بنائے نام ہیں، شرعی طور ان پر کوئی دلیل نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴۳: از بہرہ زنی ضلع بریلی مرسلہ حکیم ریاض الدین صاحب رضوی ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت بیوہ جو کہ اس کے چھوٹے بھائی کی زوجہ تھی اس سے نکاح کیا اور اب اس کے ساتھ میں ایک دختر نابالغ تھی اس دختر کا نکاح اس کے سوتیلے باپ جو اس کا پہلے تایا تھا اس نے اپنی ولایت سے نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ کر دیا لیکن لڑکی نکاح سے تاہنوز اپنے شوہر کے یہاں نہیں گئی اب ناکمین بالغ ہوئے تو نکاح اپنی منکوحہ کو اپنے گھر بلاتا ہے اور منکوحہ اس کے گھر جانے سے انکار کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ تیرا چال چلن ٹھیک نہیں ہے میں تجھ سے نکاح توڑ دوں گی، تو اس صورت میں لڑکی اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے یا لڑکے کو مجاز ہے کہ زبردستی اسے لے جائے اور ولایت اس کے سوتیلے باپ کی درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

سوتیلے باپ ہونا تو کوئی وجہ ولایت نہیں۔ ہاں چچا ہونا سبب ولایت ہے۔ اگر اس سے مقدم اور کوئی ولی نہ تھا اور یہ لڑکا جس سے اس نے اس لڑکی کا نکاح کیا مذہب نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم نہ تھا کہ اس سے اس لڑکی کا نکاح باعث ننگ و عار ہو تو نکاح ہو گیا، مگر اس لڑکی کو اختیار تھا کہ بالغہ ہوتے ہی فوراً اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے، جب تو اسے فسخ کرنے کا اختیار ہے، اور اگر ذرا دیر لگائی تو اب نکاح لازم ہو گیا اختیار فسخ نہ رہا، اور اگر وقت نکاح ہی اس لڑکے میں امور مذکورہ میں کوئی کمی تھی جس کے سبب اس لڑکی کا نکاح باعث ننگ و عار ہو، جب نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت! واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴۴ تا ۱۴۷: از دلیل گنج پرگنہ جہاں آباد ضلع پہلی بھیت مرسلہ منشی محب اللہ صاحب ضلع دار پشتر ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

وقت نکاح جو ایجاب و قبول کرائے جاتے ہیں اس میں اکثر اشخاص ایک دوسرے کے خلاف اعتراض کرتے ہیں۔ (۱) زید کی لڑکی کہ نام اس کا تم کو معلوم ہے اور بالفعل اس نام کی کوئی لڑکی اس گھر میں موجود نہیں ہے بعوض مہر شرعی اس قدر روپے اور اس قدر دینار سرخ سلطانی سکہ رائج الوقت سوائے نان نفقہ کے بیچ نکاح

تمھارے کے آئی، اور دی میں نے قبول کی تم نے۔

(۲) باقی عبارت سب وہی ہے صرف بجائے لفظ "سوائے" کے علاوہ استعمال کرتے ہیں۔

(۳) میں سب عبارت وہی ہے بجائے "سوائے" یا "علاوہ" کے لفظ "مع" استعمال کرتے ہیں

(۴) بعض شخص صرف یہ کہتے ہیں کہ بیچ نکاح تمھارے کے آئی اور دی میں نے اور بعض صرف لفظ "آئی" کہتے ہیں اور بعض شخص صرف لفظ "دی" کہتے ہیں، اس میں کون سا لفظ استعمال کرنا چاہئے، اب اعتراض اس لفظ پر ہے کہ جب لفظ سوائے نان نفقہ کہا گیا تو نان و نفقہ دو لہاکے ذمہ عائد نہ ہو بلکہ صرف روپیہ مہر کا عائد ہو جیسے کوئی شخص کہے کہ فلاں فلاں شے فلاں شخص کو دی گئی سوائے پگڑی کے یعنی پگڑی نہیں دی گئی، اس طرح لڑکی بالعوض اس قدر مہر کے نکاح میں دی گئی سوائے نان و نفقہ کے یعنی اس لڑکی کا نان و نفقہ دو لہاکے نکاح میں نہیں آیا، یہی اعتراض لفظ علاوہ کے کہنے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور جب لفظ مع نان و نفقہ کہا جاتا ہے تو معترض لوگ رجوع کرتے ہیں تعداد مہر کی طرف، اور کہتے ہیں کہ بالعوض اس قدر مہر شرعی مع نان و نفقہ کے کہنے سے نان و نفقہ مہر میں شامل ہو گیا، یعنی جب عورت نان و نفقہ پائے تو وہ مہر محراد یا جائے اور تعین مہر کا روپیہ اس نان و نفقہ کے حساب سے جب سب پا چکے تو پھر عورت نہ نان و نفقہ پانے کی مستحق رہی اور نہ زر مہر کی، گویا وہ بے نان و نفقہ اور مہر کے نکاح میں رہی، اپنے کھانے پینے کا انتظام عورت خود کرے، معزز فرمائے کہ ہر سہ الفاظ سوائے علاوہ مع کے استعمال کے نکاح درست ہوگا اور نان نفقہ بذمہ مرد عائد رہے گایا نہیں؟ اور کون سے لفظ کے استعمال سے نان نفقہ عائد ہوگا اور کون سے نہیں؟

الجواب:

یہ سب اوہام ہیں اور ان کی بحث فضول بھی، اوہام تو یوں ہیں کہ جو رقم ذکر کی جاتی صرف مہر کے لیے مقصود ہوتی ہے اور علاوہ اور ماسوائے اور مع یہ سب مہر کی صفتیں ہوتی ہیں یعنی وہ مہر کہ نان نفقہ سے علاوہ یا ان کے سوا یا ان کے ساتھ ہے علاوہ اور سوائے کے یہ معنی کہ اس کا وجوب ان کے وجوب پر زائد ہے اور مع کے یہ معنی کہ یہ اور وہ وجوب میں شریک ہیں یہی مراد ہوتی ہے اور یہ مفہوم، اور ان سے بحث فضول یوں کہ نان و نفقہ و مہر ایسی چیز نہیں کہ اگر بالقصد ان کی نفی بھی کی جائے تو منتفی ہو جائیں یا نکاح میں کچھ خلل آئے، نکاح شروط فاسدہ سے باطل نہیں ہوتا بلکہ وہ خود شرطیں ہی باطل ہو جاتی ہیں، اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کچھ نہ ہوگا جب بھی مہر لازم شرعاً ہوگا مہر مثل دینا آئے گا۔ اور اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان و نفقہ کچھ واجب نہ ہوگا جب بھی اپنی صورت وجوب میں ضرور واجب ہوگا کہ قبل وجوب اسقاط مہمل ہے۔ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مأبال اقوام یشترون بشر و لیس فی کتاب اللہ	ایسی قوم کا کیا حال ہو جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی
من اشتراط شرط لیس فی کتاب اللہ	اجازت کتاب اللہ میں کسی طرح نہیں، ایسی شرطیں

فہرردوان کانت مائتہ شرط شرط اللہ احق واثق ¹ ۔	سو بھی ہوں تو وہ مردود ہوں گی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جائز شرط زیادہ ثابت مضبوط ہے۔ (ت)

بالینمہ اگر ایسی عبارت چاہیں جس میں یہ ادہام پیدا نہ ہوں تو یوں کہیں بعوض اتنے مہر کے کہ نان و نفقہ کا وجوب اس کے علاوہ ہے تیرے نکاح میں دی اور "آئی" سے "دی" بہتر ہے کہ یہ انشا میں صریح ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۸: از مقام ہنگن گھاٹ محلہ نشان پورہ ضلع وردھامرسلہ محمد اسماعیل صاحب مورخہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ جناب مولانا صاحب مدظلہ السلام علیکم۔ مندرجہ ذیل میں شرع شریف کا کیا حکم ہے تحریر فرمائیں، اللہ آپ کو اجر نیک عطا کرے، زید نے عمرو کی لڑکی سے نکاح کیا، نکاح کے وقت کسی قسم کی شرط وغیرہ نہ تھی، لڑکی رخصت ہو کر گھر آئی، چند روز کے بعد لڑکی کا والد لڑکی کو اپنے مکان میں لے گیا اور اب زید سے اس بات کا طالب ہے کہ وہ ایک اسٹامپ اس مضمون کا تحریر کر دے کہ میں لڑکی کو اپنے وطن میں نہیں لے جاؤں گا یہیں اس کے والدین کے پاس اس شہر میں رکھوں گا، اگر زید اسٹامپ نہ لکھے گا تو لڑکی کی طرف سے میرا جواب ہے کہ اب میں لڑکی کو رخصت نہ کروں گا، دریافت طلب امور یہ ہیں کہ کیا عمرو کا یعنی لڑکی کے باپ کا یہ عذر معقول ہے اور وہ ایسی حالت میں لڑکی کو روک سکتا ہے؟

الجواب:

اگر مہر کل یا بعض بیٹگی دینا قرار نہ پایا تھا یا قرار پایا تھا اور وہ ادا ہو گیا تو لڑکی کے باپ کا یہ عذر بیجا ہے اور وہ اسے نہیں روک سکتا۔

قال اللہ تعالیٰ وَاَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ ² ۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیویوں کو اپنے ساتھ سکونت دو گنجائش کے مطابق۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں اگر کوئی صورت خاص ہو کہ سفر بہت طویل ہے اور وہاں تنہائی میں لڑکی کو ضرر رسانی کا ظن غالب ہے تو اس کے ثبوت پر بے بند و بست کافی، وہاں لے جانے کی اجازت نہ دیں گے۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَضَارُّوْهُنَّ لِتَضَيِّقُوْا عَلَيِهِنَّ ³ ۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کو تنگی دینے کے لیے ضرر مت دو، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

¹ صحیح بخاری کتاب الشروط فی الولاہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۷۷/۱

² القرآن ۶/۶۵

³ القرآن ۶/۶۵



وسلم لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	نے فرمایا: اسلام ضرر اور نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۹: مرسلہ شیخ فضل احمد صاحب درزی بازار کٹرہ متصل کارخانہ میز کرسی یعقوب خاں مورخہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلاء متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کے شوہر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی عدت گزرنے نہ پائی کہ عورت نے دوسرے شخص کے پاس جا کر کہا کہ تم میرے ساتھ نکاح کر لو ورنہ میں حرام کرنے پر تیار ہوں اس نے یہ خیال کر کے کہ عورت حرام کرنے سے خراب ہو جائیگی اور اس عورت کو سمجھایا کہ تیری عدت گزر جائے، بعدہ نکاح کر لینا مگر عورت نے کسی طرح نہ مانا لہذا اس شخص نے مجبوراً اس عورت سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ دیگر یہ کہ عرصہ آٹھ ماہ سے یہ عورت اسی شخص کے پاس ہے جس کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا، بایں وجہ شفقت و محبت دونوں میں حد اعتدال زیادہ ہو گئی کہ تھوڑی دیر کے واسطے بھی نگاہ سے اوچھل ہونا ایک کا دوسرے کو ناگوار خاطر ہوتا ہے۔ لہذا دوسرا نکاح اگر اس عورت کے ساتھ ناجائز ہو تو کس صورت سے جائز ہو اور خود بھی زوج و زوجہ پریشان ہیں کہ کیونکر نکاح ہو اور اکثر اوقات ہمبستر بھی ہوئے ہیں، بینواتوجروا

الجواب:

وہ نکاح نہ ہوا زناے خالص ہوا، ان مرد و زن پر فرض ہے کہ فوراً اجدا ہو جائیں، مرد اسے چھوڑ دے، پھر اگر پہلے کی طلاق کے بعد ابھی تین حیض نہ آئے ہوں تو انتظار فرض ہے یہاں تک کہ تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں اور اگر ختم ہو گئے ہیں اور یہ دوسرا اس سے نکاح چاہتا ہے تو چھوڑنے کے بعد فوراً کر سکتا ہے، اور اگر عورت کسی تیسرے سے نکاح چاہے تو یہ دوسرا جس دن چھوڑے اس کے بعد تین حیض شروع ہو کر ختم ہونا لازم ہے۔ اس سے پہلے تیسرے سے نکاح نہیں کر سکتی، درر میں ہے:

المطلقة اذا تزوجت في عدتها فوطئها الثاني فرق بينهما وتدخلتا عندنا ويكون مأتراة من الحيض محتسبا منهما جميعا واذا انقضت العدة الاولى ولم تكمل الثانية فعليها اتمام العدة الثانية ^۲ ۔	مطلقة عورت نے اگر عدت میں کسی دوسرے سے نکاح کیا اور اس دوسرے نے اس سے جماع کر لیا، تو دونوں میں تفریق کی جائے گی اور دونوں عدتیں متداخل ہو جائیں گی، اور آنے والا حیض دونوں کا مشترک ہوگا، اور جب پہلی عدت پوری ہو جائے اور دوسری عدت پوری نہ ہو تو دوسری کو تام کرے۔ (ت)

خانیہ و بحر و رد المحتار میں ہے:

^۱ المعجم الاوسط حدیث مکتبۃ المعارف الرياض ۹/۶

^۲ درر شرح غرر باب العدة احمد کامل الكائنه دار سعادت بیروت ۴۰۳/۱

اذا تمت عدة الاول حل للثاني ان يتزوجها بالغيرة ما لم تتم عدة الثاني بثلاث حيض من حين التفريق 1-	جب پہلی عدت پوری ہو جائے تو دوسرے خاوند کو اس سے نکاح حلال ہوگا، تفریق کے بعد جب تک دوسری عدت کے تین حیض مکمل ہو جائیں اس وقت تک کسی غیر کے لیے حلال نہ ہوگی۔ (ت)

مسئلہ ۱۵۰: از موضع بھوٹا بھوٹی بسوٹولانڈ ملک افریقہ مرسلہ جناب حاجی اسماعیل میاں بن حاجی امیر میاں صدیقی حنفی
 قادری

(۱) زید سوال کرتا ہے کہ خدا نے مرد کو حکم دیا دو دو تین تین چار چار، اور عورت کو کیوں نہیں ملا کہ تم دو دو تین تین چار
 چار مرد کرو۔

(۲) ایک شخص زانی عوت کافرہ کو اسلام قبول کروا کے نکاح کیا اب وہ عورت حاملہ ہے مگر اسی مرد سے جس کے ساتھ نکاح
 ہوا ہے۔ آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ اگرچہ حاملہ اسی سے ہو جب بھی نکاح جائز نہیں اور شاہد و حاضرین کا
 ٹوٹ جاتا ہے۔ مجموعہ خانی جلد ثانی ص ۳۹:

در ہدایہ و کافی آورده ست عورتے حربیہ در دارالاسلام آمد بر آں عورت عدت لازم نشود خواه اسلام در دار حرب آورد ہ باشد خواه نیاوردہ باشد و این قول امام اعظم ست رحمۃ اللہ علیہ۔ و نزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ عدت لازم شود، و باتفاق علماء برکنیز کہ در تاخت گیرند عدت لازم نیست فلما استبراء، لازم ست و اگر حربیہ کہ در دار اسلام آمدہ ست و حاملہ تا آن زمان کہ	ہدایہ و کافی میں ہے کہ اگر کوئی عورت دارالاسلام آجائے تو اس پر عدت لازم نہیں خواہ دارالحرب میں مسلمان ہوئی یا نہ ہوئی، یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس پر عدت لازم ہے اور جنگ میں گرفتار شدہ لونڈی پر عدت لازم نہیں ہے۔ یہ سب کا اتفاق ہے، اس پر صرف استبراء لازم ہے، اگر کوئی حاملہ عورت دارالحرب سے دارالاسلام آئی تو وہ بچہ کی پیدائش سے قبل نکاح نہیں کر سکتی، امام صاحب نے ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ وہ نکاح کر سکتی ہے لیکن بچے کی پرورش سے قبل اس سے جماع جائز نہیں ہے جس طرح زنا سے

¹ رد المحتار باب العدة مطلب فی وطی المعتدة بشبهة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۰۹

حاملہ سے نکاح جائز مگر بچے کی پیدائش سے قبل اس سے جماع جائز نہیں ہے۔ اگر خاوند بیوی سے کوئی ایک مرتد ہو جائے تو دونوں کی فرقت ہوگی لیکن طلاق نہ ہوگی، یہ قول امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر صر ف خاوند مرتد ہو جائے تو فرقت ہو جائے گی طلاق نہ ہوگی، تو خاوند کے مرتد ہونے کے بعد اگر اس نے بیوی سے جماع کیا تو مکمل مہر لازم ہوگا، اور مرتد ہونے کے بعد جماع نہ کیا تو مہر اور نفقہ لازم نہ ہوگا، بشرطیکہ عورت خود اس کے گھر سے علیحدہ ہو چکی ہو اور اگر اس کے گھر میں ہو تو نفقہ مرد پر لازم ہوگا، (ت)	فرزند نزاہد نکاح نہ کند دیگر روایت از امام آنست کہ نکاح درست ست اگر حاملہ باشد فاما نزدیکی بآں عورت شوہر نہ کند تاآں زمان کہ فرزند نزاہد چنانچہ عورت را از زنا حمل ماندہ ست خواستن اور واست و نزدیکی کردن روا نیست تاآں زمان کہ فرزند نزاہد واگر یکے از میان زن و شوہر مرتد شد فرقت میاں ایشان واقع شود فاما طلاق واقع نشود ایں امام اعظم امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ و نزدیک امام محمد اگر مرتد شدہ است فرقت واقع شدہ است بے طلاق پس اگر مرد مرتد شدہ است و بازن نزدیکی کردہ باشد تمام مہر بر او لازم شود اگر نزدیکی نہ کردہ است چیزے از مہر لازم نشود و نفقہ نیز لازم نشود اگر خود از خانہ مرد بیرون آمدہ باشد و اگر خود از خانہ مرد بیرون نیا مدہ باشد نفقہ بر مرد لازم شود¹

الجواب:

- (۱) اللہ عزوجل فرماتا ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ² بیشک اللہ عزوجل بے حیائی کا حکم نہیں فرماتا۔ ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیائی ہے، جسے انسان تو انسان جانوروں میں بھی جو سب سے خبیث تر ہے یعنی خنزیر وہی روا رکھتا ہے۔ حرمت زنا کی حکمت نسب کا محفوظ رکھنا ہے، ورنہ پتانہ چلے کہ بچہ کس کا ہے۔ اگر عورت سے دو مردوں کا نکاح جائز ہو تو وہی قباحت کہ زنا میں تھی یہاں بھی عائد ہو معلوم نہ ہو سکے کہ بچہ کس کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۲) جسے زنا کا حمل ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ اور وہ شوہر دار نہ ہو اس سے زانی و غیر زانی ہر شخص کا نکاح جائز ہے فرق اتنا ہے کہ غیر زانی کو اس کے پاس جانے کی اجازت نہیں جب تک وضع حمل نہ ہو لے، اور جس کا حمل ہے وہ نکاح کرے تو اسے قربت بھی جائز، در مختار میں ہے:

زنا سے حاملہ کا نکاح صحیح ہے اگرچہ اس سے وطی اور اس سے متعلقہ امور حرام ہیں جب تک وہ بچے کو جنم نہ دے	صح نکاح حبلی من زنا وان حرم وطؤها و دواعیہ حتی تضع لئلا

¹ مجموعہ خانی

² القرآن ۲۸/۷

یسقی ماءہ زرع غیرہ اذ الشعر یثبت منه ولونکح الزانی حل له وطؤها اتفاقاً ^۱ ۔	تاکہ اس کا پانی غیر کی بھتی کو سیراب نہ کرے یہ اس لیے کہ جماع سے حاملہ کے بچے کو بال اگتے ہیں، اور اس سے خود زانی نے نکاح کیا تو اس کو جماع بھی جائز ہے۔ (ت)

زید کا قول محض غلط ہے اور اس کا کہنا اگرچہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں شریعت پر افتراء ہے بلکہ صحیح و مفتی بہ یہ ہے کہ اگرچہ حمل دوسرے کا ہو جب بھی نکاح جائز ہے اور اس کا کہنا کہ شاید و حاضران محفل کے ٹوٹ جاتے ہیں افتراء بر افتراء ہے، مجموعہ خانی سے جو عبارت اس نے نقل کی ہے صراحۃً اس کے خلاف ہے۔

اگر عورت راز زنا حمل ماندہ است خواستن اور واست و نزدیکی کردن روا نیست تا آنکہ نزاید۔	اگر عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس سے نکاح جائز اور جماع جائز نہیں جب تک بچے کو جنم نہ دے دے۔ (ت)

اور وہ جو اسی سے نقل کیا کہ:

حربیہ کہ دار الاسلام آمدہ است وحملہ تا نزاید نکاح نہ کند ^۲ ۔	حربی عورت اگر دار الاسلام آجائے اگر حاملہ ہو تو بچے کی پیدائش تک وہ نکاح نہ کرے۔ (ت)

یہ اس میں ہے کہ حربی کافر کی حاملہ عورت دار الاسلام میں آکر مسلمان ہو گئی نہ کہ حمل زنا میں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۲: از (برہما) ذاک خانہ چیگانگ محلہ میڈنگ ضلع اکیاہ مرسلہ محمد عمر صاحب ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی الفتاویٰ قاضی خاں وان ترک الجمعة ثلاث مرات یصیر فاسقاً کذا ذکر فی بعض المواضع و بہ اخذ شمس الاثنبہ السرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ و ذکر فی بعض المواضع انه یبطل العدالة انتھی، وان ترک الصلوة بالجماعة ولم یستعظم ذلك کما یفعل بہ العوام بطلت عدالتہ	حضرات علمائے کرام اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، آپ کا کیا حکم ہے کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ اگر کسی نے تین جمعے ترک کردئے تو وہ فاسق ہوگا، یوں ہی بعض مقامات پر مذکور ہے جس کو شمس الاثمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے اور بعض مقامات پر انھوں نے ذکر کیا کہ اس کی عدالت ختم ہو جائے گی اہ اور اگر کسی نے نماز باجماعت کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ترک کیا جیسا کہ عوام کرتے ہیں تو اس کی عدالت باطل

^۱ درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مجتہدانی دہلی ۱۸۹۱

^۲ مجموعہ خانی

وان ترکھا متاً ولبان کان یضلل او یفسق لایبطل عدالتہ ولا یقبل شہادۃ من کان معروفاً بالکذب^۱ انتھی وفی الدرالمختار لاتقبل شہادته الابتاویل بدعة الامام او عدم مراعاته^۲ اھ	ہو جائے گی اور اگر اس نے اہمیت کے باوجود کسی تاویل و عذر کی بنا پر مثلاً امام کو گمراہ یا فاسق قرار دیتے ہوئے جماعت ترک کردی تو اس کی عدالت باطل نہ ہوگی، اور جو شخص جھوٹ بولنے میں مشہور ہو جائے تو اس کی شہادت مقبول نہیں اھ اور در مختار میں ہے کہ ایسے شخص کی شہادت مقبول نہ ہوگی، الا یہ کہ وہ تاویل اور عذر مثلاً امام کے بدعتی ہونے یا شرعی امور کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے جماعت ترک کرے۔ اھ (ت)

جب ان لوگوں کی عدالت باطل ہو گئی تو بوقت نکاح و طلاق شہود بنانے سے نکاح و طلاق صحیح ہوگا یا نہیں، چونکہ در مختار میں ہے: شہود عادل عند الشافعی^۳ (امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عادل گواہ ہوں۔ ت) شہود عادل شرط ہے، اور رجعت کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَشْهَدُواذَوِیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ^۴ (دو عادل گواہ بناؤ۔ ت) اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لانکاح الا بولی وشاہدی عدل^۵ (ولی کے بغیر نکاح نہیں، اور دو عادل گواہوں کے بغیر بھی۔ ت) اس عبارت مرقومہ اور بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسق کو نکاح وغیرہ میں شہود بنانا معتبر نہیں، جب معتبر نہیں ہے تو ثانیہ تجدید نکاح کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

بلاشبہ بلا عذر ترک جمعہ اور ترک جماعت کی عادت موجب فسق و مقطع عدالت و وجہ رد شہادت ہے مگر نکاح میں جو شاہدین کی شرط ہے یہ وقت ادائے شہادت نہیں کہ عدالت کی حاجت ہو بلکہ وقت تحمل شہادت ہے اور اس میں عدالت کچھ ضرور نہیں، حنفی مذہب میں تصریح ہے کہ شاہدین نکاح اگر فاسق بھی ہوں حرج نہیں، در مختار میں ہے: ولو فاسقین او محدودین فی قذف^۶ (اگرچہ دو گواہ فاسق ہوں یا قذف کی حد لگائے گئے ہوں۔ ت)

^۱ فتاویٰ قاضی خان کتاب الشہادات نوکثور لکھنؤ ۵۳۲/۳

^۲ در مختار باب الامامة مطبع مجتبائی دہلی ۸۲/۱

^۳ رد المحتار مع در مختار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۲/۲

^۴ القرآن ۲/۲۵

^۵ السنن الکبریٰ للبیہقی لانکاح الابشاہدین وعادلین دار صادر بیروت ۱۲۵/۷

^۶ در مختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۷/۱

حدیث میں ارشاد ہوا: لانکاح الابوی وشاہدی عدل (ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں۔ ت) نفی بمعنی نہی ہے اور منافی صحت نہیں بلکہ ہمارے نزدیک یہ نہی ارشادی ہے کہ بالغہ کے نکاح میں ولی بھی شرط نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم مسئلہ ۱۵۳: از شمس آباد ضلع کیمیل پور علاقہ انک مرسلہ مولوی قاضی گیلانی صاحب ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

بحضور لامع النور، موفور السرور، قاطع الشرور والفسق والفجور حضرت عالم اہل السنۃ والجماعۃ مجدد مائتہ حاضرہ زید مجد ہم! بعد نیاز بے آغاز حضور نے فرمایا تھا کہ کتب خانہ فیض نشانہ میں عینی ہدایہ نہیں ولہذا دو ورق بقدر حاجت ارسال خدمت فیض درجت ہیں، مسئلہ خطبہ و نکاح بغیر کفو میں اس ملک کے علماء سخت مخالف ہیں بعض کتب عربیہ و فارسیہ قلمی غیر مشہور میں لکھا ہے کہ تقسیم فواکہ و شکر با فاتحہ خوانی بلا ایجاب و قبول کے یا وعدہ کہ میں تم کو اپنی بیٹی دوں گا یا اس ارادہ پر کوئی تحفہ خوردنی یا پوشیدنی لیا تو بھی مثل ایجاب و قبول کے موجب انعقاد نکاح ہو گیا اور حدیث تحرم الخطبہ علی خطبۃ اخیه^۱ (بھائی کی مگنی پر مگنی حرام ہے۔ ت) سے ان عبارتوں کو اور بھی تاکید دیتے ہیں اور عینی شرح ہدایہ کی عبارت کتاب النکاح میں لان الخطبۃ التزوج^۲ (کیونکہ مگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے۔ ت) ان کے مدعا کی پوری مثبت ہے ان کے نزدیک ایجاب و قبول لفظی یا کوئی قول و فعل اس پر دال ہو موجب نکاح ہے اگرچہ فتاویٰ مہدیہ وغیرہ کتب کی عبارتیں ان کو بارہا دکھائی گئیں مگر وہ لوگ قاصر الفہم اپنی ہٹ سے باز نہیں آتے اور اس کا نام احتیاط فی الفروج رکھا ہے۔ حضور نے ایک بار فرمایا تھا کہ قلم ناسخ کی غلطی معلوم ہوتی ہے، اور صحیح عبارت "لان الخطبۃ للتزوج" معلوم ہوتی ہے حضور کی یہ درفشانی نہایت اوفق و اوجہ ہے مگر عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ خطبہ کے متعلق کل مابہا و ما علیہا مع ازالہ اوہام و ابانتہ مرام امحاث کے ساتھ بقدر چار پانچ ورق کے بزبان عربی حضور ارشاد فرمائیں۔ دوسری عبارت عینی کی:

وعنه في الرجل يشرب الشراب او هو حائك يفرق بينهما وفي البسيط ذهبت الشيعة الى ان نكاح العلويات ممتنع على غيرهم مع التراضي قال السروجي وهما قولان باطلان ^۳ انتهي۔	عینی سے روایت ہے کہ جو شراب کا عادی یا جو لاہا ہے تو دونوں کی تفریق کر دی جائے گی، اور بسیط میں ہے کہ شیعہ کا مذہب ہے کہ علویات (سیدزادیوں) کا نکاح ان کے اولیاء کی رضامندی کے باوجود بھی غیر سے ممنوع ہے، سروجی نے کہا: یہ دونوں قول باطل ہیں انتھی۔ (ت)

^۱ صحیح مسلم باب تحریم الخطبۃ علی خطبۃ اخیه قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۴۲

^۲ عینی شرح ہدایہ فصل فی الحداد مکتبہ امدادیہ مکرمہ ۴/۳۳۴

^۳ عینی شرح ہدایہ فصل فی الکفاء مکتبہ امدادیہ مکرمہ ۱۰۲/۲

اور عبارت تو اس سے پہلے صاف ہے ہمارے مرجع ہی میں شبہ ہے۔ اگر اس قاعدہ اکثر یہ پر کہ اصل مرجع میں مذکور قریب ہے قریب کے دو قول لیے جائیں جو کہ ایک شارح و حاکم کا دوسرا شیعہ والا ہے۔ تو اگرچہ شیعہ کے قول کا بطلان ظاہر ہے کہ ظاہر روایت میں بغیر تراضی اولیاء بھی نکاح درست ہے باوجود ثبوت اعتراض للولی، اور بروایت نوادر نا درست ہے، لفساد الزمان فلم یکن ممتعا (اس کی وجہ زمانے کا فساد ہے لہذا اصلاً ممنوع نہ ہوا) مگر شارح الشراب یا حاکم سے اگر اعلیٰ قوم کی عورت نے بغیر تراضی اولیاء کے نکاح کر لیا تو ظاہر روایت ہی کی رو سے تو تفریق کی جائے گی جیسا کہ کل متون و شروح و فتاویٰ میں مذکور ہے پس اس کے بطلان کی وجہ کیا ہے، سروجی حنفی مذہب کا ہے یا کہ غیر، اور کس طبقہ کا ہے، اور اس کی عبارت کا صاف مطلب کیا ہے، ملک خراساں کے اکثر حصص میں اکثر علمائے احناف اس کے قائل ہیں کہ سید زادی کا نکاح ہر شخص شریف و رذیل کے ساتھ درست ہے ولی راضی ہو یا خفا۔ اور فقہ کی کل کتابوں سے انماض کر کے صرف دو عبارتوں پر مصر ہیں ایک آیت سورہ احزاب کے اول رکوع میں؛

النَّسِیْ اُولَیِّ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ ^۱ الخ	نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنین کی جانوں سے بھی ان کے لیے قریب تر ہیں اور آپ کی ازواج پاک مومنین کی مائیں ہیں الخ (ت)

کہ تحریم ازواج مطہرات کی رسول اللہ و ازواج کی بنات و اخوات و خالات کی طرف متعدی نہیں، جیسا کہ مدارک و خازن و احمدی و روح البیان وغیرہ میں ہے۔ اور دوسری عبارت قال السروجی الخ جو کہ ابھی عینی سے نقل ہوئی ان کو جواب دیا گیا ہے کہ ظاہر روایت و نوادر سے یہ عبارت مخالف نہیں کیونکہ ظاہر روایت میں بھی درست ہے مع اعتراض ولی، اور نوادر میں جو نادرست ہے تو وہ بوجہ فساد زمانہ ہے فلا تعارض ولا تصادم (ظاہر اور نادر روایت میں تعارض و تصادم نہیں ہے۔ ت) اس کے متعلق بھی حضور لامع النور کچھ تحریر فرمائیں

الجواب:

بملاحظہ شریفہ مولانا المسجل المکرم ذی المجد والفضل والکرم مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب دامت معالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عبارت بنایہ صفحہ ۱۰۲ بہت صاف ہے۔ اوپر کی روایت سے موازنہ کر کے اس روایت کا مطلب واضح ہوتا ہے، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو روایتیں ذکر کریں، اول

^۱ القرآن ۶/۳۳

لابد من اعتبار الكفاءة ولا يسقط الابتراضى الولی	كفو کا اعتبار ضروری ہے صرف ولی اور خود لڑکی کی رضا سے اس کا اعتبار ساقط ہو سکتا ہے۔ (ت)

والمرأة^۱۔

یہ ہمارے مذہب کے موافق ہے حتیٰ کہ روایت حسن مفتی بہا کے بھی کہ اس میں بھی اگر بالغہ برضائے ولی قبل النکاح عالماً بعدم الکفاءة غیر کفو سے نکاح کرے گی صحیح و نافذ ہوگا اور حق اعتراض بھی نہ رہے گا۔ دوسری:

وعنه في الرجل يشرب الشراب او هو حائك يفرق بينهما ^۲ ۔	انہی سے مروی کہ شراب کا عادی یا جولاہا ہو تو دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ (ت)

یہ مطلق ہے وہ استثنائے تراضی یہاں نہیں بھی وہ استثناء ہو تو دونوں روایتیں ایک ہو جائیں لاجرم اس کے اطلاق کا یہ حاصل کہ لحاظ کفائت تھا لشرع لازم تراضی زن و ولی سے بھی ساقط نہ ہوگا، اور گوسب کی رضا سے ایسا نکاح ہو قاضی جبراً علیہم تفریق کر دے گا، جیسے ہمارے یہاں بنت مسوسہ بشوت سے برضائے زن و اولیاء نکاح کرے یفرق بینہما (دونوں میں تفریق کر دی جائے گی، ت) یہی حکم روافض نے دربارہ علویات دیا کہ دوسرے سے اگرچہ قرشی ہو علویہ کا نکاح اگرچہ برضائے کل ہو ممتنع ہے۔ ان دونوں قولوں کو امام سروجی فرماتے ہیں، باطلان (دونوں باطل ہیں، ت) اور وہ بیشک باطل ہیں، اگر بالغہ برضائے ولی حائک سے نکاح کر لے لایفرق بینہما (دونوں میں تفریق نہیں کی جائے گی، ت) اور علویہ بالغہ قرشی غیر علوی سے نکاح کرے اگرچہ بے رضائے ولی یا غیر قرشی سے برضائے ولی لایمتنع (منع نہیں کیا جائے گا۔ ت) امام سروجی ابوالعباس احمد قاضی مصر متوفی ۱۰۷۰ھ صاحب غایہ شرح ہدایہ اجلہ علمائے حنفیہ سے ہیں، اس وقت تو فقیر نے قیاس سے گزارش کیا تھا کہ الخطبة للتزوج (منگنی نکاح کے لیے۔ ت) ہوگا، اب کتاب کا ورق کہ جناب نے بھیجا دیکھ کر یقین کرتا ہوں کہ بیشک لام ہی ہے۔ کاتب نے اس کتاب کو نسخ نہ کیا مسخ کیا ہے اسی لیے میں نے نہ خریدی، خطبہ کا غیر نکاح ہونا ایسا روشن ہے جیسے صبح کا غیر شمس ہونا حاشایہ احتیاط فی الفروج نہیں بلکہ احتیال فی الفروج ہے کہ منگنی ہوتے ہی منکوحہ بنالیں ولا یقول بہ جاہل فضلاً عن فاضل (کوئی جاہل بھی یہ بات نہ کہے گا چہ جائیکہ کوئی فاضل کہے۔ ت) کس قدر کثرت وافرہ سے نصوص ملیں گے جو خطبہ و تزوج کی مابین ثابت کریں گے۔

ولیس یصح فی الاعیان شیعی اذا احتاج النہار الی دلیل

(دن کی موجودگی بھی اگر کسی دلیل کی محتاج ہو تو پھر دنیا میں کوئی چیز ثابت نہیں قرار پائے گی۔ ت)

^۱ البنایہ شرح ہدایہ فصل فی الکفاءة مکتبہ امدادیہ مکرّمہ ۱۰۲/۲

^۲ البنایہ شرح ہدایہ فصل فی الکفاءة مکتبہ امدادیہ مکرّمہ ۱۰۲/۲

حدیث تحریم الخطبة علی خطبة اخیه¹ (بھائی کی منگنی پر منگنی حرام ہے۔ ت) اس کی تائید جہل شدید، ورنہ حدیث یحرم السوم علی سوم اخیه² (بھائی کے لگائے ہوئے بھاؤ پر بھاؤ لگانا حرام ہے۔ ت) سے نفس سوم کو عقد بیع کر لیں گے۔ بنایہ کی پہلی عبارت لاینبغی ان تخطب المعتدة لان الخطبة للتزوج ونکاح المعتدة لایجوز³ (عدت والی عورت کو منگنی کا پیغام دینا مناسب نہیں، شرح میں ہے۔ کیونکہ منگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے جبکہ عدت والی کو نکاح جائز نہیں۔ ت) تو ظاہر ہے کیا نکاح معتدہ کو "لاینبغی" کہا جاتا اس کی تحریم تو محرمات میں گزری، یہاں کاتب نے "لان" چھوڑ دیا ہے متن نے دو مسئلے بیان فرمائے ایک خطبہ صریحہ اسے منع فرمایا، شارح اس کی دلیل بتاتے ہیں کہ خطبہ تو بغرض تزوج ہی ہے اور تزوج معتدہ حرام، دوسرا خطبہ بالکناہ، اسے جائز فرمایا کہ لا بأس بالتعریض فی الخطبة⁴ (عدت والی کو کناہ کے طور پر منگنی کے پیغام میں کوئی ممانعت نہیں۔ ت) یعنی خطبہ ہو مگر نہ الفاظ صریحہ میں بلکہ کناہ تو حرج نہیں۔ کیا کوئی مسلم بلکہ کوئی عاقل اس کے یہ معنی لے سکتا ہے کہ معتدہ سے نکاح بالکناہ جائز ہے حاشا للہ! دوسری عبارت:

ای لایجوز ان یقول صریحاً اریدان انکحک واخطبک لان الخطبة للتزوج کما ذکرنا ⁵	یعنی صراحۃً یہ کہنا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ یا میں تجھے پیام نکاح دیتا ہوں، ناجائز ہے کیونکہ منگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا (ت)

جس میں کاتب نے "ای" کا "ان" اور للتزوج کا التزوج لکھا ہے اس میں ان صاحبوں کو غالباً یہ دھوکا لگا کہ اخطب کہ منصوب پڑھا اور اخطب پر معطوف اور "ارید" کے تحت میں داخل مانا کہ یہ کہنا جائز نہیں کہ میں تجھ سے خطبہ کرنا چاہتا ہوں یوں سمجھ لیا خطبہ تزوج ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اخطب مرفوع دکائی اور اس کا عطف "ارید" پر ہے یعنی یہ کہنا جائز نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کیا چاہتا ہوں نہ یہ کہنا جائز ہے کہ میں تجھے خطبہ کرتا یعنی پیام نکاح دیتا ہوں پھر اس کے صریح ہونے کی وجہ فرماتے ہیں کہ خطبہ تزوج ہی کے لیے ہوتا ہے تو "اخطبک" کے معنی بعینہ وہی ہوئے کہ "اریدان انکحک" آئیہ کریمہ کی مثل امہات تحریم ابدی عام کے لیے ہے، یہ بیشک ازواج مطہرات سے خاص ہے ورنہ ختنین کریمین سے تزویج بنات مکرمات نہ ہو سکتی اس سے یہ لازم سمجھنا کہ غیر ازواج مطہرات

¹ صحیح مسلم باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۵۴/۱

² صحیح مسلم باب تحریم البیع علی بیع اخیه الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۲

³ البنایہ شرح ہدایہ فصل فی الحداد مکتبہ امدادیہ کھلمکرمہ ۴۳۴/۲

⁴ البنایہ شرح ہدایہ فصل فی الحداد مکتبہ امدادیہ کھلمکرمہ ۴۳۴/۲

⁵ البنایہ شرح ہدایہ فصل فی الحداد مکتبہ امدادیہ کھلمکرمہ ۴۳۴/۲

میں حل مطلق ہے سخت جہل ہے کہاں تحریم مطلق کی نفی کہاں حل مطلق کا اثبات، یعنی سالبہ کلیہ کا نفیض موجبہ کلیہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۴: از موضع بن ضلع پٹنہ مرسلہ جناب سید مظفر حسین صاحب مورخہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بالغہ لڑکی ہندہ کی نسبت عمرو سے مقرر کی اور بکر کو وکیل بالنکاح اور نکاح مقرر کر کے خط لکھ بھیجا کہ ہندہ کا نکاح عمرو سے اکیس ہزار روپے دین مہر پر کردو، ان تمام باتوں کی اطلاع ہندہ کو ہے اگرچہ اجازت ہندہ سے موافق دستور ہندستان نہیں مانگا گیا اور ہندہ کی کسی حرکات و سکنات سے عدم رضامندی اور ناراضگی بھی ظہور میں نہ آئی، بکر نے اکیس ہزار دین مہر پر عمرو سے ہندہ کا نکاح کر کے زید کے پاس خط لکھ بھیجا کہ فلاں تاریخ عمرو سے ہندہ کا نکاح اکیس ہزار پر کر دیا آپ لڑکی کو خبر کر دیجئے، زید نے اپنی لڑکی کو اطلاع دلوا یا تو لڑکی نے قبول کر لیا، نکاح ایسی صورت میں قبول ہوا اور تجدید کی ضرورت تو نہیں ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اگر صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح صحیح و تام و نافذ و لازم ہو گیا، اگر کوئی مانع شرعی مثل فساد مذہب وغیرہ نہ ہو تجدید کی حاجت نہیں فان الاجازۃ اللاحقۃ کالوکالہ السابقتہ^۱ کما فی الخیریہ وغیرہا (کیونکہ بعد کی اجازت پہلی وکالت کی طرح ہے۔ جیسا کہ خیر یہ وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ فتاویٰ خیر یہ فصل فی نکاح الفضولی دار المعرفۃ بیروت ۲/۷۷



باب المحرمات (محرمات کا بیان)

مسئلہ ۱۵۵: ۱۹ رجب ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنے ابن الامین زید کو دودھ پلایا، اب زید کا نکاح اپنی نواسی لیلیٰ بنت سلمیٰ سے کیا جاہتی ہے آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ہر گز جائز نہیں کہ جب زید نے اپنی دادی کا دودھ پیا تو وہ اس کی ماں ہوئی، اور جب وہ اس کی ماں ہوئی تو اس کی ساری اولاد خواہ اس دودھ سے پہلے پیدا ہوئی ہو یا بعد، سب اس کے بھائی بہن ہوئے، اور جب وہ سب بہن بھائی ہیں تو ان کی بیٹیاں اس کی بھتیجیاں بھانجیاں ہیں، بس لیلیٰ بھی کہ سلمیٰ بنت ہندہ کی دختر ہے زید کی بھانجی ہے اور زید اس کا ماموں ہے۔ اور ماموں بھانجی کا نکاح کہیں حلال نہیں۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

دودھ پینے والے بچے رضاعی ماں باپ اور ان کے اصول و فروع حرام ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر وہ دودھ پلانے سے قبل یا بعد اس نے کوئی بچہ جتنا ہو یا کسی کو دودھ پلایا ہو تو وہ سب اس کے بھائی بہن ہوں گے اور ان کی اولاد اس کے بھتیجے اور بھتیجیاں اور بھانجے اور بھانجیاں ہوں گی۔ اھ
ملخصاً (ت)

یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفرو
عہما حتی المرضعة لو ولدت قبل هذا الارضاع
اوبعدہ وارضعت رضیعہا فالکل اخوة الرضیع
واخواتہ واولادہم اولاد اخوتہ واخواتہ^۱ اھ ملخصاً۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الرضاع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۴۳

اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض مدعیان علم کا یہ خیال کہ سہلی اور لیلیٰ زید سے پہلے پیدا ہوئی تھی تو دودھ میں شرکت نہ ہوئی، نہ سہلی اس کی بہن نہ لیلیٰ اس کی بھانجی ٹھہری، محض جہالت فاحشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۶: از خیر آباد مرسلہ حسین بخش صاحب رضوی یکم ربیع الاول ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو بکر کی بیٹی بیاہی ہے اور بکر نے دوسری عورت سے نکاح کیا، بعدہ بکر مر گیا، اب زید چاہتا ہے کہ اپنی سوتیلی خوشدامن سے نکاح کرے، یہ نکاح موافق حاشیہ عینی کے جائز ہے یا نہیں؟ اور زن مذکورہ قولہ تعالیٰ "وَأَقْمَتُ نِسَاءَ بَنِيكُمْ" میں داخل ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو را

الجواب:

نکاح مذکور بیشک جائز ہے۔ قال اللہ عزوجل: وَأَحِلُّ لَكُمْ مِمَّا وُصِّرَ أَعْدَاؤُكُمْ^۱ (محرمات مذکورہ کے ماسوا تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) علماء قاطبہ متون و شروح و فتاویٰ میں محرمات صہریہ زوجات اصول و فروع اصول و فروع زوجات بتاتے ہیں نہ زوجہ اصول زوجہ و عدم الذکر فی امثال المقام ذکر العدم کہا لایحقی (ایسے مقام میں ذکر نہ ہونا گویا نہ ہونے کا ذکر ہے جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) اور سوتیلی ماں لفظ امہات میں ہرگز داخل نہیں، ورنہ آیت تحریم میں حُومَت عَلَیْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ^۲ (تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ ت) کے بعد وَلَا تَنْكِحُوا اُمَّهَاتِكُمْ اَبَاءُكُمْ^۳ (جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا تم ان سے نکاح نہ کرو۔ ت) کیونکر فرمایا جاتا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی بیٹی اور اس کی بہن سب حلال ہیں، اگر سوتیلی ماں بھی ماں ہوتی تو یہ عورتیں اس کی نانی، بہن، خالہ قرار پاتیں۔ علامہ خیر الدین رملی فرماتے ہیں:

لا تحرم بنت زوج الام ولا امه ولا امه زوجة الاب	ماں کے خاوند کی بیٹی اور اس کی ماں اور باپ کی دوسری بیوی کی ماں اور بیٹی حرام نہیں۔ (ت)

اصل یہ ہے کہ ساس کی حرمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ خسر کی زوجہ ہے بلکہ اس لیے کہ وہ زوجہ کی ماں ہے، سوتیلی ساس میں یہ وجہ نہیں لہذا اس کی حالت میں کوئی شبہ نہیں، مسئلہ واضح ہے اور حکم ظاہر، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۷: از زرنگ پور کنڈلی متصل جامع مسجد مرسلہ مولوی یقین الدین صاحب ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ نصیبین اپنے خاوند

^۱ القرآن ۲۴/۴

^۲ القرآن ۲۳/۴

^۳ القرآن ۲۲/۴

^۴ فتاویٰ خیریہ فصل فی المحرمات دار المعرفۃ بیروت/۲۳

زید کی موجودگی میں بکر سے بھنسی ہوئی تھی، زید اپنے روزگار کی وجہ سے دوسرے شہر میں رہتا ہے، مگر اپنی زوجہ نصیبین کو دوسرے تک کچھ خرچہ نہ بھیجا، چنانچہ نصیبین علانیہ بکر کے گھر میں آگئی، اس کے ایک لڑکا بھی زید سے ہے۔ طلاق نہیں دی ہے مگر ہاں زید کی مرضی ہے کہ مسماۃ کچھ دے تو طلاق دے دوں، بکر در صورت طلاق نہ دینے زید کے نصیبین سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت بے اذن شوہر کے گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جائے محض غلط ہے۔

جن عورتوں کی نافرمانی کا احساس کرتے ہو ان کو نصیحت کرو، آیۃ، یہاں تخافون بمعنی تعلمون اور نشوز سے مراد اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا ہے۔ (ت)	قَالَ تَعَالَى: وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعُظُوهُنَّ ^۱ ۔ تَخَافُونَ تَعْلَمُونَ وَمِنَ النُّشُوزِ الْخُرُوجُ بِلَا اِذْنٍ۔

معاذ اللہ اگر ایسا ہو تو نکاح کی گرہ زنان ناقصات العقل والدین کے ہاتھ میں ہو جائے، جو عورت چاہے بے ارادہ شوہر سہل طور پر نکاح سے آزادی حاصل کر لے حالانکہ اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال عزوجل:

اسی (خاوند) کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خاوند مراد لیا ہے۔ (ت)	بَيِّنَةُ الْعُقْدَةِ الْإِكْحَامِ ^۲ يَعْنِي الزَّوْجَ فِي قَوْلِ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَسَعِيدِ بْنِ جَبْرِ وَغَيْرِهِمْ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔

اسی طرح عیاداً باللہ عورت کے فسق و فجور سے بھی نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ:

تمھاری بیویوں میں سے جو فحش کاری کی مرتکب ہو، اس میں اس کے باوجود ان کو بیویاں فرمایا گیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں آیۃ، اس عورت سے حد کو ساقط	وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ ^۳ ۔ سَمَاهُنْ مَعَ ذَلِكَ نِسَائِهِمْ۔ وَقَالَ جُلَّ وَعِلَاؤُ الَّذِيْنَ يَنْيَمُونَ أَرْوَاجَهُمْ ^۴ ۔ الآيَةُ إِلَى قَوْلِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيَذَرُوهَا عَنْهَا

^۱ القرآن ۳۴/۴

^۲ القرآن ۲۳/۴

^۳ القرآن ۱۵/۴

^۴ القرآن ۶/۲۴

العَذَابُ ^۱ ۔ الآیۃ	کرو، الآیۃ تک۔ (ت)

پس جبکہ زید نے ہنوز طلاق نہ دی نصیبیں بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور بکر خواہ کسی کو ہر گز اس سے نکاح حلال نہیں اگر کر بھی لیا، تاہم جیسے اب تک وہ دونوں مبتلائے زنا رہے یوں ہی اس نکاح بے معنی کے بعد بھی زانی و زانیہ رہیں گے، اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا، قال تعالیٰ: **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ**^۲ (شادی شدہ پاکیزہ عورتیں۔ ت) پس چارہ کار یہی ہے کہ بکر نصیبیں فوراً ادا ہو جائے اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں پھر نصیبیں زید کے پاس نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ زید کی طلاق کے بدلے مال دے کر خواہ بغیر مال دے طلاق حاصل کرے، قال المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَفْقِهَ حَدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهَا فِيمَا أَفْتَدْتُمْ بِهِ ^۳ ۔	اگر تمہیں ڈر ہے کہ عدل کے طور پر وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو (خلع کے طور پر عورت کی طرف سے) فدیہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ت)

جب زید طلاق دے دے تو تین حیض کامل گزرنے کے بعد نصیبیں کو حلال ہوگا کہ بکر خواہ غیر بکر جس سے چاہے نکاح کر لے، قال سبحانہ وتعالیٰ:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ^۴ ۔	طلاق شدہ عورتیں اپنے کو تین حیض تک پابند رکھیں، (ت)

بکر و نصیبیں اگر اس حکم الہی پر گردن رکھیں فبہا اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے طلاق حاصل کئے آپس میں نکاح کر لیں، تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انھیں یک لخت چھوڑ دیں، نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں، قال عزوجل:

وَأَمَّا يُسَبِّحُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ^۵ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	اور کبھی شیطان تجھے بھول میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

مسئلہ ۱۵۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عالم حیات زوجہ میں حقیقی سالی یا رشتہ کی سالی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

تاحیات زوجہ جب تک اسے طلاق ہو کر عدت نہ گزر جائے اس کی بہن سے جو اس کے باپ کے نطفے

^۱ القرآن ۸/۲۴

^۲ القرآن ۲۴/۴

^۳ القرآن ۲۲۹/۴

^۴ القرآن ۲۲۸/۴

^۵ القرآن ۶۸/۶

یا ماں کے پیٹ سے یا دودھ شریک ہے نکاح حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَأَنْ تَجْعَلُوا بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ^۱ (منع ہے کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔ ت) اور ان کے سوا زوجہ کی رشتہ کی بہنیں مثلاً چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں اس کے شوہر پر ہر وقت حلال ہیں کل ذلك مصرح بہ فی کتب الفقہ (ان تمام مسائل کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بھتیجی بہو اور بھانج بہو سے نکاح درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو روا

الجواب:

دونوں سے درست ہے، قال اللہ تعالیٰ: وَأُحِلَّ لَكُمْ مِمَّا وُورَ آءَ ذٰلِكُمْ^۲ (اور مذکورہ محرمات کے علاوہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۰: ۵ ذی الحجہ ۱۳۰۶ از لکھنؤ محلہ علی گنج مرسلہ حافظ عبد اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین جواب اس مسئلہ کا کہ ایک شخص نے اپنی سالی کی لڑکی کو واسطے اپنے لڑکے کے نکاح کے پرورش کیا، تقدیر ربی سے لڑکا انتقال کر گیا، بعدہ خود پرورش کنندہ کی بی بی فوت ہو گئی، اب پرورش کنندہ نے اپنی شادی اس لڑکی پرورش کردہ شدہ سے کر لی، یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ بینوا تو جو روا۔

الجواب:

قطعاً جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَأُحِلَّ لَكُمْ مِمَّا وُورَ آءَ ذٰلِكُمْ^۳ (اور مذکورہ محرمات کے علاوہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) ظاہر ہے کہ بیٹے کے لیے نیت نکاح ہونے سے وہ بیٹے کی منکوحہ نہ ہو گئی جو حلال اٰہنآ پؑم الذین من آصلآ پؑم^۴ (تمہارے صلیبی بیٹوں کے لیے حلال شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں۔ ت) میں داخل ہو سکے۔ حلائل جمع حلیلہ ہے یعنی وہ عورتیں تم پر حرام ہیں جو بذریعہ نکاح تمہارے صلیبی بیٹوں کے لیے حلال ہو چکیں، یہاں نہ ابھی بیٹے سے نکاح ہوا نہ یہ عورت اس کے لیے حلال ہوئی باپ پر کیونکر حرام ہو سکتی ہے، اور اگر پرورش کے خیال سے ایسا کہا جائے تو بھی محض غلط، قرآن عظیم نے یوں فرمایا ہے:

وَرَبَّآ پؑم الذین فی حجبور کم من نسآ پؑم الذین دحلتم بہنؑ	تمہاری گود کی پالیاں تمہاری ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم
فإن لم تگورنوا دحلتم بہنؑ	ہم بستر ہو چکے اگر تم نے ان عورتوں سے ہم بستی

^۱ القرآن ۲۳/۴

^۲ القرآن ۲۴/۴

^۳ القرآن ۲۴/۴

^۴ القرآن ۲۳/۴

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ^۱	نہ کی ہو تو ان کے ساتھ نکاح میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔

دیکھو قرآن مجید تصریح فرماتا ہے کہ اپنی منکوحہ کی دختر اپنی گود کی پالی بھی حلال ہے جب تک منکوحہ سے خلوت نہ کی ہو اختیار رکھتا ہے کہ منکوحہ کو چھوڑ کر یا اس کے مرے پر اس سے نکاح کر لے تو سالی کی بیٹی پرورش کرنے سے کیوں حرام ہونے لگی، یہ محض ہندوانہ خیالات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۱: ۲۱ رجب ۱۳۰۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر کا نکاح عمرو کے ساتھ کر دیا، عمرو نے طلاق نہیں دی، زید نے کچھ روپیہ بکر سے لے کر نکاح بکر کے ساتھ کر دیا، اور بکر نے بھی طلاق نہیں دی۔ زید نے اور شخص ثالث کے ساتھ کچھ روپیہ لے کر نکاح کر دیا، اس صورت میں یہ نکاح جائز ہو گئے یا نہیں؟ بینواتوجروا۔

الجواب:

یہ نکاح نہ ہوئے محض زنا ہوئے، قال اللہ تعالیٰ: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ^۲ (شادی شدہ عورتیں حرام ہیں، ت) عورت اب جس کے پاس ہے اس پر قطعی فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے الگ کر دے اور نکال دے۔ اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اپنے خاوند عمرو کے پاس آئے اور یہ روپیہ کہ زید نے بکر اور اس شخص ثالث سے لیا بالکل حرام قطعی اور رشوت بلکہ زنا کی خرچی تھا، زید پر فرض ہے کہ یہ روپیہ جس سے لیا ہے اسے واپس کرے زید اور شخص ثالث اور وہ عورت تینوں میں سے جو شخص ان احکام کی تعمیل نہ کرے مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کریں، قال اللہ تعالیٰ:

وَأَمَّا نِيسِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ^۳ - واللہ تعالیٰ اعلم۔	جب کبھی شیطان تجھے بھول میں ڈالے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

مسئلہ ۱۶۲: ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا ایک بیٹا ہے اور ہندہ کی ایک بیٹی۔ زید کا بیٹا ہندہ سے نکاح کیا چاہتا ہے اور زید ہندہ کی بیٹی سے، اس صورت میں یہ دونوں نکاح ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ کتاب اللہ سے فرمائے۔ بینواتوجروا

الجواب:

یہ دونوں نکاح حلال ہیں قال اللہ تعالیٰ: وَأُجِّلْ لَكُمْ مَّا أَرَأَيْتُمْ^۴ (محرمات مذکورہ کے ماسوا تمہارے لیے

^۱ القرآن ۲۳/۴

^۲ القرآن ۲۴/۴

^۳ القرآن ۶۸/۶

^۴ القرآن ۲۴/۴

حلال کی گئی ہیں۔ ت) ظاہر ہے کہ پسر زید کے لیے ہندہ اگر ہوگی تو باپ کی ساس ہوگی ذلک اذا تقدم نکاح زید (اور یہ جب ہے کہ زید کا نکاح پہلے ہوا ہو۔ ت) اور باپ کی ساس حلال ہے جبکہ وہ اپنی نانی نہ ہو۔

فی رد المحتار قال الخیر الرملی لا تحرم امر زوجہ الاب	رد المحتار میں ہے کہ خیر الدین رملی نے فرمایا کہ باپ کی ساس حلال ہے۔ (ت)

1-

اور زید کے لیے ہندہ کی بیٹی اگر ہوگی تو بہو یعنی زوجہ پسر کی بیٹی ہوگی و هذا اذا سبق نکاح ابن زید (یہ جب ہے کہ زید کے بیٹے کا نکاح پہلے ہوا ہو۔ ت) اور بہو کی بیٹی حلال ہے جبکہ وہ اپنی پوتی نہ ہو۔

فی رد المحتار ما بنت زوجة ابنه فحلال ²	رد المحتار میں ہے بیٹے کی بیوی کی بیٹی حلال ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۳:

از او جین مرسلہ میر خادم علی صاحب اسٹنٹ ۲۹ رجب ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے سالی حقیقی سے صحبت کی اور عمرو نے سالی کے ساتھ نکاح، تو زید و عمرو کی اولین عورتوں پر طلاق عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ قرآن مجید و فرقان حمید میں اَنْ تَجْعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ¹ (منع ہے کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو مگر جو ہو گزرا۔ ت) وارد ہے، اس مسئلہ میں جو حکم شرعاً ہو جداگانہ مع التشریح بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

الجواب:

بہو جو دی زوجہ سالی سے نکاح حرام ہے۔ اور اس پر فرض ہے کہ اسے ہاتھ نہ لگائے اور فوراً چھوڑ دے اور زنا تو ہر حال حرام ہی ہے مگر سالی سے نکاح یا زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی، نہ آیت کا یہ مطلب ہے نہ سالی سے زنا کے سبب زوجہ سے جماع حرام ہو، در مختار میں ہے:

فی الخلاصة و طی اخت امراته لا تحرم علیہ امراته ³	خلاصہ میں ہے کہ سالی سے زنا کی وجہ سے بیوی حرام نہ ہوگی۔ (ت)

نہ سالی کے ساتھ فقط نکاح کرنے سے جماع زوجہ ممنوع ہو جائے۔ جب تک سالی سے جماع واقع نہ ہو، ہاں اگر بعد نکاح سالی سے جماع کر لیا تو اب زوجہ سے جماع حرام ہو گیا، یہاں تک کہ سالی کو چھوڑ دے اور اس کی عدت گزر جائے اس وقت زوجہ سے جماع جائز ہو گا یوں ہی اگر بے نکاح سالی سے جماع کیا مگر دیدہ دانستہ

¹ فتاویٰ خیر فی فصل فی المحرمات دار المعرفۃ بیروت ۲۳/۱

² رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷۹/۲

³ در مختار فصل فی المحرمات مطبعہ تبائی دہلی ۱۸۸/۱

زنانہ کیا بلکہ بلاشبہ اور دھوکے سے جماع واقع ہو تو بھی زوجہ سے جماع حرام ہو گیا جب تک اس جماع شبہ کے سبب سالی پر جو عدت لازم آئی ہے ختم ہو جائے۔

فی ردالمحتار فی مسئلۃ نکاح المرأة علی اختها الثانی باطل وله وطی الاولی الا ان یطأ الثانیۃ فتحرّم الاولی الی انقضاء عدۃ الثانیۃ کما لو وطئ اخت امرأته بشبهة حیث تحرّم امرأة مالم تنقض عدۃ ذات الشبهة ح عن البحر^۱۔	ردالمحتار میں بہن کی موجودگی میں سالی سے نکاح کے مسئلہ میں فرمایا کہ دوسرا نکاح باطل ہے اور جب تک دوسری سے وطی نہ کی ہو پہلی سے جماع جائز ہے۔ اگر دوسری سے وطی کر لی ہو تو پہلی سے جماع اس وقت تک حرام ہے جب تک دوسری کی عدت نہ گزر جائے۔

جس طرح شبہ کی بناء پر بیوی کی بہن سے جماع ہو جائے تو بیوی سے جماع حرام ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ شبہ والی کی عدت پوری نہ ہو جائے، یہ بحر سے منقول ہے۔ (ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واحکم

مسئلہ ۱۶۴: از مارہرہ مطہرہ مرسلہ حضرت سید ظہور حیدر میاں صاحب قبلہ پنجم شوال ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ زید نے اپنی دختر ہندہ نابالغہ کا عقد بولایت اپنے ہمراہ بکر کر دیا کہ جس کو عرصہ ایک سال کا گزرا زید کی زوجہ کو سفر درپیش آیا واسطے حفاظت و نگرانی بکر کو ہمراہ کر دیا زوجہ زید نے ہمراہی اپنے داماد بکر کے مع ایک خادمہ سفر گاڑی پر کیا شب کو سرائے میں بکر نے بارادہ فاسدہ و نیت خراب اپنی خوشدامن کی چار پائی پر آکر زبردستی کہا کہ میں پاؤں دابوں، ہر چند منع کیا لیکن زبردستی پاؤں دبائے شروع کر دئے اور شکم پر ہاتھ پھیر کر قریب تھا کہ کمر بند کھول ڈالے اور اپنا ازار بند اول کھول لیا تھا، نہایت مشکل و زبردستی سے بکر کو چار پائی سے علیحدہ کیا گیا، دوبارہ پھر قریب تین بجے شب کے بکر نے آکر چار پائی پر بیٹھ کر ارادہ دست درازی کا کیا، زوجہ زید کی آنکھ کھلی گئی اور وہ چیخ کر غل مچانے لگی جس سے گاڑی بان اور خادمہ نے چونک کر چراغ سے دیکھا تو بکر تھا عذر بدتر از گناہ کرنے لگا کہ میں کتا مارنے آیا تھا یہ بات زوجہ زید یقین اور خوب مضبوطی سے از روئے مباہلہ و قسم شرعی کہتی ہے کہ بکر نے اول مرتبہ میرے شکم پر ہاتھ پھیر کر میرے ازار بند کھولنے کی نیت سے دست درازی کی تھی اور اپنا ازار بند کھول رکھا تھا اور اس وقت بکر کے دست و پا میں ریشہ سخت تھا اگر میں ناراض ہو کر زبردستی بکر کو چار پائی سے علیحدہ نہ کرتی تو بیشک میری عصمت بکر خراب کر ڈالتا اور اسی ارادہ سے دوبارہ پھر بکر آکر میری چار پائی پر بیٹھا اگر گاڑی بان و خادمہ چراغ لے کر نہ آتے اور نہ دیکھتے

^۱ ردالمحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۶/۴

تو بکر ہر گز اپنے ارادہ سے باز نہ آتا، زید کو بعد دریافت اس حالت کے اپنی دختر ہندہ کے عقد میں شک پڑ گیا اور کہا کہ میں اب رخصت نہ کروں گا، تو اب جس حالت میں دونوں ولی اصلی یعنی والدین ہندہ زید مع زوجہ بکر سے بباعث اس حرکت کے ناراض ہیں تو نکاح ہندہ کا بکر سے باقی رہ گیا یا ٹوٹ گیا؟ اور اگر ٹوٹ گیا تو عقد ثانی اس کا خواہ بکر سے یا اور جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ زید یعنی ہندہ نابالغہ ہے اور ولی یعنی والدین اس کے بکر سے ناراض ہیں تو ایسی حالت میں مسئلہ شریعت کیا ہے۔ اور اب معاملہ ہندہ و بکر کیا ہونا چاہئے؟ اور زوجہ زید جو ان ہے جس سے یہ حرکت بکر نے کی، فقط، بینواتو جروا

الجواب:

اس میں شک نہیں کہ اپنی منکوحہ کی ماں کے جسم کو بنظر شہوت کسی جگہ ہاتھ لگانے سے گونکاح زائل نہیں ہوتا مگر عورت ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے۔ اور اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ اسے چھوڑ دے لیکن اس قدر ضرور ہے کہ مس بحالت شہوت ہو یعنی ہاتھ لگانے کے وقت ہی معانعوظ (یعنی عضو تناسل کا قائم ہونا) پیدا ہو یا پہلے سے نعوظ تھا تو ایسی حالت میں زائد ہو جائے ورنہ اگر جس وقت مس کیا نعوظ نہ تھا جب مس ختم ہو چکا اس کے بعد پیدا ہوا یا نعوظ پہلے سے تھا اور مس کرنے میں کچھ زیادہ نہ ہوا بدستور رہا تو حرمت نہ ہوگی۔

در مختار میں ہے کہ دیکھنے اور چھونے کے وقت شہوت کا اعتبار ہے اس کے بعد والی شہوت معتبر نہیں، اور اس وقت معتبر شہوت کی حد یہ ہے کہ چھونے اور دیکھنے پر آلہ تناسل حرکت کرے یا اس وقت حرکت میں زیادتی پیدا ہو۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے: اس کا قول "زیادتہ" اس سے مراد حرکت کی زیادتی ہے جبکہ پہلے حرکت موجود ہو، اس کا قول بہ یفتی، فتح میں کہا اور اس پر تفریع بیان کی کہ کسی کو انتشار ہوا، اپنی بیوی کی طلب کی تو بیوی کی بجائے (بیوی کے پہلے خاوند سے) بیٹی کی رانوں کو غلطی اور خطا سے استعمال کیا تو اس لڑکی کی ماں (بیوی) اس پر حرام

فی الدر المختار العبرة للشهوة عند المس والنظر، لا بعدهما وحدها فيما تحرك الله او زيادته به يفتى¹۔ وفي رد المحتار قوله او زيادته اي زيادة التحرك ان كان موجودا قبلهما قوله به يفتى قال في الفتح وفتح عليه مالوا انتشار وطلب امرأته فالوج بين فخذى بنتها خطأ لا تحرم امها ما لم يزد الانتشار²۔

¹ در مختار فصل في المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۸۱

² رد المحتار فصل في المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۰/۴

نہ ہوگی کیونکہ اس وقت انتشار زائد نہ ہوا (بلکہ وہ انتشار موجود رہا جو پہلے بیوی کے لیے ہوا تھا) (ت) اسی طرح یہ بھی ضرور ہے کہ مس برہنہ جسم پر ہوا کسی ایسے باریک کپڑے پر سے کہ عورت کے جسم کی حرارت اس کے ہاتھ کو پہنچنے سے مانع نہ ہو، جیسے اس زمانے میں جالی یا تنزیب کی کرتیاں، ورنہ اگر ایسا سنگین کپڑا حائل تھا کہ جسم زن کی گرمی ہاتھ کو محسوس نہ ہونے دے تو حرمت نہیں اگرچہ مس بہزار شہورت واقع ہوا ہو۔

در مختار میں ہے شہوت کے ساتھ مس شدہ عورت خواہ یہ مس عورت کے سر کے بالوں کا کسی ایسے پردہ اور کپڑے کے حائل ہونے کے باوجود ہو جو بدن کی حرارت پہنچنے کے لیے مانع نہ ہو، تو بھی اس عورت کے اصول حرام ہو جائیں گے، ردالمحتار میں ہے کہ اگر وہ کپڑا بدن کی حرارت کے لیے مانع ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی، اکثر کتب میں ایسے ہی ہے۔ اور یوں ہی اگر کسی عورت سے جماع کے وقت ذکر پر موٹا کپڑا لپیٹ لیا (جس سے آپس میں دونوں کے بدن کی حرارت نہ محسوس ہو سکے اور عورت کے باقی تمام بدن پر موٹا کپڑا ہو کہ کوئی حصہ بدن برہنہ مس نہ ہو) (ت)	فی الدر المختار واصل ممسوسة بشهوة ولو بشعر علی الرأس بحائل لا یمنع الحرارة^۱ فی ردالمحتار فلو کان مانعاً لاتثبت الحرمة کذا فی اکثر کتب وکذا لو جامعها بخرقه علی ذکره^۲

نیز ایک شرط حرمت یہ ہے کہ یہ حرکت انزال کی طرف مودی نہ ہو، اگر انزال ہو گیا حرمت نہ ہوئی۔

در مختار میں ہے کہ حرمت تب ثابت ہوگی جب اس انتشار میں انزال نہ ہوا ہو، اور اگر مس یا نظر کے وقت شہوت سے انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی، اس پر فتویٰ ہے۔ ابن کمال (ت)	فی الدر المختار هذا اذا لم ینزل فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به یفتی ابن کمال^۳

غرض مس یا نظر کے سبب حرمت مصاہرت ثابت ہونے میں یہ شرطیں ہیں زوجہ زید کا بیان جس قدر سوال میں مذکور اس سے کچھ نہیں کہلاتا کہ صورت واقعہ میں یہ متحقق تھیں یا نہیں۔ تین بجے شب کے واقعہ میں بکر کا صرف اس کی چار پائی پر آکر بیٹھنا اور دست درازی کا ارادہ کرنا بیان کرتی ہے کہ مجرد ارادہ کوئی چیز نہیں، اور واقعہ اول شب میں بھی کچھ نہیں کہتی کہ بکر کا پاؤں دبانا کپڑے پر سے تھا یا برہنہ پاؤں پر،

^۱ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۸۱

^۲ ردالمحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۰/۲

^۳ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۸۱

اور شکم پر ہاتھ پھیرنا بھی کچھ خواہی نخواہی اس میں نص نہیں کہ برہنہ پیٹ پر ہاتھ پھیرا، نہ یہ معلوم کہ اس وقت زوجہ زید کی کرتی کیسے کپڑے کی تھی، تو اس کے فقط اتنے بیان پر حکم حرمت نہیں ہو سکتا جب تک صاف صاف تمام شرائط کا متحقق ہونا نہ ظاہر ہو۔ لہذا فقیر اس مسئلہ کے جواب میں صرف اس قدر حکم دے سکتا ہے کہ اگر بکر نے زوجہ زید کے پاؤں یا پیٹ خواہ کسی جسم پر برہنہ یا حائل نرم کے ساتھ بطور شہوت ہاتھ لگایا کہ اس حرکت کی حالت ہی میں اسے نعوذ پیدا ہوا یا پہلے سے تھا تو اسی حالت میں بڑھ گیا اور انزال واقع نہ ہوا تو بیشک ہندہ ہمیشہ ہمیشہ بکر پر حرام ہو گئی کہ کبھی کسی طریقہ سے اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے، اور اگر ان شرائط میں کچھ کمی تھی تو ہندہ بدستور اس کے لیے حلال ہے، پھر جس حالت میں حکم حرمت دیا جائے گا اس کا بھی یہ حاصل ہرگز نہیں کہ نکاح بالفعل ٹوٹ گیا، یہ محض خطا ہے بلکہ اس وقت حکم صرف اس قدر ہوگا کہ ہندہ بکر پر حرام ابدی ہو گئی، بکر پر فرض کہ اسے چھوڑ دے اگر نہ چھوڑے گا سخت گناہ گار ہوگا اور ہندہ کے حق میں بھی گرفتار ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ:

بھلائی سے پاس رکھو یا اچھے انداز میں اس کو آزاد کردو، اس صورت میں پاس رکھنا ممکن نہیں رہا لہذا اس کو چاہئے کہ چھوڑ دے۔ (ت)	فَأَمْسَكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِیْهِۦ بِإِحْسَانٍ ^۱ ، وَاذْ قَدْ فَاتَهُ الْأَمْسَاكُ بِالْمَعْرُوفِ لَزِمَهُ التَّسْرِیْحُ بِإِحْسَانٍ۔

مگر جب تک وہ ترک نہ کرے یا حاکم شرع تفریق نہ کر دے نکاح بیشک باقی ہے۔ دوسری جگہ ہر گز ہندہ کا نکاح جائز عہ: انظر ههنا فان الدرخص المتاركة بالزوج و
حقق الشامي انها تكون من المرأة ايضاً وان لافرق بينها وبين الفسخ، وقد تقرران حرمة المصاهرة تفسد النكاح وان في النكاح الفاسد لكل منهما فسخه ولو بغير محضر من صاحبه دخل بها اولاً وانظر ان غير البالغة هل لها او لوليها فسخ نكاحها الفاسد تحرز عن المعصية امر ينتظر بلوغها اذ لا معصية منها قبله والظاهر الاول فليحذر (م)

یہاں غور کرنا چاہئے کیونکہ در نے متارکہ کا حق خاوند کے لیے خاص کیا ہے، جبکہ علامہ شامی نے کہا کہ عورت کو بھی متارکہ کا حق ہے کیونکہ اس میں اور فسخ میں کوئی فرق نہیں اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حرمت مصاہرہ نکاح کو فاسد کر دیتی ہے۔ جبکہ نکاح فاسد میں خاوند و بیوی دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی ہو یا نہ ہو دخول کیا ہو نہ کیا ہو فسخ کا حق ہے، اور یہ بھی قابل غور ہے کہ کیا نابالغہ کے فاسد نکاح میں نابالغہ یا اس کے ولی کو فسخ کا اختیار ہے تاکہ گناہ سے بچایا جاسکے یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا اس بنا پر کہ اس سے قبل گناہ مقصود نہیں اور ظاہر پہلا احتمال ہے۔ اس کو واضح کرنا چاہئے۔ (ت)

نہیں۔ ہاں بعد متارکہ یا تفریق حاکم شرع پدر ہندہ کو اختیار ہوگا کہ بکر کے سوا جس سے چاہے نکاح کر دے۔

فی الدر المختار بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخر الابد المتاركة وانقضاء العدة والوطء بها لا يكون زنا¹ - وفي رد المحتار ای وان مضى عليها سنون كما في البزازية وعبارة الحاوی الابد تفریق القاضی اوبعد المتاركة² اهـ	در مختار میں ہے حرمت مصاہرہ نکاح کو ختم نہیں کرتی حتی کہ متارکہ اور عدت گزر جانے کے بعد اس کا کسی دوسرے شخص سے نکاح اور وطی جائز ہوگی، اس سے قبل جائز نہیں (حرمت مصاہرہ کے بعد متارکہ سے قبل) خاوند کی وطی کو زنا نہ کہا جائے گا، رد المحتار میں ہے کہ اگرچہ کئی سال گزر جائیں اور حاوی کی عبارت کے مطابق قاضی کی تفریق یا متارکہ کے بعد ہی وہ نکاح کر سکے گی۔ (ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ ۱۶۵: از مازہرہ مطہرہ مرسلہ جناب سید امیر حیدر صاحب قبلہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح بولایت خود و شوئے خود بکر سے کیا، بعدہ بوجہ نا اتفاقی باہمی یہ خیال ہوا کہ یہ نکاح کسی شکل سے توڑنا چاہئے کہ دوسری جگہ نکاح ہو سکے، ہندہ سفر کو گئی، ہمراہی میں بکر اور ایک خادمہ اور ایک نابالغہ، چھ آدمی اور گاڑی بان جس سے پردہ نہ تھا، گئے، سرائے میں کھانا کھا کر جو بچا ہندہ نے اپنے سرہانے رکھوالیا، چار پائی پر ہندہ اور نیچے فرش پر خادمہ بکر و چھو کر سوئے، ۲ بجے شب کے خادمہ مع چھو کر پیشاب کو گئی، بکر غافل سوتا تھا، ہندہ نے آواز سخت پکارا کہ جلد ہوشیار ہو مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔ بکر پاس گیا اور فرش پر بیٹھنے کا ارادہ کیا کہا میری چار پائی پر بیٹھ جاؤ، وہ ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اتنے میں خادمہ آگئی تو بکر سے بہ سہولت کہا اب تو جا کر سو رہ، بکر اپنی جگہ پر سو رہا، ۲ بجے شب کے بکر حقہ پینے اٹھا مکان میں کتا جاتا معلوم ہوا حقہ گاڑی بان کو دے کر اندر آگیا، اندھیرا تھا، چار پائی کو ٹھوکر لگی، ہندہ نے خادمہ اور گاڑی بان کو پکارا، بکر نے فوراً کہا میں ہوں کتا مارنے آیا ہوں کہ کھانا خراب نہ کرے، سب سو رہے۔ صبح کو ہندہ نے خادمہ سے کہا بکر نے میرے ساتھ بدینتی کا ارادہ کیا، کہا کب؟ کہا جب تو پیشاب کو گئی تھی، کہا مجھے ایسی کیا دیر ہوئی تھی اور تم نے جہی کیوں نہ کہا میں بکر سے پوچھتی ہوں، اسے سخت قسم دے دی، پھر ہفتہ بھر ساتھ رہے کچھ ظاہر نہ ہوا مکان پر آکر ہندہ نے بہتان باندھا، خادمہ اور گاڑی بان بقسم محض لاعلمی بیان کرتے ہیں اور بکر بھی اپنی بے قصوری کی صدا ہتسمیں کھاتا ہے۔ آیا تنہا بیان ہندہ قابل وثوق ہے اور نکاح بکر قائم رہا یا کیا، بینوا توجروا

¹ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۸۱

² رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۳/۴

الجواب:

تنہا ایک عورت کا بیان اصلاً قابل سماعت نہیں، قال اللہ تعالیٰ: وَأَشْهَدُواذَوْنِي عَدْلٍ مِّنْكُمْ^۱ (اپنے دو عادل گواہ بناؤ۔ ت) نکاح بکر یقیناً قائم ہے

حتیٰ علی فرض صدقہا ایضاً لان المذهب عندنا ان حرمة المصاهرة لا ترفع النکاح، وانما تفسده فلا بد من متاركة من زوج او تفريق من قاض ^۲ ۔ کما فی رد المحتار عن النهر عن الزيلعی (مفہوماً) واللہ تعالیٰ اعلم	حتیٰ کہ عورت کو سچا بھی تسلیم کیا جائے، اس لیے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ حرمت مصاہرہ نکاح کو ختم نہیں کرتی بلکہ اس کو فاسدہ کرتی ہے۔ لہذا خاوند کا متارکہ یا قاضی کی تفریق ضروری ہے۔ جیسا کہ رد المحتار میں زیلعی کے حوالے سے نہر سے منقول ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۶۶: از راپور علاقہ بے پور ڈاکخانہ نڈاون مرسلہ منشی فرزند حسن صاحب ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۰۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت کو جس شخص کا حمل ہو قبل وضع حمل اسی سے یا غیر سے نکاح کرنا اسے جائز ہے یا نہیں؟ بینو ابالکتاب توجروایوم الحساب۔

الجواب:

حمل اگر حلال کا ہے (یعنی وہ جس میں شرعاً نسب ثابت ہو) تو قبل از وضع اس کا نکاح کسی غیر سے نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْأَجَلِ الْأَوَّلِ ۚ إِن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ^۳ ۔	حاملہ عورتوں کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔ (ت)

ہاں شوہر سے جس کا حمل ہے نکاح جائز، اس کی صورت یہ کہ بعد حمل رہنے کے شوہر نے طلاق دے دی تو اگرچہ ہنوز وضع حمل نہ ہو اس سے نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ طلاق مغالطہ نہ ہو جس میں حلالہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

فی الدار المختار ینکح مبا ینتہ ببادون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع لامطلقة بالثلث حتی یطأها غیرہ بنکاح نافذ ^۴ (ملتقطاً)	در مختار میں ہے کہ اپنی مطلقہ بانہ سے عدت پوری ہونے سے قبل یا بعد نکاح کر سکتا ہے بالاجماع، تین طلاق والی سے نکاح نہیں کر سکتا، جب تک کسی غیر شخص سے اس کا نکاح اور وطی نہ ہو جائے۔ (ملتقطاً) (ت)

^۱ القرآن ۲/۶۵

^۲ رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۳

^۳ القرآن ۲/۶۵

^۴ در مختار باب الرجعة مطبعہ تہذیبی دہلی ۱/۲۴۰

اور اگر زنا کا حمل ہے (جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے) تو زانی و غیر زانی جس سے چاہے بے وضع حمل نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی کی شرع میں اصلا حرمت و عزت نہیں۔ مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی سے نکاح جس کا حمل رہا تھا تو اسے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور غیر سے نکاح ہو واجب تک وضع حمل نہ ہو لے وہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

فی الدر المختار ص ۱۸۷ نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ وان حرم وطؤها ودوا عیہ حتی تضع ولو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً ^۱ اھ ملخصاً۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم	در مختار میں ہے: زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح جائز ہے نہ کہ غیر زنا کی حاملہ سے جبکہ اس سے وطی اور متعلقہ امور بچے کی پیدائش تک حرام ہیں، اور اس سے خود زانی نے نکاح کیا ہو تو وطی بھی بالاتفاق جائز ہے اھ ملخصاً (ت)

مسئلہ ۱۶۷: از آئولہ ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ میں ناجائز طور کی ملاقات تھی، زید اس سے ارادہ نکاح رکھتا تھا، ہندہ کی بیٹی سلمہ نابالغہ کو جس کی عمر نو برس کی ہے اس کے بچانے اپنی بیٹی ظاہر کر کے زید سے نکاح کر دیا مگر ہنوز رخصت واقع نہ ہوئی، اب زید کو معلوم ہوا کہ یہ اسی ہندہ کی بیٹی ہے جس سے قبل اس نکاح کے زید کا ناجائز تعلق رہ چکا ہے، اس حالت میں اس نکاح کی نسبت کیا حکم ہے، اور زید بعد اس نکاح کے ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ زید اس نکاح سے پہلے ہندہ کو ناجائز طور پر ہاتھ لگا چکا تھا تو اس کا یہ نکاح کہ ہندہ کی بیٹی سے کیا گیا محض ناجائز و حرام ہوا، اس پر فرض ہے کہ فوراً اس سے دست بردار ہو اور بعد اس کے وہ ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

فان نکاح البنات وان کان یحرم الامہات لکن اذا کان صحیحاً ولا یصح النکاح مع بنت ميسوسة لحرمة المصاهرة۔	بیٹی سے نکاح کی وجہ سے ماں اگرچہ حرام ہو جاتی ہے مگر اس وقت جب بیٹی سے صحیح نکاح ہو، اور حرمت مصاہرہ کی بنا پر شہوت کے ساتھ مس شدہ عورت کی بیٹی سے نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ (ت)

^۱ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مکتبائی دہلی ۱۸۹۱ھ

در مختار میں ہے:

حریم بالمصاهرة بنت زوجة الموطوءة و امر زوجته وجداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحيح ^۱ ۔	بیوی سے وطی کرنے پر اس کی بیٹی حرمت مصاہرہ کی بنا پر حرام ہو جاتی ہے اور بیوی کی ماں اور دادیاں بھی اس پر محض صحیح نکاح کی بنا پر حرام ہو جاتی ہیں (ت)

ردالمحتار میں ہے:

احتراز عن النکاح الفاسد فإنه لا یوجب ببجدة حرمة المصاهرة بل بالوطء او ما یقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة الخ۔	صحیح نکاح کا یہ حکم ہے، رہا فاسد نکاح تو صرف نکاح سے حرمت مصاہرہ ماں اور دادیوں کی نہ ہوگی بلکہ وطی سے ہوگی یا وطی کے قائم مقام امور شہوت سے دیکھنے اور چھونے سے ہوگی الخ (ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۸: از موضع در بھنگہ ڈاکخانہ روسٹر بازار مقام موتی پور مرسلہ ملاشیر علی صاحب ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت مریدہ از روئے شرع پیر پر حرام ہے یا حلال؟ اور ازواج مطہرات حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدہ تھیں یا نہیں؟ اس نکاح کی حرمت وحلت جو کچھ ہو بحوالہ حدیث وفقہ صاف تحریر کریں۔ بینواتوجروا

الجواب:

پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح قطعاً حلال^{عہ} ہے اسے ممنوع جاننا کتاب وسنت اجماع امت و قیاس

عہ: اس سے صاف ظاہر ہے کہ مریدہ کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ آنا ناجائز ہے، غضب تو یہ ہے کہ اس زمانے کے بعض جاہل بے باک متصوف اس جھوٹے مسئلہ کو کہ مریدہ بیٹی ہے دستاویز بنالیتے ہیں اور تمام عورتوں کو جو ان کی مریدی کے جال میں پھنسی ہوتی ہیں حکم قطعی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے بے پردہ حجاب آیا کرو، بلکہ تنہائیوں میں انھیں لے کر بیٹھتے ہیں، حالانکہ یہ باتیں حرام قطعی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی پیر نہیں وہ خود اپنے سامنے عورتوں کو بے باکانہ آنے سے منع فرماتے، اور کبھی حضور پر نور نے نامحرم عورت کو ہاتھ نہ لگایا، جو یہ بیاں کہ حاضر خدمت ہو کر بیعت چاہتیں آپ ان سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

^۱ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۷۱

^۲ ردالمحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷۸/۴

چاروں دلائل شرع سے محض باطل و بے اصل ہے قرآن عظیم سے یوں کہ مولیٰ عزوجل نے حرام عورتیں گنا کر فرمایا: **وَأَحَلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ**^۱ ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، لاجرم مریدہ بھی کہ ان محرمات میں ذکر نہ فرمائی اس حکم حلت میں داخل رہی سنت سے یوں کہ نبی سے زیادہ پیر و مرشد کون ہے، خصوصاً ہمارے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و بارک وسلم کہ حضور تو تمام جہانوں کے پیر ہیں پھر حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی امتی بیبیوں ہی سے نکاح فرمایا جن میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ و حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلیٰ درجہ کی مریدہ اور اعلیٰ درجہ کی بیبیاں ہیں، باتفاق علماء ثابت کہ جب اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت عامہ کو ظاہر فرمایا، سب سے پہلے حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرف ارادت سے مشرف ہوئیں، بعض جاہلوں کی سمجھ میں یوں نہ آئے تو یہ مانیں گے کہ حضرات شیخین حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے افضل و اکمل رید تھے، اولیاء کرام فرماتے ہیں:

تاجہاں ست نہ ہجو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے بود نہ ہجو ابو بکر صدیق مریدے۔	پوری کائنات میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا نہ کوئی پیر ہے اور نہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی مرید ہے۔ (ت)

وہ جاہلانہ خیال کہ پیری و مریدی کا رشتہ بعینہ مثل رشتہ نسب کے ہے، اگر سچا ہوتا تو مریدہ اپنی بیٹی ہوتی، مریدوں کی بیٹیاں پوتیاں ہوتیں، یونہی ختمین عثمان غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح بنات مطہرات حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر ہو سکتا، اس تقدیر پر صاحبزادیاں بہنیں ہوتیں، مگر جہل و سفاہت کے مفاسد اس سے بھی زائد ہیں، اجماع سے یوں کہ آج تک تمام عالم میں کوئی عالم اس نکاح کی حرمت کا قائل نہ ہوا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

زبانی بیعت لیتے، اور فرماتے تمہاری بیعت ہو گئی کبھی ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہ لی شیطان کے مکر سے اللہ سبحانہ محفوظ رکھے، اور بعض جاہل مردوں کو ابلیس باتلبیس نے یوں ورغلا یا اور ان کے ذہن میں یہ سایا کہ جب ہمارے حالات ہمارے مرشد پر پوشیدہ نہیں تو ہم کیوں اپنی عورتوں کا پیر جی سے پردہ کرائیں، پس بے غل و غش پیر صاحب بحالت موجودگی و عدم موجودگی صاحب خانہ کے زنا نے میں جاتے اور وہیں آرام کرتے ہیں، یہ راقم آثم کا چشم دید تھا جو بیان میں آیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ، (مولوی نواب) سلطان احمد خاں بریلوی)

فقہائے جملہ مذاہب کی کتابیں موجود، کسی نے مریدہ کو محرمات سے نہ گنا، قیاس سے یوں کہ رشتہ استاذی و شاگردی بھی تو مثل رشتہ پیری و مریدی ہے۔ پیر و استاذ دونوں بجائے باپ کے مانے جاتے ہیں، خود حدیث میں فرمایا:

انما انالکم بمنزلة الوالد اعلمکم ^۱ ۔ رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی وابن حبان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	میں تمہارے لیے بمنزلہ والد ہوں تمہیں تعلیم دیتا ہوں، اس کو احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے۔ (ت)

بلکہ پیری و مریدی بھی خود استاذی و شاگردی ہے۔ اگر یہ خیال باطل ٹھیک ہوتا تو اپنی شاگرد عورت سے بھی نکاح حرام ہوتا اور عورت کو علم سکھانا نکاح جاتے رہنے کا باعث ہوتا کہ اب وہ اس کی بیٹی ہو گئی حالانکہ قرآن و حدیث سے زوجہ کو شاگرد کرنا اور اپنی شاگرد عورت کو نکاح میں لانا دونوں باتیں ثابت۔

قال اللہ تعالیٰ: یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ^۲ ۔	اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

ظاہر ہے کہ گھر والوں کو دوزخ سے بچانا بغیر مسائل سکھائے متصور نہیں کہ بچنا بے عمل اور عمل بے علم میسر نہیں، تو قرآن مجید صاف حکم فرماتا ہے کہ اپنی عورتوں کو علم دین سکھاؤ اور اس پر عمل کی ہدایت کرو، سول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رجل کانت له امة فغذاها فاحسن غذاها ثم ادبها فاحسن تادیبها وعلیها فاحسن تعلیمها ثم اعتقها وتزوجها فله اجران ^۳ ۔ رواہ الاثمة احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	یعنی جو کوئی کنیز رکھتا ہے اسے کھلائے اور اچھا کھلائے پھر ادب سکھائے اور بہتر سکھائے اور علم پڑھائے اور خوب پڑھائے، پھر اسے آزاد کر کے اپنے نکاح میں لائے وہ شخص دوہرا ثواب پائے (اس کو احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

^۱ سنن ابوداؤد باب کراهیۃ استقبال القبلة عند قضاء الحاجة آفتاب عالم پریس لاہور ۳/۱

^۲ القرآن ۶/۲۶

^۳ صحیح بخاری باب تعلیم الرجل امته واهله قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰/۱

جاہلوں کی جہالت کہ مریدہ سے نکاح ناجائز بتاتیں اور زن و شود و نوں کو بے تکلف مرید بنائیں، وہ دونوں اگر باپ بیٹی تھے یہ دونوں سگے بہن بھائی ہوئے، اس نکاح کو ممنوع جانے والا شریعت مطہرہ پر کھلا ہوا افترا کرتا اور حلال خدا کو حرام ٹھہراتا ہے۔ اس پر توبہ فرض ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے، آمین! واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۹: ۱۳ شعبان ۱۴۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ جو عقیدہ مروجہ شیعہ رکھتے ہیں علی الخصوص شیعہ لکھنؤ کے ان کی دختر سے نکاح سنی کا درست ہے یا نہیں اور اولاد اس کی مستحق ترکہ پداری کی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

آج کل عام روافض تیرائی خذلہم اللہ تعالیٰ عقائد کفریہ رکھتے ہیں ان میں کوئی کم ایسا نکلے گا جو قرآن مجید میں سے کچھ گھٹ جاننا نہ مانتا اور حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ و باقی ائمہ اطہار کرم اللہ تعالیٰ وجہہم کو حضرات علیہ انبیاء سابقین علی نبینا الکریم و علیہم افضل الصلوٰۃ و التسلیم سے افضل نہ جانتا ہو، اور یہ دونوں عقیدے کفر خالص ہیں مجتہد لکھنؤ نے اپنے مہری فتوے میں ان دونوں ملعون عقیدوں کی صاف تصریح کی جو ان میں خود یہ اعتقاد (بالفرض) نہ بھی رکھتا ہوتا ہم اس سے یہ امید نہیں کہ مجتہد کا فتویٰ دیکھ کر اسے کافر جاننا درکنار خود بھی اس پر اعتقاد نہ لے آئے اور ایسے عقیدے والے کو اس کے عقیدے پر مطلع ہو کر جو کافر نہ جانے خود کافر ہے من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر^۱ (جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔ ت) تو آج کل تیرائی رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہو گا جیسے حبشیوں زنگیوں میں چمپنی رنگت کا آدمی یا سپید رنگ کا کوا، ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے^۲ کما صرح بہ فی الظہیریۃ والہندیۃ والحدیقۃ الندیۃ وغیرہا من الکتب الفقہیۃ (جیسا کہ ظہیریہ، ہندیہ، اور حدیقہ وغیرہا کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے۔ ت) پس دختر رافضیان جو ایسے ہی عقائد کفریہ رکھتی ہو اس سے سنی یا غیر سنی کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا کہ مرتدہ اصلاً محل نکاح نہیں کہما نص علیہ فی الدر المختار والعالمگیریۃ وعامة الاسفار

^۱ در مختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۶/۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ باب فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲۶۴/۲

^۳ فتاویٰ ہندیہ القسم السابع المحرمات بالشک نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱

(جیسا کہ در مختار، عالمگیریہ اور عام کتب میں اس پر نص ہے۔ ت) اس سے جو اولاد ہوگی قطعاً ولد الزنا ہوگی اور ترکہ پدری سے مطلقاً محروم کہ ولد الزنا کے لیے شرعاً کوئی باپ ہی نہیں۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم للعاهر الحجر ¹ - رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے فرمایا: زانی کے لیے محرومی ہے۔ (ت)

اور اگر دختر مذکورہ ایسے عقائد نہیں رکھتی بلکہ مسلمان ہے تو مسلمان کا نکاح اس سے ہو سکتا ہے اولاد صحیح النسب ہوگی اور ترکہ پدری کی مستحق۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۷۰: ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعانِ مروجہ کی اولاد حرامی ہے یا حلالی؟ اگر حرامی ہے تو عند اللہ حرامی عورت کا نکاح سنی مرد سے ہو جائے گا یا نہیں؟ او اس کی اولاد بطنی میں کچھ نقصان واقع ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

ان میں مرد یا عورت جس کا عقیدہ کفریہ ہو اولاد حرامی ہے،

اذلنکاح لمرتد ولا لمرتدة اصلا حتی مع مثله فی الارتداد ² کما نص علیہ فی الائمة الامجاد۔	مرتد مرد اور عورت کا بالکل کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا حتی کہ ان جیسے مرتد سے بھی، جیسا کہ اس پر ائمہ بزرگوار نے تصریح کی ہے۔ (ت)

ہاں اگر زن و شوہر دونوں عقائد کفریہ سے پاک ہیں تو اولاد حلالی ہے۔ اور حرامی عورت رافضیہ کا نکاح سنی سے ہو سکتا ہے جبکہ وہ خود عقیدہ کفریہ نہ رکھتی ہو، اس صورت میں اس کی اولاد بطنی میں کوئی نقصان نہیں، اور اگر وہ خود بھی اپنے ماں باپ کی مثل کوئی عقیدہ کفریہ رکھتی ہے تو خود بھی نطفہ حرام ہے اور اس کی اولاد بھی حرامی خواہ رافضی سے ہو یا سنی سے۔ اور اس سے کسی کا نکاح اصلاً ممکن نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۷۱: ایک شخص کا حمل ایک عورت کو رہا اور بعد معلوم ہونے حمل کے وہ عورت چاہتی ہے کہ راز فاش نہ ہو مابین حمل عقد درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

درست ہے اگرچہ غیر زانی سے ہو مگر وطی و دواعی اسے روا نہیں جب تک وضع نہ ہو، اور جو زانی سے

¹ صحیح مسلم باب الولد للفرش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۷۰/۱

² فتاویٰ ہندیہ القسم السابع المحرمات بالشرک نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱

نکاح کرے تو یہ بھی روا، ہاں تاوقت وضع اصلا نکاح ناروا اسی صورت میں ہے کہ حمل زنا سے نہ ہو کما فی الدر المختار وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۷۲: ازیننی تال تحصیل کھٹیماتھانہ مجھولا موضع جمور مرسلہ سکندر شاہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا، ہنوز ہندہ اس کے گھر میں موجود ہے کہ ہندہ کی دوسری بہن سے بھی زید نے نکاح کر لیا اور دونوں عورتیں اس کے گھر میں موجود ہیں کسی کو طلاق نہیں دی ہے وہ دو بہنیں زید پر حلال ہیں یا حرام؟ دونوں بہنیں ایک بطن سے ہیں اور باپ ہر ایک کا جدا گانہ تھا، بینوا تو جو روا
الجواب:

صورت مذکورہ میں زید کا اپنی سالی سے نکاح حرام،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: منع ہے کہ تم نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ ^۱ ۔

اس پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے پھر اگر ابھی سالی سے صحبت نہیں کی جب تو ہندہ اس کے لیے حلال ہے اور اگر اس سے صحبت کر لی تو اب اپنی منکوحہ ہندہ کے پاس بھی جانا حرام ہو گیا، جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے، جب اسے چھوڑے گا اور اس کی عدت گزر جائے گی اس وقت ہندہ کو ہاتھ لگانا جائز ہوگا، ہندیہ میں ہے:

ان تزوجہما فی عقدتین فنکاح الاخیرۃ فاسد ویجب علیہ ان یفارقہا ولو علم القاضی بذلک یفرق بینہما فان فارقہا قبل الدخول لایثبت شیء من الاحکام وان فارقہا بعد الدخول فلہا المہر ویجب الاقل من المسی ومن مہر المثل علیہا العدة ویثبت النسب ویعتزل عن امرآتہ حتی تنقضی عدة اختہا کذا فی	اگر دو بہنوں سے علیحدہ علیحدہ نکاح کیا تو دوسری کا نکاح فاسد ہے اور اس پر مفارقت لازم ہے، اور اگر قاضی کو یہ معلوم ہو تو وہ دونوں میں تفریق کر دے، اگر دوسری کو دخول سے قبل علیحدہ کر دیا تو نکاح کا کوئی حکم نہ ثابت ہوگا، اور اگر اس کو دخول کے بعد جدا کیا تو پھر اس کو مہر دینا ہوگا مہر مثل اور مقررہ سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا اور اس پر عدت ہوگی اور نسب ثابت ہو سکے گا، اور پہلی سے اس وقت تک علیحدگی اختیار کرے

محیط السرخسی ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجده اتم واحکم۔	جب تک دوسری بہن کی عدت نہ گزر جائے، محیط سرخسی میں یونہی ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۷۳: ۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ

جس عورت کا شوہر مفقود الخیر ہو اور مرد و عورت ہر دو حنفی مذہب کے ہیں تو عورت دوسرے شخص سے نکاح کرنے کا کس
قدر مدت تک انتظار کرے؟ علماء مذہب حنفیہ کے اس میں کیا حکم دیتے ہیں؟
الجواب:

اتنی مدت کہ مرد کی عمر سے ستر برس گزر جائیں یعنی اگر اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو، مثلاً تیس سال کی عمر میں مفقود
ہو تو عورت چالیس برس تک انتظار کرے، اس مدت گزرنے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے۔ بعد حکم عورت چار مہینے
دس دن عدت بیٹھے، عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے، فتح القدیر میں ہے:

عندی الاحسن سبعون لقوله عليه الصلوة والسلام اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین فکانت المنتھی غالباً ^۲ ۔	میرے نزدیک ستر بہتر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کی عمر ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے۔" تو آخری حد غالباً معتبر ہوگا۔ (ت)

جو اہر اخلاطی میں ہے: انہ احوط واقیس^۳ (یہی احتیاط اور قیاس کے زیادہ موافق ہے۔) اسی میں ہے: وعلیہ
الفتویٰ^۴ (اسی پر فتویٰ ہے۔) در مختار میں ہے:

فی واقعات المفتین لقد روی آفندی معزیا للقنیة انه انما یحکم ببوته بقضاء لانه امر محتمل فمالم ینضم الیه القضاء لایكون حجة ^۵ ۔	واقعات المفتین میں ہے کہ قنیہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے آفندی نے کہا کہ موت کا حکم قاضی کے ذریعہ ہوگا کیونکہ احتمالی معاملہ ہے تو جب تک قاضی کا فیصلہ نہ مل جائے اس وقت تک محض مدت کا گزرنا حجت نہ ہوگا۔ (ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح القسم الرابع المحرمات بالجمع نوری کتب خانہ پشاور ۸/۷۸-۷۷-۷۷

^۲ فتح القدیر کتاب المفقود نوریہ رضویہ سکر ۱۵/۷۷-۷۷

^۳ جواہر الاخلاطی کتاب المفقود قلمی نسخہ ص ۱۲۲

^۴ جواہر الاخلاطی کتاب المفقود قلمی نسخہ ص ۱۲۲

^۵ در مختار کتاب المفقود مطبعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۶۹

تنویر میں ہے:

بعدہ یحکم بموتہ فتعتد عرسہ للیوت ^۱ (ملخصاً)	مدت گزرنے کے بعد خاوند کی موت کا حکم دیا جائے گا لہذا یہ عورت موت والی عدت پوری کرے گی ملخصاً (ت)

ردالمحتار میں ہے: ای عدۃ الوفاۃ^۲ (یعنی وفات والی عدت مراد ہے۔ ت) بہت سن رسیدہ مرد نو عمر عورتوں سے نکاح کرتے ہیں وہاں ایسی صورتیں واقع ہوتی ہیں کہ مرد ستر برس کا اور عورت جوان ہو، مثلاً پچاس پچپن برس کی عمر میں پندرہ برس کی عورت سے نکاح کیا اور مفقود ہو گیا تو جب اس کی عمر سے ستر برس گزریں گے عورت تیس پینتیس برس کی ہوگی اس عمر کی عورت بیشک نکاح کے قابل ہے اور نہ ہو تو حکم شرع کے لیے ہے نہ کہ اپنی خواہش نفس کے لیے۔ قرآن عظیم صاف فرما رہا ہے: **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ**^۳ (شادی شدہ عورتوں میں سے۔ ت) پھر اس کے خلاف کی طرف راہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۴: از کلکتہ امام باغ لین نمبر ۴۱ مسجد مرسلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد چچا مرنے کے چچی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کیا دلیل ہے؟ بینوا تو جروا
الجواب

درست ہے۔ دلیل اس کی قول اللہ عزوجل ہے: **وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَّرَاءَ ذَٰلِكُمْ**^۴ (محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) کہ حرام عورتوں کو شمار فرما کر ارشاد ہوا ان کے سوا عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، حرام عورتوں میں چچی کو نہ شمار فرمایا نہ شرح میں کہیں اس کی تحریم آئی تو ضرور وہ حلال عورتوں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۷۵: از آمود ضلع بہرہ وچ گجرات کلاں مرسلہ سید غلام سرور ۲ رجب ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا نام مسٹی عبداللہ ہے اس کی ہمشیرہ کا نام نورن تھا، مسماۃ نورن کا نکاح مسٹی ہدایت اللہ کے ساتھ ہوا، مسٹی ہدایت اللہ کے نطفہ و

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب المفقود مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۶۹/۱

^۲ ردالمحتار کتاب المفقود دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۲/۳

^۳ القرآن ۲۴/۴

^۴ القرآن ۲۴/۴

شکم مسماۃ نورن سے دو فرزند پیدا ہوئے مسماۃ نورن مر گئی، بڑے فرزند کا بھی انتقال ہو گیا، چھوٹا فرزند زندہ ہے، مسکئی عبد اللہ مذکور کے دو دختر ہیں بعد مرنے اپنی بہن مسماۃ نورن کے اپنی بڑی دختر کا نکاح ہدایت اللہ موصوف سے کر دیا، دوسری دختر جو چھوٹی مسکئی عبد اللہ کی ہے۔ ہدایت اللہ کے فرزند سے نکاح پڑھا دیا جاتا ہے، اول تو ہدایت اللہ کا عبد اللہ سالہا ہوا اور فرزند کاماموں ہوا عبد اللہ کا ہدایت اللہ بہنوئی ہوا، اور لڑکا ہدایت اللہ کا عبد اللہ بھانجا ہوا۔ جب عبد اللہ کی دختر نکاح میں آئی فرزند سوتیلی والدہ ہوئی، سوتیلی ماں کی بہن حقیقی خالہ ہوئی اور ہدایت اللہ کا عبد اللہ سر ہو اوزید یا عبد اللہ نانا ہوا، نکاح جائز ہے یا نہیں؟ مع مہر نام کتب عبارت عربی ترجمہ اردو خلاصہ تحریر فرمائیے، اس کا اجر اللہ آپ کو عطا کرے گا۔ بینواتو جروا

الجواب:

فرزند ہدایت اللہ کا نکاح دختر عبد اللہ سے جائز ہے، عبد اللہ اس کاماموں ہے نانا نہیں، سوتیلی ماں کا باپ نہ اپنا نانا، نہ سوتیلی ماں کی بہن اپنی خالہ۔ سوتیلی ماں کی حقیقی ماں یا بہن یا بیٹی سب سے نکاح جائز ہے اگرچہ وہ اپنے باپ کی ساس یا سالی یا دختر زن ہے، ردالمحتار میں ہے: لا تحرم امر زوجۃ الاب ولا بنتھا^۱ (باپ کی منکوحہ کی ماں اور بیٹی حرام نہیں ہوتیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۷۷۷۷: ازالہ آباد محلہ دوندے پور مکان صوبیدار صاحب مرحوم مرسلہ مولوی عبید اللہ صاحب ۱۲ شعبان ۱۳۱۲ھ
بگرامی خدمت سائی منزلت، جامع الکملات العلمیہ والعملیہ، حاوی الفنون الاصلیہ والفرعیہ۔ مخدوم معظم، مطاع مفہم، نیاز کیشاں جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت فیوضہم از نیاز مند عبید اللہ سلام مسنون خشوع و خضوع مشخون در قطعہ استفتاء ابلاغ خدمت والا میں دو باتوں کے لیے بحال ادب گزارش کر کے توجہ وجہ کا امیدوار ہوں، ایک یہ کہ یہ دونوں مسئلے معرکہ آرا ہو رہے ہیں فتویٰ بحال تحقیق و تدقیق مبرہن مدلل خوب بسط و تفصیل سے لکھے جائیں، دوم یہ کہ ان کی ضرورت اشد ہے دوسرے فتوؤں پر انھیں کو مقدم فرمایا جائے، صورت سوال یہ ہے، کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے مسماۃ ہندہ زوجہ اولیٰ کو اپنے گھر سے نکال دیا اور دوسری عورت سے نکاح کیا، چند شخصوں نے سبب نکال دینے کا زید سے پوچھا، زید نے کہا میں نے اس کی ماں سے زنا کیا تھا اب معلوم ہوا کہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ اس لیے اس کو نکال دیا، بعدہ زوجہ ثانیہ کو طلاق دے کر زوجہ اولیٰ ہندہ کو اپنے مکان میں لا کر رکھا اور اقرار زنا سے انکار کیا قاضی بلدہ کے سامنے شہادت اقرار زنا کی پیش ہوئی تو صورت مذکورہ میں اس کی شہادت اقرار زنا سے حرمت

^۱ ردالمحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷۹/۴

مصاہرت شرعاً ثابت ہوگی یا نہیں؟ اور ہندہ زید پر حرام ہو گئی یا کیا؟ ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ اقرار زنا پر شہادت معتبر نہیں ہے اس شہادت سے زنا ثابت نہیں ہوتا تو حرمت مصاہرت کیسے ثابت ہوگی، تحریر میں جلدی فرمائی جائے کہ مسئلہ میں بہت سے علماء مختلف ہیں۔

سوال دوم: اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اس کی ماں سے قبل اس کے نکاح کے زنا کیا تھا، تو کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

بلاشبہ صورت مستفسرہ میں حکم شرع میں حرمت مصاہرت ہو گئی، ہندہ زید پر حرام ابدی سمجھی جائیگی فان البینۃ کاسبہا مبینۃ (بینہ اپنے نام کی طرح، واضح کرنے والا ہے۔ ت) جب شہادت شرعیہ سے زید کا اقرار بالزنا ثابت ہوا تو اس کے رد کی طرف کیا سبیل کہ ثابت بشادت بمنزلہ ثابت بمشاہدہ ہے۔ اس گواہی سے ثبوت زنا نہ ہونا مطلقاً ابطال شہادت یا تکذیب شہود یا رد مشہود کی بنا پر نہیں کہ اس سے نفس اقرار بھی ثابت نہ مانئے۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں پھر علامہ زین مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں:

ان شہد رجلاں اور رجل وامرأتان علی اقرار المقذوف بالزنا یدر عن القاذف الحد وعن الثلثة ای الرجل والمرأتین لان الثلث بالبینۃ کالثابت بالبعاینۃ فکانا سبعا اقرارہ بالزنا ¹ ۔	زنا سے متم شخص کے اقرار زنا پر مردوں یا ایک مرد دو عورتوں نے شہادت دی تو اس سے فقہاء نے تہمت لگانے والے اور گواہ ایک مرد دو عورتوں سے حد قذف کو ساقط قرار دیا ہے کیونکہ گواہی سے ثابت شدہ چیز ایسے ہے جیسے دیکھی ہوئی ہو، تو گواہوں کے بیان سے ثابت شدہ زنا کا اقرار ایسے ہے جیسے ہم نے خود سنا ہے۔ (ت)

ثابت ہوا کہ شہادت اقرار اگرچہ مثبت زنا ہونے کی اصلاً صلاحیت نہ رکھے کہ اثبات زنا میں شہادت زنان و شہادت دو مرد زنا ہر مسموع نہیں مگر مثبت اقرار بیشک ہے کہ اس کے لیے نصاب کامل ہے۔ نیز بحر میں ہے:

لو شہد رجلاں انه زنی وأخوان انه اقرب بالزنا فانه لا یحد قال فی الظہیریۃ ولا یحد الشہود	دو مردوں نے گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے زنا کا اقرار کیا ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کو زنا کی حد نہیں

¹فتح القدیر باب حد القذف نوریہ رضویہ سکر ۱۱۱/۵

ایضاً وان شهد ثلاثة بالزنا وشهد رابع على الاقرار بالزنا فعلى الثلاثة الحد۔ اھ لان شهادة الواحد على الاقرار لاتعتبر فبقى كلام الثلاثة قذفاً ¹ ۔	لگائی جائیگی، اور ظہیر یہ میں کہا کہ گواہوں کو بھی حد نہ ہوگی، اور اگر تین مردوں نے زنا کی شہادت دی اور چوتھے نے زنا کے اقرار پر شہادت دی، تو تین پر حد قذف ہوگی کیونکہ اقرار کے ایک گواہ کی شہادت معتبر نہیں، تو تین گواہوں کی بات تہمت ہو جائیگی۔ (ت)

دیکھو شہادت واحد و شہادت رجلین میں تفرقہ فرمایا کہ اول باطل و بیکار اور ثانی معتبر و مثبت اقرار حالانکہ اثبات زنا سے دونوں برکنار بلکہ اس شہادت سے ثبوت زنا ہونے کی اور دو وجہیں ہیں: اوگاہ اقرار جو ان سے ثابت ہوا بیرون مجلس قضا تھا اور دارالقضا سے باہر کا اقرار مثبت زنا نہیں ہوتا، شرح نقایہ علامہ شمس قسستانی میں ہے:

الاقرار لم يعتبر عند غير الامام حتى لو شهدوا بذلك لم تقبل ² ۔	قاضی یا حاکم کی موجودگی کے بغیر اقرار معتبر نہیں حتیٰ کہ اگر گواہ مجلس سے باہر کے اقرار کی شہادت دیں تو مقبول نہ ہوگی۔ (ت)

ثانیاً مشہود علیہ اگر مقرر ہے تو شہادت کی کیا حاجت،

فانها انما تقام على المنكر كما في الدر وغيره ولا تجا مع الاقرار الا في بضع صور مذكورة في الاشباه ليست هذه منها۔	شہادت تو منکر کے خلاف ہوتی ہے جیسا کہ در وغیرہ میں ہے اشباہ میں مذکور ہے چند صورتوں کے علاوہ شہادت، اقرار کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی، اور یہ صورت ان چند میں سے نہیں ہے۔ (ت)

اور منکر ہے تو اقرار سابق سے رجوع کر چکا اور اقرار بالزنا بعد رجوع مثبت زنا نہیں رہتا، تحفۃ الفقہاء و بدائع و تبیین الحقائق اور معین الحکام و جامع الرموز و بحر الرائق وغنیہ ذوی الاحکام و رد المحتار وغیرہا میں ہے:

واللفظ للعلامة الشرنبلالی عن الامام ملك العلماء الكاشانی لو اقرب بالزنا اربع مرات في غير مجلس القاضی وشهد الشهود على	ملك العلماء امام کاشانی سے منقول کے بارے میں علامہ شرنبلالی کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر اپنے زنا پر مجلس قضا سے باہر چار مرتبہ اقرار کرے اور اس

¹ بحر الرائق کتاب الحدود و الجناحہ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/۵

² جامع الرموز کتاب الحدود مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۵۱۵/۴

اقرارہ لاتقبل شہادتہم لانہ ان کان مقر افا لشہادۃ لغو لان الحکم للاقرار لالشہادۃ وان کان منکرا فالانکار منہ رجوع والرجوع عن الاقرار فی الحدود الخالصۃ حقاً للہ تعالیٰ صحیح¹۔	اقرار پر گواہ شہادت دیں تو قبول نہ ہوگی، کیونکہ اگر وہ شخص اقراری ہے تو حکم اس کے اقرار پر ہوگا اور گواہی کی وجہ سے نہ ہوگا اس لیے کہ شہادت لغو ہوگی اور اگر وہ مجلس قضا میں منکر ہو جائے تو اسکا یہ انکار اپنے اقرار سے رجوع ہوگا، اور حدود جو کہ خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہیں ان میں رجوع صحیح ہے۔ (ت)

علماء کی یہ تعلیل جیسے کہ ثبوت زنا کی نفی فرماتی ہیں یونہی ثبوت اقرار کی تقریر فرما رہی ہیں تو اتنا ضرور ماننا پڑے گا کہ شہادت مذکورہ سے زید کا اقرار مزبور ثابت ہو گیا، اب یہ دیکھنا رہا کہ اثبات مصاہرت کو خاص نامسموع، کلمات علماء باعلی نداء منادی کہ یہاں ثبوت زنا کی اصلاً حاجت نہیں، مجرد اقرار وہ بھی ایک بار بس ہے۔ یہاں تک کہ اگر ہزل و مزاح ہی میں کہہ دیا کہ اس شخص نے اپنی ساس کے ساتھ جماع کیا، حرمت مصاہرت ثابت کر دیں گے پھر ہزار بار کہا کرے میں نے جھوٹ کہا تھا ہر گز نہ سنیں گے، محیط ہندیہ و خلاصہ و بحر الرائق و جامع الرموز و مجموعہ انقروی و در مختار و غیرہا معتمدات الاسفار میں ہے:

والنظم للدر فی الخلاصۃ قبیل لہ ما فعلت بام امرأتک فقال جامعتهما تثبت الحرمة ولا یصدق انه کذب ولو ہازل² اھ	در کی عبارت ہے کہ خلاصہ میں ہے کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ تو نے اپنی ساس سے کیا کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس سے جماع کیا، تو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اب اگر یہ کہے کہ میں نے تو مذاق میں جھوٹ بولا تھا، تو بھی نہیں مانا جائے گا اھ (ت)

خلاصہ و بحر و انقروی و غیرہا میں ہے:

والاصرار لیس بشرط فی الاقرار بحرمة المصاہرة³۔	حرمت مصاہرت سے متعلق اقرار میں اصرار شرط نہیں ہے۔ (ت)

یونہی اگر عورت سے بشرط دوشیزگی نکاح کیا تو وقت ارادہ جماع غیر دوشیزہ پایا، عورت نے کہا تیرے

¹ بدائع الصنائع کتاب الحدود و النکاح سید کمپنی کراچی ۵۰/۷، غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ درر غرر باب حد القذف مطبعة احمد کامل الکائنۃ

بیروت ۷۴/۲

² در مختار فصل فی المحرمات مجتہبائی و بی ۱۸۸/۱

³ خلاصۃ الفتاوی الفصل الثالث فی حرمة المصاہرة مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۰/۲

باپ نے ازالہ کیا اس نے تصدیق کر دی حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی، ظہیر یہ وہندیہ و شنی در مختار وغیرہا میں ہے:

در کے الفاظ میں ہے کہ باکرہ سے نکاح کیا تو اس کو شبہ پایا، اور پہلی دونوں کتب کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک عورت سے باکرہ ہونے کی شرط پر نکاح کیا تو جماع کے وقت اس کی بکارت ٹوٹی ہوئی پائی، اور عورت نے کہا کہ تیرے باپ نے میری بکارت توڑی (یعنی دخول کیا) تو اگر اس نے بیوی کی بات کو سچ تسلیم کر لیا تو بیوی کا نکاح ختم ہو جائے گا اور مہر نہ ہوگا ورنہ نکاح ختم نہ ہوگا، شنی۔ (ت)	واللفظ للدر تزوج بکرا فوجدھا ثیباً (ولفظ الاولین تزوج امرأة علی انھا عذراء فلما اراد وقاعھا وجدھا قد افتضت) وقالت ابوک فضنی ان صدقھا بآنت بلامهر والا لا، شنی¹۔

ظاہر ہے کہ ان صورتوں سے ثبوت زنا محض ناممکن اخیرہ میں تو عورت کا بیان اور اس کی تصدیق کیا بکار آمد ہو سکتی ہے جہاں چار مردوں سے کم کی شہادت مردود ہو، اولیٰ میں بار اقرار وہ بھی بیرون دار القضاء وہ بھی ہزل و مزاح کے موقع پر کیا، قابلیت اثبات زنا رکھتا ہے، بالینمہ مجرد اقرار و تصدیق پر حرمت مصاہرت کا حکم ہو گیا اور بعد اقرار انکار بیکار رہا، اسی قدر تقریر ایضاح مقام و ازاحت اوہام کو بس ہے بلکہ غور کیجئے تو فرع اول صورت مستفسرہ کا خاص نص ہے کہ جب اس کے صرف اس قول کو مثبت حرمت مانتے اور رجوع و انکار کو نامسموع جانتے ہیں، اور پر ظاہر کہ یہ اثبات اثبات فی القضاء ہی ہے کما اشرنا الیہ و فی رد المحتار وغیرہا نصوا علیہ (جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور رد المحتار وغیرہ میں اس پر نص کی گئی ہے۔ ت) اور عند القاضی بعد انکار طریقہ اثبات وہی بینہ توصاف ثابت ہوگا کہ شوہر اگر بعد اقرار بالزنا انکار کر جائے اور بینہ عادلہ سے اس کا اقرار ثابت ہو قاضی فوراً حکم حرمت دے گا وہو المقصود۔ انہی بیانوں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ زنا بمادر زن پیش از نکاح زن اور اس کا عکس دونوں کا اقرار اس حکم حرمت میں یکساں کہ حرمت ابدیہ دونوں طرح حاصل، اگرچہ ایک صورت میں سابقہ ہو، دوسری میں طاریہ، تو ہر طرح یہ اقرار اقرار بالمحرم ہے والرجل مواخذ بأقرارہ (اور مرد اپنے اقرار کی بنا پر ماخوذ ہے۔ ت) ہاں اتنا تفاوت ہوگا کہ اقرار زنا قبل النکاح میں شوہر حق زن میں، اس دعوٰی اسناد الی ما قبل النکاح میں مصدق نہ ہوگا، کہ بر تقدیر عدم دخول ابطال مہر یا بحالت دخول افساد تسمیہ مجرد اس کے کہنے سے مان لیں صرف اپنے حق

¹ در مختار فصل فی المحرمات مطبعہ تہذیبی دہلی ۱۸۸۱

یعنی بطلان حل و فساد و عصمت و اخذ بالتارکہ میں مصدق ہوگا لہذا حرمت غیر مستندہ ثابت کر کے نصف مسٹی یکل علی التقدیرین لازم کر دیں گے۔ بحر الرائق ورد المختار میں ہے:

إذا اقرب جماع امها قبل التزوج لا يصدق في حقها فيجب كمال المهر السسي ان كان بعد الدخول ونصفه ان كان قبله كما في التجنيس¹۔	اگر نکاح سے قبل کے ساس سے زنا کا اقرار کرتا ہے تو اس اقرار کو بیوی کے حق مہر کے بارے میں سچ نہیں مانا جائے گا لہذا مقررہ مہر پورا دینا ہوگا بشرطیکہ یہ اقرار بیوی سے دخول کے بعد کیا ہو اور اگر دخول سے قبل یہ اقرار کیا تو نصف مہر واجب ہوگا، جیسا کہ تجنيس میں ہے۔ (ت)

اور یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اقرار واحد من جہۃ مقبول اور من جہۃ مردود ہو اقرار حجت قاصرہ ہے ہمیشہ اس کی یہی شان ہوتی ہے کہ جہاں تک مقرر پر اس کا ضرر ہے۔ ماخوذ اور جتنا دوسرے پر لازم ہے منبوذ، ولہذا اگر کسی کی کنیز سے نکاح کیا اس نے پیش از دخول اس کے پسر کا بوسہ لیا شوہر کہتا ہے بشوت تھا حرمت ثابت ہو گئی مگر حق اسقاط مہر میں مسموع نہ ہوگا نصف مہر دینا آئے گا جبکہ مولیٰ شہوت کنیز و قصد افساد کو نہ مانتا ہو، ہندیہ میں ہے:

تزوج بامۃ رجل ثم ان الامۃ قبلت ابن زوجها قبل الدخول بها فادعی الزوج انها قبلت بشهوة وكذبہ المولی فانها تبين من زوجها لاقرار الزوج انها قبلت بشهوة ويلزمه نصف المهر بتكذيب المولی اياها انها قبلته بشهوة ولا يقبل قول الامۃ في ذلك لو قالت قبلته بشهوة كذا في المحيط² اه والله سبحانه وتعالى اعلم	ایک شخص نے کسی کی لونڈی سے نکاح کیا تو لونڈی نے قبل از دخول خاوند کے بیٹے کا بوسہ لیا تو خاوند نے دعویٰ کیا کہ اس نے یہ بوسہ شہوت کے ساتھ لیا ہے جبکہ لونڈی کا مالک خاوند کو جھٹلارہا ہے تو وہ لونڈی نکاح سے خارج ہو جائے گی کیونکہ خاوند نے شہوت کے ساتھ بوسے کا اقرار کیا ہے۔ اور مالک کی تکذیب کی وجہ سے خاوند پر نصف مہر لازم ہوگا اور یہاں لونڈی کے اقرار کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کہ میں نے شہوت سے بوسہ لیا ہے۔ یونہی محیط میں ہے۔ (ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے مرنے پر سالی سے نکاح کیا

¹ رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۳

² فتاویٰ ہندیہ القسم الثانی المحرمات بالصهریۃ لورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۷۶

اور پہلی عورت سے ایک دختر تھی اب یہ شخص مر گیا اور سالی منکوحہ بے اولاد نے دوسرے سے نکاح کیا اور مر گئی اب وہ جو دختر اس شخص کی ہے جس نے اپنی سالی سے نکاح کیا تھا اور مر گیا تھا سالی کے دوسرے شوہر کو جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب: جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۹: ہندہ نے زینب کا دودھ پیا ہندہ کے بیٹے کو زینب کی دختر جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

نا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۰: ایک شخص نے اپنی زوجہ کے دھوکے میں سہو سے اپنی ہمیشہ یا خوشدامن کا ہاتھ از روئے شہوت کے پکڑا، اس کے نکاح میں کچھ خلل واقع ہوا یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

ہمیشہ کا ہاتھ پکڑنے سے نکاح میں کچھ خلل واقع نہ آیا اور خوشدامن کا ہاتھ پکڑنے سے نکاح فاسد ہو گیا اس سے شہوت پیدا ہوئی یا پہلے سے تھی تو زائد ہو گئی اور انزال نہ ہوا عورت ہمیشہ کو اس پر حرام ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید نے اپنی دختر زینب کا بکر کے ساتھ نکاح کیا اور بعد نکاح قبل رخصت بکر کو بلا تحقیق زبانی باتوں پر نامرد ٹھہرا کر بے طلاق دلوائے بحالت حیات بکر کے زینب کا نکاح خالد کے ساتھ کر دیا اور اس سے اولاد پیدا ہوئی پس ایسی صورت میں یہ نکاح ثانی جائز ہوا یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں قطع نظر اس سے کہ تفریق بوجہ عنت کے لیے جو امور شرعاً درکار ہیں ان میں سے یہاں ایک بھی نہیں نہ پایا گیا، راساً بکر کا ایسا عنین ہونا ہی ثابت نہیں جس کی بناء پر زینب کو اختیار مخاصمہ و مطالبہ تفریق حاصل ہو، اس لیے ممکن تھا کہ وہ بالخصوص اس عورت سے نزدیکی پر قادر ہوتا جس صورت میں کہ زینب کی رخصت ہی نہ ہونے پائی اس کے حق میں بکر کا نامرد ہونا کیسے ثابت ہوا۔

عالمگیریہ میں ہے جو شخص ثیبہ سے جماع کی طاقت رکھتا ہو باکرہ سے نہیں یا بعض عورتوں سے جماع کی طاقت رکھتا ہو اور دیگر بعض سے نہیں اور اس کی کمزوری مرض کی وجہ سے یا پیدائشی یا بڑھاپے یا جادو کی وجہ سے ہو	فی العالمگیریۃ وان کان یصل الی الثیب دون الابکار اولی بعض النساء دون البعض وذلک لمرض به اولضعف فی خلقه اولکبر سنه اوسحر

فہو عنین فی حق من لایصل الیہا کذا فی النہایۃ ^۱ ۔	توان عورتوں کے حق میں اس کو نامرد تصور کیا جائے گا جن سے جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو، نہایہ میں یوں ہے۔ (ت)

پس بلاشبہ نکاح ثانی زینب کا محض ناجائز و باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۲: از اثاودہ مرسلہ مولوی وصی علی صاحب نائب ناظر کلکٹری اثاودہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لیلیٰ و سلمیٰ دو رضاعی بہنیں ہیں، لیلیٰ سے زید نے نکاح کیا اب سلمیٰ سے اس کے پسر عمرو بن جلیلہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا وہ عمرو کی سوتیلی خالہ یعنی سوتیلی ماں کی رضاعی بہن سمجھ کر حرام مانی جائے گی۔ بینواتو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں عمرو و سلمیٰ کا نکاح جائز ہے کہ باپ کی سالی جبکہ اپنی حقیقی یا رضاعی ماں کی سگی یا سوتیلی یا مادری یا رضاعی بہن نہ ہو حلال ہے خواہ نسبی ہو خواہ رضاعی۔ قال اللہ تعالیٰ: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ^۲ (محرمات مذکورہ کے سوا تم کے لیے حلال ہیں۔ ت) سوتیلی خالہ کہ حرام ہے اس کے معنی حقیقی یا رضاعی ماں کی سوتیلی بہن نہ کہ سوتیلی ماں کی حقیقی یا رضاعی بہن، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے نکاح میں ایک عورت حرہ تھی دوسرا نکاح اس نے ایک کنیز سے کیا، یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور کنیز کا مہر اس کے ذمہ کس قدر لازم ہوگا؟ اس کنیز سے اس کی اولاد بھی ہوئی، اب زید نے انتقال کیا تو کنیز اور اس کی اولاد ترکہ پائیں گے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

زن حرہ پر لونڈی سے نکاح کرنا فاسد ہے،

فی الدرالمختار وصح حرة علی امة و لایصح عکسہ انتہی ^۳ ملخصاً۔	در مختار میں ہے لونڈی پر حرہ عورت سے نکاح صحیح ہے اور اس کا عکس یعنی حرہ پر لونڈی سے نکاح صحیح نہیں ہے۔ انتہی ملخصاً (ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ الباب الثانی عشر فی العنین نورانی کتب خانہ پشاور/۵۲۲

^۲ القرآن ۲۴/۴

^۳ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مکتبہ دہلی/۱۸۹

اور زن منکوحہ بنکاح فاسد مستحق ارث نہیں۔

در مختار کے "باب نکاح کافر" میں ہے کہ ائمہ کرام کا اجماع ہے کہ یہ آپس میں وارث نہ بنیں گے کیونکہ وراثت کا ثبوت نص میں قیاس کے خلاف ہے اور یہ صرف نکاح میں ہے اور اس میں منحصر رہے گا۔ ابن ملک۔ اور اسی در مختار کے کتاب الفرائض میں ہے کہ وارث کا استحقاق تین وجہ سے ہوتا ہے۔ رشتہ رحم اور صحیح نکاح کی بنا پر نکاح فاسد یا باطل سے باجماع استحقاق وارثت نہیں اھ (ت)	فی الدرالمختار من باب نکاح الکافر واجمعوا انهم لايتوارثون لان الارث انما ثبت بالنص على خلاف القياس في النكاح الصحيح مطلقاً فيقتصر عليه ابن ملك¹۔ وفيه من كتاب الفرائض ويستحق الارث باحد ثلثة برحم ونكاح صحيح فلاتوارث بفاسد ولا باطل اجماعاً² اھ

ہاں اگر وطی واقع ہوگئی تو مہر مسٹی و مہر مثل سے جو کم ہوگا لازم آئے گا مثلاً اگر عقد پانسو روپے مہر پر بندھا ہے اور مہر مثل سو روپے ہے تو مہر مثل، اور در صورت عکس مہر مسٹی یعنی جو عقد میں بندھا ہے واجب الادا ہوگا، اور جو عقد میں کچھ نہ بندھا یا بندھا معلوم نہیں ہو سکتا تو مہر مثل جس قدر ہو قرار پائے گا۔

خلاصہ میں ہے اگر مہر مقررہ ہو تو فاسد نکاح سے مہر مثل اور مقررہ سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا۔ در مختار میں ہے کہ فاسد نکاح میں مہر مثل وطی سے واجب ہوتا ہے وطی کے بغیر مہر مثل واجب نہیں ہوتا اور مہر مثل مقررہ مہر سے زیادہ بھی نہیں کیا جائیگا اگرچہ مقررہ مہر سے مہر مثل کم ہو اور اگر مقررہ نہ ہو یا مقرر معلوم نہ ہو تو اس صورت میں مہر مثل لازم ہوگا جتنا بھی ہواھ لمخصاً (ت)	فی الخلاصة الواجب فی النکاح الفاسد الاقل من المسمى ومن مهر المثل ان كان هناك تسمية³۔ فی الدرالمختار ويجب مهر المثل فی نكاح فاسد بالوطی لا بغیره ولم یزدمهر المثل علی المسمى ولو كان دون المسمى لزمر مهر المثل ولو لم یسم اوجهل لزمر بالغاً ما بلغ⁴ انتھی مع التلخیص۔

اور اولاد کہ نکاح فاسد میں وقت وطی سے چھ مہینے بعد پیدا ہوئی بالاجماع ثابت النسب و مستحق الارث ہے،

در مختار میں ہے کہ نکاح فاسد میں بغیر دغوی احتیاطاً نسب	فی الدرالمختار ویثبت النسب احتیاطاً بلا دعوة

¹ در مختار باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۸/۱

² در مختار کتاب الفرائض باب نکاح الکافر ۳۵۲/۲

³ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثالث عشر فی النکاح الفاسد مکتب حبیبیہ کوئٹہ ۴۱/۲

⁴ در مختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۱/۱

وتعتبر مدته وهي ستة اشهر من الوطى والا لا يثبت وهذا قول محمد وبه يفتى وقال ابتداء المدة من وقت العقد كالصحيح ورجحه في النهر بأنه احوط ١- والله تعالى اعلم۔	ثابت ہوگا جبکہ مدت کا اعتبار ہوگا جو کہ وطی سے چھ ماہ تک ہے ورنہ نہیں، یہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر مدت کا اعتبار وقت نکاح سے چھ ماہ ہے جیسا کہ صحیح نکاح میں ہوتا ہے، نہر میں اس کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس میں زیادہ احتیاط ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۴: چہ می فرماید علمائے دین دریں مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں۔ ت) کہ ہندہ زوجہ بکر کسی تقریب خانگی میں بہت سی مستورات کے ہمراہ ایک مقام پر جہاں دروازہ پر پردہ لگاتھا موجود تھی، اور اس جلسہ میں زوجہ زید بھی تھی، زوجہ بکر دوپٹہ یا چادر زوجہ زید کا اتفاق سے اوڑھے تھی، وقت شب تھا، روشنی کافی جیسا کہ تقریبات میں قاعدہ ہے موجود تھی، دریں اثناء زید وہاں آیا اور ہندہ زوجہ بکر مذکورہ بالا اپنا منہ جو کھلاتھا باہر پردہ کے لائی کہ زید مذکور نے اس کا بوسہ رخسار پر لیا، ہندہ نے و دیگر عورات نے اس کا مواخذہ زید سے کیا، اس وقت زید نے روبرو جملہ اور پانچ سات ذکور عادل کے یہ عذر کیا کہ میں نے اپنی زوجہ کے دھوکا میں بوسہ لیا تھا بوجہ اس کے کہ زوجہ بکر یعنی ہندہ مذکور میری زوجہ کا چادر اوڑھے تھی اس دھوکا اور شبہ سے بوسہ لیا تھا ہر گز دانستہ یہ فعل نہیں کیا، پس اب ہندہ مذکورہ کی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ از روئے شرع شریف کے درست ہے یا نادرست؟ اس امر پر حکم فرما کر دستخط خاص سے جواب تحریر فرمایا جائے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اگر ثابت ہے کہ زید نے زوجہ بکر کا بوسہ بنظر شہوت لیا تو اس پر عورت کی سب اولاد ہمیشہ کے لیے زید پر حرام ہوگئی، کسی طرح اس کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا، اور اگر نادانستہ نکاح کر لیا ہے فریقین پر واجب ہے کہ اسے فسخ کر دیں ورنہ سخت گناہ گار ہوں گے۔ اور اگر شوہر فسخ پر راضی نہ ہو تو عورت بذات خود فسخ کر سکتی ہے کما نص علیہ فی رد المحتار (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں اس پر نص ہے۔ ت) بلکہ امام محقق علی الاطلاق کمال الملک والدین محمد بن الممام قدس سرہ العزیز نے فسخ القدر شرح ہدایہ میں تصریح فرمائی ہے کہ جس طرح لبوں کا بوسہ لینا خواہی نخواہی بنظر شہوت قرار پائے گا یہاں تک کہ اگر وہ شخص ادعا کرے کہ یہ فعل مجھ سے بنظر شہوت نہ ہوا تو ہر گز قبول نہ کریں گے اور حکم حرمت ابدی دیں گے یہی حال بوسہ رخسار کا ہونا چاہئے کہ یہ بھی بشہوت ہی ٹھہرے گا اور

^۱ در مختار باب المہر مطبع مکتبائی دہلی ۲۰۱۱

بوسہ لینے والیہ کا انکار مسموع نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے:

وفي الفتح يتراءى الحاق الخدين بالفم¹ - فتح میں ہے کہ رخسار بھی منہ سے ملحق قرار پائیں گے۔ (ت)

اس طور پر صورت مستفسرہ میں مطلقاً حکم حرمت ہے اور اگر زید انکار شہوت کرے مسموع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۸۵: از نجیب آباد ضلع بجنور محلہ نواب پور مرسلہ نیاز اللہ خاں ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا مدت تک، اور پھر اس کی زندگی میں اس کی بیٹی سے بھی حرام کیا یہاں تک کہ دس برس تک اسے گھر میں ڈال کر پردہ میں رکھ کر حرام کرتا رہا۔ اب زنا سے توبہ کر کے نکاح کرنا چاہتا ہے آیا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا
الجواب:

کسی وقت کسی حال اس سے نکاح نہیں ہو سکتا کہ ماں کے ساتھ حلال خواہ حرام کسی طرح صحبت کرنے بلکہ صرف بشہوت ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے سے بیٹی ہمیشہ ہمیشہ حرام ہو جاتی ہے اور بیٹی کے ساتھ ان معاملات سے ماں۔ در مختار میں ہے:

حرم ایضاً بالصہریۃ اصل مزنیۃ اراد بالزنا الوط الحرام واصل مسوسنتہ بشہوۃ والمنظور الی فرجہا الداخول وفروعہن ² اھملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	مزنیہ کی اصل بھی مصاہرۃ کے طور پر حرام ہو گئی زنا سے مراد حرام وطی ہے۔ اور شہوت کے ساتھ مس شدہ عورت اور جس کی فرج داخل پر شہوت سے نظر پڑی ہو کی اصل اور ان کی فرع حرام ہو گئی اھملخصاً (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۶ تا ۱۸۸: از شاہ نگر یا مرسلہ نیاز محمد خان ۱۲ رجب ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں:

(۱) استاد کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شاگردانث سے استاد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۳) بھتیجے کا نکاح چچا کی بی بی سے درحالیکہ محارم سے نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

¹ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مکتبائی دہلی ۱۸۸۱

² در مختار فصل فی المحرمات مطبع مکتبائی دہلی ۱۸۸۱

الجواب:

ان سب سے نکاح جائز ہے جبکہ محارم نہ ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ: **وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ** ^۱ (محرمات مذکورہ کے ماسوا تمہارے لیے حلال ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۹: از اٹا وہ مکان قاضی مظفر علی صاحب ڈگری نولیس منصفی مرسلہ شیخ ویدار بخش صاحب ۲۳ صفر ۱۳۱۲ھ ہندہ کا نکاح نو برس کی عمر میں ہوا تھا، اس کا شوہر جو بالغ تھا تین ماہ بعد نکاح کے نینی تال کو چلا گیا وہاں اس نے اپنا نکاح کیا اور زوجہ ثانیہ سے اولاد ہوئی۔ ہندہ شوہر سے نان و نفقہ کی طالب ہوئی، اس نے کچھ التفات نہ کی، تب خواہان طلاق ہوئی، طلاق بھی نہ دی، بلکہ ایک عرصہ کے بعد زوجہ ثانیہ اور اولاد کو بھی چھوڑ کر کہیں چلا گیا، پانچ چار سال سے مفقود الخبر ہے، ہندہ اب اپنا دوسرا نکاح کیا چاہتی ہے، اس معاملہ میں بنظر حالات جو مسئلہ شرعی ہو فرمائیے، اب عمر ہندہ پچیس سال کی ہے۔ بینواتو جروا

الجواب:

ہر گزریوں نکاح نہیں کر سکتی، قال اللہ تعالیٰ: **وَالْمَحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ** ^۲ (شادی شدہ عورتیں حرام ہیں۔ ت) اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں، اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے فی جوابہر الاخلاطی یہ حکم بموتہ بعد سبعین سنۃ وعلیہ الفتویٰ ^۳ (جواہر الاخلاطی میں ہے: گم شدہ کی عمر کے ستر سال پورے ہونے کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے گا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ ت) ادعائے ضرورت و عذر جوانی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ بہت کمسن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں بابتاع رسم ہنود عمر بھر نام نکاح نہیں لیتیں۔ اس وقت ضرورت و جوانی کدھر جاتی ہے۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ موجود ہیں مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ و روگرداں، وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں! یہ جو بعض کا زعم ہے کہ چار سال گزرنے پر عورت کو نکاح ثانی کا اختیار امام مالک کے مذہب میں حاصل ہو جاتا ہے محض جہل۔ اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب سے ناواقفی ہے ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرعی کے حضور مستغیثہ ہو وہ بعد ثبوت مفقودی روز مرافعہ سے چار سال کی مہلت دے۔ اس کے گزرنے پر قاضی تفریق کرے۔ اب عورت عدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے

^۱ القرآن ۲۴/۴

^۲ القرآن ۲۴/۴

^۳ جواہر الاخلاطی مسائل مفقود قلمی نسخہ ص ۱۲۲

پیش از حکم قاضی شرع اگر بیس برس گزر گئے تو وہ معتبر نہیں صرح بہ علماء المالکیۃ فی کتبہم (مالکی علماء نے اپنی کتب میں اس کی تصریح کی۔ ت) اس مسئلہ کی تفصیل جلیل فتاویٰ فقیر کتاب الفقود میں ہے۔ ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۰: از پٹنہ لودی کٹرہ مرسلہ مولانا مولوی عبدالوحید غلام صدیق صاحب بہاری ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ حضرت مولانا اعزکم اللہ فی الدارین تسلیم، ایک شیعہ عورت سے سنی نے نکاح کیا آیا درست ہو گا یا نہیں؟ جلد فتویٰ مرتب فرما کر روانہ کیجئے ضرورت شدیدہ ہے۔ میری خاص رائے عدم مناکحت پر ہے۔ منکرین ضروریات دین کافر ہیں اور کفر کے سبب نکاح مسلمان سے کب درست ہے، والسلام!

الجواب:

شیعہ تین قسم ہیں:

اول غالی کہ منکر ضروریات دین ہوں، مثلاً قرآن مجید کو ناقص بنائیں، بیاض عثمانی کہیں یا امیر المومنین مولانا علی کرم اللہ وجہہ خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یا رب العزت جل وعلا پر بدع یعنی حکم دے کر پشیمان ہونا، پچتا کر بدل دینا، یا پہلے مصلحت کا علم نہ ہونا بعد کو مطلع ہو کر تبدیل کرنا مانیں، یا حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھیں الی غیر ذلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات۔ ت) یہ لوگ یقیناً قطعاً جماعاً کافر مطلق ہیں اور ان کے احکام مثل مرتد، فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے: احکامہم احکام المرتدین^۱ (ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔ ت) آج کل کے اکثر بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفریہ سابقہ میں ان کے عالم جاہل مرد عورت سب شریک ہیں الا ماشاء اللہ (مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ ت) جو عورت ایسے عقیدہ کی ہو مرتدہ ہے کہ نکاح نہ کسی مسلم سے ہو سکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے۔ جس سے نکاح ہو گا زنا ہے محض ہو گا اور اولاد ولد الزنا۔

دوم تبرائی کہ عقاید کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اور صرف سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارتکاب کرتا ہو، ان میں سے منکران خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور انھیں برا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر و مرتد ہیں^۲ نص علیہ فی الخلاصۃ والہندیۃ وغیرہما (خلاصہ اور ہندیہ میں اس پر نص ہے۔ ت) مگر مسلک محقق قول متکلمین ہے کہ یہ بدعتی ناری جہنمی کلاب النار ہیں مگر کافر نہیں، ایسی عورت سے نکاح اگرچہ

^۱ فتاویٰ ہندیہ باب فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲۶۴/۲

^۲ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳۸۱/۳

صحیح ہے مگر سخت کراہت شدیدہ سے مکروہ ہے۔

لما فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تناکحوہم ^۱ ۔	کیونکہ حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ان سے نکاح نہ کرو۔ (ت)

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے ناقہ کو لعنت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے چھڑوا دیا کہ ملعونہ ناقہ پر ہمارے ساتھ نہ رہ۔ پھر کسی نے اس ناقہ کو نہ چھوا^۲ حالانکہ ناقہ فی نفسہا مستحق لعنت نہیں۔ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر لعنت کرنے والے بلاشبہ لعنت الہی کے مورد ہیں:

اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون ^۳ ۔	یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (ت)

احادیث صحیحہ کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں تو ایک ملعونہ سے صحبت رکھنا کیونکر شرع مطہر کو گوارا ہوگا واللہ الہادی۔
سوم تفضیلی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خیر سے یاد کرتا ہو خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی امامت برحق جانتا ہو
صرف امیر المومنین مولیٰ علی کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل مانتا ہو، انھیں کفر سے کچھ علاقہ نہیں بد مذہب ضرور ہیں ایسی
عورت سے بالاتفاق نکاح جائز ہے ہاں کراہت سے خالی نہیں کہ مبتدعہ ہے اگرچہ ہلکے درجہ کی بدعت ہے خصوصاً اگر اس کی محبت
میں اپنے مذہب پر اثر پڑنے کا احتمال ہو تو کراہت شدید ہو جائے گی اور ظن غالب تو اشد بالغ بدرجہ تحریم، واللہ سبحانہ و تعالیٰ
اعلم۔

مسئلہ ۱۹۱: از احمد آباد گجرات محلہ کالپور متصل پور گلیان مرسلہ عبدالکریم صاحب ولد عبدالغنی صاحب ۱۳ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ
ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا ابھی وہ عورت زندہ سلامت اس
مرد کے نکاح میں موجود ہے اب وہی مرد اس عورت کے بھائی کی نواسی سے نکاح کرنا چاہتا ہے آیا یہ جمع کرنا درمیان
عورت اور اس کی بھتیجی کی بیٹی کے حلال ہے یا حرام؟ بینوا بیانا شافیا تو جروا اجرا و افیا۔

الجواب:

حرام ہے، اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ جو دو عورتیں آپس میں محرم ہوں یعنی ان میں سے جس کو مرد فرض کیا جائے دوسری پر
ہمیشہ کے لیے حرام ہو ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا جائز نہیں۔ یہاں ایسا ہی ہے کہ

^۱کنز العمال حدیث و مؤسسة الرسالة بیروت و ۵۴۲

^۲صحیح مسلم باب النهی عن لعن الدواب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۲۳

^۳القرآن ۱۵۹/۴

اگر منکوحہ اولیٰ کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ دوسری اس کے بھتیجے کی بیٹی۔ اور جس طرح بھتیجی حرام ہے یونہی بھتیجے کی بیٹی، اور اگر اس دوسری کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ پہلی اس کی ماں کی پھوپھی ہے اور جس طرح اپنی پھوپھی حرام ہے یونہی ماں کی، بحر الرائق میں ہے:

الاصل ان کل امرأتین لو كانت احداهما ذکرا والا خری انشی لم یجز للذکر ان یتزوج الانشی فانه یحرم الجمع بینهما بالقیاس علی حرمة الجمع بین الاختین ¹ ۔	قاعدہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جن میں سے ایک کو مرد فرض کیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو کیونکہ ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت دو بہنوں کو جمع کرنے کی حرمت پر قیاس ہے۔ (ت)

نقایہ اور اس کی شرح جامع الرموز میں ہے:

وحرم علی البرء اصله وفرعه وفروع اصله القریب من الاخوات لاب وام اولادھما وبناتھن وبنات الاخوة وان بعدت وصلبیه اصله البعید من عماتہ وخالاتہ لاب وام اولادھما وعماتھما وعمات احدھما وان علت وخالاتھما او خالات احدھما وان علت ² ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	مرد کی اصل اور اس کی اپنی اولاد اور اس کے ماں باپ کی اولاد یعنی بہنیں، صرف باپ کی طرف سے یا صرف ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے ہوں اور ان بھائیوں اور بہنوں کی اولاد خواہ نیچے تک ہو، اور اوپر والے ماں باپ یعنی دادا دادی اور نانا نانی، اوپر تک کی صلبی اولاد، اس کی پھوپھیاں اور خالائیں، ماں باپ دونوں کی طرف سے یا ایک طرف سے ہوں، اور ماں باپ کی حقیقی پھوپھیاں اور خالائیں ہوں یا صرف ماں یا باپ کی طرف سے ہوں، خواہ اوپر تک ہوں سب اس پر حرام ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۲: از ضلع صاحب گنج کیا موضع کھراڈا کھانہ مخدوم پور مرسلہ شیخ نجم الدین حیدر صاحب ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اس زوجہ سے دو بیٹے حسن و حسین
پیدا ہوئے، بعد وفات ہندہ کے زید نے حفصہ سے نکاح کیا اس زوجہ سے چند اولاد پیدا ہوئی اور حفصہ نے اپنی بیٹی زبیدہ کے ساتھ
حسین کے بیٹے بکر کو دودھ پلایا، پس اس صورت میں بکر کا نکاح حسن کی بیٹی زاہدہ سے موافق شرع محمدی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بیدنوا
توجروا

¹ بحر الرائق فصل فی المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۹۵/۳

² جامع الرموز شرح نقایہ کتاب النکاح مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴۵۰۶۳۸/۱

الجواب:

تقریر سوال سے ظاہر ہے کہ زبیدہ دختر زید ہے اور یہ شیر حفصہ کہ بکر نے پیازید ہی سے تھا، اگر صورت واقعہ یہی ہے تو بکر وزاہدہ میں نکاح حرام محض ہے کہ اس تقدیر پر بکر اپنے دادازید کا بیٹا ہو اور اس کا بیٹا حسن اس کا سوتیلہ بھائی اور حسن کی بیٹی بکر کی سوتیلی بھینتی، اور بھینتی اگرچہ سوتیلی ہو چچا پر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة ¹ ۔ رواه الجماعة الا ابن ماجة عن امر المؤمنين رضى الله تعالى عنها۔	رضاعت سے سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش (نسب) سے حرام ہیں، اس کو ابن ماجہ کے بغیر محدثین نے ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (ت)

عالمگیری میں ہے:

یحرم علی الرضیع ابواه من الرضاع و اصولهما و فروعهما من النسب و الرضاع جیباً حتی ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذه الارضاع او بعده اوارضعت رضیعاً او ولد الرجل من غير هذه المرأة قبل هذه الارضاع او بعده اوارضعت امرأة من لبنه رضیعاً فالكل اخوة الرضیع و اخواته و اولادهم اولاد اخوته و اخواته كذا فی التہذیب ² ۔	دودھ پینے والے بچے رضاعی ماں باپ اور ان کے اصول و فروع نسب ہوں یا رضاعی سب حرام ہو جاتے ہیں، حتی کہ دودھ پلانے والی عورت کا موجودہ خاوند سے یا کسی دوسرے سے، دودھ پلانے سے پہلے یا بعد کا بچہ ہو یا اس نے کسی بچے کو دودھ پلایا ہو، یا اس عورت کے خاوند کی کوئی اولاد اس عورت سے ہو یا کسی اور سے ہو۔ دودھ پلانے سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو، یا کسی عورت نے اس مرد سے اترے ہوئے دودھ کو کسی بچے کو پلایا ہو، تو یہ تمام، دودھ پینے والے بچے کے بہن بھائی ہوں گے، اور ان کی اولاد اس بچے کے بھتیجے اور بھانجے ہوں گے تہذیب میں یوں ہے۔ (ت)

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

¹ صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۶

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الرضاع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۴۳

بنات الاخوة من الرضاع كل انثى ولدها ابن الفحل الذی منه اللبن ^۱ اھملخصاً	رضاعی بھتیجیاں یہ تمام وہ لڑکیاں ہیں جو دودھ پلانے والی عورت کے اس خاوند کے بیٹے کی اولاد ہوں جس سے اس عورت کو دودھ اترتا ہے۔ اھملخصاً (ت)

ہاں اگر حصہ کے یہ دودھ زید سے نہ ہوتا تو بکر کی یہ رضاعت زاہدہ کو اس پر حرام نہ کرتی۔

لان الحسن وبكر اح لم يثبتو كافي ام ولا اب فلم يكن الحسن الاعمه وبنت العم يحل ما لم يوجد ما يمنع الحل۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	کیونکہ حسن اور بکر اس صورت میں ماں میں اور نہ ہی باپ میں شریک ہوئے، تو حسن بکر کے لیے صرف چچا ہوا۔ اور چچا کی لڑکی اگر کوئی اور مانع نہ ہو تو حلال ہوتی ہے۔ (ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۳: از شہر کہنہ مسئولہ امیر حیدر صاحب ۹ رجب ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ متعہ کی حرمت کس آیت و حدیث سے اہل سنت کے یہاں ثابت ہے؟ بینوا تو جروا
الجواب:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ يُقْرُونَ هُمْ يَحْفَظُونَ ۚ إِلَّا عَلَىٰ آزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۚ فَمِنْ ابْنَعِي وَرَأَىٰ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعُدُونَ ۚ ۲	وہ لوگ جو اپنی شر مگاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنی شرعی کنیزوں پر کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

ظاہر ہے کہ زن متوعہ نہ اس کی بی بی ہے نہ کنیز شرعی، تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی باندھی ہوئی حد سے جدا اور حرام و گناہ ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے:

مُحْصَنِينَ غَيْرِ مُسْفَحِينَ وَلَا مُتَّخِذِينَ أَخْدَانٍ ۚ ۳	نکاح کرو بی بی بنا کر، قید میں رکھنے کو نہ پانی گرانے نہ آشنا بنانے کو۔

عورتوں سے فرماتا ہے: مُحْصَنَاتٍ غَيْرِ مُسْفَحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتٍ أَخْدَانٍ ۚ ۴ قید میں آتیاں نہ مستی نکالتیاں نہ یار بناتیاں

^۱ غرائب القرآن (تفسیر نیشاپوری) بیان ان نکاح الامہات والبنات الخ مصطفیٰ البابی مصر ۸/۵

^۲ القرآن ۵۶/۴۳

^۳ القرآن ۵/۵

^۴ القرآن ۲۵/۴

ظاہر ہے کہ متعہ بھی مستی نکالنے پانی گرانے کا صیغہ ہے۔ نہ قید رکھنے بی بی بنانے کا، صحیح مسلم شریف میں حدیث حضرت سبرہ بن معبدہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا ایہا الناس انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وان اللہ عزوجل قد حرم ذلک الی یوم القيامة ^۱	اے لوگوں! میں نے پہلے تمہیں اجازت دی تھی عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی، اور اب بیشک اللہ عزوجل نے اسے حرام کر دیا قیامت تک۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن متعة النساء یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیة ^۲	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور گدھے کا گوشت حرام فرمادیا۔

جامع الترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال انما کانت فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدة لیس له معرفة فیتزوج المرأة بقدر ما یری انه یقیم فتحفظ له متاعه وتصلح له شانه حتی اذا نزلت الآیة الاعلی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم قال ابن عباس فکل فرج سواهما فهو حرام ^۳	متعہ ابتدائے اسلام میں تھا مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے عقد کر لیتا جتنے روز اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا، وہ عورت اس کے اسباب کی حفاظت اس کے کاموں کی درستی کرتی، جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ سب سے اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوا بیبیوں اور کنیزوں کے اس دن سے ان دو کے سوا جو فرج ہے وہ حرام ہو گئی۔

حازمی کتاب النسخ والمسنوخ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی غزوہ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا۔

فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے

^۱ صحیح مسلم باب نکاح المتعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۵۱/۱

^۲ صحیح بخاری باب النهی عن نکاح المتعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۶۷/۲

^۳ جامع الترمذی باب ما جاء فی نکاح المتعة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۸۱/۱

فَنظَرَ الْبَيْهِنَ وَقَالَ مِنْ هَؤُلَاءِ النِّسْوَةِ. قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ نِسْوَةٌ تَمْتَعْنَا مِنْهُمْ. قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ. وَتَمَعَرَّ وَجْهَهُ وَقَامَ فِينَا خَطِيبًا. فَحَمَدَ اللَّهَ وَاثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ نَهَى عَنِ الْمَتْعَةِ 1	انھیں دیکھا اور فرمایا یہ عورتیں کون ہیں؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ان سے ہم نے متعہ کیا ہے، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب فرمایا، یہاں تک کہ دونوں رخسارہ مبارک سرخ ہو گئے اور چہرہ انور کارنگ بدل گیا، خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۴: از ملک بنگالہ شہر چائگام کاکس بازار مرسلہ مولوی عبد الحمید صاحب ۳ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

چہ می فرماید علمائے دین اندرینکہ نکاح کردن زوجہ برادر حقیقی صغیر خود جائز است یا نہ؟ بینوا تو جروا۔	کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چھوٹے سگے بھائی کی بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

جائز است بالاتفاق بعد افتراق بیوت یا طلاق برادر اصغر باشد یا اکبر۔ قال اللہ عزوجل، واحل لکم ماوراء ذالکم^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم	چھوٹے یا بڑے بھائی کے طلاق دینے یا فوتیدگی کے سبب جدائی کے بعد بالاتفاق جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محرمات مذکورہ کے سوا تمہارے لیے حلال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

^۱ نصب الراية بحوالہ الحازمی کتاب النکاح المكتبة الاسلاميه لصاحبها رياض الشيخ ۱۷۹/۳

^۲ القرآن ۲۴/۴



ہبۃ النساء فی تحقیق المصاہرۃ بالزنا^{۱۳۱۵ھ}

(زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۹۵: از بہار محلہ محلی پر مرسلہ سید محمد عبدالسبحان صاحب حنفی دوم شوال مکرم ۱۳۱۵ھ و بار دوم از ملک بنگالہ ضلع ڈھاکہ ڈاکخانہ امیر آباد موضع پیرکاندب مرسلہ محمد زینت علی صاحب ۱۰ شوال مکرم ۱۳۲۵ھ حضرت اقدس قبلہ و کعبہ دامت برکاتہم، آداب و تسلیم، عرض ہے ایک بات کا جھگڑا بہار شریف میں حضرات خفیہ سلمم اللہ و بابیہ خذلم اللہ کے درمیان پھیلایا ہوا ہے۔ اس کا جواب جلد تر روانہ فرمائیے، زید نے اپنی ساس سے زنا کیا اور اس کی بی بی کو اس کا علم تھا تو اب زید پر وہ بی بی حرام ہوئی یا نہیں؟ اور اگر حرام ہوئی تو ضرورت طلاق دینے کی ہے یا نہیں؟ دوسرے وہ بی بی باوجود علم کے اپنے شوہر زید کے ساتھ رہی اور زید بھی وطی حسب دستور کرتا رہا اور بی بی سے اولاد بھی ہوئی تو وہ اولاد بعد فوت زید یا بی بی زید کے ترکہ کی مستحق ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جدوا

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جس نے مٹی سے بشر کو

الحمد لله الذی خلق من الطین بشرًا

وَجَعَلَ لَهُ نَسَبًا وَصَهْرًا وَافْضَلَ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى سَيِّدِنَا الْإِنَامِ وَالْهَ الْكَرَامِ وَصَحْبَهُ الْعِظَامَ عَلَى الدَّوَامِ۔	پیدا فرمایا اور اس کے لیے نسب اور رشتہ ازدواج بنایا، بہترین صلوٰۃ و سلام کائنات کے آقا اور اس کی برگزیدہ آل اور اس کے صحابہ عظام پر، دائمی ہو، (ت)

زوجہ زید اس پر حرام ہو گئی اگرچہ اسے اس واقعہ شنیعہ کا علم بھی نہ ہوتا اقول: وبالله التوفیق اس کی دلیل جلیل قول
مولیٰ عزوجل و تبارک و تعالیٰ ہے:

وَرَبَّائِكُمُ الَّذِينَ فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الَّذِينَ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمُوهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ¹ ۔	تم پر حرام کی گئیں تمہاری گود کی پالیاں ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

اس آیہ کریمہ میں زن مدخولہ کی بیٹی حرام فرمائی اور جس طرح وصف الَّذِينَ فِي حُجُورِكُمْ یعنی اس کی گود میں پلنا بالاجماع
شرط حرمت نہیں۔ مثلاً زید کسی بچپن سال والی عورت سے نکاح کرے اور اس کے پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی چارہ سالہ ہو
جسے گود میں پالنا درکنار زید نے آج سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ ہو تو کیا زید کو حلال ہو سکتا ہے کہ اس کی لڑکی سے بھی نکاح کر لے اور
مادر و دختر دونوں کو تصرف میں لائے لالاہ الا اللہ یہ ہر گز شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں۔ اسی طرح
وصف نِسَائِكُمْ یعنی ان مدخولات کا زوجہ و منکوحہ ہونا بھی بالاتفاق شرط نہیں، کیا لیلیٰ و سلمیٰ ماں بیٹی دونوں جس کی کنیز شرعی ہوں
اسے حلال ہے کہ دونوں سے جماع کیا کرے، مادر و دختر دونوں ایک پلنگ پر، عیاذ باللہ، یہ شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے کس درجہ بعید ہے۔ حالانکہ ہر گز کنیز نِسَائِكُمْ میں داخل نہیں نہ ان کی بیٹیوں پر رَبَّائِكُمْ صادق، غالباً ان حراموں کو حلال
بتاتے ہوئے غیر مقلد صاحب بھی شرم کریں، تو ثابت ہوا کہ نکاح جس طرح حکم تنہ آیت فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمُوهُنَّ تحریم و دختر
کے لیے کافی نہیں، یونہی شرط و ضروری بھی نہیں یعنی نہ وہ علت ہے، نہ جزء علت اب آیہ کریمہ میں نہ رہا مگر
الَّذِينَ دَخَلْتُمُوهُنَّ یعنی ان عورتوں کی بیٹیاں جن کے ساتھ تم نے صحبت کی، معلوم ہوا صرف اس قدر علت تحریم ہے اور یہ
قطعاً مزنیہ میں بھی ثابت کہ وہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ اس نے صحبت کی، لاجرم حکم آیت اس کی بیٹی اس پر حرام ہو گئی، نظیر
اس کی اسی بیان محرمات میں ہے قولہ عز شانہ ہے۔ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ² حرام کی گئیں تم پر تمہارے ان
بیٹوں کی جو ر وئیں جو تمہاری پشت سے ہیں کہ جس طرح الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ یعنی بیٹے کا اس کی پشت سے ہونا اخراج تنبی
کے لیے ہے نہ کہ اخراج وغیرہ و

¹ القرآن ۲۳/۴

² القرآن ۲۳/۴

بہنہ کے واسطے، یونہی وصف حلال یعنی بیٹے کی جور و ہونا بھی ملحوظ نہیں، بیٹے کی کنیز مدخولہ بھی ضرور حرام ہے اور وہ لفظ حلیلہ میں داخل نہیں، اور اگر اشتقاقی معنی لیجئے جو بیٹے پر حلال ہے تو اب عموم تحریم صحیح نہ رہے گا کہ بیٹے کی کنیز مطلقاً حرام نہیں جب تک مدخولہ نہ ہو، یہی حال وَاَقْمَلْتُ نِسَاءَكُمْ¹ کا ہے کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری عورتوں کی مائیں، یہاں پر بھی وصف زوجیت قید نہیں کہ کنیز مدخولہ کی ماں بھی بدلیل مذکور بالاتفاق حرام، بعینہ اسی دلیل سے وَلَا تَنْكِحُوا اُمَّهَاتِكُمْ اَبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ² (اپنے باپوں کی منکوحہ بیویوں سے نکاح نہ کرو۔) میں اگر نکاح بہ معنی عقد لیجئے تو عقد غیر قید اور بمعنی وطی لیجئے تو وہ ہمارا عین مذہب، بالجملة ان سب مواضع میں مطمع نظر صرف مدخولہ ہونا ہے اگرچہ بلا نکاح و بس، اب دخلتمہ بہن میں مولیٰ عزوجل نے دخول حلال و حرام کی کوئی قید ذکر نہ فرمائی اور اس کے اطلاق میں دونوں داخل، تو جو مدعی تخصیص ہو دلیل پیش کرے اور دلیل کہاں بلکہ دلیل اس کے خلاف پر قائم، کیا جس نے اپنی منکوحہ سے صرف حالت حیض یا نفاس یا صوم یا اعتکاف یا احرام میں صحبت کی، اس کی بیٹی اس پر قطعاً اجماعاً حرام نہ ہوئی حالانکہ یہ دخول حرام تھا بلکہ علمائے کرام نے بہت وہ صورتیں ذکر فرمائیں جن میں دخول تو دخول، عورت ہی کو اس کے لیے حلال نہیں کہہ سکتے اور اس سے وطی بالاتفاق موجب تحریم دختر موطوہ ہو جاتی ہے مثلاً ایک کنیز دو مولیٰ میں مشترک ہے ان میں سے جو اس سے مقاربت کرے گا دختر کنیز اس پر حرام ہو جائے گی، یونہی اپنے پسر کی کنیز یا اپنی کنیز کا فرہ غیر کتابیہ یا اپنی اس عورت سے مجامعت جس سے ظہار کیا اور کفارہ نہ دیا، یہ سب بالاتفاق ان عورتوں کی بنات کو حرام کر دیتی ہے حالانکہ یہ عورات سرے سے خود ہی حلال نہ تھیں۔

اقول: ان مسائل سے زن مظاہرہ تو استناد بالاتفاق کا بھی محتاج نہیں کہ اس پر خود قرآن عظیم دلیل شافی، ظہار بنص قرآن مزیل نکاح نہیں تو زن مظاہرہ بلاشبہ نساءکم میں داخل، اور بعد وطی دخلتمہ بہن بھی حاصل، تو قطعاً اس کی دختر کو حکم حرمت شامل، زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور قبل صحبت ظہار کر لیا بعدہ مشغول بجماع ہوا اور کفارہ نہ دیا، کیا اس صورت میں اسے روا ہے کہ ہندہ کی بیٹی سے بھی نکاح کر لے، حاشا للہ یہ شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں، حالانکہ بعد ظہار عورت بنص قرآن اس پر حرام ہو گئی اور جب تک کفارہ نہ دے اسے ہاتھ لگانا جائز نہ تھا، تو ثابت ہوا کہ نہ نکاح شرط نہ وطی کا بروجہ حلال ہونا لازم بلکہ مناط حرمت صرف وطی ہے اور حاصل آیت کریمہ یہ کہ جس عورت سے تم نے کسی طرح صحبت کی اگرچہ بلا نکاح اگرچہ بروجہ حرام، اس کی بیٹی تم پر حرام ہو گئی، یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب، اور یہی اکابر صحابہ کرام مثل حضرت امیر المومنین عمر فاروق و حضرت علامہ صحابہ عبد اللہ بن مسعود و حضرت عالم القرآن عبد اللہ بن عباس و حضرت اقرؤ الصحابہ

¹ القرآن ۲۳/۴² القرآن ۲۴/۴

ابی بن کعب و حضرت عمران بن حصین و حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت مقتیہ چار خلافت صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و مجاہدائے تابعین مثل حضرات امام حسن بصری و افضل التابعین سعید بن المسیب و امام اجل ابراہیم نخعی و امام عامر شعبی و امام طاؤس و امام عطاء بن ابی رباح و امام مجاہد و امام سلیمان بن یسار و امام حماد اور اکابر مجتہدین مثل امام عبد الرحمن اوزاعی و امام احمد بن حنبل و امام اسحاق بن راہویہ اور ایک روایت میں امام مالک بن انس کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اقول معمدانکاح معنی وطنی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف قال قائل (شاعر نے کہا)

التارکین علی طهر نساء هم والناکحین بشطی دجلة البقرا

(بیویوں کو طہر کی حالت میں چھوڑنے والے دجلہ کے کنارے گائے سے وطنی کرتے ہیں۔ ت)

وقال آخر (ایک دوسرے شاعر نے کہا)۔

کبکرتحب لذیذ النکاح وتهرب من صولة الناکح

(باکرہ کی طرح کہ وہ جماع کی لذت کو پسند کرتی ہے اور خاوند کے حملہ سے فرار کرتی ہے۔ ت)

تو کریمہ "لا تنکحوا ما نکح آباؤکم" (اپنے باپوں کی منکوحہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ ت) میں لا اقل محتمل تو ضرور اور امر فرج میں احتیاط واجب، تو جانب تحریم ہی غالب، بلکہ اصل فرج میں حرمت ہے۔ تو جب تک حل ثابت نہ ہو حرمت ہی پر حکم ہو گا پھر مصاہرت میں فرق نہیں تو نفس جماع ہی اگرچہ بروجہ حرام بلا نکاح ہو علت تحریم رہے گا۔

ولعلک ان رجعت کلماتهم دریت ان تقریر الدلیل علی هذا الوجه احسن مما قبل اذ لا یرد علیه ما افاده فی الفتح بل هو اصح عندی من کلام الاول ایضاً کما یرشدک الیه ما ذکرته ههنا علی هامشه وباللہ التوفیق۔	ہو سکتا ہے کہ جب آپ فقہاء کرام کے کلام کی طرف رجوع کریں تو سمجھ جائیں کہ دوسرے قول کے مقابلہ میں دلیل کی یہ تقریر زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس پر فتح کا بیان کردہ اعتراض نہ ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک یہ پہلے کلام سے بھی اصح ہے جیسا کہ اس کے حاشیہ پر یہاں میرا ذکر کردہ بیان تیری رہنمائی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ہی توفیق ہے۔ (ت)

مخالف کے پاس اس کی حلت پر کوئی دلیل نہیں مگر حدیث لایحرم الحرام الحلال¹ حرام حلال کو حرام

¹ سنن الکبیری للبیہقی باب الزنا لایحرم الحلال دار صادر بیروت ۱۲۹/۷

نہیں کرتا مگر یہ حدیث کس طرح مخالف کی دلیل ہو سکے جبکہ سخت ضعیف و ناقابل احتجاج ہے۔ بہت ہی بالکل انتصار شافعیہ میں اہتمام شدید رکھتے ہیں اسے حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے تضعیف کردی کہافی التیسیر شرح الجامع الصغیر¹ (جیسا کہ جامع صغیر کی شرح تیسیر میں ہے۔ ت)

اقول: دلیل ضعف کو یہی کافی کہ ام المومنین خود قائل حرمت کہا تقدہ (جیسا کہ گزرا۔ ت) اگر اس باب میں خود ارشاد اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنے ہوتے تو خلاف کے کیا معنی تھے لاجرم امام احمد نے فرمایا نہ وہ ارشاد اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے نہ اثر ام المومنین، بلکہ عراق کے کسی قاضی کا قول ہے کہافی الفتح² (جیسا کہ فتح میں ہے۔ ت) روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں عثمان بن عبدالرحمن و قاصی ہے جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل عمرو بن سعد کا پوتا ہے۔ امام بخاری نے فرمایا ترکوہ³ محدثین نے اسے متروک کر دیا۔ امام ابو داؤد نے فرمایا یس بشیعی⁴ کوئی چیز نہیں۔ امام علی بن مدینی نے سخت ضعیف⁵ فرمایا۔ نسائی و دارقطنی نے کہا متروک⁶ ہے۔ حتی کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا یکذب⁷ جھوٹ بولتا ہے۔

اقول: یہی عثمان حدیث ام المومنین صدیقہ کا بھی راوی ہے۔ روایت ابن حبان کتاب الضعفاء میں یوں ہے:

حدثنا الحسن بن سفيان نا اسحق بن بھلول نا عبد الله بن نافع نا المغيرة بن اسعيل بن ايوب بن سلمة عن عثمان بن عبد الرحمن عن	ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے انھوں نے اسحاق بن ہسلول سے، انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے، انھوں نے مغیرہ بن اسماعیل بن ایوب بن سلمہ سے، انھوں نے عثمان بن عبد الرحمن سے، انھوں نے امام ابن شہاب زہری سے، انھوں نے

¹ التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف لامکتبہ امام شافعی ریاض سعودیہ ۵۰۴/۲

² فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۲۸/۳

³ کتاب الضعفاء الصغیر مع التاریخ الصغیر باب العین مکتبہ ثریہ سائلہ: ج ۲ ص ۷۰، میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ دار المعرفہ بیروت

۴۳/۳

⁴ فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۲۸/۳

⁵ میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ دار المعرفہ بیروت ۴۳/۳

⁶ میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ دار المعرفہ بیروت ۴۳/۳

⁷ میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ دار المعرفہ بیروت ۴۳/۳

ابن شہاب الزہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الرجل يتبع المرأة حراماً اینکح ابنتها او يتبع الابنة حراماً اینکح امها فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحرم الحرام الحلال انما یحرم ما کان بنکاح حلال۔	عروہ سے۔ انھوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، انھوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص کسی عورت سے حرام کاری کرے تو کیا وہ اس عورت کی بیٹی یا ماں سے نکاح کر سکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا۔ حلال نکاح ہی حرام بناتا ہے۔ (ت)

ابن حبان نے اسے روایت کر کے کہا:

عثمان بن عبد الرحمن هو الوقاصی یروی عن الثقات الاشیاء الموضوعات لایجوز الاحتجاج به ¹	عثمان بن عبد الرحمن وہی وقاصی ہے ثقات سے موضوع خبریں روایت کر دیتا ہے اس سے سند لانا حلال نہیں۔

ہاں سنن ابن ماجہ میں روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں آئی:

حدثنا یحییٰ بن معلی بن منصور ثنا اسحق بن محمد الفروی ثنا عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا یحرم الحرام الحلال ² ۔	ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن معلیٰ بن عثمان بن منصور نے انھوں نے اسحق بن محمد فروی سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حرام حلال کو حرام نہیں بناتا (ت)

اولا اس میں اسحق بن ابی فروہ متکلم فیہ ہیں، امام عبد الحق نے احکام میں حدیث کو ذکر کر کے فرمایا: فی اسنادہ اسحق بن ابی فروہ وہو متروک³ (اس کی سند میں اسحاق بن ابی فروہ ہے اور وہ متروک ہے، نقلہ عنہ المحقق فی الفتح) (اسے فتح میں شیخ محقق نے اس سے نقل کیا ہے۔ ت) امام ابو الفرج نے

¹ العلل المتناہیہ بحوالہ ابن حبان حدیث ۱۰۳۱ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۳۶/۲

² سنن ابن ماجہ باب لا یحرم الحرام الحلال ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۶

³ فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۲۸/۳

علل متناہیہ میں فرمایا:

یعنی یہ حدیث اسحق بن محمد فروی نے بسند خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حرام حلال کو حرام نہیں کرتا، امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: فروی کذاب ہے۔ امام بخاری نے فرمایا محدثین کے نزدیک متروک ہے۔ انتہی	قد رواہ اسحق بن محمد الفروی عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحرم الحرام الحلال قال یحییٰ الفروی کذاب وقال البخاری ترکوه¹۔ انتہی۔

وانا اقول: وباللہ التوفیق سبھن من لاینسئ (اور میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ہی توفیق ہے پاک ہے وہ ذات جو بھولتی نہیں۔ ت) حافظین جلیلین عبد الحق و ابی الفرج کو التباس واقع ہوا اسحق بن ابی فروہ خواہ اسحق فروی۔ دو ہیں: ایک اسحق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصر و تلمیذ امام زہری رجال ابوداؤد، و ترمذی و ابن ماجہ ہے۔ یہی متروک ہے، اسی کو امام بخاری نے ترکہ فرمایا کما فی تہذیب التہذیب و میزان الاعتدال وغیرہما (جیسا کہ تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال وغیرہما میں ہے۔ ت) تہذیب التہذیب میں ہے: قال ابو زرعة و جماعة متروک² ابو زرعة اور ایک جماعت ائمہ نے فرمایا: متروک ہے۔ ت) میزان میں ہے؛

میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ اسے رواں کیا یعنی اس کی روایت کو کچھ بھی معتبر سمجھا ہو۔ امام ابن معین وغیرہ نے فرمایا اس کی حدیث لکھی تک نہ جائے۔	لم ار احدا مشاہدہ وقال ابن معین وغیرہ لایکتب حدیثہ³۔

دونوں کتابوں میں ہے:

امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث نقل کرنے سے منع فرمایا: ابراہیم جوزجانی نے کہا میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے سنا کہ میرے نزدیک اسحق بن ابی فروہ	نہی احمد بن حنبل عن حدیثہ وقال ابراہیم الجوزجانی سمعت احمد بن حنبل یقول لا تحل الروایۃ عندی عن اسحق

¹ العلل المتناہیہ حدیث ۱۰ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۳۶۲ھ

² تہذیب التہذیب حرف الالف ترجمہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۱۱ھ

³ میزان الاعتدال حرف الالف ترجمہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۹۳ھ

بن ابی فروہ ^۱ ۔	سے روایت حلال نہیں۔

امام ترمذی نے ابواب الفرائض باب ماجاء فی ابطال میراث القاتل میں حدیث:

القاتل لا یرث ^۲ بطریق اسحق بن عبداللہ عن الزہری عن حمید بن عبدالرحمن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کر کے فرمایا ہذا حدیث لا یصح واسحق بن عبداللہ بن ابی فروہ قد ترکہ بعض اہل العلم منهم احمد بن حنبل ^۳ ۔	قاتل وارث نہیں ہوگا، اس حدیث کو اسحاق بن عبداللہ، انھوں نے زہری انھوں نے حمید بن عبدالرحمن انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے فرمایا یہ حدیث صحیح نہیں کہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ کو بہت سے اہل علم نے متروک قرار دیا ہے ان میں سے امام احمد بن حنبل ہیں۔ (ت)

ابوالفرج نے موضوعات میں حدیث:

الصبحۃ تمنع الزرق ^۴ بطریق اسمعیل بن ابی عیاش عن ابی فروہ عن محمد بن یوسف عن عمر و بن عثمان بن عفان عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کر کے کہا ہذا حدیث لا یصح وابن ابی فروہ متروک ^۵ (ملخصاً)	الصبحۃ تمنع الزرق (صبح کو سونا زرق کی (برکت) کے لیے مانع ہے) والی حدیث کو اسمعیل بن عیاش انھوں نے ابن ابی فروہ انھوں نے محمد بن یوسف انھوں نے عمرو بن عثمان بن عفان انھوں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ ابن ابی فروہ متروک ہے ملخصاً (ت)

امام خاتم الحفاظ نے مآلی میں اس پر تقریر فرمائی اور تعقبات میں بھی اس جرح پر جرح کی، غرض یہ بالاتفاق متروک ہے مگر یہ قدیم ہے ۳۶۱ھ میں انتقال کیا قالہ ابن ابی فدیك^۶ (یہ ابن ابی فدیك نے کہا ہے۔ ت) یا ۴۴۱ھ میں کہا قالہ ابن سعد وغیرہ واحد وهذا هو الصحيح^۷ کہانی تہذیب

^۱ میزان الاعتدال حرف الالف ترجمہ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۳/، تہذیب التہذیب ترجمہ ۴۲۹ حیدرآباد دکن ۲۴۱/

^۲ جامع الترمذی باب ماجاء فی ابطال میراث القاتل ابن کثیر کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳۲/۲

^۳ جامع ترمذی ابواب الفرائض باب ماجاء فی ابطال میراث القاتل ابن کثیر کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳۲/۲

^۴ موضوعات ابن جوزی کتاب النور نوم الصبحۃ دار الفکر بیروت ۶۸/۳

^۵ موضوعات ابن جوزی کتاب النور نوم الصبحۃ دار الفکر بیروت ۶۸/۳

^۶ تہذیب التہذیب حرف الالف ترجمہ دار ثرة المعارف النظامیہ حیدرآباد بھارت ۲۴۲/

^۷ تہذیب التہذیب حرف الالف ترجمہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد بھارت ۲۴۲/

التنذیب (جیسا کہ اس کو ابن سعد اور بہت سے حضرات نے بیان کیا ہے یہی صحیح ہے جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ ت) یحییٰ بن معقلیٰ نے کہ طبقہ حادیہ عشرہ سے ہیں اسے کہاں پایا۔

دوم اس کے بھائی کے پوتے اسحق بن محمد بن اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ یہ تبع تابعین سے بھی نہیں، ان کے تلامذہ سے ہیں، رجال بخاری و ترمذی وابن ماجہ سے، امام بخاری کے استاذ ہیں، ۳۲۶ھ میں انتقال کیا یہ ہرگز متروک نہیں، امام بخاری نے خود جامع صحیح میں ان سے روایت کی تو وہ ان کی نسبت "ترکوه" کیونکر فرماتے، ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا، اور ابو حاتم وغیرہ نے صدوق کہا، البتہ کلام سے خالی یہ بھی نہیں، امام نسائی نے کہا ثقہ نہیں، امام دارقطنی نے کہا ضعیف ہیں، ائمہ مجتہدین امام بخاری پر ان سے روایت کرنے میں معترض ہیں، امام ابو حاتم نے کہا مضطرب الحدیث ہیں آنکھیں جانے کے بعد بارہا ہوتا کہ جیسا کوئی سکھادیتا ویسے ہی روایت کرنے لگتے۔ عقیلی نے کہا امام مالک سے بکثرت وہ حدیثیں روایت کیں جن پر ان کا کوئی متابع نہیں، امام ابوداؤد نے سخت ضعیف کہا، امام الشان نے فرمایا آنکھیں جا کر حفظ خراب ہو گیا تھا، امام حافظ عبد العظیم منذری کی ترغیب میں ہے:

اسحق بن محمد بن اسماعیل بن ابی فروہ الفروی صدوق روى عنه البخارى فى صحيحه. وقال ابو حاتم وغيره صدوق. وذكره ابن حبان فى الثقات ووھاہ ابوداؤد وقال النسائى ليس بثقة ¹ ۔	اسحق بن محمد بن اسماعیل بن ابی فروہ الفروی صدوق ہے، اس سے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، اور ابو حاتم وغیرہ نے کہا یہ صدوق ہے، اس کو ابن حبان نے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے، اور ابوداؤد نے اس کو کمزور بتایا ہے اور نسائی نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے۔ (ت)

میزان الاعتدال میں ہے:

هو صدوق فى الجملة، صاحب حديث. قال ابو حاتم صدوق ذهب بصره فربما لقن وكتبه صحيحه. وقال مرة مضطرب. وقال العقیلی جاء عن مالک باحادیث كثيرة لا يتابع عن مالک باحادیث كثيرة لا يتابع علیها. وذكره ابن حبان فى	وہ مجموعی طور پر صدوق ہے اور صاحب حدیث ہے، ابو حاتم نے کہا یہ صدوق ہے اور اس کی نظر ضائع ہو گئی تھی اور بعض اوقات دوسرے کی بات مان لیتا تھا اور اس کی کتب حدیث صحیح ہیں، اور انھوں نے کبھی اس کو مضطرب قرار دیا ہے، اور عقیلی نے کہا کہ اس نے امام مالک سے کثیر روایات ذکر کیں لیکن ان کی

¹ الترغیب والترہیب باب ذکر الرواة المختلف فیہم الخ مصطفیٰ البابی مصر ۵۶۷/۴

الثقات، وقال النسائي ليس بثقة، وقال الدارقطني لا يترك، وقال ايضا ضعيف قد روى عنه البخاري و يوبخونه على هذا، وكذا ذكره ابوداؤد ووهاه جدا¹۔	تائید نہ ہوئی، اور اس کو ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے، اور نسائی نے کہا کہ ثقہ نہیں ہے، اور دارقطنی نے کہا کہ یہ متروک نہیں، اور ضعیف بھی کہا ہے، اور بخاری نے اس سے روایت کیا ہے اس وجہ سے امام بخاری پر طعن بھی ہوا ہے، ابوداؤد نے یوں ہی کہا اور اس کو بہت کمزور قرار دیا۔ (ت)

تقریب میں ہے: صدوق، کف فساء حفظه² (صدوق ہے۔ اس کا حفظ کمزور ہو گیا تھا۔ تہذیب التہذیب میں ہے: قال البخاری مات ۲۳۶³ (امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ ۲۳۶ میں فوت ہوا۔ ت) پر ظاہر کہ اس حدیث کے راوی یہی اسحاق بن محمد فروی متکلم فیہ ہیں نہ کہ وہ اسحاق بن عبد اللہ فروی متروک، بہر حال ایک موضع کلام تو اس کی سند میں یہ ہے۔

ثانیاً قول: دوسرا محل کلام اسحاق مذکور کے شیخ عبد اللہ میں ہے ائمہ محدثین کا ان میں کلام معروف ہے، امام ترمذی نے باب فیمن یستیقظ بللا ولا ینکر احتلاماً (باب جو نیند سے بیدار ہو کر کپڑے پر رطوبت پائے مگر احتلام یاد نہ ہو۔ ت) میں ایک حدیث ان سے روایت کر کے فرمایا:

عبد اللہ ضعفه یحیی بن سعید من قبل حفظه فی الحدیث⁴۔	عبد اللہ کو امام یحییٰ بن سعید قطان نے نقصانِ حافظہ کی رو سے حدیث میں ضعیف بتایا۔

اسی کے ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل (ابواب الصلوٰۃ، باب اول وقت کی فضیلت کے بیان میں۔ ت) میں ہے:

عبد اللہ بن عمر العمری لیس هو بالقوی عند اهل الحدیث⁵۔	عبد اللہ بن عمر العمری محدثین کے نزدیک چنداں قوی نہیں۔
کان ممن غلب علیه الصلاح والعبادة حتی	صلاح و عبادت نے ان پر یہاں تک غلبہ کیا کہ حفظ

¹ میزان الاعتدال حرف الالف ترجمہ دار المعرفۃ بیروت/۱۹۹

² تقریب التہذیب حرف الالف ترجمہ دار الکتب العلمیہ بیروت/۸۴

³ تہذیب التہذیب حرف الالف ترجمہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد بھارت/۲۳۸

⁴ جامع الترمذی ابواب الطہارۃ باب فیمن یستیقظ ویری بللا الخ ابن کثیر کتب خاند رشیدیہ دہلی/۱۶۱

⁵ جامع الترمذی باب ماجاء فی الوقت الاول الخ ابن کثیر کتب خاند رشیدیہ دہلی/۲۴۱

غفل عن حفظ الاخبار وجودة الحفظ للاثر فلما فحش خطؤه استحق التوك ¹ ۔	احادیث سے غافل ہوئے حدیثیں خوب یاد نہ رہیں جب خطا بکثرت واقع ہوئی ترک کے مستحق ہو گئے۔

امام احمد و یحییٰ سے ان کی توثیق کے اقوال بھی ہیں مگر قول فیصل یہ قرار پایا کہ حافظ الشان نے تقریب میں فرمایا: ضعیف عابد² (کمزور عابد ہے۔ ت)

ثالثاً قول اس حدیث سے جواب کو وہی آیہ کریمہ و مسئلہ زن مظاہرہ کافی ظہار میں جماع حرام تھا پھر اس نے مظاہرہ کی دختر حلال کو کیونکر حرام کر دیا۔

رابعاً یہ حدیث جس طرح ابن ماجہ نے روایت کی کہ اگر کچھ قابل ذکر ہے تو یہی۔ اگر اس کے ضعف سند سے قطع نظر بھی کی جائے تو اس میں کوئی قصہ سوال اس حدیث متروک و ساقط کی طرح نہیں صرف اتنا بیان ہے کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا، یہ اپنے ظاہر پر تو یقیناً صحیح نہیں، کیا اگر قلیل پانی یا گلاب میں شراب یا پیشاب ڈال دیں تو اسے حرام نہ کر دیں گے!

اقول کیا کوئی اگر زنا سے جنب ہو تو اسے نماز و قرأت و دخول مسجد و طواف کعبہ کہ حلال تھے حرام نہ ہو جائیں گے! کیا اگر کوئی ظالم کسی مظلوم کی بکری کا گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو اس کا یہ فعل کہ اگر اپنے مال کے ساتھ ہوتا جب بھی بوجہ اضعاف مال حرام تھا اور مال غیر کے ساتھ ظلماً حرام در حرام اس حلال جانور کو حرام نہ کر دے گا! کیا اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک ہفتہ میں تین طلاقیں دے خصوصاً ایام حیض میں تو اس فعل حرام در حرام سے وہ زن حلال اس پر حرام نہ ہو جائے گی! صد ہا صورتیں ہیں جن میں حرام حلال کو حرام کر دیتا ہے، تو یہ اطلاق کیونکر مراد ہو سکتا ہے، لاجرم تناول سے چارہ نہیں کہ حرام من حیث ہو حرام، حلال کو حرام نہیں کرتا۔

اقول یعنی بول و شراب نے جو آب و گلاب کو حرام کیا نہ بوجہ اپنی حرمت کے بلکہ اس جہت سے کہ یہ نجس تھے اس سے مل کر اسے بھی نجس کر دیا، اب اس کی نجاست باعث حرمت ہوئی اور اگر کوئی شئی ظاہر حرام کسی حلال میں ایسی مل جائے کہ تمیز ناممکن ہو تو ہم تسلیم نہیں کرتے کہ وہ حلال خود حرام ہو گیا بلکہ حلال اپنی حلت پر باقی ہے اور مخلوط کا تناول اس لیے ناجائز کہ بوجہ اختلاط اس کا تناول تناول حرام سے خالی نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر جدا ہو سکے اور جدا کر لیں تو حلال بدستور اپنی حلت پر ہو کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) یونہی زنا سے نماز وغیرہ کو اس حیثیت سے حرام نہ کیا کہ وہ زنا ہے کہ خصوصیت زنا کو اس میں کیا دخل، بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ

¹ میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ دار المعرفہ بیروت ۲/۲۶۵

² تقریب التہذیب حرف العین ترجمہ ۰۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۵۱۶

فرج مشتی میں ایلاج مشتی ہے وقس علی ذلک البواقی (باقی کو اس پر قیاس کرو۔ ت) اب ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور حدیث ہم پر وارد نہیں، یہاں بھی عورت سے زنا کرنے نے دختر زن کو اس بنا پر حرام نہ کیا کہ وہ زنا ہے کہ خصوصیت زنا کو اس میں بھی دخل نہیں بلکہ اسی حیثیت سے حرام کیا کہ وہ وطی وادخال ہے تو "دخلم بھن" صادق آیا اور دختر موطوہ کی حرمت لایا تو اس حدیث ضعیف میں بھی مخالف کے لیے اصلاحت نہیں ولله الحمد۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں یہاں بعض احادیث اپنے مذہب کی مؤیدات ذکر فرمائیں، از انجملہ،

قال رجل یا رسول اللہ انی زنیت بأمرأة فی الجاهلیة افانکح ابنتها قال لا اری ذلک ولا یصح ان تنکح امرأة تطلع من ابنتها علی ما تطلع علیہ منها ¹ ۔	ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کیا تھا اس کی بیٹی سے نکاح کر لوں، فرمایا: میری رائے نہیں اور نہ ایسا نکاح جائز ہے کہ تو بیٹی کی اس چیز پر مطلع ہو جس چیز پر اس کی ماں کی مطلع تھا۔

اقول نیز اس کے مؤید ہے وہ حدیث کہ غایہ سمعانیہ میں حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من نظر الی فرج امرأة بشهوة حرمت علیہ امها و بنتها ² ۔	جو کسی عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں،

دوسری حدیث میں ہے:

ملعون من نظر الی فرج امرأة و بنتها ³ ۔	ملعون ہے وہ جو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج دیکھے۔

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

نظر الی فرج امرأة و بنتها لم ينظر الله الیہ یوم القيامة ⁴ ۔	جو کسی عورت اور اس کی دختر دونوں کی فرج دیکھے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر نظر رحمت نہ کرے۔

¹فتح القدير فصل فی بیان المحرمات نوریه رضویہ ستمبر ۱۳۹۳ھ

²البنایہ شرح الهدایہ فصل فی نکاح المحرمات مکتبہ امدادیہ مکرمہ ۴/۱۲

³البنایہ شرح الهدایہ فصل فی نکاح المحرمات مکتبہ امدادیہ مکرمہ ۴/۱۲

⁴کنز العمال بحوالہ مصنف عبدالرزاق حدیث ۰ موسسة الرسالة بیروت ۵۷/۱۶

نیز مصنف عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

فی الذی یزنی بامر امرأته قال حرمتا علیہ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	یعنی اپنی ساس سے زنا کرنے والے کی نسبت فرمایا کہ اس پر ساس اور عورت دونوں حرام ہو گئیں۔

اس حرمت کے پیدا ہونے سے مرد و زن کو جدا ہو جانا اور اس نکاح فاسد شدہ کا فسخ کر دینا فرض ہو جاتا ہے مگر خود بخود نکاح زائل نہیں ہو جاتا، یہاں تک کہ شوہر جب تک متار کہ نہ کرے اور بعد متار کہ عدت نہ گزرے عورت کو روا نہیں کہ دوسرے سے نکاح کرے، اور قبل متار کہ شوہر کا اس سے وطی کرنا حرام ہوتا ہے مگر زنا نہیں کہ نکاح باقی ہے، ولہذا اس وطی سے جو اولاد پیدا ہو صحیح النسب ہے ایسے نکاح کے ازالہ کو جو الفاظ کہے جائیں طلاق نہیں بلکہ متار کہ کہلاتے ہیں اگرچہ بلفظ طلاق ہوں یہاں تک کہ ان سے عدد طلاق کم نہیں ہوتا، درمختار میں ہے:

بحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بآخر الابد المتاركة وانقضاء العدة والوطی بہا لا یكون زنا ^۲ ۔	حرمت مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا لہذا دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک خاوند متار کہ نہ کرے اور عدت نہ گزر جائے، اس دوران اگر خاوند نے وطی کی تو وہ زنا نہیں ہوگا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قال فی الذخیرۃ ذکر محمد فی نکاح الاصل ان النکاح لا یرفع بحرمة المصاهرة والرضاع بل یفسد حتی لو وطئها الزوج قبل التفريق لا یجب علیہ الحد اشتبه علیہ ولم یشتبہ ^۳ ۔	ذخیرہ میں ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل یعنی مبسوط کی بحث نکاح میں ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرت اور حرمت رضاعت کی بنا پر نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہوتا ہے لہذا اگر خاوند نے تفریق سے قبل وطی کر لی تو اس پر زنا کی حد نہیں ہوگی۔ اس کو کوئی اشتباہ ہو یا نہ ہو۔ (ت)

اسی میں ہے:

قال فی الحاوی والوطی فیہا لا یكون زنا	حاوی میں ہے کہ اس مدت میں وطی کو زنا نہ کہا جائے گا

^۱کنز العمال بحوالہ مصنف عبد الرزاق حدیث مؤسسة الرسالة بیروت ۵۱۶/۲

^۲درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۸/۱

^۳ردالمحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۳/۲

لانه مختلف فیہ وعلیہ مہرالمثل بوطئہا بعد الحرمة ولاحد علیہ ویثبت النسب ^۱ ۔	کیونکہ یہ بات مختلف فیہ ہے جبکہ بیوی کے حرام ہونے کے بعد وطی کرنے سے مہر مثل لازم ہوگا اور بچہ ہو تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور اس پر حد زنا نہ ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے:

فی البزازیہ المتاركة فی الفاسد بعد الدخول لاتكون الابقول کخلیت سبیلک اوترکتک ومجرد انکار النکاح لایکون متاركة اما لو انکر وقال ایضا اذہبی وتزوجی کان متاركة والطلاق فیہ متاركة لكن لاینقص به عدد الطلاق ^۲ ۔	بزازیہ میں ہے کہ فاسد نکاح میں دخول کے بعد متارکہ صرف زبانی ہو سکتا ہے، مثلاً یہ کہے میں نے تجھے نکاح سے آزاد کیا، یا یوں کہے میں نے تجھے چھوڑ دیا، اور صرف سابقہ نکاح سے انکار کو متارکہ نہ کہا جائے گا، ہاں اگر نکاح کے ساتھ یہ بھی کہے کہ جا نکاح کر، تو متارکہ ہو جائے گا۔ اور اس موقع پر طلاق دینے سے متارکہ ہو جائے گا لیکن اس سے عدد طلاق کم نہ ہوگا۔ (ت)

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اس حالت میں اگر شوہر نے نہ چھوڑا اور ناجائز طور پر ہندہ سے وطی کرتا رہا اور اولاد ہوئی تو وہ
اولاد اپنے ماں باپ دونوں کی وارث ہے، ماں کی وراثت تو ظاہر کہ اولاد زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے کما نصوا
علیہ والمسألة فی الدر وغیرہ (جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر نص کی ہے اور یہ مسئلہ در وغیرہ میں ہے۔ ت) اور باپ کی
وراثت یوں کہ ابھی منقول ہو چکا کہ ایسی حالت کی اولاد ولد الزنا نہیں صحیح النسب ہے، ہاں زن و شوہر ایک دوسرے کے
وارث نہ ہوں گے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۹۶: از ریاست رامپور مرسلہ جناب نوشہ میاں صاحب ۲۰ محرم ۱۳۱۶ھ

جناب کا یہ فتویٰ جس کی نقل حاضر کی جاتی ہے علمائے رامپور کے حضور بغرض مہر پیش ہوا جناب مفتی محمد لطف اللہ صاحب
نے فرمایا یہ نقل ہے اور اس میں جو لکھا ہے کہ جو عورت ایسے عقیدہ کی ہو وہ مرتدہ ہے اس کا نکاح نہ کسی مسلمان سے
ہو سکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کی ہم مذہب سے مجھے اس میں تا مل ہے اس کے ہم مذہب سے نہ ہونے کی سند
کیا ہے، مولوی صاحب (یعنی جناب) اس کی

^۱ رد المحتار باب المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۳

^۲ رد المحتار باب المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۲-۵۱

سند لکھ کر مہر فرمادیں تو مجھے مہر کرنے میں عذر نہیں لہذا نقل فتویٰ مرسل خدمت ہے۔ یہ فتویٰ جناب کا تحریر فرمایا ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس حکم کی سند کیا ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

فی الواقع یہ فتویٰ فقیر ہی کا لکھا ہوا ہے اور دربارہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و کافرہ سے۔ نہ مرتد و مرتدہ سے ان کے ہم مذہب خواہ مخالف مذہب سے، غرض تمام جہاں میں کہیں نہیں ہو سکتا۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لايجوز للمرتدان يتزوج مرتدة ولا مسلمة لاكافرة اصلية وكذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احد ¹ ۔	مرتد شخص کو مرتدہ، مسلمان ہو یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، یوں ہی مرتدہ عورت کسی مسلمان مرد کے لیے حلال نہیں۔ (ت)

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

لايجوز نكاح المرتدة لاحد والمجوسية لاتحل للمسلم وتحل لكل كافر الا المرتد ² ۔	مرتدہ کا نکاح کسی کے ساتھ جائز نہیں۔ مجوسیہ مسلمان کو حلال نہیں وہ ہر اصلی کافر کے لیے حلال ہے اور مرتد کے لیے حلال نہیں۔ (ت)

اسی میں ہے:

المبييض اذا تزوج مبينة بشهود و ولي ان كانا يظهران الكفر واحدهما كانا بمنزلة المرتدين لم يصح نكاحهما ³ مختصرا۔ والله تعالى اعلم۔	منافق نے اگر منافقہ عورت سے اس کے ولی اور گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا اور اپنے کفر کو ان دونوں نے یا ان میں سے ایک نے ظاہر کر دیا تو ان کا حکم بھی مرتدوں والا ہوگا اور ان کا نکاح صحیح نہ ہوگا مختصرا۔ والله تعالى اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۹۷: از گلگت چھاؤنی جو نال مرسلہ سید محمد یوسف علی صاحب ۷ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ وغیرہ بد مذہبوں کے ساتھ شادی کرنا کیسا ہے؟ بینواتو جروا

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح القسم السابع المحرمات بالشرك نورانی مکتب خانہ پشاور/۲۸۲

² فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح باب فی المحرمات نوکثور لکھنؤ/۱۷۷

³ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح باب فی المحرمات نوکثور لکھنؤ/۱۷۷

الجواب:

جو ان میں کوئی عقیدہ کفر رکھتا ہے جیسے آج کل کے عام رافضی، اس کے ساتھ کسی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا یہاں تک کہ خود اس کے ہم مذہب کا بھی، اور جو بد مذہب عقائد کفر سے بچا ہو اس کے ساتھ نکاح اگرچہ بایں معنی درست کہ کر لیں تو درست ہو جائے گا زنا نہ ہوگا مگر بد مذہبوں کے ساتھ ایسا بڑا علاقہ پیدا کرنے سے دور بھاگنا لازم، زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی خواہی باہم انس و محبت والفت پیدا کرتا ہے، قال اللہ تعالیٰ:

وَمِنَ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ① -	اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے بنائیں تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جو روئیں کہ تم ان کی طرف رغبت کرو ان سے مل کر چین پاؤ اور تمہارے آپس میں دوستی اور مہر رکھی، بیشک اس میں ٹھیک نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے،

اور بد مذہب سے دوستی پیدا ہونی اس کی محبت دل میں آنی دین کو سخت نقصان دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: المرء مع من احب² آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الرجل علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل³ - رواہ ابو داؤد والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد حسن۔	آدمی اپنے خاص دوست کے دین پر ہوتا ہے تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ (اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

انہی آیات و احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بد مذہب عورت کو نکاح میں لاتے وقت یہ خیال کر لینا کہ ہم اس پر غالب ہیں اس کی بد مذہبی ہمیں کیا نقصان دے گی بلکہ اسے سنی کریں گے محض حماقت ہے یہ رشتہ تو دوستی میل رغبت میل محبت مہر پیدا کرتا ہے اور محبت میں آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے، حدیث میں فرمایا:

حبک الشبیعی یعنی ویصم⁴ - رواہ احمد و البخاری	شبیبی کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ اس کو احمد،

¹ القرآن ۲۱/۳۰

² صحیح مسلم باب المرء مع من قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۲/۲

³ سنن ابو داؤد باب من یؤمر ان یجالس الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۸/۲

⁴ مسند احمد بن حنبل مرویات ابوالدرداء دار الفکر بیروت ۲/۵۵۰

فی التاریخ و ابوداؤد عن ابی الدرداء وابن عساکر بسند حسن عن عبد اللہ بن انیس والخرائطی فی الاعتلال عن ابی ہریرۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور ابن عساکر نے اس کو عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور خرائطی نے اعتلال میں ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

دل ملتے، خیال بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی اللہ عزوجل اپنے حفظ و امان ہی میں رکھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ یقلبہا کیف یشاء ^۱ ۔ رواہ احمد و الترمذی والحاکم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رجالہ رجال مسلم۔	دل اللہ تعالیٰ کے خاص تصرف میں ہیں جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیرتا ہے۔ اس کو حاکم نے، احمد اور ترمذی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس سند کے راوی رجال امام مسلم ہیں۔ (ت)

اور اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب و محکوم ہوتی ہیں، قال اللہ تعالیٰ: اَلرِّجَالُ قَوُّمُونَ عَلَى النِّسَاءِ^۲ (مرد، عورتوں کے منتظم ہیں۔ ت) پھر انھیں شوہر کی محبت بھی ماں سے باپ سے تمام دنیا سے زیادہ ہوتی ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان للزوج من المرأة لشعبة ماہی لشیء ^۳ ۔ رواہ ابن ماجہ والحاکم عن محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	خاوند کے لیے بیوی کو خاص محبت ہوتی ہے جو کسی دوسرے سے نہیں۔ اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

پھر وہ نرم دل بھی زائد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رویدک یا انجشة بالقواریر ^۴ ۔	اے انجشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نرم و نازک عورتوں کا پاس کر۔ (ت)

^۱ مسند احمد بن حنبل مروی از عبد اللہ بن عمر دار الفکر بیروت ۱۲۸/۴

^۲ القرآن ۳۴/۴

^۳ مستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۶۲/۴

^۴ صحیح بخاری باب المعاریض، مندوحة عن الکرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۱۷/۲

ناقصات العقل والدین بھی ہیں قالہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما فی الصحیح یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ ت) پھر یہ سب اس صورت میں ہے جہاں شوہر کا کفو عورت نہ ہو نا مانع صحت نہ ہو ورنہ نکاح محض باطل ہوگا۔ کما فصلنا فی فتاؤنا (جیسے ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں مفصل بیان کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۸: از پٹنہ محلہ لودی کٹرہ مرسلہ سید شاہ محمد کمال صاحب ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ
حضرت مولانا صاحب قبلہ! اگر کسی مرد نے اپنی رضاعی ساس اور رضاعی سالی کے ساتھ ایک دفعہ یا دو دفعہ زنا کیا ہو سہوا یا عمدتاً تو اس حالت میں بی بی کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اور اگر نکاح نہیں رہا تو پھر اس بی بی سے کسی طرح نکاح یا وہی بی بی اپنے شوہر پر پھر حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مگر قبل اس فعل کے اس مرد کو اس مسئلے سے واقفیت نہ تھی۔ بینواتو جروا
الجواب:

سالی اگرچہ خاص نسبتی حقیقی ہو اس سے معاذ اللہ زنا اگرچہ بار بار ہو عورت کو اصلاً حرام نہیں کرتا۔

فی الدر المختار فی الخلاصة وطی اخت امرأته لاتحرم علیہ	در مختار میں ہے کہ خلاصہ میں ہے کہ سالی سے وطی بیوی کو حرام نہیں کرتی۔ (ت)

ہاں اگر سالی سے شبہ اور دھوکے میں وطی ہو جائے تو جب تک سالی اس وطی بالشبہ کی عدت سے نہ نکلے مرد اپنی منکوحہ کو ہاتھ نہیں لگا سکتا کیلزم الجمع بین المحارم عدة (تاکہ عدت میں دو محرم عورتیں ایک کے لیے جمع نہ ہوں۔ ت) یہ حرمت اتنے ہی دنوں کے لیے ہوگی بعد اختتام عدت عورت بدستور حلال ہو جائیگی

فی رد المحتار قوله لاتحرم ای لا تثبت حرمة المصاهرة فالبعنی لاتحرم حرمة مؤبدۃ والافتحرم الی انقضاء عدة الموطوءة لو بشبهة قال فی البحر لو وطی اخت امرأة بشبهة تحرم علیہ امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة ^۲	رد المحتار میں ہے اس کے قول "حرام نہیں" کا مطلب مصاہرت کی حرمت ابدی نہیں ہے ورنہ سالی کے ساتھ شبہ میں وطی سے اس کی بیوی عدت پوری ہونے تک حرام رہتی ہے۔ بحر میں کہا ہے اگر سالی سے شبہ کی بنا پر وطی ہو جائے تو بیوی حرام رہتی ہے جب تک شبہ والی وطی کی عدت پوری نہ گزر جائے۔ (ت)

^۱ در مختار فصل فی المحرمات مجتہائی و بی ۲۸۸/۱

^۲ رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۱/۴

اور ساس اگرچہ رضاعی ہو یعنی زوجہ کی رضاعی ماں یا رضاعی نانی دادی عیاذاً باللہ اس سے زنا بلکہ دواعی وطی بھی یعنی بشوت اس کے کسی جز و بدن کو چھو جانا اگرچہ ایسے حائل کے ساتھ کہ اس کے جسم کی گرمی اسے محسوس ہونے سے منع نہ کرے یا بشوت اس کی فرج داخل پر نظر پڑ جانا جبکہ یہ دواعی دواعی رہیں یعنی ان سے انزال واقع نہ ہوا اگرچہ وہ زنا یا داعی زنا دانستہ ہو یا بھول کر یا دھوکے سے یا کسی کے جبر و اکراہ سے بہر حال زوجہ کو حرام ابدی اور نکاح کو فاسد کر دیتا ہے، عورت کو فوراً چھوڑ دینا اور اس نکاح فاسد شدہ کو فسخ کرنا واجب ہو جاتا ہے اب زوجہ کبھی اس کے لیے حلال نہ ہوگی نہ کبھی اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہی مذہب ہمارے جمیع ائمہ اور امام احمد اور امام مالک فی احد الروايتين (دو روایتوں میں سے ایک روایت میں۔ ت) اور اکابر صحابہ مثل امیر المومنین عمر فاروق اعظم و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس فی الاصح عنہ (ان سے اصح روایت میں۔ ت) اور حضرت ام المومنین صدیقہ و ابی بن کعب و جابر بن عبداللہ و عمران بن حصین اور جمہور تابعین مثل امام حسن بصری و امام ابراہیم نخعی و امام طاؤس و امام عطاء بن ابی رباح و امام مجاہد و امام سعید بن المسیب و امام سلیمان بن یسار و امام حماد بن ابی سلیمان و غیر ہم ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔

جیسا کہ اس کو فتح وغیرہ میں ذکر کیا ہے اور در مختار میں ہے کہ مزنیہ اور وہ عورت جس کو حرارت بدن سے مانع چیز کے بغیر شہوت کے ساتھ مس کیا ہو خواہ سر کے بالوں کو مس کیا ہو اور وہ عورت جس کی فرج داخل پر شہوت سے نظر پڑی ہو تو ان عورتوں کے اصول و فروع اس مرد پر مطلقاً حرام ہو جاتے ہیں بشرطیکہ اس وقت اس کو انزال نہ ہوا ہو اور نظر یا مس کے وقت انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی اس میں فرق نہیں خواہ قصد اہو یا بھول کر یا خطا یا جبراً ہو اھ ملتقطاً، اور رد المحتار میں ہے بحر میں کہا ہے کہ حرمت مصاہرت سے چار حرام مراد ہیں۔ مرد پر عورت کے اصول و فروع نسبی و رضاعی اور عورت پر مرد کے اصول و فروع نسبی و رضاعی، جیسا کہ وطی حلال میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

کہا ذکرہ فی الفتح وغیرہ فی الدر المختار حرم اصل
مزنیة وممسوسة بشهوة ولو بشعر علی الرأس
بحائل لا یمنع الحرارة والمنظر الی فرجھا الداخل
وفروعھن مطلقاً اذا لم ینزل فلو انزل مع مس او
نظر فلا حرمة ولا فرق فیما ذکر بین عمد و نسیان و
خطاء واکراہ^۱ اھ ملتقطاً، وفی رد المحتار قال فی
البحر اربح حرمة المصاہرة الحرمت الاربع حرمة
البرأة علی اصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة
اصولھا وفروعھا علی الزانی نسباً ورضاعاً کما فی الوطی
الحلال^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ در مختار فصل فی المحرمات مجتہباً و طبعی ۱۸۸/۱

^۲ رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷۹/۴



ازالة العار بجبر الكرائم عن كلاب النار^{۱۳۱۶ھ}

(معزز خواتین کو جہنم کے کتوں کے نکاح میں نہ دیتے ہوئے انھیں رسوائی سے بچانا)

مسئلہ ۱۹۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک عورت سنیہ خفیہ جس کا باپ بھی سنی خفی ہے اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے کر دینا جائز ہے یا ممنوع؟ اس میں شرعاً گناہ ہو گا یا نہیں؟ بینواتوجروا مستفتی محمد خلیل اللہ خاں از ریاست رامپور دولت خانہ حکیم اجمل خاں صاحب

الجواب: از دفتر تحفہ خفیہ پٹنہ محلہ لودی کٹرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نکاح مذکورہ ممنوع و ناجائز و گناہ ہے۔ غیر مقلدین زماں کے بہت عقائد کفریہ و ضلالیہ کتاب "جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد" میں ان کی تصانیف سے نقل کئے اور ان کا گمراہ و بد مذہب ہونا بروجہ احسن ثابت کیا اور حدیث ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بد مذہبوں کی نسبت فرمایا:

یعنی ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو

ولا تأکلواھم ولا تشاربھم

ولانتنا کحوہم ¹ ۔	اور بیاہ شادی نہ کرو۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے نقل کیا ہے کہ:

ہر کہ بابدعتیان انس و دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آں ازوے برگیرند ² ۔	جو شخص بد عقیدہ لوگوں سے دوستی اور پیار کرتا ہے اس سے نور ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (ت)

اور طحاوی حاشیہ در مختار سے نقل کیا:

من کان خارجاً من هذه المذاهب الاربعة في ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار ³ ۔	جو اس زمانے میں ان چاروں مذہب سے خارج ہو وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔

کثرت سے علمائے مشاہیر کی اس پر مہریں ہیں، بالجملة اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل و زنا ہے کہ مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں اور اگر عقیدہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تو بد مذہب سے مناکحت بحکم آیت و حدیث منع ہے، حدیث اوپر گزری، اور آیت یہ ہے قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا تَزْكُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَسْكُمُ النَّارُ ⁴ ۔	نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں چھوئے گی آگ دوزخ کی۔

ناظم ندوہ نے اپنے فتویٰ عدم جواز نکاح سنیہ و شیعہ مطبوعہ مطبع نظامی میں اسی آیت سے استدلال کیا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

الساظر الوازر المعتصم بذیل سیدہ و مولانا امیر المومنین سیدنا الصدیق العتیق التقی عبدالوحید غلام صدیق الحنفی الفردوسی العظیم آبادی عفا عنہ ربہ ذوالایادی۔

فتوائے علمائے پٹنہ

(۱) اصحاب من اجاب (جو جواب دیا گیا ہے درست ہے۔ ت) حافظ محمد فتح الدین پنجابی (صدر مجلس اہلسنت پٹنہ، مقیم مرشد آباد)

¹ الضعفاء الكبير ترجمہ احمد بن عمران دار الكتب العلمية بیروت ۱/۲۶، كنز العمال حدیث نمبر موسسته الرسالة بیروت ۱/۵۲۹

² تفسیر عزیزی پارہ آیۃ ودوالودن هن فید هنون کے تحت افغانی دار الكتب لال کنواں دہلی ص ۵۶

³ طحاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح دار المعرفة بیروت ۳/۱۵۳

⁴ القرآن ۱۱۳/۱۱

(۲) هذا هو الحق الصريح ومأسواه باطل قبيح (یہ جواب صریح ہے اور اس کے سوا باطل قبیح ہے۔ ت) محمد امیر علی (مرحوم) سابق ہیڈ مولوی نارمل اسکول پٹنہ۔

فتوائے علمائے بہار

(۱) مبسلا ومحمد او مصليا اما بعد مآقاله العلامة وافاده الفهامة حق صريح ومحقق صحيح جدیر بالاعتقاد و حقیق بالاستناد ودونه خراط القتاد ولاينكرة الا اهل الغي والعناد والبغي والفساد۔	بسمه، تحمید اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود کے بعد، جو کچھ حضرت علامہ وفہامہ نے کہا وہ واضح حق، مثبت و صحیح، لائق اعتماد واستناد ہے اور اس کا خلاف مشکل ہے، اور سوائے گمراہ، ہٹ دھرم، باغی اور فساد کے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ (ت)

کتبہ خویدم الطلبة ابو الاصفیا محمد عبد الواحد خال راہپوری بہاری عفاعنہ

(۲) من كان من زمرة محمد بن عبد الوهاب ممن يتهمون عامة امة مرحومة با لشرك والكفر على زعمهم الفاسد وفهمهم الكاسد فهو من الزنادقة والملاحدة ولايجوز به المناكحة والمخالطة وكذلك من كان من الغير المقلدين من يركن الى المجسسية والمشبهيية والرافضية في السوء۔	تمام امت مرحومہ کو اپنے زعم فاسد اور فہم کاسد کی بناء پر شرک و کفر کے ساتھ متمم کرنے والے محمد بن عبد الوهاب کے گروہ سے تعلق رکھنے والا شخص زندیق و ملحد ہے اور اس کے ساتھ نکاح اور میل جول ناجائز ہے، اور یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو غیر مقلدین میں سے اور مجسمیہ، مشبہیہ اور روافض کی طرف میلان رکھتا ہو۔ (ت)

حررہ محمد یوسف بہاری

(۳) اصاب من اجاب جزى الله المحقق المدقق وحامى السنة وماحى البدعة مولانا منتظم التحفة خير	مجیب نے درست جواب دیا، محقق، مدقق، سنت کے حامی، بدعت کو مٹانے والے، ہمارے سردار اور تحفہ حنفیہ کے منتظمہ کو اللہ تعالیٰ

الجزاء۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔	بہترین جزا عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ (ت)

جناب مولانا حکیم (ابوالبرکات) استھانوی بہاری

(۴) حامداً ومصلیاً قد صح ما فی هذه الفتوى كيف لا وهي مملوءة من الروايات الفقهية المعتبرة والاحاديث الصحيحة فالمجيب مصيب بلا امتراء جزاه الله سبحانه بفضلہ الاوفى خیر الجزاء حیث صرف همة العلیا و بذل جهدہ بالنهج الاعلى فی رد الکلمات السفلی من اجاب فقد اصاب ودونه خوط القتاد، واللہ اعلم بالصواب فقط	اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور نبی کریم پر درود بھیجتے ہوئے کہتا ہوں کہ جو کچھ اس فتویٰ میں ہے درست ہے، کیسے نہ ہو جبکہ یہ فتویٰ معتبر فقہی روایات اور صحیح احادیث سے لبریز ہے اور مجیب بلاشبہ مصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بے انتہا فضل سے مجیب کو جزائے خیر عطا فرمائے جس نے کلمات سفلی کے رد میں اپنی بلند ہمتی اور سعی بلیغ کو کامل طریقے سے بروئے کار لایا۔ مجیب نے درست کہا جس کے خلاف کہنا مشکل و ناممکن ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فقط (ت)

حرره خویدم الطلبة الراجی الی رحمة ربه البنان السید محمد سلیمان اشرف البہاری المرادوی عفی عنہ۔

(۵) حامداً ومصلیاً، الجواب حق فماذا بعد الحق الا الضلال۔

اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اور نبی اقدس پر درود بھیجتے ہوئے کہتا ہوں کہ جواب حق ہے اور حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں۔ (ت)

کتبہ خادم الطلبة خاکسار سید ناظر حسین بہاری المرادوی

فتوائے علمائے بدایوں

(۱) المجیب مصیب (جواب درست ہے۔ ت)

محب الرسول عبدالقادر قادری

(۲) لاریب فیہ (اس میں کوئی شک نہیں۔ ت)

مطیع الرسول محمد بن عبدالمتقندر قادری

(۳) الجواب صحیح (جواب صحیح ہے۔ ت)

محمد عبدالقیوم قادری

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد لله الذي لم يرتض الطيبات الا لطيبين الاخيار وترك الخبيثين للخبيثات الاقذار والصلوة والسلام على من امرنا بالتجنب عن كلاب النار وعلى اله وصحبه الشاهرين سيوفهم على رؤوس المبتدعين الفجار۔	اس اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے جس نے طیبات کو صرف طیب لوگوں کے لیے منتخب فرمایا اور خبیث خبیث لوگوں کے لیے چھوڑ دیا گیا اور صلوة و سلام اس پر جس نے ہمیں جہنم کے کتوں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اور آپ کے آل و اصحاب پر جو بدعتی فاجر لوگوں پر اپنی تلواریں لہرا رہے ہیں۔ (ت)

فی الواقع صورت مستفسرہ میں وہ نکاح یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ، سائل سنی صاحب معاملہ سنی و سنیہ۔ برادران سنت ہی سے خطاب ہے اور انہیں کو حکم شرع سے اطلاع دینی مقصود کہ ایک ذرا بنگاہ غور ملاحظہ فرمائیں، اگر دلیل شرعی سے یہ احکام ظاہر ہو جائیں تو سنی بھائیوں سے توقع کہ نہ صرف زبانی قبول بلکہ ہمیشہ اسی پر عمل فرمائیں گے اور اپنی کریمہ عزیزہ بنات و اخوات کو ہلاک و ابتلا اور دین و ناموس میں گرفتاری بلا سے بچائیں گے و باللہ التوفیق، وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار، تو ایسوں سے نکاح با جماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے صرف ہے اگرچہ صورت صورت سوال کا عکس ہو یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے کما حققنا فی المقالة المسفرة عن احکام البدعة والمکفرة (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "المقالة المسفرة عن احکام البدعة والمکفرة" میں تحقیق کی ہے۔ ت) ظہیریہ و ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے: احکامہم مثل احکام المرتدین¹ (ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔ ت) اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا، خانہ و ہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاخيرة لايجوز للمرتدان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احد كذا في المبسوط²۔	دوسری کے الفاظ یہ ہیں مرتد کے لیے کسی عورت، مسلمان، کافرہ یا مرتدہ سے نکاح جائز نہیں، اور یونہی مرتدہ عورت کا کسی بھی شخص سے نکاح جائز نہیں۔ جیسا کہ مبسوط میں ہے۔ (ت)

¹ حدیقہ ندیہ الاستخفاف بالشريعة کفر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۳۰۵/۱

² فتاویٰ ہندیہ القسم السابع المحرمات بالشرك كتاب النكاح نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱

اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی مانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے یونہی ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے، وجیز امام کردری و در مختار و شفاۓ امام قاضی عیاض وغیرہا میں ہے:

واللفظ للشفاء مختصراً اجمع العلماء ان من شك في كفره وعذابه فقد كفر ¹ ۔	شفاء کے الفاظ اختصاراً یہ ہیں، علما کا اجماع ہے کہ جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔ (ت)

اور اگر اس سے بھی خالی ہے ایسے عقائد والوں کو اگرچہ اس کے پیشوایان طائفہ ہوں صاف صاف کافر مانتا ہے (اگرچہ بد مذہبوں سے اس کی توقع بہت ہی ضعیف اور تجربہ اس کے خلاف پر شاہد قوی ہے) تو اب تیسرا درجہ کفریات لزومیہ کا آئے گا کہ ان طوائف ضالہ کے عقائد باطلہ میں بکثرت ہیں جن کا شافی و وافی بیان فقیر کے رسالہ الکوکبة الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ (۱۳۱۲ھ) میں ہے اور بقدر کافی رسالہ سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیۃ (۱۳۱۲ھ) میں مذکور۔ اور اگرچہ نہ ہو تو تقلید ائمہ کو شرک اور مقلدین کو مشرک کہنا ان حضرات کا مشہور و معروف عقیدہ ضلالت ہے یونہی معاملات انبیاء و اولیاء و اموات و احیاء کے متعلق صدہا باتوں میں ادنیٰ ادنیٰ بات ممنوع یا مکروہ بلکہ مباحات و مستحبات پر جا بجا حکم شرک لگا دینا خاص اصل الاصول وہابیت ہے جن سے ان کے دفاتر بھرے پڑے ہیں، کیا یہ امور مخفی و مستور ہیں، کیا ان کی کتابوں زبانوں رسالوں بیانوں میں کچھ کمی کے ساتھ مذکور ہیں، کیا ہر سنی عالم و عامی اس سے آگاہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو موحد اور مسلمانوں کو معاذ اللہ مشرک کہتے ہیں آج سے نہیں شروع سے ان کا خلاصہ اعتقاد یہی ہے کہ جو وہابی نہ ہو سب مشرک، ردالمحتار میں اسی گروہ وہابیہ کے بیان میں ہے:

اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون ² ۔	ان کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی مسلمان ہیں اور جو عقیدہ میں ان کے خلاف ہو وہ مشرک ہے (ت)

فقیر نے رسالہ النہی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقليد (۱۳۰۵ھ) میں واضح کیا کہ خاص مسئلہ تقلید میں ان کے مذہب پر گیارہ سو برس کے ائمہ دین و علمائے کاملین و اولیائے عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین معاذ اللہ سب مشرکین قرار پاتے ہیں خصوصاً وہ جماہیر ائمہ کرام و سادات اسلام و علمائے اعلام جو تقلید شخصی پر سخت شدید تاکید فرماتے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل و فظیح

¹ کتاب الشفاء القسم الرابع الباب الاول دار سعادۃ بیروت ۲۰۸/۲، در مختار کتاب الجہاد باب المرتد مجتہدین دہلی ۳۵۶/۱

² ردالمحتار باب البغاة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۱/۲

بتاتے رہے جیسے امام حجة الاسلام محمد غزالی و امام برہان الدین صاحب ہدایہ و امام احمد ابو بکر جوزجانی و امام ابن سمانی و امام اجل امام الحرمین و صاحبان خلاصہ و ایضاح و جامع الرموز و بحر الرائق و نہر الفائق و تنویر الابصار و در مختار و فتاویٰ خیریہ و غمر العیون و جواهر الاخلاط و منیہ و سر اجیہ و مصفی و جواہر و تار خانہ و مجمع و کشف و عالمگیریہ و مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد الف ثانی و غیر ہم ہزاروں اکابر کے ایمان کا تو کہیں پتا ہی نہیں رہتا اور مسلمان تو نرے مشرک بنتے ہیں یہ حضرات مشرک ٹھہرتے ہیں و العیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ، اور جمہور ائمہ کرام فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتمد و مفتی بہ یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو بھی کافر اعتقاد کرے خود کافر ہے، ذخیرہ و ہزازیہ و فصول عمادی و فتاویٰ قاضی خاں و جامع الفصولین و خزائنہ المفتیین و جامع الرموز و شرح نقایہ بر جندی و شرح و ہبانیہ و نہر الفائق و در مختار و مجمع الانہر و احکام علی الدرر و حدیقہ ندیہ و عالمگیری و رد المحتار و غیر ہا عامہ کتب میں اس کی تصریحات واضحہ کتب کثیرہ میں اسے فرمایا: المختار للفتویٰ¹ (فتویٰ کے لیے مختار ہے۔ ت) شرح تنویر میں فرمایا: بہ یفتی² (اس پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ ت) یہ افتاء و تصحیحات اس قول اطلاق کے مقابل ہیں کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر اگرچہ محض بطور دشنام کہے نہ ازراہ اعتقاد، جامع الفصولین میں ہے:

کسی نے غیر کو کہا "اے کافر" امام اعش فقیہ بلخی نے فرمایا وہ کافر ہو گیا، اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ نے فرمایا: وہ کافر نہ ہوگا، اور یہی مسئلہ بخاری میں پیش آیا تو بخاری کے بعض ائمہ نے فرمایا: وہ کافر ہو گیا۔ جب یہ جواب بلخ پہنچا تو جن لوگوں نے امام اعش فقیہ کے خلاف فتویٰ دیا تھا انھوں نے رجوع کر کے اعش کے قول سے اتفاق کر لیا، اور ابولیت اور بخاری کے بعض ائمہ کے نزدیک کافر نہ کہنا مناسب ہے جبکہ اس قسم کے مسائل میں فتویٰ یہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والے نے اگر گالی مراد لی ہو اور کفر مراد نہ لیا تو کافر نہ ہوگا۔ اور اگر اس نے	قال لغیرہ یا کافر قال الفقیہ الاعمش البلخی کفر القائل وقال غیرہ من مشائخ بلخ لا یکفر فاتفقت هذه المسألة ببخاری اذا جاب بعض ائمة بخاری انه کفر فرجع الجواب الی بلخ فمن افقی بخلاف الفقیہ الاعمش رجع الی قوله وینبغی ان لا یکفر علی قول ابی الیث وبعض ائمة بخاری والمختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل ان قائل هذه المقالات لو اراد الشتم ولا یعتقد کافر الا یکفر ولو

¹ جامع الفصولین فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۳۱/۲

² در مختار باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۳۲۷

اعتقد کافر اکفر ^۱ اختصاراً	کفر کا اعتقاد کیا تو وہ کافر ہے اہ اختصاراً

تو فقہائے کرام کے قول کے مطلق و حکم مفتی بہ دونوں کے رو سے بالاتفاق ان پر حکم کفر ثابت، اور یہی حکم ظواہر احادیث صحیحہ سے مستفاد صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایسا امری قال لاختیه کافرا فقد بآء بها احدہما، ^۲ زاد مسلم ان کان کما قال والارجعت الیہ ^۳	جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی، اگر جسے کہا وہ فی الحقیقہ کافر ہے تو خیر، ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔ (ت)

نیز صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے:

لیس من دعا رجلاً بالكفر او قال عدو الله و ليس كذلك الا حار علیہ۔ ^۴	جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن بتائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کا یہ قول اسی پر پلٹ آئے۔

طرفہ یہ کہ ان حضرات کو ظواہر احادیث ہی پر عمل کرنے کا بڑا دعویٰ ہے، تو ثابت ہوا کہ حدیث و فقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کی تکفیر پر حکم کفر لازم، نہ کہ لاکھوں کروڑوں ائمہ و اولیاء و علماء کی معاذ اللہ تکفیر ان صاحبوں کا خلاصہ مذہب ابھی رد المحتار سے منقول ہوا کہ جو وہابی نہیں سب کو مشرک مانتے ہیں اسی بنا پر علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انھیں خوارج میں داخل فرمایا اور وجہ کر دہری میں ارشاد ہے:

يجب اكفار الخوارج في اكفارهم جميع الامم سواهم۔ ^۵	خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔

لا جرم الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیۃ میں فرمایا:

هؤلاء الملا حدة المكفرة للمسلمين ^۶	یعنی یہ وہابی ملحد بے دین کہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

^۱ جامع الفصولین فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۳۱۱/۲

^۲ صحیح البخاری باب من اکفر اخاه الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۰۱/۲

^۳ صحیح مسلم باب بیان حال ایمان من قال لاختیه المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۷/۱

^۴ صحیح مسلم باب بیان حال ایمان من قال لاختیه المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۷/۱

^۵ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش ہندیہ نوع فیما یتصل بہا میجب اکفاره الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۳۱۸/۶

^۶ الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیۃ المکتبہ الحقیقۃ التنبول ترکی ص ۳۸

پھر یہ بھی ان کے صرف ایک مسئلہ ترک تقلید کی رو سے ہے باقی مسائل متعلقہ انبیاء و اولیاء وغیرہم میں ان کے شرک کی اونچی اڑائیں دیکھئے۔ فقیر نے رسالہ اکمال الطامة علی شرک سوی بالامور العامة میں کلام الہی کی ساٹھ آیتوں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین سو^{۲۰۰} حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ ان کے مذہب نامذہب پر نہ صرف امت مرحومہ بلکہ انبیائے کرام و ملائکہ عظام و خود حضور پر نور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام حتیٰ کہ خود رب العزّة جل و علا تک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، پھر ایسے مذہب ناپاک کے کفریات واضح ہونے میں کون مسلمان تامل کر سکتا ہے، پھر یہ عقائد باطلہ و مقالات زائغ جب ان حضرات کے اصول مذہب ہیں تو کسی وہابی صاحب کا ان سے خالی ہونا کیونکر معقول، یہ ایسا ہو گا جس طرح کچھ روافض کو کہا جائے تبرّا و تفضیل سے پاک ہیں، اور بالفرض تسلیم بھی کر لیں کہ کوئی وہابی صاحب کسی جگہ کسی مصلحت سے ان تمام عقائد مردودہ و اقوال مطرودہ سے تماشائی بھی کریں یا بفرض غلطی الواقع ان سے خالی ہوں تو یہ کیونکر متصور کہ ان کے اگلے پچھلے چھوٹے بڑے مصنف مؤلف و اعظم مکتب نجدی دہلوی بنگالی بھوپالی وغیرہم جن کے کلام میں ان اباطیل کی تصریحات ہیں یہ صاحب ان سب کے کفر یا اقل درجہ لزوم کفر کا اقرار کریں کیا دنیا میں کوئی وہابی ایسا نکلے گا کہ اپنے اگلے پچھلوں پیشواؤں ہم مذہبوں سب کے کفر و لزوم کفر کا مقرر ہو اور جتنے احکام باطلہ سے کتاب التوحید و تقویۃ الایمان و صراط مستقیم و تنویر العینین و تصانیف بھوپالی و سورج گڑھی و بٹالوی وغیرہم میں مسلمانوں پر حکم شرک لگا یا جو معاذ اللہ خدا و رسول و انبیاء و ملائکہ سب تک پہنچا ان سب کو کفر کہہ دے حاشا للہ ہر گز نہیں، بلکہ قطعاً انھیں اچھا جانتے امام و پیشوا و صلحائے علمائے انور ان کے کلمات و اقوال کو یا معنی و مقبول سمجھتے اور ان پر رضارکھتے ہیں اور خود کفریات بکنا یا کفریات پر راضی ہونا برا نہ جانتا ان کے لیے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام سے ان امور کے بیان میں جو بالاتفاق کفر ہیں نقل فرمایا:

جس نے کلمہ کفر یہ بولا اس کو کافر قرار دیا جائے گا، یونہی جس نے اس کلمہ کفر پر ہنسی کی یا اس کی تحسین کی اور اس پر راضی ہوا اس کو بھی کافر قرار دیا جائے گا (ت)	من تلفظ بلفظ کفر یکفر و کذا کل من ضحك او استحسنه اور ضی بہ یکفر^۱

^۱ اعلام بقواطع الاسلام ملحق بسبیل النجاة مطبعہ حقیقہ استنبول ترکی ص ۳۶۶

بحر الرائق میں ہے:

من حسن كلام اهل الاهواء وقال معنوی او كلام له معنی صحيح ان كان ذلك كفرا من القائل كفر المحسن ¹ ۔	جس نے بے دینی کی بات کو سراہا یا با مقصد قرار دیا، یا اس کے معنی کو صحیح قرار دیا تو اگر یہ کلمہ کفر ہو تو اس کا قائل کافر ہوگا اور ا س کی تحسین کرنے والا بھی (ت)

تو دنیا کے پردے پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں
مگر ایک مسئلہ فقہی، تو یہاں حکم فقہی یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو، یا عورت وہابیہ اور مرد
سنی، ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ
ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے، دربارہ تکفیر حتی الامکان
احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے، مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے
کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم نہیں تو ان سے مناکحت زنا ہے تو یہاں احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور
مسلمانوں کو باز رکھیں، للہ انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ
ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں، تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز
فرج کے واسطے احتیاط ہے یہ کونسی شرع کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی، انصاف
کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منع ہو لیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکام فقہیہ میں
واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ احتمالات غیر واقعہ کا،

بل صرحوا ان احكام الفقهة تجرى على الغالب من دون نظری النادر۔	بلکہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ فقہی احکام کا مدار غالب امور بنتے ہیں، نادر امور پیش نظر نہیں ہوتے۔ (ت)

اور اگر اس سے تجاوز کر کے کوئی وہابی ایسا فرض کیجئے جو خود بھی ان تمام کفریات سے خالی ہو اور ان کے قائلین جملہ وہابیہ
سابقین ولاحقین سب کو گمراہ و بد مذہب مانتا بلکہ بالفرض قائلان کفریات مانتا اور لازم الکفر ہی جانتا ہو اس کی وہابیت صرف
اس قدر ہو کہ باوصف عامیت تقلید ضروری نہ جانے اور بے صلاحیت اجتہاد بیرونی مجتہدین چھوڑ کر خود قرآن و حدیث
سے اخذ احکام روا مانے تو اس قدر میں شک نہیں کہ یہ فرضی شخص بھی آیہ کریمہ قطعہ
فَسْئَلُوا أَهْلَ الدِّينِ كَيْفَ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ² (اگر یہ نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء) سے پوچھو۔ ت)

¹ بحر الرائق باب احکام المرتدین (مجموع سید کبیری کراچی ۱۳۴/۵)

² القرآن ۴۳/۱۶

اور اجماع قطعی تمام ائمہ سلف کا مخالف ہے یہ اگر بطور فقہاء لزوم کفر سے بچ بھی گیا تو خارق اجماع و تنبیغ غیر سبیل المؤمنین و مگرہ و بددین ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا جس طرح متکلمین کے نزدیک دو قسم پیشین کافر بالیقین کے سوا باقی جمیع اقسام کے وہابیہ، اب اگر عورت سنیہ بالغہ اپنا نکاح کسی ایسے شخص سے کرے اور اس کا ولی پیش از نکاح اس شخص کی بد مذہبی پر آگاہ ہو کہ صراحۃً اس سے نکاح کئے جانے کی رضامندی ظاہر نہ کرے خواہ یوں کہ اسے اس کی بد مذہبی پر اطلاع ہی نہ ہو یا نکاح سے پہلے اس قصد کی خبر نہ ہوئی یا بد مذہب جانا اور اس ارادہ پر مطلع بھی ہو مگر سکوت کیا صاف رضا کا مظہر نہ ہو، یا عورت نابالغہ ہو اور ولی مزوج اب وجد کے سوا یا اب وجد ایسے جو اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی تزوج کسی غیر کفو سے کر چکے ہوں یا وقت تزویج نشے میں ہوں ان سب صورتوں میں یہ بھی نکاح باطل و زنائے خالص ہوگا کہ بد مذہب کسی سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہو سکتا اور غیر کفو کے ساتھ تزویج میں یہی احکام مذکورہ ہیں، در مختار میں ہے:

الکفاءة تعتبر في العرب والعجم ديانة اى تقوى فليس فاسق كفوا الصالحة. نہر ¹ ۔	عربی اور عجمی لوگوں کے کفو میں دیانت اور تقویٰ کا اعتبار ہے تو فاسق شخص نیک عورت کا کفو نہ ہوگا، نہر (ت)

غنیہ میں ہے:

المبتدع فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل ² ۔	اعتقاد فاسق، عمل فاسق سے زیادہ برا ہے۔ (ت)

تنویر الابصار و شرح علائی میں ہے:

لزم النکاح بغیر کفو ان المزوج اباً وجدالم يعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً وکذا لو سکران بحر. وان المزوج غیرهما لا یصح النکاح من غیر کفو اصلاً ³ ۔	اگر باپ یا دادا نے نکاح کیا تو غیر کفو میں بھی یہ نکاح لازم ہوگا بشرطیکہ باپ اور دادا نے اس سے قبل اختیار کو غلط استعمال نہ کیا ہو، اور اگر وہ غلط اختیار استعمال کر چکا ہو تو بالاتفاق یہ نکاح صحیح نہ ہوگا، اور اگر باپ یا دادا نشے میں ہو تب بھی بالاتفاق نکاح صحیح نہ ہوگا (بحر) اور نکاح والد اور دادا نے نہ کیا تو غیر کفو میں نکاح صحیح نہ ہوگا۔ (ت)

¹ در مختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵۱ء

² غنیہ المستملی شرح منیة المصلی فصل فی الامامة سبیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

³ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲۱ء

انہی میں ہے:

عاقلہ بالغہ نے ولی کی رضا کے بغیر نکاح کیا تو نکاح نافذ ہوگا اور غیر کفو میں عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا اور یہی فتویٰ کے لیے مختار ہے کیونکہ زمانہ میں فساد آگیا ہے، تو مطلقہ ثلاثہ بھی اگر ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے تو پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی جبکہ ولی کو یہ معلوم ہو کہ وہ غیر کفو ہے یا درکھو۔ (ت)	نفل نکاح حرۃ مکلفۃ بلارضی ولی و بہ یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلا تحل مطلقة ثلاثاً نکحت غیر کفو بلارضی ولی بعدم معرفتہ ایاکہ فلیحفظ¹۔

ردالمحتار میں ہے:

ولی کو اپنی عدم رضا مندی کے اظہار کے لیے تصریح ضروری نہیں ہے بلکہ اس بارے میں اس کا خاموش رہنا ہی عدم رضا ہے اس کے قول "بغیر رضا" کا مصداق کفو غیر کفو کے علم کے بعد اور اسی طرح علم کے بغیر رضا کی نفی اور غیر کفو کا علم نہ ہونے پر رضا مندی، ان تین صورتوں میں حلال نہ ہوگی، صرف چوتھی صورت میں حلال ہے اور وہ یہ ہے کہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو اور اس کے باوجود وہ نکاح پر راضی ہو اھ ح تمام اختصاراً (ت)	لا یلزم التصریح بعدم الرضا بل السکوت منه لایکون رضی وقوله بلارضی یصدق بنفی الرضی بعد المعرفة و بعدمہا و بوجود الرضی مع عدم المعرفة ففی هذه الصور الثلاثة لا تحل وانما تحل فی الصورة الرابعة وھی رضی الولی بغیر الکفو مع علمہ بانه كذلك اھح² اھ الکل مختصر۔

اس تقریر منیر سے اس شبہ کا ایک جواب حاصل ہوا جو یہاں بعض اذہان میں گزرتا ہے کہ جب اہل کتاب سے مناکحت جائز ہے تو مبتدعین ان سے بھی گئے گزرے، غیر مقلد مسلم ہے پھر نکاح مسلم و مسلمہ میں کیا توقف، اہل کتاب سے مناکحت کے کیا معنی، آیا یہ کہ مسلمان مرد کا کتابیہ کافرہ کو اپنے نکاح میں لانا، اس کے جواز و عدم جواز سے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب بحث کریں گے یہاں اسی قدر کافی ہے کہ مسئلہ دائرہ میں عورت سنیہ اور مرد وہابیہ کے نکاح سے بحث ہے، عورت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح، آخر وہ کیا فرق تھا جس کے لیے شرع مطہر نے کتابی سے مسلمہ کا نکاح زنا مانا اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح جانا، اگر مسلمان مرد کسی کافرہ کو اپنے تصرف میں لائے تو کیا ضرور ہے

¹ درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱۹۱۱

² ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

کہ سنیہ عورت بھی بد مذہب کے تصرف میں جاسکے، عورت کے لیے کفایت مرد بالاجماع ملحوظ جس کی بنا پر احکام مذکورہ متفرع ہوئے اور مرد بالغ کے حق میں کفایت زن کا کچھ اعتبار نہیں کہ دنائت فراش وجہ غیظ مستقرش نہیں ہوتی۔

فی الدر المختار الکفاءة معتبرة من جانب الرجل لان الشريفة تأبى ان تكون فراشا للذنى ولا تعتبر من جانبها لان الزوج مستقرش فلا تغيبه دناءة الفراش¹۔ ملخصاً	در مختار میں ہے کہ کفو مرد کی طرف سے معتبر ہے کیونکہ شریف عورت، حقیر مرد کی بیوی بننے سے انکاری ہوتی ہے اور عورت کی طرف سے مرد کے لیے ہم کفو ہونا معتبر نہیں ہے کیونکہ خاوند تو بیوی بنا لیتا ہے خواہ عورت ادنیٰ ہو، وہ اس وجہ سے عار نہیں پاتا۔ ملخصاً (ت)

وہابی تو بد مذہب گمراہ ہے اگر کوئی زن شریفہ بے رضائے صریح ولی بروجہ مذکور کسی سنی صحیح العقیدہ صالح حاکم سے نکاح کر لے یا غیر ولی غیر اب وجد اپنی صغیرہ کو کسی ایسے سے بیاہ دے تو ناجائز و باطل ہوگا یا نہیں، ضرور باطل ہے پھر یہ سنی صالح کیا ان سے بھی گیا گزرا، اور نکاح مسلم و مسلمہ میں کیوں بطلان کا حکم ہوا، هذا ولنرجع الی ما کنافیہ (اس کو محفوظ کرو اور ہمیں اپنی بحث کی طرف لوٹنا چاہئے۔ ت) یہ صورتیں بطلان نکاح بوجہ عدم کفایت کی تھیں اور اگر ان کے سوا وہ صورت ہو جہاں عدم کفایت مانع صحت نہیں تو پہلے اتنا سمجھ لیجئے کہ عرف فقہ میں جواز دو معنی پر مستعمل، ایک بمعنی صحت اور عقود میں یہی زیادہ متعارف، یہ عقد جائز ہے یعنی صحیح مشرثرات مثل افادہ ملک متعہ یا ملک یمین یا ملک منافع ہے اگرچہ ممنوع و گناہ ہو جیسے بیچ وقت اذان جمعہ، دوسرے بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ مروج، یہ کام جائز ہے یعنی حلال ہے، حرام نہیں، گناہ نہیں، ممانعت شرعیہ نہیں، بحر الرائق کتاب الطہارۃ بیان میاہ میں ہے:

المشائخ تارة يطلقون الجواز بمعنى الحل وتارة بمعنى الصحة وهي لازمة للاول من غير عكس والغالب ارادة الاول في الافعال والثاني في العقود²۔	مشائخ لفظ "جواز" کو کبھی حلال ہونے کے معنی میں اور کبھی صحیح ہونے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جبکہ صحیح ہونا حلال ہونے کو لازم ہے، غالب طور پر افعال میں حلال ہونے اور عقود میں صحیح ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (ت)

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ در میں نقل کیا اور مقرر رکھا، در مختار میں ہے:

¹ در مختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

² بحر الرائق کتاب الطہارۃ ۱/۲۶۱ سید کبیری کراچی ۲۶/۱

یجوز رفع الحدث بماء ذكر¹ الخ (مذکور چیز کے ساتھ حدث کو ختم کرنا جائز ہے الخ۔ ت) اسی پر رد المحتار میں کہا:

یجوز ای یصح وان لم یحل فی نحو الباء المغموص وهو اولی من ارادة الحل وان كان الغالب ارادة الاول فی العقود والثانی فی الافعال ² ۔	یجوز یعنی یصح، اگرچہ حلال نہ ہو، مثلاً غصب شدہ پانی کے ساتھ، اور یہی معنی یہاں بہتر ہے بجانیکہ حلال والا معنی مراد لیا جائے اگرچہ صحیح غالب طور پر عقود میں اور حلال افعال میں استعمال ہوتا ہے۔ (ت)

در مختار کتاب الاثر بہ میں ہے:

صح بیع غیر الخمر مأمور و مفادة صحة بیع الحشيشة والا فيون قلت وقد سئل ابن نجيم عن بیع الحشيشة هل یجوز فكتب لا یجوز فیحمل علی ان مراده بعدم الجواز عدم الحل ³ ۔	مذکورہ چیزوں میں سے غیر خمر کی بیع صحیح ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ حشیش اور افیون کی بیع صحیح ہے، میں کہتا ہوں کہ ابن نجیم سے حشیش کی بیع کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ جائز ہے تو انھوں نے جواب میں لکھا لا یجوز۔ ان کا مقصد عدم جواز سے عدم حل ہے۔ (ت)

بالجملہ جواز کے یہ دونوں اطلاق شائع و ذائع ہیں اور ان کے سوا اور اطلاقات^{عہ} بھی ہیں جن کی تفصیل سے

عہ: فقد یطلق بمعنی النفاذ کما قال فی کفاءة التنویر امرہ بتزویج امرأة فزوجه امة جاز ⁴ ای نفذ لان الكلام شبه فی النفاذ لانی الجواز ⁵ افاده السادات الثلاثة المحشون ح ط ش	اور کبھی جواز کا اطلاق "نفاذ" پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ تنویر کے کفاءة کے باب میں ہے، اگر کسی نے دوسرے کو کہا کسی عورت سے میرا نکاح کر دے تو اس نے لونڈی سے نکاح کر دیا تو جائز ہے یعنی نافذ ہے کیونکہ یہاں نفاذ میں بات ہو رہی ہے جواز میں بحث نہیں، (باقی اگلے صفحہ پر)

¹ در مختار کتاب الطهارة مطبع مجتبائی دہلی ۳۵/۱

² رد المحتار کتاب الطهارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲۳/۱

³ در مختار کتاب الاثر بہ مطبع مجتبائی دہلی ۳۶۰/۳

⁴ در مختار باب الكفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵/۱

⁵ رد المحتار باب الكفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۵/۲

یہاں بحث نہیں۔ اب اس صورت خاصہ میں جواز بمعنی صحت ضرور ہے یعنی نکاح کر دیں تو ہو جائے گا اور حل بمعنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس فائدے کو تین بزرگوار محشی حضرات _____ یعنی حلبی، طحطاوی اور شامی نے بیان کیا، اور یہ معنی پہلے دو معنی صحیح اور حلال ہونے سے خاص من وجہ ہے کیونکہ کبھی عقد صحیح اور حلال نہ ہونے کے باوجود نافذ ہوتا ہے جیسے جمعہ کی اذان کے بعد بیچ مجہول مدت کے ادھار پر ہو، اور کبھی عقد حلال اور صحیح ہوتا ہے لیکن نافذ نہیں ہوتا، جیسا کہ فضولی کی وہ بیچ جو حلال اور صحیح ہونے کی شرائط کی جامع ہو، ردالمحتار میں کہا کہ موقوف بیچ، صحیح کی قسم ہے اور یہ مشائخ کے استعمال کے دو طریقوں میں سے ایک ہے اور یہی حق ہے الخ اور جواز بمعنی لزوم بھی استعمال ہوتا ہے، درمختار کے مسئلہ رہن میں ہے کہ قبضہ لزوم کے لیے شرط ہے جیسا کہ بہہ میں ہوتا ہے اھ، اس پر علامہ شامی نے کہا کہ عنایہ میں کہا ہے کہ یہ عام روایت کے خلاف ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رہن، قبضہ کے بغیر صحیح نہیں اھ اور سعدیہ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہہ قبضہ کے بغیر جائز نہیں، جبکہ بہہ کے جواز کے لیے قبضہ شرط نہیں ہے، مناسب ہے کہ یہاں بھی یونہی ہو اس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں رہن کے معاملہ میں بھی امام محمد کے قول میں جواز کی تفسیر لزوم کے ساتھ کی جائے نہ کہ صحت کے ساتھ جیسا کہ فقہاء نے بہہ میں کیا یعنی لایجوز کا معنی یہی

وهو اخص من وجه من الصحة والحل جميعاً فقد ينفذ عقد ولا يصح ولا يحل كالبيع عند اذان الجمعة الى اجل مجهول وقد يصح ويحل ولا ينفذ كبيع فضولي مستجمعاً شرائط الصحة والحل، قال في رد المحتار ظاهره ان الموقوف من قسم الصحيح وهو احد طريقتين للمشاخ وهو الحق¹ الخ وقد يطلق بمعني اللزوم قال في رهن الدر القبض شرط اللزوم كما في الهبة² اھ قال الشامي قال في العناية هو مخالف لرواية العامة قال محمد لا يجوز الرهن الا مقبوضاً اھ وفي السعدية انه عليه الصلوة والسلام قال لاتجوز الهبة الا مقبوضة والقبض ليس بشرط الجواز في الهبة فليكن هنا كذلك اھ وحاصله ان يفسر هنا ايضاً الجواز

¹ رد المحتار كتاب البيوع دار احياء التراث العربي بيروت ۳/۴

² درمختار كتاب الرهن مطبعہ تہابى دہلی ۳/۲۶۵

عدم حرمت وطی بھی حاصل یعنی اس میں جماع زنا نہ ہوگا وطی حرام نہ کہلائے گا۔

اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں محرمات کے سوا" حالانکہ غیر محرمات میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جن سے نکاح مکروہ تحریمہ ہے جیسا کہ کتابیہ عورت کے بارے میں آئندہ بیان ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ اس معنی میں حلال، نکاح کرنے کے اقدام پر گناہ کے منافی نہیں ہے، اس کو سمجھو اور یاد رکھو تاکہ غلط فہمی نہ ہو اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ (ت)	وذلك كقولہ عز وجل واحل لكم ما وراء ذلكم مع ان فيهن من يكره نكاحهن تحريماً كالكتابية كما سيأتي فعلم ان الحل بهذا المعنى لا ينافي الاثم في الاقدام على فعل النكاح فافهم واحفظ كيلا تنزل والله الموفق۔

لا يلزم هو (یعنی قبضہ کے بغیر رہن جائز تو ہے لازم نہیں) اور مختصراً۔ اور غمزعیون کے مداینات میں ہے لوجاز یعنی مہلت لازم ہوگی تو لازم ہے کہ قرضخواہ کو مدت پوری ہونے سے قبل مطالبہ سے منع کیا جائے جبکہ قرض کی نیکی کرنے والے پر جبر نہیں ہو سکتا، اور جواز بمعنی لزوم، نفاذ اور صحت کے معنی سے خاص مطلق ہے کیونکہ کبھی چیز صحیح اور نافذ ہوتی ہے اور لازم نہیں ہوتی، جیسا کہ چچازاد کا مہر مثل کے ساتھ کفو میں لڑکی کا نکاح کرنا صحیح اور نافذ ہے مگر لازم نہیں کیونکہ یہ موقوف ہے اور موقوف چیز لازم نہیں ہوتی، اور یہ ظاہر ہے، اور فاسد بھی لازم نہیں کیونکہ وہ واجب الفسخ ہے اور جواز بمعنی لزوم جواز بمعنی حل سے خاص من وجہ ہے، کیونکہ کبھی چیز لازم ہوتی ہے مگر حلال نہیں ہوتی جیسا کہ مکروہ بیع کا حکم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

باللزوم لا بالصحة كما فعلوا في الهبة^۱ اه مختصراً وفي مداینات غمزعیون لوجاز ای لزوم تأجیلہ لزوم ان یمنع المقرض عن مطالبة قبل الاجل ولا جبر علی المتبرع^۲ اه وهو اخص مطلقاً من الصحة والنفاذ فقد یصح الشيء وینفذ ولا لزوم كتزویج العم من کفو بمهر المثل ولا لزوم لموقوف فهو ظاهر ولا فاسد لانه واجب الفسخ ومن وجه من الحل فقد يلزم ولا یحل كالبيعات المکروهة، واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (م)

^۱ رد المحتار کتاب الرهن دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۸/۵

^۲ غمزعیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب المداینات اداره القرآن کراچی ۴۷۱-۴۷۲

عبارات در مختار و غیرہ تجاوز مناکحة المعتزلة لانا لانكفر احدا من اهل القبلة وان وقع الزام لهم في المباحث¹ (معتزلہ سے نکاح جائز ہے ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اگرچہ بحث کے طور پر ان پر کفر کا الزام ثابت ہے۔ ت) کے یہی معنی ہیں، پر ظاہر کہ نکاح عقد ہے اور ابھی بحر الرائق و طحطاوی و رد المحتار سے گزرا کہ عقود میں غالب و شائع جواز بمعنی صحت ہے مگر وہ عدم جواز بمعنی ممانعت و انثم کے منافی نہیں، فتح القدیر وغنیہ و بحر الرائق وغیرہا میں ہے:

یراد بعدم الجواز عدم الحل ای عدم حل ان یفعل وهو لا ینافی الصحة ² ۔	عدم جواز سے عدم حل مراد لیا جاتا ہے یعنی اس کا کرنا حلال نہیں اور یہ صحیح کے منافی نہیں۔ (ت)

رہا جواز فعل بمعنی عدم ممانعت شرعیہ بد مذہبوں سے سنیہ عورت کا نکاح کردینا روا و مباح ہو جس میں کچھ گناہ و مخالفت احکام شرع نہ ہو یہ ہر گز نہیں۔ ارشاد مشائخ کرام المناکحة بین اهل السنة و اهل الاعتزال لاتجوز³ کے یہی معنی ہیں یعنی سنیوں اور معتزلیوں میں مناکحت مباح نہیں، فتاویٰ خلاصہ میں فرمایا: المسألة فی مجموع النوازل⁴۔ یہ مسئلہ مجموع النوازل امام فقیہ احمد بن موسیٰ کشنی تلمیذ امام مفتی الجن والانس عارف باللہ سیدنا نجم الدین عمر النسفی میں ہے اسی میں فرمایا: کذا اجاب الامام الرستغفنی⁵ امام رستغفنی نے ایسا ہی جواب ارشاد فرمایا۔ رد المحتار میں نہایہ امام سغنائی سے ہے انھوں نے اپنے شیخ سے نقل کیا وہ فرماتے تھے:

الرستغفنی امام معتبد فی القول والعمل ولواخذنا یوم القيمة للعبل بروایتہ ناخذہ کما اخذنا ⁶ ۔	یعنی رستغفنی امام معتبد ہیں قول و فعل میں، اگر روز قیامت ان کی روایت پر عمل میں ہم سے گرفت ہوئی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے ان کے ارشاد پر عمل کیا۔

¹ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹۱

² فتح القدیر باب الامامة مكتبة نورية رضویہ سکر ۳۰۴/۱

³ بحر الرائق فصل فی المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۰۲/۳

⁴ خلاصة الفتاویٰ کتاب النکاح جنس آخر فی الاجازة مكتبة حبيبية كونه ۶/۲

⁵ خلاصة الفتاویٰ کتاب النکاح جنس آخر فی الاجازة مكتبة حبيبية كونه ۶/۲

⁶ رد المحتار

وجیز امام کردری میں ہے:

سمعت عن ائمة خوارزم انه يتزوج من المعتزلي ولا يزوج منهم كما يتزوج من الكتابي ولا يزوج منهم ولعله اخذ هذا التفصيل من كلام ابي حفص السفكردري ¹ ۔	میں نے بعض ائمہ خوارزم سے سنا کہ معتزلی کی بیٹی تو بیاہ لے اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں نہ دے۔ جس طرح یہودی نصرانی کی بیٹی بیاہ لیتا ہے اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں نہیں دیتا اور ممکن ہے کہ ان امام نے یہ تفصیل امام ابو حفص سفکردری کے قول سے اخذ کی۔

یہ دوسرا جواب ہے اس شبہ کا، کہ مبتدعین کتابیوں سے بھی گئے گزرے ثم اقول: وبالله التوفیق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔ ت) اگر نظر تحقیق کو رخصت جولاں دیکھئے تو بد مذہب سے سنیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر شرع مطہر سے دلائل کثیرہ قائم ہیں مثلاً:

دلیل اول: قال عز وجل وَإِمَّا يُسِئَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ² ۔	اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

بد مذہب سے زیادہ ظالم کون ہے اور نکاح کی صحبت دائمہ سے بڑھ کر کون سی صحبت، جب ہر وقت کا ساتھ ہے، اور وہ بد مذہب تو ضرور اس سے نا دیدنی دیکھے گی ناشیدنی سنے گی اور انکار پر قدرت نہ ہوگی اور اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار نہ ہو سکے نہ کہ عمر بھر کے لیے اپنے یا اپنی قاصرہ مقسورہ عاجز مقہورہ کے واسطے اس فضیحہ شنیعہ کا سامان پیدا کرنا۔

دلیل دوم: قال تبارک وتعالى (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ³ ۔	اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں میں سے تمہارے جوڑے بنائے کہ ان سے مل کر چین پاؤ اور تمہارے آپس میں دوستی و مہر رکھی۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

¹ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۲/۴

² القرآن ۶/۶۸

³ القرآن ۳۰/۲۱

ان للزوج من البراءة لشعبة ماہی لشعی ^۱ ۔ رواہ ابن ماجہ والحاکم عن محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	عورت کے دل میں شوہر کے لیے جو راہ ہے کسی کے لیے نہیں (اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

آیت گواہ ہے کہ زن و شوئی وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی نخواستہی باہم انس و محبت الفت و رافت پیدا کرتا ہے اور حدیث شاہد ہے کہ عورت کے دل میں جو بات شوہر کی ہوتی ہے کسی کی نہیں ہوتی، اور بد مذہب کی محبت سم قاتل ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَلَئِنَّ مِنْهُمْ^۲ تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انھیں میں سے ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المرء مع من احب ^۳ ۔ رواہ الائمة احمد والستة الاہلین ماجہ عن انس والشیخان عن ابن مسعود واحمد ومسلم عن جابر وابوداؤد عن ابی ذر والترمذی عن صفوان بن عسال وفي الباب عن علی وابی ہریرۃ وابی موسیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے (اس کو امام محمد نے اور ابن ماجہ کے ماسوا صحاح ستہ کے ائمہ نے روایت کیا ہے حضرت انس سے اور بخاری و مسلم نے ابن مسعود سے، احمد و مسلم نے جابر سے، ابوداؤد نے ابودر سے، اور ترمذی نے صفوان بن عباس سے، اور اس باب میں علی، ابو ہریرہ، ابو موسیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ت)

دلیل سوم: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ^۴ ۔	اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بد مذہب ہی ہلاک حقیقی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا): وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ^۵ (اور خواہش کے

^۱ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفكر بیروت ۲/۲۲، سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ماجاء فی البكاء علی المیت (بخاری) سمیع

مبئی کراچی ص ۱۱۵

^۲ القرآن ۵/۵۱

^۳ سنن ابوداؤد کتاب الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۳/۳۳۳

^۴ القرآن ۴/۱۹۵

^۵ القرآن ۸/۲۶

پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ ت) اور صحبت خصوصاً بدکا اثر پڑ جانا احادیث و تجارب صحیحہ سے ثابت۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما مثل الجلیس الصالح و جلیس السوء کحامل المسک و نافع الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک و اما ان تبتنع منه و اما ان تجد منه ریحاً طیبہ و نافع الکیر اما ان یحرق ثیابک و اما ان تجد منه ریحاً خبیثہ ^۱ ۔ رواہ الشیخان عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اچھے اور برے ہم نشین کی کہاوٹ ایسی ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی پھونکتا، وہ مشک والا یا تجھے مفت دے گا یا تو اس سے مول لے گا۔ اور کچھ نہیں تو خوشبو ضرور آئے گی، اور دھونکنی والا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے اس سے بدبو آئے گی، (اسے شیخین) امام بخاری و مسلم) نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر ان لم یصبک من سوادہ اصابک من دخانہ ^۲ ۔ رواہ ابو داؤد و النسائی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	برا ہم نشین دھونکنے والے کی مانند ہے تجھے اس کی سیاہی نہ پہنچے تو دھواں تو پہنچے گا۔ (اس کو ابو داؤد اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث صریح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ^۳ ۔ رواہ مسلم۔	گمراہوں سے دور بھاگو۔ انھیں اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تمھیں بہکا نہ دیں۔ کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعتبروا بالصاحب بالصاحب ^۴ ۔ رواہ ابن عدی	مصاحب کو مصاحب پر قیاس کرو (اس کو ابن عدی

^۱ صحیح بخاری باب المسک قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۳۰/۲

^۲ سنن ابو داؤد باب من یومران یجالس آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۸/۲

^۳ صحیح مسلم باب النهی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

^۴ کنز العمال بحوالہ عبد اللہ بن مسعود حدیث ۳۰۷۳۴ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب ۸۹/۱

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن لشواہدہ۔	نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس کے شواہد کی بنا پر اس حدیث کو انھوں نے حسن قرار دیا۔ (ت)

پانچویں حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایک وقرین السوء فانک به تعرف ¹ ۔ رواہ ابن عساکر عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	برے ہمنشین سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا (اس کو ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

ماشئى ادل على الشئى ولا الدخان على النار من الصاحب على الصاحب ² ۔ ذکرہ التیسیر۔	کوئی چیز دوسری پر اور نہ دھواں آگ پر اس سے زیادہ دلالت کرتا ہے جس قدر ایک ہمنشین دوسرے پر (اس کو تیسیر میں ذکر کیا گیا۔ (ت)

عقلاء کہتے ہیں گوش زدہ اثرے دارد نہ کہ عمر بھر کان بھرے جانا۔ پھر اس کے ساتھ دوسرا مؤید شوہر کا اس پر حاکم ہونا، مجربین کہتے ہیں: الناس علی دین ملوکھم³ (لوگ اپنے حکمرانوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ (ت)

تیسرا مؤید عورت میں مادہ قبول و انفعال کی کثرت، وہ بہت نرم دل ہیں جلد اثر پذیر ہیں یہاں تک کہ اہل تجربہ میں موم کی ناک مشہور ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رویدک یا انجشہ بالقواریر⁴ (اے انجشہ! آگینوں کو بچا کر رکھو۔ (ت) چوتھا مؤید، ان کا ناقصات العقل والدین ہونا، یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کمافی الصحیحین (جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ (ت) پانچواں مؤید، شوہر کی محبت، جس کا بیان آیت و حدیث سے گزرا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حبك الشئى یعی ویصم ⁵ ۔ رواہ احمد والبخاری	محبت اندھا بہرا کر دیتی ہے (اسے احمد و بخاری

¹ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث مکتبۃ التراث الاسلامی حلب ۳۳/۹

² التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث ماقبل کے تحت مکتبۃ امام شافعی الریاض السعودیہ ۴۰۲

³ المقاصد الحسنہ حرف النون حدیث دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۴۴

⁴ صحیح بخاری باب المعاریض مندوحة عن الکذب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۱/۲

⁵ سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی الهوی آفتاب عالم پریس لاہور ۳۳۳/۳

فی التاریخ وابوداؤد عن ابی الدرداء وابن عساکر بسند حسن عن عبد اللہ بن انیس والخرائطی فی الاعتلال عن ابی برزۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد نے ابودرداء سے، اور ابن عساکر نے سند حسن کے ساتھ عبد اللہ بن انیس سے اور خرائطی نے اعتلال میں ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الرجل علی دین خلیلہ فلینظر احد کم من یخالل^۱۔ رواہ ابوداؤد والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھ بھال کر کسی سے دوستی کرو (اسے ابوداؤد اور ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

مسلمانو! اللہ عزوجل عافیت بخشے دل پلٹتے خیال بدلتے کیا کچھ دیر لگتی ہے قلب کہتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ منقلب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل القلب مثل الریشۃ تقلبہا الریاح بفلاۃ^۲۔ رواہ ابن ماجۃ عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	دل کی حالت اس پر کی طرح ہے کہ میدان میں پڑا ہو اور ہوائیں اسے پلٹے دے رہی ہوں۔ (اس کو ابن ماجہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

نہ کہ عورتوں کا سائرم نازک دل اور اس پر یہ صحبت و سماع متصل پھر واسطہ حاکمی محکومی کا اور اس کے ساتھ مہر و محبت کا غضب جذبہ باعثوں داعیوں کا یہ متواتر و فور اور مانع کہ عقل و دین تھے ان میں نقصان و قصور تو اس تزویج میں قطعاً یقیناً عورت کی گمراہی و تبدیل مذہب کا مظنہ قویہ ہے اور یہ خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے کہ بنص قطعی ممنوع و ناروا ہے شرع مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے کہ مقدمہ و داعی کو بھی حرام بتاتی ہے مقدمۃ الحرام حرام (حرام کا پیش خیمہ بھی حرام ہوتا ہے۔ (ت) مقدمہ مسلمہ ہے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

وَلَا تَقْرُبُوا الرِّیَّ اِنَّہٗ كَانَ فَاحِشَةً ط	زنا کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور

^۱ سنن ابوداؤد کتاب الادب باب من یومران یجالس آفتاب عالم پریس لاہور ۳/۳۰۸

^۲ سنن ابن ماجہ باب فی القدر انجائیم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰

سَاءَ سَيِّئًا ①	بہت بری راہ۔

جس طرح زنا حرام ہوا زنا کے پاس جانا بھی حرام ہوا اور یہ خیال کہ ممکن ہے اثر نہ ہو محض نافرمانی اور عقل و نقل دونوں سے بیگانگی ہے داعی کے لیے مفسی بالذم ہونا ضرور نہیں آخر بوس و کنار و مس و نظر داعی و طلی داعی ہی ہونے کے باعث حرام ہوئے مگر ہرگز مستلزم و مفسی دائم نہیں۔

دلیل چہارم: قال المولی تبارک وتعالیٰ (مولی تبارک وتعالیٰ نے فرمایا):

الرِّجَالُ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ ②	مرد حاکم و مسلط ہیں عورتوں پر بسبب اس فضیلت کے جو اللہ نے ایک دوسرے پر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعظم الناس حقاً على المرأة زوجها ③۔ رواه الحاکم وصححه عن امر المومنین الصديقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	عورت پر سب سے بڑھ کر حق اس کے شوہر کا ہے (اسے حاکم نے روایت کیا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی تصحیح کی۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو كنت امر احدا ان يسجد لاحد لامرت النساء ان يسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم عليهن من الحق ④۔ ولو كان من قدمه الى مفروق رأسه قرحة تنجس بالقبيح والصديد ثم استقبلته فاحسنته ماددت حقه ⑤۔ رواه ابوداؤد والحاکم بسند صحيح عن قيس بن سعد بن عبادة واحمد	اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کو سجدہ کرے تو البتہ عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں بسبب اس حق کے کہ اللہ عزوجل نے ان کے لیے ان پر رکھا ہے۔ اور اگر شوہر کی لیڑی سے مانگ تک سارا جسم پھوڑا ہو جس سے پیپ اور گندا پانی جوش مارتا ہو عورت آکر اپنی زبان سے اسے چاٹ کر صاف کرے تو خاوند کا حق ادا نہ کیا (اس کو ابوداؤد

① القرآن ۳۲/۷

② القرآن ۳۴/۳

③ مستدرک للحاکم کتاب البر والصلة دار الفکر بیروت ۱۵۰/۳

④ سنن ابی داؤد باب فی حق الزوج علی المرأة آقاب عالم پریس لاہور ۲۹۱/۱، المستدرک للحاکم کتاب النکاح دار الفکر بیروت ۱۸۷/۲

⑤ مسند احمد بن حنبل مروی از مسند انس بن مالک دار الفکر بیروت ۱۵۹/۳

اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ، اور احمد اور ترمذی نے انس بن مالک سے، اور احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے عبدالعزیز بن ابی اوفیٰ سے سجدہ کی فصل میں، اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور احمد نے معاذ بن جبل اور حاکم نے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)	والترمذی عن انس بن مالك وفصل السجود احمد وابن ماجة وابن حبان عن عبدالله بن ابي اوفى والترمذی وابن ماجة عن ابي هريرة واحمد عن معاذ بن جبل والحاكم عن بريدة الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

الغرض شوہر کے لیے سخت واجب التعظیم ہے اور بد مذہب کی تعظیم حرام، متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد کی (اس کو ابن عدی اور ابن عساکر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں معاذ بن جبل سے اور سجزی نے ابانہ میں ابن عمر سے اور ابن عدی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں عبد اللہ بن بسر اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ تابعی مکی سے مرسل طور پر روایت کیا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اپنے طرق پر یہ حدیث حسن ہے۔ (ت)	من وقر صاحب بدعة فقد اعلن على هدم الاسلام¹۔ رواه ابن عدی وابن عساکر عن ام المومنین الصديقه والحسن بن سفیان في مسنده وابو نعیم في الحلیة عن معاذ بن جبل والسجزی في الابانة عن ابن عمر وكابن عدی عن ابن عباس والطبرانی في الكبير وابو نعیم في الحلیة عن عبدالله بن بسر والبيهقی في شعب الايمان عن ابراهيم بن ميسرة التابعی المکی الثقة مرسلًا فالصواب ان الحديث حسن بطرقه۔

علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مبتدع تو مبتدع فاسق بھی شرعاً واجب الالہانہ ہے اور اس کی تعظیم ناجائز، علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:

فاسق عالم کی شرعاً تو بین ضروری ہے اس لیے اس کی تعظیم نہ کی جائے۔ (ت)	الفاسق العالم تجب اهانته شرعاً فلا يعظم۔²

¹ شعب الایمان حدیث نمبر ۹۴۶۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۷

² مراقی الفلاح فصل فی بیان الاحق بالامامة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

امام علامہ فخر الدین زلیلی تبیین الحقائق، پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح المعین، پھر علامہ سید احمد مصری حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

قد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ^۱	ان پر اس کی اہانت ضروری ہے۔ (ت)

علامہ محقق سعد الملتی والدین تفتازانی مقاصد و شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

حکم المبتدع البغض والعداوة والاعراض عنہ والاهانة والطعن واللعن ^۲	بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں، روگردانی کریں، اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

لاجرم ثابت ہوا کہ بد مذہب کو سنیہ کا شوہر بنانا گناہ و ناجائز ہے۔

دلیل پنجم: قال العلی الاعلیٰ جل و جلا (اللہ بلند و اعلیٰ نے فرمایا): وَٱلْفَیْءَ سَیِّدَ ٱلْأَنْبَیَآءِ^۳ ان دونوں نے زلیخا کے سید و سردار یعنی شوہر کو پایا دروازے کے پاس، ردالمحتار باب الکفأة میں ہے: النکاح رق للمرأة والزواج مالک^۴ نکاح سے عورت کنیز ہو جاتی ہے اور شوہر مالک۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق یا سید فانه ان یکن سیدا فقد اسخطتم ربکم عزوجل ^۵ ۔ رواہ ابوداؤد و النسائی بسند صحیح عن بریدة بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	منافق کو "اے سردار" کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہو تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا۔ (اس کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

حاکم نے صحیح مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بیہقی نے شعب الایمان میں ان لفظوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ طحاوی علی الدر المختار باب الامامة دار المعرفة بیروت ۱/۲۴۳

^۲ شرح مقاصد المبحث الثامن حکم المؤمن دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۷۰

^۳ القرآن ۲۵/۱۲

^۴ ردالمحتار باب الکفأة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۷

^۵ سنن ابی داؤد کتاب الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۳/۳۲۴

اذا قال الرجل للمنافق يا سيد فقد اغضب ربه ¹	جو شخص کسی منافق کو "سردار" کہہ کر پکارے وہ اپنے رب عزوجل کے غضب میں پڑے۔

امام حافظ الحدیث عبدالعظیم زکی الدین نے کتاب الترغیب والترہیب میں ایک باب وضع کیا:

الترہیب من قوله لفاسق او مبتدع یاسیدی، او نحوها من الکلمات الدالة علی التعظیم ²	یعنی ان حدیثوں کا بیان جن میں کسی فاسق یا بد مذہب کو "اے میرے سردار" یا کوئی کلمہ تعظیم کہنے سے ڈرانا۔

اور اس باب میں یہی حدیث انھیں روایات ابی داؤد و نسائی سے ذکر فرمائی۔ جب صرف زبان سے "اے میرے سردار" کہہ دینا باعث غضب رب جل جلالہ ہے تو حقیقتہً سردار مالک بنالینا کس قدر سخت موجب غضب ہوگا والعیاذ باللہ رب العالمین۔

دلیل ششم: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبَ مَثَلٍ فَاسْتَعْوِا اللَّهَ ³ وَاللَّهُ لَا يَسْتَعِجِي مِنَ الْحَقِّ ⁴	اے لوگوں! ایک مثل کہی گئی اسے کان لگا کر سنو، بیشک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا۔ کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانو گے۔

رب جل وعلا نے غیبت کو حرام ہونا اسی طرز بلیغ سے ادا فرمایا:

أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ⁵	کیا تم میں سے کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مردے بھائی کا گوشت کھائے، تو یہ تمہیں برا لگا۔

¹ مستدرک للحاکم کتاب الرقاق دار الفکر بیروت ۳۱/۴، شعب الایمان حدیث دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۳۰/۴

² الترغیب والترہیب من قوله لفاسق او مبتدع یاسیدی الخ مصطفی البابی مصر ۵۷۹/۳

³ القرآن الکریم ۷۳/۲۲

⁴ القرآن الکریم ۵۳/۳۳

⁵ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح ۱۶۱۸، سنن ابی داؤد ۱۳۹۹، مسند احمد بن حنبل مروی از مسند علی رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۸۶/۱

⁶ القرآن ۱۲/۳۹

سنیو سنیو اگر سنی ہو تو بگوش سنو لیس لنا مثل السوء التي صارت فراش مبتدع کالتی کانت فراشا لکلب ہمارے لیے بری مثل نہیں جو عورت کسی بد مذہب کی جو روینی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی چیز دے کر پھیر لینے کا ناجائز ہونا اس وجہ ائین سے بیان فرمایا:

العائد في هبته كالكلب يعود في قيئه ليس لنا مثل السوء ¹	اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے۔ ہمارے لیے بری مثل نہیں؟

اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ بد مذہب کتا ہے یا نہیں؟ ہاں ضرور ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر، کتا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے، کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے، میری نہ مانو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مانو، ابو حازم خزاعی اپنے جزء حدیثی میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اصحاب البدع کلاب اهل النار²۔ بد مذہب ہی والے جہنمیوں کے کتے ہیں، امام دارقطنی کی روایت یوں ہے:

حدثنا القاضي الحسين بن اسمعيل نا محمد بن عبد الله مخرمي من عبد الله المخرمي نا اسمعيل بن ابان نا حفص بن غياث عن الاعمش عن ابی غالب عن ابی امامة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اهل البدع كلاب اهل النار ³	(قاضی حسین بن اسمعیل نے محمد بن عبد اللہ مخرمی سے انھوں نے اسمعیل بن ابان سے انھوں نے حفص بن غیاث سے انھوں نے اعمش سے ابی غالب سے ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) بد مذہب لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں،

¹ مسند احمد بن حنبل مروی از مسند عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲۱۷/۱

² فیض القدیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۱۰۸۰ دار المعرفة بیروت ۵۲۸/۱، کنز العمال بحوالہ ابی حاتم الخزاعی حدیث ۱۰۹۴ موسسة

الرسالة بیروت ۲۱۸/۱

³ کنز العمال بحوالہ قطی الافراد عن ابی امامہ حدیث موسسة الرسالة بیروت ۲۲۳/۱

ابو نعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اہل البدع شر الخلق والخلیقة ¹ ۔	بدمذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب جانوروں سے بدتر ہیں۔

علامہ مناوی نے تیسیر میں فرمایا:

الخلق الناس والخلیقة البہائم ² ۔	خلق سے مراد لوگ اور خلیقہ سے مراد جانور ہیں۔ (ت)

لاجرم حدیث میں ان کی مناکحت سے ممانعت فرمائی، عقیلی وابن حبان حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتجالسوہم، ولا تشاربوہم، ولا تؤاکلوہم ولا تناکحوہم ³ ۔	بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، نہ کھانا کھاؤ، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔

دلیل ہفتم: کتابیہ سے نکاح کا جواز عدم ممانعت وعدم گناہ صرف کتابیہ ذمیہ میں ہے جو مطہج الاسلام ہو کردار الاسلام میں مسلمانوں کے زیر حکومت رہتی ہو وہ بھی خالی از کراہت نہیں بلکہ بے ضرر مکروہ ہے، فتح القدیر وغیرہ میں فرمایا:

الاولی ان لا یفعل ولا یأکل ذیبحہم الا للضرورة ⁴ ۔	بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت ان سے نکاح نہ کرے اور نہ ذبیحہ کھائے۔ (ت)

مگر کتابیہ حربیہ سے نکاح یعنی مذکورہ جائز نہیں بلکہ عند تحقیق ممنوع وگناہ ہے، علمائے کرام وجہ ممانعت اندیشہ فتنہ قرار دیتے ہیں کہ ممکن کہ اس سے ایسا تعلق قلب پیدا ہو جس کے باعث آدمی دار الحرب میں وطن کر لے نیز بچے پر اندیشہ ہے کہ کفار کی عادتیں سیکھے نیز احتمال ہے کہ عورت بحالت حمل قید کی جائے تو بچہ غلام بنے، محیط میں ہے:

یکوہ تزوج الکتابیۃ الحربیۃ لان الانسان لایأمن ان یکون بینہا ولد فینشأ علی طبائع اهل الحرب ویخلق باخلاقہم فلا	حربیہ کتابیہ عورت سے نکاح مکروہ ہے کیونکہ انسان اس بات سے بے فکر نہیں ہو سکتا کہ اس سے بچہ پیدا ہو تو وہ اہل حرب میں پرورش پائیگا اور انکے طور طریقے اپنالے گا اور پھر مسلمان اس بچے سے

¹ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ابو مسعود موصی دار الکتب العربی بیروت ۲۹/۸

² التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ما قبل مکتبہ امام شافعی الریاض سعودیہ ۳۸۳/۱

³ الضعفاء الکبیر للعقیل حدیث دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۲۶/۱

⁴ فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات نور یہ رضویہ سکر ۱۳۵/۳

ان کی عادات کو چھوڑنے پر قادر نہ ہوگا۔ (ت)	يستطيع المسلم قلعه عن تلك العادة ¹ ۔
جواز نکاح کا حکم کتابیہ حربیہ کو بھی شامل ہے لیکن یہ مکروہ ہے بالاجماع، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بیوی کی وجہ سے دارالحرب میں قیام پسند کر لے، اور اس لیے بھی کہ اس میں بچے کو غلامی میں مبتلا کرنے کی سبیل ہو سکتی ہے کہ اس کی وہ حاملہ بیوی مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو جائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے قیدی ہو کر غلام بن جائے اگرچہ وہ مسلمان ہے نیز وہ بچہ دارالحرب میں کفار کی عادات کو اپنا سکتا ہے۔ (ت)	فتح اللہ المعین میں علامہ سید احمد حموی سے ہے: عم مالو كانت حربية ولكن مكروه بالاجماع لانه ربما يختار المقام في دار الحرب ولانه فيه تعريض ولده للرق وربما تحبل وتسبي معه فيصير ولده رقيقا وان كان مسلما وربما يتخلق الولد باخلاق الكفار ² ۔
حربیہ کتابیہ بالاجماع مکروہ ہے کیونکہ اس سے فتنے کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے وہ یہ کہ بیوی سے تعلق مسلمان مرد کو دارالحرب میں رہنے پر آمادہ کر سکتا ہے اور بچے کو کفار کی عادات کا عادی بنانے کا راستہ ہے نیز بچے کی غلامی کے لیے راستہ ہموار کرنے کی کوشش ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ بیوی حاملہ ہو کر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے غلام بنے اگرچہ وہ مسلمان ہوگا۔ (ت)	محقق علی الاطلاق نے فتح القدير میں بعد عبارت مذکورہ فرمایا: وتكره الكتابية الحربية اجماعا لانفتاح باب الفتنة من امكان التعلق المستدعي للمقام معها في دار الحرب وتعريض الولد على التخلق باخلاق اهل الكفر وعلى الرق بان تسبي وهي حبل فيولد رقيقا وان كان مسلما ³ ۔
اس کے قول کہ "بہتر ہے نہ کرے" سے یہ فائدہ ملتا ہے کہ کتابیہ غیر حربیہ سے نکاح مکروہ تزیہہ ہے جبکہ اس کا مابعد میں حربیہ کے بارے میں مکروہ تحریمہ ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ (ت)	رد المحتار میں ہے: قوله والاولى ان لايفعل يفيد كراهة التنزيه في غير الحربية وما بعده يفيد كراهة التحريم في الحربية ⁴ ۔

¹ بحر الرائق بحوالہ المحيط فصل في المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۰۳/۳

² فتوح المعین فصل في المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۰/۲

³ فتح القدير فصل في المحرمات نوریہ رضویہ سکھر ۱۳۵/۳

⁴ رد المحتار فصل في المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۹/۲

اہل انصاف ملاحظہ کریں کہ جو اندیشہ ائمہ کرام نے وہاں مرد اور اولاد کے لیے پیدا کئے وہ زائد ہیں یا یہ جو یہاں عورت و اولاد کے لیے ہیں، وہاں مرد کا معاملہ ہے یہاں عورت کا، وہ حاکم ہوتا ہے یہ محکوم، وہ مستقل ہوتا ہے یہ متکون، وہ موثر ہوتا ہے یہ متاثر، وہ عقل و دین میں کامل ہوتا ہے یہ ناقص، وہ اگر دار الحرب میں متوطن ہو گیا تو گنہگار ہو ا دین نہ گیا یہ اگر اس کی صحبت میں مبتدع ہو گئی تو دین ہی رخصت ہوا، بچہ بعد شعور اپنے ماں باپ کی تربیت میں رہتا ہے وہاں باپ مسلم ہے یہاں بد مذہب، وہاں کافروں کی عادتیں ہی سیکھنے کا احتمال ہے یہاں خود مذہب کے بدل جانے کا قوی مظنہ، وہاں اگر غلام بنا تو ایک دنیوی ذلت ہے آخرت میں ہزاروں غلام کروڑوں آزادوں سے اعز و اعلیٰ ہوں گے یہاں اگر رافضی وہابی ہو گیا تو اخروی ذلت دینی فضیحت ہے۔ وہاں غلامی ایک احتمال ہی احتمال تھی اور یہاں یہ بد انجامی مظنون قوی، تو وہاں وہ اندیشہ اگر کراہت تنزیہ لاتے یہاں یہ ظنون کراہت تحریمیہ تک پہنچ جاتے، ہم اوپر گزارش کر چکے ہیں کہ شرعاً جو چیز حرام ہے اس کے مقدمات و دواعی بھی حرام ہوتے ہیں اور جب کہ وہاں ان کے سبب کراہت تحریم مانیں تو یہاں ان کے باعث کھلی تحریم رکھی ہے، یہ تیسرا جواب ہے اس شبہ کا کہ یہ ان سے بھی گئے گزرے، مع ہذا شرع مطہر میں اگرچہ وہ مبتدع جس کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی آخرت میں کفار سے ہلکا رہے گا ان کا عذاب ابدی ہے اور اس کا منقطع اور بعد موت دنیوی احکام میں بھی خفت ہوگی مگر اس کے جیتے جی اس کے ساتھ برتاؤ کافر ذمی کے برتاؤ سے اشد ہے اور اس کی وجہ ذی عقل پر روشن، کافر ذمی سے ہر گز وہ اندیشہ نہیں جو اس دشمن دین مدعی اسلام و خیر خواہ مسلمان سے ہے وہ کھلا دشمن ہے اور یہ مار آستین، اس کی بات کسی جاہل سے جاہل کے دل پر نہ جمے گی کہ سب جانتے ہیں یہ مردود کافر ہے خدا اور سول کا صریح منکر ہے اور یہ جب قرآن و حدیث ہی کے حیلے سے بہکائے گا تو ضرور اسرع و اظہر ہے والعیاذ باللہ رب العالمین، امام حجت الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احياء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

وہ بدعت جو مسلمان کو کفر میں مبتلا کر دے تو ایسا کافر بدعتی دارالاسلام میں ذمی کافر سے بدتر ہے کیونکہ وہ جزیہ کا پابند نہیں بنتا اور نہ ہی وہ عقد ذمہ کی پروا کرتا ہے اور اگر بدعت ایسی ہو جس کی وجہ سے بدعتی کو کافر نہیں کہا جاسکتا تو ایسے بدعتی کا معاملہ کافر کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور خفیف ہے لیکن اس کی تردید کا معاملہ کافر کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے کیونکہ کافر کا شر مسلمانوں کے لیے اتنا نقصان دہ

ان كانت البدعة بكفر بها فامرہ اشد من الذمی لانہ لایقر بجزیة ولا یسامح بعقد ذمة وان کان ممالا یكفر به فامرہ بینہ و بین اللہ اخف من امر الکافر لامحالة۔۔۔ ولکن الامر فی الانکار علیہ اشد منه علی الکافر لان شر الکافر غیر متعدد

نہیں کیونکہ مسلمان اس کے کافر ہونے کی وجہ سے اس کی بات کو قابل التفات نہیں سمجھتے کیونکہ وہ اسلام اور حق کا مدعی نہیں بنتا لیکن گمراہ بدعتی اپنی بدعت کو حق قرار دے کر لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتا ہے اس لیے وہ عوام الناس کو گمراہ کرنے کا سبب بنتا ہے لہذا اس کا شر زیادہ موثر ہے، ایسے شخص کو برا جاننا اس کی مخالفت کرنا، اس سے قطع تعلق کرنا، اس کی تحقیر کرنا، اس کا رد کرنا، اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنا زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔ (ت)	فَأَن الْمُسْلِمِينَ اعْتَقَدُوا كُفْرَهُ فَلَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى قَوْلِهِ إِذْ لَا يَدْعِي الْإِسْلَامَ وَاعْتِقَادَ الْحَقِّ أَمَّا الْمُبْتَدِعُ الَّذِي يَدْعُو إِلَى الْبِدْعَةِ وَيُزَعِّمُ أَنَّ مَا يَدْعُو إِلَيْهِ حَقٌّ فَهُوَ سَبَبٌ لِّغَوَايَةِ الْخَلْقِ فَشَرُّهُ مُتَعَدٌّ فَلَا اسْتِحْبَابَ فِي أَظْهَارِ بَغْضِهِ وَمَعَادَاتِهِ وَالْإِنْقِطَاعِ عَنْهُ وَتَحْقِيقِهِ وَالتَّشْنِيعِ عَلَيْهِ بِبِدْعَتِهِ وَتَنْفِيرِ النَّاسِ عَنْهُ أَشَدُّ¹۔

یہ چوتھا جواب ہے اس شبہ کا الحمد للہ آفتاب حق بے حجاب سحاب متجلی ہوا اور دلائل واضحہ سے نہ صرف وہابی بلکہ ہر بد مذہب کے ساتھ سنیہ کی ترویج کا باطل محض یا اقل درجہ ممنوع و گناہ ہونا ظاہر ہو گیا، ہاں ہمارے بعض بھائیوں کا بعض متنفذی وہابیہ کے فریب سے دھوکا پا کر یہ عذر باقی ہے کہ یہ احکام تو ان کے لیے ہیں جو مذہب اہلسنت سے خارج ہیں اور وہابی ایسے نہیں فلاں فلاں وہابی تو سنی ہیں، اس کا جواب اسی قدر بس ہے کہ عزیز بھائیو! دین حق کے فدائیو! دیکھو یہ دام در سبزہ ہیں دھوکے میں نہ آئیو، بھلا وہابی صاحب جو چاہیں بکلیں وہاں نہ خوف خدا نہ خلق کی حیا، مگر پیارے سنیو! تم نے یہ کیونکر باور کر لیا کہ بعض وہابی اہلسنت ہیں، عزیزو! کیا یہ اس کہنے سے کچھ زیادہ عجیب تر ہے کہ فلاں رات دن ہے یا فلاں نصرانی، مومن ہے، جب سنیہ، وہابیت سے صاف مباین ہے تو ان کا اجتماع کیونکر ممکن ہے، ہاں یوں کہتے تو ایک بات تھی کہ فلاں فلاں لوگ جو وہابی کہلاتے ہیں وہابی نہیں اہلسنت ہیں، بہت اچھا، چشم مارو شن دل ماشاء، خدا ایسا ہی کرے، اگر واقع اس کے مطابق ہے تو ہمارا کیا ضرر، اور اس فتویٰ پر اس سے کیا اثر، فتویٰ میں زید و عمر و کسی کی تعیین نہ تھی، سائل نے وہابی کی نسبت سوال کیا مجیب نے وہابی کے باب میں جواب دیا فلاں اگر وہابی نہیں سنی ہے اس سوال و جواب دونوں سے بری ہے، فتویٰ کی صحت میں کیا شک پروری ہے، پھر عزیز بھائیو! یہ تنزل جواب اس کے تسلیم ادعا پر مبنی ہے، ابھی امتحان کا مرحلہ باقی و دیدنی ہے، زبان سے کہہ دینا کہ ہم وہابی نہیں گنتی کے لفظ ہیں کچھ بھاری نہیں،

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اس زبانی کہہ دینے پر	اَللّٰهُمَّ ۝ اَحْسِبِ النَّاسَ اَنْ يُشْكِرُوْا اِنَّ يَقُوْلُوْا اٰمَنَّا

¹ احیاء العلوم کتاب الفلہ والاخوة بیان مراتب الذین یبغضون فی اللہ مکتبہ و مطبعة المشهد الحسینی القاہرہ ۱۲۹/۲

وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ^۱۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔	چھوڑ دئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے کوئی حرکت اور کوئی قوت اللہ تعالیٰ عظیم و بلند کی مشیت کے بغیر نہیں ہے۔ (ت)

بہت اچھا جو صاحب مشتبہ الحال و ہابیت سے انکار فرمائیں امور ذیل پر دستخط فرماتے جائیں۔

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں

(۱) مذہب و ہابیہ ضلالت و گمراہی ہے۔

(۲) پیشوا یاں و ہابیہ مثل ابن عبد الوہاب نجدی و اسماعیل دہلوی و نذیر حسین دہلوی و صدیق حسن بھوپالی اور دیگر چھٹ بھیے

آروی بٹالی پنجابی بنگالی سب گمراہ بدین ہیں۔

(۳) تقویۃ الایمان و صراط مستقیم و رسالہ یکروزی و تنویر العینین تصانیف اسماعیل اور ان کے سوا دہلوی و بھوپالی وغیرہما و ہابیہ کی جتنی تصنیفیں ہیں صریح ضلالتوں گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔

(۴) تقلید ائمہ فرض قطعی ہے بے حصول منصب اجتہاد اس سے روگردانی بدین کا کام ہے، غیر مقلدین مذکورین اور ان کے اتباع و اذنا ب کہ ہندوستان میں نامقلدی کا بیڑا اٹھائے ہیں محض سفیان نامشخص ہیں ان کا تارک تقلید ہونا اور دوسرے جاہلوں اور اپنے سے اجملوں کو ترک تقلید کا اغوا کرنا صریح گمراہی و گمراہ گری ہے۔

(۵) مذاہب اربعہ اہلسنت سب رشد و ہدایت ہیں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے اور عمر بھر اس کا پیرو رہے، کبھی کسی مسئلہ میں اس کے خلاف نہ چلے، وہ ضرور صراط مستقیم پر ہے، اس پر شرعاً الزام نہیں ان میں سے ہر مذہب انسان کے لیے نجات کو کافی ہے تقلید شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ ضالین متبع غیہ سبیل المومنین ہیں۔

(۶) متعلقات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء مثل استعانت و ندا و علم و تصرف بعبائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات و احیاء میں نجدی و دہلوی اور ان کے اذنا ب نے جو احکام شرک گھڑے اور

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۹

عامہ مسلمین پر بلا وجہ ایسے ناپاک حکم جڑے یہ ان گمراہوں کی خباثت مذہب اور اس کے سبب انھیں استحقاق عذاب و غضب ہے۔
(۷) زمانہ کو کسی چیز کی تحسین و تفسیح میں کچھ دخل نہیں، امر محمود جب واقع ہو محمود ہے اگرچہ قرون لاحقہ میں ہو، اور مذموم جب صادر ہو مذموم ہے اگرچہ ازمنہ سابقہ میں ہو، بدعت مذمومہ صرف وہ ہے جو سنت ثابتہ کے رد و خلاف پر پیدا کی گئی ہو، جواز کے واسطے صرف اتنا کافی ہے کہ خدا اور رسول نے منع نہ فرمایا، کسی چیز کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہ ہو تو اسے منع کرنے والا خود حاکم و شارع بننا چاہتا ہے۔

(۸) علمائے حرین طیسین نے جتنے فتاویٰ و رسائل مثل الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ وغیرہا رد و ہابیہ میں تالیف فرمائے سب حق و ہدایت ہیں اور ان کا خلاف باطل و ضلالت۔

حضرات! یہ جنت سنت کے آٹھ باب ہادی حق و صواب ہیں، جو صاحب بے پھیر پھار بے حیلہ انکار بکثادہ پیشانی ان پر دستخط فرمائیں تو ہم ضرور مان لیں گے کہ وہ ہر گز وہابی نہیں، ورنہ ہر ذی عقل پر روشن ہو جائیگا کہ منکر صاحبوں کا وہابیت سے انکار نرا حیلہ ہی حیلہ تھا، مسے پر جمننا اور اسم سے رمننا، اس کے کیا معنی۔

منکرمی بودن و در رنگ مستان زیستن

(منکر ہونا اور مستیوں کے رنگ میں جینا۔ ت)

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٣٧﴾^۱ (اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ ت)
الحمد للہ کہ یہ مختصر بیان تصدیق مظہر حق و حقیق اوائل عشرہ اخیرہ ماہ مبارک ربیع الاول شریف سے چند جلسوں میں بدرسمائے تمام اور بلحاظ تاریخ "ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار" نام ہوا، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

مسئلہ ۲۰۰: غرہ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سنی المذہب ہے اور ہندہ زوجہ شیعہ المذہب رکھتی ہے اور باہم کسی طریقہ پر عقد بھی ہو گیا ہے ایسی حالت میں شرعاً ہمبستری یعنی مجامعت جائز ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد ہوگی وہ نطفہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

آج کل کے روافض تبرائی علی العموم کافر مرتد ہیں شاید شاذ و نادر ان میں کوئی مسلمان نکل سکے

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۱۳

جیسے کوؤں میں سپید رنگ کا کوّا، ایسی عورت سے نکاح محض باطل ہے اور قربت صریح زنا، اور اولاد یقیناً ولد الزنا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۱: از کلکتہ سندرپاٹی ۱۰۹ متصل مسجد ناخداکان کتب شیخ فخر الدین مرسلہ نظیر حسن صاحب ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ بعالی خدمت جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب دام افصالہ پس از سلام مسنون الاسلام آن کہ زید نے اپنی سگی یعنی حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے مجکم ایک عالم عقد کیا یہ از روئے شرع شریف کے عند الاحناف جائز ہے یا ناجائز ہے؟ مفصل تحریر فرمائیے۔ بینواتوجروا

الجواب:

عقد مذکور زنائے محض ہے حرام قطعی ہے سخت عظیم شدید گناہ کبیرہ ہے، نہ فقط خفیہ بلکہ شافیہ مالکیہ حنبلیہ تمام امت مرحومہ کے اجماع سے حرام ہے نص قرآن عظیم سے حرام ہے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعلتکم وخالتکم وبنات الاخ وبنات الاخت ^۱ ۔	تم پر تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، اور بھانجیاں حرام کی گئی ہیں۔ (ت)

اس آیہ کریمہ میں رب عزوجل نے بنات کا لفظ تین جگہ ارشاد فرمایا کہ حرام کی گئیں تم پر تمھاری بیٹیاں، بھائی کی بیٹیاں، بہن کی بیٹیاں، اگر بنات یعنی بیٹیاں پوتی نواسی کو بھی شامل تو ضرور بھائی بہن کی پوتی، نواسی بھی اسی حکم میں داخل، اور اگر شامل نہیں تو خود اپنی پوتی نواسی بھی حکم آیت میں داخل نہیں تو اس جاہل بیباک کے طور پر وہ حلال ٹھہرے گی، لقولہ تعالیٰ: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَّرَاءَ ذَٰلِكُمْ^۲ (تمھارے لیے ان کے ماسوا حلال قرار دی گئی ہیں، ت) لاجرم کتب تفسیر میں اسی آیت کریمہ سے بھائی بہن کی پوتی نواسی کا حرام ابدی ہونا ثابت فرمایا اور کتب فقہ میں انھیں بھتیجی بھانجی میں داخل مان کر محارم ابدیہ میں گنایا، معالم التنزیل میں ہے:

یدخل فیہن بنات اولاد الاخ والاخت وان سفلن ^۳ ۔	ان محرمات ابدیہ میں بھائی اور بہن کی اولاد کی بیٹیاں خواہ نیچے تک ہوں، داخل ہیں۔ (ت)

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۲ القرآن الکریم ۲۴/۴

^۳ معالم التنزیل حرمت علیکم امہتکم الخ کے تحت مصطفی البابی مصر ۵۰/۱

تفسیر کبیر میں ہے:

محرمات کی دوسری قسم بیٹیاں ہیں وہ تمام لڑکیاں جن کا نسب ایک درجہ یا کئی درجوں کے مرد اور عورتوں کے واسطے سے تیری طرف بطور ولادت لوٹتا ہے وہ سب کی سب تیری بیٹیاں ہیں اور چھٹی اور ساتویں قسم بھائی اور بہن کی بیٹیاں ہیں، اور بھائی بہن کی بیٹیوں کا حکم بھی اپنی صلیبی بیٹیوں کی طرح ہے، تو یہ سات اقسام نسب اور ارحام کی وجہ سے قرآنی نص سے حرام ہیں اھ ملتقطاً (ت)	النوع الثاني من المحرمات البنات كل انثى يرجع نسبها اليك بالولادة بدرجة او بدرجة اب ودرجات باناث اب وذكر فهي بنتك النوع السادس والسابع بنات الاخ وبنات الاخت والقول في بنات الاخ وبنات الاخت كالقول في بنات الصلب فهذه الاقسام السبعة محرمة في نص الكتاب بالانساب والارحام¹ اھ ملتقطاً۔

تفسیر بیضاوی و تفسیر ارشاد العقلمیں ہے:

محرمات میں بھائی اور بہن کی بیٹیاں قریب ہوں یا بعید ہوں سب شامل ہیں۔ (ت)	بنات الاخ وبنات الاخت تتناول القرني والبعدي²۔

تفسیر جلالین میں ہے:

بھائی اور بہن کی بیٹیوں میں ان بیٹیوں کی اولاد بھی داخل ہے۔ (ت)	وبنت الاخ وبنت الاخت وتدخل فيهن اولادهن³۔

فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین میں ہے:

یہ عبارت بھتیجوں اور بھانجی کی بیٹیوں کو بھی اگرچہ نیچے تک ہو شامل ہے۔ (ت)	فشملت العبارة بنت ابن الاخ وان سفل وبنت ابن الاخت وان سفل⁴۔

ملتی الا بحر میں ہے:

مرد پر اس کی بہن اور اس کی بھانجی اور بھتیجی اور ان	تحرم علی الرجل اخته وبنتها وبنت اخيه

¹ تفسیر کبیر تحت الآیۃ حرمت علیکم امہاتکم مطبعة البهية مصر ۲۸/۲۹/۱۰

² تفسیر بیضاوی تحت الآیۃ حرمت علیکم امہاتکم مصطفی البابی مصر ۸۳/۱

³ تفسیر جلالین تحت الآیۃ حرمت علیکم امہاتکم اصح المطابع دہلی ص ۸۷۳

⁴ فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین تحت الآیۃ حرمت علیکم امہاتکم مصطفی البابی مصر ۳۷۰/۱

وان سفلتاً ¹ ۔	کی اولاد نیچے تک حرام ہے۔ (ت)
نقایہ میں ہے:	
حرم اصلہ وفرعہ اصلہ القریب ² ۔	مرد پر اس کے اصول وفروع اور اصل قریب (باپ اور ماں) کے فروع حرام ہیں۔ (ت)
شرح وقایہ میں ہے:	
وبنات الاخوة والاخوات وان سفلت فیحرم جمیع هؤلاء ³ ۔	بہتیمیاں اور بھانجیاں نیچے تک سب حرام ہیں۔ (ت)
اصلاح میں ہے:	
حرم علی البرء اصلہ وفرعہ واختہ وفرعہا وفرع اخیه ⁴ ۔	مرد پر اس کے اصول وفروع اور اس کی بہن اور بھائیوں کی اولاد حرام ہے۔ (ت)
درر میں ہے:	
واختہ وبتنتہا وان سفلت ⁵ ۔	بہن اور اس کی بیٹیاں نیچے تک حرام ہیں۔ (ت)
فتح القدیر میں ہے:	
تدخل فی بنات الاخ والاخت بناتہن وان سفلن ⁶ ۔	بہتیموں اور بھانجیوں میں ان کی بیٹیاں بھی نیچے تک داخل ہیں۔ (ت)
اختیار شرح مختار وخزانة المفتیین میں ہے:	
وبنات الاخ وبنات الاخوات وان سفلن فہن محرمات بنص الكتاب نکاحاً	بہتیمیاں اور بھانجیاں نیچے تک محرمات ہیں جن سے نکاح، وطی اور اس کے دواعی کی ابدی حرمت

¹ ملتقى الابحر باب المحرمات مؤسسة الرسالة بیروت ۲۳۹/۱

² النقایہ مختصر الوقایہ کتاب النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۲

³ شرح وقایہ المحرمات من النساء مجتبیٰ دہلی ۱۱/۲

⁴ اصلاح

⁵ درر الحکام کتاب النکاح احمد کامل الکائنہ دار السعادت بیروت ۳۰/۳۲۹

⁶ فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات نور یہ رضویہ سکر ۱۱۸/۳

ووطاً ودواعیہ علی التابید ^۱ ۔	کتاب اللہ کی نص سے ثابت ہے۔ (ت)
فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں ہے:	
وبنات الاخوات وان سفلین ^۲ ۔	بھانجیاں نیچے تک۔ (ت)
محیط سرخی و فتاویٰ علمگیری میں ہے:	
وکذا بنات الاخ والاخوات وان سفلین ^۳ ۔	یونہی بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک۔ (ت)
انوار امام یوسف اردبیلی شافعی میں ہے:	
المحرمات علی التابید بالنسب الامہات وان علت والبنات وان سفلیت وبنات الاخوة والاخوات وان سفلیت ^۴ ۔	نسبی طور پر ابدی محرمات مائیں اوپر تک، بیٹیاں نیچے تک، بھانجیاں اور بھتیجیاں نیچے تک ہیں۔ (ت)
اس جاہل احمق نکاح کرنے والے پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اس اپنی سگی بیٹی سے جدا ہو جائے اور اس اجہل اضل عالم پر الزام کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اپنے اس ناپاک ملعون فتویٰ سے توبہ کرے اپنی عورت سے نکاح از سر نو کرے۔ "اعلام بقواطع الاسلام" میں ہے:	
ومن ذلک (ای من الکفرات) ان یستحل محرماً بالاجماع کالخمر واللواط ولوفی مملوکہ الخ ^۵ ۔	کافر بنانے والی چیزوں میں سے کسی ایسی چیز کو حلال بنالینا جس کی حرمت پر اجماع ہے مثلاً شراب، لواطت خواہ اپنے مملوک سے ہو، الخ (ت)
خلاصہ و ہندیہ میں ہے:	
من اعتقد الحرام حلالاً او علی القلب یکفر ^۶ ۔	جو شخص حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرنے پر عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔ (ت)

الہی! اس زمانہ پر فتنے کے ہر فتنے و شر سے تیری پناہ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

^۱ الاختیار لتعلیل الاختیار فصل فی المحرمات دار فراس للنشر والتوزیع بیروت ۸۵/۳

^۲ فتاویٰ قاضی خاں باب فی المحرمات نوکشر لکھنؤ ۱۲۵

^۳ فتاویٰ ہندیہ فی بیان المحرمات نورانی کتب خانہ پشاور ۲۷۳

^۴ انوار الاعمال الابرار

^۵ الاعلام بقواطع الاسلام ملحق بسبیل النجاة مکتبہ حقیقۃ دار الشفقت استنبول ترکی ص ۳۵۳

^۶ فتاویٰ ہندیہ احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲۷۲/۲

مسئلہ ۲۰۲: از نواب گنج ضلع بریلی مکان تحصیلدار ظہور الاسلام صاحب مرسلہ حضرت سید نور عالم میاں صاحب مارہروی ۵ رجب ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع شریف اساطین فرقہ اہل سنت و جماعت متبعین ملت خفیہ اس باب میں کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کی زندگی میں اس کی خواہر حقیقی سے نکاح کیا اور بعد نکاح خواہر زن مگر قبل خلوت صحیحہ یا اس سے خلوت صحیحہ کے بعد پہلی بی بی کو طلاق دے دی ان دونوں صورتوں میں یہ نکاح عنداشرع درست و جائز ہوا یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

جب ایک بہن نکاح میں ہو دوسری سے نکاح حرام قطعی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَأَنْ تَجْعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ ^۱	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حرام ہے دونوں بہنوں کو جمع کرنا۔ (ت)

تو یہ نکاح ضرور حرام و ناجائز ہوا اور پہلی زوجہ کو اس نکاح فاسد کے بعد پیش از خلوت خواہ بعد خلوت طلاق دے دینا اس حرام کو حلال اس فاسد کو صحیح اس ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اگر اولاً زوجہ کو طلاق دے اور ہنوز اس کی عدت نہ گزری ہو کہ اس کی بہن سے نکاح کر لے تو یہ نکاح حرام ہوگا تو یہاں کہ پہلے اس کی خواہر سے نکاح کر لیا بعد کو طلاق دی کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ درمختار میں ہے:

حرم الجمع بین المحارم نکاحاً وعدة ولو من طلاق بائن ^۲	وہ عورتیں جو آپس میں محرم ہوں ان کو نکاح اور عدت خواہ طلاق بائن کی عدت ہو، میں جمع کرنا حرام ہے۔ (ت)

شخص مذکور پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اس دوسری کو چھوڑ دے پھر اگر پہلی کی عدت گزر چکی ہے تو اسے اختیار ہوگا کہ اس دوسری کو چھوڑ کر ابھی معاً اس سے نکاح کر لے ورنہ اتنا انتظار فرض ہے کہ اس پہلی کی عدت گزر جائے اس کے بعد اس دوسری سے نکاح صحیح بروجہ شرعی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۳: ۵ رجب ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معاذ اللہ ساس سے زنا کے باعث جب منکوحہ حرام ہو جائے تو اس سے پردہ بھی فرض ہو جاتا ہے یا وہ مثل محارم کے ہو جاتی ہے کہ دیکھنا، چھونا، تنہا مکان میں رہنا جائز ہے۔ بینواتوجروا

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۲ درمختار فصل فی المحرمات مجتہبی دہلی ۱۸۸/۱

الجواب:

مذہب اصح یہی ہے کہ حرمت مصاہرت اگرچہ معاذ اللہ زنا سے ناشی ہوئی ہو عورت کو مثل محارم کے کر دیتی ہے تو نظر و مس بہ شہوت تو قطعاً حرام ہو گئے اور بلا شہوت میں حرج نہیں جبکہ اپنے یا عورت کے لیے حدوث شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ بحالت اندیشہ بلا شہوت بھی دیکھنا چھونا حرام ہوگا بلکہ اگر شک بھی ہو کہ شاید مجھے یا عورت کو شہوت پیدا ہو، نہ ہو جب بھی حکم حرمت ہے، تنہا ایک مکان میں جانے کی تو اصلاً اجازت نہیں کہ یہ خواہی خواہی مظنہ شہوت ہے خصوصاً منکوحہ میں جو ایک زمانے تک اس کے نکاح میں رہ چکی اور باہم حجاب و تکلف مرتفع رہا تھا تو عند الانصاف جبکہ منکوحہ سے معاذ اللہ حرمت مصاہرت پیدا ہو اسے مثل اجنبیہ تصور کرنے ہی میں احتیاط ہے وبالله العصمة، در مختار میں ہے:

ينظر الرجل من محرمه هي من لا يحل له نكاحها ابدًا بنسب او بسبب ولو بزنا. الى الراس والوجه والصدر والساق والعضدان أمن شهوته وشهوتهما وان لم يأمن اوشاهي لا يحل النظر والس. كشف الحقائق لابن سلطان والمجتبى ¹ اهملتقطا۔	محرمہ وہ عورت ہے جس سے ابدی طور پر نکاح حرام ہو، نسب کی وجہ سے محرمہ ہو یا کسی سبب کی وجہ سے وہ سبب زنا ہی کیوں نہ ہو، شہوت کا خدشہ نہ ہو تو ایسی محرم عورتوں کے سر، چہرہ، سینہ، پنڈلی اور بازو کو دیکھنا مرد کے لیے جائز ہے اور اگر مرد یا عورت کو شہوت کا خدشہ ہو یا کوئی ان میں سے حالت شہوت میں ہو تو پھر محرمہ کو چھونا اور دیکھنا جائز نہیں۔ کشف الحقائق ابن سلطان اور مجتبى اهملتقطا (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله ولو بزنا اي ولو كان عدم حل نكاحها له بسبب زناه باصولها او فروعها قال الزيلعي وقيل انها كلاجنبية والاول اصح اعتبارا للحقيقة لانها محرمة عليه على التابيد ² ۔	اس کا قول "اگرچہ زنا سے ہو" یعنی اس سے نکاح حلال نہ ہونے کی وجہ سے اس کے اصول یا فروع سے زنا ہو، زیلعی نے کہا کہ ایسی عورت کا چھونے اور دیکھنے میں اجنبی عورت جیسا حکم ہے جبکہ پہلا قول اصح ہے کیونکہ اس کے ابدی ہونے کی حقیقت کا اعتبار ہوگا۔ (ت)

اسی میں ہے:

قوله اوشك معناه استواء الامرين	اس کا قول "اوشك" اس کا معنی یہ ہے کہ شہوت اور

¹ در مختار فصل في النظر والمس مجتبى دہلی ۲۳۱/۲

² ردالمحتار فصل في النظر والمس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۵/۵

تاتار خانہ ^۱ ۔	عدم شہوت دونوں کا احتمال مساوی ہو۔ تاتار خانہ (ت)

در مختار میں ہے:

والخلوة بالمحرم مباحة الا لاخت رضاعاً والصهرة الشابة ^۲ ۔	محرم عورتوں سے خلوت مباح ہے مگر رضاعی بہن اور جوان ساس سے جائز نہیں۔ (ت)

رد المحتار میں ہے:

قال في القنية وفي استحسان القاضي الصدر الشهيد وينبغي للاخت من الرضاع ان لا يخلو باخته من الرضاع لان الغالب هنالك الوقوع في الجماع اهـ. وافاد العلامة البيري ان ينبغي معناه الوجوب هنا ^۳ اهـ ما في رد المحتار قلت فاذا كان الغالب ذلك في الاخت رضاعاً فباطنك في التي كانت تحته زماناً وقد ذاق كل عسيلة صاحب. نسأل الله العفو والعافية واللهم سبحنه وتعالى اعلم	قنیه اور قاضی الصدر الشہید کے استحسان میں ہے کہ رضاعی بھائی کو رضاعی بہن کے ساتھ تخلیہ مناسب نہیں کیونکہ تخلیہ جماع کا موجب ہوتا ہے، غالب یہی ہے۔ اھ اور علامہ بیری نے مفید بات کی ہے کہ یہاں ینبغی کا معنی وجوب ہے، رد المحتار کا بیان ختم ہوا، قلت (میں کہتا ہوں کہ۔ ت) جب رضاعی بہن کے متعلق غالب امر یہ ہے تو اس عورت کے بارے میں کیا خیال ہے جو مدت بھر اس کی پیوی رہی ہو اور یہ مرد عورت دونوں ایک دوسرے سے لطف اندوز ہوتے رہے ہوں، ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۰۴: از مارہرہ مطہرہ مدرسہ درگاہ معلیٰ مدرسہ مولوی رحمت اللہ صاحب ز ۱۷ رجب المرجب

۱۳۱۷ھ

زید نے ہندہ کے ساتھ عرصہ پندرہ برس کا ہوا نکاح کیا، لڑکا بھی پیدا ہوا پھر زید چلا گیا اور اب تک اس کی خبر نہ لی، نہ نان
نفقہ دیا، چند بار اس کو واسطے دینے طلاق کے تحریر کیا، جواب نہ دیا، اب ہندہ دوسرا عقد کرنا چاہتی ہے بخیال حالات کہ
زمانہ نامعلوم کیا امر نامناسب آئندہ پیش آئے، اس وقت مجزئہ امت اہل دنیا والزام شرع کچھ سود نہ ہوگا، پس یہ از روئے
شریعت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

^۱ رد المحتار فصل فی النظر والمس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۵/۵

^۲ در مختار فصل فی النظر والمس مجتبائی دہلی ۲۳۱/۲

^۳ رد المحتار فصل فی النظر والمس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۶/۵

الجواب

جب تک موت یا طلاق نہ ہو حرام ہے،

قال الله تعالى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ¹	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: شادی شدہ عورتیں۔ (ت)

چارہ کار نالش ہے ورنہ صبر، ورنہ یہ نکاح خود کیا حرام نہ ہوگا تو وہم آئندہ سے بچنے کے لیے قصداً حرام کاری کے کیا معنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۸۶۲۰۵: از بنگالہ ضلع سلہٹ ڈاک خانہ کمال گنج موضع پھول ٹولی مرسلہ مولوی عبدالغنی صاحب ۱۹ شوال ۱۴۱۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

- (۱) سید سید شیخ پٹھان پٹھان، آیا ان قوموں میں بڑے بھائی کی لڑکی اور چھوٹے بھائی کا لڑکا اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۲) زید و عمرو حقیقی چچا زاد بھائی ہیں اب عمرو کی دختر کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ اور غیر حقیقی میں کیا حکم ہے؟ (۳) آپس میں بھائی اور بہنوں سوائے نسبی اور رضاعی کے نکاح جائز ہے یا نہیں؟
(۴) زید کا دادا غیر حقیقی ہے اب زید اس غیر حقیقی دادا کی دختر سے نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ان سب صورتوں میں یعنی اپنے حقیقی چچا کی بیٹی یا چچا زاد بھائی کی بیٹی یا غیر حقیقی دادا کی اگرچہ وہ حقیقی دادا کا حقیقی بھائی ہو، اور رشتے کی بہن جو ماں میں ایک نہ باپ میں شریک نہ باہم علاقہ رضاعت جیسے ماموں خالہ پھوپھی کی بیٹیاں یہ سب عورتیں شرعاً حلال ہیں جبکہ کوئی مانع نکاح مثل رضاعت و مصاہرت قائم نہ ہو۔

قال الله تعالى وَأُجِّلْ لَكُمْ مَّا وَسَّاءَ ذَلِكُمْ ²	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ (ت)

نقايہ میں ہے:

حرم اصله وفرعه وفرع اصله القريب	مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب (ماں باپ)

¹ القرآن الكريم ۲۴/۴

² القرآن الكريم ۲۴/۴

وصلیۃ اصلہ للبعید ^۱ ۔	کے فروغ (بہن بھائی) اور اصل بعید (دادا اور اوپر والے) باپوں کے صلیبی رشتے حرام ہیں۔ (ت)

در مختار میں ہے:

حلال بنت عمہ وعمتہ وخالہ وخالتہ لقولہ تعالیٰ وَأَحِلَّ لَكُمْ مَّا وَّرَاءَ ذَٰلِكُمْ ^۲ ۱۱ قلت ویدخل فیہم اعمام ابیہ وجدة وان علا وامہ وجدتہ وان علت وعماتہم واخوالہم وخالاتہم کہا دخلن فی قولہ تعالیٰ وَعَشْرَتُكُمْ کما فی التبیین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی لڑکیاں حلال ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محرمات کے ماسوا سب عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، قلت (میں کہتا ہوں۔ ت) ان میں ماں، باپ، دادا اور دادی کے چچوں اور ان کے ماموں، خالائیں، اور پھوپھیوں کی بیٹیاں بھی حلال ہونے میں داخل ہیں، جیسا کہ تبیین میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۰۹: مرسلہ مولوی عبدالحمد صاحب ۶ محرم ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی دو بہنیں اور ایک بیٹی ہے اور ان کا نکاح بھی ہو گیا ہے، اب آیا زید کی بیٹی کو زید کی دونوں بہنوں کے شوہر سے پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور بعد مرنے کے ایک ہمشیرہ کے اس کے شوہر سے زید کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس سے بھی پردہ اس حالت میں ہے یا نہیں؟ اور جس بہن کا شوہر زندہ ہے اس سے بھی نکاح درست ہے یا نہیں؟ بینوا باللیل توجروا باجر الجزیل۔

الجواب:

پھوپھی یا خالہ یا بہن اور اسی طرح جتنی عورت کی محارم ہیں ان کی زندگی میں ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح اگرچہ حرام۔

واصلہ قولہ عزوجل وان تجمعوا بین الاختین ^۳ ۔	اور اس کا اصل _____ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "حرام ہے دو بہنوں کو جمع کرنا" اور حدیث میں ہے کہ پھوپھی اور

^۱ مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ کتاب النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۲

^۲ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۷۱

^۳ القرآن الکریم ۲۳/۴

خالہ کے ہوتے ہوئے ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔ (ت)	خالہ ^۱

مگر وہ عورت کے محارم نہیں ہو جاتے کہ ان سے نکاح صرف اس حالت تک حرام جب تک اس کی پھوپھی یا خالہ یا بہن یا کوئی محرم عورت ان کے نکاح میں ہے بعد افتراق بموت یا طلاق ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح حلال ہے اور محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی کسی حال میں نکاح نہ ہو سکے اس کی حرمت ابدیہ ہو جیسے باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، وغیرہم، اور جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے خواہ فی الحال اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا نہیں۔ اگر حرمت فی الحال عدم پردہ کے لیے کافی ہو تو چاہئے کہ زن شوہر کا تمام جہان میں سے کسی سے پردہ نہ ہو کہ جب تک وہ اپنے شوہر کے عقد عصمت میں ہے کسی کو اس سے نکاح روا نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ^۲ (منکوحہ عورتیں حرام ہیں۔ ت) اس طرح جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں موجود ہوں چاہئے کہ اس سے کسی عورت شوہر دار خواہ بے شوہر کا پردہ نہ ہو کہ جب تک ان چار میں سے کسی سے بذریعہ موت یا طلاق جدائی نہ ہو پانچواں نکاح اسے حلال نہیں، غرض یہ سب ہندی ہوسیں اور جاہلانہ رسمیں ہیں، شرع مطہر میں پھوپھا اور خالو اور بہنوئی اور جیٹھ اور دیور اور چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کے بیٹوں اور راہ چلتے اجنبی سب کا ایک حکم ہے نہ وہ بے تکلف گھر میں آ سکتا ہے بخلاف ان کے، ولہذا حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یا رسول اللہ ارایت الحمویا رسول اللہ! جیٹھ دیور کا حکم ارشاد ہو، فرمایا: الحموی موت^۳ یہ تو موت ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ، اس بیان سے تمام مراتب سوال کا جواب منکشف ہو گیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۰: از عثمان پور ڈاک خانہ کو ٹھی ضلع بارہ بنکی مرسلہ محمد حسن یار خان صاحب ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی سنی المذہب کو اپنی دختر شیعہ تبرائی وقاذف حضرت

^۱ صحیح مسلم باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها الخ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح بخاری باب لا تنکح المرأة علی عمتها قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۶۶/۱

^۲ القرآن الکریم ۲۴/۴

^۳ مسند احمد بن حنبل حدیث عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۱۴۹/۴

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقد نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے اور کوئی سنی باوجود ناجائز سمجھنے کے بھی ایسا کرے تو اس کی بابت شرعاً کیا حکم ہے؟ جواب مختصر و مدلل مرحمت فرمایا جائے، بینوا تو جو روا

الجواب:

معاذ اللہ رافضی قاذف باجماع مسلمین کافر ملعون ہے یہاں تک کہ جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے، ردالمحتار میں ہے:

لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الخ ^۱	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والے کے کفر میں کوئی شک نہیں الخ (ت)

اسی کے باب البغاۃ میں ہے:

لان ذلک تکذیب صریح القرآن ^۲	کیونکہ یہ صریح قرآن کی تکذیب ہے۔ (ت)

جو شخص اپنی دختر یا خواہر ایسے کے نکاح میں دے وہ یقیناً دیوث ہے۔ وہ اپنی بہن بیٹی کو صریح زنا کے لیے دینے والا ہے، حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ اس پر جنت حرام ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔

احمد والنسائی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ثلثة لا ینظر اللہ الیہم یوم القیامۃ العاق لوالدیہ والمرأۃ المترجلۃ المتشبہۃ بالرجال والدیوث ^۳ ۔ وروی الحاکم والبیہقی فی الشعب بسند صحیح عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثة لا یدخلون الجنة العاق لوالدیہ	(احمد، نسائی اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا۔ ت) تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ روز قیامت نظر نہ کرے گا ماں باپ کو آزار دینے والا اور مردانی عورت یعنی مردوں کی وضع بنانے والی اور دیوث۔ (حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسند صحیح روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ت) تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کا نافرمان اور

^۱ ردالمحتار باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۴/۳

^۲ ردالمحتار باب البغاة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۰/۳

^۳ مسند احمد بن حنبل مروی از مسند عبد اللہ بن عمر دار الفکر بیروت، سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ نور محمد کا خانہ تجارت کتب کراچی ۱/۳۵۷

والدیوث ورجلة النساء ^۱ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ثلثہ لایدخلون الجنة ابدًا الدیوث والرجلة من النساء ومد من الخمر ^۲	دیوث اور مردانی وضع کی عورت۔ (طبرانی نے کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے: دیوث اور مردانی وضع کی عورت اور شرابی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۲ تا ۲۱۳: از موضع مذکور بوساطت نواب ثار احمد خاں صاحب بریلوی ۷۱۲ بھج الاول شریف ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) زید باوجود علم ہونے کے حقیقی دو بہنوں کو اپنے عقد میں لایا اور دونوں کے ساتھ اوقات بسر کرتا ہے، اہل اسلام اس حرکت سے مانع ہوئے لیکن زید نے کچھ خیال نہ کیا، نہ دونوں میں سے کسی کو جدا کیا، مسلمانوں نے مجبور ہو کر زید سے اجتناب اختیار کیا مگر بعض اشخاص نے زید کا ساتھ دیا تو از روئے شرع شریف مسلمانوں کا یہ اجتناب حق ہے یا نہیں؟ اور زید و نیز اس کے ہمراہیوں کے یہاں خورد و نوش اور سلام علیک جائز ہے یا نہیں؟ اور زید پر کون سی عورت جائز ہے اولیٰ یا ثانیہ؟ یا دونوں ناجائز ہیں؟ جواب مدلل مرحمت فرمائیے، بینوا توجروا۔

(۲) سنی کو اپنی دختر شیعہ کے نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے کوئی سنی باوجود ناجائز سمجھنے کے ایسا کرے تو اس بابت شرعاً کیا حکم ہے؟ اور جو سنی و شیعہ کی قرابت زمانہ سلف سے اس وقت تک جاری ہے اس کا کیا باعث ہے آیا اس وقت میں علمائے دین نے اس طرف کچھ توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت کے شیعہ سے اس وقت کے شیعہ میں کچھ فرق ہے؟ اس کی وجہ مدلل زیب قلم فرمائیے کہ سائل کی خلش و معترضین کا اعتراض دفع ہو جواب مختصر مدلل مرحمت فرمایا جائے، بینوا توجروا۔

الجواب:

(۱) اولیٰ و ثانیہ کہنے سے واضح ہوا کہ دونوں سے معاً نکاح نہ کیا تھا اس صورت میں ثانیہ سے نکاح

^۱ المستدرک للحاکم کتاب الایمان ثلاثۃ لایدخلون الجنة الخ دار الفکر بیروت ۲/۷۲، شعب الایمان باب فی الغیرۃ والمذاء الخ دار الکتب

العلیہ بیروت ۴/۲۱۲

^۲ مجمع الزوائد باب فیمن لایرضی لاهله بالخبت دار الکتب بیروت ۴/۳۲۷

حرام ہو القوله تعالى: وَأَنْ تَجْعُوا بَيْنَ الْأُحْتَيْنِ¹ (حرام ہے دو بہنوں کو جمع کرنا۔ ت) اور جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا تھا زوجہ حلال تھی اسے ہاتھ لگاتے ہی وہ بھی حرام ہو گئی، اب جب تک اس دوسری کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے زوجہ کو بھی ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں، زید پر فرض ہے کہ اسے ترک کر دے، جب اس کی عدت بعد متار کہ گزر جائے گی اس وقت زوجہ اس کے لیے حلال ہوگی۔

ردالمحتار میں ہے: دوسرا نکاح باطل ہے اس کی پہلی سے وطی جائز ہے لیکن اگر دوسری سے وطی کر لی تو پہلی دوسری کی عدت گزر جانے تک حرام ہوگی جیسا کہ اگر شبہ کے طور پر بیوی کی بہن سے وطی ہو جائے تو بیوی اس وقت تک حرام رہتی ہے جب تک شبہ والی کی عدت نہ گزر جائے حلی بخوالہ بحر۔ (ت)	فی ردالمحتار الثانی باطل وله وطء الاولى الا ان يوطئ الثانية فتحرم الاولى الى انقضاء عدة الثانية كما لو وطئ اخت امرأته بشبهة حيث تحرمت امرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة عن البحر ² ۔

مسلمانوں کا یہ اجتنب حق ہے۔ قال الله تعالى:

ظالموں کے ساتھ یاد آنے پر مت بیٹھو۔ (ت)	فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ³ ۔

زید سے، جب تک تائب نہ ہو، ابتدا اسلام ممنوع ہے کہ وہ فاسق معلن ہے اور گناہ کبیرہ پر مصر ہے۔

در مختار میں ہے کہ فاسق کو سلام کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ وہ اعلانیہ فسق کرتا ہو الخ، اور ردالمحتار میں ہے فصول علامی سے مروی ہے کہ جھوٹے اور مذاق کرنے والے بوڑھے، لغویات بولنے والے، لوگوں کو گالی گلوچ کرنے والے، اجنبی عورتوں کو دیکھنے والے، اعلانیہ فسق کرنے والے، گانے والے اور کبوتر بازی کرنیوالے کو اس وقت تک سلام نہ کیا جائے جب تک اس کی توبہ کا علم نہ ہو جائے۔ (ت)	فی الدر المختار یکرہ السلام علی الفاسق لمعلن ⁴ الخ وفي ردالمحتار عن فصول العلای لا یسلم علی الشیخ المأزح الکذاب واللاعنی ولا علی من یسب الناس او ینظر وجوه الاجنبیات ولا علی الفاسق المعلن ولا علی من یغنی او یطیر الحباہم ما لم تعرف توبتهم ⁵ ۔

¹ القرآن الکریم ۲۳/۴

² ردالمحتار باب المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۶/۲

³ القرآن الکریم ۶۸/۶

⁴ در مختار فصل البیوع مطبع مجتبیٰ دہلی ۲۵۱/۲

⁵ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۷/۵

اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے بھی احتراز کرنا چاہئے، سنن ابی داؤد و جامع الترمذی میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نہتہم علماءہم فلم ینتہوا فجالسوہم فی مجالسہم واکلوہم وشاربوہم فضرب اللہ قلوب بعضہم ببعض فلعنہم علی لسان داؤد وعیسیٰ بن مریم ^۱ ۔ الحدیث۔	جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے مولوی مانع آئے، انھوں نے نہ مانا، اب وہ مولوی ان کے پاس بیٹھے، ساتھ کھانا کھایا پانی پیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک کے دل میں دوسرے پر مارے اور ان سب کو ملعون کر دیا داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر۔ (الحدیث)

زید کا ساتھ دینے والے اگر خاص اس گناہ میں اس کے مدد و معاون ہوئے جب تو ظاہر کہ وہ بھی زید کے مثل بلکہ اس سے بدتر ہیں، قال اللہ تعالیٰ: لَا تَعَاوُنُوا عَلَی الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ^۲ (گناہ اور دشمنی پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ ت) حدیث میں ہے:

من مشی مع ظالم لیبعینہ وهو یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام ^۳ ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء المختارۃ عن اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جو کسی ظالم کے ساتھ مدد دینے کو چلے اور وہ جانتا ہو کہ یہ ظالم ہے وہ اسلام سے نکل جائے (اس کو طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے مختارہ میں اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور اگر اسی قدر ہو کہ زید سے باوصف اس حرکت کے راضی ہیں جب بھی بدلیل حدیث مذکور بنی اسرائیل شریک گناہ و مستحق توہین و تذلیل ہیں، حدیث میں ہے:

الذنب شؤم علی غیر فاعلہ (الی قولہ) وان رضی بہ شارکہ ^۴ ۔ رواہ فی مسند الفردوس عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	یعنی گناہ کرتا ایک ہے اور اس کا وبال اوروں پر بھی پڑتا ہے کہ جو اس پر راضی ہو وہ بھی شریک گناہ ہے، (اس کو مسند فردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

^۱ جامع ترمذی ابواب التفسیر سورۃ المائدۃ اثنی کینی کراچی ۱۳۰/۲

^۲ القرآن ۲/۵

^۳ المعجم الکبیر حدیث اوس بن شرحبیل حدیث المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۲۷/۱

^۴ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۴۹/۲

(۲) آج کل عام رافضی منکران ضروریات دین اور باجماع امت کفار مرتدین ہیں کما حقناہ فی فتاؤنا و فی المقالة المسفرة عن احکام البدعة والمکفرة (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں اور اپنے رسالہ "المقالة المسفرة عن احکام البدعة والمکفرة" میں کر دی ہے۔) علاوہ اور کفریات کے دو کفر تو ان کے عالم و جاہل مرد عورت سب کو شامل ہیں، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ماننا، اور جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہے کافر ہے، اور قرآن عظیم سے معاذ اللہ صحابہ کرام وغیرہم اہلسنت کا چند پارے یا سورتیں آیتیں گھٹانا کچھ الفاظ تغیر و تبدیل کر دینا اور جو قرآن عظیم کے ایک حرف ایک نقطے کی نسبت ایسا گمان کرے کافر ہے، قال اللہ تعالیٰ: اِنَّكَ حُنَنٌ نَزَّلْنَا الَّذِي كَرِهْتَ اِنَّكَ لَهٗ لَخَفِطُوْنَ^۱ (ہم نے ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔) ان کے مجتہد حال نے یہ عقائد باطلہ اور دیگر عقیدہ کفریہ صاف صاف لکھ کر اپنی مہر کر دی ان میں جو کوئی خود ان عقائد کا معتقد نہ بھی ہو تو مجتہد کو کافر ہر گز نہ کہے گا بلکہ جناب قبلہ و کعبہ ہی مانے گا اور جو منکر ضروریات دین کو معظم دینی جانے یا کافر ہی نہ کہے خود کافر ہے، بزازیہ دور مختار وغیرہا میں ہے: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر^۲ (جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔) لہذا جزم کیا جاتا ہے کہ آج کل رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کوؤں میں سپید رنگ والا، ایسوں کے ساتھ مناکحت تو حرام قطعی و زنائے خالص ہے، جو اپنی بہن بیٹی ان کو دے دیوٹ ہے، اس عقد باطل کے ذریعہ سے جو نام اس کی بہن بیٹی کو ملنے والے ہیں ان میں ہلکے نام یہ ہیں: زانیہ، فاجر، قحجہ، فاحشہ، روسی، رنڈی، بدکار، جو اسے پسند کرتا ہو اس کبیرہ فاحشہ پر اقدام کرے ورنہ اللہ عزوجل کے غضب سے ڈرے، اور اگر بالفرض کوئی رافضی ایسا ملے جسے مسلمان کہہ سکیں تو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر صرف تبرا بھی فقہائے کرام کے نزدیک مطلقاً کفر ہے، کما نص علیہ فی الخلاصۃ والفتح والدر وغیرہا من الاسفار الغر (جیسا کہ خلاصہ، فتح، در وغیرہا مشہور کتب میں اس پر تصریح ہے۔) تو فقہاء کے طور پر ہر تبرائی کے ساتھ مناکحت میں وہی احکام ہوں گے اور بغرض غلط اس سے بھی محفوظ ملے تو آخر گمراہ بددین ہونے میں شبہ نہیں اور ایسے کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و ممنوع ہے۔

جیسا کہ ہم نے اس کو علیحدہ ایک رسالہ میں بیان کیا ہے جو اس موضوع سے متعلق ہے جس کا نام ہم نے "ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار" (ت)	کما بیننا فی رسالۃ مفردۃ فی هذا الباب سیناھا ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار۔

ائمہ معتمدین سلف صالحین سے ہر گز یہ امر ثابت نہیں اور اگر نادرا شاہد کہیں وقوع ہوا ہو تو اس کا منشا اس کے رخص پر اطلاع نہ پانا اور رافضی کے دین میں تقیہ ہونا و امثال ذلک من الاعذار (اور اس قسم کے

^۱ القرآن الکریم ۹/۱۵

^۲ در مختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۵۶/۱

دیگر عذرت) ہوگا اس وقت اور پہلے کے روافض میں اتنا فرق بھی ہے کہ اول اتنی آزادی نہ تھی عام طور پر انکار ضروریات دین کی جرات و تمادی نہ تھی رافضی تو اب پیدا ہوئے زنا کاری و حرام خواری تو ان سے بھی ہزاروں برس پہلے رائج ہے، کیا علمائے دین نے اس طرف کچھ توجہ نہ فرمائی یا اس وقت کے زنا و اکل حرام سے اس وقت کے زنا و حرام کو کچھ فرق ہے، حاشا علمائے دین ہر قرن و طبقہ و زمانہ میں منع فرماتے آئے، ماننا نہ ماننا عوام کا فعل ہے، اور ہدایت کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیار، یہی حال گمراہوں سے میل جول کا ہے کہ علمائے اہل حق صحابہ و تابعین و ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قرنا فقرنا منع فرماتے آئے، رسائل ردندہ خصوصاً فتوائے جدیدہ فقیر مسٹی بہ "فتاویٰ الحرمین بر جف ندوۃ المین" ملاحظہ ہوں۔ پھر اگر عوام نہ مانیں یا دنیا پرست مولوی ضلالت کی طرف بلائیں تو اس کا کیا علاج اور علمائے اہل حق پر کیا الزام، والی اللہ المشتکی من ضعف الاسلام (لوگوں کے ضعف اسلام کی شکایت اللہ تعالیٰ ہی کے دربار میں ہے۔ ت) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۳: ۸ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر نے طلاق بائن دی، درمیان عدت کے ہندہ نے نکاح ثانی کر لیا، بعد نکاح کم و بیش ایک سال کے، شوہر ثانی ہندہ کا، باہر چلا گیا اور کچھ خبر گیر اس نہ ہوا، اب کچھ کم ایک سال کے بعد بتحریک ورثہ ہندہ و نیز بخواہش خود ہندہ کو اپنے پاس بلانا چاہتا ہے لیکن اب ہندہ و ورثہ ہندہ اس کے یہاں بھیجے پر رضامند نہیں اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نکاح درمیان عدت کے جائز نہیں تھا اب نکاح ثالث کسی شخص دیگر سے کرنا چاہتی ہے آیا یہ نکاح بلا طلاق جائز ہے یا نہیں؟ بینونا تو جروا

الجواب:

اگر اس دوسرے شخص کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے یہ جان کر اس سے نکاح کر لیا جب تو وہ زنائے محض تھا عدت کی کچھ حاجت نہیں نہ طلاق کی ضرورت بلکہ ابھی جس سے چاہے نکاح کرے جبکہ شوہر اول کی عدت گزر چکی ہو اور اگر اسے عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا تو طلاق کی اب حاجت نہیں مگر متار کہ ضرور ہے یعنی شوہر کا عورت سے کہنا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عورت کا اس سے کہہ دینا کہ میں تجھ سے جدا ہو گئی، اس کے بعد عدت بیٹھے عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ در مختار میں ہے:

لاعدۃ لوتزوج امرأۃ الغیر عا لما بذلک ودخل بها وبہ	دوسرے کی منکوحہ عورت سے یہ جانتے ہوئے کہ منکوحہ ہے، نکاح اور دخول کرنے سے عدت نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے (ت)

یفتی ۱۔

ردالمحتار میں ہے:

امّا نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدته فالدخول فیہ لا یوجب العدة ان علم انها للغیر ^۱ ۔	غیر منکوحہ اور معتدہ کو جانتے ہوئے بھی اس سے نکاح اور دخول کی وجہ سے عدت واجب نہ ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے:

فسخ هذا النکاح یصح من کل منهما بمحض الاخرا تفاقاً والفرق بین المتارکة والفسخ بعید کذا فی البحر ^۲ ۔	ان مرد و عورت میں سے ہر ایک کی طرف سے اس نکاح کا فسخ باتفاق دوسرے کی موجودگی میں متارکہ سے صحیح ہو جاتا ہے کیونکہ متارکہ اور فسخ میں یہاں فرق بعید ہے، جیسا کہ بحر میں ہے۔ (ت)

اسی میں علامہ خیر الدین رملی سے ہے: الحق عدم الفرق ولذا جزم به المقدسی^۳ (فرق نہ ہونا ہی حق ہے، اسی لیے
مقدسی نے اس پر جزم کیا ہے۔ ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۳: از شہر کہنہ لاڈلے میاں صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید کے نکاح میں آ سکتی
ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

حقیقی بہن کی رضاعی بہن ہونا خود یہ رشتہ موجب حرمت نہیں جبکہ اس کے ساتھ کوئی مروجہ حرمت نہ پائی جائے، مثلاً
اگر حقیقی بہن کی رضاعی بہن یوں ہے کہ اس نے اس کی ماں یا باپ کا دودھ پیا ہے تو وہ خود اس کی بھی رضاعی بہن ہوئی اور
اس پر حرام ہے، اور اگر یوں ہے کہ زید کی بہن نے اس لڑکی کی ماں کا دودھ پیا یا دونوں نے تیسری عورت کا دودھ پیا جس
سے زید کو کوئی علاقہ نہیں تو اس صورت میں وہ لڑکی زید پر حرام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۵: از مقام بیادرہ بجنٹی بھوپال ملک مالوہ مرسلہ محمد عاشق صاحب الہکار نظامت ۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سائلہ اپنی حیات میں بخواہش اولاد چاہتی ہے کہ میرا

^۱ ردالمحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۰/۴

^۲ ردالمحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۲/۴

^۳ ردالمحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۲/۴

شوہر میری ہمیشہ حقیقی بیوہ کے ساتھ اپنا عقد کر لیوے اور شوہر اس کا رضامند ہے جو کچھ کہ حکم شرع شریف میں سے ہو، آگہی بخشی جائے۔

الجواب:

جب زوجہ مر جائے یا اسے طلاق دے اور عدت گزر جائے تو اس وقت زوجہ کی بہن سے نکاح جائز ہوتا ہے بغیر اس کے حرام قطعی اور مثل زنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَأَنْ تَجْعُوا بَيْنَ الْأُحْسَنِ**¹ (حرام ہے جمع کرنا دو بہنوں کو۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو (اے میری ازواج!) مجھ پر مت پیش کرو۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم	فلا تعرضن علی بناتک ولا اخواتک ²

مسئلہ ۲۱۶: ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا نکاح سالی کی لڑکی سے بعد فوت بی بی کے درست ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

زوجہ کا انتقال ہوتے ہی فوراً اس کی بھتیجی بھانجی سے نکاح جائز ہے،

لعدم الجمع نکاحاً ولاعدة اذلاعدة علی الرجل کما حققه فی العقود الدریة۔	بوجہ عدم اجتماع کے نکاح اور عدت میں کیونکر مرد پر عدت نہیں ہوتی جیسا کہ عقود الدریہ میں تحقیق فرمائی۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۷: مسئلہ ثناء اللہ صاحب متصل سرائے خام ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا، بعد نکاح کے چھ مہینے کے واسطے سفر کو گیا داماد کو اور اپنی بیٹی کو مع لڑکی کے مکان پر چھوڑ گیا، بعد واپس آنے سفر کے دیکھا کہ بیوی منکوحہ اپنی کو حاملہ پایا، بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ حاملہ داماد سے ہوئی تھی، آیا لڑکی اس کی داماد کے نکاح سے علیحدہ ہو گئی یا نہیں؟ اور طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور مہر اس لڑکی کا بذمہ داماد رہا یا نہیں؟ اور زوجہ اس کی بعد وضع حمل کے اس کی رہی یا نہیں؟ اور داماد کے نکاح میں اس کی زوجہ

¹ القرآن الکریم ۲۳/۴

² مسند احمد بن حنبل خطب علی رضی اللہ عنہ و مواضعه دار الفکر بیروت ۳۰۹/۶

آسکتی ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

چھ مہینے بلکہ دو سال سے ایک دن کم کے بعد واپس آ کر عورت کو حاملہ پانے سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ حمل دوسرے کا ہے، اور بدگمانی قطعی حرام ہے، اور تحقیقات اگر بذریعہ شہود یعنی لوگوں نے گواہی دی کہ اس کی زوجہ نے داماد سے زنا کیا تو یہ قریب بہ ناممکن ہے، شہادت کے لیے عدالت درکار ہے، جو یہاں گویا عنقا ہے، پھر ثبوت زنا کے لیے چار مرد عادل کا مشاہدہ ضرور کہ انھوں نے اپنی آنکھ سے اس کا اندام اس کے بدن میں سرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھا، یہ کہاں متصور! لوگ محض قرآن و قیاسات پر اڑا دیتے ہیں، اس پر اعتبار نہیں اور وہ سب شرعاً اسی کوڑے کے مستحق ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انھیں فاسق فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ایمان رکھتے ہو تو پھر ایسی بات زبان سے نہ نکالنا۔	يُعْظِمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا بِالْهَيْلَةِ أَبَدًا إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ¹

تحقیقات کا تو یہ حال ہے یہ تو تہمت زنا رکھنے کا حکم تھا، ہاں ثبوت مصاہرت کے لیے دو گواہ بھی کافی ہیں، اگرچہ صرف مس بہ شہوت کی گواہی دیں، اور اگر کوئی گواہ نہ ہو تو عورت اور داماد اپنے حال سے خوب آگاہ ہیں اور ان کا رب ان سے زیادہ ان کا حال جانتا ہے، اگر واقعی اس نے بشوت اس عورت کے بدن کو صرف ہاتھ لگایا تو جب بھی اس کی منکوحہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو گئی، وہ اس کی بیٹی ہو گئی اور ساس تو اس کی ماں تھی، اب وہ دونوں ماں بیٹیاں اس پر ابد آباد تک حرام ہیں۔ کسی طرح کبھی ان سے نکاح نہیں ہو سکتا، اس پر فرض ہے کہ اپنی زوجہ کو چھوڑ دے اور اس کا مہر ادا کر دے، زوجہ زید بدستور نکاح میں ہے زنا کے سبب اس کے نکاح میں خلل نہ آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۸: ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے نکاح ثانی کیا، اس کے ایک لڑکی شوہر اول سے ہے، اب اس کا نکاح شوہر ثانی کے بھائی سے کرنا چاہتی ہے جو اس لڑکی کا سوتیلہ چچا ہے، یہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

ماں کا شوہر ثانی نہ اپنا باپ ہے، نہ اس کا بھائی اپنا چچا نہ سگانہ سوتیلہ، سوتیلہ چچا وہ ہے کہ اپنے

¹ القرآن الكريم ۱۷/۲۴

باپ کا سوتیلہ بھائی ہو۔ نہ وہ کہ سوتیلے باپ کا بھائی ہو، یہ نکاح حلال ہے، قال تعالیٰ: **وَأُحِلَّ لَكُمْ مَسَاوِرَآءُ ذُلُكُمُ**¹
(محرمات کے ماسوا عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۹: ۲۰ رجب المرجب ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ زید کے پدر و مادر سے خسر اور خوشدا من کو بوجہ ناروا ناراضی پیدا ہوئی لہذا زید کی زوجہ کو خسر خوشدا من نے طلب کیا، زید اور پدر و مادر زید نے کہا کہ ناراضی فیما بین کی دور ہو جائے تو زوجہ کو بھیجیں گے۔ اس پر بکر کے مکان سے کہ وہاں بتقریب دنیاوی زوجہ زید کی گئی تھی زبردستی جا کے خسر کے بھیجے ہوئے آدمی اور خوشدا من زوجہ کو لے گئے اب جب زید نے چاہا کہ میری زوجہ میرے گھر آئے تو خسر اور خوشدا من مجیب ہوئے کہ زید نے تو طلاق دے دی اور جھوٹے گواہ بھی بنائے، اور خود ارادہ دوسرے شخص سے نکاح کا خسر و خوشدا من رکھتے ہیں، پس یہ نکاح ثانی بدون طلاق زوج اول کے جائز ہوگا یا ناجائز اور وطی زوج ثانی سے حرام ہوگی یا حلال؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

جبکہ صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح ثانی محض باطل ہوگا اور زوج ثانی سے وطی نری زنا ہوگی، جتنے لوگ اس سخت شدید کبیرہ عظیمہ میں اس حال سے آگاہ ہو کر شریک ہوں گے سب سخت گنہ گار و مستحق عذاب نارہوں گے اور ان میں پہلے عذاب دوزخ کا استحقاق جھوٹے گواہوں کو ہوگا جن کی ناپاک گواہی ایسے ناپاک فاحشہ بات کی تمہید ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منا من خیب امرأة علی زوجها ² ۔ رواہ الامام احمد وابن حبان والبخاری وقال صحیح و اقروہ عن بریرة وابوداؤد والحاکم بسند صحیح عن ابی ہریرة وابویعلی بسند جید والطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس فی الصغیر ونحوہ فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (اسے امام احمد، ابن حبان، بخاری و البزار اور حاکم نے صحیح کہہ کر اور دوسرے نے ثابت مان کر، حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابوداؤد اور حاکم بسند صحیح ابومریرہ سے ابو یعلیٰ نے سند جید سے اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے اور طبرانی صغیر میں اوسط کی مثل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

¹ القرآن الکریم ۲۴/۴

² سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فیمن خیب امرأة علی زوجها آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۶/۱

جب کسی عورت کو شوہر سے بگاڑ دینے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا کیسا اشد ظلم ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله. عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله. عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله. ثم قرأ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور¹۔ رواه ابو داؤد والترمذی وابن ماجه عن خزيمة بن فاتك رضي الله تعالى عنه۔	جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر کی گئی، جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر کی گئی، جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر کی گئی، (تین بار اسے فرما کر) حضور نے یہ آیت اس کی سند میں پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بچو ناپاکی سے کہ وہ بت ہیں اور بچو جھوٹی گواہی سے۔ (اس کو ابو داؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے خزیم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لن تزول قدماء شاهد الزور حتى يوجب الله له النار²۔ رواه ابن ماجه والطبرانی في الكبير والحاكم وصححه سنده عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه۔	ہر گز جھوٹے گواہ کے پاؤں جگہ سے ہٹنے نہ پائیں گے، کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔ (اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے سند کو صحیح قرار دے کر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

جب مطلق جھوٹی شہادت کا یہ وبال ہے جس میں پیسہ دو پیسہ مال پر جھوٹی گواہی بھی داخل تو شہادت کذب سے کسی کے ناموس کو برباد کر دینا کس قدر موجب غضب الہی ہو گا والعیاذ باللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے۔ آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۰: از بدایوں مولوی ٹولہ مرسلہ شیخ نذر اللہ صاحب ۳۰ شوال ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، ایک عورت اس کے نکاح میں تھی، بعدہ اس کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا، اب وہ دونوں سگی بہن اس کے پاس ہیں، جب ساس سے کہا جاتا ہے

¹ سنن ابی داؤد باب فی شہادۃ الزور آفتاب عالم پریس لاہور ۵۱/۲۔ ۱۵۰، سنن ابن ماجہ باب فی شہادۃ الزور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۳/۱

² سنن ابن ماجہ باب فی شہادۃ الزور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۳/۱

تو کہتا ہے یہ امام شافعی کے مذہب میں جائز ہے۔ اس صورت میں اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

دو بہنوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام قطعی ہے، اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے اپنے اجتہاد سے نکالی ہو جس میں دوسرے امام کو خلاف کی گنجائش ہو، نہ اس کی حرمت کسی حدیث احاد سے ہے کہ جسے وہ حدیث نہ پہنچے یا اس کی صحت اسے ثابت نہ ہوئی وہ انکار کر سکے بلکہ اس کی حرمت قرآن عظیم نے خاص اپنی نص واضح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ:

حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں، (اللہ عزوجل کے اس قول تک) اور یہ کہ اکٹھی کرو دو بہنیں۔ الآیۃ	حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ (الی قولہ عزوجل) وَأَنْ تَجْعُوا ابْنَاتِ الْأُخْتَيْنِ ^۱ ۔ الآیۃ۔

دیکھو جس طرح آدمی پر اس کی ماں بہن بیٹی حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا اس پر حرام ہے، زید نے امام شافعی پر سخت جھوٹا افترا کیا اور اب تک تو وہ اس ناپاک فعل سے فقط حرام کار و مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار تھا اب مسلمانوں کے اماموں میں مختلف فیہ مان کر اس کی حرمت کا منکر ہوا اور اس کا کام سرحد کفر تک پہنچا، اس کا معاملہ بہت سخت ہو گیا، اسے امام بنانا حرام ہے اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ اپنے اس ناپاک فعل سے باز نہ آئے اس دوسری کو الگ کر کے جدانہ کر دے اپنے اس نجس تر قول سے توبہ نہ کرے نئے سرے سے تجدید اسلام نہ کرے جب تک اس کے پاس نہ بیٹھیں اس سے میل جول نہ کریں ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انھیں بھی نہ پھونک دے، قال اللہ تعالیٰ:

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	ایسے فتنے سے بچو جو صرف ظالموں تک محدود نہ رہے گا (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۱: مسئلہ مولوی عبدالکریم صاحب ساکن امرتسر کٹرہ حکیمان نزلی بریلی ۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو زوجہ تھیں، زوجہ اولیٰ سے ایک بیٹا عمرو اور ثانیہ سے تین بیٹے بکر، خالد، ولید ہوئے، عمرو کا بیٹا سعید ہوا، سعید کی دختر لیلیٰ تھی، لیلیٰ دختر سلیٰ ہے، یہ سلیٰ

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۲ القرآن الکریم ۲۵/۸

الجواب

تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، چھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں تم پر حرام کی گئی ہیں۔ (ت)	حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَوَالَاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ¹

بہنوں کا حرام ہونا تینوں قسم، سگی، باپ یا ماں کی طرف سے بہن کو شامل ہے اور اسی طرح بھائی اور بہن کی بیٹیوں کے بارے میں نیچے تک (ت)	اما الاخوات فلاخت لاب وام والاخت لاب والاخت لام وكذا بنات الاخ والاخت وان سفدن²۔

ہر وہ عورت جس کا صلبی نسب ایک درجہ یا کئی درجات سے مرد و عورت کے ذریعہ تیری طرف پلٹے وہ تیری بیٹی ہے (ت)	کل انشی يرجع نسبها اليك بالولادة بدرجة اوبدرجات باناث اوبذكور فهي بنتك³۔

بھتیجیوں اور بھانجیوں کا حکم صلیبی بیٹی کی طرح ہے، تو سات قسم کی یہ عورتیں نسب کی بنا پر قرآنی نص سے حرام ہیں (ت) واللہ تعالیٰ اعلم	القول في بنات الاخ وبنات الاخت كالقول في بنات الصلب فهذه الاقسام السبعة محرمة في نص الكتاب بالانساب⁴ - واللہ تعالیٰ اعلم

⁴ تفسير كبير تحت آيت امهاتكم الذي ارضعنكم الخ مطبع بالمطبعة البهية المصرية ٢٩/٠

مسئلہ ۲۲۲:

از پورن پور ضلع پبلی بھیت

۱۲ صفر ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، زید اپنی عورت چھوڑ کر مر گیا، عورت بیوہ اندر ایام عدت کے عمر سے مرتکب زنا کی ہوئی حاملہ، حمل زنا کا قرار پا گیا، عدت کے ایام اب گزر گئے، عمر و متدعی نکاح کا اسی عورت سے ہے، اب نکاح جائز ہے اور وطی کرنا قبل استبراء کے بھی جائز ہے یا نہیں؟ اور کفارہ ذمہ زانی و زانیہ کے عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ جواب سے مشرف فرما کر داخل اجر و حسنات ہوں۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

جبکہ وفات شوہر کی عدت گزر گئی تو اب عورت کو نکاح جائز ہو گیا اور وضع حمل کا انتظار زانی خواہ غیر زانی کسی کو ضرور نہیں کہ حمل جو اثنائے عدت وفات میں حادث ہو اس سے عدت موت کہ چار مہینے دس دن ہے نہیں بدلتی، ردالمحتار میں ہے:

نہر میں ہے کہ اگر عدت کے دوران معتدہ کو حمل ہو جائے تو کرخی نے کہا کہ اس کی عدت وضع حمل یعنی بچے کی پیدائش تک ہوگی، اس کی تفصیل بیان نہ کی کہ کون سی عدت میں یہ حکم ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو ذکر فرمایا وہ یہ ہے کہ مذکورہ حکم طلاق کی عدت کا ہے لیکن عدت وفات ہو تو اس کا حکم تبدیل نہیں ہوگا، یہی صحیح ہے جساکہ بدائع میں ہے۔ (ت)	فی النہران المعتدة لو حملت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل ولم یفصل والذی ذکرہ محمد ان هذا فی عدة الطلاق اما فی عدة الوفاة فلا تتغیر بالحمل وهو الصحيح کذا فی البدائع^۱۔

فرق اتنا ہے کہ خود عمر و جس کے زنا سے یہ حمل رہا ہے وہ اب اگر نکاح کرے تو اسے فی الحال وطی جائز اور دوسرے شخص سے نکاح صحیح ہے مگر اسے تا وضع حمل زنا عورت کو ہاتھ لگانا ناجائز ہوگا۔ درمختار میں ہے:

زنا سے حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے اگر اس سے وطی اور اس کے دواعی بچے کی پیدائش تک حرام ہے لیکن اگر زانیہ حاملہ سے خود اس کا زانی نکاح کرے تو اس کو وطی بالاتفاق حلال ہے (ت)	صح نکاح حبلی من زنا وان حرم وطؤها ودواعیہ حتی تضع لونکحہا الزانی حل له وطؤها اتفاقاً^۲۔

^۱ ردالمحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰۴

^۲ درمختار فصل فی المحرمات مطبعہ نائی دہلی ۱۸۹/۱

زانی و زانیہ پر جو حد شرع مطہر نے لازم فرمائی ہے وہ یہاں کہاں، مگر توبہ فرض ہے اور اللہ عزوجل کا عذاب سخت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۳ تا ۲۲۶: از اکبر آباد مرسلہ محمد عبدالرزاق صاحب پانی پتی ایڈیٹر رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ ۹ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک شخص نے اپنے لڑکے کی شادی اپنے حقیقی بھائی کی بیٹی سے کر دی یا تیا یا چچا زاد دو بھائیوں نے آپس میں اپنے لڑکے اور دوسرے بھائی کی بیٹی سے نکاح کر دیا از روئے شرع شریف یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں، اور چچا زاد بہن تیا زاد بھائی پر اور تیا زاد بھائی کی دختر چچا زاد بھائی کے پسر پر حلال ہے یا نہیں؟

(۲) اگر جائز اور حلال ہے تو جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور یہ کہے کہ گویہ مسئلہ شرع شریف کا ہے لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے کہ ہماری برادری اور باپ داداؤں سے کبھی ایسا نہیں ہوا تو ایسے لوگوں سے ملنا جلنا اور برادرانہ برتاؤ رکھنا کیسا ہے اور نیز ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر کوئی گروہ ایسے نکاح کرنے والے کا حقہ پانی، میل جول برادرانہ بند کر دیں اور اس نکاح کو تنگ و ناموس قومی تصور کریں تو ان سے میل جول رکھنا چاہئے یا نہیں؟

(۴) اگر ایسے لوگوں کی مخالفت سے ماں باپ ناراض ہوں تو باطاعت والدین کو مخالفت شرع شریف ہو جائے ان سے میل جول رکھنا چاہئے یا طاعت شریعت مقدم رکھے گو والدین ناراض ہو جائیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

دو بھائی حقیقی ہوں خواہ عم زادہ، ان میں ہر ایک کی اولاد دوسرے کی اولاد پر قطعاً یقیناً باجماع امت جائز و حلال ہے، چچا ما موں خالہ پھوپھی کی اولاد کو بہن بھائی کہنا ایک مجازی بات ہے جسے ہر گز آیہ کریمہ محارم کے کلمات اخواتکم، یا بنت الاخ و بنت الاخت (تمہاری بہنیں یا تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں۔ ت) کسی اسلامی مذہب میں شامل نہیں بلکہ نص قطعی قرآن عظیم گواہ ہے کہ یہ عورتیں ہر گز بہنوں میں داخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے نبی! بیشک ہم نے حلال کیں تمہارے لیے تمہاری زوجات جن کے مہر تم نے دئے اور تمہاری کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحَلَّلْنَا لَكَ أَزْوَاجَ الَّذِينَ اتَّيَتْ أَجُورَهُنَّ
وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِكَ

بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالوں کی بیٹیاں۔ آیت۔	وَبَنَّتِ عَمَّيْكَ وَبَنَّتِ خَالَكَ وَبَنَّتِ خَلَّتِكَ الْآيَةُ ¹

ہاں ہنود عنود نے انھیں حقیقی بہن کی طرح سمجھا ہے جیسے متبنی کو بزعم باطل بیٹا اور اس کی زوجہ کو حقیقی بہو کے مثل جانتے ہیں، مشرکان عرب اس پچھلے مسئلے میں مشرکان ہند کے ہم خیال تھے جس پر ان سفہا نے نکاح حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر طعن و اعتراض کئے اور قرآن عظیم نے ان کے شیطانی خیال ان کے منہ پر مار دئے،

جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو اس کو ہم نے آپ سے بیاہ دیا تاکہ مومنین کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی مدخولہ مطلقہ بیویوں سے نکاح کے بارے حرج نہ ہو۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَلَمَّا قَضَىٰ رَبِّيَّ مِنْهَا وَكَرَّ اذْوَ جُكَّهَا لَيْكِي لَا يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَائِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَكَرَّ ا ²

مگر عم و عمہ و خال و خالہ کی بیٹیوں کو مشرکین عرب بھی بہن نہ جانتے تھے ان سے مناکحت ان میں بھی رائج تھی اور مسلمانوں میں بھی ہمیشہ رائج تھی اور اب تمام ممالک اسلامیہ میں شائع و ذائع ہے اس کی سب سے اعلیٰ نظیر حضرت ام حسن مثنیٰ و حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہے کون نہیں جانتا کہ حضرت حسن مثنیٰ حضرت امام حسن مجتبیٰ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت فاطمہ صغریٰ حضرت امام حسین شہید کربلا کی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، پھر یہ ان کے نکاح میں تھیں، حضرت امام عبداللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی دونوں پاک مبارک والدین سے پیدا ہوئے انھیں محض اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ آبیہا الکریم و علیہا وسلم کی اولاد امجاد ہیں، باپ حضرت خاتون جنت کے پوتے اور ماں ان کی پوتی، صحیح بخاری شریف میں ہے:

جب حسن بن حسن بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ایک سال تک ان کی قبر پر خیمہ لگایا۔ (ت)	لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمُ ضَرَبَتْ امْرَأَتُهُ الْقَبْرَةَ عَلَى قَبْرِ سَنَةِ ³

¹ القرآن الکریم ۶/۳۳

² القرآن الکریم ۳۷/۳۳

³ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۷۱

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:

(امراتہ) فاطمة بنت الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہی ابنة عمہم ¹ ۔	بیوی سے مراد فاطمہ بنت حسن بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہے جو ان کی چچا زاد ہیں (ت)

یہ نیا مسئلہ خاص مشرکین ہند کی گھڑت ہے وہ بھی ہندوستان کے بعض شہروں کے لیے دیگر مثل دکن کے سکان کو شاید وہ بھی حلال مانتے ہیں۔ ہندو عنود کو تو آسان ہے کہ ان کا امام ہوائے نفس و شیطان ہے، عجب اس سے جو دعویٰ اسلام رکھے قرآن عظیم کو اپنا امام جانے اور پھر خلاف قرآن مسائل شیطان مانے والعیاذ باللہ رب العالمین، غالباً یہ ایسے ہی لوگوں کے ناپاک اوہام ہو سکتے ہیں جن کے باپ دادا ہندو تھے اسلام لائے تھوڑا زمانہ گزرا ہوا اور رہے جاہل بے شعور اور صحبت اہل علم سے دور، دل میں وہی خیالات بے معنی جھے ہوئے ہیں اور موروٹ ہونے کے باعث گویا طبیعت ثانیہ ہو گئے ہیں اب کہ حکم قرآن عظیم معلوم ہوا طبعی گھن کہ اس سے چڑھی ہوئی ہے اس کے امتثال سے منع آتی ہے جیسے کوئی پرانا بچاری برہمچاری خوبی قسمت سے مشرف بہ اسلام ہو جائے اور اس کے سامنے نوجوان گستی کا نفیس عمدہ فرہ تازہ سرخ بریاں خوشبو خوشنما نرم چکنا چٹنا سلونا گوشت پیش کیا جائے تو عادت قدیمہ کے باعث یکایک اس کی ہمت اس لذیذ نوالے کے لیے یاری نہ دے گی بلکہ دیکھتے ہی آنکھ بند ہو جائے گی، اگر فی الواقع ان لوگوں کے انکار کا صرف اسی قدر منشا ہے خوب جانتے ہیں، اور ایمان لاتے ہیں کہ یہ نکاح حلال ہیں ان میں کوئی قباحت نہیں، اور ہندو کہ انھیں حرام سمجھتے ہیں یہ ان کا شنیع و قبیح زعم ہے بائیں ہمہ اس عادت قدیمہ کے سبب اس سے جھجکتے بچتے ہیں جب تو کفر نہیں مگر یہ خیال ناپاک رسوم کفر کا بقیہ ہے ان پر فرض ہے کہ اسے دل سے دور کریں اور پورے پورے اسلام میں داخل ہوں ورنہ عذاب الہی کے منتظر رہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۖ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ فَاَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلُلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالنَّارِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ	اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے پھر اگر لغزش کرو بعد اس کے کہ تمہارے پاس آچکیں روشن آیتیں تو جان رکھو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے یہ لوگ کس انتظار میں ہیں مگر یہی کہ آئے ان پر اللہ کا عذاب بادل کی گھٹاؤں میں

¹ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کتاب الجنائز قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹/۲

اور فرشتے اور ہو چکے ہونے والی، اور اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں سب کام۔	تُرْجِعُ الْأُمُورُ ^۱

جلالین شریف میں ہے:

جب عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں نے ہفتہ کا دن منانا چاہا اور سابقہ دین کے پیش نظر اونٹ کے گوشت کو ناپسند کیا تو آیہ کریمہ "ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً" نازل ہوئی یعنی داخل ہو جاؤ سلم میں، سلم سے مراد اسلام ہے یعنی یہ کہ پوری شریعت اسلامیہ کو اپناؤ۔ (ملخصاً) (ت)	نزل فی عبد اللہ بن سلام واصحابہ لما عظموا السبت عہ و کرہوا الابل بعد الاسلام ادخلوا فی السلم ای الاسلام كافة ای جیبیع شرائعہ ^۲ (ملخصاً)

یعنی جب علمائے یہود مشرف باسلام ہوئے عادت قدیمہ کے باعث اونٹ کے گوشت سے کراہت کی کہ یہود کے یہاں اونٹ حرام تھا اور تعظیم شنبہ کا عزم کیا کہ یہود میں ہفتہ معظم تھا اس پر حق سبحنہ و تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اس کے سب احکام مانو ورنہ عذاب الہی کے منتظر ہو والعباد باللہ تعالیٰ۔ اگر یہ لوگ نہ مانیں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے میل جول نہ کریں خصوصاً جن سفمانے وہ ناپاک کلمہ کہا کہ "گویہ مسئلہ شرع کا ہے مگر ہم الخ" اور جنہوں نے ایسے نکاح کرنے والے کو برادری سے خارج کر دیا وہ سخت ظالم اور شدید مجرم ہیں مسلمانوں کو ان سے احتراز ضرور ہے۔

ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں چھوئے دوزخ کی آگ۔	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلَا تَزْكُمُوا إِلَى الْإِيْنِ فَلْيُؤْاَقْمَسْكُمْ اللَّهُ ^۳ ۔

ان کے پیچھے نماز ممنوع ہے کہ وہ اس تعصب و تشدد کے باعث فاسق معین ہوئے اور فاسق معین کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا گناہ، کما نص فی الغنیۃ وغیرہا وحققناہ فی النہی الاکید (جیسا کہ اس پر غنیہ وغیرہا میں نص کی ہے اور ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ النہی الاکید میں کی ہے۔ ت)

یہ مصدر ہے، اسی سے ہے اللہ تعالیٰ کا قول "یوم لایسبتون لاتأتیہم" روز ہفتہ کے علاوہ دنوں میں مچھلیاں انکے پاس نہ آتیں اور اس سے مراد روز ہفتہ کی تعظیم ہے۔ (ت)	عہ: مصدر منہ قوله تعالیٰ ویوم لایسبتون لاتأتیہم والمعنی تعظیم السبت ۱۲ منہ غفرلہ (م)

^۱ القرآن الکریم ۲۰/۸

^۲ تفسیر جلالین زیر آیۃ ادخلوا فی السلم كافة اصح المطابع کراچی ص ۳۱

^۳ القرآن الکریم ۱۳/۱۱

اسی صورت میں حتی الوسع کوشش کرے کہ والدین راضی رہیں اور ان کی مرضی کی مخالفت سے بھی نجات ملے ورنہ ظاہری مخالفت اس قدر کہ منجر بہ معصیت نہ ہو مجبورانہ محض والدین کے دکھانے تک بجالائے۔

فان ایزاء هما من اشد الكبائر وليست مخالفتهم على ما وصفنا في السوء والشناعة مثل العقوق ومن ابتلى بليتين اختار اھونھما وقد كان سيدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنھما حامل لواء صفین مع ابيہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعة له من دون قتال مع علمہ ان الحق مع امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ وکان يعتذر عن ذلك بأن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امره بطاعة ابيہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔	والدین کو اذیت دینا گناہ کبیرہ ہے، اور بری باتوں اور غلط امور میں ان کی مخالفت والدین کی نافرمانی جیسی بات نہیں ہے، اور جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو وہ دونوں میں سے آسان کو اختیار کرے، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے حکم پر جنگ صفین میں علم بردار تھے اور جنگ میں شرکت نہ چاہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حق پر ہیں انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے والد کی اطاعت کی پابندی کے حکم کے عذر سے والد کی موافقت کی۔ (ت)

اور اگر معاذ اللہ اس انکار کی وجہ یہ ہو کہ اس نکاح کو واقع میں حرام جانتے اور حکم شرع کو باطل مانتے مسئلہ کفار کو صحیح و حسن سمجھتے ہیں جب تو صریح کفار مرتدین ہیں ان سے میل جول قطعی حرام، اب اس صورت میں ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں، ان سے ہمبستری زنا ہوگی، اولاد ولد الزنا ہوگی، ان کے پیچھے نماز باطل محض، ان سے میل جول میں والدین کی اطاعت ناجائز، ان سے مخالفت وجدائی لازم، اگرچہ ماں باپ ناراض ہوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا طاعة لاحد في معصية الله تعالى¹۔ رواہ البخاری ف ومسلم وابوداؤد والنسائی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ۔	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (اس کو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔ ت)

¹ مسند امام احمد بن حنبل بقیہ حدیث الحاکم بن عمرو والغفاری رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۶۱/۵

ف: بخاری/۱۰۷۸، مسلم/۱۲۵/۲، سنن ابی داؤد/۳۵۳ اور سنن النسائی/۸۶/۲ سب کے الفاظ یوں ہیں:

لا طاعة في معصية الله انما الطاعة في المعروف۔ نذر احمد سعیدی

غز العیون میں ہے:

اتفق مشائخنا من رأى امر الكفار حسناً فقد كفر حتى قالوا في رجل ترك الكلام عند اكل الطعام حسن من المجوس او ترك المضاجعة عندهم حال الحيض حسن فهو كافر۔ ¹	ہمارے مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کفار کے شعائر کو پسند کرنے والا کافر ہے، حتیٰ کہ انھوں نے فرمایا کہ جو شخص مجوسیوں کے شعائر، کھانا کھاتے وقت بات چیت کے ترک، کو اچھا کہے یا حالت حیض میں بیوی کے ساتھ ایک بستر میں لیٹنے کے ترک، کو مجوسیوں کی وجہ سے اچھا کہے وہ کافر ہے (ت)

اور اتنا حکم تو پہلی صورت میں بھی ہے کہ جس نے وہ الفاظ انکار کہے احتیاطاً تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے، جامع الفصولین میں ہے:

قال لخصه حكم الشرع كذا فقال خصه من برسم كارمي كنم بشرع في قيل كفر وقيل لا ² ۔	جس نے اپنے مقابل کو کہا کہ حکم شرع یوں ہے اور مقابل کہے میں مروجہ رسم پر عمل پیرا ہوں شرع پر نہیں، تو بعض نے فرمایا وہ کافر ہو گیا اور بعض نے فرمایا نہ ہوا (ت)

در مختار میں ہے:

في شرح الوهبانية للشرنبلالي ما يكون كفرا اتفاقاً يبطل العمل والنكاح واولاده اولاد زنا وما فيه خلاف يومر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح ³ . والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه جل مجدته اتم واحكم۔	شرح وھبانیہ شرنبلالی میں ہے کہ متفق علیہ کفر سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے حالت کفر کی اولاد اولاد زنا ہوگی، اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس میں توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم اور اس جل مجدہ کا علم اتم واکمل ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۲۷: از ملک بنگال ضلع پٹنہ ڈاکخانہ بنگاشی موضع مختار گاتی مرسلہ مصلح الدین صاحب ۱۲ شوال المکرم ۱۳۲۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حقیقی بھانجا کی بیٹی سے نکاح جائز

¹ غز العیون مع الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ ادارة القرآن کراچی ۲۹۵/۱

² جامع الفصولین فصل فی تنفیذ الوصیۃ اسلامی کتب خانہ کراچی ۳۱۰/۲

³ در مختار کتاب الجہاد باب المرتد مجتہدی دہلی ۳۵۹/۱

ہے یا نہیں؟ بادل لیل عنایت ہو، بینواتوجروا

الجواب:

حرام قطعی ہے وہ خود اسی کی بیٹی ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور بھانجیاں جبکہ یہ لفظ بھانجی کی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں کو نیچے تک شامل ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم	قال اللہ تعالیٰ وَبَنْتُ الْأُخْتِ^۱ وَهِيَ يَشْمَلُ بَنَاتَهَا مِنْ بَطْنِهَا وَمِنْ ابْنِهَا وَمِنْ بَنَاتِهَا وَأَنْ سَفَلْنَ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اعلم

مسئلہ ۲۲۸:

چھ مے فرمائی علماء دین وحامی شرع متین دریں مسئلہ کہ اگر مردے از طریق اہل سنت وجماعت وزنے از طریق اہل شیعہ وباہم مرد وزن صیغہ نکاح مروجہ بطریق اہل سنت وجماعت خواندہ باشد و هنوز خلوت صحیحہ بلکہ رسم رخصت مروجہ ہندوستان نہ شدہ باشد وحالا باہم رضامندی نہ، چہ حکم دارد، آیا نکاح صحیح ست یا نہ؟ بینواتوجروا	علمائے دین وحامی شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ مرد اہل سنت وجماعت ہو اور عورت اہل شیعہ میں سے، ان دونوں کا نکاح اہل سنت وجماعت کے طریقہ پر ہوا، اور ابھی خلوت صحیحہ بلکہ رخصتی نہ بھی ہوئی، جیسا کہ ہندوستان کا طریقہ ہے، جبکہ ابھی رضامند بھی نہ ہوں، تو ایسا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بیان کرو اجر پاؤ۔ (ت)

الجواب:

اگر وہ عورت خود دل سے عقائد کفریہ سے توبہ کر چکی ہے اور بری ہو چکی ہے تو نکاح صحیح ہے، اور نکاح کے بعد عدم رضامندی کا کوئی اعتبار نہیں، ایسی عورت کو حکما شوہر کے سپرد کیا جائے گا، وراگر وہ عورت موجودہ عام روافض جیسے کفریہ عقیدے رکھتی ہو تو اس سے نکاح باطل محض ہے، سنی رافضی اور مجوسی کسی کے لیے بھی وہ حلال نہیں کیونکہ اہل ہوی میں سے جن کو کافر قرار دیا گیا ہو وہ مرتد کی طرح ہیں	آں زن اگر بسلامت قلب خود از عقائد مکفرہ بری ست نکاح صحیح شد وبعد نکاح عدم رضائے اعتبارے نے و حکما سپرد شوہر کردہ شود اگر در رنگ عامہ روافض زمانہ عقیدہ مکفرہ دارد، نکاح با و باطل محض ست نہ سنی راسد نہ رافضی نہ یہودی نہ مجوسی ہیچ کس را لان الکفر من اهل الهوی کالمترد حکمہ والمتردة لا ینکحہا مسلم ولا کافر اصلی ولا مرتد

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

مشکلہا کما نصوا علیہ آئے اگر وقت نکاح از کفر بری بود تا آنکہ نکاح صحیح شدہ و حالاً ارتکاب او کند تا از حبالہ نکاح بدر آید ایں حیلت و مکیدہ فاسدہ اش ہم بروئے زن زمند و حکم ببقائے نکاح و وجوب تسلیم نفس کنند کما هو المختار الان للفتویٰ علی ما حققناه فی فتاؤنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور مرتد والا حکم رکھتے ہیں اور مرتدہ سے کسی مسلمان، اصلی کافر یا اس جیسے مرتد کو نکاح جائز نہیں، جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر تصریح کی ہے، ہاں اگر نکاح کے وقت کفر سے بری تھی تو نکاح صحیح ہوا مگر اس کے بعد اب وہ عقائد کفریہ کا اظہار بطور حیلہ و مکر اس لیے کرتی تاکہ نکاح سے خلاصی حاصل کرے تو اس حیلہ و مکر و فریب کو اس کے منہ پر دے مارا جائے اور نکاح کا حکم باقی رکھا جائے اور اس کو خاوند کے سپرد کرنا ضروری ہے جیسا کہ آج کل فتویٰ میں مختار ہے جس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں کر دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۳۱ تا ۲۳۹: مسئلہ جناب مولوی بشیر احمد صاحب علی گڑھی مدرس اول مدرسہ منظر اسلام بریلی ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) سوتیلی خالہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کوئی شخص اگر ساس سے آشنائی اور صحبت کرے تو عورت اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اس کی عدت ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

(۳) ایسی دو عورتوں کا ایک وقت میں نکاح میں لانا کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت قرار دیا جائے تو صورت محرمات میں آجائیں تو درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

(۱) خالہ سگی ہو یا سوتیلی، مثل ماں کے حرام قطعی ہے، قال اللہ تعالیٰ: وَخُلُوتُكُمْ (اور تمہاری خالائیں۔ ت) در مختار میں ہے: الا شقاء وغیرہن^۱ (سوتیلی وغیرہ۔ ت) ہاں منکوحہ پدر کہ اس کی ماں نہیں تو اس کی سگی بہن بھی حلال ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو، قال تعالیٰ: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَّرَاءَ ذَٰلِكُمْ^۲ (تمہارے لیے ان محرمات کے ماسوا حلال کی گئی ہیں۔ ت) مگر وہ اس کی خالہ نہیں کہ جس کی بہن ہے وہ اس کی ماں نہیں ہے مجازاً اور ادعائے مجاز بے قرینہ مدفوع ونا مسموع۔ اور بفرض غلط اگر سوتیلی ماں کی بہن،

^۱ در مختار کتاب النکاح باب فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۷

^۲ القرآن الکریم ۲۴/۴

بھی سوتیلی خالہ ہو تو ماں کی سوتیلی بہن یقیناً سوتیلی خالہ ہے بلکہ وہی اطلاقاً اکثر اور فہماً اظہر تو بعض عمائد غیر مقلدین سے تحلیل حرام و تفصیل عوام کے دونوں الزام مدفوع نہیں ہو سکتے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) سالی سے زنا عورت کو حرام نہیں کرتا، ساس کو بشوث ہاتھ لگانے ہی سے عورت ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے کہ کسی طرح اس کے لیے حلال نہیں ہو سکتی مگر نکاح نہیں جاتا بلکہ متار کہ ضرور ہے مثلاً عورت سے کہہ دے میں نے تجھے چھوڑا یا ترک کر دیا، متار کہ کے بعد عدت واجب ہو گی جبکہ عورت سے خلوت کر چکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دو عورتیں کہ ان میں جس کو مرد فرض کریں دوسری اس پر ہمیشہ حرام ہو ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں خواہ ایک وقت میں خواہ مختلف اوقات میں۔ جیسے ماں بیٹی کہ بعد فرض ماں بیٹا یا باپ بیٹی ہوں گی اور اگر ایک کو مرد فرض کئے سے دوسری اس پر حرام ابدی ہو مگر دوسری کو مرد ٹھہرانے سے وہ پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں جیسے ساس بہو کہ ساس مرد ہو تو وہ خسر اور بہو ہیں، بہو خسر پر ہمیشہ حرام ہے اور اگر بہو مرد ہو تو اب ساس سے کوئی رشتہ نہیں وہ اس کے لیے حلال ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۲ تا ۲۳۳: از تحصیل ستار گنج ذاک خانہ خاص ضلع نینی تال مرسلہ الہی بخش صاحب کاریگر

ہادی دین شرع متین جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجد ہم، بعد سلام دست بستہ کے التماس ہے آپ کی ذات مجمع کمالات ہم عاصیوں کے لیے باعث افتخار ہے اور ہر مشکل مسئلہ میں آپ سے عقدہ کشائی ہو کر کار ثواب میں داخل ہو کر کار نیک کے پابند ہو سکتے ہیں۔

(۱) ایک عورت بیوہ نے اپنی لڑکی نابالغ کو لڑکے کی زوجیت میں دیا، بعد تھوڑی مدت میں وہ لڑکی نابالغ مر گئی، بعد تھوڑی مدت کے اس عورت نے جو بیوہ پہلے سے تھی اب اس نے اپنے داماد سے نکاح کر لیا ہے اور اس نکاح سے اب ایک بچہ موجود ہے، آیا یہ نکاح درست ہے یا حرام ہے؟

(۲) ایک شخص نے ایک عورت بیوہ سے نکاح کر لیا، اس عورت بیوہ کا جو پہلا خاوند تھا اس سے ایک لڑکا تھا جو اب عورت کے دوسرے نکاح کرنے پر ہمراہ آیا تھا وہ لڑکا جوان ہو کر مر گیا اور اس کی ماں بھی مر گئی، اب اس جوان لڑکے کی بیوی بیوہ ہے اور اب اس لڑکے کا باپ یعنی اب سوتیلہ ہے اور یہ سوتیلہ باپ اس سوتیلے لڑکے کی بیوہ بیوی کو یعنی اب اپنی سوتیلی بہو کو یعنی اب سوتیلے بیٹے کی بیوی بیوہ کو نکاح میں لایا چاہتا ہے اور حرام بھی کیا ہے اور اسی وجہ سے وہ بیوہ بہو حاملہ ہے اور اس کا حمل قریباً چار ماہ کا ہے اور اسی قدر عرصہ اس کے خاوند کو مرے ہوئے گزرا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد مرنے اپنے سوتیلے بیٹے کے وہ شخص اپنی

سوتیلی بہو کے ساتھ فعل کرتا رہا، اب یہ نہیں معلوم کہ حمل بیٹے کا ہے یا باپ کا، البتہ قرین قیاس یہ ہے کہ سوتیلے بیٹے کا یعنی اس کے شوہر کا ہے کیونکہ اس کے شوہر کو مرے ہوئے بھی عرصہ چار ماہ کا گزرا ہے، آیا بعد وضع حمل کے نکاح ہونا یعنی سوتیلے بیٹے کی بیوہ بیوی سے خسر سوتیلے کا جائز ہے یا ناجائز؟ والسلام، دوسرے مسئلہ کا اصل قصہ مختصر یہ ہے کہ سوتیلے بیٹے کی بیوہ بیوی کو سوتیلہ خسر اپنے نکاح میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

(۱) اس پر امامد مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کی بیٹی کی رخصت نہ ہوئی ہو اور قبل رخصت مر گئی ہو، قال اللہ تعالیٰ: وَأُمِّهِتُ نِسَاءَكُمْ^۱ (اور تمہاری بیویوں کی مائیں تم پر حرام ہیں) یہ نکاح حرام محض ہوا، وہ بچہ ولد الحرام ہوا، ان دونوں پر کہ حقیقتہً ماں بیٹے ہیں فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جبکہ یہ بھی احتمال ہے کہ اس بیوہ کا یہ حمل اپنے شوہر کا ہو، تو جب تک وضع حمل نہ ہو اس سے نکاح قطعی حرام ہے، بعد وضع حمل نکاح کر سکتا ہے لقولہ تعالیٰ: وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ^۲ (اور تمہارے نسبی بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں، ت) مع قولہ تعالیٰ: وَأَحْلَلْ لَكُمْ مَسَاوِرَ آءِذْ لَكُمْ^۳ (اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پیش نظر: اور تمہارے لیے ان کے ماسوا حلال کی گئیں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۴: مسئلہ مولوی محمد امانت الرسول صاحب از رام پور محلہ پیلا تالاب

سوتیلی ماں کو اگر باپ تین طلاقیں دے دے لڑکا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر ہو، والسلام۔ بینواتوجروا

الجواب:

اللہ لا الہ الا اللہ، سوتیلی ماں حقیقی ماں کے برابر حرام قطعی ہے۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں ماں کی حرمت سے پہلے سوتیلی ماں کی حرمت بیان فرمائی ہے، اذ قال اللہ تعالیٰ (جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

نہ نکاح کرو ان عورتوں سے جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے، بیشک وہ بے حیائی اور خدا کو دشمن اور نہایت بری راہ ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم	وَلَا تَنْكِحُوا أُمَّتَكُمْ وَأَبَاءَكُمْ قَوْلَهُ تَعَالَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا^۴۔

مسئلہ ۲۳۵: از شہر مسئلہ مولوی حافظ امیر اللہ صاحب ۱۲ ذی القعدہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عدت میں نکاح پڑھوا دیتا ہے اور "یتوبصن" کو صرف

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۲ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۳ القرآن الکریم ۲۴/۴

^۴ القرآن الکریم ۲۲/۴

جماع سے بچنے پر حمل کرتا ہے، صحیح ہے یا غلط؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینو تو جروا۔
الجواب:

عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے۔ قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا۔ نکاح بعد عدت کر لینے کے وعدہ کو بھی حرام فرمایا صرف اس کی اجازت دی ہے کہ دل میں خیال رکھو یا کوئی پہلو دار بات ایسی کہو جس سے بعد عدت ارادہ نکاح کا اشارہ نکلتا ہو۔ صاف صاف یہ ذکر نہ ہو کہ میں بعد عدت تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، یہاں تک کہنا بھی حرام ہے، تو خود نکاح کر لینا کیونکر حلال ہوگا، پھر پہلو دار بات بھی عدت وفات والی سے کہنا جائز ہے، عدت طلاق والی سے باجماع امت وہ بھی جائز نہیں، قال اللہ عزوجل (اللہ عزوجل نے فرمایا۔ ت):

یعنی تم میں جو لوگ مریں اور عورتیں چھوڑیں وہ عورتیں چار مہینے دس دن اپنی جانوں کو روکے رہیں۔ جب عدت پوری ہو جائے پھر جو کچھ اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اس کا تم پر الزام نہیں۔ اور خدا جانتا ہے کہ تمہیں ان سے نکاح کا خیال گزرے گا مگر باہم نکاح کا وعدہ خفیہ بھی نہ کر رکھو۔ ہاں اس طریقہ معلوم پر کنایہ کچھ کہہ سکتے ہو اور جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا قصد بھی نہ کرو۔ اور جان لو کہ اللہ تمہارے دلوں کی بات جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔ اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے یعنی عذاب نہ آنے پر مغرور نہ ہو کہ وہ حلیم ہے۔

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِنْكُمْ أُذْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنُتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۖ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تَأْخُذُوا بِمَا لَكُمْ مِنْهُنَّ سِرًّا وَلَا أَعْلَانًا ۚ إِنَّ تَقْوَى اللَّهِ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عَقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَلِيمٌ ۝¹

فتح القدیر میں ہے:

خاص وفات کی عدت والی عورت سے کنایہ کے طور پر پیام نکاح میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ طلاق کی عدت والی سے بالاجماع کنایہ بھی جائز نہیں (ت)

قوله لا بأس بالتعريض في الخطبة اراد المتوفي عنها زوجها اذا التعريض لا يجوز في المطلقة بالاجماع²۔

¹ القرآن الكريم ۴/۳۵-۲۳۴

² فتح القدیر باب فی العدة المكتبة النورية رضویہ سحر ۱۶۵/۴

اگر کوئی شخص عدت میں نکاح پڑھا دیا کرتا اور اسے حرام وزنا جانتا تو اتنا ہوتا کہ وہ سخت مرتکب کبائر اور زانیہ کا دلال ہوتا مگر وہ جو اسے جائز بتاتا ہے اور قرآن عظیم میں تحریف کر کے "یتوبصن" کو فقط منع جماع پر حمل کرتا ہے وہ ضرور منکر قرآن مجید ہے اور اس پر یقیناً کفر لازم۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور اپنے اس قول ناپاک کو جھٹلائے اور نئے سرے سے اسلام لائے۔ اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۶: از سلون شریف ضلع رائے پور بریلی احاطہ شاہ صاحب مرسلہ مولوی محمد عمر صاحب مدرسہ اسلامیہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ

جناب مولانا صاحب مجدد مائتہ حاضرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، زن فاحشہ رنڈی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو بعد توبہ یا بغیر توبہ بھی؟ اگر بعد توبہ بھی جائز ہے تو توبہ کی قید کیوں ہے؟ کتابیہ سے تو بلا کراہت جائز ہو اور اس سے بلا توبہ جائز نہ ہو۔ عقل سلیم خلاف حکم کرتی ہے۔ اور اگر ناجائز ہے تو کیوں؟ والسلام! بینواتو جروا

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، زن فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو، ہاں اگر اپنے افعال خبیثہ پر قائم رہے، اور یہ تا قدر قدرت انسداد نہ کرے تو دیوث ہے اور سخت کبیرہ کا مرتکب، مگر یہ حکم اس کی اس بے غیرتی پر ہے، نفس نکاح پر اس سے اثر نہیں، حق سبحانہ و تعالیٰ نے محرمات گنا کر فرمایا: **وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ**^۱ (اور تمہارے لیے محرمات کے ماسوا حلال کی گئیں ہے۔ ت) رہی آیہ کریمہ:

وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا الْإِذَا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمَةُ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ^۲	زانیہ سے صرف زانی مرد یا مشرک نکاح کرے اور یہ مومنین کے لیے حرام ہے۔ (ت)

اس میں چار تاویلیں ماثر ہیں۔ ان میں سے اول کی دو فقیر کے نزدیک اصح و احسن ہیں۔

تاویل اول: نکاح سے عقد ہی مراد ہے۔ پہلے زانیہ سے نکاح حرام تھا یہ حکم منسوخ ہو گیا، یہ قول سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے اور بغوی نے اسے ایک جماعت کی طرف منسوب کیا۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصحیح کی، کتاب الام میں فرماتے ہیں:

اختلف اهل التفسير في هذه الآية اختلافا	اہل تفسیر نے اس آیہ کریمہ میں واضح اختلاف کیا ہے

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۴

^۲ القرآن الکریم ۳/۴

متبائن ا فقيل هي عامة ولكن نسخت بقوله تعالى وَأَنْكِحُوا الْأَيَالَىٰ وَالْخَوَدِرَ وَيُنَاحِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَهُوَ كَمَا قَالَ وَعَلَيْهِ دَلَائِلُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَلَا عِبْرَةَ بِمَا خَالَفَهُ أَهْلُ بِحَصُولِهِ - نَقْلُهُ فِي عِنَايَةِ الْقَاضِي ¹ -	بعض نے کہا کہ یہ عام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے قول وانکحوا الایالی الخ کے نازل ہونے پر منسوخ ہو گئی ہے، اور اس قول کو ہم نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے اور وہ ان کے قول کے مطابق درست ہے اور اس پر قرآن وحدیث سے دلائل ہیں۔ تو اس کے مخالف قول کا اعتبار نہ ہوگا۔ اس کا خلاصہ ختم ہوا، جس کو عنایۃ القاضی میں نقل کیا ہے۔ (ت)

تفسیرات احمدیہ میں ہے:

هذا هو الذي اختاره الفقيه ابو الليث و قال ان الآية منسوخة او معناها الزاني لا ينكح الزانية او مثلها ² اهـ اقول: الذي رأيت من لفظ الفقيه في بستانه قال سعيد بن جبير والضحاك معناها الزاني لا يزني الزانية مثله وهكذا روى عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما وقد قيل ان الآية منسوخة لان رجلا سأل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال ان امرأتى لا ترد يد لامسٍ فقال طلقها فقال اني احبها قال صلى الله تعالى عليه وسلم فأمسكها ³ اهـ فقلوه معناها الزاني لا ينكح صوابه لا يزني وجزمه بان الفقيه جزم بالنسخ غير ظاهر	اسی کو فقیہ ابواللیث نے مختار قرار دیا ہے اور کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ زانی، زانیہ یا اس جیسی عورتوں سے نکاح کرے۔ اھ (ت) اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) میں نے جو کچھ فقیہ مذکور کی کتاب "بستان" دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ سعید بن جبیر اور ضحاک نے فرمایا کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ زانی صرف اپنے جیسی زانیہ سے زنا کرتا ہے، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح مروی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ آیہ کریمہ منسوخ ہے کیونکہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا کہ میری بیوی کسی چھونے والے کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کو طلاق دے، تو اس شخص نے کہا کہ مجھے اس سے محبت ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو پھر طلاق نہ دے اھ، تو اس کا قول کہ

¹ عنایۃ القاضی حاشیہ البیضاوی زیر آیۃ ما قبل دار صادر بیروت ۳۵۷/۶

² تفسیرات احمدیہ زیر آیۃ ما قبل مطبعہ کریمہ بمبئی ص ۵۴۵

³ بستان العارفین علی ہامش تنبیہ الغافلین الباب الحادی والسبعون تزویج الزانیۃ دار الزہراء للطباعة والنشر ص ۱۰۳-۱۰۴

من کلام الفقیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	ابواللیث نے کہا اس کا معنی "الاینسح" درست نہیں۔ مگر میرے حوالے کے مطابق صحیح یہ ہے کہ انھوں نے معنی "الایزنی" بتایا ہے اور انھوں نے بطور اعتماد کہا کہ ابواللیث نے نسخ کو مختار قرار دیا۔ یہ بات ابواللیث کے کلام سے ظاہر نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

رغائب الفرقان میں ہے:

قیل انه صار منسوخاً اما بالاجماع وهو قول سعيد بن المسيب، وزيف بان الاجماع لا ينسخ ولا ينسخ به، واما بعموم قوله تعالى "وانكحوا الايامي فانكحوا ما طاب لكم" وهو قول الجبائي وضعف بان ذلك العام مشروط بعدم الموانع السببية والنسبية، وليكن هذا المانع ايضاً من جملتها ¹ اه اقول ما نسب الى الجبائي فهو ع	بعض نے کہا کہ منسوخ ہے یا اجماع کے ساتھ یہ قول سعید بن مسیب کا ہے یہ موقف کمزور ہے کیونکہ اجماع نہ منسوخ ہوتا اور نہ نسخ ہوتا ہے۔ یا منسوخ ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "واکھوا لایامی فانکھوا ما طاب لکم" کے ساتھ، اور یہ جبائی کا قول ہے، اور یہ بھی ضعیف قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس آیت میں بیان کردہ اباحت، سببی یا نسبی مانع نہ ہونے کے ساتھ مشروط ہے اور زنا بھی ان موانع میں سے ایک مانع ہے اھ اقول جو جبائی کی طرف منسوب ہے تو وہ (اس سے آگے عبارت دستیاب نہیں ہو سکی)۔ (ت)

مسئلہ ۲۳۷: از فرید آباد ڈاک خانہ غوث پور ریاست بہاولپور مرسلہ مولوی نور احمد صاحب فریدی دواز دہم محرم الحرام ۱۳۳۷ھ شرعاً قبل متارکہ و تفریق بین المحارم غیر مدخولہ سے کسی دوسرے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور قاضی شرعاً کون ہے؟ بوقت ضرورت فسخ و تفریق اس ملک ریاست بہاولپور اسلامیہ میں جو تحت قبضہ نصاریٰ ہے کون حق فسخ و تفریق بالارکھتا ہے؟ علما کا ہے یا گرد آور قاضیان سرکار کا یا محض حکام کا؟ اور حکام بعض صاحب اسلام ہیں بعض اہل ہنود، ان میں کوئی امتیاز ہے یا سب اس کا حق رکھتے ہیں اس

عہ: افسوس کہ یہ فتویٰ اس قدر منقول ملا، آگے دستیاب نہ ہو سکا، جتنا ملتا تھا چھاپ دیا، باقی اگر کبھی آئندہ کہیں مل سکا تو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ علیحدہ یا بطور تبرک چھاپ دیا جائے گا یا کسی حصہ آئندہ میں۔ (مرتب)

¹ رغائب الفرقان (تفسیر نیشاپوری) زیر آیہ ما قبل مصطفیٰ البابی مصر ۵۸/۱۲

ریاست اسلامی میں دو عورات ایک شخص سے یکے بعد دیگرے نکاح کر چکی ہیں اور حکم شرعی وان تزوجھما علی التعاقب صح الاول وبطل الثانی (آپس میں دو محرم عورتوں سے اگر یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو پہلا صحیح ہوا دوسرا باطل ہے۔) متارکہ یا تفریق ثانیہ کی ضرور ہے لیکن ناک متارکہ نہیں کرتا۔ تفریق لازمی ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اسلامی ریاست میں مسلمان حاکم کہ وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری وامثالہم سے نہ ہو، نائب شرعی ہے، مگر یہاں نہ قاضی کی حاجت نہ متارکہ شوہر کی ضرورت کہ نکاح راسماً فاسد واقع ہوا، عورت تنہا اس کے فسخ کا اختیار رکھتی ہے، شوہر سے کہہ دے میں نے اس حرام کو چھوڑا، پھر اگر مجامعت نہ ہوئی تو ابھی، ورنہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے۔ تنویر الابصار ودر مختار میں ہے:

یثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر من صاحبه دخل بها اولا في الاصح خروجاً عن المعصية فلا ينافي وجوبه بل يجب على القاضي التفریق بينهما ¹ ۔	مرد و عورت دونوں کو فسخ کا حق ہے اگرچہ دونوں میں ایک غیر حاضر ہو۔ دخول ہو چکا ہو یا نہیں، اصح قول یہی ہے، تاکہ گناہ سے علیحدگی ہو جائے تو یہ متارکہ قاضی کی تفریق کے وجوب کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ قاضی پر الگ کرنا ان دونوں کو واجب ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله في الاصح وقيل بعد الدخول ليس لاحدهما فسخه الابحضرۃ الآخر، قوله يجب على القاضي ای ان لم يتفرقا ² ۔	اس کا قول "فی الاصح" اور بعض نے کہا کہ دخول کے بعد ایک کی تفریق دوسرے کی موجودگی کے بغیر جائز نہیں، اور اس کا قول کہ قاضی پر واجب ہے یعنی اس وقت جب دونوں نے آپس میں تفریق نہ کی ہو۔ (ت)

اسی میں ہے:

فسخ هذه النكاح من كل منهما بمحضر الآخر اتفاقاً والفرق بین المتاركة والفسخ بعيد	اس نکاح کا فسخ دونوں ایک دوسرے کی موجودگی میں کریں۔ یہ متفقہ مسئلہ ہے اور یہاں متارکہ اور

¹ درمختار شرح تنویر الابصار باب المهر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۱۱

² ردالمحتار باب المهر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۱/۲

کذا فی البحر ^۱ ۔	فخ کا فرق بعید ہے، بحر میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

اسی میں خیر یہ سے ہے:

الحق عدم الفرق ولذا جزم به المقدسی فی شرح نظم الكنز ^۲ ۔	حق یہی ہے کہ دونوں میں فرق نہیں ہے، اسی لیے مقدسی نے اس پر نظم الکفر کی شرح میں جزم کیا ہے۔ (ت)

بحر الرائق میں ہے:

رجحنا (فی باب المهر) الثانی انها تكون من المرأة ایضاً ولذا ذکر مسکین من صورها ان تقول له ترکک ^۳ ۔	ہم نے باب المهر میں ثانی کو ترجیح دی ہے یہ کہ عورت کو بھی حق ہے۔ اسی لیے مسکین نے اس کی صورت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ عورت کہہ سکتی ہے کہ میں نے تجھ سے علیحدگی کر لی ہے۔ (ت)

اسی مسئلہ کی تمام تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے اور یہاں اس کی حاجت نہیں کہ عورت کے فخ کو متار کہہیں یا نہیں، اسے فخ کا اختیار بلاشبہ بالاتفاق ہے دفعاً للمعصیۃ (گناہ کو ختم کرنے کے لیے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۸: از متن پوری محلہ زیر قلعہ راجہ مرسلہ سعد اللہ صاحب معمار ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ

ہندہ بیوہ نے زید سے تعلق ناجائز پیدا کیا، اور سنا ہے کہ چند حمل بھی ساقط ہوئے اور ہندہ نے اپنی دختر کا کہ وہ بھی صغر سنی میں بیوہ ہو گئی تھی زید کے ساتھ جس سے خود تعلق ناجائز رکھتی تھی بلارضا مندی دختر خود بچہ عقد کر لیا تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور اب اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ بلاطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر صورت واقعہ یہ ہے یہ نکاح حرام محض ہے۔ زید پر فرض ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے، زید کے چھوڑنے کے بعد عدت کے دن پورے کر کے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۹: از جے پور راجپوتانہ چاند پول بازار متصل دکان گوبند رام فوٹو گرافر مرسلہ حافظ رحیم بخش صاحب خدادی ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

حرمت مصاہرت کے لیے عورت کا مشتمل ہونا ضروری ہے،

^۱ رد المحتار باب المهر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۲/۴

^۲ رد المحتار باب المهر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۲/۴

^۳ بحر الرائق باب العدة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۳۶/۳

حرمت مصاہرت تب ہوگی جب عورت زندہ اور شہوت والی ہو، لیکن اگر مردہ ہو یا صغیرہ غیر شہوت والی ہو تو حرمت مصاہرت ہرگز ثابت نہ ہوگی۔ درمختار۔ (ت)	هذا اذا كانت حية مشتهاة اما غيرها يعني الميتة وصغيرة لم تشتهه (فلا) تثبت الحرمة بها اصلا، درمختار¹۔

اور مشتہاء کم سے کم نو سال کی لڑکی ہو سکتی ہے تو عبارت ذیل بھی:

یا انتشار زیادہ ہو جائے یعنی آلہ تناسل پہلے منتشر تھا اس پر یہاں تک کہا گیا کہ اگر اس نے آلہ تناسل کے انتشار کے بعد بیوی کو طلب کیا ہو۔ یا طلب کرتے ہوئے غلطی سے بیوی کی بیٹی کی ران پر مل دیا تو اس لڑکی کی ماں حرام نہ ہوگی جب تک لڑکی کو چھوتے ہوئے انتشار زیادہ نہ ہوا ہو، اور چھوتے وقت مرد یا عورت میں سے ایک کا شہوت میں ہونا حرمت کے لیے کافی ہے۔ (ت)	اويزداد انتشارا ای ان تكون منتشرة قبله حتى قيل من انتشرت الله وطلب امرأته لو طيها فاولجها بين فخذى بنتها لاتحرم عليها امها يزداد انتشارا، وجود الشهوة من احدھما يكفي²۔

جو شرح چلپی کے صفحہ ۹۳ کے متعلقہ حاشیہ پر درج ہے نو سال یا اس سے زائد کی لڑکی کے واسطے معلوم ہوتی ہے بلکہ وہ سال کی لڑکی پر بھی یہ مسئلہ عائد ہو سکتا ہے، یعنی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی یا کیا؟

الجواب:

ثبوت حرمت مصاہرت کے لیے مشتہاء ہونا ضروری ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ عامہ کتب میں تصریح ہے اور وجود الشهوة من احدھما يكفي³ (دونوں میں سے ایک کا شہوت سے ہونا کافی ہے۔ ت) کے یہ معنی نہیں کہ صرف یہ مشتی اور دختر غیر مشتہاء یا عورت مشتہاء ہو اور لڑکا غیر مشتی تو حرمت ثابت ہو جائے یہ کسی کا بھی قول نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ مشتی ہو اور وہ مشتہاء اور بالفعل شہوت ایک کی طرف سے ہو مثلاً اس کے سوتے میں مس بشوة کیا کہ اسے اطلاع بھی نہ ہوئی تو حرمت ہو گئی کہ وجود من احدھما کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۴ ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ

از ماہم ڈاک خانہ نمبر ۱۶ بمبئی مرسلہ حاجی محمد سلیمان

مسئلہ ۲۴۰:

زید کا نکاح زید کی بھتیجی کی دختر سے حلال ہے یا حرام یعنی زید و بکر حقیقی دونوں بھائی ایک باپ مادر کی پشت سے ہیں، اب زید کا نکاح بکر کی نواسی سے حلال ہے یا نہیں؟ جیسا خدا اور رسول کا حکم ہو قرآن مجید

¹ درمختار باب فی المحرمات مطبع مجتہدین دہلی ۱۸۸۱

² ذخیرۃ العقبی حاشیہ شرح وقایہ کتاب النکاح منشی نوکسور لکھنؤ ۱۷۹/۲

³ ذخیرۃ العقبی حاشیہ شرح وقایہ کتاب النکاح منشی نوکسور لکھنؤ ۱۷۹/۲

حدیث فقہ سے حکم صادر فرمائیں، بھتیجی کی لڑکی سے اور بھانجی کی لڑکی سے اور بھتیجے کی بیٹی سے اور بھانجے کی لڑکی سے نکاح درست ہے اور بھتیجی و بھانجی سے تو حرام ہے مگر ان کی اولاد آل سے جائز ہے یا حرام؟

الجواب:

حرام قطعی ہے، یہ سب اس کی بیٹیاں ہیں، جیسے بھتیجی بھانجی ویسے ہی ان کی اور بھتیجیوں اور بھانجیوں کی اولاد، اور اولاد اولاد کہنے ہی دور سلسلہ جائے سب حرام ہیں، بنات پوتیوں نواسیوں دور تک کے سلسلے سب کو شامل ہے۔ جس طرح فرمایا گیا۔
 حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ
 دادی، پر نانی جتنی اوپر ہوں سب داخل ہیں، اور بیٹیوں میں پوتی، نواسی، پر پوتی، پر نواسی جتنی ہوں نیچے سب داخل ہیں،
 یوں فرمایا: وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ وَأُمَّهَاتُكُمْ ۚ
 نواسی، پر پوتی، پر نواسی جتنی دور ہوں سب داخل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۱: از ضلع بہرائچ محلہ ناظرہ پورہ بمکان سید منصب علی صاحب عرضی نویں مرحلہ سید نصیر الدین صاحب ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

زید، مذہب اہل سنت والجماعت نے ایک عورت شیعہ کے مطابق مذہب شیعہ صیغہ پڑھایا اور نکاح بطریق اہلسنت نہیں کیا اور مدۃ العمر دونوں اپنے اپنے مذہب پر قائم رہے، ایسی حالت میں جو اولاد ہوئی وہ جائز یا ناجائز؟ بینوا تو جروا

الجواب:

آج کل تبرائی رافضی علی العموم مرتدین ہیں اور مرتد خواہ مرد خواہ عورت سے دنیا بھر میں کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ اولاد ہوگی ولد الحلال نہیں ہو سکتی، عالمگیری میں فتاویٰ ظہیریہ سے ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولہم برجعة الاموات الی الدنیا ان قالوا احکامہم احکام المرتدین ^۳ ۔	رافضیوں کے اس قول پر کہ "فوت شدہ لوگ دنیا میں پھر واپس آئیں گے" ان کی تکفیر واجب ہے اور یہاں تک کہ انھوں نے فرمایا کہ ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔
(ت)	

اسی میں مبسوط سے ہے:

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۲ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۳ فتاویٰ ہندیہ باب فی احکام المرتدین نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۶۴/۲

لايجوز للمرتدان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احد ¹ ۔	مرتد کو کسی مرتدہ عورت یا مسلمان یا اصلی کافر عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ عورت کا بھی کسی ایک سے نکاح جائز نہیں۔ (ت)

اس کے بعد صیغہ و نکاح کی بحث کی کچھ حاجت نہیں، سنیوں کے طور پر نکاح ہوتا تو کتب ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۴۲: از میران پور کٹرہ تحصیل تلمر ضلع شاہجہان پور متصل چوکی مرسلہ قاضی تفضل حسین صاحب نائب ۲۴ ربیع الآخر
۱۳۳۶ھ

حاملہ عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی تحریر فرمائیے کہ بورے آدمیوں کے نکاحوں کا کیا حال ہے؟

الجواب:

عورت جسے حلال سے حمل ہو دوسرے شخص سے اس کا نکاح باطل محض ہے جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ اور اگر بے شوہر عورت
اور حمل زنا کا ہے تو اس سے نکاح ہو سکتا ہے، پھر اگر وہ ہی نکاح کرے جس کا یہ حمل ہے تو وہ پاس بھی جاسکتا ہے اور اگر یہ دوسرا
شخص نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے ہاتھ نہیں لگا سکتا، کما فی الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں
ہے۔ ت) بورہ نابالغ کے حکم میں ہے اس کا نکاح ولی کی اجازت سے ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۲۴۳: زید نہایت بد چلن تھا اب وہ مفقود الخبر ہے اور زید کی عورت کو گزر اوقات کرنا دشوار ہے اور زید کے باپ نے اس
عورت کو نظر بد سے دیکھا اور زنا کیا اس صورت میں وہ عورت اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے تاکہ اپنی گزر اوقات کرے اور اس حرام سے
بچے، اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

معاذ اللہ اگر یہ زنا ثابت ہو اور اس کا ثابت ہونا بہت دشوار ہے تو عورت اپنے شوہر پر ضرور ہمیشہ ہمیشہ حرام ہو گئی مگر نکاح سے نہ
ٹکلی جب تک شوہر اپنی زبان سے اسے چھوڑنے کا کوئی لفظ نہ کہے۔ در مختار میں ہے:

بحرمة المصاهرة لا يرفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج الابعد المتاركة وانقضاء العدة والوطء بها لا يكون زنا ² ۔	حرمت مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا اور عورت دوسرے کو اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک متارکہ اور اس کی عدت پوری نہ ہو جائے، اس دوران وطی کو زنا نہیں قرار دیا جائے گا۔ (ت)

¹ فتاویٰ خیر فی فصل فی المحرمات بالشرك نورانی کتب پشاور ۱/۲۸۲

² در مختار باب فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۸

اسی میں ہے:

نکاح فاسد میں وقت تفریق یا متارکہ سے عورت پر وطی سے طلاق والی عدت ہوگی محض خلوت سے یہ عدت واجب نہ ہوگی اور نہ ہی خاوند کی موت سے موت کی عدت ہوگی، عورت کو متارکہ کا علم نہ بھی ہو تب بھی خاوند کے متارکہ سے عدت لازم ہوگی اھ شامی نے کہا کہ شارح نے متارکہ کو خاوند کے ساتھ مختص کیا جیسا کہ امام زیلعی نے کیا ہے کیونکہ ظاہر کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ متارکہ کا حق عورت کو نہیں ہے حالانکہ اس نکاح کا فسخ مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی میں بالاتفاق جائز ہے اور متارکہ اور فسخ میں فرق بعید ہے، بحر میں یوں ہی ہے جبکہ نہر میں فرق بتایا گیا کہ متارکہ طلاق کی طرح ہے اس لیے طلاق کی طرح خاوند ہی متارکہ کر سکتا ہے، اور فسخ نکاح کو کالعدم قرار دینے کا نام ہے اس لیے یہ خاوند سے مختص نہ ہوگا۔ اگرچہ متارکہ کا معنی پایا جاتا ہے، اس کو خیر الدین رملی نے رد کر دیا اور کہا کہ فاسد نکاح میں طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہاں متارکہ، طلاق کے معنی میں کیسے کہا جاسکتا ہے، لہذا حق یہی ہے کہ متارکہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں، اس لیے مقدسی نے نظم الکفر کی شرح میں اس پر جزم کا اظہار کیا ہے، اور یہ تمام بحث بحر پر ہمارے حاشیہ میں ہے اھ وہاں شامی نے

تجب العدة بعد الوطء لا الخلو للطلاق لا للموت من وقت التفریق او متاركة الزوج وان لم تعلم المرأة بالمتاركة في الاصح¹ اھ قال الشامي خص الشارح المتاركة بالزوج كما فعل الزيلعي لان ظاهر كلامهم انها لا تكون من المرأة اصلا مع ان فسخ هذا النكاح يصح من كل منهما بمحض الاخر اتفاقا والفرق بين المتاركة والفسخ بعيد كذا في البحر و فرق في النهر بان المتاركة في معنى الطلاق فيختص به الزوج اما الفسخ فرفع العقد فلا يختص به وان كان في معنى المتاركة ورد الخیر الرملی بان الطلاق لا یتحقق فی الفاسد فكيف يقال ان المتاركة في معنى الطلاق فالحق عدم الفرق ولذا جزم به المقدسی فی شرح نظم الكنز الخ وتما مہ فیما علقناه علی البحر² اھ ذکر فیہ استناد الرملی بما لیس له بل علیہ کہا

¹ در مختار باب فی المهر مجتبائی و علی ۳۰۱/۱

² رد المحتار باب فی المهر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۲/۲

بینہ فی منحة الخالق وبالجمله فلا یثبت من کلامهم الا اختصاص الزوج بالمتاركة ثم لا یشم خلافه اصلا. اقول وقول النهران المتاركة فی معنى الطلاق معناه ان المتاركة فی الفاسد فی معنى الطلاق فی الصحيح فلا یسمه ما ذکر الرملی وایده الشامی واما الاستشکال بقولهم کما فی الدر یثبت لكل واحد منها فسخه ولو بغیر محضر من صاحبه دخل بها اولافی الاصح خروجاً عن المعصية فلا ینافی وجوبه بل یجب علی القاضی التفریق بینهما¹ اه

فاقول: یتراوی لی واللہ تعالیٰ اعلم ان هذا فبما اذ وقع فاسدا کما اذا انکحها بلا شهود او بعد ما مس امها وذلك لانه لم یثبت له البید الشرعیہ علیها اصلا وکان لكل منهما فسخه ازالة للمعصية وما ذکرنا ههنا من تخصیص المتاركة بالزوج فهو

خیر الدین رملی کی جو دلیل ذکر کی وہ ان کے حق میں نہیں بلکہ ان کے خلاف ہے، جیسا کہ انھوں نے منحة الخالق میں اس کو ذکر کیا ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ فقہاء کرام کے کلام سے متارکہ کا خاوند کے ساتھ خاص ہونا ہی ثابت ہوتا ہے، اور اس کے خلاف کی بوتک محسوس نہیں ہوتی۔ اقول نہر کے قول میں کہ متارکہ، طلاق کے معنی میں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ فاسد نکاح میں متارکہ طلاق کے قائم مقام ہے صحیح قول میں، لہذا رملی کا اعتراض بے جا ہے اس کی تائید علامہ شامی نے کی ہے، باقی رہا وہ اشکال جو فقہاء کی اس عبارت سے پیدا ہوتا ہے جس کو در میں اختیار کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو فسخ کا اختیار ہے اگرچہ ایک دوسرے کی غیر حاضری میں ہو، دخول ہو یا نہ، تاکہ گناہ سے اجتناب ہو سکے، اور یہ آپس کا متارکہ قاضی پر تفریق کے وجوب کے منافی نہیں ہے بلکہ قاضی دونوں پر تفریق کا حکم دے گا

فاقول: واللہ تعالیٰ اعلم مجھے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ مرد اور عورت دونوں کو بہر صورت فسخ کا اختیار اس صورت میں ہے جبکہ نکاح ابتداء ہی فاسد منعقد ہوا ہو جیسے بغیر گواہوں کے نکاح یا منکوحہ کی ماں کو پہلے شہوت سے چھوچکا ہو، کیونکہ اس صورت میں خاوند کا بیوی پر شرعی حق ثابت ہی نہیں ہوتا اس لیے دونوں کو ایک دوسرے سے متارکہ کا حق ہے تاکہ گناہ کا ازالہ ہو جائے اور فقہاء کرام نے جو یہ کہا کہ متارکہ خاوند کا ہی حق ہے وہ

¹ در مختار باب فی المهر مطبع مکتبائی دہلی ۲۰۱۱

فیما اذا طرأ الفساد فح لا تتفرد بالفسخ لانه ليس دفعا بل رفع ليد شرعية تثبت للزوج فلا بد من متاركته والحكمة فيه ان لوجوزنا تفرد هافيه بالفسخ لشاعت الفتن فكل امرأة تريد ان تفارق زوجها تقبل ابنه مثلاً بشهوة فيفسد النكاح فتفسخه مبتدئة وتنكح من شاءت وهذا باب يجب سدّه۔	اس صورت میں ہے جبکہ ابتداءً نکاح صحیح ہوا ہو اور بعد میں فساد اس پر طاری ہوا ہو، تو اس صورت میں اکیلی عورت کو فسخ کا حق نہیں کیونکہ یہ گناہ کا دفاع نہیں بلکہ ثابت شدہ شرعی حق کا خاتمہ ہے اس لیے خاوند کی طرف سے متارکہ ضروری ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر اس صورت میں عورت کو مستقل طور پر فسخ کا حق دیا جائے تو فتنہ برپا ہوگا کہ جب بھی عورت اپنے خاوند سے علیحدگی چاہے تو وہ مثلاً خاوند کے بیٹے کا شہوت سے بوسہ لے لے اور خود نکاح کو فاسد کر کے جہاں چاہے نکاح کرتی پھرے تو اس فتنہ کا سد باب ضروری ہے۔ (ت)

یہاں شوہر مفقود ہے اور حرمت موجود ہے، عورت پر لازم کہ حاکم شرع کے حضور مرافعہ کرے اور وہ ثبوت لے، اگر وہ گواہان عادل سے پدر زید کا زوجہ زید کے ساتھ فعل بد کا ارتکاب ثابت ہو لان هذا هو نصاب ثبوت حرمة المصاهرة وان لم يثبت به الزنا في حق الحد (کیونکہ یہ حرمت مصاہرہ کے ثبوت کے لیے نصاب ہے اگرچہ اس سے حد کے معیار پر زنا ثابت نہیں ہوتا۔ ت) تو ان دونوں مرد وزن میں تفریق کر دے، روز تفریق سے عورت تین حیض کی عدت کرے اور اس کے بعد نکاح ثانی جائز ہو سکتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم،

مسئلہ ۲۴۴: از شہر بریلی مسئلہ عبد الجلیل صاحب طالب علم ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر آپس میں حقیقی برادر ہیں، زید عمر میں بکر سے بڑا ہے اور بکر عمر میں چھوٹا ہے زید سے، زید کے پاس ایک لڑکی ہے اور اس سے زید کو ایک نواسی بھی ہے، بکر کے پاس ایک لڑکا ہے، اس صورت میں زید اگر اپنی نواسی سے اپنے برادر حقیقی کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے تو نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

پچاکی نواسی سے نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۵: از رنگون مرسلہ جناب سیٹھ عبدالستار ابن السلیع صاحب قادری برکاتی رضوی ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی سوتیلی والدہ کی سگی ہمشیرہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

سوتیلی ماں ماں نہیں، قال اللہ تعالیٰ: **إِنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِلَّا آتَىٰ وَلَدَهُمْ**^۱ (تمہاری مائیں وہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے۔ ت) اس کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے، قال تعالیٰ: **وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ**^۲ (محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۶: از رامپور مرسلہ فاروق حسن صاحب ایڈیٹر اخبار دبدبہ سکندری ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ نادرۃ الوقوع میں کہ زید اپنے بیٹے عمرو کی زوجہ ہندہ سے فعل حرام کا مرتکب ہوا، اب مائیں عمرو و ہندہ کے نکاح باقی ہے یا نہیں؟ اور اگر عورت خود اقرار کرے کہ زید جو میرے شوہر کا باپ ہے وہ مجھ سے بالجبر وطی کیا ہے اور زید منکر ہے تو کیا حکم؟ اور اگر زید و ہندہ دونوں اقرار کریں وقوع وطی کا جب کیا حکم؟ پھر اگر وقوع وطی کو شہادت سے ثابت کیا جاوے تو شاہدوں کی شہادت کی صورت کیسی ہونی چاہئے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اس فعل سے عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے مگر نکاح زائل نہیں ہوتا۔ نہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جب تک شوہر متار نہ کرے، مثلاً کہے میں نے تجھے چھوڑا، اور عدت گزرے اس کے بعد نکاح دوسرے سے کر سکے گی، در مختار میں ہے:

بحرمہ المصاہرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج باخرا لا بعد المتارکة وانقضاء العدة ^۳ ۔	حرمت مصاہرة سے نکاح ختم نہیں ہوتا اسی لیے دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح اس وقت تک جائز نہیں جب تک متار نہ کرے اور اس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔ (ت)

عورت کا بیان کوئی چیز نہیں جب تک شوہر اس کی تصدیق نہ کرے۔ در مختار میں ہے:

لان الحرمة لیست لیہا قالو اوبہ یفتی فی جمیع الوجہ بزازیہ ^۴ ۔	کیونکہ حرمت کا فیصلہ عورت کے ہاتھ نہیں ہے اور فقہاء کرام نے فرمایا تمام صورتوں میں اسی پر فتویٰ ہے۔ بزازیہ (ت)

^۱ القرآن الکریم ۲/۵۱

^۲ القرآن الکریم ۲۴/۴

^۳ در مختار باب فی المحرمات مطبع مکتبائی دہلی ۱/۱۸۸

^۴ در مختار باب الرضاع مطبع مکتبائی دہلی ۱/۲۱۴

اور اگر پدر شوہر بھی اقرار کرے جب بھی شوہر پر حجت نہیں۔

لانه یرید ازالة ملك ثابت بشهادة واحد لاسیما وہی على نفسه وشهادة المرء على فعل نفسه لا تقبل کما نصوا علیه قاطبة۔	کیونکہ ثابت شدہ ملکیت کو وہ ایک گواہی سے ختم کرنا چاہتا ہے خصوصاً جبکہ اس ایک گواہ کی شہادت اپنے فعل پر ہو جبکہ اپنے فعل پر کسی شخص کی شہادت مقبول نہیں، جیسا کہ اس پر تمام فقہاء کرام نے تصریح کی ہے۔ (ت)

ہاں اگر شوہر کے قلب میں اس کا صدق واقع ہو تو اس پر واجب ہے کہ عورت کو اپنے اوپر حرام جانے اور متارکہ کر دے،
بزاتیہ پھر ہندیہ میں ہے:

فان وقع عندہ صدقہ وجب قبولہ ^۱ ۔	تو اگر اس کے دل میں اس کا صدق واقع ہو تو اسے قبول کرنا اس پر واجب ہے۔ (ت)

یادو شاہ عادل کی گواہی سے یہ امر ثابت ہوا اگرچہ اسی قدر کہ اس کے باپ نے اسے بشوت مس کیا یا بشوت بوسہ لیا کہ
حرمت کو اسی قدر بس ہے، تنویر الابصار میں ہے:

تقبل الشهادة على اللبس والتقبيل عن شهوة في المختار ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	شہوت کے ساتھ چھونے اور بوسہ لینے پر شہادت قبول کی جائے گی مختار قول میں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۷: از بنڈیل اسٹیشن وڈاک خانہ ہوگلی مرسلہ حقاہاں صاحب ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے خاص دادا کی پرمتنی اور جو کہ اپنے خاص دادا کی بھانجی کی لڑکی ہوتی ہے اور
ایک رشتہ سے اپنی چچیری چچی ہوتی ہے ان سے عقد کرنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب

پرداد کی پر نواسی، دادا کی بھانجی کی بیٹی، چچیری خواہ حقیقی چچی، اس میں کوئی رشتہ ممانعت نکاح کا نہیں۔ اس سے نکاح جائز
ہے جبکہ رضاعت وغیرہ کا کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۴۸: از ضلع پورینہ ڈاکخانہ فارس گنج از دکان بخش شاہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی خوش دامن سے قصد اوطی کی اب اس کی بی بی
کا نکاح اس کے ساتھ قائم رہا یا نہیں یا پھر اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات نورانی کتب خانہ پشاور ۳۱۲/۵

^۲ درمختار باب المحرمات مطبع مجتہدی دہلی ۱۸۸/۱

یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

جس نے اپنی منکوحہ کی حقیقی ماں سے وطی کی یا اسے قصد خواہ کسی طرح بشوت ہاتھ لگایا اس کی عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی کبھی نہ اسے رکھ سکتا ہے نہ کسی حال میں اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اس پر فرض ہے کہ عورت کو فوراً چھوڑ دے تاکہ وہ اس کے نکاح سے باہر ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۹: از ٹانڈہ چھنگا ڈاک خانہ درو ضلع بریلی مرسلہ ہدایت اللہ صاحب پارچہ فروش ۸ شوال ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ مریم و مسماۃ سیکنہ کی والدہ ایک ہے لیکن باپ دونوں کے علیحدہ علیحدہ ہیں، اب مسماۃ مریم کی ایک دختر ہے جس کا نکاح مسماۃ مریم نے بکر کے ساتھ کر دیا ہے اب بکر اپنی زوجہ کی خالہ کو جس کا نام سیکنہ ہے نکاح میں لانا چاہتا ہے، نزدیک اللہ و رسول کے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

سیکنہ سے اس کا نکاح حرام ہے، ہاں جب اس کی یہ عورت مر جائے یا یہ اس کو طلاق دے دے اور عدت گزر جائے اس وقت سیکنہ سے نکاح کر سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۰: از موضع لال پور ڈاک خانہ موہن پور ملک بنگال مرسلہ منیر الدین احمد کرلوی لال پوری ۸ شوال ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اخت علاقہ کی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہے یا حرام؟ بینواتو جروا

الجواب:

اپنی علاقہ بہن کی پوتی سے نکاح حرام قطعی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۱: از موضع میونڈی ڈاک خانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب ۱۶ شوال ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنا نکاح کسی عورت سے کیا اور اس عورت کی ایک دختر بھی پہلے شوہر کی اس کے ساتھ تھی، بعد چند مدت کے اس عورت کا انتقال ہو گیا، اب زید یہ چاہتا ہے کہ میں اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح کر لوں تو یہ نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگرچہ بی بی گھر میں ہو یا نہ ہو اور اگر ایسا کر لیا ہو تو کیا حکم شریعت ہے ایسے لوگوں کے لیے؟ بینواتو جروا۔

الجواب

اگر اس عورت سے غلوت نہ ہوئی تھی تو اس کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے ورنہ حرام، اور اگر کر لیا تو جدا کر دینا اور جدا ہونا فرض قطعی، قال اللہ تعالیٰ:

وَمَا يَنْبَغُ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ^۱ - واللہ تعالیٰ اعلم	تمہاری مدخولہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہارے پاس زیر پرورش ہیں اور اگر بیویوں سے دخول نہ کیا ہو تو تمہیں ممانعت نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۲: از موضع بھونی ڈاک خانہ امیر یا ضلع پبلی بھیت مرسلہ محمد نور صاحب ۲۷ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسٹی عبدالرزاق نے ایک مسماۃ محمودہ عرف نور جہان کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے بعد اسکی بہن جو ایک ماں سے پیدا ہوئی ہیں مگر باپ دونوں کا دو ہیں اس کا نام مسماۃ نجبن ہے نکاح کر لیا، عرصہ تقریباً چھ ماہ سے زائد ہو گیا، مسلمانوں نے یہاں کے اس کو بہت برا سمجھا اور اس سے کہا کہ ایک عورت کو دونوں میں سے طلاق دے دو، مگر نہیں سمجھا، اس پر مسلمانوں نے اپنا رسم ترک کر دیا تو وہ مجبور ہو گیا، مسماۃ نور جہاں زوجہ اول سخت بیمار ہو گئی کہ اس کے پاس لوگوں کا بیٹھنا دشوار ہو گیا، اس نے خواہش کی میری طلاق ہو جائے تو افضل ہے اور مسماۃ نور جہاں اب عرصہ ایک ہفتہ سے کسی جگہ بلا اجازت شوہر گھر سے چلی گئی ہے اور ہنوز مفقود الخبر ہے، اب عبدالرزاق و نور جہاں مفقود الخبر کی خواہش یہ تھی کہ ہم میں باہمی طلاق ہو جائے اور مسماۃ نجبن سے نکاح ہو جاوے تو مناسب ہو، ایسی صورت میں مسماۃ نور جہاں کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں اور نجبن سے دوبارہ نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

نور جہاں کو طلاق دینے کے بعد اس کی عدت گزر جائے یعنی اسے تین حیض آکر ختم ہو جائیں اس کے بعد نجبن سے نکاح کر سکتا ہے ورنہ حرام حرام حرام، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۳: از ہوڑہ محلہ پینا پاڑہ مدرسہ دارالعلوم مرسلہ میر احسان علی صاحب مدرس ۵ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جس نے اپنی عورت کو طلاق دے دیا ایک ہفتہ ہوا طلاق دے کر، اور جس شخص سے اب نکاح ہو گا وہ عورت اسی شخص کے گھر ہے مگر وہ شخص باہر رہتا ہے

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

اندر مکان کے نہیں جاتا۔ کہتا ہے کہ جب تک نکاح نہ ہوگا اندر نہ جاؤں گا اور عورت کی دایہ وغیرہ سے جانچ کرایا گیا کہ حمل تو نہیں ہے، معلوم ہوا کہ حمل نہیں ہے، اس صورت میں اگر نکاح کر دیا جائے تو گناہ تو نہیں ہو سکتا؟ جلدی اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ شیطان ہر وقت بہکاتا ہے، اگر اس صورت میں جلد نکاح کر دیا جائے اس پر کیا حکم ہے؟ صرف گناہ کا خیال کر کے ایسا ہو کہ عدت کے اندر نکاح کر دیا جاوے حمل نہیں ہے۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

عدت کے نکاح حرام حرام حرام، نکاح تو نکاح، نکاح کا پیام دینا حرام، اگر نکاح ہو اور قربت ہو نرانا ہوگا۔ اس سے زیادہ یہاں شیطان کا بہکانا اور کیا ہے جسے خود چاہ رہے ہو، عورت کو ایام عدت شوہر ہی کے مکان پر پورے کرنے فرض ہیں وہاں سے نکلنا حرام ہے، اب کہ نکل آئی ہے فرض ہے کہ فوراً شوہر کے یہاں چلی جائے اور وہیں عدت کے دن پورے کرے، اگر یہاں سے وہاں تک تین دن کی راہ نہ ہو، ورنہ اطمینان کی جگہ رہے، اس شخص کے یہاں جب تک ہر گز نہ رہے جس سے اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۴: از مقام ٹائڈ چھگڈاک خانہ درو تحصیل کچھار مرسلہ عبد اللہ صاحب منیب، بخارہ ۱۰ اذی قعدہ ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مریم و سکنہ ہمیشہ حقیقی ہیں لیکن باپ دونوں کے جدا ہیں ایک خیاط دوسرا نداف۔ اب مریم کی ایک دختر ہے جس کا نام فاطمہ ہے اور فاطمہ کا نکاح زید کے ساتھ ہو گیا ہے، اب زید اپنی زوجہ کی حقیقی خالہ کو نکاح میں لا کر دونوں سے ہمبستر ہو رہا ہے اس صورت میں اللہ و رسول کا کیا حکم ہے عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا دونوں نکاح جائز ہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

حرام حرام حرام قطعی حرام، اس پر فرض ہے کہ اپنی زوجہ کی خالہ کو چھوڑ دے اور جب تک اس کی عدت گزرے زوجہ کو ہاتھ لگانا بھی اس پر حرام ہے جب اس کی خالہ عدت سے نکل جائے اس وقت اسے اپنی زوجہ کے پاس جانا حلال ہوگا وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۵: از سلطان پور ملک اودھ مرسلہ عبد الحلق صاحب عراق نولیس کچھری دیوانی ۱۸ اذی قعدہ ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی تین شادیاں ہوئیں، زوجہ اول سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اس کی شادی زید کے حقیقی بھتیجے کے ساتھ ہوئی اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو زید کی حقیقی نواسی ہوئی، اور زید کی تیسری شادی جو ہوئی اس سے تین لڑکے ہیں اب زید اس اپنے لڑکے یعنی زینہ کی شادی اپنے حقیقی بھتیجے کی لڑکی کے ساتھ کرنا چاہتا ہے پس ایسی حالت میں جائز ہے یا ناجائز؟ بینواتو جروا

الجواب:

حرام حرام حرام، وہ صرف اس کے بھائی کی پوتی نہیں جو اس کے بیٹے کو حلال ہو خود اس کی نواسی بھی ہے تو اس کے بیٹے کی بھانجی ہے اگرچہ بیٹا اور زوجہ سے ہے اور وہ بیٹی اور سے تھی بہر حال بھانجی ہے اور بھانجی حرام، قال اللہ تعالیٰ: وبت الاخت (اور تمہاری بھانجیاں حرام ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۶: از شہر آگرہ کلوگلی نائی منڈی مرسلہ رحیم بخش صاحب مالک کارخانہ رحیم شو فیکٹری ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید جو پابند مذہب اہل سنت و جماعت تھا اس نے اپنا عقد نکاح مسماۃ ہندہ کے ساتھ کیا جو مذہب اہل شیعہ رکھتی تھی، زید نے اپنے بیٹے عمر و کا نکاح جو بطن ہندہ سے پیدا ہوا تھا بحالت نابالغی بکر کی لڑکی حلیمہ نابالغہ کے ساتھ کر دیا اور بوجہ نابالغی منکوحہ حلیمہ کی وداع نہیں ہوئی، حلیمہ نجیب الطرفین اہلسنت والجماعت ہے، زید بقضائے الٰہی فوت ہو گیا، زید کی بیوہ ہندہ نیز اس کی تمام اولاد ہر طریقہ سے پابند اہل تشیع ہے، عمر و اب بالغ ہو کر چاہتا ہے کہ اپنی زوجہ کو رخصت کر کے لے جائے، حلیمہ بھی اب چونکہ بالغہ ہے وہ اپنے عقد میں غیر مذہب کے آدمی شیعہ کو منظور نہیں کرتی اور اس کے ساتھ جانا نہیں چاہتی نیز والدین حلیمہ بھی اب وداع سے انکاری ہیں، اندریں صورت یہ نکاح حلیمہ کا جو بحالت نابالغی ایک شیعہ کے ساتھ ہوا تھا از روئے شرع شریف جائز رہا یا باطل؟ اور حلیمہ اپنا عقد کسی دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

آج کل جو لوگ شیعہ کہلاتے ہیں یعنی تبرائی رافضی، ان کے ساتھ نکاح باطل محض ہے، اگر حلیمہ اور اس کے اولیاء سب راضی ہیں تو اللہ و رسول راضی نہیں، حلیمہ کو حرام ہے کہ اپنے آپ کو اس کی زوجیت میں سمجھے، فتاویٰ ظہیریہ و حدیقہ ندیہ و عالمگیریہ میں مثال روافض کے لیے ہے احکامہم احکام المرتدین^۱ (ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔ ت) نیز عالمگیری میں ہے:

لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية وكذلك لا یجوز نکاح المرتدة مع احد ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	مرتد کا مرتدہ، مسلمہ اور اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی سے نکاح جائز نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ الحدیقہ الندیہ والاستخفاف بالشریعة کفرای ردہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد/۳۰۵

^۲ فتاویٰ ہندیہ فی المحرمات بالشہد بالشرک نورانی کتب خانہ پشاور/۲۸۲

مسئلہ ۲۵۷: از شمس آباد ضلع کیمل پور مرسلہ مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید خود عرصہ تیرہ برس سے ملک افریقہ میں رہتا ہے اس کی خوشدامن کہتی ہے کہ اس نے میرے ساتھ فعل بد کیا ہے اس پر دو گواہ اس امر کے معائنہ کے ہیں کہ ایک کہتا ہے کہ میں نے بوقت دوپہر کے فلاں مقام میں دونوں کو عین مشغولی میں دیکھا، دوسرا کہتا ہے کہ دونوں کو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا ہے، اس موضع کے کل لوگ ہر ایک مکان کے ایک دو آدمی جن کا مجموعہ ۵۰ نفر ہوتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ قرائن قاطعہ سے ہم لوگ جانتے ہیں کہ زید اور اس کی خوشدامن باہم بد معاش تھے اور ان کے ناجائز تعلق میں کوئی شک نہ تھا، برابر دو برس تک دونوں کا باہم اختلاط اور انبساط رہا، جب ان دو گواہوں نے ان کو ایسی کریمہ صورت میں دیکھا تب سے زید فرار کر گیا اور ایک دوسرے سے کہہ گیا کہ اب یہ میری عورت غیر مدخولہ جو کہ اس خوشدامن کی دختر ہے میرے اوپر حرام ہے جس کو اس کا دل چاہے دے دے، اس کی عورت اب عرصہ آٹھ دس برس سے جوان ہے اور خورد و نوش و سکونت کی اس کو بہت تکلیف ہے اور غالب گمان ہے کہ کہیں حرام کاری میں مبتلا ہو جائے، پس اگر کوئی عالم افتخار و اورع اس علاقہ کا بموجب عبارت حدیقہ ندیہ:

و اذا خلا الزمان من سلطان ذي كفاية فالامور كلها مفوضة الى العلماء يصيرون ولاية ¹	جب زمانہ موثر حکمران سے خالی ہو تو تمام فیصلہ طلب امور علماء کے سپرد ہوں گے اور وہ والی قرار پائیں گے۔ (ت)

کے اس غائب کے باپ کے روبرو یا اس کی طرف سے کسی کو وکیل کر کے اس پر سمع و علوی و شہادت کر کے تفریق کا حکم دے دے تو درست ہوگا یا نہیں، اور اگر درست ہے تو چونکہ غائب ولایت قاضی میں نہیں لہذا اس کی طرف سے مسخر پکڑنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ شامی جلد ۴ ص ۳۵۳ میں باب القضاء میں وفي البحر والمعتدان القضاء علی البسخر الخ (بحر میں ہے مسخر کے خلاف فیصلہ صادر کرنے سے متعلق قول الخ۔ ت) کے متعلق ہے:

وتفسير البسخران ينصب القاضي وكيلا عن الغائب يسمع الخصومة عليه وشرطه عند القائل به ان يكون الغائب في ولاية القاضي ²	اور مسخر کی تفسیر یہ ہے کہ قاضی کسی غائب شخص کی طرف سے کسی کو وکیل بنائے تاکہ وہ غائب کے خلاف الزامات کو سن سکے، لیکن اس کے جواز کے قائل کے ہاں یہ شرط ہے کہ وہ غائب شخص اس قاضی کے علاقہ میں ہو۔ (ت)

¹ الحديقه النديه النوع الثالث من انواع العلوم الثلاثة الخ نوريه رضويه فيصل آباد ۱۳۵۱ھ

² رد المحتار فصل في الحبس مطلب في القضاء على البسخر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۹/۴

الجواب:

صورت مسطورہ اگر واقعی ہے تو اصلًا نہ کسی قضا کی حاجت نہ تفریق کی ضرورت، نہ مسخر درکار نہ قضا علی الغائب، عورت کو اختیار ہے کہ فی الحال جہاں چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے، یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یہ حرمت مصاہرت یا تو نکاح دختر سے پہلے ہوئی یا بعد، اگر پہلے ہوئی تو نکاح سرے سے فاسد و مردود واقع ہوا، عورت بذات خود اسے فسخ کر سکتی ہے اگرچہ شوہر کی غیبت میں کہ وہ معصیت ہے اور اعدام معصیت سب پر واجب، کہا حَقَّقْنَاہ فِیہَا عَلٰی رَدِّ الْمَحْتَارِ عِلْقَنَاہ (جیسا کہ رد المحتار کے حاشیہ میں ہم نے اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) در مختار میں ہے:

(و) یثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر من صاحبه دخل بها اولا في الاصح خروجاً من المعصية فلا ينافي وجوبه ¹ ۔	اور دونوں مرد اور عورت کے لیے اس نکاح کو ایک دوسرے کی موجودگی کے بغیر بھی فسخ کرنا جائز ہے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اصح قول میں تاکہ گناہ کو ختم کیا جاسکے، اور یہ بات قاضی پر تفریق کے وجوب کے منافی نہیں ہے۔ (ت)

اور اگر وہ حرمت مصاہرت بعد نکاح واقع ہوئی تو نکاح فاسد ہو گیا مگر بلا متارکہ فسخ نہ ہوگا اور عورت کو دوسری جگہ نکاح کا اختیار نہ ہوگا اور یہ متارکہ صرف شوہر ہی کر سکتا ہے کہا بینا وبہ وفقنا علی ابن عابدین علقنا (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور رد المحتار کے حاشیہ میں ہمیں اس کی توفیق دی گئی۔ ت) در مختار میں ہے:

بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخرا لا بعد المتاركة وانقضاء العدة والوطي بها لا يكون زنا ² ۔	حرمت مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا اس لیے عورت کو دوسرے شخص سے نکاح اس وقت تک جائز نہیں جب تک متارکہ کے بعد عدت نہ گزر جائے، اس دوران خاوند کی اس سے وطی کو زنا کا حکم نہ دیا جائیگا۔ (ت)

اسی میں ہے:

مبدؤھا (ای العدة) فی النكاح الفاسد بعد التفریق من القاضی بینہما او المتاركة	عدت کی ابتداء متارکہ یا قاضی کی تفریق کے بعد ہوگی، متارکہ سے مراد خاوند کا مدخولہ بیوی سے علیحدگی کا اعلان

¹ در مختار باب فی المهر مجتبائی و بی ۲۰۱/۱

² در مختار باب فی المحرمات مجتبائی و بی ۱۸۸/۱

ای اظہار العزم من الزوج علی ترک وطئها لا مجرد العزم لو مدخوله ¹ ۔	ہے صرف وطی کے ترک کا عزم کافی نہیں ہے۔ (ت)

یہاں تک کہ زید نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اب یہ میری عورت غیر مدخولہ میرے اوپر حرام ہے جس کو اس کا دل چاہے دے دے بالاتفاق متاثر ہو گیا اور نکاح فسخ ہو گیا قضاء قاضی کی کچھ حاجت نہیں۔ نہ غیر مدخولہ کو عدت کی حاجت، اس وقت جس سے چاہے نکاح کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۸: از قصبہ ایرانواں محلہ سادات ضلع فتحپور مرسلہ محمد رفیع صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسٹی فقیرے نے مسماۃ بیبا کا (جبکہ اس کی گود میں مسماۃ حفیظن اس کی لڑکی دودھ پیتی تھی) اندر ایام رضاعت کے دودھ پیا، اسی مسماۃ بیبا کے دوسری لڑکی مسماۃ فہمین پیدا ہوئی، اب فقیرے مذکور کا نکاح مسماۃ فہمین کے ساتھ کیا گیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو مسماۃ فہمین کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور فہمین کو فقیرے سے طلاق حاصل کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

بیبا کی اگلی پچھلی سب لڑکیاں فقیرے کی حقیقی بہنیں ہیں اور ان میں کسی سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا حرام محض ہے، اس پر فرض ہے فہمین کو فوراً چھوڑ دے اور وہ نہ چھوڑ دے تو فہمین پر فرض ہے کہ فوراً اس فاسد نکاح کو فسخ کر دے اور عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کر لے، درمختار میں ہے:

یثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر من صاحبہ دخل بها اولا فی الاصح خروجاً عن المعصية فلا ینافی وجوبہ ² ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	مرد و عورت ہر ایک کو فسخ کا حق حاصل ہے خواہ دوسرے کی موجودگی ہو یا نہ ہو، دخول کیا ہو یا نہ، اصح قول میں، تاکہ گناہ کو ختم کیا جاسکے، اور یہ بات قاضی پر وجوب تفریق کے منافی نہیں ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۹: از موضع خورد مؤڈاک خانہ بدوسرائے ضلع بارہ بنکی مرسلہ صفدر علی صاحب ۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد فوت ہونے بیوی کے، بیوی کی خالہ و عمہ سے نکاح جائز

¹ درمختار باب فی العدة مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۸/۱

² درمختار باب فی المہر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۱/۱

ہے یا ناجائز؟ اور لڑکے کے طلاق دینے پر لڑکے کے مر جانے پر بہو کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

زوجہ کے مرنے پر اس کی خالہ و عمہ سے نکاح جائز ہے، قال اللہ تعالیٰ: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَّرَاءَ آعْظُمِكُمْ^۱ (اور محرمات کے سوا عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) اور بیٹا مر جائے خواہ طلاق دے دے اس کی زوجہ سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے، قال تعالیٰ: وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ^۲ اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۰: از پرسونہ پر گنہ بریلی مرسلہ شیخ کریم اللہ و منشی الہ دین و معین الدین و سعدی و شیخ مسیت زمیندار و بندو خاں و واحد کھیا و غلامی ۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

جناب عالی! گزارش ہے کہ مسٹی میڈ و نور باف نے نکاح کیا تھا، اس کی بی بی کے ساتھ ایک لڑکی آئی تھی اس کے ساتھ مسٹی میڈ و مذکور نے حرکت ناشائستہ کی اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے اب اس کو علیحدہ کر دیا ہے وہ اپنی خطا معاف کرانا چاہتا ہے، حضور پر نور اس امر میں کیا فتویٰ فرماتے ہیں؟ فقط

الجواب:

اس کی عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی، اس پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے اور اب کبھی اس سے کسی طرح نکاح نہیں کر سکتا، نہ کبھی کسی طرح اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے، یہ اس کی بیٹی کی جگہ ہے اور بی بی ماں کی جگہ ہو گئی، دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئیں، دونوں کو فوراً جدا کر دے اور سچے دل سے تائب ہو اور نماز کی پوری پابندی کرے تو اسے ملا لیں ورنہ ہمیشہ برادری سے خارج رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۱: از پیران پٹن معرفت اسٹیشن میانہ محلہ قصاب واڑہ مرسلہ کمال بھائی یار و بھائی ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً بکر کے دو فرزند ہیں، ایک کا نام زید ہے اور دوسرے کا نام عمرو، زید کا نکاح ہونے سے ایک دختر پیدا ہوئی جس کا نام فاطمہ ہے، اب فاطمہ کی شادی ہونے سے فاطمہ کے ایک دختر پیدا ہوئی جس کا نام مریم ہے، اب مریم کا نکاح عمرو کے ساتھ از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں دودھ کا تعلق کس طرف سے اور کسی ذریعہ سے کسی کا بھی نہیں؟ اور یہ جو دونوں فرزند

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۴

^۲ القرآن الکریم ۲۳/۴

بکر کے ہیں یعنی زید و عمرو ان دونوں کی والدہ الگ الگ ہے، بینواتو جروا۔

الجواب:

زید عمرو کا بھائی ہے۔ فاطمہ عمرو کی بھتیجی ہے، مریم عمرو کی بھتیجی کی بیٹی ہے، جیسے بھتیجی حرام ہے یونہی بھتیجی کی بیٹی حرام ہے، بھتیجی بیٹی ہے اور بھتیجی کی بیٹی نواسی، عمرو مریم کا نانا ہے نانا کے لیے نواسی کیسے حلال ہو سکتی ہے، قال اللہ تعالیٰ:

وَبَنَاتُ الْأَخِ^۱ تَمَّ بِرَبَّاهُنَّ كِی بیٹیاں حرام ہیں۔ بیٹیوں میں نواسیاں پوتیاں بھی داخل ہیں جیسے فرمایا:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ^۲ تَمَّ بِرَبَّاهُنَّ حرام ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں۔ بیٹیوں میں نواسی پوتی داخل نہ ہوں تو آدمی پر خود اس کی پوتی نواسی کہاں سے حرام ہوگی کہ قرآن مجید میں تو بیٹیاں حرام فرمائیں اور یہ محرمات گنا کر فرمایا:

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ^۳ ان کے سوا اور جو رہیں وہ تم پر حلال ہیں۔

بالجملہ بھائی کی نواسی حرام ہونے سے انکار قرآن و اسلام سے انکار ہے، نقایہ میں ہے:

حرم علی المرء اصله وفرعه وفرعه اصله القریب^۴ الخ
مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب یعنی ماں باپ کے فروع حرام ہیں۔ الخ (ت)

جامع الرموز میں ہے:

من الاخوات لاب وامر اولاحدهما وبنات الاخوة وان بعدت^۵۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
سگی بہنیں یا ماں یا باپ کی طرف سے بہنیں اور بھتیجیاں نیچے تک۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۲: از شہر بریلی سبزی منڈی مسئلہ کبیر احمد میاں ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی نواسی زوجہ اول سے اور زید کا لڑکا زوجہ ثانیہ سے جس کو ایک شخص غیر نے پالا ہے، کیا پسر زید زید کی نواسی کی لڑکی سے عقد کر سکتا ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

حرام ہے، وہ اس کی بھانجی کی بیٹی ہے اس کی نواسی کی جگہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم /

^۲ القرآن الکریم /

^۳ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۴ مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ کتاب النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۲

^۵ جامع الرموز کتاب النکاح مکتبۃ الاسلام گنبد قاموس ایران ۴۴۹/۱

مسئلہ ۲۶۳: از فتح پور محلہ سید واڑہ مرسلہ نور خاں محرر، محمد یار خاں وکیل ہائی کورٹ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر دونوں کی عورتیں رشتہ میں سگی بہنیں تھیں، زید کی بی بی کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں، منجملہ ان کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی مر گئی، اور ایک لڑکی بیوہ موجود ہے، اور بکر کی بی بی کا ایک لڑکا بن بیبا موجود ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب زید کا پہلا لڑکا پیدا ہوا ہے تو بکر کے اس لڑکے نے اپنی خالہ یعنی زید کی بی بی کا دودھ پیا تھا، بعد اس کے تین اولاد کے بعد زید کی یہ لڑکی پیدا ہوئی جو اس وقت بیوہ موجود ہے، اس سے بکر کے کنوارے لڑکے کا نکاح درست ہے یا ہو سکتا ہے جبکہ بکر کے بیٹے نے زید کی بی بی کا دودھ پیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ زید کی بی بی کا دودھ بکر کے بیٹے نے پیا ہے اور زید کی بیٹی یہ اس دودھ شریکی بھائی کی تیسری اولاد کے بعد پیدا ہوئی ہے، بینو اتوجروا۔

الجواب:

ان دونوں کا نکاح حرام قطعی ہے، وہ آپس میں سگی بھائی بہن ہیں، تین یا تیس اولاد کے بعد اس لڑکی کا پیدا ہونا زید کی بی بی کو بکر کے بیٹے کے ماں باپ ہونے سے خارج نہ کرے گا۔ نہ ان کی کسی اولاد کو پسر بکر کے بھائی بہن ہونے سے، قال اللہ تعالیٰ: **وَآخَوْتُكُمْ مِّنَ الرِّضَاعَةِ**^۱ (اور تمہاری رضاعی بہنیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۴: از نواب گنج بریلی مرسلہ سید نثار حسین صاحب ۱۵ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

زید کی زوجہ ہندہ کی ہمیشہ زائدہ ہے، زائدہ کے زید سے بلا نکاح لڑکا پیدا ہوا، ہندہ کے ساتھ زید کا نکاح رہا یا نہیں؟ اور زائدہ کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینو اتوجروا

الجواب

ہندہ بدستور اس کے نکاح میں ہے، سالی کے ساتھ زنا حرام مگر عورت کو حرام نہیں کرتا، زائدہ سے جب تک ہندہ اس کے نکاح میں ہے نکاح نہیں کر سکتا، اگر ہندہ مر جائے تو اسی وقت یا یہ اسے طلاق دے دے تو عدت گزرنے پر زائدہ سے نکاح کر سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۵: از لاہور مسجد بیگم شاہی، مسئولہ مولوی احمد الدین صاحب ۶ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

زید نے ہندہ سے نکاح کیا بحالت نابالغی ہندہ زید نے اس سے وطی کی، بعد وطی ہندہ کو طلاق دے دی

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

اس نے عمرو سے نکاح کیا عمرو سے ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی تو یہ لڑکی زید پر حرام ہے یا نہیں؟ ماں سے محض نکاح بیٹی کو حرام کرتا ہے یا نہیں، یونہی بیٹی سے نکاح ماں کو؟ دونوں میں وطی شرط حرمت ہے یا نہیں؟ اور وطی کے لیے کیا بلوغ مدخولہ شرط ہے؟ بینواتو جروا

الجواب:

شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ بیٹی سے مجرد نکاح ماں کو حرام ابدی کرتا ہے وطی کی شرط نہیں، قال تعالیٰ: **وَأَقْبَهُتُ نِسَاءَكُمْ**¹ (تمہاری بیویوں کی مائیں۔ ت) اور وطی ہو تو بدرجہ اولیٰ نکاحا ہو تو بالاجماع اور بلا نکاح ہو تو ہمارے نزدیک اور ماں سے مجرد نکاح بیٹی کو حرام نہیں کرتا جب تک وطی نہ ہو، قال تعالیٰ:

تمہاری مدخولہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں، اور اگر تم نے بیویوں سے دخول نہ کیا تو تم پر ممانعت نہیں۔ (ت)	وَرَبَّائِكُمُ الَّذِينَ فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الَّذِينَ دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ²

ہاں اگر وطی ہو تو تحریم لائے گی اسی تفصیل پر کہ نکاح میں بالاجماع اور بلا نکاح ہمارے نزدیک تو وہ صغیرہ نابالغہ جس سے زید نے صحبت کی پھر طلاق دے دی اور اس نے دوسرے سے نکاح کیا اور اس سے اس عورت کے بیٹی پیدا ہوئی یہ بیٹی قطعاً شوہر اول پر حرام ہے کہ جب صحبت کی "دخلمت بھن" صادق آگیا بلوغ کی شرط نہیں۔ ہاں اگر صغیرہ چار پانچ برس کی ہو جہاں ایلاج حشفہ ممکن نہ ہو تو البتہ حرمت نہ ہوگی کہ صحبت نہ ہوگی اور مدخولہ کی ماں مطلقاً حرام ہے خواہ مدخولہ بالحلل ہو یا بالحرام، اور زوجہ کی والدہ ابداً اپنی ماں کی طرح ہے زوجہ کے مرنے یا طلاق ہو کر عدت گزرنے کے بعد بھی کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۶: از موضع سندھولی ضلع بریلی مسئلہ غفور صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ علاوہ چچی و پھوپھی و ممانی و دادی و نانی و والدہ وغیرہ کے رشتہ داروں میں کسی عورت سے نکاح جائز ہے؟ بینواتو جروا

الجواب:

چچی اور ممانی سے بھی نکاح جائز ہے، نسبی رشتوں میں چار قسم کی عورتیں حرام ہیں، ایک وہ کہ یہ جن کی اولاد سے ہے جیسے ماں، دادی، نانی کتنے ہی اوپر کی ہوں۔ دوسری وہ جو اس کی اولاد ہیں، جیسے بیٹی، پوتی، نواسی کتنے ہی نیچے کی ہوں۔ تیسری وہ جو اس کے ماں یا باپ کی اولاد خواہ اولاد در اولاد جیسے بہن، بھانجی، بھتیجی اور ان کی

¹ القرآن الکریم ۲۳/۴

² القرآن الکریم ۲۳/۴

اور بھائیوں بھتیجیوں کی اولاد کتنی ہی دور ہوں۔

چوتھی وہ کہ ماں باپ کے سوا اور جن کی اولاد سے یہ شخص ہے جیسے دادا، دادی، نانا، نانی کتنے ہی اوپر کے ہوں ان کی خاص اپنی اولاد جیسے اپنی پھوپھی خالہ یا اپنے ماں یا دادا یا دادی یا نانا یا نانی کی پھوپھی خالہ، ان لوگوں کی اولاد کی اولاد حرام نہیں جیسے پھوپھی کی بیٹی یا خالہ کی بیٹی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۷: از موضع سندھولی ضلع بریلی مسئلہ غفور صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک کنواری لڑکی کا حمل زید سے رہ گیا اس کے والدین نے عمرو کے ساتھ نکاح کر دیا، اب علمائے دین کی خدمت بابرکت میں استغاثہ ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ جس کا نطفہ ہے اس کے ساتھ نکاح جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمرو کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے۔

الجواب:

نکاح عمرو سے بھی جائز ہے مگر عمرو کو اس کے پاس جانا منع ہے جب تک بچہ پیدا نہ ہو، یہ اس صورت میں ہے کہ حمل زنا کا ہو، اور اگر زنا نہ ہو بلکہ شبہ اور دھوکے سے زید اس کے ساتھ ہمبستر ہوا تو بیشک جب تک بچہ نہ ہو لے دوسرے سے نکاح جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۸:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا پھر اس کی بہن کو بھی گھر میں ڈال لیا اب زید کا ہندہ سے وطی کرنا کیسا ہے اور دونوں بہنوں کی اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بَيِّنُوا تَوَجُّوْا۔

الجواب:

اگر دوسری کو بلا نکاح گھر میں ڈال لیا تو پہلی سے وطی بدستور جائز ہے اس سے جو اولاد ہوگی اولاد حلال ہے، اور اس دوسری سے صحبت حرام و زنا ہے اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا ہوگی، اور اگر دوسری سے بھی نکاح کر لیا تو جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا پہلی سے وطی حلال ہے۔ لیکن جس وقت اس دوسری کو ہاتھ لگائے گا پہلی سے قربت بھی حرام ہو جائے گی، جب تک اس دوسری کو چھوڑے اور اس کی عدت گزرے اس وقت تک پہلی حرام ہے، اس صورت میں دونوں عورتوں سے اس کے بعد جو اولاد ہوگی اگرچہ اسی کی ٹھہرے گی ولد الزنا نہ ہوگی مگر ولد الحرام ہوگی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۹: ۳ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

زید کے والد نے زید کی زوجہ سے زنا بالجبر کیا، عورت نے زید سے کہہ دیا، اس پر زید نے اپنی عورت کو طلاق دے دی جس کو عرصہ تین ماہ کا ہو گیا اس کے بعد زید سے عورت نے کہا کہ تم نے مجھ پر تہمت رکھا تھا، اس لیے

میں نے یہ غلط بات بیان کی، زید نے عورت کو طلاق دی اب وہ اپنی اس عورت کو نکاح میں رکھ سکتا ہے؟
الجواب:

اگر زید نے صرف عورت کے بیان پر اس کو طلاق دے دی تو طلاق ہو گئی مگر ہمیشہ کے لیے اس کا زید پر حرام ہونا ثابت نہ ہوا۔ جب تک زید خود اس کی تصدیق نہ کرے لیکن سائل نے بیان کیا کہ زید نے تین طلاقیں دیں زید گنہ گار ہوا اور عورت سے اب بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کر سکتا، یوں اسے رکھے گا تو حرام ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۰: مرسلہ قاضی محمد ابراہیم و قاضی نیاز الدین صاحبان صدیقی صابون فروش سنہ دروازہ اندر جھانسی کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں: ایسی عورتیں جو آوارہ ہیں، بے پردہ رہتی ہیں، کھلے بندوں چلتی پھرتی ہیں۔ زنا بھی ان سے ثابت ہو اور حمل بھی گرائے گئے ہوں یا طوائف وغیرہ۔ تو ایسی عورتوں کا نکاح بلا استبراء رحم جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

الجواب:

اگر وہ کسی کی منکوحہ نہیں تو بلا استبراء رحم بلکہ خاص حالت زنا میں اس سے نکاح جائز ہے مگر حمل خود اس نکل کا نہ ہو تو اسے قربت جائز نہیں جب تک وضع حمل نہ ہو جائے لئلا یسقی ماء ذرع غیہہ درمختار^۱ (تاکہ اس کا پانی دوسرے کی کھیتی کو سیراب نہ کرے۔ درمختار۔ ت)

مسئلہ ۲۷۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

ایک شخص نے اپنے حقیقی بیٹے کی بی بی سے زنا کیا اور عورت اس کی مقرر ہے مرد یعنی جس نے زنا کیا اس کو تمام برادری کے لوگوں نے علیحدہ کر دیا اس سے بات چیت سب بند ہے سلام وغیرہ سب لوگ نہیں کرتے اور مرد زانی نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار بلکہ جب لوگ کہتے ہیں کہ تو نے بڑا بھاری گناہ کیا تو کہتا ہے کہ خطا ہوئی کیا کریں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ عورت کیا اب خاوند اصلی کے پاس رہ سکتی ہے اور اس کے لیے حلال ہے یا کہ دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور کیا اس عورت کو خاوند سے طلاق لینے کی بھی ضرورت ہے اور کیا جب تک وہ طلاق نہ دے اس وقت تک غیر سے نکاح نہیں کر سکتی؟ اور بعض مولوی صاحب کہتے ہیں کہ بلا طلاق دیئے غیر سے نکاح نہیں کر سکتی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ طلاق کی ضرورت نہیں وہ عورت اپنے خاوند اصلی کے لیے حرام ہو گئی اور کیا یہ عورت مہر لے سکتی ہے؟

^۱ درمختار فصل فی المحرمات مجتہائی دہلی ۱۸۹/۱

الجواب:

شوہر اگر مانتا ہے کہ ایسا ہوا تو عورت اس پر ہمیشہ کو حرام ہو گئی، کسی حیلہ سے اس کی زوجیت میں نہیں آ سکتی، اس پر فرض ہے کہ اسے فوراً جدا کر دے متار کہ کرے، مثلاً کہہ دے میں نے تجھے چھوڑا ہے اس کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اس لیے زیادہ طلاق کی بھی حاجت نہیں، اور اگر شوہر کو امر مذکور کا وقوع تسلیم نہیں تو صرف عورت کے کہنے سے ثبوت نہیں ہو سکتا، اگر شوہر نے طلاق نہ دی وہ اس کی عورت ہے اور دی تو جیسی طلاق دی ویسا حکم، اگر تین طلاقیں دیں تو بے حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ رہا مہر وہ تمام صورتوں میں مطلقاً لازم ہے مہر متاخر میں عورت کو لینے کا اختیار بعد متار کہ یا طلاق یا موت ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۲: از مقام اکثرہ ضلع بلاسپور مسئولہ حامد علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے زنا کیا، اب کیا یہ بیوی اپنے اصلی شوہر جو کہ زانی کا لڑکا ہے پاس رہ سکتی ہے؟ اور اگر نہیں رہ سکتی تو دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور شوہر اول سے مہر لینے کی مستحق ہے کہ نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

یہ کہ زنا کیا، جھوٹ بک دینے سے ثابت نہیں ہو سکتا اس کے لیے چار شاہد چاہئیں، بغیر اس کے زید کا باپ اگر اقرار بھی کرے اور زید باور نہ کرے تو اس کا اقرار زید پر حجت نہیں۔ ہاں اگر شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے یا زید اس کی تصدیق کرے تو عورت زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی مگر ابھی نکاح سے نہ نکلی، دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک زید اسے نہ چھوڑے، اور اس صورت میں زید پر فرض ہو گا کہ فوراً اسے چھوڑ دے، اس کے بعد عورت عدت کرے بعد عدت سوائے زید کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، زید پر اس کا مہر بہر حال لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۳: از کولمبوسیلون مسئولہ عبدالقادر صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور کن کن سے ناجائز؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

وہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ، دادا، نانا، جو اس کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا، پوتا، نواسا، ان کی بیبیوں سے نکاح حرام ہے اور خسر کی بی بی سے بھی حرام ہے جبکہ وہ اپنی زوجہ کی حقیقی ماں ہو، باقی رشتہ داروں کی بیبیوں سے ان کی موت یا طلاق و انقضائے عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۶ تا ۲۷۷: از کوہ رانی کھیت کو ٹھی انجینئر اسپیل مرسلہ غلام محمد صاحب ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

(۱) شیعہ مذہب کا نکاح سنی مذہب کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ لڑکا اور اس کا باپ شہادت دلاتے ہیں کہ ہم سنی مذہب ہیں اور اگر تم شیعہ سمجھتے ہو تو اپنے دل کے اطمینان کے واسطے ہمیں سنی مذہب کرلو، اور جوان کے ہم وطن ہیں وہ کہتے ہیں ہم لوگ شیعہ ہیں اور ان کے گاؤں میں سنی مذہب رہتے ہیں اور ان کے خاندان سے واقف ہیں کہ یہ سنی مذہب ہیں اس پر یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ انھیں ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا برتاؤ کرتے دیکھا، اور بعض مسلمان کہتے ہیں کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ مذہب میں نہیں ہیں اور ان کے والد کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے۔

(۲) اور دو شخص نے یہ کہا کہ لڑکی کا باپ اور لڑکے کی ماں کچھ تعلق رکھتے ہیں اس پر لڑکی کے باپ نے قرآن شریف لا کر کہا کہ اس کو اٹھاؤ، وہ انکار کیا اور چلا گیا اور کوئی ثبوت نہ ہوا۔

(۳) جب برات گئی اور لڑکی کا بھائی مولانا صاحب کے پاس گیا کہ نکاح پڑھانے کو آئیں گے یا نہیں، تو انھوں نے کہا میں نہیں جاؤں گا تو کون آئے گا، نکاح کے وقت وہ نہیں آئے اور کہا کہ جو کوئی ان کا نکاح پڑھائے گا اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی۔ بینواتو جروا

الجواب:

(۱) رافضیوں میں تقیہ ہے، بے حاجت بھی تقیہ کرتے ہیں۔ حاجت کے وقت کا کیا اعتبار اور اشتباہ مٹانے کی کیا صورت کہ تقیہ وہ ملعون چیز ہے جس کا کرنے والا سب کچھ کہہ لے گا۔ خالص اسلام بولے اور دل میں کفر بھرا ہوگا۔ رافضیوں کی شہادت کہ یہ سنی ہے کیا معتبر ہو سکتی ہے، رافضی کی گواہی کچھ معتبر نہیں لا ایمان لھم (ان کا ایمان ہی نہیں۔ ت) بعض مسلمانوں کی گواہی کہ یہ شیعہ نہیں اور مسلمانوں کی شہادت کہ انھیں شیعہ برتاؤ کرتے دیکھا، یہ شہادت اثبات ہے اور وہ شہادت نفی جو مقبول نہیں۔ لہذا یہ نکاح ہر گز نہ کیا جائے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد قیل^۱ (حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایسے خیالی بیانوں سے ناجائز تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اس کے رافضی ہونے کے سبب جس نے نکاح پڑھانے سے انکار کیا بہت اچھا کیا اور وہ حکم

^۱ صحیح بخاری کتاب العلم باب الرحلة فی المسألة النازلة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹/۱

جو اس نے بیان کیا اگرچہ مطلق نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ جب رافضی کے ساتھ سنیہ کا نکاح جائز و حلال جانا تو خود اس کی عورت نکاح سے نکل جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۷: از رانی کھیت صدر بازار مسئولہ محمد ابراہیم خان صاحب ۱۴ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک خان تبت کا اور اس کا لڑکا اپنے آپ کو سنت جماعت بتاتے ہیں اور قرآن شریف کے رو سے اپنا طریقہ سنت و جماعت بتاتے ہیں اور قریب ۳۵،۳۰ سال سے رانی کھیت میں رہتے ہیں، اب سب لوگ ان کو رافضی مذہب کا کہتے ہیں، اب دریافت یہ کرنا کہ سنی کی لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یہ شخص غریب ہے سب لوگ عداوت سے رافضی کہنے لگے ہیں ان کے سب طریقے روزے، زکوٰۃ، نماز کے اہل سنت و جماعت کی طرح ہیں، رانی کھیت کی مسجد کے مولانا نے جن کا نام عبدالرحمن ہے نکاح نہیں پڑھایا کہ رافضی کا نکاح سنی سے نہیں ہو سکتا عداوت سے سب مسلمان ایک ہو گئے ہیں۔ بینواتو جروا

الجواب:

بلاوجہ عداوت سے سب مسلمانوں کا ایک ہو جانا معقول نہیں اور رافضیوں کا تقیہ معلوم ہے اور نکاح امر عظیم ہے احتیاط لازم ہے، حدیث میں فرمایا: کیف وقد قیل^۱ (کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے۔ ت) ہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۸: از لکھنؤ بنگال بنک ڈاکخانہ حضرت گنج مسئولہ عبدالرحیم صاحب

مسئلہ ذیل میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کی سسرال کے رشتہ کے ماموں کا لڑکا اور زید کی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

اپنے حقیقی ماموں کے بیٹے سے بیٹی کا نکاح جائز ہے۔ سسرال کے رشتہ کا ماموں تو بہت دور ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو مثل رضاعت وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۹: از شہر اکیاں تھانہ کیو کوٹ موضع کاؤنچی بازار مرسلہ مولوی سکندر علی صاحب بنگالی طالب علم مدرسہ نیاز یہ خیر آباد ضلع سیتاپور ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

تمھاری کیا رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے اس

ماقولکم ما حکم اللہ تعالیٰ فی ہذہ

^۱ صحیح بخاری کتاب العلم باب فی المسألة النازلة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹/۱

المسألة شخص قاسم زنی را کہ در قرابتش بنت بنت رضاعی مربرادر حقیقی قاسم باشد بحالہ نکاحش آورد و وطن او چنان بود کہ موافق مذہب خود جائز ست، از علما ہم استفتا نموده بود، ایشان بصحت نکاحش قضا نمودند، پس از چندے علمائے احناف بعدم جواز نکاحش فتویٰ می دادند و جماعت مسلمین را باو مجالست و امواکلتش منع می کنند مادامیکہ تفریق نکاحش نکنند۔	مسئلہ میں، کہ قاسم نامی ایک شخص نے اپنے قریبیوں میں سے ایک عورت جو کہ قاسم کی حقیقی بھائی کی رضاعی نواسی ہے، سے نکاح کیا اور اس کا خیال تھا کہ اپنے مذہب میں یہ جائز ہے اور اس نے علماء سے بھی پوچھا تو انھوں نے بھی اسے جائز کہا، اس کے بعد چند حنفی علماء نے اس نکاح کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا اور مسلمانوں کو نکاح کرنے والوں کے ساتھ میل جول اور کھانے پینے سے منع کر دیا تا وقتیکہ وہ اس نکاح کو ختم کر کے علیحدگی اختیار نہ کر لیں۔ (ت)

جواب بنگالیاں

بر تقدیر صدق مسئلہ عنہا علمائے شریعت غرّا و فضلائے طریقت بیضا بالخاصہ فقہائے مذہب حنیف و علمائے ملت منیف می نگارند کہ چون علمائے مذہب مستمرہ شاں مجتہد باشند یا مقلد ظنّاً یا سہوّاً عملے کنند و حکمے بکارے صادر نمایند و قضا بر آں تنفیذ فرمایند، پس آں دانستند و وقوف یافتند کہ ہماں عمل و فعل زیشاں بظہور پیوستہ بطبق مذہب شاں نپر داخستہ و بمشرب یکے از ائمہ و دیگرے کہ معدود و محدود بہ سنت جماعت ست در پیوستہ پس بار دیگر تنقیض و تردید آہا کردن روا و جائز نباشد بل بمہمیں مسلک تقلید نموده کہ ہم خالی از تلفیق دارد ہماں عمل و فعل رالا محالہ	مسئلہ صورت کے صدق پر علمائے شریعت اور طریق حق کے ناقلین خصوصاً فقہائے مذہب حنیف اور علمائے ملت لکھتے ہیں کہ جب مروجہ مذاہب کے مجتہد یا مقلدین میں سے کوئی اپنے ظن سے یا غلطی سے کسی کام کا حکم صادر کریں اور اس پر فیصلہ بطور قضاء نافذ کر دیں، اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ عمل یا کام ان کے مذہب کے خلاف ہے اور کسی دوسرے اہلسنت کے امام کے مسلک میں جائز ہے تو اس عمل اور کام کو کالعدم کرنا جائز نہیں بلکہ دوسرے جائز قرار دینے والے مسلک کی تقلید میں اس کو جائز اور نافذ رکھنا چاہئے، اس سے اپنے مروجہ مذہب سے خروج اور دوسرے مذہب کو اختیار کرنا لازم نہ آئے گا۔ پس قاسم مذکور کا مذکورہ نکاح اگرچہ حنفی مذہب کے خلاف ہے مگر اہل ظواہر کے مسلک مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ

اہلسنت وجماعت ہیں کے ہاں نکاح درست ہوا، نیز علمائے احناف نے جب غلطی سے اس نکاح مذکورہ کو جائز گمان کیا تو ان کے گمان میں جائز ٹھہرا کہ حقیقی بھائی کی رضاعی نواسی سے قاسم کا نکاح درست قرار دے کر کر دیا اور ان کی نظر میں امام شافعی جیسے اہل ظواہر کے مسلک پر اس کا جواز معلوم ہوا تو اب علمائے احناف کو ہر گز جائز نہیں کہ وہ اس نکاح کو فاسد کریں اور تفریق کریں، کیونکہ جماعت کی اور ایک سنت اور مسلک کی تحقیر لازم آئے گی جو کہ عند اللہ گمراہی کا موجب ہے، جیسا کہ علامہ شامی نے علامہ شرنبلالی سے ردالمحتار میں عقد الفرید سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو عمل کے بعد بھی دوسرے کی تقلید جائز ہے جیسا کہ اپنے مذہب کے مطابق نماز کو صحیح سمجھ کر ادا کیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے مذہب صحیح میں نہیں ہوئی مگر دوسرے امام کے مذہب میں صحیح ہو گئی تو اب دوسرے امام کی تقلید کرتے ہوئے نماز کو صحیح قرار دینا جائز بشرطیکہ نماز پڑھتے وقت اسی نے تحریر کی ہو جیسا کہ بزازیہ میں فرمایا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ حمام کے پانی سے جمعہ کا غسل کیا پھر بعد میں بتایا گیا کہ حمام میں چوہا مرا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے بھائی اہل مدینہ کے مسلک کو اپناتے ہوئے کہ جب پانی دو^۲ قلعے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا اس پر عمل پیرا ہیں اھ اور نیز انھوں نے در مختار کے قول

صحیح و درست دارند و نیز ازیں تقلید ظنی از مذہب مستمرہ خود خارج نہ شوند و منسوب بدان مذہب دیگر نکرند پس مناکحت قاسم بدیں منوال بہمیں مقال صادق ست کہ لاریب ولا محالہ صحیح و نافذ گردیدہ است اگرچہ بالفرض والتقدیر مخالف مذہب حنفی آمدہ لیکن بمسک اہل ظواہر کمثل امام ہمام شافعی علیہ رضوان الباری وغیرہ کہ مسلوک و مشمول بسنت جماعت ست پیرداختہ در پیوستہ کہ علمائے احناف بظن جواز مذہب شان مظنون شدہ بنت بنت رضاعی را مربرادر حقیقی قاسم مذکور بود حکم نکاحش دادہ بودند بحالتیکہ در تحت حجاب ممنوعات کلیہ حنفیہ مجبوب و مستور بودہ و در ضمن ضابطہ مامور بہا محملات اہل ظواہر کہ ہنجوں شافعی وغیرہ ہستند مکشوف و مظہر ماندہ پس ہر گز علماء احناف را نمی رسد کہ تفریق و افساد در نکاحش کنند کہ آں مستلزم تحقیر تنکیر سنت جماعت کرد و حقارت یکے را از سنت عند اللہ بموجب ضلالت دارد، کما قال العلامة ابن عابدین الشامی الحنفی فی ردالمحتار ناقلًا عن العلامة الشرنبلالی فی عقد الفرید، ان له التقليد بعد العمل كما اذا صلى ظانًا صحتها على مذهبه ثم تبين بطلانها في مذهبه وصحتها على مذهب غيره فله تقليده ويتحرى بتلك الصلوة على ما قال في البزازیة انه روى عن ابی یوسف انه صلى الجمعة مغتسلًا من الحمام ثم اخبر بفارة في بئر الحمام، فقال ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثًا^۱ اھ

^۱ ردالمحتار مطلب فی حکم التقليد والرجوع عنه دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۱

"امام المقلد" کے تحت فرمایا کہ قنیہ نے محیط وغیرہ سے نقل کیا اور اس پر فتح القدیر میں محقق اور ان کے شاگرد علامہ قاسم نے جزم کیا ہے اور بحر میں دغوی کے طور پر کہا کہ قاضی مقلد نے اگر غیر کے مذہب یا ضعیف قول یا روایت پر فیصلہ دے دیا تو وہ نافذ ہوگا، اور اس سلسلہ میں بہترین استدلال بزازیہ کی شرح طحاوی سے منقول عبارت ہے کہ جب قاضی مجتہد نہ ہو اور کسی کے فتویٰ پر فیصلہ کر دیا ہو تو بعد میں اگر معلوم ہوا کہ اس نے اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ دیا ہے تو فیصلہ نافذ رہے گا، اور دوسرا قاضی اس کو رد نہیں کر سکتا، ہاں وہ خود کالعدم کر سکتا ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یوں منقول ہے، اور دوسرے امام یعنی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خود اس قاضی کو بھی کالعدم کرنے کا حق نہیں کیونکہ عمل نافذ ہو جانے پر گویا کہ قاضی نے نافذ کر دیا ہے اور نافذ شدہ کو کالعدم نہیں کہا جاسکتا، اور اہل ظواہر کا مذہب بھی اہلسنت میں شامل ہے اور اس کا صرف فروعی اختلاف رضاعت کے بارے میں احناف سے ہے یہ بھی امام شافعی کی طرح ہیں۔ چنانچہ شارح مسلم شریف امام نووی نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے، کہ اس میں صرف اہل ظاہر اور ابن علیہ کا خلاف ہے کہ وہ کہتے ہیں دودھ پینے والی لڑکی اور مرد کے درمیان رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اور اس کو مازری نے

وايضاً فيه تحت قول الدرالمختار واما المقلد الخ نقله في القنية عن المحيط وغيره وجزم به المحقق في فتح القدیر وتلبيذه العلامة قاسم وادعى في البحران المقلد اذا قضى بمذهب غيره وبرواية ضعيفة او بقول ضعيف نفذ۔ اقوى ما تمسك به مافى البزازیة عن شرح الطحاوی اذا لم يكن القاضي مجتهداً وقضى بالفتوى ثم تبين ان على خلاف مذهبه نفذ وليس لغيره نقضه وله ان ينقضه كذا عن محمد وقال الثاني ليس له ان ينقضه ايضاً¹۔ لان امضاء الفعل كامضاء القاضي لا ينقض²، و دليل مذہب الظاهر کہ لمصنوع بہ سنت جماعت ست ومخالف فرعی در باب رضاعت باحناف می دارند همچون امام ہمام شافعی وغیرہ ہستند ہمیں ست چنانچہ شارح مسلم امام نووی در شرح آں مے نگارند ولم يخالف في هذا الا اهل الظاهر وابن عليّة فقالوا لا تثبت حرمة الرضاع بين الرجل والرضيع ونقله المازري

¹ رد المحتار مطلب في حكم التقليد والرجوع عنه دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۲/۱

² رد المحتار مطلب في حكم التقليد والرجوع عنه دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۱/۱

عن ابن عمر وعائشه (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) واحتجوا بقوله تعالى وامهتكم التي ارضعنكم واخواتكم من الرضاعة ولم يذكر البنت والعبة كما ذكرهما في النسب¹ وامام ابو عیسیٰ ترمذی در جامع ترمذی شان می آرند حدثنا الحسن بن علی اخبرنا ابن نمیر عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشه قالت جاء عی من الرضاعة يستأذن علی فابیت ان اذن له حتی استأمر رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلیج علیک فانه عمک قالت انما ارضعتنی المرأة ولم یرضعنی الرجل قال فانه عمک فلیج علیک هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذه عند بعض اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وغیرهم کر هو البن الفحل والاصل فی هذا حدیث عائشه وقد رخص بعض اهل العلم فی لبن الفحل والقول الاول اصح² رواه الترمذی

عبداللہ بن عمر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کیا ہے اور اصحاب ظواہر نے اپنی دلیل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دودھ پلانے والی تمھاری ماؤں اور تمھارے رضاعی بھائیوں کو ذکر کیا ہے اور بیٹی اور پھوپھی کو ذکر نہیں کیا جس طرح ان کو نسب میں بیان فرمایا ہے اور امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں بیان کیا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی انھوں نے ابن نمیر انھوں نے ہشام انھوں نے اپنے باپ عروہ انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انھوں نے فرمایا میرا رضاعی چچا آیا اور اس نے میرے ہاں آنے کی اجازت چاہی تو میں نے انکار کیا حتیٰ کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا وہ تیرے ہاں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تیرا چچا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے نہیں پلایا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے وہ داخل ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور اس پر عمل ہے بعض صحابہ کرام کا اور ان کے غیر نے دودھ والے خاوند یعنی رضاعی باپ کو داخل ہونا مکروہ کہا ہے اور اصل ثبوت حضرت عائشہ کی حدیث ہے، اور بعض اہل علم نے دودھ والے باپ (رضاعی باپ) کو داخل ہونے کی اجازت دی ہے، اور پہلا قول صحیح ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے،

¹ شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۶۶/۱

² جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ما جاء فی لبن الفحل امین کمپنی کراچی ۱/۱۳۷

اور شامی نے کہا کہ اور اس کی نظیر وہ ہے جس کو علامہ بیرونی نے اشباہ پر اپنی شرح کے ابتداء میں ہدایہ کی شرح سے نقل کیا یہ شرح ابن شخنہ کی ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ جب حدیث صحیح ہے جو کہ مذہب کے مخالف ہے تو عمل حدیث پر ہوگا، اور یہی امام کا مذہب ہوگا اور اس حدیث پر عمل سے مقلد، امام صاحب کی تقلید سے خارج نہ ہوگا کیونکہ امام ابو حنیفہ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب حدیث صحیح ہو تو وہ میرا مذہب ہے، اس کو ابن عبدالبر نے امام ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے الخ، قاضی خاں اور صاحب ہدایہ نے اہل ظواہر کا مذہب صراحۃً یہی ذکر کیا ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ باپ کی جانب سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں کرتے، اور فقہاء کرام نے اس مسئلہ کو "لبن الفحل" (خاوند کا دودھ) کا عنوان دیا ہے، اور ہدایہ میں کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول میں رضاعی باپ حرام نہیں ہوتا کیونکہ رضاعت میں حرمت جزئیت کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ دودھ عورت کا جز ہے مرد کا نہیں، بہر حال حنفی فقہ کی کتب میں مذکور دلائل سے ثابت ہے کہ قاسم نامی شخص کا مذکورہ نکاح درست ہو جاتا ہے اور اس کو درست ماننے سے حنفی مذہب

وقال الشامي ونظير هذه ما نقله العلامة بيروني في اول شرحه على الاشباة عن شرح الهداية لابن شحنة ونصه اذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عن ابي حنيفة امام الاعظم انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن ابي حنيفة وغيره من الائمة¹ الخ وقاضی خان وصاحب ہدایہ ہماں مذہب اہل ظاہر نقل بالتصريح فرمودہ اند کہما قال فی فتاویٰ قاضی خاں وقال الامام الهمام الشافعي الحرمة لا تثبت في جانب الاب والفقهاء يسمون هذه المسألة لبن الفحل² وقال في الهداية وفي احد قول الشافعي لبن الفحل لا يحرم لان الحرمة لشبهة البعضية واللبن بعضها لا بعضه³ ہر گاہ از دلائل کتب فقہائے حنفیہ مبین ومبرہن گردید کہ تزویج قاسم نامی نزد علمائے حنفی روا و درست گردیدہ و از اہل مذہب حنفی بیروں

¹ رد المحتار مطلب صح عن الامام انه قال اذ صح الحديث فهو مذہبی احياء التراث بيروت ۳۶/۱

² فتاویٰ قاضی خاں باب الرضاع نوکثر لکھنؤ ۱۸۹/۱

³ الهدایہ باب الرضاع مکتبہ عربیہ کراچی ۳۳۱/۲

سے خارج ہونا لازم نہیں آتا۔ اس کے باوجود اگر مسلمان اس پر لعن طعن کریں گے تو عند اللہ مجرم ہوں گے اور قانون میں سزا کے مستحق ہوں گے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کہ اگر کسی نے مسلمان کو اپنے قول، فعل یا اشارہ سے اذیت دی تو وہ قابل سزا ہے، پس ایسے لوگ جب تک توبہ اور رجوع نہ کریں تو ان سے مل کر کھانا پینا منع ہے جیسا کہ وارد ہے کہ "شریر کی مجلس سے بچو" فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس جل مجدہ کا علم کامل ہے۔ ہماری آخری بات یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین، والصلوة والسلام علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ (ت)	نہ آمدہ باوجود آں اگر جماعت مسلمین بروے زبان طعن ولعن بہ کشایند پس عند اللہ ماخوذ شوند عند الناس مستحق سزا کہا ہو فی کتب الفقہ من اذی مسلماً بقول او بفعل ولوبغض العین عذر^۱ پس ایساں مادامیکہ تائب وائب نہ شوند از مواصلت و مشاربت جماعت مسلمین خارج کردہ شوند چنانچہ وارد شدہ کہ ایاک و مجالسہ الشریع فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ احکم و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

الراقم احقر الحقیق محمد عظیم الدین کیو کتوی بہار یاروی خلف الہدی شیخ اکبر علی سلمہ، بانی مسجد مہتمم مدرسہ اسلامیہ محلہ وی۔

تحریر دیگر تائید آں

ہاں چاروں مذہب حق ہیں اور حق انہی میں دائر ہے، اگر کوئی مجتہد مطلق یا مقلد محض ان کے مذہب پر کوئی عمل یا فعل کرتے ہوئے فیصلہ کرے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ اس کے مذہب کے مخالف ہے اور دوسرے کے مذہب کے موافق ہے اور یہ دوسرا مذہب اہل سنت میں شمار ہو تو اس فیصلہ کو فقہائے احناف باطل و فاسد کرنا جائز نہیں کرتے تاکہ اہل سنت و جماعت کے ائمہ کرام کی تحقیر و تنفیر	آرے مذاہب ائمہ اربعہ جملگی در حق ست و حق بہماں دائرست اگرچہ مجتہد مطلق یا مقلد محض بہ مذہب شان عملی و فعلی قضا کند بعدہ دانستہ کہ مخالف مذہب شان و موافق مذہب دیگرے کہ معدود بسنت جماعت ست بخطائے ظن شان لمصق گشتہ فقہا احناف روانی دارند کہ بار دیگر آں را ابطال و افساد کنند تا موجب تحقیر و تنفیر بمذاہب ائمہ سنت جماعت

^۱ در مختار باب التعزیر جتنبائی دہلی ۱/۳۲۷

لازم نہ آئے، اور اس فیصلہ کو غلط کہنا عند اللہ بڑا گناہ ہے اس لیے علمائے کرام اس سے پرہیز کرتے ہیں، تاریخ میں صحیح روایت موجود ہے کہ حضرت پیر پیران غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک شخص نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد میں کوئی اہم مقام نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے مقلدین کی تعداد بہت کم ہے، حضرت پیر پیران سنتے ہی جلال میں آگئے اور فرمایا کہ میں (عبدالقادر) آج سے امام احمد بن حنبل کا مقلد ہو رہا ہوں جبکہ آپ پہلے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے، سبحان اللہ! اس کی شان اعظم و اکبر ہے، فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ائمہ اربعہ (اللہ تعالیٰ کی رحمت و وسعت ہو ان پر) کی شان میں فرمایا جس کو امام سیوطی نے نقل فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ ہدایت کے اماموں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس امت کے لیے، ہر ایک نے جس کو صحیح سمجھا وہی اس نے اپنایا، اور تمام ائمہ ہدایت پر ہیں، اور تمام اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں، اس کا تمام بیان کشف الخفاء میں ہے۔ لہذا قاسم مذکور کا نکاح حنفی فقہاء کے نزدیک درست ہے اگرچہ بالفرض مذہب کے مخالف ہے اور حنفیت سے بھی خارج نہیں ہوتا جیسا کہ مجیب نے تحریر کیا ہے اس کا اجر و نفع اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے، میں نے اس فتویٰ کو گہری نظر سے دیکھا اور فقہ کی کتب میں اس کی میں نے چھان بین کی تو میں نے اس کو صحیح مطابق قرآن اور موافق ثواب پایا ہے

لازم نہ آئے، اور اس فیصلہ کو غلط کہنا عند اللہ بڑا گناہ ہے اس لیے علمائے کرام اس سے پرہیز کرتے ہیں، تاریخ میں صحیح روایت موجود ہے کہ حضرت پیر پیران غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک شخص نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد میں کوئی اہم مقام نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے مقلدین کی تعداد بہت کم ہے، حضرت پیر پیران سنتے ہی جلال میں آگئے اور فرمایا کہ میں (عبدالقادر) آج سے امام احمد بن حنبل کا مقلد ہو رہا ہوں جبکہ آپ پہلے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے، سبحان اللہ! اس کی شان اعظم و اکبر ہے، فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ائمہ اربعہ (اللہ تعالیٰ کی رحمت و وسعت ہو ان پر) کی شان میں فرمایا جس کو امام سیوطی نے نقل فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ ہدایت کے اماموں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس امت کے لیے، ہر ایک نے جس کو صحیح سمجھا وہی اس نے اپنایا، اور تمام ائمہ ہدایت پر ہیں، اور تمام اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں، اس کا تمام بیان کشف الخفاء میں ہے۔ لہذا قاسم مذکور کا نکاح حنفی فقہاء کے نزدیک درست ہے اگرچہ بالفرض مذہب کے مخالف ہے اور حنفیت سے بھی خارج نہیں ہوتا جیسا کہ مجیب نے تحریر کیا ہے اس کا اجر و نفع اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے، میں نے اس فتویٰ کو گہری نظر سے دیکھا اور فقہ کی کتب میں اس کی میں نے چھان بین کی تو میں نے اس کو صحیح مطابق قرآن اور موافق ثواب پایا ہے

مطابقاً بالکتاب وموافقاً للصواب واللہ اعلم بحقیقة الحال والیہ المرجع والمآل۔ کتب الحقیقہ الراجی الی رحمة ربہ الخلاق عبد الرزاق الکیوکتوی غفرلہ۔	اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقت زیادہ جانتا ہے اور اس کی طرف رجوع ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار عبد الخالق کیوکتوی غفرلہ، نے لکھا ہے۔ (ت)

الجواب:

ایں ہمہ جہل شدید و ضلال بعید و افترا بر شرع مجید ست نکاح بابت بنت الاخیہ بعینہم بھجو نکاح بادر ختر خود ست نسباً باشد یارضاعاً و حرام قطعی ست باجماع ائمہ دین و نص قرآن مبین و صحاح احادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین نسبت جواز ش بامام شافعی خواہ بامام دیگر از ائمہ مسلمین خطائے محض ست و ایں بنگالیاں کہ فتویٰ بجواز ش داده بودند علما نہ بودند بہ ہزاران درجہ بدتر از جہلا بودند و ایںان کہ فتویٰ ملعونہ ایشان رانا فذمی کنند ہمہ ہا حرام خدا راحلال می نمایند بھجو کسان راحرام و سخت حرام ست کہ تصدی بافتانند در حدیث فرمود من افتی بغیر علم لعنة ملئكة السماء والارض^۱ ہر کہ بے علم فتویٰ دہد ملائکہ آسمان و زمین بر او لعنت و بر آن حاکمان و ایں فتوائے نفاذ ہر دو ملعون ست و بر حاکمان و ایں مفتیان توبہ فرض ست ورنہ مسلمان از مجالست ایشان احتراز درزند در پیچ امر فتویٰ از ایشان خواستن حرام ست قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتخذ الناس رؤوساً جهلاً ففسلوا	یہ تمام شدید جہالت اور انتہائی گمراہی ہے اور شریعت پر افتراء ہے، بھائی کی نواسی سے نکاح ایسے ہے جیسا کہ اپنی بیٹی سے، نواسی نسبی ہو یا رضاعی، اور قرآن و حدیث اور اجماع سے یہ حرام قطعی ہے، اس کے جواز کی نسبت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ یا کسی اور امام المسلمین کی طرف کرنا خطائے محض ہے اور جن بنگالیوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے وہ عالم نہیں بلکہ ہزار درجہ جاہلوں سے بھی بدتر ہیں، جنھوں نے بھی یہ ملعون فتویٰ نافذ کیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال کیا اور اسی طرح وہ حضرات جنھوں نے اس کی تصدیق کی انھوں نے حرام ترین کی تصدیق کی، حدیث شریف میں ہے کہ جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں لہذا جنھوں نے یہ فتویٰ دیا اور جنھوں نے اس کو نافذ کیا دونوں ملعون ہیں، نافذ کرنے والے حاکم اور مفتیوں پر توبہ فرض ہے ورنہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان سے بایکٹ کریں اور آئندہ ان سے کوئی فتویٰ طلب کرنا حرام ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ لوگ جاہلوں کو رہنما بنائیں گے تو جب ان سے سوال

^۱کنز العمال ابن عساکر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ موسسة الرسالة بیروت ۱۹۳/۱۰

فَأَفْتُوا بغير علم فضلو واضلوا¹

مفتیان خشم نہ کنند اینکہ گفتہ شد خیر خواہی ایساں بود، حرام خدا راحلال گرفتن وزنائے پدر بادرخش روا داشتن نہ سہل کارے ست۔ ہر کہ بہجوضالت قطیعہ تنبیہ کرد مستوجب شکر است نہ مستحق شکایت وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ² وبراں نیک زانی فرض ست کہ دختر را از تصرف خود و اگر از دو برآں منکوحہ مزنیہ فرض ست کہ پائے کہ دارد از زنائے پدرش بگریزد فوراً فوراً ورنہ آناں و مزوجان آناں و مجوزاں اینہامہ عذاب شدید الی منتظر باشند، نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ،

امام اجل ابو زکریا نووی کہ احد الشیخین مذہب امام شافعی ست و نص او بہچونص امام شافعی ست رضی اللہ تعالیٰ عنہم در شرح صحیح مسلم فرماید اَمَّا رَجُلُ الْمَنْسُوبِ ذَلِكَ اللَّبْنُ إِلَيْهِ لَكُونَهُ زَوْجُ الْمَرْأَةِ أَوْ وَطْئُهَا بِمَلَكَ أَوْ شَبْهَةِ مَذْهَبِنَا وَمَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ كَافَّةً ثَبُوتُ حُرْمَةِ الرِّضَاعَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرِّضِيعِ

کیا جائے گا تو بغیر علم فتویٰ دیگے خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں گے، ان مفتیوں کو یہ کہتے ہوئے خوف خدا نہیں کہ یہ خیر خواہی ہے، اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال بنانا اور باپ بیٹی سے زنا کو جائز کرنا کوئی آسان کام ہے، ہر گز نہیں، اور جس شخص نے ان کی اس گمراہی پر تنبیہ کی وہ شکر یہ کا مسحق ہے نہ کہ شکایت کا، اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرماتا ہے، اس نکاح کرنے والے زانی پر فرض ہے کہ وہ فوراً لڑکی کو آزاد کردے اور جدائی اختیار کرے، اور منکوحہ مزنیہ پر لازم ہے کہ اپنی توفیق کے مطابق رضاعی باپ کے زنا سے فوراً بچے اور جدائی اختیار کرے ورنہ یہ دونوں اور نکاح کو نافذ کرنے والے اور جائز کرنے والے سب اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب کا انتظار کریں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور معافی کا سوال کرتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ شافعی مسلک کے شیخین میں سے ایک برگزیدہ امام ابو زکریا نووی جن کی نص امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے منصوص کی طرح ہے، انھوں نے شرح مسلم شریف میں فرمایا ہے کہ وہ شخص جس کی طرف یہ دودھ منسوب ہے کیونکہ یہ عورت کا خاوند ہے یا لونڈی کا مالک یا شبہ کی بنا پر وطنی کی ہے تو اس کے متعلق ہمارا اور تمام علماء کا مذہب ہے کہ اس کے اور دودھ پینے والے بچے کے درمیان

¹ صحیح بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰/۱

² القرآن الکریم ۲/۲۱۳

حرمت رضاع ہوگی اور یہ اس بچے کا باپ ہوگا اور اس کی دوسری اولاد اس بچے کے بہن بھائی ہوں گے اور اس شخص کے اپنے بھائی بہن اس بچے کے لیے چچا اور پھوپھی ہوں گے اور اس بچے کی اولاد اس شخص کی اولاد قرار پائے گی، اس میں اہل ظاہر وابن علیہ کے بغیر کسی کو اختلاف نہیں۔ شافعی حضرات کے امام کی صاف تصریح ہے کہ ہم اور تمام علماء اس تحریر پر متفق ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے اس میں فرقہ ظاہریہ اور ابن علیہ کے بغیر کسی نے خلاف نہ کیا، تعجب ہے کہ مجیب نے امام نووی کی صرف اتنی عبارت کہ "مخالفت نہیں کی" کو نقل کیا اور اس سے پہلی عبارت کہ "ہمارا تمام علماء کا مذہب تحریم ہے" کو چھپالیا اور پھر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو غلط طور پر اہل خواہر میں شمار کر دیا، حالانکہ ظاہریہ فرقہ تمام ائمہ مجتہدین کے خلاف ہے، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ داؤد ظاہری اور اس کے پیروکار کو اہلسنت سے شمار کرنا انتہائی جہالت ہے، رافضیوں نے ظاہریہ فرقہ کو اہلسنت کہہ کر ان کی باتوں کی وجہ سے اہلسنت پر اعتراض کئے ہیں، شاہ صاحب نے جواب میں رافضیوں کو فرمایا کہ ظاہری فرقہ ہر گز اہلسنت نہیں ہے ان کو اہلسنت کہنا تمہاری انتہائی جہالت ہے جس کی وجہ سے تم سنیوں پر اعتراض کرتے ہو، امام ابن حجر مکی شافعی اپنی کتاب کف الرعاع میں فرماتے ہیں:

جاننا

و یصیر ولدالہ واولاد الرجل اخوة الرضیع و اخواتہ ویکون اخوة الرجل اعمام الرضیع و اخواتہ عمتہ و یكون اولاد الرضیع اولاد الرجل و لم یخالف فی ہذہ الا اهل الظاہر و ابن علیہ¹

اس تصریح صریح میں امام شافعیہ ہیں کہ مذہب ماوہملہ علماء تحریم ست و درو خلاف نہ کردند جزء فرقہ ظاہریہ و ابن علیہ طرفہ آنکہ مجیب عبارت مذکورہ نووی از اینجا نقل کرد کہ لم یخالف فی ہذہ الخ و صدر کلام کہ فرمودہ بودند کہ مذہب ماوہملہ جملہ علماء تحریم ست در پردہ اخفا داشت و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را ظلماً از اہل ظاہر شمر د حالانکہ ظاہریہ طائفہ ایست مخالف ائمہ اربعہ و سائر مجتہدین شاہ عبدالعزیز صاحب گفتہ انداؤد ظاہری و متبعانش را از اہل سنت و جماعت شمر دن در چہ مرتبہ از جہل و سفاہت ست رافضیاں کہ ظاہریہ راسنی گرفتہ باقوال ایشاں بر اہلسنت اعتراض می کردند، شاہ صاحب جوابش دادند کہ فرقہ ظاہریہ ہر گز از اہلسنت نیست، ایں جہل و سفاہت شہاست کہ ایشاں راسنی گرفتہ بر سنیان طعن مے کنید، امام ابن حجر مکی شافعی در کف الرعاع فرماید و اعلم

¹ شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۶

ان الائمة صرحوا بان الظاهرية لا يعتد بخلافهم، ولا يجوز تقليد احد منهم لانهم سلبوا العقول حتى انكرو القياس الجلی¹۔ نیز فرمود لانهم اصحاب ظاہریة محضة تكاد عقولهم ان تكون مسخت، ومن وصل الى انه يقول ان بال الشخص في الماء تنجس او في اناء ثم صبه في الماء يتنجس كيف يقام له وزن، ويعد من العقلاء فضلاء عن العلماء²۔

ہمچنان دیگر اکابر شافعیہ تصریح بلبن فحل کردہ اندو در مذہب خود بوی از خلاف نہ دادہ اند واجلہ اور امذہب ائمہ اربعہ واصحاب ایشاں وفقہائے امصار گفتہ اند امام احمد عسقلانی شافعی در ارشاد الساری فرمود فیہ دلیل علی ان لبن الفحل یحرم حتی تثبت الحرمة فی جهة صاحب اللبن کما تثبت فی جانب المرضعة فان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اثبت عبومۃ الرضاع والحقہا بالنسب و هذا مذہب الشافعی

چاہئے کہ ائمہ کرام نے تصریح کی ہے کہ ظاہر یہ فرقہ کے مخالف ہونے کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کی تقلید جائز ہے، کیونکہ وہ مسلوب العقل لوگ ہیں حتی کہ وہ قیاس جلی کا بھی انکار کرتے ہیں، نیز انھوں نے فرمایا کہ یہ لوگ محض ظاہری ہیں تقریباً بے عقل ہیں، اور یہاں تک کہہ گئے اگر کوئی شخص پانی میں پیشاب کرے تو پانی ناپاک ہے اور اگر کسی برتن میں پیشاب کر کے پانی میں ڈال دے تو پانی پاک ہے ناپاک نہ ہوگا۔ تو ایسے لوگ کس شمار میں ہیں، ان کو اہل عقل میں شمار کرنا کیسے مناسب ہے چہ جائیکہ ان کو علماء میں شمار کیا جائے۔ اسی طرح دیگر شوافع حضرات نے بھی اس کے بارے میں واضح تصریحات کی ہیں اور انھوں نے اس مسئلہ میں کہیں بھی اختلاف ظاہر نہیں کیا اور بڑے بڑے ائمہ شوافع نے اس مسئلہ کو متفقہ علیہ اور چاروں اماموں کا مسلک قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ائمہ کے اصحاب اور علاقوں کے تمام فقہاء کا یہی مسلک ہے چنانچہ امام احمد عسقلانی شافعی نے اپنی کتاب ارشاد الساری میں فرمایا: اس میں یہ دلیل ہے کہ جس مرد کا دودھ ہے وہ حرمت پیدا کرتا ہے چنانچہ جس طرح دودھ والی عورت کی طرف سے حرمت ثابت اسی طرح اس کے مرد کی طرف سے بھی حرمت ثابت ہوگی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رضاعی چچا کا اثبات

¹ کف الرعاع القسم الرابع عشر باب فی بیان ان مأمرة صغيرة اور کبيرة دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۴۴

² کف الرعاع تنبیہ ادلة التحلیل والرد علیہا دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۸

وابی حنیفہ وصاحبیہ ومالك واحمد كجہور الصحابة و
التابعين وفقهاء الامصار¹ امام حافظ قسطلانی
شافعی در فتح الباری فرماید ذہب الجہور من الصحابة
والتابعين وفقهاء الامصار کابی حنیفہ وصاحبیہ
ومالك والشافعی واحمد واتباعهم الى ان لبن الفحل
یحرم² امام ابو یوسف اردبیلی شافعی در کتاب
الانوار فرماید والفحل الذی منه اللبن ابوة واولاده
من البرضعة وغیرها اخته واخواته³ علامہ زین الدین
شافعی تلمیذ ابن حجر مکی در قرۃ العین فرماید تصیر البرضعة امه
وذواللبن اباه وتسری الحرمة من الرضیع الى
اصولها وفروعها وحواشیہا نسباً ورضاعاً⁴ تا اس
جاہمہ نصوص کبرائے شافعیہ است وصاحب البیت البصر بمافی البیت
وصاحب الدار ادری، امام اجل قاضی عیاض مالکی
در شرح صحیح مسلم فرماید لم یقل احد من ائمة
الفقهاء واهل الفتوی باسقاط حرمة لبن الفحل

فرمایا اور نسب کی طرح قرار دیا ہے اور یہی مذہب امام
شافعی، ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین امام مالک اور امام احمد بن
حنبل کا ہے جس طرح کہ صحابہ اور تابعین اور تمام علاقوں کے
علماء کا یہی مذہب ہے، اور امام قسطلانی شافعی نے فتح الباری میں
فرمایا کہ تمام صحابہ، تابعین اور فقہاء ابو حنیفہ ان کے صاحبین،
مالک، شافعی اور احمد اور ان کے تمام متبعین کا مذہب یہ ہے کہ
دودھ والا مرد بھی حرام ہوتا ہے، امام ابو یوسف اردبیلی شافعی
نے کتاب الانوار میں فرمایا کہ جس مرد سے عورت کو دودھ
اترا وہ دودھ پینے والے بچے کا باپ ہے اور اس کی تمام اولاد خواہ
اس مرضعہ سے ہو یا کسی دوسری عورت سے وہ سب اس بچے
کے بہن بھائی ہوں گے، علامہ زین الدین شافعی ابن حجر مکی کے
شاگرد قرۃ العین میں فرماتے ہیں کہ دودھ پلانے والی، ماں، اور
دودھ والا مرد باپ ہوگا، اور پھر یہ حرمت بڑھ کر بچے سے مرد و
عورت کے اصول وفروع اور ان کے نسبی اور رضاعی متعلقین
تک سرایت کر جاتی ہے، تمام نصوص شافعی حضرات کی اس
مسئلہ میں یہی ہیں، جبکہ گھر والا گھر کی باتوں کو زیادہ جانتا
ہے، برگزیدہ امام قاضی عیاض مالکی صحیح مسلم کی شرح میں
فرماتے ہیں کہ ائمہ فقہاء اور اصحاب فتویٰ میں سے کسی نے
بھی دودھ والے خاوند کی حرمت کو

¹ ارشاد الساری کتاب الرضاع باب لبن الفحل دار الکتب العربی بیروت ۳۳/۸

² فتح الباری کتاب النکاح باب لبن الفحل دار المعرفۃ بیروت ۱۳۰-۳۱/۹

³ الانوار لاعمال الابرار

⁴ قرۃ العین مع شرح فتح العین ارکان النکاح مطبوعہ عامر الاسلام تروز نگاڈی کیرلہ ص ۳۹۰

ساقط نہیں کیا مسوائے ابن علیہ اور اہل ظاہر حضرات کے، اور داؤد ظاہری سے نقل مشہور ہے کہ وہ بھی ائمہ اربعہ کے موافق ہے، برگزیدہ امام بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں فرمایا ہے کہ دودھ والے خاوند کی حرمت تمام ائمہ ابو حنیفہ، شافعی، مالک اور احمد اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ کسی امام نے اس حرمت کے اسقاط کا قول نہیں کیا، یہ ہیں تمام ثقہ ائمہ کی نصوص جو ان سے منقول ہیں، اور وہ جو خانیہ اور ہدایہ میں اس کے خلاف ان ائمہ کی طرف منسوب ہے وہ ان نصوص کے معارض نہیں ہو سکتا کیونکہ بارہا دوسروں کے مذہب کو نقل کرنے میں اکثر لغزش ہو جاتی ہے، شافعی مسلک کے اکابرین میں سے ایک نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا کہ ان کے نزدیک دار الحرب میں حربی عورت سے زنا جائز ہے اور دوسرے نے امام ابو حنیفہ کی طرف کوئے کے حلال ہونے کی نسبت کر دی جبکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں، اور اسی ہدایہ میں امام مالک کی طرف متعہ کے حلال ہونے کی نسبت کر دی گئی حالانکہ امام مالک ایسے شخص پر حد زنا لگاتے ہیں جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ یہ تجربہ کر کے دیکھ اگر تو کریگا تو میں تجھے تیرے ہی پتھروں سے رجم کروں گا۔ بخلاف حنفیہ اور دیگر ائمہ کہ وہ متعہ کو حرام کہتے ہیں مگر حد نہیں لگاتے

الاہل الظاہر وابن علیہ والمعروف عن داؤد موافقة
الائمة الاربعة¹ امام جلیل بدرالدین محمود عینی در عمدۃ القاری
فرماید لبن الفحل یحرم وهو قول ابی حنیفة ومالک
والشافعی واحمد واصحابہم وقال القاضی عیاض لم
یقفل احد من الائمة² الخ (ملخصاً) این ست نقول
ونصوص ائمہ اجلہ ثقات اثبات ونسبتہ کہ در خانیہ و ہدایہ واقع شدہ
معارضش نتوان بود در نقل مذہب غیر بارہا زلت روی نماید،
یکے از اکابر شافعیہ تحلیل زنا بحر بیہ در دار الحرب، و دیگرے اجلہ
شافعیہ حلت غراب بحضرت امام اعظم نسبت کر دوہر دواطل است
در ہمیں ہدایہ حلت متعہ بامام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت نمود
حالانکہ بامام مالک بروئے حد زنا سے زنا نہ کیا ہو قول عبد اللہ
بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذ قال جرب علی
نفسک لان فعلتہا لارجنک باحجارك³ بخلاف
حنفیہ و دیگر ائمہ کہ حرام دانند و تا حد زنا نہ باملکہ جو ازیں نکاح
باطل است ہرگز نہ مذہب امام شافعی است نہ مذہب مہچکس از ائمہ
مجتہدین متبوعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین،
ابن علیہ مردے از محدثین است

¹ شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض مالکی

² عمدۃ القاری باب لبن الفحل ادارة الطباعة المنيرية مصر ۱۳۰۷ھ

³ صحیح مسلم باب نکاح المتعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۵۲۱

عداد در مجتہدین ائمہ نسبت واگر باشد متفرد است و ظاہر یہ خود مبتدعاً مند و مبتدع را در اجماع اعتبارے نیست و وفاتش ملحوظ نشود و بخلافش خلل نہ پزیرند، لانہم لیسوا من الائمة علی الاطلاق کما فی التوضیح وغیرہ لیسوا من امة الاجابة وانما هم من امة الدعوة، کما فی مرقاة المفاتیح وغیرہا، و خود در خصوص ظاہر یہ از امام ابن حجر مکی گزشت کہ مخالفت ایشان اصلاً قابل التفات نیست، پس دریں مسئلہ حکم بخلاف راز نہار مساع نیست اولاً خلاف سنت مشہورہ است کہ ان الله حرم من الرضاع ما حرم من النسب^۱۔

ایں حدیث بالفاظ متنوع و روایات متظاہرہ در دواوین اسلام مروی و منقول است و از صدر اسلام تاحال میان علماء منتقلی بالقبول ہمیں امام ترمذی در ہماں جامع فرماید والعمل علی هذا عند عامة اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خلاصہ یہ کہ نکاح باطل ہے اور کسی بھی امام خواہ شافعی ہو یا کوئی اور مجتہدین میں سے کسی کے مذہب میں جائز نہیں ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ابن علیہ کا شمار محدثین میں تو ہوتا ہے مگر مجتہدین میں نہیں، اور اگر بالفرض ہو بھی تو وہ دوسرے ائمہ سے الگ تھلگ ہے، رہا ظاہر یہ فرقہ تو وہ بدعتی فرقہ ہے جبکہ اجماع کے معاملہ میں بدعتی کا اعتبار نہیں ہوتا، اس کی موافقت اور مخالفت کا کوئی اثر اجماع پر نہیں پڑتا کیونکہ یہ ائمہ میں سے نہیں ہیں، جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ہے، اور امت اجابہ میں سے نہیں بلکہ وہ امت دعوت میں سے ہیں جیسا کہ مرقاة المفاتیح وغیرہ میں ہے، اور خود ظاہر یہ فرقہ کے بارے میں امام ابن حجر مکی کا قول گزرا کہ ان کی مخالفت قابل التفات نہیں ہے لہذا اس مسئلہ میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں اولاً اس لیے کہ اس کا خلاف سنت مشہورہ کے خلاف ہے جو کہ یہ ہے جو نسب کی بناء پر حرام فرمایا ہے وہ رضاعت کی بناء پر بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ کثیر روایات میں ہے اور اسلام کی قانونی کتب میں مروی و منقول ہے اور ابتداء اسلام سے آج تک علماء کے درمیان مقبول ہے، امام ترمذی نے اپنی جامع میں فرمایا کہ اس پر عام صحابہ اور بعد والوں کا عمل ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے

^۱ جامع الترمذی ابواب الرضاع میں کہنی کتب خانہ رشدیہ دہلی ۱۳۶۱ھ

اور سنت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہو سکتا، اور تنویر الابصار میں ہے کہ جب ایک قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا حکم پہنچے تو اس کو نافذ کرے بشرطیکہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع کے خلاف نہ ہو، ثانیاً اس لیے کہ جن لوگوں کا اجماع معتبر ہے ان کے اجماع کے بھی خلاف ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، اور امام شعرانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرمایا ہے کہ ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو رشتہ نسب کی وجہ سے حرام ہے وہ رضاع کی وجہ سے بھی حرام ہے اور اجماع کے خلاف حکم نافذ نہیں ہو سکتا، اور کسی مسئلہ کو ثابت قرار دینے والے ائمہ ثقات خود بھی شاذ حکایات سے غافل نہیں ہوتے بلکہ خود ان کو ذکر کر دیتے ہیں، نیز انھوں نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ اس مسئلہ کا ظاہر یہ اور ابن علیہ کے بغیر کسی نے خلاف نہیں کیا، جیسا کہ امام قاضی عیاض، ابوزکریا نووی شافعی اور امام محمود عینی حنفی سے گزرا فتح المغیث میں ان حضرات کی طرف شاذ امور کو منسوب کرنا تعجب کی بات ہے، اگر بالفرض یہاں کوئی ضعیف قول نقل کیا گیا ہو جیسا کہ فتح القدیر میں تاویل کی گئی ہے تو بھی ضعیف قول اور مرجوح قول پر فتویٰ دینا خود جہالت اور اجماع کے خلاف ہے جیسا کہ علامہ قاسم

وغیرہم لانعلم بینہم فی ذلک اختلافاً^۱ و حکم برخلاف سنت مشہورہ نافذ نہ شود، در تنویر الابصار است اذا رفع الیہ حکم قاض آخر نفذہ الاما خالف کتاباً اوسنة مشہورة او اجماعاً^۲ ثانیاً مخالف اجماع من یتعد باجماع افتادہ ست کما تقدم بیانہ، وامام شعرانی شافعی در میزان الشریعۃ الکبریٰ فرمود اتفق الائمة علی انه یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب^۳ و حکم برخلاف اجماع نافذ نیست، ائمہ ثقات اثبات از حکایات شاذہ غافل نبودند بلکہ خود ذکر نموده اند باز تصریح فرمودہ کہ دریں مسئلہ جز ظاہریہ وابن علیہ کسے را خلاف نیست چنانکہ از امام قاضی عیاض مالکی وامام ابوزکریا نووی شافعی وامام محمود عینی حنفی گزشت فمن الغریب نسبة الغراب الیہم علی ما وقع فی فتح المغیث و اگر بالفرض اینجا قولے ضعیف محکی بود کما اول بہ فی الفتح الفقہی، پس حکم و فتوے بر قول ضعیف و مرجوح خود جہل و خرق اجماع است کما فی تصحیح القدوری

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوٰۃ باب فی الحبس مجتہائی و بی ۷۹۲-۷۸

^۲ میزان الشریعۃ الکبریٰ کتاب الرضاع مصطفی البابی مصر ۱۳۸/۲

^۳ میزان الشریعۃ الکبریٰ کتاب الرضاع مصطفی البابی مصر ۱۳۸/۲

کی تصحیح القدوری میں اور در مختار میں ہے، ثالثاً مخالف کے قول پر فیصلہ کا اختیار صرف مجتہد قاضی کو ہے، مقلد کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے امام کے قول کے خلاف فیصلہ کرے، تنویر الابصار میں ہے کہ قاضی کا مجتہد فیہ میں اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ مطلقاً نافذ نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے، اور در مختار میں ہے کہ اگر قاضی نے اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ دیا تو نافذ نہ ہوگا اور یہ صحیح نہ ہوگا۔ اور رد المحتار میں کہا: لیکن مقلد اپنے مذہب کی مخالفت نہیں کر سکتا مجیب نے ان کی عبارت سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کی اور خود اس نے جو ان کی عبارت نقل کی اس میں لفظ ادعیٰ کو نہ دیکھا، رابعاً یہ کہ اگر مذکورہ امور کو نظر انداز بھی کر دیں تو قضا شرعی طور پر ایسا اہم عہدہ ہے کہ جس میں جمہور کے خلاف کو ختم کیا جاتا ہے، نہ کہ چند حرف پڑھ لیے اور مسند قضا پر بیٹھ کر جو کچھ چاہے اس کو زبان پر جاری کر دے اور یہ خیال نہ کرے کہ میرے فیصلہ سے خلاف قوی اور مذہب کمزور ہوگا، اللہ تعالیٰ کا خوف ہو تو خلاف والا قول جاہل بھی نہ کرے چہ جائیکہ کوئی فاضل کرے، اللہ تعالیٰ سے عافیت اور معافی کی درخواست ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری غفرلہ

للعامة قاسم والد المختيار ثالثاً حكم بخلاف قاضى مجتهد راست مقلد را و انبؤد بر خلاف امام خود حكم كردن تنوير الابصار ست قضى فى مجتهد فيه بخلاف رايه لاينفذ مطلقاً وبه يفتى¹

و در مختار است

ولو حكم القاضى بحكم مخالف

لهذه ماصح اصلا يسطر²

در رد المحتار آورد اما المقلد فلا يملك المخالفة³

مجیب عبارتش از سابق و لاحق قطع کرده آورد و خود در قدر منقول خود لفظ ادعیٰ ندید رابعاً اگر از ہمہ گزرنند قضاء شرعی چیز است کہ رفع خلاف سے کند، نہ کہ دو حروف خوانند و خود را بر مند افتاء نشانند، ہر چہ خواہند بر زبان رانند، و خلاف مرتفع شود، و مذہب مردود و مندفع

حاشا للہ لا یقول بہ جاہل فضلا عن فاضل نسأل اللہ العفو والعافیة، واللہ تعالیٰ اعلم۔
فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری غفرلہ

¹ در مختار متن تنویر الابصار باب القضاة فصل فی الحبس مجتبائی دہلی ۸۰/۲

² در مختار متن تنویر الابصار باب القضاة فصل فی الحبس مجتبائی دہلی ۸۰/۲

³ رد المحتار باب القضاة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۵/۳

فی الواقع نکاح مذکور باطل و حرام محض ست و بر آں کس از دختر برادر خودش فوراً جدا شدن فرض است تزویج ایناں جہل و تنفید او ظلم شدید، واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ	فی الواقع نکاح مذکور باطل اور محض حرام ہے اس شخص پر لازم ہے کہ فوراً فوراً اپنے بھائی کی نواسی سے جدائی اور علیحدگی اختیار کرے، اس نکاح کو نافذ کرنا اور جائز کہنا جہالت اور ظلم شدید، واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ



رسالہ

الجلی الحسن فی حرمة ولداخی اللبن

(اولاد رضیع اور اولاد مرضعہ کے درمیان حرمت نکاح کا عمدہ اور روشن بیان)

کسی کم علم نے ایک غلط فتویٰ درباب جواز نکاح مابین اولاد رضیع و مرضعہ لکھ دیا تھا وہ فتویٰ بذریعہ مولوی اکرام الدین صاحب امام و خطیب مسجد وزیر خاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی تک پہنچا تو آپ نے اس کے رد میں مندرجہ ذیل المسمی بہ الجلی الحسن فی حرمة ولداخی اللبن مستند بنصوص صحیحہ و مبرہن بہ براہین شرعیہ تحریر فرمایا،

وہوہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کو نسب اور سرالی رشتہ سے نواز اور رضاعت کو نسب کی مثل بنایا تو اس کے سبب ایک اور محرمیہ عطا کی، صلوة و سلام اس ذات پر جس نے ہمیں درستی

الحمد لله الذي خلق الانسان فجعله نسباً وصهراً
وجعل الرضاع كالنسب فوہب به محرمية اخرى
والصلوة والسلام على من هدا نال للصواب

و وعد علیہ جزیل الثواب فأعظم البشیری و اوجب التثبیت فی الافتاء و حرمة الاجتراء فأوعد علیہ و عید انکرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آلہ و صحبہ و المنتہین الیہ الدنیا و اخری۔ آمین!	کی رہنمائی فرمائی، اور اس پر بھاری ثواب کا وعدہ فرمایا تو بشارت عظیم فرمائی اور جس نے فتویٰ دینے میں مضبوطی کو واجب اور جسارت کو حرام فرمایا تو جسارت پر سخت وعید فرمائی، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور ان سب پر جو آپ کی طرف دنیا و آخرت میں منسوب ہوں، آمین (ت)

مسئلہ ۲۸۰: از لاہور مرسلہ مولوی اکرام الدین صاحب بخاری و امام و خطیب مسجد وزیر خان مرحوم ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ ہجری المقدس

جناب مستطاب، محمدت مآب، قدوة الابرار و أسوة الاخيار، زين الصالحين و زبدة العارفين، علاية العصر و فريد الدهر، عالم اہل السنۃ، مجدد مائتہ حاضرہ، استاذ زمان و مقتدائے جہان، لازوال نتیجہ خاطرہ، درۃ تاج الفیضان و شمرۃ شجرۃ ضمیرہ باکورة بستان العرفان السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،

بعد اتحاف اساس تسلیمات حور اصورت کہ رخسارہ صفامارا تش از تکلف حلل عبارت مستغنی ست در نظر آن سلیمان ملک عرفان معروض دارم التجاء مخلصانہ بخد مت والا مرتبت انیست کہ فتویٰ بہ ہمراہی مکتوب ارسال داشتہ شد موافق رائے مبارک عالی سطرے نوشتہ بنام نیاز مند ارسال نمایند، الہی سلامت باشند ثم السلام، کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا عنہ الباری،	نورانی اور روشن تسلیمات کے تحائف جن کا رخ زیبا لباس الفاظ کے تکلف کا محتاج نہیں، سلطنت عرفان کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد مخلصانہ التجا ہے اپنی رائے عالی کے موافق چند سطریں تحریر فرما کر اس نیاز مند کے نام روانہ فرمادیں اللہ تعالیٰ سلامت رکھے، والسلام، کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا عنہ الباری۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے، اس شخص اور اس کی بہن سے اولاد پیدا ہوئی، یہ بھائی بہن اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، ان کی اولاد کا نکاح شرعاً آپس میں درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

شخص مذکور کی اولاد کا نکاح اس کی بہن مرضعہ کی اولاد کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حرمت رضاعت خاص رضیع کے لیے ثابت ہوتی ہے، رضیع کے اصول و فروع کے لیے حرمت مذکورہ ثابت نہیں ہوتی، پس دودھ پینے والی بمعہ جمع فروع کے حرام ہے، فروع رضیع پر فروع مرضعہ ہرگز حرام

نہیں ہو سکتا، چنانچہ شرح وقایہ وغیرہ میں محرمات بالرضاع کو اس شعر میں درج کیا ہے:

از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند

وز جانب شیر خوارہ زو جان و فروع

(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیر خوارہ زو جان و فروع، اور اس کے

فروع حرام ہوں گے۔ ت)

تحرم المرضعة وزوجها على الرضیع ويحرم قوما على الرضیع كما في النسب وتحرم فروع الرضیع على المرضعة وزوجها ويحرم زوجها الرضیع على المرضعة وزوجها كذا في شرح الوقایة ص۔	دودھ پلانے والی خود، اس کا خاوند اور اس کی قوم دودھ پلانے والے پر حرام ہوگی جیسے نسب میں حرام ہیں، اور دودھ پینے والے کے فروع دودھ پلانے والی اور اس کے خاوند پر حرام ہیں، اور خود دودھ پینے والا اور اس کا زوج یا زوجہ دودھ پلانے والی اور اس کے زوج پر حرام ہیں، شرح وقایہ میں ایسے ہی ہے ص ۶۳ (ت)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ حرمت رضاعت رضیع کے لیے ثابت ہے، رضیع کی اولاد پر مرضعہ کی اولاد جائز ہے، بنا بریں
شخص مذکور کی اولاد اپنی ہم شیرہ کی اولاد پر حلال ہے، آپس میں ان کا نکاح درست ہے،

الجواب:

انا لله وانا اليه راجعون، انا لله وانا اليه راجعون، انا لله وانا اليه راجعون، حرام قطعی حلال کر دیا گیا، محارم سے
زنا حلال کر دیا گیا، چچا بھتیجی کا نکاح حلال کر دیا گیا، پھوپھی بھتیجے کا نکاح حلال کر دیا گیا، ماموں بھانجی کا عقد حلال
کر دیا گیا، خالہ بھانجی کا زنا حلال کر دیا گیا، خلاصہ یہ ہے کہ گویا ماں بیٹے کا نکاح حلال کر دیا گیا، باپ بیٹے کا زنا حلال کر دیا
گیا، لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله۔ اول یہ قیامت مراد آباد میں ایک وہابی خیال مولوی عالم صاحب نے اٹھائی اور
غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین مع ذریات نے اس پر مہر لگائی، یہاں سے اس کا رد ہو کر گیا، وہ پرانا سیانا رجوع کر گیا، اور
دوسرا فتویٰ اس کی حرمت میں لکھا اور پہلے کا یہ عذر بدتر گناہ پیش کیا کہ:

قبل ازیں بر فتوائے مولوی عالم صاحب کہ درحلت آن نوشتہ بودند براعتاد ایشان بر نظر سراسری	اس سے پہلے مولوی صاحب کے فتویٰ پر جو کہ اس کے حلال ہونے میں انھوں نے لکھا تھا

^۱ شرح وقایہ کتاب الرضاع مجتہبی دہلی ۶۷/۲

مہر من کردہ شد،	ان پر اعتماد کرتے ہوئے سرسری نظر سے میری مہر لگادی گئی۔ (ت)

حلال و حرام خصوصاً معاملہ فروج میں نظر سرسری کا عذر اپنی کسی صریح بددیانتی اور آتش جہنم پر سخت جرات و بیباکی کا کھلا اقرار ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجروکم علی الفتیٰ اجروکم علی النار ¹ ۔	تم میں سے جو فتوؤں پر زیادہ جرات کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ جرات کرتا ہے۔ (ت)

خیر یہ تو غیر مقلد کے لازم بین ہے مگر "برا اعتماد زایشان" نے انکے اجتہاد کی جان پر پوری قیامت توڑ دی، اے سبحان اللہ! مجتہدی کا دغوی اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مقلد پر حلال و حرام میں یہ تکیہ بھروسہ، اور اس "کردہ شد" کے لطف کو تو دیکھئے، کیا شرمایا ہوا صیغہ مجہول ہے، گویا انھوں نے خود اس پر مہر نہ کی کوئی اور کر گیا، اللہ یوں اپنی نشانیاں دکھا دیتا ہے اور ائمہ کے مقابلہ کا مزہ چکھاتا ہے نسأل اللہ العفو والعافیہ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، ت) اسکی تفصیل اسی زمانہ میں رسالہ سیف المصطفیٰ علی ادیان الافترا میں لکھی گئی، دوبارہ اسی زنائے محارم کو حلال کرنے کی سخت اشد آفت کلکتہ سے اٹھی، کوئی صاحب مولوی لطف الرحمن بردوانی ہیں انھوں نے جہان بھر کے تمام علماء کو مخاطب کر کے ایک عربی طویل سوال چھپوایا اور یہاں بھیجا، بفضلہ تعالیٰ اس کے جواب میں یہاں سے عربی رسالہ نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخي اللبان اعلیٰ مباحث و دلائل فقہ و نصوص پر مشتمل تصنیف ہو کر بھیج دیا گیا، جس نے بحمد اللہ تعالیٰ سارا اُبال بیٹھا کر جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا² (حق آیا اور باطل زائل ہوا بیشک باطل زوال پذیر ہے۔ ت) کا نقشہ کھینچ دیا، اب سہ بارہ یہ بلائے عظیم لاہور سے اٹھنے کو رہ گئی تھی، گویا ہر سو لھویں سال اس وبال میں اُبال آتا ہے، پہلے ۱۲۹۸ھ میں اٹھا پھر ۱۳۱۴ھ میں، اب ۱۳۳۰ھ میں، وہابیت کو ایسے فتوے زیب دیتے تھے کہ ان کے قلوب او اندھے کردئے جاتے ہیں، مگر اس بار صدمہ سخت تر ہے کہ ہمارے بعض سنی علماء نے اس میں شرکت کی، انا للہ وانا الیہ راجعون، ابھی چند ہی مہینے تو ہوئے کہ فقیر نے اس واقعہ ہائلہ نذیر حسین دہلوی کو اپنا رسالہ تازہ کا سرالسفیہ الواہم فی ابدال قرطاس الدارہم میں ذکر کیا اور وہ چھپ کر شائع ہو گیا، احباب نے یا تو اس ضروری تصنیف کو براہ بے پرواہی ملاحظہ نہ فرمایا، یا اس قدر بھول گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر از انجا کہ "نقد البیان" میں بہ تقریب

¹ کنز العمال حدیث موسسة الرسالہ بیروت ۱۸۴/۱۰

² القرآن الکریم ۸۱/۷

از ہاق اوہام بردوانی، اس مسئلہ کی تحقیق بازغ کر چکا ہے، یہاں صرف چند نصوص ہندی کی چندی کر کے عرض کرے کہ کسی طرح اس دھوکے کا سد باب تو ہو، آخر یہ فتنہ کتنی بار اٹھے گا!

نص ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب^۱۔ رواہ الائمة احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ عن ام المومنین الصديقة واحمد ومسلم والنسائی وابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	جو کچھ نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے، (اس کو ائمہ کرام، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)

بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی نسب سے حرام ہیں یا نہیں؟ ضرور ہیں، تو دودھ سے بھی قطعاً حرام ہیں، اور شک نہیں کہ اپنی نسبتی ماں کی رضاعی اولاد بہن بھائی ہے، تو اس اولاد کی نسبتی اولاد اپنے سے یہی رشتے رکھتی ہے، اسے یوں سمجھئے مثلاً زید کی ماں ہندہ کا دودھ عمرو نے پیا، تو عمرو زید رضاعی بھائی ہوئے، اگر کہے نہ ہوئے تو ہندہ مرضعہ کی بیٹی لیلیٰ بھی عمرو رضیع کی بہن نہ ہوگی کہ جب ہندہ کا پیٹا زید عمرو کا بھائی نہ ہوا، تو ہندہ کی بیٹی لیلیٰ کس رشتہ سے عمرو کی بہن ہو جائے گی حالانکہ وہ بہن رضی قرآن عمرو کی بہن ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: وَأُمَّهُنَّ الَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّن الرِّضَاعَةِ^۲۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں۔ (ت)

وعلیٰ هذا القیاس باقی صورتیں، اور جب مرضعہ کی سب اولاد رضیع کے بہن بھائی ہو گئے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کے لیے یقیناً اپنے بہن بھائی کی اولاد ہے، اور اپنے بہن بھائی کی اولاد یقیناً اجماعاً حرام ہے، تو چھو بھی بھتیجے یا چچا بھتیجی یا خالہ بھانجے یا ماموں بھانجی کا زنا کیونکر حلال ہو سکتا ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

نص ۲: صحیحین میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحیح مسلم میں امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے، انہوں نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی قریش میں سب سے زائد خوبصورت نوجوان ہیں حضور چاہیں تو ان سے

^۱ صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۷

^۲ القرآن الکریم ۲۳/۴

نکاح فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انہا لاتحل لی انہا ابنة اخي من الرضاعة ويحرم من الرضاعة ما يحرم من الرحم ¹ ۔	وہ میرے لیے حلال نہیں وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، اور جو کچھ نسبی رشتہ سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے،

دوسری حدیث کے لفظ یہ ہیں:

اما علمت ان حصة اخي من الرضاعة وان الله حرم من الرضاعة ما حرم من النسب ² ۔	تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں اور اللہ نے جو رشتے نسب سے حرام فرمائے وہ دودھ سے بھی حرام فرمائے ہیں۔

صاف اشارہ ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے جب بھائی نے اپنی بہن کا دودھ پیا تو وہ اپنی بہن کے بیٹے کا رضاعی بھائی ہو گیا تو اس کی بیٹی بہن کے بیٹے کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے!

نص ۳: نیز صحیحین میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں فرمایا:

لو لم تكن ربیبتی ما حلت لی ارضعتنی وابأھا ثویبۃ ³ ۔	یعنی اول تو میری ربیبہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہے اور اگر ربیبہ نہ بھی ہوتی جب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی کہ اس کے باپ ابو سلمہ میرے رضاعی بھائی تھے مجھے اور ان کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ بھی اس طرح نص صریح ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔

نص ۴ و ۵: مرتقاۃ شرح مشکوٰۃ میں شرح السنۃ امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح حدیث اول میں ہے:

فی الحدیث دلیل علی ان حرمة الرضاعة كحرمة النسب فی المناکح فاذا ارضعت المرأة رضیعاً یحرم علی الرضیع واولادہ من	یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ نکاحوں کے بارے میں دودھ اور نسب کی حرمت ایک سی ہے، تو جب کوئی عورت کسی بچہ کا دودھ پلائے تو اس رضیع اور

¹ صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۷

² مسند امام احمد کتاب الرضاع دار الفکر بیروت ۱/۲۷۵

³ صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۸

۱۔ اقارب المرضعة کل من یحرم علی ولدھا من النسب	رضیع کی اولاد پر مرضعہ کے وہ سب رشتہ دار حرام ہو جائیں گے جو مرضعہ کی نسبی اولاد پر حرام ہیں،

یہ عام نص صریح ہے کہ رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے،
نص ۶: تفسیر نیشاپور میں دودھ کی بھتیجیوں بھانجیوں کے بیان میں ہے:

کذلک بنات من ارضعت املک ^۲	یعنی اسی طرح جس کو تیری ماں نے دودھ پلایا۔

وہ مرد تھا اس کی بیٹیاں تیری بھتیجیاں ہو گئیں، اور عورت تھی تو اس کی بیٹیاں تیری بھانجیاں ہو گئیں اور یہ سب بنت الاخ و بنت الاخت میں داخل اور حرام ہیں۔
نص ۷: مستخلص شرح کنز میں ہے:

تحرم زوجة الرضيع علی زوج المرضعة و کذا بنات بناتہ علی زوج المرضعة و ابنائہ کذا فہم من شرح الوقایة ^۳	یعنی رضیع کی بی بی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے یونہی رضیع کی بیٹیاں نواسیاں مرضعہ کے شوہر اور اس کے بیٹوں پر حرام ہیں، شرح وقایہ کا مفاد یہی ہے۔

نص ۸: ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ صحیحین بخاری و مسلم میں ہے:

جاء عی من الرضاعة فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه عمک فلیبلغ علیک ^۴ هذا مختصر۔	میرے رضاعی چچا آئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ کا چچا بھی چچا ہے، ان سے پردہ کی حاجت نہیں۔ (مختصر)

شیخ محقق نے لمعات میں رضاعی چچا کی یہ تفسیر فرمائی:

بان ام ابیہا ارضعتہ و امہ ارضعت اباہا ^۵	یعنی دودھ کے چچا یوں کہ یا تو ام المؤمنین کی دادی نے انھیں دودھ پلایا یا ان کی ماں نے ام المؤمنین کے باپ کو دودھ پلایا۔

یہ صورت دوم تصریح صریح ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس کی بیٹی اپنی بھتیجی اور محرم ہے

^۱ مرقاة شرح مشکوٰۃ باب المحرمات مکتبۃ المدینہ ملتان ۲۳/۶-۲۲۲

^۲ غرائب القرآن (نیشاپوری) حرمت علیکم امہاتکم کے تحت مصطفیٰ البانی مصر ۸/۵

^۳ مستخلص الحقائق کتاب الرضاع دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی ۹۹/۲

^۴ صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۶۶/۱

^۵ لمعات التنقیح

نص ۹ و ۱۰: امام اجل ابو زکریا نووی شرح صحیح مسلم اور امام بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں شوہر مرضعہ کی نسبت فرماتے ہیں:

واللفظ للنووی فمذہبنا ومذہب العلماء كافة ثبوت حرمة الرضاعة بينه وبين الرضيع ويصير ولد له ويكون اولاد الرضيع اولاد الرجل ^۱ ۔ (ملخصاً)	امام نووی کے الفاظ میں ہمارا اور تمام علماء کا مذہب یہ ہے کہ رضیع اور شوہر مرضعہ میں حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، رضیع اس کا بچہ ہو جاتا ہے اور رضیع کی اولاد اس شخص کی اولاد ہو جاتی ہے،

یعنی اولاد رضیع جس طرح مرضعہ کی پوتا پوتی نواسا نواسی باجماع قطعی ہے یونہی باجماع مذاہب اربعہ وجملہ ائمہ وفقہا وہ شوہر مرضعہ کے بھی پوتے نواسے ہیں، اور باجماع امت مرحومہ اپنے ماں باپ کے پوتا پوتی نواسا نواسی اپنے لیے حرام قطعی اور اپنے بھتیجا بھتیجی بھانجا بھانجی ہیں۔

نص ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴: فتح القدیر، بحر الرائق، طحاوی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ وغیرہا میں ہے:

انه صلى الله تعالى عليه وسلم احوال ما يحرم من الرضاع على ما يحرم من النسب وما يحرم من النسب ما يتعلق خطاب تحريمه به وقد تعلق بما قد عبر عنه بلفظ الامهات والبنات واخواتكم وعباتكم وخالاتكم وبنات الاخ وبنات الاخت فما كان من مسى هذه الالفاظ متحققا من الرضاع حرم فيه ^۲ ۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ کی حرمتوں کو نسب کی حرمتوں پر حوالہ فرمایا کہ جو نسب سے حرام ہے دودھ سے بھی حرام ہے، اور نسب سے وہ حرام ہیں جن سے خطاب الہی تحریم کے ساتھ متعلق ہوا، اور وہ ان سے متعلق ہوا ہے، جن پر ماں اور بیٹی اور بہن اور پھوپھی اور خالہ یا بھائی کی بیٹی یا بہن کی بیٹی کا لفظ صادق آئے تو دودھ کے رشتوں میں جن جن پر یہ لفظ صادق آئیں وہ بھی حرام ہیں۔

ظاہر ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس پر بہن یا بھائی کا لفظ صادق ہے اور اس لیے وہ اپنے اوپر حرام ہے تو اس کی اولاد پر اپنے بھائی یا بہن کے بیٹے کا لفظ صادق ہے لاجرم وہ بھی قطعاً حرام ہیں،

نص ۱۵: فتاویٰ بزاز یہ میں ہے:

الاصل الکی فی الرضاع ان کل امرأة	یعنی دودھ کے رشتوں میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس

^۱ شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۶۶/۱

^۲ بحر الرائق کتاب الرضاع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۶/۳-۲۲۵

انتسبت اليك وانتسبت اليها بالرضاع وانتسبتما الى شخص واحد بلا واسطة او احد كمالا واسطة والاخر بواسطة فهي حرام¹۔	سے چار قسم کی عورتیں حرام ہیں، اول وہ جو دودھ کے سبب تیری طرف منسوب ہو، یعنی تیری بیٹی پوتی نواسی کہلائے یہ رضاعی بیٹی ہوئی، دوسری وہ کہ دودھ کے سبب تو اس کی طرف منسوب ہو یعنی اس کا بیٹا پوتا نواسا ٹھہرے یہ رضاعی ماں ہوئی، تیسرے وہ کہ تو اور وہ دونوں ایک شخص کے بیٹا بیٹی قرار پائیں، یہ رضاعی بہن بھائی ہوئے، چوتھے وہ کہ تم میں ایک تو اس شخص کا بیٹا یا بیٹی ٹھہرے اور دوسرا اس شخص کا پوتا پوتی نواسا نواسی یہ رضاعی خالہ پھوپھی بھتیجی بھانجی ہوئے اور اگر تو پوتا نواسا ہے اور وہ بیٹی تو وہ تیری پھوپھی یا خالہ ہوئے، شک نہیں کہ صورت مسئلہ میں دودھ پلانے والی بہن کی اولاد بلا واسطہ اس کے بیٹا بیٹی ہے اور دودھ پینے والے بھائی کی اولاد اس مرضعہ بہن کی پوتا پوتی، تو یہ تحریم کی خاص چوتھی صورت ہے۔

نص ۱۶: بر جندی شرح نقایہ میں ہے:

بنت الاخ تشتمل البنت النسبية للاخ الرضاعي²۔	رضاعی بھائی کی بیٹی بھی بھتیجی میں داخل ہے۔

نص ۱۷: شرح وقایہ ودرر شرح غرر میں ہے:

بنت الاخت تشتمل البنت النسبية للاخت الرضاعية³۔	رضاعی بہن کی بیٹی بھی بھانجی میں داخل ہے۔

نص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵: متون معتمدہ مذہب کنز الدقائق، وقایہ، نقایہ، اصلاح، غرر، ملتقی، تنویر میں ہے:

واللفظ للغرر حرمة تزوج اصله وفرعه واخته وبنتها وبنت اخيه والكل رضاعاً⁴ (ملخصاً)	(غرر کے الفاظ میں) یعنی آدمی پر اس کے اصول وفروع اور بہن اور بہن کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے اور یہ سب دودھ کے رشتے سے بھی حرام ہیں۔

¹ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ الرابع فی الرضاع نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۵/۴

² شرح نقایہ للبر جندی کتاب النکاح مطبع مثنیٰ نوکسور لکھنؤ ۶/۴

³ شرح وقایہ کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی / درر شرح غرر کتاب النکاح احمد کامل الکائنہ فی دار سعادت بیروت ۳۳۰/۱

⁴ الدرر الحکام شرح غرر الحکام کتاب النکاح احمد کامل الکائنہ فی دار سعادت بیروت ۳۰۱-۳۲۹

نص ۲۶: یونہی متن وافی میں لایحل للرجل ان یتزوج بامہ و بنتہ و اختہ و بنت اختہ و بنت اخیه فرما کر شرح کافی میں فرمایا:

اعلم ان من ذکرنا من المحرمات من اول الفصل الى هنا تحرم من الرضاع ^۱ ايضاً۔	یعنی ماں اور بیٹی اور بہن اور بھانجی اور بھتیجی حرام ہیں اور یہ جتنی محرمات شروع سے یہاں تک ہم نے ذکر کیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔

نص ۲۷: تبیین الحقائق میں ہے:

یحرم عليه جميع من تقدم ذكره من الرضاع وهي امه واخته و بنت اخته ^۲ الخ۔	یعنی جتنی عورتیں مذکور ہوئیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں رضاعی ماں اور بیٹی اور بہن اور رضاعی بہن اور بھائی کی بیٹیاں۔

نص ۲۸: در مختار میں ہے:

حرم على المتزوج ذكر اوانثى اصله وفرعه و بنت اخیه و اخته و بنتها و الكل رضاعاً ^۳ ۔	یعنی ہر مرد و عورت پر اس کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، بھتیجا بھتیجی، بہن اور بھائی کے بیٹا بیٹی خواہ یہ رشتے نسب سے ہوں یا دودھ سے، حرام ہیں۔

نص ۲۹: جوہر نیرہ میں ہے:

كذلك بنات اخیه و بنت اخته من الرضاۃ لقول رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ^۴ ۔	یعنی نسبی کی طرح رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں بھی حرام ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔

ان تمام نصوص جلیلہ میں بالاتفاق بلا خلاف صاف صاف واشگاف تصریحیں فرمائیں کہ رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں، بھانجی، بھتیجی نسبی کی طرح حرام قطعی ہیں، اور شک نہیں کہ اخوت رشتہ منکر رہے کہ دونوں

^۱ کافی شرح وافی

^۲ تبیین الحقائق فصل فی المحرمات مطبع الکبری الامیریہ مصر ۱۰۳۲ھ

^۳ در مختار فصل فی المحرمات مجتہائی دہلی ۱۸۷۱ھ

^۴ الجوبرة النيرة كتاب النكاح مكتبة امدادیہ ملتان ۶۸/۲

طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے، جس طرح مرضعہ کا پینار رضیع کا بھائی ہوا، واجب کہ یوں ہی رضیع پر مرضعہ کا بھائی ہو یہ محال ہے کہ زید تو عمر و کا بھائی ہو اور عمرو زید کا بھائی نہ ہو، اور جب رضیع اولاد مرضعہ کا یقیناً اجماعاً بھائی ہے جس سے انکار کسی ذی عقل بلکہ فہیم بچہ کو بھی متصور نہیں۔ اور جملہ ائمہ و نصوص مذہب صریح قطعی تصریحیں فرما رہے ہیں کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کی اولاد کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے، یہ یقیناً نصوص قطعیہ و اجماع امت کے خلاف ہے، ائمہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے اور رضیع اور پسر مرضعہ دونوں یقیناً آپس میں رضاعی بھائی ہیں۔ تو ان میں ہر ایک کی بیٹی دوسرے پر حرام قطعی ہے، کیا کوئی عاقل یہ بھی گمان کر سکتا ہے کہ ایک بھائی کی بیٹی دوسرے پر حرام ہو اور اس دوسرے بھائی کی بیٹی اس بھائی کے لیے حلال ہو، شرع، عرف، عقل، نقل کسی میں بھی اس لغو و بیہودہ فرق کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ حاشا ہر گز نہیں۔

نص ۳۰: شرح و قایہ میں فرمایا

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند و از جانب شیر خوارہ ز و جان و فروع^۱

(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیر خوار کی جانب سے وہ اور اس کا زوج یا زوجہ اور اس کے فروع حرام ہوں گے۔ ت)

یہ شعر نقایہ و شرح الکفر للامسکین میں بھی مذکور ہے۔ فاضل چلبی و فاضل قرہ باغی مشیان شرح و قایہ و علامہ بر جندی شارح نقایہ نے تو اس پر ایک حرف بھی نہ لکھا اور علامہ قمستانی نے دو سطریں فارسی میں لکھ دیں جن سے ظاہری الفاظ کے سوا مغز مطلب کی کچھ توضیح نہ ہوئی عہ^۱۔ اور علامہ سید ابوالسعود ازہری نے فتح اللہ المیعن میں آدھی سطر اس کے ترجمہ عربی کی لکھی جو شعر کے صرف ایک مصرع کا بھی آدھا ہی ترجمہ ہے عہ^۲ سب سے

عہ^۱: حیث قال یعنی شیر دہندہ و شوہر ش بافرزند ان و پدر ان و مادر ان و خواہر ان ایشان خویش خوارہ شوند و شیر خوارہ و زنش یا شوہر ش بافرزند ان خویش شیر دہندہ و شوہر ش شوند ۱۲
۲۔ (م)

عہ^۲: حیث قال معنی البیت ان زوجات الرضيع و فروعه یحرم علی ابیہ^۳ ۱۲ (م)

یوں کہا یعنی دودھ پلانے والی اور اس کا خاوند، ان کی اولاد، والدین، بھائی اور ان کی بہنیں شیر خوار کے رشتہ دار ہوں گے اور دودھ پینے والا اس کی بیوی یا خاوند، اولاد سمیت دودھ پلانے والی اور اس کے خاوند کے رشتہ دار ہوں گے ۱۲ (ت)
یوں کہا شعر کا معنی یہ ہے کہ دودھ پلانے والے کی بیویاں اور اس کی اولاد اپنے رضاعی باپ پر حرام ہیں ۱۲ (ت)

^۱ شرح و قایہ کتاب الرضاع مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/۶

^۲ جامع الرموز للقمستانی کتاب الرضاع مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۱/۵۰

^۳ ففتح المعین فصل فی المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۳/۱۳

متاخر لکھنوی صاحب نے بھی عمدة الرعایہ میں زمرے ترجمہ پر قناعت کی، فقط ایک حرف زائد کیا وہ بھی غلط۔

حيث قال مفاد المصراع الاول ان من جانب المبرضة وكذا زوجها يكون الكل ذاقربة من الرضيع اي الذين لهم قرابة محرمة من النسب فيدخل فيه المبرضة وزوجها واقرباؤهما ومفاد المصراع الثاني ان من جانب الرضيع انما يثبت القرابة للمبرضة وزوجها من فروعه واحد زوجية¹ انتهي۔	انھوں نے یوں کہا پہلے مصرع کا مفاد یہ ہے کہ دودھ پلانے والی اور اس کے خاوند کی جانب سے تمام رشتے دودھ پینے والے کے قریبی ہوں گے یعنی ان کے وہ رشتے جو نسبی طور پر حرام ہوتے ہیں، تو اس میں دودھ پلانے والی اور اس کا خاوند اور ان دونوں کے اقرباء داخل ہوں گے، اور دوسرے مصرع کا مفاد یہ ہے کہ دودھ پینے والے کی جانب سے دودھ پلانے والی اور اس کے زوج پر تمام فروع اور اس کے زوج یا زوجہ کی قرابت ثابت ہوگی، انتھی (ت)

ظاہر ہے یہ محض ترجمہ ہے، صرف اتنا زائد ہے کہ ہمہ سے مراد محارم نسبی ہیں، یہ غلط ہے کہ ماں باپ کے جتنے علاقہ والے اولاد پر حرام ہوتے ہیں نسبی ہوں خواہ رضاعی صہری، وہ خود ماں باپ کے محارم ہوں یا نہ ہوں۔ جہاں جہاں معنی محرم فی النسب موجود ہو سب مراد ہیں، مثلاً رضاعی ماں باپ کے رضاعی ماں باپ بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی رضیع ورضیعہ پر حرام ہیں حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم رضاعی ہیں نہ کہ نسبی، یوں ہی رضاعی ماں باپ کے سوتیلے ماں باپ رضیع ورضیعہ پر حرام ہیں کہ وہ رضیع کے رضاعی نانا دادا کی بیبیاں ہیں اور رضیعہ کے رضاعی نانی دادی کے شوہر حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم صہری ہیں نہ کہ نسبی، یونہی رضاعی باپ کے دوسری بی بی رضاعی ماں کا دوسرا شوہر رضیع ورضیعہ پر حرام ہیں کہ وہ ان کے سوتیلے ماں باپ ہیں حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم ہی نہیں بلکہ حلیل و حلیہ ہیں، تو قرابت محرمہ اور نسبہ دونوں قیدیں غلط ہیں بلکہ سرے سے لفظ قرابت ہی ٹھیک نہیں کہ مصرع اول میں لفظ ہمہ مرصع کے زوجین کو بھی یقیناً شامل، اور زوجیت داخل قرابت نہیں، تفسیر نیشاپوری میں ہے:

امك من الرضاع كل انثى ارضعتك اوارضعت من ارضعتك²۔	تیری رضاعی ماں سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ عورت جس نے تجھے یا تیری رضاعی ماں کو دودھ پلایا ہو (ت)

ہندیہ میں ہے:

المحرمات بالصهرية اربع فرق، الرابعة	نکاح کی وجہ سے محرمات کے چار گروہ ہیں، چوتھا

¹ عمدة الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ کتاب الرضاع مجتہباً دہلی ۶۷/۳

² غرائب القرآن (نیشاپوری) تحت آیت حرمت علیکم امہاتکم الخ مصطفی البابی مصر ۸/۵

نساء الآباء والأجداد من جهة الاب والام وان علوا کذا فی الحاوی القدسی ^۱ ۔	ماں باپ کی طرف سے گئے باپ دادوں کی بیویاں اگرچہ یہ باپ دادے اوپر تک ہوں، حاوی القدسی میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

پھر لکھا:

المحرمات بالرضاع کل من تحرّم بالقراة و الصهریہ کذا فی محیط للسرخی ^۲ ۔	رضاعی محرمات وہ تمام جو قرابت اور نکاح سے حرام ہوتے ہیں۔ محیط سرخی میں یوں ہی ہے۔ (ت)

تبیین الحقائق میں ہے:

لا یجوز له ان یتزوج بامه ولا بموطاة ایہہ ولا ببنت امراتہ کل ذلک من الرضاع ^۳ ۔	اس کو یہ جائز نہیں کہ وہ ماں، باپ کی وطی کردہ (بیوی) اور اپنی بیوی کی بیٹی ان رضاعی رشتوں سے نکاح کرے۔ (ت)

غرض فقیر نے نہ دیکھا کہ اس شعر کا ایضاح کسی نے کیا ہو۔ اور اہل زمانہ کو اس کی فہم میں دقتیں بلکہ سخت لغزشیں ہوتی
ہیں لہذا بقدر حاجت اس کی شرح کردینی مناسب۔

فاقول: وبالله التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) اصل علت حرمت جزئیّت ہے کہ نسب میں
ظاہر اور رضاع میں کراہت انسان کے لیے شرع کریم نے معتبر فرمائی اور عرف میں بھی معروف و مشہور ہوئی جس کے
لحاظ سے "وَأُمُّهُنَّكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ" فرمایا، اور زوجیت کا مرجع بھی جانب جزئیّت ہے کما حققہ فی الہدایہ والکافی
والتبیین وغیرہا (جیسا کہ ہدایہ، کافی اور تبیین وغیرہ میں تحقیق ہے۔ ت) مگر زوجیت میں اس کا تحقق نہایت غموض
میں ہے کہ مدارک عامہ اس تک وصول سے قاصر، لہذا صاحب ضابطہ نے شعر میں دو علاقے رکھے، ایک زوجیت دوسرا
جزئیّت، عام ازیں کہ یہ نسباً ہو یا رضاعاً، پھر دو^۲ شخصوں میں علاقہ جزئیّت کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ ان میں ایک
دوسرے کا جز ہو، دوسرے یہ کہ دونوں تیسرے کے جز ہوں، صورت اولیٰ میں دو قسمیں پیدا ہوئیں، اصول، جن کا تو جز ہے
یعنی باپ، دادا، نانا، ماں، دادی، نانی جہاں تک بلند ہوں نسباً خواہ رضاعاً، اور فروغ جو تیرے جز میں ہیں یعنی بیٹا، پوتا،
نواسا، بیٹی، پوتی، نواسی جہاں تک نیچے جائیں، اور صورت ثانیہ میں تین صورتیں ہیں:

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح فی بیان المحرمات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۴۷۲

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح فی بیان المحرمات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۴۷۷

^۳ تبیین الحقائق کتاب الرضاع مطبع الکبری الامیریہ مصر ۱۸۳/۲

(۱) دونوں ثالث کے جز قریب ہوں، یہ عینی یا علاقائی یا اخینی بھائی یا بہنیں یا بہن بھائی ہوئے، عام ازیں کہ دونوں اس کے جز نسبی ہوں یا دونوں رضاعی یا ایک نسبی ایک رضاعی۔

(۲) ان میں ایک تو ثالث کا جز قریب ہو اور دوسرا بعید، یہ انہی قسمیوں کے ساتھ عمومیت اور خولت کا رشتہ ہوا، جزء قریب اپنے یا اپنے ماں یا باپ یا دادا یا دادی یا نانا نانی کے چچا ماموں خالہ پھوپھی، اور جزء بعید انہی نسبتوں پر ان کے مقابل بھتیجا بھانجا بھتیجی بھانجی،

(۳) دونوں ثالث کے جز بعید ہوں جیسے ایک شخص کا پوتا اور نواسی، یہ تیسری صورت تحریم سے ساقط ہے خالص نسب میں بھی حلال ہے تو حرمت میں چار صورتیں ہیں:

اول اصل، دوم فرع، یہ دونوں کتنے ہی نزدیک یا دور ہوں تو فروغ میں فروغ الفروع اور فروغ الفروع لایالی نہایہ سب داخل ہیں۔ یونہی اصول میں اصول الاصول اور اصول الاصول الی غایۃ المنتہی، سوم اصل قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو جیسے ماں یا باپ کی پوتی نواسی اور ان کی اولاد و اولاد اولاد۔ چہارم اصل بعید کی فرع قریب جیسے پھوپھی کہ دادا کی بیٹی ہے یا خالہ کے نانا کی یا دادا کی پھوپھی کہ پر دادا کے باپ کی بیٹی ہے یا اس کی خالہ کہ دادا کے نانا کی بیٹی ہے و قس علیہ (اور قیاس اسی پر ہے۔ ت) چار یہ اور پانچواں علاقہ زوجیت انھیں شیردہ اور شیر خوارہ ہر ایک کی طرف نسبت کرنے سے دس ہوئے، پھر اصل تعلق رضیع اور مرضعہ میں پیدا ہوتا ہے، رضیع اس کا جزء ہوتا ہے اور مرضعہ اس کی اصل، اور جب وہ ماں ہوئی تو جس مرد کا دودھ تھا وہ ضرور باپ ہو گیا، اور ان کے فروغ قریبہ اس کے اصل قریب کے فروغ قریب، اور فروغ بعیدہ اس کے اصل قریب کے فرع بعید، اور ان کے اصول اس کے اصول کہ اصل کی اصل اصل ہے، لاجرم جانب شیردہ سے سب علاقے متحقق و موجب تحریم ہوئے، مگر فرع کی اصل نہ اپنی اصل ہونا لازم نہ فرع، تو شیر خوارہ کے اصول کو شیردہ سے کچھ تعلق نہ ہوا، اور جب خود اصول غیر متعلق رہے تو اصول کے فروغ قریبہ یا بعیدہ اس حیثیت سے کہ ان اصول کے فروغ میں کیا علاقہ رکھیں گے کہ ان کا علاقہ تو بواسطہ اصول ہوتا۔ وہ خود بے تعلق ہیں، ہاں فرع کی فرع ضرور فرع ہوتی ہے تو جانب شیر خوارہ سے صرف دو علاقے ثابت و باعث حرمت ہوئے۔

زوجیت و فرعیت۔ اب ان کی تفصیل اور ہر ایک میں معنی خویش شوند سمجھئے (از جانب شیردہ)

اول زوجین یعنی مرضعہ کا شوہر کہ یہ دودھ جو رضعیہ نے پیا اس کا نہ تھا دوسرے شوہر کا تھا، یا مرضعہ کی زوجہ کہ رضیع نے اس کا دودھ نہ پیا بلکہ دوسری زوجہ کا، یا مرضعہ و مرضعہ کے اصول میں نزدیک و دور کسی کے زوج و زوجہ کہ سلسلہ شیران سے نہ ہوئے، یہ سب رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں اور یہاں خویش شوند کے معنی یہ ہیں کہ وہ رضیعین کے سوتیلے ماں باپ یا سوتیلے دادا دادی، نانا نانی ہو گئے۔

دوم اصل کہ خود مرضعہ و مرضعہ ہیں یعنی وہ عورت جس نے دودھ پلایا اور وہ مرد جس کا یہ دودھ تھا اور ان کے

اصول نسبی و رضاعی پداری مادری منتهی تک اور یہاں خویش کے یہ معنی ہیں کہ مرضع و مرضعین کے ماں باپ ہو گئے، اور ان کے اصول ان کے سگے دادادادی نانا نانی۔

سوم فرع کہ خود رضعین ہیں اور رضعین کے جملہ فروع نسبی و رضاعی پسری و دخترى انتہا تک، اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب مرضع و مرضعہ کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ہو گئے۔

چہارم اصل قریب کی فرع یعنی رضعین کے نسبی، رضاعی فروع و فروع الفروع آخر تک اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضعین کے بہن بھائی، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی ہو گئے، پھر وہ اگر مرضع و مرضعہ دونوں کی فرع الفرع ہیں تو یعنی اور صرف مرضع کے فروع ہیں تو علانی اور صرف مرضعہ کے تو اخانی۔

پنجم اصل بعید کی فرع قریب یعنی رضعین کے اصول و اصول الاصول نسبی و رضاعی کے فروع قریب نسبی خواہ رضاعی، اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضعین یا رضعین کے اصول رضاعی چچا ماموں پھوپھی خالہ ہو گئے۔

(از جانب شیر خوارہ) اول زوجین یعنی رضیع کی زوجہ اور رضیعہ کا شوہر یا رضیع و رضیعہ کے فروع نسبی رضاعی میں کسی کے زوج و زوجہ کہ یہ سب مرضعین پر حرام ہو گئے، اور یہاں یہ معنی کہ وہ مرضعین کے دور یا نزدیک کے داماد اور بہو ہو گئے۔ دوم فرع کہ رضعین کی تمام اولاد و اولاد اولاد جہاں تک جائے، نسبی ہو یا رضاعی، سب مرضعین کی اولاد اولاد ہو گئے، مگر رضعین کے اصول یا فروع قریبہ و بعیدہ اصول کو مرضعین سے کچھ علاقہ نہ ہوا۔ الحمد للہ شعر کے یہ معنی ہیں، ان تمام تاصیلات و تفریعات پر کہ ہم نے ذکر کیں اگر نصوص لائیں موجب اطالت ہو اور حاجت نہیں کہ اول بحمد اللہ تعالیٰ یہ سب مسائل خادم فقہ پر خود ظاہر، ثانیاً ان پر نصوص کتب مذہب میں دائر و سائر۔ والحمد للہ فی الاول والاخر مسئلہ نے بحمد اللہ تعالیٰ وضوح تام پایا۔ اب فتوائے خلاف کی طرف چلئے اگرچہ حاجت نہ رہی:

اولا اس تشریح سے کھل گیا کہ یہ شعر تحریم صورت مسئلہ میں نص صریح تھا جسے برعکس دلیل گمان کیا گیا، کاش اتنا ہی خیال کر لیا جاتا کہ جانب شیر خوارہ سے فروع کا خویش مرضعین ہو جانا کیا معنی دے رہا ہے فروع شیر خوارہ شیر دہ کے خویش ہو جانے میں کوئی معنی ہی نہیں سوا اس کے کہ شیر خوارہ کی اولاد شیر دہ کی اولاد اولاد ہو گئی، پھر وہ اولاد شیر دہ پر کیونکر حلال ہو سکتی ہے، کون سی شریعت میں ہے کہ اپنے ماں باپ کی پوتی نواسی اپنے لیے حلال ہو جس بچہ سے چاہے پوچھ دیکھئے کہ ماں باپ کی پوتی اپنی بھتیجی ہوتی ہے اور نواسی اپنی بھانجی اور تمام جہاں جانتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں بھتیجی اور بھانجی حرام قطعی ہے۔ سوئے اتفاق سے یہ گمان ہوا کہ فروع شیر خوارہ کو شیر دہ کے خویش بتایا ہے نہ کہ اولاد شیر دہ کے، اور نہ جانا کہ یہاں شیر دہ کے خویش ہونے کو اولاد شیر دہ کے لیے خویش ہونا قطعاً لازم بین ہے، یہ کیونکر متصور کہ آدمی کی ماں باپ کی اولاد

اپنی کوئی نہ ہو، شیردہ کی طرف اضافت بوجہ اصالت ہے کہ اول اسی کے لیے ثابت ہو کہ باقیوں کی طرف سرایت کرتی ہے۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا:

حقیقۃ الحال ان حقیقۃ البعضیۃ تثبت بین المرضعۃ والرضیع فثبتت حرمة الابنیۃ ثم انتشرت لواز م تحریم الولد ¹ ۔	حقیقت حال یہ ہے کہ دودھ پلانے اور دودھ پینے والوں کے درمیان جزئیۃ حقیقیہ پائی جاتی ہے جو ابنیت کی حرمت کو ثابت کرتی ہوئی بچے کی تحریم کے تمام لوازمات میں پھیل جاتی ہے۔ (ت)

ٹانیا کاش مفتی نے اپنی ہی عبارت کو شعر سے ملا کر دیکھا ہوتا تو بہ نگاہ اولین کھل جاتا کہ دونوں طرفین نفیض پر ہیں۔ شعر توصاف بتا رہا ہے کہ حرمت رضاعت رضیع کی طرف زوجین وفروع رضیع کو شامل ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ خاص رضیع کے لیے ہوتی ہے رضیع کے فروع کے لیے نہیں ہوتی صاف صاف نفی واثبات کا خلاف ہے اس کی نظیر اس سے بہتر کیا ہو سکتی ہے کہ زید کہے بیٹے کے لیے ماں حلال ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ² (تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ ت)

ٹانیا آگے تفریع میں فرماتے ہیں: "پس فروع رضیع پر فروع مرضعہ ہر گز حرام نہیں" آپ کی اس اصل بے اصل کی یہ پوری تفریع نہ ہوئی، جب آپ کے نزدیک حرمت رضاعت جانب رضیع میں صرف رضیع کی ذات پر مقصور ہے، اس کے اصول کی طرح فروع کو بھی شامل نہیں۔ تو تفریع یوں کیجئے کہ فروع رضیع خود مرضعہ و مرضعہ پر بھی حرام نہیں جس طرح اصول رضیع ان پر حرام نہیں۔ وہاں تک تو بھانجی بھتیجی حلال ہوئی تھی اب پوتی نواسی حلال ہو گئی۔

رابعا عبارت شرح وقایہ کا جو مفاد ٹھہرایا کاش اتنا ہی ہوتا کہ عبارت اس سے بے علاقہ محض ہوتی مگر زہار ایسا نہیں بلکہ عبارت یقیناً قطعاً اس کا رد کر رہی ہے عبارت جس شے کی خاص حرمت بیان کرنے کو لکھی گئی، اس اختراع مفاد نے وہی حلال کر دی جیسا کہ بحمد اللہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا، آخر نہ دیکھا کہ نص ہفتم میں مستخلص نے عبارت شرح وقایہ کا کیا مطلب ٹھہرایا۔

خامساً بلکہ نص ۲۱۷ میں دیکھئے کہ خود امام شارح وقایہ نے کیا فرمایا اور اپنا مطلب کیا بتایا۔ الحمد للہ اس روشن مسئلہ کا روشن تر کرنا جس طرح مقصود فقیر تھا کہ ہر بات ججے کر کے پڑھادی جائے۔ بروجہ اتم

¹فتح القدیر کتاب الرضاع مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳۱۴/۳

²القرآن الکریم ۲۳/۴

حاصل ہو گیا، احباب پر تو یہ سخت شدید عظیم فرض ہے۔ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ (پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ۔ ت) معاملہ حرام قطعی کا ہے جس سے انماض ناممکن تھا، رجوع الی الحق میں عار نہیں بلکہ تمادی علی الباطل میں۔ اور معاذ اللہ اس باطل و مہمل فتویٰ پر عمل ہو کر اگر نکاح ہو گیا تو یہ زنا، اور زنا بھی کیسا زنا ہے محارم۔ اس کا عظیم وبال تمام فتویٰ دہندوں پر رہے گا۔ اور ہر حرکت ہر بوسہ ہر مس کے وقت روزانہ رات دن میں خدا جانے کتنے کتنے بار یہ کبائر و جرائم ان سب کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتے رہیں گے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من افقی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاکہ ^۱ ۔ رواہ ابو داؤد والدارمی والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔	جسے بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ والے پر ہے۔ اس کو ابو داؤد، دارمی اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے اور اس جل مجدہ کا علم کامل و محکم ہے۔ (ت)

کتبہ

العبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی بہم عنہ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

○ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔

مصطفیٰ رضا خاں قادری عرف ابوالبرکات محی الدین

○ الجواب صحیح۔

نواب مرزا عبدالغنی قادری سنی حنفی بریلوی

○ الجواب صحیح۔ واللہ اعلم

محمد عبدالرب عرف محمد رضا خان قادری

○ الجواب صحیح۔

محمد امجد علی اعظمی

^۱ سنن ابو داؤد کتاب العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۹/۲، المستدرک کتاب العلم دار الفکر بیروت ۱۳۶/۱

○ فقیر غفر اللہ القدير نے مجدد مائتہ حاضرہ، صاحب حجت قاہرہ، علامہ رحلہ، امام المسلمین علیہ حضرت مولانا وسیدنا ومفیدنا ومفیضنا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب متع اللہ الناس بافاداتہ الی یوم الدین کے جواب کے بنظر غائر حرفا حرفا دیکھا عین صواب پایا جزاء اللہ خیر الجزا وکالہ بالمکیال الاونی فقط۔

فقیر قادری وصی احمد حنفی

الجواب صحیح وموثق بنصوص الصحیح وروایات المستند جزاء اللہ خیر الجزا فی الدارین لراقم الفاضل الجلیل وعلامة النبیل آية من آیات اللہ۔	جواب صحیح اور صحیح نصوص اور مستند روایات سے مضبوط کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں جواب لکھنے والے عالم جلیل، علامہ نبیل، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ (ت)

حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نعمانیہ، لاہور

○ ماحققہ عمدة العلماء الاعلام زبدة الفقهاء الكرام قدوة الفضلاء العظام امام النبلاء الفخام قاطع ورید المروة اللئام مظهر الکلمات العرفانية کاشف الآيات الربانية حامی السنة واهل السنة مآجی آثار الکفر والبدعة وحید العصر فرید الدھر مجدد الزمان سیدنا العریف الباهر مولانا البولوی محمد احمد رضا خان سلمہ اللہ المنان فهو حق صراح وصدق قراح والحق احق بالاتباع وفقنا اللہ تعالیٰ وسائر المسلمین والصلوة والسلام علی ختم المرسلین واله وصحبہ حماة الدین۔	بلند علماء میں عمدہ، فقہاء کرام میں منتخب، بڑے فضلاء کے مقتداء، بڑے ماہرین کا امام، سرکش ملعونوں کی رگ کاٹنے والے، عرفانی کلمات کو ظاہر کرنے والے، سنت اور اہلسنت کی حمایت کرنے والے، کفر و بدعت کے آثار کو مٹانے والے، اپنے زمانہ کے بے مثل ماہر مولانا مولوی احمد رضا خان، اللہ تعالیٰ منان ان کو سلامت فرمائے، نے جو تحقیق فرمائی وہ خالص حق، صاف سچ، جبکہ حق ہی اتباع کے قابل ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق دے، صلوة و سلام ہو خاتم المرسلین اور ان کی آل پر اور دین کی حمایت کرنے والے صحابہ پر۔ (ت)

کتب العبد المفتقر الی ربہ الاکبر محمد عمر البراد آبادی۔

○ بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے میری آنکھوں کو اس پاکیزہ تحقیق کے انوار سے روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ جزا عطا فرمائے حضرت مجیب کو جن کی تحقیق کا ایک ایک حرف صدق و صواب ہے ومن اعرض فهو من الجاهلین (جس نے اس سے

العبد المعتزم بحبل الله المتين محمد نعيم الدين خصه الله بمزيد العلم واليقين

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکے نے سنا کہ میرے والد نے میری بی بی کے ساتھ زنا کیا ہے اس پر اس کو غصہ آیا اور اپنی بی بی کو مارا اور طلاق دے کر مکان سے علیحدہ کر دیا یعنی نکال دی۔ لڑکی نے اپنی مہر کی نالاش کر دی، مہر اس کا جو کچھ تھا اس کی ڈگری ہو گئی۔ لڑکے کا وکیل کہتا ہے کہ طلاق اس نے غصہ میں دی اس وجہ سے طلاق نہیں ہوئی، او ر لڑکی کا وکیل کہتا ہے کہ طلاق ہو گئی، اس صورت میں کون سچا ہے؟ کون سے وکیل کی بات مانی جائے؟ یعنی طلاق ہوئی کہ نہیں ہوئی؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر یہ صحیح ہے اور ثبوت شرعی سے ثابت ہے کہ اس کے باپ نے اس کی بی بی سے زنا کیا جب تو وہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی۔ اس پر فرض تھا کہ اسے فوراً جدا کر دے، جو طلاق دی یہ جدا کرنا ہی ہوا اور اب وہ اسے کبھی واپس نہیں لے سکتا۔ اور اگر مذکور ثبوت شرع سے ثابت نہ ہونے لڑکے نے اس کی تصدیق کی ہو تو یہ طلاق طلاق ہوئی اور مجر د غصہ کا عذر مسوع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۲ تا ۲۸۴: ازغازی پور محلہ بربرہنہ بر مکان منشی واجد علی صاحب مسئلہ محمد ادریس صاحب ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ^(۱) کہ زید عمر ۱۶ سال، بی بی عمر ۲۵ سال سے جو کہ رشتہ میں زید کی ممانی ہوتی ہے ہمیشہ مذاق و تفریح کرتا رہا ہو کسی وقت میں زید نے جمیلہ کا ہاتھ یا پیر پکڑ لیا ہو اور ایک مرتبہ بوسہ بھی لے لیا ہو از روئے شہوت مذاق کے۔ کچھ عرصہ کے بعد بکر جو کہ رشتہ میں زید کا باپ ہے صغریٰ سے جو کہ جمیلہ کی لڑکی ہے نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید از روئے شرم و حیا کے اس بات کو ظاہر نہیں کر سکتا ہے تو ایسی حرکت میں نکاح ہوگا یا نہیں؟ اگر نہ ہو تو اور کوئی صورت جواز کی نکل سکتی ہے از روئے کفارہ کے

یا نہیں؟

(۲) اور اگر نکاح کر دیا ہو اس وقت میں کیا صورت ہو سکتی ہے؟

(۳) اور ہماری طرف ممانی اور بھاج سے مذاق اور تفریح کرنا کچھ عیب میں داخل نہیں؟

الجواب:

بھاج یا ممانی سے ایسا مذاق حرام قطعی ہے اور کرنے والا اور وہ عورت دونوں فاسق، اور ان کے شوہر باپ بھائی اگر اس پر راضی ہوں دیوث ہیں۔ اور دیوث پر جنت حرام، اور صغریٰ سے بکر کا نکاح حلال ہے، درمختار میں ہے: اما بنت زوجۃ ابیہ وابنہ فحلال^۱ (اور اپنے باپ کی زوجہ یعنی سوتیلی ماں کی بیٹی جو باپ کے نطفے سے نہیں اور اپنے بیٹے کی زوجہ کی بیٹی جو بیٹے کے نطفے سے نہیں وہ حلال ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۵ تا ۲۸۶: از موضع دیور نیا ضلع بریلی مسئلہ عنایت حسین صاحب ۲۹ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک بہن کا لڑکا ہے اور دوسری بہن کی دختر لڑکی ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) سالی حقیقی سے نکاح اس وقت میں جائز ہے کہ اپنے بیٹے کا نکاح بھی سالی کی دختر سے کیا جائے اور بر تقدیر جائز بھی ہے تو پہلے کس کا نکاح ہو؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

(۱) ہاں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جب عورت مر جائے یا اسے طلاق دے اور عدت گزر جائے تو سالی سے نکاح جائز ہے۔ اور سالی کی بیٹی سے اپنے بیٹے کا نکاح مطلقاً جائز ہے، خواہ پہلے اس کا نکاح کرے یا اپنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۷: از مدرسہ رحمانیہ رائے، بریلی مسئلہ محمد ابراہیم صاحب ۲۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ زید کی دوسری زوجہ ہے اور زید کی زوجہ اولیٰ کے چند لڑکے ہیں ان میں سے ایک لڑکے نے ہندہ سے کئی بار اظہار تعشق کیا اور کہا کہ ہم تم بھاگ چلیں۔ اور کئی بار اپنا آلہ منتشر ہندہ کے ہاتھ میں بلا حجاب کسی کپڑے کے پکڑا دیا۔ کئی بار بوسہ لے لیا۔ اور دو مرتبہ آمادہ زنا ہو گیا یہاں تک کہ ازار کھول دیا اور پوری کوشش کی کہ دخول کرے۔ مگر ایک مرتبہ کسی نے آواز دے کر برا بھلا کہا، اور ایک مرتبہ ہندہ پوری کوشش کر کے بھاگ نکلی، ان وجوہ سے ہندہ کا پردہ عصمت

^۱ درمختار فصل فی المحرمات مجتہبی دہلی ۱۸۷/۱

چاک نہیں ہوا، مگر ان سب صورتوں میں ہندہ متنفر تھی اور اس کو کبھی شہوت نہیں ہوئی اور ہر مرتبہ ہندہ نے اپنے شوہر زید کو خبر دی مگر اس نے سمجھا دیا کہ لڑکے کا معاملہ ہے بدنامی بہت ہوگی اس کا اظہار نہ کرو۔ مگر لڑکے کو بہت برا بھلا کہا اور ساتھ کھانا چھوڑ دیا اور مارا بھی، مگر لڑکا اپنی حرکات ناشائستہ سے باز نہیں آیا۔ اب ایسی صورت میں ہندہ زید پر حرام ہوگی یا نہیں؟ اور اگر حرام ہوگی تو وہ اپنا نکاح دوسرا بلا طلاق زید کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح کر سکتی ہے تو عدت بیٹھنا ہوگا یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب

جبکہ پسر زید نے زن زید سے یہ افعال خبیثہ کئے کہ قطعاً بہ شہوت تھے تو زن زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی اگرچہ زن زید کی طرف سے شہوت نہ ہونا تسلیم کر لیا جائے کہ مس میں ایک طرف سے شہوت کافی ہے، درمختار میں ہے: تکفی الشہوة من احدھما^۱ (دونوں میں سے ایک کا شہوت سے ہونا کافی ہے۔ ت) مگر نکاح زائل نہ ہوا، زید پر لازم ہے کہ عورت سے متار کہ کرے یعنی اسے چھوڑ دے، مثلاً کہے میں نے تجھے چھوڑا، اس کے بعد عورت عدت کرے اس کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے، زید یا پسر زید سے کبھی نہیں کر سکتی، زید کی بیٹی کی جگہ ہوگئی اور پسر زید کی ماں کی جگہ تھی ہی، جب تک زید متار کہ نہ کرے اور عدت نہ گزرے دوسرے سے نکاح حرام ہے۔ درمختار میں ہے:

بحرمہ المصابرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل التزوج بآخر الابد المتاركة وانقضاء العدة ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	حرمت مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا تا وقتیکہ بعد متار کہ عدت نہ گزر جائے دوسرے شخص سے نکاح جائز نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۸: از روضہ حضرت مجدد الف ثانی سرہند شریف مسئلہ عبد القادر صاحب مدرس درگاہ شریف ۳۰ رمضان شریف ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزائی مذہب شخص کی دختر نابالغہ سے جو عقد نکاح ہو گیا ہے وہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ دختر مذکورہ اپنے مذہب کو کچھ نہیں جانتی ہے۔ والد اس کا انتقال کر چکا ہے صرف اس کی والدہ نے نکاح ایک حنفی مذہب سے کر دیا ہے، ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے اس کو علیحدہ کر دیا جائے یا تا وقت بلوغ رکھا جائے۔ بینواتو جروا

^۱ درمختار فصل فی المحرمات مجتہائی دہلی ۱۸۸/۱

^۲ درمختار فصل فی المحرمات مجتہائی دہلی ۱۸۸/۱

الجواب:

مرزائی مرتد ہیں کیا ہو مبین فی حسام الحرمین (جیسا کہ حسام الحرمین میں واضح بیان کیا گیا ہے۔ ت) اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی مسلمان یا کافر اصلی یا مرتد غرض انسان یا حیوان جہاں بھر میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہو گا زنائے محض ہو گا۔ عالمگیری میں ہے:

لايجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لايجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط ¹ ۔	مرتد کے لیے مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، اور اس طرح مرتدہ عورت کا بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، جیسا کہ مبسوط میں ہے۔ (ت)

عورت اگرچہ نابالغہ ہے سال و دو سال کی ناعاقلہ بچی نہ ہو گی اور عقل و تمیز کے بعد اسلام و ارتداد صحیح ہیں۔
تنویر الابصار میں ہے:

اذا ارتد صبی عاقل صح کاسلامہ ² ۔	بچہ اگر مرتد ہو جائے تو اس کا ارتداد صحیح ہے جیسے اس کا اسلام لانا صحیح ہے۔ (ت)

سمجھ وال ہونے کی حالت میں اگر اس نے مرزائیت قبول کی یا اتنا ہی جانا کہ مرزائی یا مسیح یا مہدی تھا تو اسی قدر اس کے
مرتد ہونے کو بس ہے، تجربہ ہے کہ یہ مرتد لوگ بچپن سے اپنی اولاد کو اپنے عقائد کفریہ سکھاتے ہیں تو سائل کا کہنا کہ
اپنے مذہب کو کچھ نہیں جانتی ہے بعید از قیاس ہے۔ پھر ان لوگوں میں سے ایسی قرابت قریبہ رکھنا بارہا منجر بہ فتنہ و فساد
مذہب ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، تو سلامتی اسی میں ہے کہ اس کو فوراً جدا کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۹: از ریاست فرید کوٹ کوٹھی ملیر گنج مسئولہ علیم الدین صاحب فراش ۸ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ غیر مقلدوں کے ساتھ تعلقات رکھنا اور ان کے ساتھ رشتہ نانا اپنے لڑکے لڑکی کا جائز ہے یا
حرام؟ اور اگر حرام ہے تو حنفی المذہب اپنی لڑکی کو کسی طور سے واپس لے سکتا ہے؟ بینواتو جروا

الجواب:

غیر مقلدوں سے میل جول حرام ہے اور ان سے مناکحت ناجائز کیا بینناہ فی رسالتنا ازالة العار

¹ فتاویٰ ہندیہ باب فی المحرمات بالشورک نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱

² درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الجہاد باب المرتد مجتہائی دہلی ۳۶۱/۱

بحجر الکرائم عن کلاب النار (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار میں بیان کیا ہے۔ ت) وہابیت ارتداد ہے اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ کافر سے، نہ مرتد سے، نہ مسلمان سے، نہ انسان سے، نہ حیوان سے، جس سے ہو گا زنائے خالص ہو گا۔ عالمگیریہ میں ہے:

لايجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لايجوز نکاح المرتدة مع احد کذا في المبسوط ¹ ۔	مرتد کو مرتدہ، مسلمہ اور اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں۔ مبسوط میں ایسی ہی ہے۔ (ت)

خفی اگر اس میں مبتلا ہوا ہو تو اپنی لڑکی اسی دعوے سے واپس لے کہ نکاح ہو انہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۰: از مند سورہ مالوہ اے، وی، ایم، سکول ریاست گوالیار مسئلہ محمد عبدالحمید صاحب مدرس ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت حاملہ ہو گئی اور بروقت تحقیقات پولیس مسماۃ مذکورہ نے بیان
کیا کہ یہ حمل خاص میرے داماد کا ہے۔ ایسی حالت میں منکوحہ داماد مسماۃ مذکورہ کی حرام ہوئی یا نہیں؟ بینواتوجروا
الجواب

فقط اس عورت کے کہنے سے داماد پر اس کی منکوحہ حرام نہیں ہو سکتی۔ یا تو ثبوت شرعی ہو یا داماد اقرار کرے۔ اس وقت
اس کی منکوحہ پر حرام ابدی ہونے کا حکم دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۱: از ہستی محلہ دکن دروازہ دھنیا ٹولہ مسئلہ بقر عیدین صاحب ضلعدار محکمہ افیون ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ دو برس سے مفرور ہو گئی ہے اور نہ طلاق دی نہ اس کا کچھ پتا ہے
کہ زندہ ہے یا مر گئی، زید اپنی بی بی کی حقیقی بہن سے چاہتا ہے کہ نکاح کروں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟
الجواب:

ناجائز، قال تعالیٰ: وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُحْتَمَيْنِ^۲ (دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ باب فی المحرمات لورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۲

^۲ القرآن الکریم ۲۳/۴

زید اگر چاہتا ہے تو زوجہ کو طلاق دے اور تا انقضائے عدت انتظار کرے اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے، انقضائے عدت یہاں ظن غالب سے لیا جائے گا فانہ ملتحق فی الفقہیات بالیقین (فقہ میں یہ یقین سے ملحق ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۲ تا ۲۹۳: از احمد نگر دکن گنج بازار متصل مسجد شاہی مسئلہ محمد ابراہیم صاحب خطیب حنفی قادری ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) زید و عمرو حقیقی بھائی ہیں، عمرو اپنے پوتے کے ساتھ زید کی لڑکی کا نکاح کرانا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟
(۲) زید نے چھ ماہ کی عمر میں زینب کا دودھ ہندہ کے ساتھ پیا اور ہندہ کی عمر چار سال کی تھی، کیا زینب کی تیسری لڑکی سے زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) یہ نکاح جائز ہے کہ حقیقی پھوپھی نہیں رشتہ کی پھوپھی ہے۔ قال تعالیٰ: وَاحِلٌ لَّكُمْ صَلَواتُ آءِذِلْکُمْ^۱ (اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔ ت) یعنی بھتیجی سے بیٹے کا نکاح جائز ہے حالانکہ وہ رشتہ میں اس کی بہن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) زینب زید کی ماں ہو گئی اور زینب کی جتنی اگلی پچھلی اولاد ہے سب زید کی بہن بھائی، زینب کی کسی لڑکی سے زید کا نکاح جائز نہیں۔ قال تعالیٰ: وَآخَوَاتُکُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ^۲ (اور تمہاری رضاعی بہنیں حرام ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۴: مولوی عبد اللہ صاحب بہاری مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی ۲۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو حقیقی بہنیں ان کا نکاح زید و اس کے حقیقی لڑکے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اور جن لوگوں میں ایسا جائز ہے ان کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

شرعاً جائز ہے کہ ایک بہن کا نکاح باپ اور دوسری کا بیٹے سے ہو، اس میں کچھ حرج نہیں جبکہ کوئی مانع شرعی اور وجہ سے نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۵: از شاہجہاں پور مسئلہ خان بہادر فصیح الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر ۲۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان عورت یا مرد کسی دوسرے مذہب کے مرد یا عورت

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۴

^۲ القرآن الکریم ۲۳/۴

سے مثلاً بدھ، جین، ہندو، دہریہ وغیرہ سے مناکحت کر سکتا ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں کہ وہ غیر مذہب والا مرد یا عورت اسلام قبول نہ کرے اور اپنے مذہب پر قائم رہے، اگر نہیں کر سکتا ہے تو اس بارہ میں احکام کلام مجید کیا ہیں؟ براہ مہربانی ان آیات کو درج فرمایا جائے۔ بینواتو جروا

الجواب:

مسلمان عورت کا نکاح مطلقاً کسی کافر سے نہیں ہو سکتا۔ کتابی ہو یا مشرک یا دہریہ یہاں تک کہ ان کی عورتیں جو مسلمان ہوں انھیں واپس دینا حرام ہے۔

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس اسلام لانے والی عورتیں کافروں کا دیار چھوڑ کر آئیں تو ان کی آزمائش کرو، اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو، پھر اگر تمہیں آزمائش سے ان کا ایمان ثابت ہو تو انھیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر مسلمان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔	قَالَ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِهْجِرَاتٍ فَاْتَجَوْهُنَّ¹ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِسْتُهُنَّ مُؤْمِنَاتٌ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ¹۔

مسلمان مرد کافرہ کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

آج کے دن سٹھری چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئیں اور کتابیوں کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے اور تمہارے لیے حلال کی گئیں پارسا مسلمان عورتیں اور عفت والی کتابیہ عورتیں جب تم انھیں ان کے مہر دو۔	قَالَ تَعَالَى: الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمَحْصَنَاتُ وَالْمُؤْمِنَاتُ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ²۔

لیکن غیر کتابیہ سے مسلمان مرد کو نکاح حرام ہے۔

مشرک یعنی غیر کتابیہ سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں اور بیشک ایک مسلمان باندی کافرہ غیر کتابیہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ کافرہ تمہیں پسند آئے۔	قَالَ تَعَالَى: وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا³ وَلَا مَؤْمِنَةً حَيْرًا مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَا عَجَبْتُكُمْ³۔

یہ حکم کافران اصلی کا ہے، مرتد و مرتدہ کا نکاح تمام عالم میں کسی سے نہیں ہو سکتا نہ مسلم سے، نہ کافر سے، نہ اصلی

¹ القرآن الکریم ۱۰/۶۰

² القرآن الکریم ۵/۵

³ القرآن الکریم ۲۱/۲

سے نہ مرتد سے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

لايجوز للمرتدان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احد، كذا في المبسوط ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، مبسوط میں یوں ہی ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۶: از بنگالہ مدرسہ معین الاسلام ڈاک خانہ جنگل آباد اہل موضع کا کسی ضلع جسر مسئولہ عبدالصمد صاحب ۲۸
رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنے بیٹے کی بی بی یعنی اپنی بہو سے زنا کیا اب وہ بی بی مذکورہ
کو اپنے شوہر کے لیے حلال رہے گی یا نہیں؟ اور وہ دونوں کے درمیان نکاح باقی رہے گا یا طلاق ہو گئی؟ اگر طلاق ہو گئی تو
کس قسم کی؟ اور علت طلاق ہونے کی کیا ہے؟ بینوا تو جو

الجواب:

لوگ اپنی طرف سے خیالات باطلہ باندھ لیتے یا فقط دو ایک شخصوں یا صرف عورت کے کہنے پر اتہام لگاتے ہیں اس کا کچھ
اعتبار نہیں بلکہ شہادت عادلہ شرعیہ ہو یا شوہر تصدیق کرے اس وقت حرمت کا حکم دیا جائے گا۔ عورت ہمیشہ کے لیے اپنے
شوہر پر حرام ہو جائے گی کہ اس کے باپ کی مدخولہ ہو گئی اور باپ کی مدخولہ بیٹے پر حرام ابدی ہے، قال تعالیٰ:
وَلَا تَنْكِحُوا أُمَّهَاتِكُمْ أَبَاؤُكُمْ^۲ (جن سے تمہارے باپ نکاح کر لیں تم ان سے نکاح نہ کرو۔ ت) مگر طلاق نہ ہوئی، نہ نکاح
سے خارج ہوئی جب تک شوہر متارکہ نہ کرے، مثلاً اس سے کہے میں نے تجھے چھوڑ دیا یا جدا کیا، جب یہ کہے گا اور عدت
گزر جائے گی اس وقت عورت کسی تیسرے شخص سے نکاح کر سکے گی، ان دونوں باپ بیٹوں پر تو ہمیشہ کے لیے حرام ہے،
شوہر پر فرض ہے کہ اسے متارکہ کر دے کہ اب اسے رکھ نہیں سکتا تو چھوڑنا لازم۔ قال تعالیٰ:
فَأَمْسَاكَ بِعُرْوَةٍ أَوْ تَسْرِيَهُ بِإِحْسَانٍ^۳ (تو ہمدردی سے پاس رکھو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو۔ ت) درمختار میں ہے:

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى	حرمت مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا حتی کہ

^۱ فتاویٰ ہندیہ باب فی المحرمات نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱

^۲ القرآن الکریم ۲۲/۴

^۳ القرآن الکریم ۲۲۹/۴

لا یحل لها التزوج بأخر الأبعد المتاركة وانقضاء العدة ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جب تک متارکہ اور عدت پوری نہ ہو جائے کسی دوسرے کے لیے حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۷: از سوالہ ڈاک خانہ ریڈھ ضلع بجنور مسئولہ حکیم عبدالرحمان ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

ما قولکم رحمکم اللہ (اللہ آپ پر رحم کرے آپ کا کیا فرمان ہے۔ ت) کہ زید نے اپنے لڑکے عمرو کی زوجہ سے زنا
بالجبر کیا یا زنا کی نیت کی جس کا اقرار دونوں کرتے ہیں، اس صورت میں یہ عورت عمرو کی مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟ اور کون سی
طلاق واقع ہوئی؟ عدت بھی ہوگی یا نہیں؟ عمرو کے لیے یہ عورت کسی طرح پھر بھی حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ وقوع
زنا، نیت زنا، دواعی زنا، تینوں میں کچھ فرق ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

یہی استفتاء اس سے قبل مولانا عہد ز الرحمن صاحب مفتی دیوبند کی خدمت میں ارسال کیا تھا جس کے جواب میں بوجہ انتقال
مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ انھوں نے یہ مختصر جواب دیا تھا کہ: "اگر عمرو اس کا مقرر نہیں ہے تو اس کے حق میں
اس کی عورت حرام نہیں ہوئی" انتھی چونکہ یہ فیصلہ بروئے پنجایت برادری طے ہونے والا ہے اس لیے ضروری ہے کہ
کل مسئول عنہا امور کا جواب دیکھنے پر اگر حکم ہو تو برادری میں ان سے انقطاع یا حقہ پانی بند کی سزائے مروج دے سکتے ہیں
یا نہیں؟ یا محض ان سے جرمانہ وصول کر کے غربا و مساکین کی دعوت کرائی جائے اور وہ جرمانہ مسجد یا اور کسی نیک کام
میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

محض نیت زنا سے کچھ نہیں ہوتا اور بیٹے پر اس کی زوجہ حرام ابدی ہونے کے لیے صرف دواعی بھی کافی ہیں۔ اگر عمرو کے
قلب پر ان کا صدق جمتا ہے تو لازم ہے کہ وہ عورت کو اپنے اوپر حرام سمجھے،

فإن التحری من دلائل الشرع وقول فاسق معتبر اذا وقع التحری علی صدقہ۔	کیونکہ تحری (سوچ کے بعد فیصلہ) شرعی دلائل میں سے ہے اور فاسق کا قول تحری سے تصدیق کے بعد معتبر قرار پاتا ہے۔ (ت)

یونہی اگر عمرو نے ان کی تصدیق کی تو عورت کی حرمت ابدی کا حکم ہے لان الاقرار حجة ملزمة (کیونکہ اقرار اپنے اوپر
لازم کرنے کے لیے دلیل ہے۔ ت) اور اگر نہ اس نے ان کی تصدیق کی نہ اس کے قلب پر ان کا صدق

^۱ در مختار باب فی المحرمات مجتہباتی و جلی ۱۸۸/۱

جما ہے تو عورت اس پر حرام نہ ہوئی لان الاقرار حبیۃ قاصرة لا تعد والمقر (کیونکہ اقرار کمزور دلیل ہے اس لیے مقرر کا غیر اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ ت) پھر جن صورتوں میں عورت اس پر حرام مانی جائے گی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگی، کسی طرح ان باپ بیٹوں کے لیے حلال نہیں ہو سکتی مگر ہنوز طلاق نہ ہوئی، عمرو پر فرض ہوگا کہ اسے چھوڑ دے اور اس کے چھوڑنے کے بعد عورت پر عدت لازم ہوگی، بعد عدت کسی تیسرے سے نکاح کر سکے گی، درمختار میں ہے:

و بحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بأخیر الابعد المتارکۃ وانقضاء العدة ^۱ ۔	حرمت مصاہرہ نکاح کو ختم نہیں کرتی حتیٰ کہ دوسرے شخص سے نکاح، متارکہ اور اس کے بعد عدت گزر جانے کے بغیر جائز نہیں۔ (ت)

اگر بصورت حرمت عمر و عورت کو رکھے تو مسلمان اس سے میل جول چھوڑ دیں مگر جرمانہ لینا حرام ہے اور اسے مسجد میں صرف کرنا اور دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنا حرام اور ان کے فتویٰ پر عمل کرنا حرام، اور انھیں مولانا یا نور اللہ مرقدہ کہنا حرام، تمام علماء کرام حرمین شریفین نے شان الوہیت و شان رسالت میں ان کی سخت گستاخیوں کے سبب ان کی تکفیر پر اتفاق کیا اور حسام الحرمین میں فرمایا: من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر^۲ یعنی جو ان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۰۵۲۹۸: مسئلہ مولانا مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی مورخہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۱) ماقولکم ایہا العلماء الکرام (اے علماء کرام! آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ت) مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مہدی، مسیح موعود اور پیغمبر صاحب وحی والہام ماننے والے مسلمان ہیں یا خارج از اسلام اور مرتد۔

(۲) بہ شکل ثانی اس کا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا ان کی ہم عقیدہ عورت سے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۳) بہ صورت ثانیہ جس عورت کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منعقد کیا گیا ہے ان عورات کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر طلاق

لیے اور بلاعدت کسی مرد مسلم سے نکاح کر لیں۔ بینوا آجروکم اللہ تعالیٰ

الجواب:

(۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو

^۱ درمختار باب فی المحرمات مجتہبائی دہلی ۱۸۸/۱

^۲ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور ص ۱۳

وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے، قال اللہ تعالیٰ:

وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ^۱ - وقال صلى الله تعالى عليه وسلم: انا خاتم النبيين لاني بعدى ^۲ ۔	لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (ت) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (ت)

لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر^۳ (جس نے اس کے کفر میں شک کیا ہو کافر ہو گیا۔ ت) اسے معاذ اللہ مسیح موعود کیا مہدی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قادیانی عقیدے والے قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد خواہ عورت کا نکاح اصلاً ہر گز زہار کسی مسلم کافر یا مرتد اس کے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ غرض تمام جہان میں انسان حیوان جن شیاطین کسی سے نہیں ہو سکتا جن سے ہوگا زنائے خالص ہوگا۔ فتاویٰ غلگیریہ میں ہے:

لايجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كفرة اصلية وكذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احد، كذا في مبسوط ^۴ ۔	مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، ایسے ہی مرتدہ کو کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، جیسا کہ مبسوط میں ہے۔ (ت)

اسی میں دربارہ تصرفات مرتد ہے:

منها ما هو باطل بالاتفاق نحو النكاح فلا يجوز له ان يتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة ولا ذمية ولا حربية ولا مملوكة ^۵ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	بعض وہ چیزیں جو بالاتفاق باطل ہیں جیسے نکاح تو اس کے لیے کسی مسلمہ مرتدہ اور اصلی کافرہ اور ذمی عورت، حربیہ اور لونڈی سے نکاح باطل ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الكريم ۴۰/۳۳

^۲ جامع الترمذی ابواب الفتن باب ما جاء لا تقوم الساعة الخ امین کمپنی دہلی ۴۵/۲

^۳ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

^۴ فتاویٰ ہندیہ باب فی المحرمات بالشہرک نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱

^۵ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۵۵/۲

جس مسلمان عورت کا غلطی خواہ جہالت سے کسی کے ساتھ نکاح باندھا گیا اس پر فرض فرض فرض ہے کہ فوراً فوراً اس سے جدا ہو جائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں بلکہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں، طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو، نکاح ہی سرے سے نہ ہوا، نہ اصلاً عدت کی ضرورت کہ زنا کے لیے عدت نہیں، بلا طلاق بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، درمختار میں ہے:

نکح کافر مسلمة فولدت منه لایثبت النسب منه ولا تجب العدة لانه نکاح باطل ¹ ۔	کافر نے مسلمان عورت سے نکاح کیا جس سے اولاد ہوئی تو اس سے نسب ثابت نہ ہوگا، عورت پر عدت واجب نہ ہوگی کیونکہ یہ نکاح باطل ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

ای قالوطء فیہ زنا لایثبت بہ النسب ² ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	یعنی اس میں وطی زنا ہے جس سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۱: از قصبہ نہپور ضلع بجنور محلہ میاں صاحب سادات اول مرسلہ سید محمد مختار احمد صاحب ۵ شعبان ۱۳۳۴ روز چہار شنبہ مکرم معظم جناب قبلہ مولانا صاحب زاد ظلم۔ السلام علیکم، مزاج شریف! کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ زید کی دو زوجہ، زوجہ اول کا انتقال ہو گیا، اس سے اس کے ایک نواسہ، زوجہ دوم کے ایک لڑکی، اب زوجہ دوم کی لڑکی سے زوجہ اول کے نواسہ کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ گویا سوتیلی خالہ سے یعنی اپنی ماں کی سوتیلی بہن سے جو دوسری ماں سے پیدا ہو کوئی شخص اپنا نکاح کر سکتا ہے؟ سبب یہ ہے کہ نلک کا باپ اور منکوحہ کا باپ اور ماں دونوں علیحدہ ہیں کیونکہ بعض شخص کچھ ایسی حجت پیدا کرتے ہیں کہ چچا زاد یا تائی زاد یا خالہ زاد بہن بھائی حقیقی کا نکاح جائز ہے جبکہ نلک اور منکوحہ کے ماں اور باپ کا ایک باپ اور ایک ماں ہیں، جزئیت کس طرف سے شمار ہوتی ہے، کسی ایسی عام فہم صورت میں جواب صاف اور کسی مستقل حوالہ کے ساتھ تحریر فرمائیں۔ بینواتو جروا

الجواب:

زوجہ دوم کی وہ لڑکی اگر زید ہی کے نطفہ سے ہے بلاشبہ زید کے نواسے پر حرام قطعی ہے، اور اگر کسی دوسرے شوہر سے ہے تو جائز ہے، جزئیت کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اپنی فرع اور اپنی اصل کتنی بعید ہو مطلقاً حرام ہے، اور اپنی اصل

¹ درمختار فصل فی ثبوت النسب مجتبائی دہلی ۲۶۳/۱

² ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۳۳/۲

قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو حرام ہے، اور اپنی اصل بعید کی فرع بعید حلال، اپنی فرع جیسے بیٹی پوتی نواسی کتنی ہی دور ہو اور اصل ماں دادی نانی کتنی ہی بلند ہو اور اصل قریب کی فرع یعنی اپنی ماں اور باپ کی اولاد یا اولاد کی اولاد کتنی ہی بعید ہو اور اصل بعید کی فرع قریب جیسے اپنے دادا، پردادا، نانا، دادی، پردادی، نانی، پر نانی کی بیٹیاں یہ سب حرام ہیں، اور اصل بعید کی فرع بعید جیسے انہی اشخاص مذکورہ آخر کی پوتیاں نواسیاں جو اپنی اصل قریب کی نوع نہ ہوں حلال ہیں۔ صورت مذکورہ میں جبکہ زوجہ دوم کی لڑکی زید کے نطفہ کی ہو تو وہ اس کے اصل بعید کی فرع بعید قریب ہوئی، زید اس کا نانا ہے وہ اس کی اصل بعید ہو اور یہ لڑکی اس کی بیٹی، یہ اس کی فرع قریب ہوئی، لہذا حرام ہوئی۔ اور اگر دوسرے شوہر سے ہے تو اس سے کوئی تعلق نہ ہوا لہذا حلال ہوئی، چچا، خالہ، ماموں، پھوپھی کی بیٹیاں اس لیے حلال ہیں کہ وہ اس کی اصل بعید کی فرع بعید ہیں یعنی دادا نانا کی پوتیاں نواسیاں جو اپنی اصل قریب سے نہیں۔ نفایہ میں ہے:

حرم علی المرء اصلہ وفرعہ وفرع اصلہ القریب وصلبۃ اصلہ البعید ^۱ ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔	مرد پر اس کے اصول وفروع اور اصل قریب کی فرع اور اصل بعید کی صلبیہ عورتیں حرام ہیں۔ (ت) وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۲: مسئلہ حافظ محمد علاؤ الدین صاحب پیش امام مسجد مقام بلرام پور ڈاک خانہ انگہ ڈیرہ ضلع مان بھوم

(۱) جن عورتوں سے نکاح حرام ہے وہ کون کون ہیں؟ عام فہم ہو خصوصاً میرے سمجھنے کے قابل۔

(۲) جو عورت زید کے بڑے بھائی کے نکاح میں آچکی ہو، بعد مرنے بڑے بھائی کے اس عورت یعنی اپنی بھانج سے زید عقد کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جھگڑا پڑا ہوا ہے اس کا خلاصہ تحریر فرمائیں، فقط۔

الجواب:

(۱) حرمت کے اسباب متعدد ہیں:

اول نسب جیسے ماں بیٹی، بہن، خالہ، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی۔

دوم رضاعت، دودھ کے رشتہ سے یہ عورتیں، دودھ پلانے والی ماں اور اس کی بیٹی بہن اور جس نے اس کا دودھ پیا بیٹی اور جن مرد و عورت کا دودھ پیا ان کی بہنیں خالہ پھوپھی اور اپنے رضاعی بھائی بہن کی اولاد یا اپنے بھائی بہن کی رضاعی اولاد بھتیجی بھتیجیاں، وقس علیہ۔

سوم مصاہرت کہ اپنے اصول مثلاً باپ دادا نانا اپنی فروع مثلاً بیٹا پوتا نواسہ ان کی بیٹیاں یا

^۱ مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ کتاب النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۲

جن عورتوں کو انھوں نے بشوت ہاتھ لگایا ہو، یونہی اپنی بی بی یا مدخولہ کی ماں، دادی، نانی۔
 چہارم شرک یعنی غیر کتابی کافرہ عورت مسلمان پر حرام ہے۔
 پنجم ارتداد جو عورت مسلمان ہو کر اسلام سے نکل جائے اس سے نکاح حرام ہے اگرچہ وہ کتابیوں ہی کا دین اختیار کرے۔
 ششم پانچویں، یعنی چار عورتیں نکاح میں موجود ہوں تو پانچویں حرام ہے۔
 ہفتم دو محارم میں جمع کرنا، مثلاً ایک عورت نکاح میں ہے تو جب تک وہ نکاح میں رہے اس کی بہن پھوپھی خالہ بھتیجی بھانجی سے نکاح حرام ہے۔
 ہشتم جب کوئی آزاد عورت نکاح میں ہو اس کے ہوتے ہوئے کنیز سے نکاح جائز نہیں۔
 نہم جس عورت کو تین طلاقیں دے چکا جب تک حلالہ نہ ہو اس سے نکاح حرام ہے۔
 دہم جس عورت سے لعان کر چکا جب تک اپنے نفس کو تکذیب نہ کرے اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔
 یازدہم وہ عورت کہ دوسرے کے نکاح میں ہے۔
 دوازدہم وہ عورت کہ دوسرے کے عدت میں ہے۔ جزئیات بہت کثیر ہیں تفصیل کو اجزا درکار ہیں، یہ چند اجمالی باتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) عدت گزرنے کے بعد کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

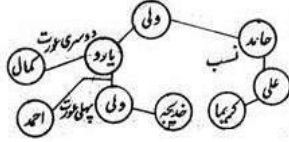
مسئلہ ۳۰۴: از دو ارکاو کھا کاٹھیا وار مرسلہ نائیک حبیب خان ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ
 مصدر بوارق معانی، مظہر شوارق فیض رسانی، ادام اللہ عنہ، السلام علیکم، دست بستہ آداب،۔ خیریت طرفین کا خواستگار ہوں، وہ لڑکی کہ جس نے بچپن میں میری اس ہمیشہ کا دودھ ایک یاد و دفعہ نیند کی حالت میں پیا ہو کہ اس کی اور میری والدہ ایک ہے اور والد جدا۔ آیا وہ لڑکی میرے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ لڑکی میرے نکاح میں آچکی ہو اور دودھ پلانے کی واردات پیچھے ظاہر ہوئی اس کے لیے کیا فتویٰ ہے؟ براہ نوازش جلد مطلع فرما کر فخر بخشیں۔

الجواب:

جس لڑکی نے سائل کی بہن کا دودھ پیا اگرچہ اس کے سوتے میں۔ اگرچہ ایک ہی بار، اگرچہ ایک ہی قطرہ، اگرچہ وہ بہن سائل سے صرف ماں میں شریک اور باپ میں جدا تھی، وہ لڑکی سائل کی بھانجی ہو گئی اور اس سے اس کا نکاح حرام قطعی ہے، اور اگر نادانستگی میں ہو گیا اور اب بہ ثبوت شرعی رضاعت ثابت ہوئی تو سائل پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اسے جدا کر دے کہ وہ اس کی بھانجی اور مثل حقیقی دختر کے ہے، پھر اگر جماع واقع ہوا،

تو مہر دینا آئے گا جو مہر مثل و مہر مسکلی میں کم ہو اور عورت اس کے چھوڑنے کے بعد تین حیض عدت کرے گی، پھر جس سے چاہے نکاح کرے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۵: مسئلہ میاں قدرت اللہ صاحب چشتی از مقام پٹن ضلع گجرات ریاست بڑودہ ۲۰ رجب ۱۳۳۵ھ



علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ لڑکا کمال اور لڑکی کریمہ دونوں کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اس شجرہ سے واضح ہے کہ کمال اور ولی دونوں آپس میں سوتیلے بھائی ہیں۔ باپ ایک اور ماں جدا۔ اور کریمہ ولی کی نواسی یعنی بیٹی ہے تو وہ کمال پر حرام ہے نکاح نہیں ہو سکتا، قال تعالیٰ: وَبَنَاتُ الْأَخِ^۱ (اور بھائی کی بیٹیاں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۶: از مارہرہ شریف مرسلہ محمد نعیم صاحب ۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

ایک شخص نے اپنے لڑکپن میں جبکہ اس کی عمر صرف دس گیارہ سال تھی ایک چودہ سالہ عورت سے جس کی شادی اسی ماہ میں ہوئی تھی عورت کے رغبت کرنے اور سکھانے سے زنا کیا لیکن لڑکا نابالغ تھا اب اس عورت سے ایک لڑکی ہے، اس کا نکاح لڑکے مذکور سے جس نے اپنی نابالغی کی حالت میں اس کی ماں سے زنا کیا تھا جائز اور درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر اس وقت لڑکے کی عمر ۱۲ برس سے کم تھی تو حرمت ثابت نہ ہوئی، وہ لڑکا اس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے، درمختار میں ہے:

لو جامع غیر مراہق زوجۃ ابیہ لم تحرم ^۲ فتح۔	اگر غیر مراہق نے اپنے باپ کی زوجہ سے جماع کیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ فتح (ت)

^۱ القرآن لکریعہ ۲۳/۳

^۲ درمختار باب فی المحرمات مجتہائی دہلی ۱۸۸/۱

ردالمحتار میں ہے:

مرد و عورت دونوں کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کم از کم مراہق کی عمر میں ہوں، اور مراہق کی عمر لڑکی کے لیے کم از کم نو سال اور لڑکے کے لیے بارہ سال، کیونکہ یہ وہ کم از کم عمر ہے جس میں بلوغ ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء نے لڑکے کے بلوغ کے متعلق تصریح فرمائی ہے اور یہ بیان گزشتہ اس بیان کے موافق ہے کہ حرمت مصاہرہ کی علت وہ وطی ہے جو بچے کا سبب بن سکے اور وہ مس جو اس وطی کا سبب بن سکے، اور یہ ظاہر ہے کہ مراہق سے کم عمر والے کی وطی بچے کا سبب نہیں ہوتی، (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔	لا بد فی کل منہما من سن المراهقة و اقلہ للاثنی تسع وللذكر اثنا عشر لان ذلك اقل مدة يمكن فيها البلوغ كما صرحوا به في باب بلوغ الغلام وهذا يوافق ما مران العلة هي الوطء الذي يكون سبباً للولد، والمس الذي يكون سبباً لهذا الوطء ولا يخفى ان غير المراهق منہما لا يتأتى منه الولد¹۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ ردالمحتار باب فی المحرمات دار حیاء التراث العربی بیروت ۲۸۲/۲

باب الولی (ولی کا بیان)

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ

از کھنڈوا ضلع نماڑ

مسئلہ ۳۰۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی نابالغہ جس کی عمر آٹھ برس کی ہے، باپ اس کا اس کی شیر خوارگی میں انتقال کر گیا، پرورش اس کی ماں نے کی اور وہی اس کی وارث و کفیل ہے، ایک چچا اس کا ہے وہ لڑکی کے باپ مرحوم سے تخمیناً چالیس سال سے بالکل علیحدہ ہے، کسی نوع کا واسطہ و تعلق باہمی نہیں۔ اس لڑکی کا نکاح بے اجازت والدہ و عم کے ایسے مقام پر لے جا کر پڑھا دیا جہاں ماں موجود نہ تھی، پس یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

تقریر سوال سے واضح کہ اس لڑکی کا دادا یا کوئی جوان بھائی نہیں۔ پس صورت مستفسرہ میں اس کا چچا ہی اس کا ولی ہے جس کے ہوتے ماں کو بھی اختیار نہیں۔ اور چچا کا باپ سے جدا بے علاقہ ہونا اس کی ولایت شرعیہ کو ساقط نہیں کرتا غایت درجہ قطع رحم ہوگا اس کی نہایت گناہ اور گناہ مسقط ولایت نہیں۔ تنویر الابصار میں ہے:

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ ^۱ ۔	نکاح میں ولی عصبہ بنفسہ ہوتا ہے۔ (ت)
در مختار میں ہے:	
فان لم یکن عصبۃ فالولاية للام ^۲ ۔	اگر عصبہ موجود نہ ہو تو پھر ماں کو ولایت ہوگی۔ (ت)
فتاویٰ خیرہ میں ہے:	
الام لا تملك تزویج ابنہا مع العم ^۳ ۔	والدہ کی بیٹی کے چچا کی موجودگی میں ولایت نہیں۔ (ت)
فتاویٰ خانیہ میں ہے:	
الفسق لا یمنع الولاية ^۴ ۔	فسق، ولایت کے لیے مانع نہیں ہے۔ (ت)
پس وہ نکاح کہ بے اجازت چچا کے ہوا اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر رد کردے باطل ہو جائے گا۔ مجمع الانہر میں ہے:	
وقف تزویج فضولی وھو من لم یکن ولیاً ولا اصیلاً ولا وکیلاً علی اجازۃ من لہ العقد فان اجاز ینعقد والالا ^۵ ۔	جو شخص ولی، اصیل اور وکیل نہ ہو وہ فضولی ہوتا ہے جس کا کیا ہوا نکاح ولایت والے کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، اگر وہ جائز کر دے تو جائز، ورنہ ناجائز ہوگا۔ (ت)
اور اجازت دے تو نافذ ہو جائے گا بشرطیکہ جس شخص کے ساتھ نکاح ہوا وہ اس دختر کا کفو ہو اور اس کے مہر میں کمی فاحش نہ کی گئی ہو۔ ورنہ اگر کفو نہیں یا مہر میں ایسی کمی ہے تو نکاح اصلاً وجہ صحت نہیں رکھتا۔ نہ چچا وغیرہ ان اولیاء کی اجازت سے نافذ ہو سکے کہ ایسا نکاح اگر خود چچا کے ہاتھوں کا کیا ہوتا تاہم باطل ہوتا پھر اس کے جائز کئے نفاذ کیونکر پاسکتا ہے۔ در مختار میں ہے:	
ان کان المزوج غیر الاب وابیہ ولوالام لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً ^۶ اھملخصاً	نکاح کرنے والا باپ یا دادا نہ ہو اگرچہ ماں ہو تو غیر کفو اور مہر کی فحش کمی کی صورت میں نکاح صحیح نہ ہوگا۔ (ت)

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مجتہبی و بلی ۱/۱۹۳

^۲ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مجتہبی و بلی ۱/۱۹۳

^۳ فتاویٰ خیریہ کتاب النکاح باب الاولیاء دار المعرفۃ بیروت ۲۴/۱

^۴ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الاولیاء نوکشتور لکھنؤ ۱/۱۶۳

^۵ مجمع الانہر فصل فی تزویج الفضولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۴۳/۱

^۶ در مختار باب الولی مطبع مجتہبی و بلی ۱/۱۹۲

ردالمحتار میں ہے:

اصلا ای لا لازماً ولا موقوفاً علی الرضا بعد البلوغ ¹ ۔	بالکل نہ ہوگا۔ نہ اب نافذ ہوگا اور نہ بعد بلوغ رضا پر موقوف ہوگا۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

العم ونحوہ لا یصح منهم التزویج بغیر الکفو ² ۔	پچا وغیرہ کا غیر کفو میں نکاح کر دینا صحیح نہ ہوگا۔ (ت)

اور کفو کے یہ معنی کہ اس کی قوم یا مذہب یا اعمال یا پیشے میں بہ نسبت خاندان دختر کے کوئی ایسا قصور و عیب نہ ہو جس کے سبب اولیائے دختر کو عار لاحق ہو نہ ایسا محتاج ہو کہ اگر یہ دختر بالفعل قابل جماع ہے تو نفقہ نہیں دے سکتا یا کسی قدر مہر کل یا بعض از روئے شرط یا حسب رواج مجمل ہے تو فی الحال اس کے ادا پر قادر نہیں۔ تنویر میں ہے:

تعتبر (یعنی الکفاءة) نسباً وحرية واسلاماً وديانہ ومالاً وحرقة ³ ۔	کفو ہونے میں نسب، حریت، اسلام، دیانت، مال اور حرفت کا اعتبار ہے۔ (ت)

ملتقى الابحر میں ہے:

وتعتبر مالاً فالعاجز عن المهر المعجل والنفقة غیر کفو الخ ⁴ ۔	مال کا اعتبار ہے تو جو شخص مہر مجمل اور نفقہ کی ادائیگی سے عاجز ہو تو کفو نہیں بنے گا۔ (ت)

شامی میں ذخیرہ وفتح القدیر میں ہے:

قوله لو تطبق الجماع فلو صغيرة لا تطبقه فهو كفو وان لم يقدر على النفقة لانه لا نفقة لها ⁵ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم و حکمہ سبحنہ احکم۔	اس کا قول کہ بیوی جماع کے قابل ہو، تو اگر ایسی کم عمر ہو کہ وہ جماع کے قابل نہیں تو کفو ثابت ہوگی اگرچہ خاوند نفقہ پر قادر نہ ہو کیونکہ ایسی عمر کے لیے خاوند پر نفقہ لازم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم، اللہ جل مجدہ کا علم کامل واکمل اور اس کا حکم نافذ مضبوط ہے۔ (ت)

¹ ردالمحتار باب فی الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲

² فتح القدیر فصل فی الکفاءة مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۹۶/۳

³ درمختار شرح تنویر الابصار فصل فی الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵/۱-۱۹۳

⁴ ملتقى الابحر الکفاءة فی النکاح مؤسسة الرسالة بیروت ۲۴۶/۱

⁵ ردالمحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۱/۲

مسئلہ ۳۰۷: ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۰۵ ہجری قمری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صغیرہ کا باپ اس کے نکاح کی زید کے ساتھ اپنے پسر جوان کو اجازت دے کر اپنی نوکری کے مقام پر کہ وہاں سے سات آٹھ کوس ہے چلا گیا، اس کے پیچھے وہ نکاح ہوا، رخصت کے بعد باپ آیا، چوتھی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی اور برسوں آئی گئی، اب سات برس کے بعد باپ کہتا ہے میں اس نکاح سے راضی نہیں، اس صورت میں باپ یا اس صغیرہ کو بلوغ حق فسخ نکاح پہنچتا ہے یا نہیں؟ اور وہ نکاح کہ بھائی نے کیا صحیح ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

جبکہ ثابت ہو کہ پدر صغیرہ نے اپنے پسر جوان کو دختر نابالغہ کے نکاح کی زید کے ساتھ اجازت دی اور وہ نکاح حسب اجازت واقع ہوا تو اب اسے نہ پدر صغیرہ خود فسخ کر سکے نہ صغیرہ بعد بلوغ اس کا اختیار فسخ رکھے، بلکہ وہ نکاح قطعاً صحیح و نافذ و لازم ہو گیا۔

فان الاذن تو کیل وفعل الوکیل کفعل الموکل ومن سعی فی نقض ماتم من جہتہ ففسخہ مردود علیہ۔	وکیل کو اجازت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے فعل کو موکل کا فعل قرار دیا جائے گا لہذا وکیل کی طرف سے تمام شدہ کارروائی کو کالعدم قرار دینے والے کی کوشش کو رد کر دیا جائے گا۔ (ت)

تنویر میں ہے:

لزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفو ان کان الولی اباً او جدًا ^۱ الخ۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔	اگر باپ یا دادا نکاح کرنے والا ہو تو غیر کفو اور مہر کی فحش کمی کے باوجود نکاح لازم و نافذ ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۰۸: ۳ رجب المرجب ۱۳۰۵ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لیلیٰ کا باپ بکر اس کا نکاح عمر و کفو کے ساتھ کر دینے کی اجازت اپنے جوان بیٹے خالد کو دے کر بریلی سے اپنی نوکری پر بیسل پور کہ یہاں سے بیس کوس ہے چلا گیا، خالد برادر و ہندہ مادر لیلیٰ کو عمرو سے نکاح منظور نہ تھا ان کی مرضی زید کے ساتھ نکاح میں تھی کہ وہ بھی مثل عمرو آپس اور برادری ہی کا ہے لہذا برخلاف اجازت بکر مادر و برادر لیلیٰ نے جلدی کر کے لیلیٰ نابالغہ وہ سالہ کا نکاح زید نابالغ ہفت سالہ سے کر دیا،

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱۹۲/۱

جب پدر لیلی آیا خبر سن کر سخت ناراض ہوا، اور دختر کو سسرال سے بلا لیا اور پھر نہ جانے دیا، اس پر سات برس کا زمانہ گزر ا کہ لیلی بالغ ہو گئی مگر زید ہنوز نابالغ ہے لیلی نے بالغہ ہوتے ہی فوراً اس نکاح سے انکار کر دیا اور دوسری جگہ اپنا نکاح کیا چاہتی ہے اس صورت میں نکاح اول فسخ ہو اور لیلی کو نکاح ثانی کا اختیار ملا یا نہیں؟ بینواتوجروا (بیان کیجئے اور اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

چند روز ہوئے کہ یہ مسئلہ سائل کی طرف مقابل یعنی پدر زید نے فقیر سے دریافت کیا اور اس میں صورت سوال بالکل اس کے خلاف تھی، اس نے ظاہر کیا تھا کہ پدر لیلی اس کے نکاح کی اجازت خالد پسر جوان کو اسی زید کے ساتھ دے گیا تھا اور چوتھی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی اور لیلی برسوں آئی گئی، ان سات برس کے بعد کہتا ہے میں راضی نہیں۔ اس پر فقیر نے لکھا تھا کہ مضمون مذکور ثابت ہو تو پیشک نکاح صحیح و لازم ہو گیا جسے کوئی فسخ نہیں کر سکتا، اب پدر لیلی یہ شکل اختیار کرتا ہے اور اس کے ساتھ چند کسان، برادری جو اپنے آپ کو فریقین کا رشتہ دار قریب بتاتے ہیں، بقسم اس بیان بکر کی تائید کرتے ہیں۔ غرض علم واقع حق و علا کو ہے، اگر یہ لوگ سچے ہیں اور صورت سوال یونہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نکاح برخلاف اجازت پدر ہوا تو اگر اس نے ناراضی میں اس نکاح کے رد کرنے کا کوئی لفظ کہا تو نکاح اسی وقت فسخ ہو گیا اور اگر کوئی ایسا لفظ نہ کہا اور نہ اس پر راضی ہوا نہ اس نے کبھی رخصت کی اور لیلی نے بالغہ ہو کر انکار کر دیا تو اب نکاح فسخ ہو گیا کہ برادر لیلی کو جب پدر لیلی نے خاص عمر کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دی تھی تو اسے بتوکیل پدر اس قدر کا اختیار تھا کہ اب اس نے مخالفت کر کے زید سے نکاح کر دیا۔ یہ نکاح نکاح فضولی ٹھہرا، درمختار میں ہے:

اجمعوا انه لم یجز کمالو امره بمعینه فخالف ^۱ اھ	افتہاء کا اجماع ہے کہ اگر معینہ عورت سے نکاح کا کہا اور وکیل نے اس کے خلاف کیا تو یہ جائز نہ ہوگا اھ ملخصاً (ت)

ردالمحتار میں ہے: فی

کل موضع لاینفذ فعل الوکیل فالعقد موقوف علی	جہاں پر وکیل کا عمل نافذ نہ ہوگا وہاں وہ عمل موکل کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

اجازۃ المؤکل^۲۔

^۱ الدر المختار باب الکفایۃ مجتہباً، دہلی، ۱۹۶۱ء

^۲ ردالمحتار باب الکفایۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۵/۲

اور نکاح فضولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا۔ پس اگر لیلیٰ کے باپ نے رد کیا تو جیسی رد ہو گیا اور اگر نہ رد کیا نہ اجازت دی اور لیلیٰ نے بالغ ہو کر فسخ کر دیا تو اب فسخ ہو گیا۔

فی ردالمحتار فی فصل الفضولی عن جامع الفصولین یتوقف علی اجازة ولیہ مادام صبیاً ولو بلغ قبل اجازة ولیہ فالاجاز بنفسہ جائز ولم یجز بنفس البلوغ بلا اجازة¹۔	ردالمحتار میں ہے فضولی کے بیان میں جامع الفصولین سے منقول ہے کہ جب تک نابالغ ہے اس کا نکاح اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اور اگر ولی کی اجازت سے قبل وہ بالغ ہو گیا تو اس نے اپنے نکاح کو جائز قرار دیا تو جائز ہو جائے گا، اس کے جائز کئے بغیر محض بالغ ہونے پر جائز نہ ہوگا۔ (ت)

پس لیلیٰ کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

واعلم ان غیبة بکر لم تکن منقطعة حتی تنتقل الولاية الی الاخ فیکون تزویجه ایاها صحیحاً نافذا ولو غیر لازم فلا ینفسخ بمجرد فسخها بل تحتاج فیہ الی حکم القاضی کما فی الهدایة والدر² وغیرہما من الاسفار الغراء علی ما اختارہ واكثر المتأخرین وجزم به فی التنبیر وغیرہ۔ وقال فی التبیین ان علیہ الفتوی³ وهو التقدير بمسافة القصر فالامرو واضح واما علی ما اختارہ اکثر المشائخ وقال السرخسی ومحمد بن الفضل واصحاب الذخيرة والمجتبی والبحر انه الاصح⁴ وصاحب	واضح رہے کہ یہاں بکر کا غائب ہونا ایسا نہیں جس سے اس کی ولایت منقطع ہو کر لڑکی کے بھائی کو منتقل ہو جائے کہ اس کا کیا ہو نکاح صحیح اور نافذ ہوتا اگرچہ لازم نہ ہوتا۔ محض لڑکی کے فسخ کرنے سے فسخ نہ ہوتا بلکہ قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہوتی، جیسا کہ ہدایہ، در وغیرہما معتبر کتب میں ہے، لیکن جس کو اکثر متأخرین نے اختیار کیا ہے اور اس پر تنویر وغیرہ میں جزم کیا ہے، ورتبیین میں کہا کہ اس پر فتویٰ ہے وہ یہ کہ نماز کو قصر کرنے کی مسافت یعنی مسافت سفر پر دور ہو، تو اس قول پر معاملہ واضح ہے، اور وہ جس کو اکثر مشائخ نے جس کے متعلق سرخسی اور محمد بن فضل، ذخیرہ، مجتبیٰ اور بحر کے مصنفین نے فرمایا کہ یہ اصح ہے اور صاحب ہدایہ

¹ ردالمحتار کتاب البیوع فصل فی الفضولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵/۴

² درمختار فصل فی الولی مجتبیٰ ولی ۱۹۴/۱

³ تبیین الحقائق باب الاولیاء والاكفاء المطبعة الکبری الامیریة مصر ۱۲۷/۴

⁴ البحر الرائق باب فی الاولیاء المجلد ۱۲۶/۳

نے کہا کہ یہ اقرب الفقہ ہے، اور امام قاضی خاں نے جامع الصغیر کی شرح میں کہا کہ شفقت کی وجہ سے اچھا ہے اور زلیلی نے تبیین میں اچھا، محقق نے فتح میں شبہ بالفقہ کہا اور یہی موقوف اختیار، نقائی، ملتقی اور باقلائی کا ہے اور ابن کمال نے اس پر فتویٰ کہا ہے اور ملتقی کی شرح میں حقائق سے منقول کہ اقوال میں یہ اصح اور اس پر فتویٰ ہے اور نہر کا کلام ابھی اس کے مختار ہونے کی طرف اشارہ ہے، اور بحر میں کہا کہ اس پر فتویٰ بہتر ہے، غرضیکہ دونوں تصحیحوں میں یہ قول زیادہ رائج ہے کہ اگر ولی اتنی مسافت پر ہے کہ اس سے رابطہ، مشورہ اور اجازت حاصل کرنے میں موجود رشتہ جو کہ کفو ہے، چھوٹ جائے گا۔ تو یہ ولایت کے ختم ہونے اور دوسرے کو منتقل ہونے کا معیار ہے، اگرچہ وہ ولی شہر میں چھپا ہوا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ غائب ولی کی ولایت کے انقطاع کا سبب کفو والے رشتہ کے چھوٹ جانے کا خدشہ قرار دیا ہے تو ایسی صورت میں اس سے اجازت حاصل کرنے

الهدایة انه اقرب الى الفقہ¹ والامام قاضی خان فی شرح الجامع الصغیر انه حسن لانه النظر² و الزلیلی فی التبیین انه احسن³ والمحقق فی الفتح انه الاشبه بالفقہ⁴ وعلیه مشی فی الاختیار والنقایہ الملتقی والبقائی، ونقل ابن کمال ان علیہ الفتوی⁵ وفی شرح الملتقی عن الحقائق انه اصح الاقاویل وعلیه الفتوی⁶ ویشیر کلام نہر الی اختیارہ وفی البحران الاحسن الافتاء به⁷ وبالجملة کان ارجح التصحیحین وهو کونه بحیث لو انتظر حضوره او استطلاع رأیه فات الکفو الذی حضروا کان مختفياً فی نفس البلد فلان المبنى عندهم الحاجة الى استطلاع مفوت للکفو الحاضر لما فیہ ضرر والولاية للنظر فواجب اسقاطها وههنا کلا الامرین منتفی

¹ الهدایة باب فی الاولیاء والاکفاء المکتبة العربیہ کراچی ۲۹۹/۱

² البحر الرائق بحوالہ شرح جامع الصغیر باب فی الاولیاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی /

³ تبیین الحقائق باب الاولیاء والاکفاء المطبعة الکبزی مصر ۱۲۷/۱

⁴ فتح القدیر باب الاولیاء والاکفاء مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۸۵/۳

⁵ الدر المختار فصل فی الولی مطبع مجتہدی دہلی ۱۹۳/۱

⁶ الدر المنتقی علی حاشیہ مجمع الانہر باب الاولیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۹/۱

⁷ البحر الرائق باب فی الاولیاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲۶/۳

میں ولایت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس لئے اتنی مسافت یا شہر میں تلاش کی بجائے اس کی ولایت کو منقطع قرار دیا جائے گا، جبکہ موجودہ مسئلہ میں ولایت کو منقطع قرار دینے کی متاخرین اور مشائخ والی دونوں صورتیں نہیں پائی جاتیں کہ اس سے اجازت حاصل کی جائے کیونکہ بکرنے خود عمرو سے نکاح کر دینے کی اجازت دی نہ ہی کفو کے فوت ہونے کا خدشہ رہا کیونکہ عمرو وہاں موجود ہے، بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ولی کے غیب ہونے والی صورت یہاں نہیں پائی جاتی کیونکہ ولی کا وکیل یعنی خالد موجود ہے جبکہ وکیل کا موجود ہونا خود موکل کی موجودگی کی طرح ہے، پس مسئلہ صورت میں یہ خیال کرنا کہ زید سے کیا ہوا نکاح ولی سے صادر شدہ ہے یہ خیال باطل ہے (کیونکہ بکرنے عمرو سے نکاح کی اجازت دی تھی) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	الحاجة الى الاستطلاع لحصول الاطلاع فانه قد اذن في التزويج لعمر ووفوات الكفو لوجود عمرو. بل لقائل ان يقول ان لاغيبه اصلا لوجود التوكيل ووجود الوكيل كوجود الموكل فظن انه تزويج نافذ صدر عن ولاية ظن باطل. واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۹: ۱۹ ربیع الآخرہ ۱۴۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نابالغ کا نکاح ہندہ نابالغہ کے ساتھ ان کے وارثوں نے کیا، یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور زید یا ہندہ بعد بلوغ اسے فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

سائل مظہر کہ زید کا نکاح اس کے باپ نے کیا، اور باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہوتا ہے یعنی اولاد کو اس کے فسخ کا اختیار نہیں ہوتا۔

در مختار میں ہے جب باپ یا دادا نے اپنی ولایت میں نکاح کیا ہو تو اگرچہ فحش کمی مہر کی ہو یا غیر کفو میں کیا ہو تو وہ نکاح لازم و نافذ ہوگا بشرطیکہ باپ اور دادا کی اس سے پہلے غلط روی مشہور نہ ہو (ملخصاً)۔ (ت)	في الدر المختار لزوم النكاح ولو بغبن فاحش بزيادة مهره او بغير كفو ان كان الولي ابا او جدا ولم يعرف منهما سوء الاختيار¹۔ (ملخصاً)

اور ہندہ کا نکاح اس کے چچا نے کیا کہ پدر ہندہ مرچکا تھا اس حالت میں اگر زید ہندہ کا کفو نہیں یعنی اس سے قوم یا دین یا پیشہ وغیرہ امور معتبرہ میں ایسا گھٹا ہوا ہے جس کے ساتھ نکاح ہونا باعث عار و بدنامی ہو یا یہ کہ ہندہ کا جس قدر مہر مثل تھا اس سے بہت کم مہر باندھا گیا تو ان صورتوں میں نکاح اصلاً صحیح نہ ہوا یہاں تک

¹ الدر المختار باب الولی بجنبائی دہلی ۱۹۲/

کہ اگر ہندہ بالغہ ہو کر اسے ناجائز رکھے تب بھی جائز نہ ہوگا۔

فی الدر المختار ان كان المزوج غير الاب وابيه ولوالام لايصح النكاح من غير كفو او بغبن فاحش اصلا وما في صدر الشريعة صح ولهما فسخه وهم¹ (ملخصاً)	در مختار میں ہے اگر باپ یا دادا کے غیر نے نکاح کیا ہو تو غیر کفو اور فحش کی مہر کے ساتھ بالکل صحیح نہ ہوگا۔ اور جو صدر الشریعہ میں کہا گیا کہ وہ نکاح صحیح ہے اور باپ اور دادا کو بعد میں فسخ کا اختیار ہے، یہ محض وہم ہے (ملخصاً)۔ (ت)

اور اگر یہ بات نہیں بلکہ زید کفو ہے اور مہر مثل میں کمی فاحش نہ ہوئی تو نکاح صحیح ہو گیا مگر ہندہ کو اختیار ہے کہ بعد بلوغ فوراً اس
سے نکاح کو رد کر دے اور حاکم شرع کے حضور دعویٰ کر کے فسخ کرائے۔

فی الدر المختار وان كان من الكفو وبمهر المثل صح ولصغير وصغيرة خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده لقصور الشفقة بشرط القضاء للفسخ² (ملخصاً)	در مختار میں ہے اگر مہر مثل اور کفو میں نکاح کیا ہو تو صحیح ہے لیکن نابالغ لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس کے فسخ کا اختیار ہے اگرچہ دخول کے بعد بلوغ ہوا ہو یا بلوغ کے بعد نکاح کا علم ہوا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ باپ اور دادا کے غیر میں شفقت کمزور ہوتی ہے تاہم فسخ کے لئے قاضی کا حکم شرط ہے۔ (ملخصاً)۔ (ت)

مگر از انجا کہ ہندہ بکر ہے تو بحالت بلوغ جس وقت نکاح پر مطلع ہو فوراً اور پہلے سے مطلع تھی تو بالغ ہوتے ہی معانکاح کو رد
کر دے، اگر ذرا بھی دیر کی تو نکاح لازم ہو جائے گا اور اسے فسخ کرانے کا اختیار نہ رہے گا۔

فی الدر المختار بطل خيار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة باهل النكاح ولا يبتد الى آخر المجلس³۔ (ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم۔	در مختار میں ہے کہ اطلاع ملنے پر باکرہ کا سکوت اس کے فسخ کے اختیار کو باطل کر دیتا ہے بشرطیکہ اپنے نکاح کے بارے میں اس کو علم ہوا ہو اور وہ بالغہ ہو، تاہم فسخ کا اختیار اس مجلس تک محدود رہے گا جس میں اس کو علم ہوا ہو، (ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۱۰: ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۰۶ھ از چھاؤنی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بالغہ بعد بیوہ ہو جانے کے اپنا نکاح ایسے شخص سے

¹ در مختار باب الولیٰ مجتہبائی، ج ۱/۱۹۲

² در مختار باب الولیٰ مجتہبائی، ج ۱/۹۳-۹۲

³ در مختار باب الولیٰ مجتہبائی، ج ۱/۱۹۳

چاہتی ہے جس سے اس کے ماں باپ ہندہ سے اس امر پر راضی نہیں اب اگر ہندہ ناراضی والدین گوارا کر کے اپنا نکاح کر لے تو آیا یہ نکاح شرعاً درست ہو گا یا نادرست؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر وہ شخص جس سے ہندہ بہ ناراضی پدر اپنا نکاح بطور خود کیا چاہتی ہے ہندہ کا کفو ہے یعنی اس کی قوم یا پیشہ یا مذہب وغیرہا میں بہ نسبت ہندہ کے کوئی ایسا قصور و عیب نہیں جس کی وجہ سے ہندہ کا اس کی مناکحت میں آنا پدر ہندہ کے لئے موجب عار ہو تو بلاشبہ نکاح صحیح و درست ہو جائے گا اور والدین کی ناراضی اگرچہ ہندہ کو نقصان کرے مگر جواز نکاح میں خلل نہ آئے گا۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الايم احق بنفسها من وليها ¹ رواه الائمة مالك واحمد ومسلم وابوداؤد والترمذى والنسائى وابن ماجة وغيرهم عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما۔	حضور عليه الصلوة والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بالغ لڑکی اپنے ولی کے مقابلہ میں اپنے بارے میں فیصلہ کی زیادہ حقدار ہے، اس کو امام احمد، مالک، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

در مختار میں ہے:

نفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضى ولي ويفتى في غير الكفو بعدم جوازه اصلاً ² (ملخصاً) والله تعالى اعلم۔	عاقلة بالغه حرة عورت کا اپنا نکاح ولی کی رضامندی کے بغیر بھی جائز ہے، اور غیر کفو میں کیا تو بالکل ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۱۱: ۵ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور زید کی اہلیہ نے انتقال کیا، دو بیٹیاں چھوڑیں، اور لڑکیوں کا کوئی وارث سوا ایک ماموں حقیقی کے کوئی نہ تھا، ماموں نے ایک لڑکی جس کی عمر تخمیناً سات برس کی تھی اس کا نکاح اپنے بیٹے کے ساتھ کر دیا جس کو اب عرصہ آٹھ برس کا ہوا، اور دوسری بڑی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا، اب بڑی دختر باغوا اپنے شوہر کے اپنی چھوٹی ہمشیرہ کو بہکاتی ہے کہ تو کہہ دے کہ میری نابالغی

¹ صحیح مسلم کتاب النکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۵۵، سنن ابی داؤد فصل فی الشیب آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۸۶

² الدر المختار باب الولی مجتہد دہلی ۱/۱۹۱

میں نکاح ہوا ہے میں راضی نہیں ہوں تو میں تیرا نکاح اپنے دیور سے کرادوں گی، چنانچہ چھوٹی لڑکی اب اپنے ماموں سے کلمات ناراضی بیان کرتی ہے، اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

الجواب:

سائل اظہار کرتا ہے کہ اس چھوٹی لڑکی کو بالغہ ہوئے سال بھر گزرا اور اسے نکاح کی خبر کئی برس سے ہے اور یہ کلمات ناراضی اس نے کوئی دو مہینے سے کہنے شروع کئے ہیں، اگر یہ بیان واقعی ہے تو وہ نکاح لازم ہو گیا اور عورت کو حق اعتراض اصلاً نہ رہا جبکہ اسے پہلے سے نکاح پر اطلاع تھی، تو جس آن میں بالغہ ہوئی فوراً اسی آن میں اگر ناراضی ظاہر کر دیتی تو اسے حق اعتراض رہتا یہاں تک کہ اگر بالغہ ہو کر ایک لمحہ کو بھی دوسرے کام یا دوسری بات میں مصروف رہی تو اب اعتراض کا اختیار نہیں رکھتی، یہاں تو جوان ہونے پر کئی مہینے بعد اس نے اعتراض شروع کیا ہے، یہ اصلاً قابل قبول نہیں۔ عورت پر فرض ہے کہ اس جہالت سے باز آئے اور اس کی بہن پر فرض کہ پرانی زوجہ کو اغوانہ کرے ورنہ سواگناہ کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

در مختار میں ہے کہ باکرہ لڑکی کی اپنے نکاح کے علم پر خاموشی اس اختیار فسخ کو ختم کر دیتی ہے اور اختیار بھی صرف اس مجلس تک محدود ہوگا جس میں اسے علم ہوا ہے اس کے بعد اسے اختیار نہ ہوگا ملخصاً۔ (ت)

فی الدر المختار بطل خیار البکر بالسکوت لو عالمة بالنکاح ولا یستدالی آخر المجلس¹ اھ ملخصاً۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ (اس کو ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایسے ہی احمد، ابن حبان، بزار اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے اپنی اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لیس منامن خیب امرأة علی زوجها²۔ رواہ ابوداؤد والنسائی وابن حبان والحاکم باسناد صحیح عن ابی ہریرۃ ونحوہ احمد وابن حبان واللبزار والحاکم بسند صحیح عن بریدۃ وابویعلی والطبرانی فی الاوسط بسند صحیح عن ابن عباس والطبرانی فی الاوسط

¹ الدر المختار باب الولی مجتہبائی و ملی ۱۹۳/

² سنن ابوداؤد اول کتاب الطلاق آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۶/

والصغیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمیعاً -واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم-	مانیز طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۱۲: ۱۶ رجب ۱۴۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک لڑکی نابالغہ کہ جس کی عمر گیارہ برس کی ہے اور اس کی ماں مرچکی ہے اور باپ اس کا گوالیار میں نوکر ہے، نانا اس لڑکی کا باپ کی غیبت میں لڑکی کو اپنے یہاں لے گیا اور بلا مشورہ باپ کے اس کا نکاح ایک رافضی سے کر دینا چاہتا ہے، جب باپ کو اطلاع ہوئی آیا اور نانا کو ممانعت کی کہ میں ایسی تقریب ہر گز روا نہیں رکھتا بلکہ اس مضمون کا اس نے نوٹس بھی دے دیا ہے مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں رہتا ہے لڑکی کو روک رکھا ہے اور لڑکی اور اس کا باپ سب سنی ہیں اس صورت میں اگر نانا اس نابالغہ کا نکاح باوجود ممانعت پدر کے اس رافضی سے کر دے گا تو صحیح ہو گا یا نہیں؟ اور نانا کو لڑکی کے اپنے پاس بٹھار کھنے اور باپ سے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

الجواب:

باپ کے ہوتے نانا کوئی چیز نہیں، نہ بے اس کی اجازت کے وہ نکاح کر دینے کا مختار، یہاں تک کہ اگر نانا بے اجازت پدر اس نابالغہ کا کسی سنی سے نکاح کر دے گا اور باپ روانہ رکھے گا تو وہ نکاح باطل ہے نہ کہ رافضی کہ آج کل عموماً مرتدین ہیں اور ان سے سنیہ عورت کا نکاح اصلاً صحیح نہیں، علاوہ بریں اس قدر میں تو شک نہیں کہ رافضی سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہو سکتا اور غیر کفو سے جو نکاح باپ دادا کے سوا دوسرا کر دے گا ہر گز صحیح نہ ہوگا، نہ کہ باپ کی صریح ممانعت کی حالت میں یہ نکاح کیا جائے، یہ کیونکر وجہ صحت رکھے گا، پس یقیناً یہ نانا کا محض ظلم ہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو ہر گز نکاح نافذ نہ ہوگا بلکہ باطل ہوگا اور لڑکی نو برس کی عمر سے باپ ہی کے پاس رہے گی، اگر ماں ہوتی تو وہ بھی نو برس کے بعد اپنے پاس نہ رکھ سکتی نہ کہ نانا، یہ سب ظلم و تعدی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے:

الولی فی النکاح العصبۃ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب ^۱ ۔	نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ یعنی وہ مرد شخص جس کی نسبت میں عورت کا واسطہ نہ ہو، یہ ولی وراثت کی ترتیب اور ایک دوسرے کے لیے مانع ہونے کی ترتیب سے ہوں گے۔ (ت)

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۳۱

در مختار میں ہے:

لو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ^۱ ۔	اگر قریب ولی کی موجودگی میں بعید ولی نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح قریب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

اسی میں ہے:

ان کان المزوج غیر ہما ای الاب وابیہ ولو الام لا یصح من غیر کفو اصلاً ^۲ ۔ (ملخصاً)	اگر باپ اور دادا کے غیر نے خواہ والدہ ہی ہو نکاح کیا تو غیر کفو میں بالکل جائز نہ ہوگا (ملخصاً)۔ (ت)

اسی میں ہے:

لیس فاسق کفو الصالحة او فاسقة بنت صالح نہر ^۳ انتھی ملخصاً۔	صالحہ لڑکی یا صالح مرد کی فاسقہ لڑکی کے لیے فاسق شخص کفو نہیں ہے۔ نہراہ ملخصاً (ت)

رد المحتار میں ہے:

قوله اصلاً ای لازماً ولا موقوفاً علی الرضاع بعد البلوغ ^۴ ۔	اس کا قول اصلاً یعنی وہ نکاح نہ لازم اور نہ موقوف ہوتا ہے کہ بلوغ کے بعد رضاع صحیح ہو جائے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

الام والجدۃ احق بہا حتی تشتھی وقدر بتسع وبہ یفتی ^۵ (ملخصاً)	والدہ اور دادی / نانی لڑکی کو پرورش میں لینے کی زیادہ حقدار ہیں یہ حق لڑکی کے بلوغ تک ہے اور بعض نے نو سال تک کہا یہی مفتی بہ ہے (ملخصاً)۔ (ت)

مسئلہ ۳۱۳: یکم شعبان ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بالغہ باکرہ تھی اس کے ولی نے اپنی اجازت سے اس کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا، ہندہ کو معلوم تھا کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہوگا لیکن اس نے خاص اجازت اپنی زبان سے نہیں دی اور نہ انکار کیا، اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ جائز ہو گیا

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۴/۱^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۲/۱^۳ در مختار باب الکفاءة مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۵/۱^۴ رد المحتار باب فی الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲^۵ رد المحتار باب الحضانه مطبع مجتبیٰ دہلی ۲۶۵/۱

یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو ولی اور نکاح پڑھانے والے پر کیا کفارہ ہوگا۔ بیوا تو جروا۔

الجواب:

اصل یہ ہے کہ زن بالغہ پر کسی کی ولایت جبر یہ نہیں اور اس سے پیش از نکاح اذن لینا مسنون ہے اگر بے اذن لئے نکاح کیا جائے تو وہ نکاح نکاح فضولی ہے کہ اجازت زن پر موقوف رہے گا۔ اگر جائز رکھے جائز ہو جائے اور رد کر دے تو باطل، مگر زن دو شیزہ کا سکوت بھی اذن ہوتا ہے جبکہ خود ولی اقرب یا اس کا وکیل یا فرستادہ نکاح کرنے کا اس سے اذن لے بشرطیکہ جس کے ساتھ نکاح کا اذن لیا گیا عورت اسے پہچانتی بھی ہو اور بغیر استیذان ولی کے مجرد اس جاننے پر کہ میرا نکاح فلاں کے ساتھ کیا جائے گا خاموش رہنا اذن نہیں کہ اذن و علم میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہاں تک کہ اگر ولی اقرب کے ہوتے ولی بعد اذن لے اور دو شیزہ سکوت کرے تاہم یہ سکوت اذن نہ ٹھہرے گا، تو جہاں اصلاً استیذان نہ ہو مجرد واقفیت پر خاموشی کیونکر اذن ہو سکتی ہے، در مختار میں ہے:

لاتجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ فان استأذنها هو اى الولي وهو السنة او وكيله اور سوله فسكتت عن رده مختارة فهو اذن اى توكيل ان علمت بالزوج لتظهر الرغبة فيه او عنه ولو في ضمن العام كجيرانى او بنى عى لوي حصون والا لا فان استأذنها غير الاقرب كاجنبى او ولي بعيد فلا عبرة بسكوتها ¹ اھ ملخصاً وفي رد المحتار عن البحر عن المحيط ان زوجها بغير استئثار فقد اخطأ السنة وتوقف على	باکرہ بالغہ کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کے بالغ ہو جانے پر اس پر کسی کی ولایت نہیں رہی، تو اگر اس سے اس کا ولی اجازت طلب کرے اور یہ سنت ہے، یا ولی کا وکیل یا اس کا قاصد اجازت طلب کرے اور لڑکی اپنے اختیار کے باوجود خاموش رہے تو یہ وکالت کی منظوری تصور ہوگی، بشرطیکہ اس کے ہونے والے خاوند کا اس کو علم ہوتا کہ پسند یا ناپسند کر سکے، خاوند کا علم شخصی طور پر ضروری نہیں عمومی طور پر بھی مثلاً یہ کہ پڑوسی ہے یا چچا زادوں میں سے ہے کافی ہے، جن کو وہ جانتی ہو، اگر خاوند کا علم بالکل نہ ہو سکے تو پھر یہ سکوت رضامندی نہ قرار پایگا، اگر ولی اقرب کی بجائے ولی بعید یا اجنبی نے بالغہ سے اجازت طلب کی تو اس وقت سکوت کو اجازت نہ قرار دیا جائے گا اھ ملخصاً۔ رد المحتار میں بحر اور اس

¹ در مختار باب فی الولی مطبعتی، دہلی، ۱۹۲/۱۹۱۔

رضاً^۱ اھ وفیہ (قولہ لایحصون) عبارة الفتح وهم محصورون معروفون لہا^۲ اھ	میں محیط کے حوالے سے کہ اگر ولی نے بالغہ کے مشورہ اور اجازت کے بغیر نکاح کر دیا تو لڑکی کی رضا مندی پر موقوف ہوگا اھ اور اس میں یہ بھی ہے کہ درمختار کا قول "لایحصون" کا مطلب فتح کی عبارت میں یہ ہے کہ لڑکی کے ہاں معروف و محدود ہوں اھ۔ (ت)

پس صورت مستفسرہ میں اگر ولی اقرب نے بروجہ مذکور ہندہ سے اذن لیا اور اس نے سکوت کیا تھا جب تو یہ نکاح خود ہی جائز و نافذ ہوا کہ کنواریوں کا زبان سے صراحۃً اذن دینا ضرور نہیں۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واذنہا صابتہا^۳۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکی کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔ (ت)

ورنہ نکاح فضولی ہوا کہ توگنا یا فعلاً رد کر دے تو رد ہو جائے اور توگنا یا سکوتاً اجازت دے تو جائز ہو جائے ردّ قولی یہ کہ خبر نکاح سن کر صاف کہے میں نے رد کیا یا مجھے منظور نہیں یا میں نکاح کرنا ہی نہیں چاہتی یا اور کوئی کلمہ ان کے مثل اور ردّ فعلی یہ کہ مثلاً ہاتھ ہلا دے کہ میں راضی نہیں یا اور کوئی حرکت ایسی کرے جس سے اس نکاح سے حقیقۃً نفرت و ناراضی ظاہر ہو اور اجازت قولی یہ کہ میں راضی ہوئی یا مجھے پسند ہے یا خدا مبارک کرے یا بہتر ہوا، یا اس کی مثل اور الفاظ، اور اجازت فعلی مثلاً بلا جبر و اکراہ شوہر کے یہاں رخصت ہو کر جانا یا خلوت میں اپنے پاس اسے آنے دینا یا اس سے مہر یا نفقہ طلب کرنا یا اور کوئی فعل کہ دلیل رضامندی ہو، اور اجازت سکوتی یہ کہ خود ولی یا اس کا رسول یا ایک ثقہ پر ہیزگار یعنی جس کی عدالت و وثاقت معلوم ہو یا دو مستور الحال یعنی جن کا کوئی فسق نہ معلوم ہو نکاح ہو جانے کی عورت کو خبر دیں اور وہ شوہر کو پہچانتی ہو اور غیر آب و جد نے نکاح کیا ہو مہر میں کمی فاحش نہ کی ہو اور شوہر اس کا کفو بھی ہو یعنی اس کے دین یا نسب یا پیشہ وغیرہ میں کوئی بات ایسی نہ ہو جس کے باعث اس سے نکاح اس کے اولیاء کے حق میں عار ہو اس صورت میں عورت خبر سن کر خاموش رہے تو یہ خاموشی بھی اجازت تصور کی جائے گی، غرض یہ پانچ صورتیں ہیں و رد کی کہ ان کے وقوع سے نکاح باطل ہو جائے گا اور تین اجازت کی کہ ان کے وقوع سے نفاذ پائے گا، اور جب تک ان پانچ میں سے کوئی صورت واقع نہ ہو بدستور

^۱ درمختار باب فی الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۹/۲۔

^۲ درمختار باب فی الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۰/۲۔

^۳ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۳۷۶/۱۰۷۳۔

موقوف رہے گا جب تک کہ ان میں سے ایک واقع ہو مثلاً ہنوز عورت کو نکاح کی خبر ہی نہ ہوئی یا خبر دوا جنبی فاسقوں یا ایک اجنبی مستور الحال نے دی اور عورت خاموش رہی یا خود ولی خواہ اس کے فرستادہ نے اطلاع دی، مگر عورت شوہر کو نہ پہچانتی تھی مگر جس سے اب وجد کے سوا اور ولی نے نکاح کر دیا وہ کفو تھا یا مہر مثل سے کمی فاحش کی تھی، تو ان سب صورتوں میں یہ خاموشی نہ اجازت ہوگی نہ رد، بلکہ عورت کو اختیار ہے گا چاہے جائز کر دے خواہ باطل۔

اتقن هذا التحرير فأنك لاتجده بهذا التعبير في غير هذا التقرير والحمد لله الهادي القدير۔	اس تقریر کو محفوظ کر لو کہ اس مہارت سے کسی دوسری تقریر میں نہ پاؤ گے، تمام محامد اللہ تعالیٰ ہادی اکمل کے لئے ہیں۔ (ت)

در مختار میں ہے:

لو بلغها فردت ثم قالت رضيت لم يجز لبطلانه بالرد ولذا استحسنوا التجديد عند الزفاف لان الغالب اظهار النفرة عند فجأة السماع ¹ اه قال ط ای فيحتمل انها نفرت من النكاح عند اعلامها به فيبطل العقد ولا يلحقه الرضا ² اه قلت فاذا تبين ذلك كان ردًا محققًا كما لا يخفى وفي الدر ايضاً زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولى عدل فسكتت فهو	اگر لڑکی کو نکاح کی خبر پہنچی تو اسے رد کر دیا پھر کہتی ہے میں راضی ہوں تو اس سے وہ نکاح جائز نہ ہوگا کیونکہ رد کر دینے پر وہ باطل ہو چکا ہے، اسی وجہ سے فقہاء نے فرمایا کہ (جب لڑکی سے پہلے اجازت لئے بغیر نکاح کیا ہو جس کو وہ بعد میں جائز قرار دے) ایسی صورت میں بہتر ہے کہ زفاف کے وقت نکاح کی تجدید کر لی جائے کیونکہ عام طور پر ایسی صورت میں اچانک نکاح کے متعلق سن کر لڑکی نفرت کا اظہار کر دیتی ہے، طحاوی نے فرمایا کہ اس احتمال کی بنا پر کہ نکاح باطل کی خبر پا کر لڑکی نے بطور نفرت رد کر دیا ہو تو نکاح باطل ہو جائے گا جو بعد میں اظہار رضامندی سے جائز نہ ہوگا قلت : اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو پھر یقینی طور پر وہ نکاح مردود ہوگا جیسا کہ واضح ہے۔

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱۹۲/۱

² حاشیہ طحاوی علی الدر المختار باب الولی دار المعرفة بیروت ۲۹/۲

اذن ای اجازة ان علمت بالزوج^۱ اھ (ملخصاً) قال الشامي الشرط في الفضولي العدالة او العدد فيكفي اخبار واحد عدل او مستورين^۲ الخ قال في الدر فان استأذنها غير الاقرب فلا بد من القول كالثيب او ماھو في معناه من فعل يدل على الرضا كطلب مهرها ونفقتها ودخوله بها برضاها وقبول التهنئة ونحو ذلك^۳ اھ ملخصاً۔ وفي رد المحتار عن البحر عن الظهيرية لو خلا بها برضاها عندی ان هذا اجازة اھ وفي البزازیة الظاهر انه اجازة^۴ اھ قلت وتماکر الکلام على الافعال التي تدل على الرضا في فتاونا ثم في الشامیة فی البحر اختلف

اور در میں یہ بھی ہے کہ ولی نے لڑکی کا نکاح کیا جس کی اطلاع ولی کے قاصد یا کسی اجنبی عادل شخص نے لڑکی کو دی تو لڑکی نے خاموشی اختیار کی تو یہ اجازت ہوگی بشرطیکہ اس کو خاوند کا علم ہو چکا ہو اھ شامی نے کہا کہ فضولی کی خبر میں عدالت یا عدد (دو ۲) ہونا شرط ہے اس لئے ایک عادل یا دو مستور الحال حضرات کافی ہیں۔ در میں فرمایا کہ بالغہ لڑکی سے ولی اقرب کے غیر نے اجازت طلب کی ہو تو ضروری ہے کہ لڑکی قولی یا فعلی طور پر جواب دے جس سے اس کی رضا معلوم ہو سکے، مثلاً مہر طلب کرے یا نفقہ طلب کرے یا مبارکباد قبول کرے یا خاوند کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے دے وغیرہ، جیسا کہ شبہ یا اس جیسی عورت کے لئے ضروری ہوتا ہے اھ ملخصاً۔ رد المحتار میں بحر کے حوالے سے ظہیر یہ سے منقول ہے اگر لڑکی نے رضامندی سے خاوند کے ساتھ خلوت کر لی تو میرے نزدیک یہ اجازت ہے اھ، اور بزازیہ میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اجازت ہے، قلت: ان تمام افعال جو رضامندی پر دلالت کرتے ہیں، کو ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے، پھر شامی میں ہے کہ بحر میں ہے اگر ولی نے بالغہ

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱/۱

^۲ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۹/۲

^۳ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

^۴ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۱/۲

عائقہ کو غیر کفو میں نکاح کر دیا تو اس وقت اجازت طلب کرنے پر یا معلوم ہونے پر لڑکی خاموش رہے تو کیا یہ اجازت ہوگی یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے، بحر نے کہا کہ رضائے ہوگی، بعض نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک قول کے مطابق اگر نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا ہو تو سکوت اجازت قرار پائیگی ورنہ نہیں، جیسا کہ خانیہ میں اس مسئلہ کو نابالغہ کو غیر کفو میں نکاح کر دینے کے مسئلہ سے اخذ کیا ہے اہ نہر میں کہا کہ درایہ میں اس پر "قلوا" کے لفظ کہہ کر پہلے قول پر جزم کیا ہے، شامی کی عبارت ختم ہوئی، قلت: خانیہ میں اس کو مقدم ذکر کیا ہے اور وہ زیادہ ظاہر اور مشہور قول کو مقدم ذکر کرتے ہیں لیکن علماء نے فرمایا کہ یہاں خانیہ کا اس کو مقدم ذکر کرنا اس سے فراغت کے طور پر ہے ورنہ انھوں نے دوسرے قول کی مضبوط دلیل ذکر کی ہے جبکہ دلیل کو ذکر کرنا اعتماد کی دلیل ہے، محیط، مبسوط، جامع قاضی خاں پھر کافی شرح ہدایہ میں پھر تنہیں کے حاشیہ میں اس کو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتایا ہے، اور کفایہ، کافی، درایہ، درر میں اس دوسرے قول کی تصحیح کی گئی ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں باپ دادا اور غیر کے اقدام میں فرق ہے۔ (ت)

فیما اذا زوجها غیر کفو فبلغها فسکت فقال لا یكون رضا وقیل فی قول ابی حنیفة یكون رضا ان كان الزوج اباً او جدا وان كان غیرهما فلا کما فی الخانیة اخذا من مسئلة الصغیرة المزوجة من غیر کفو اه قال فی النهر وجزم فی الدراية بالاول بلفظ قالوا¹ اه ما فی الشامی قلت وقدمه فی الخانیة وهولا یقدم الا الاظهر الاشعر لكن قالوا یؤتی به للتبری وقد علل فی الخانیة للقول الثانی بتعلیل جلیل والتعلیل دلیل التعویل ونص فی المحيط والمبسوط وجامع قاضی خاں ثم کافی شرح الهدایة ثم الشلبی علی التبیین انه قول الامام وقد صحح فی الکفایة والکافی و الدراية والدر التفرقة بین الاب والجد وغیرهما بناء علی مذهب الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور بے اذن لیے ولی کا نکاح کر دینا اگرچہ خلاف سنت ہے مگر گناہ نہیں، یوں ہی نکاح پڑھانے والے پر کوئی الزام نہیں کیا (لا یخفی) جیسا کہ مخفی نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۳۱۳: ۷ صفر ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نکاح لڑکی نابالغہ کا جس کی عمر قریب

¹ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت/ ۲۹۹

تین سال کے ہے، ساتھ عمر و نابالغ کے جس کی عمر قریب چار سال کے ہے ولایت مادر لڑکی کے جائز ہے یا نہیں؟ درحالیہ باپ کے چار پانچ پشت کے لوگ چچا تاؤ وغیرہ موجود ہوں، اور اب بعد بالغ ہونے کے وہ لڑکی اس نکاح سے ناراض بھی ہے۔

الجواب:

اگر وہ لڑکی جس سے اس نابالغ کا نکاح ہوا اس کا کفو نہ تھا یعنی قوم و روش و مذہب وغیرہ امور معتبرہ سے کسی بات میں بہ نسبت دختر ایسا نقص رکھتا تھا کہ اس دختر کا اس کے نکاح میں دیا جانا اولیاء دختر کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو وہ نکاح سرے سے باطل واقع ہوا، یونہی اگر دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کردی گئی مثلاً مہر مثل پچاس ہزار تھا اس نکاح میں پچیس ہزار بندھا تو بھی نکاح باطل محض ہوا، ان دونوں صورتوں میں بعد بلوغ اگر خود اجازت دے اور نکاح نہ صرف ماں بلکہ ان سب اولیاء نے مل کر کیا ہو جب بھی صحیح نہیں ہو سکتا کہ نابالغ کے ایسے نکاح کرنے کا باپ دادا کے سوا کسی کو اختیار نہیں۔ درمختار میں ہے:

ان کان المزوج غیر الاب وابیہ ولو الام والقاضی لایصح النکاح من غیر کفو و یغبن فاحش اصلاً ^۱ (ملخصاً)	اگر غیر باپ اور دادا نے غیر کفو یا مہر میں فحش کمی کے ساتھ نکاح کیا تو بالکل نکاح جائز ہوگا خواہ وہ غیر والدہ ہو یا قاضی ہو۔ ملخصاً (ت)

ردالمحتار میں ہے:

فی الفتح القدیر لو کبرت واجازت لایصح لانه لم یکن عقد اموقوفاً اذ لا مجیزلہ ^۲	فتح القدیر میں ہے کہ اگر وہ نابالغ لڑکی بالغ ہو اس غیر کے نکاح مذکورہ کو جائز بھی کر دے تو جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ نکاح کی اجازت دینے والے کی اجازت پر موقوف نہ تھا۔ (ت)

اور اگر نہ لڑکا ایسا تھا نہ مہر مثل میں اس طرح کی کمی تو صحیح ہو گیا مگر از انجا کہ یک جدی مردوں میں سے جب تک کوئی موجود ہو ماں کو ولایت نکاح نہیں ہوتی بلکہ ان میں جو در باب وراثت مقدم ہو وہی ولی ہوتا ہے

فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحب فان لم یکن عصبۃ فالولیۃ للام ^۳	درمختار میں ہے نکاح کا ولی وراثت کے استحقاق و حسب کی ترتیب پر عصبات ہیں، اور اگر عصبہ بنفسہ نہ ہو تو پھر والدہ کو ولایت ہوگی۔ (ت)

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲

^۲ ردالمختار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲

^۳ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳

لہذا یہ نکاح اس ولی کی بے اجازت صرف ماں نے کر دیا تو نکاح فضولی ہوا اور اجازت ولی پر موقوف رہا، اگر اس نے خبر سن کر رد کر دیا مثلاً کہا کہ میں اس نکاح کو جائز نہیں رکھتا یا رد کرتا ہوں یا میں راضی نہیں یا اس کے مثل اور الفاظ، تو رد ہو گیا، اب دختر کی رضامندی و ناراضی کا بھی اعتبار نہیں کہ سرے سے نکاح باقی ہی نہ رہا، اور اگر ابتداءً باجازت ولی واقع ہوا یا تزویج مادر کے بعد ولی نے اجازت دے دی تھی مثلاً کہا بہتر ہوا یا میں نے پسند کیا یا مجھے منظور یا ان کے مانند اور کلمات، تو نکاح نافذ ہو گیا۔

فی الدرالمختار لو زوج الابدع حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ^۱ ۔	در مختار میں ہے اگر بعید ولی نے اقرب ولی کے ہوتے ہوئے نکاح کر دیا تو یہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

پھر بھی از انجا کہ مزوج غیر آب وجد اور دختر و شیرہ ہے اسے اتنا اختیار دیا جائے گا کہ پہلے سے نکاح کی خبر رکھتی ہو تو اپنے بالغ ہوتے ہی اور بعد بلوغ اطلاع پائے تو خبر سنتے ہی فوراً بے وقفہ کہہ سکتی ہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں یا میں نے اسے فسخ کر دیا یا مجھے ناپسند ہے یا اس کے مثل اور کوئی امر کہ دلیل ناراضی ہو۔ پس اگر بلوغ یا اطلاع پر فی الفور اس نے یہ ناراضی ظاہر کی تو اسے اجازت دی جائے گی کہ قاضی کے حضور دعویٰ کر کے فسخ کرا لے، اور اگر ایک لمحہ بھی بے عذر سکوت کیا یا کسی دوسرے کام یا کلام میں مشغول ہوئی تو اب وہ نکاح لازم ہو گیا، اس کے بعد اظہار ناراضی کچھ بکار آمد نہیں۔ در مختار میں ہے:

وان کان من کفو وبمهر المثل صح ولكن لهما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده بشرط القضاء للفسخ وبطل خیار البکر بالسکوت لو مختارة عالمۃ بالنکاح ولا یمتد الی آخر المجلس ^۲ (ملخصاً)	اگر کفو اور مہر مثل کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح ہے لیکن نابالغ لڑکے اور لڑکی کو بلوغ پر یا بلوغ کے بعد جب علم نکاح ہو فسخ کا اختیار ہوگا لیکن فسخ قاضی کے حکم سے ہوگا۔ اگر باکرہ بالغہ اپنے نکاح کا علم ہونے پر خاموش رہی تو اس کو فسخ کا اختیار نہ رہے گا اور نکاح کے علم والی مجلس کے آخر تک یہ اختیار باقی نہ رہے گا (ملخصاً)۔ (ت)

اور اگر وہ نکاح نہ ابتداءً اجازت ولی سے ہو نہ زمانہ نابالغی دختر میں ولی نے اجازت دی نہ رد کیا بلکہ اسے خبر

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱ء

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱ء

ہی نہ ہوئی یا بعد خبر سکوت محض کیا یہاں تک کہ دختر بالغ ہوئی تو اب وہ خود اجازت دختر پر موقوف ہوا، پس اگر دختر نے اس اظہار ناراضی سے پہلے بعد بلوغ کوئی کلمہ اجازت کہا یا دلالت اس کے کسی فعل یا حال سے رضامندی ثابت ہوئی تھی، مثلاً بالغ ہونے پر شوہر کے پاس گئی یا اس سے کوئی برتاؤ زن و شوئی کا کیا یا کسی نے فلان کی دلہن کہہ کر پکارا اس نے جواب دیا تو نکاح لازم ہو گیا اب ناراضی محض بے سود ہے اور اگر ہنوز قول یا فعل یا حال سے رضا ثابت نہ ہونے پائی تھی کہ اس نے ایسی ناراضی ظاہر کی جس سے رد نکاح مفہوم ہوا تو بے شک نکاح باطل ہو گیا۔

فی فتوح القدير يتوقف على اجازة الولي في حالة الصغر فلو بلغ قبل ان يخبره الولي فاجازة بنفسه نفذ لانها كانت متوقفة ولا ينفذ بمجرد بلوغه ¹ ۔	فتح القدير میں ہے نابالغ کے نکاح کا جواز ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا، اور اگر ولی کی طرف سے اطلاع سے قبل خود بالغ ہو گیا اور اس نے اپنے نکاح کو جائز کر دیا تو جائز اور نافذ ہو جائے گا کیونکہ یہ اجازت پر موقوف تھا اور اجازت کے بغیر محض بلوغ سے نافذ نہ ہوگا۔ (ت)

مستفتی ان سب صورتوں کو سمجھ کر جو صورت واقع ہو اس کے حکم پر عمل کرے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱۵: از رائے پور علاقہ جے پور ڈاک خانہ ہندون مرسلہ منشی محمد فرزند حسن صاحب ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۰۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طوائف قوم مسلمان نے جس کی عمر تخمیناً ۲۸ یا ۲۹ سال ہوگی زنا کاری
سے توبہ کر کے ایک شریف مسلمان سے اپنا نکاح کر لیا، اب اس کی نانکہ کہتی ہے کہ میں ولی ہوں بے میری اجازت کے
نکاح جائز نہیں، اور زید کہتا ہے کہ طوائف خود فعل مختار بالغہ ہے تیری اجازت کی حاجت نہیں، اور ولی واسطے ہدایت کار
نیک کے ہوتا ہے زنا کے لیے ولی نہیں، نابالغ کو ولی بھی فعل بد کرانے کا مختار نہیں، ایسی ولایت شرعاً باطل ہے نانکہ کسی
طرح ولی نہیں ہو سکتی، جو لونڈی اس نے حرام کی کمائی سے حرام کاری کے لیے خریدی وہ شرعاً لونڈی نہیں ہو سکتی بلکہ جو
شرعاً ایسی ولایت کا دعویٰ کرے وہ قابل سزا ہے۔ پس صحیح قول زید کا ہے یا نانکہ کا؟ بینوا تو جروا

الجواب:

قول زید کا صحیح ہے اور نانکہ کا محض دعویٰ باطل و قبیح۔ ہندوستان میں جو بعض خدا ترس محتاج اپنی اولاد قحط وغیرہ میں بیچ
ڈالتے ہیں شرعاً یہ بیع کسی حالت میں جائز نہیں بلکہ باطل و محض مہمل و بے معنی ہے وہ ہرگز لونڈی

¹ فی فتح القدير فصل فی الوكالة بالنکاح مکتبہ نوریہ رضویہ ستمبر ۱۹۸۳

غلام نہیں ہو سکتی، نہ خریدنے والا ان کا مالک ہو سکتا ہے نہ کسی وجہ سے استحقاق ان میں رکھتا ہے کہ حُر کی بیع محض باطل ہے، ہدایہ میں ہے:

بیع المیتة والدم والحر باطل لانها لیست اموالا فلاتكون محلا للبیع ¹	مردار، خون اور آزاد کی خرید و فروخت باطل ہے کیونکہ یہ چیزیں مال نہیں ہیں اس لئے یہ بیع کا محل نہیں۔ (ت)

ہدایہ میں ہے:

الباطل لا یفید ملك التصرف ²	بیع باطل ملک تصرف کا فائدہ نہیں دیتی۔ (ت)

اور جبکہ وہ عورت بالغہ ہے تو اپنی جان کا آپ اختیار رکھتی ہے، نکاح کہ اس نے بہ ہدایت الہی زنا سے تائب ہو کر ایک شریف مسلمان سے کر لیا قطعاً صحیح و لازم ہے جو کسی کے روکے رد نہیں ہو سکتا، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلاولی ³	حرہ عاقلہ بالغہ کا ولی کے بغیر اپنا نکاح صحیح ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزۃ عن امرأۃ شافعیۃ بکر بالغة زوجت نفسها من حنفی بغیر اذن ابیہا والاب لا یرضی وردہ هل یصح هذا النکاح قال نعم ⁴	شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سے ایک باکرہ بالغہ شافعی عورت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے اپنا نکاح بغیر ولی ایک حنفی مرد سے خود کیا، والد کی اجازت اور مرضی نہ تھی، اور والد نے اس کے نکاح کو رد کر دیا، تو یہ نکاح صحیح ہوگا؟ تو انھوں نے جواب فرمایا: ہاں صحیح ہے۔ (ت)

جب خود باپ کی نسبت یہ حکم ہے تو ناکہ کا دعویٰ کیا قابل التفات ہو سکتا ہے، یہ محض جہل ناسزا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱۶: از پہلی بھیت محلہ ملک احمد خاں مرسلہ حافظ بشیر احمد خاں صاحب ۱۵ رجب ۱۳۱۰ھ

جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ ایک لڑکی کا نکاح نابالغی میں باپ کی ولایت سے ہوا اب وہ لڑکی

¹ ہدایہ باب البیع الفاسد مطبع یوسفی لکھنؤ ۵۳/۳

² ہدایہ باب البیع الفاسد مطبع یوسفی لکھنؤ ۵۳/۳

³ فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۷/۱

⁴ فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۷/۱

بالغ ہوئی وہ اپنے باپ کے فعل کو ناپسند کرتی ہے، باپ کی ولایت سے نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے؟ فقط

الجواب:

صورت مسئلہ میں حق جواب یہ ہے کہ باپ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح جس شخص سے کیا اگر وہ کفو یعنی دین و نسب و پیشہ و مال وغیرہ میں کوئی امر ایسا نہیں رکھتا کہ اس سے تزویج باعث عار ہو نہ دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہو تو وہ نکاح مطلقاً صحیح نافذ و لازم ہے اگرچہ ناپسند کرے اگرچہ باپ اس سے پہلے معروف بسوء اختیار ہو کہ اس نکاح میں اس کا حسن اختیار ظاہر تو پہلے کے سوء اختیار اس کی صحت میں خلل نہیں ہو سکتے یوں ہی اگر باپ وقت تزویج نشہ میں نہ تھا نہ اس سے پیشتر اپنی کسی قاصرہ کا نکاح غیر کفو سے اگرچہ مہر مثل میں کمی فاحش پر کر کے معروف بسوء اختیار ہو چکا تو بھی یہ نکاح صحیح و لازم اگرچہ غیر کفو سے ہو اگرچہ مہر مثل میں کمی فاحش کی ہو، ہاں اگر دونوں امر مجتمع ہیں یعنی اس نکاح میں کفایت بمعنی مذکور نہیں یا مہر میں کمی فاحش ہے اور ہنگام تزویج نشہ میں یا پہلے سے معروف بسوء اختیار تھا تو اس صورت میں نابالغہ کا نکاح اگرچہ بولایت پوری ہے اصلاً صحیح نہیں۔ درمختار میں بعد عبارت مذکورہ ہے:

و کذا لو کان سکران فزوجها من فاسق او شریر اوقفیر اودى حرفة دنية الظهور سوء اختیارة فلاتعارضه شفقتہ المظنونة بحر ¹ ۔	اور ایسے ہی اگر ولی نے نشہ کی حالت میں فاسق یا شریر یا فقیر سے یا باعث تنگ کام والے سے نکاح کر دے کیونکہ اس صورت میں اس ولی کا اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنا ثابت ہو چکا ہے اس کے مقابلہ میں اس کی شفقت جو کہ ظنی ہے معارض نہیں بن سکتی بحر (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قلت ویقتضی التعلیل ان السکران او المعروف بسوء الاختیار لوزوجها من کفو بہر المثل صح لعدم الضرر المحض (الی قوله) وهذا مفقود فی السکران وسببی الاختیار اذا خالف لظهور عدم رایہ وسوء اختیارة	میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت تفصیل کو چاہتی ہے کہ اگر نشہ والا یا غلط اختیار کی شہرت والا اگر لڑکی کا نکاح کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کرے تو یہ نکاح صحیح ہے کیونکہ اس میں لڑکی کے لیے کوئی ضرر نہیں ہے (ان کا کلام یہاں تک ہوا) کہ عدم ضرر کی صورت میں اس نشہ والے اور غلط اختیار والے

¹ درمختار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۲۱

فی ذلک انتھی ^۱ ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	جنھوں نے غیر کفو میں نکاح کیا ہے میں نہیں پائی جاتی کیونکہ نشے والے کی رائے ظاہر نہ ہوئی اور دوسرے کا غلط اختیار اس معاملہ میں ظاہر ہو چکا ہے انتھی۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱۷: از پبلی بھیت ایضا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر ہندہ نابالغہ کا نکاح عمرو سے اس حالت میں کہ اوضاع و اطوار عمرو موصوف کے درست تھے اپنی ولایت سے کر دیا جب ہندہ مذکورہ رخصت کے زمانہ تک خود بلوغ کو پہنچی تو اس نے اپنے شوہر عمرو کو محرمات و ممنوعات شرعیہ کا مرتکب اور مامورات و مشروعات کا محترز پا کر اپنے باپ زید کے فعل کو قبیح سمجھا اس تزویج کو ناجائز رکھا، پس صورت مسئلہ میں ہندہ کا عمرو سے عقد نکاح منعقد رہا یا فسخ ہوا؟ بینوا تو جروا

الجواب:

جب ہنگام تزویج عمرو میں کوئی امران بد اطواریوں سے نہ تھا بلکہ یہ باتیں اس نے بعد میں اختیار کیں تو عدم کفایت بعد نکاح حادث ہوئی اور ایسی عدم کفایت اصلاً مانع صحت نکاح نہیں خصوصاً تزویج پدر میں کہ آئندہ کا علم بندہ کی قدرت سے باہر ہے لَا یُکَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا^۲ (اللہ تعالیٰ کسی کو وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ت) پس اس بنا پر ہندہ کا اس نکاح کو جائز رکھنا اصلاً قابل سماعت نہیں۔ درمختار میں ہے:

والکفاءة اعتباراً عند ابتداء العقد فلا یضر زوالها بعده ^۳ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	ابتداء نکاح کے وقت کفو کا اعتبار ہوتا ہے لہذا بعد میں کفو کا زوال مضر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۱۸: ۲۳ رجب ۱۳۱۰ھ

بالغہ کا نکاح باپ خود کسی کفو سے کرے استنیدان بالغہ ضرور ہے یا نہیں؟ نہیں تو مستحب و مسنون یا مباح یا کوئی حاجت نہیں؟

^۱ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲

^۲ القرآن ۲۸۶/۳

^۳ درمختار باب الکفاءة مطبعہ تہذیبی دہلی ۱۹۵/۱

الجواب:

بالغہ پر ولایت نہیں، استیذان نفاذ نکاح کے لیے ضرور ہے، اگر بے استیذان نکاح کر دے گا نافذ نہ ہوگا بلکہ اجازت بالغہ پر موقوف رہے گا۔ اگر جائز کرے گی جائز ہو جائے گا۔ رد کرے گی رد ہو جائے گا، کما صرحوا بہ قاطبہ (جیسا کہ تمام فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔ ت) باقی واجب نہیں کہ ترک پر گناہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱۹: ۱۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نابالغہ کا باپ مفقود الخبر ہے اور اس کا کچھ پتا نہیں، اور ہندہ کا ایک بھائی بالغ ہے جس کی عمر پندرہ برس کی ہے اور سبزہ آغاز ہندہ کا نکاح اس کی ماں اور اس کے بھائی نے کر دیا، اس صورت میں یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

صورت مسئلہ میں جبکہ ہندہ نابالغہ ہے اور اس کا باپ مفقود الخبر ہے اور ہندہ کے جوان بھائی نے اس کا نکاح کیا تو وہ نکاح ہو گیا بشرطیکہ جس شخص سے نکاح کیا ہو وہ اس کا کفو ہو اس کی قوم یا پیشہ یا مذہب وغیرہ میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ اس کے نکاح سے ہندہ کے اولیاء کونگ و عار آئے اور بشرطیکہ مہر میں ایسی کمی نہ کی گئی ہو جس کا تحمل لوگ نہ کرتے ہوں اور اگر ان باتوں میں سے ایک بات ہوگی یعنی اس شخص کے قوم یا مذہب یا پیشہ وغیرہ میں کوئی امر موجب ننگ و عار ہوگا یا مہر میں ایسی سخت کمی کی گئی ہو مثلاً ہندہ کا مہر مثل دس ہزار تھا اور بھائی نے پانچ ہزار پر نکاح کر دیا تو ان صورتوں میں وہ نکاح اصلاً نہ ہوا، والمسائل منصوص علیہا فی الدر المختار وغیرہ (یہ مسائل در مختار وغیرہ میں منصوص ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۰: ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ نکاح دختر نابالغہ کا باوجود انکار دختر نابالغہ اور حیات ہوتے اس کے باپ کے، بے اجازت اس کے باپ کے، اس کی ماں نے زید کے ساتھ کر دیا، آیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

سائل مظہر کہ یہ نکاح مادر و برادر بالغ نے بریلی میں کیا اور اس کا باپ کان پور میں موجود ہے جسے ہنوز اس نکاح کی اطلاع نہ ہوئی، اور جس لڑکے سے نکاح ہوا وہ اس کا کفو ہے، اگر یہ سب بیان

واقعی ہیں تو دیکھا جائے گا کہ نکاح کفو اس قدر انتظام پر راضی ہو سکتا تھا کہ باپ کو خط لکھا جائے اور اس کی اجازت منگائی جائے یا وہ اس پر راضی نہ ہوتا بلکہ اتنے انتظار پر نکاح ہی نہ کرتا اگر یہ کچھلی صورت فرض کی جائے جس کے وقوع کی امید بہت ہی ضعیف بلکہ کالمعدوم ہے کہ انتظار جواب میں یہ بات ہاتھ سے جاتی تھی تو نکاح نافذ ہو گیا بشرطیکہ مہر مثل میں کمی فاحش نہ کی گئی بہو اور اگر ایسا نہ تھا بلکہ انتظار جواب کر لیتا اور غالب ایسا ہی ہے تو یہ نکاح بشرط مذکور اجازت پر موقوف ہے اگر جائز رکھے گا جائز ہو جائے گا اور باطل کر دے گا تو باطل ہو جائے گا۔

در مختار میں ہے اگر ولی اقرب اتنی مسافت پر ہے کہ رشتہ طلب کرنے والا ہم کفو وہاں سے جواب کا انتظار نہ کرتا تو ولی البعد کو نکاح جائز ہے، اس پر باقانی نے اعتماد کیا اور ابن کمال نے نقل کیا ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اھ مختصراً، اور ردالمحتار میں ہے ذخیرہ میں کہا صحیح یہی ہے کہ اگر ولی اقرب اتنی مسافت پر ہو کہ رشتہ طلب کرنے والا ہم کفو وہاں سے جواب یا اس کی رائے حاصل کرنے کا انتظار نہیں کرتا تو غیبت منقطعہ قرار پائی گئی اور کتاب میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اور بحر میں مجتہبی کے حوالے سے مبسوط سے منقول ہے کہ یہ صحیح ہے، اور نہایہ میں ہے کہ اکثر مشائخ نے اسے پسند کیا ہے اور ابن فضل نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور ہدایہ میں ہے کہ یہ اقرب الی الفقہ ہے، اور فتح میں ہے کہ حق کے قریب ہے، اور ملتقی کی شرح میں حقائق سے منقول ہے کہ یہ تمام اقوال میں صحیح ہے اور اس پر فتویٰ ہے، اور اختیار اور نقایہ میں اس کو قائم رکھا ہے، اور نہر کا کلام بھی

فی الدر المختار للولی الابد التزوید بغیبة الاقرب واختار فی الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ واعتمده الباقانی ونقل ابن کمال ان علیہ الفتویٰ^۱ هم مختصراً، وفي رد المختار قال فی الذخیرة الاصح انه اذا کان فی موضع لو انتظر حضوره واستطلاع رأیه فات الکفو الذی حضر فالغیبة منقطعة والیہ اشار فی کتاب وفي البحر المجتبی عن المبسوط انه الاصح وفي النهایة اختاره اکثر المشائخ وصححه ابن الفضل وفي الهدایة انه اقرب الی الفقہ وفي الفتح انه الاشبه بالفقہ وفي شرح الملتقی من الحقائق انه اصح الاقوال وعلیہ الفتویٰ وعلیہ مشی فی الاختیار والنقایة ویشیر کلام نہر

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتہبی دہلی ۱۹۴۱

اس کے مختار ہونے کی طرف اشارہ ہے، اور بحر میں ہے کہ جس پر مشائخ کا اعتماد ہو اس پر فتویٰ باعث اطمینان ہے، در مختار کی عبارت ختم ہوئی، قلت خصوصاً موجودہ زمانہ میں کہ جب ریل گاڑی نے مسافت قصر کو ایک گھنٹہ کی مسافت بنادیا ہے بلکہ اس سے بھی کم کر دیا ہے لہذا جس پر اکثر مشائخ نے فتویٰ دیا ہے یہی قابل اعتماد ہے۔ (ت)	الی اختیاره وفي البحر والاحسن الافتاء بما عليه اكثر المشائخ^۱ اه مافی ردالمحتار قلت لاسیما فی هذا الزمان فان العجلة الدخانية قد جعلت مسافة القصر كمسافة ساعة واحدة بل اقل فوجب التعويل على ما افتى به اكثر المشائخ۔

یہ سب اس صورت میں کہ عورت کے مہر مثل میں کمی فاحش نہ ہوئی ہو مثلاً مہر مثل سو روپے کا تھا اس نکاح میں پچاس کا باندھا تو سرے سے نکاح ہی نہ ہوا۔

در مختار میں ہے اگر نکاح کرنے والا باپ دادا کا غیر کفو ہو خواہ ماں ہی کیوں نہ ہو مہر میں فحش کمی کے ساتھ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	فی الدر المختار ان كان المزوج غیوالاب وایبہ ولوالام لا یصح النکاح بغبن فاحش^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۱: از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسٹنٹ مرسلہ محمد یعقوب علی خاں صاحب ۱۵ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کہ ہندہ نامی لڑکی جو زید کی اولاد نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی شرعی وارث ہے لیکن زید نے اس کی بچپن سے دس سال کی عمر تک پرورش کی۔ اس پرورش کی وجہ سے زید ہندہ کا ولی معلوم ہوتا ہے تو زید کی عدم موجودگی میں زید کی بیوی نے ہندہ کا نکاح خیراتی خاں سے کر دیا، اور خیراتی خاں اس کے بعد بھاگ گیا، اب جب زید واپس آیا تو اس نے ہندہ	چہ می فرمایند علمائے اہل سنت وجماعت دریں مسئلہ کہ مسماۃ ہندہ ورثہ شرعیہ ندارد و نہ از نطفہ زید مگر زید بسعی تام از ایام طفلی پرورش کردہ تا بعمردہ سالہ در رسیدہ و بہ سبب اطلاق پرورش زید ولی ہندہ ظاہر بعد زید منکوحہ زید نکاح ہندہ بمرہا خیراتی خاں کردہ فرار شد و فتنیکہ زید آمد بر نکاح و قوف یافتہ راضی نہ گشت درین صورت بدون اجازت

^۱ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۵/۲

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

زید نکاح ہندہ خورد سالہ درست ست یا نہ، بیان فرمائید بعبارت کتب، ورحمۃ اللہ علیکم اجمعین۔	کے نکاح کو ناپسند کیا اور راضی نہ ہوا، تو کیا مذکورہ صورت میں ہندہ نابالغہ کا نکاح زید کی مرضی کے خلاف درست ہوا یا نہیں؟ کتب کے حوالہ سے جواب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ (ت)

الجواب:

اولادیدہ باید کہ شخصے کہ زن زید ہندہ را بحالہ نکاحش داد باہندہ کفایت دارد یا نہ، اگر ندارد مثلاً در نسب یا حرفہ یا روش یا مذہب قصورے دارد کہ ہندہ را در نکاحش آمدن نزد اہل عرف موجب عار باشد آنگاہ اس نکاح باطل محض افتد کہ باجاست ہیچ کس روئے نفاذ نہ بیند تا آنکہ ہندہ اگر خوشتن بعد رسیدن اجازت کند ہم روئے نیابد زیرا کہ تزویج باغیر کفو جز پدر یا پدر پدر کہ دریں کار بسوء اختیار معروف نباشد ہیچ کس رانمی رسد کمانصوا علیہ قاطبہ وفی جامع الصغار ولی غیر الاب والجد زوج الصغیرۃ من غیر کفوۃ فادرکت الصبیۃ فاجازت لایجوز ^۱ ۔ واگر کفایت دارد آنگاہ دیدنی ست کہ ہندہ ہنگام نکاح ہیچ قریے قریب یا بعید مرد یا زن از جانب پدر یا مادر اگرچہ در غایت بعد و دوری می داشت یا نہ، اگر می داشت پس ہاں کس ولی نکاح اوست نکاح مذکور براجاست آں ولی موقوف ست خود اس زید باشد یا دیگرے اگر اجازت دہد جائز شود اگر رد کند باطل	پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ زید کی بیوی نے جس شخص سے ہندہ کا نکاح کیا ہے وہ ہندہ کا ہم کفو ہے یا نہیں۔ اگر نہیں مثلاً نسب، کردار، حرفہ یا مذہب میں ایسی کمی والا ہے کہ عرف میں اس کو عار سمجھا جاتا ہے تو اس صورت میں یہ نکاح محض باطل ہے اور کسی کی اجازت حتیٰ کہ ہندہ خود بالغ ہونے پر اس کو جائز نہیں کر سکتی، کیونکہ غیر کفو میں نابالغہ کا نکاح کرنے کی ایسے باپ دادا جو سوء اختیار میں مشہور نہ ہوں، کے بغیر کسی کو اجازت نہیں ہے، جیسا کہ تمام فقہائے تصریح کی ہے جامع صغار میں ہے باپ دادا کے غیر کسی ولی نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کر دیا ہو تو لڑکی بالغ ہو کر خود بھی اس نکاح جائز نہیں کر سکتی، اور اگر وہ شخص ہندہ کا ہم کفو تھا پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ہندہ کا کوئی رشتہ دار مرد یا عورت قریب یا بعید جو کہ کسی کی ولایت رکھتا ہو موجود ہے تو نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ وہ جائز قرار دے تو جائز اگر رد کر دے تو رد ہو جائے گا۔ وہ ولی زید ہو یا کوئی اور ہو، اور اگر ہندہ کا کوئی بھی

^۱ جامع احکام الصغار علی ہامش حاشیہ جامع الفصولین فی مسائل النکاح اسلامی کتب خانہ کراچی ۲۹/۱

گردد، واگر باہندہ ہیچ کس را از زندگان وقت نکاح قرابت نسبی نبودند زید نہ غیر اور آنگاہ در دیار ماکہ زیر ولایت ہیچ قاضی شرع و حاکم اسلام نیست نظر کردن ست اگر در اس شہر عالم از علمائے دین کہ فقیہ و صاحب فتویٰ و علم علمائے بلد باشد موجود ست پس نکاح مذکور بر اجازت او موقوف ست اگر اجازت دہد نافذ شود و اگر رد کند باطل گردد۔

فی الحدیقة الندیة عن الفتاوی العتاییة اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور مؤکلة الی العلماء ویلزم الامة الرجوع الیهم ویصیرون ولاية فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثر وافالمتبع اعلمهم^۱ واگر آنجا ہیچو عالمی نیز نباشد آنگاہ اس نکاح اصلاً انعقاد نہ یافت خود باطل محض ست لکونہ عقد فضولی صدر ولا مجیز فی جامع الصغار ان کان فی موضع لایکون تحت ولاية قاض فانه لاینعقد^۲ اھو فی رد المحتار عن الفتح مالا مجیز لہ ای مالیس لہ من یقدر علی الاجازة یبطل کما اذا زوجہ الفضولی مجیزہ یتیمہ فی دار الحرب واذالم یکن

زندہ لوگوں میں سے نسبی ولی نہیں، نہ زید ہے نہ کوئی اور ہے، تو ایسی صورت میں جبکہ ہمارے ملک میں کوئی قاضی یا شرعی حاکم سرکاری طور پر مقرر نہیں ہے، اگر اس شہر میں کوئی ایسا عالم جو مفتی، فقیہ اور علاقہ کا بڑا عالم ہو موجود ہے تو نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہوگا کہ وہ اگر جائز کر دے تو جائز اور اگر رد کر دے تو رد ہو جائے گا، حدیقہ ندیہ میں فتاویٰ عثمانیہ سے منقول ہے کہ جب زمانہ شرعی طور پر امور کو سرانجام دینے والے حاکم و قاضی سے خالی ہو تو یہ امور علماء کے سپرد ہوں گے اور امت پر لازم ہوگا کہ وہ ان علماء کی طرف رجوع کریں اور یہ علماء والی بن جائیں گے، اور اگر ایک عالم کی طرف سب کو رجوع مشکل ہو تو ہر علاقہ کے لوگ اپنے علاقہ کے عالم کی طرف رجوع کریں گے اور کسی علاقہ میں ایسے علماء کی تعداد زیادہ ہو تو پھر ان میں سے بڑے عالم کی اتباع کریں گے، اور اگر وہاں کوئی ایسا عالم نہ ہو تو پھر یہ نکاح اصلاً منعقد نہ ہوگا اور خود بخود باطل ہو جائے گا کیونکہ یہ فضولی کا ایسا نکاح ہوگا جسے کوئی بھی جائز کرنے والا نہ ہے، جامع الصغار میں ہے کہ اگر ایسی جگہ ہو کہ وہاں کوئی سرکاری شرعی حاکم نہ ہو تو نکاح منعقد نہ ہوگا اھ، اور رد المحتار میں فتح سے منقول ہے کہ جہاں کوئی ایسا حاکم مجاز نہ ہو جو نکاح جائز کر سکے تو نکاح باطل ہوگا۔

^۱ الحدیقة الندیة النوع الثانی من الانواع الثلاثة نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۳۵۱ھ

^۲ جامع احکام الصغار علی حاشیة جامع الفصولین فی مسائل النکاح اسلامی کتب خانہ کراچی ۲۹/۱

سلطان ولا قاض لعدم من يقدر على الامضاء حالة العقد فوق باطلا¹ اھ ملخصاً بے قرابت بمجرد پرورش ولایت نکاح ثابت نہ شود فی جامع الصغار من یتولی صغیراً او صغیرۃ لا یملک تزویجھما²۔ پس دریں صورت اجازت و عدم اجازت زید چیزے نیست، واللہ تعالیٰ اعلم۔	جیسا کہ کسی فضولی نے نابالغہ یتیم لڑکی کا نکاح دار الحرب میں کر دیا، یا وہاں کہ جہاں کوئی سلطان و قاضی نہ ہو تو ایسی صورت میں نکاح باطل ہو جائے گا کیونکہ وہاں کوئی جائز کرنے والا نہیں ہے اھ ملخصاً، زید کو محض پرورش کی وجہ سے ولایت حاصل نہ ہوگی، جامع الصغار میں ہے کہ کسی بچے یا بچی کی کفالت کرنے والا اس کے نکاح کا ولی نہیں بن سکتا لہذا مذکورہ صورت میں زید کی اجازت و عدم اجازت کوئی معنی نہیں رکھتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۲: از قاضی باڑی ضلع ہر دوئی، ڈاکخانہ شاہ آباد مرسلہ حضرت سید امیر حیدر صاحب ۲۶ شعبان ۱۳۱۱ھ چہ می فرماید علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ سید سجاد حسین مرحوم نے چار لڑکیاں اور ایک زوجہ چھوڑ کر انتقال کیا بعد چند عرصہ کے ایک لڑکی فوت ہو گئی، بعد اس کے زوجہ نے انتقال کیا، تین لڑکیاں دو منسوبہ اور ایک نابالغہ چھوڑی، بعد دو سہ ماہ کے دختر کلاں نے بھی انتقال کیا، اب لڑکی نابالغہ کے نکاح کی اجازت بموجب شرع شریف کے فوقیت ہمیشہ حقیقی کو ہے یا نانی نانا کو حاصل ہے فقط۔

الجواب:

اس نابالغہ کے دادا پر دادا یا ان کے باپ دادا پر دادا کی اولاد پسری میں کوئی مسلمان عاقل بالغ مرد باقی ہے تو اس کے نکاح کی ولایت اسی کو ہے، اُس کے ہوتے نانا نانی بہن بلکہ ماں بھی کوئی چیز نہیں اور اس طرح کے مرد متعدد ہیں، تو ان میں جو قریب تر ہوگا یعنی جو اس نابالغہ کے نسب میں بہ نسبت دوسروں کے کم واسطوں سے ملے گا وہی ولایت پائے گا، اور جو برابر درجے کے ہیں وہ ہر ایک ولی ٹھہرے گا، مثلاً ہندہ بنت زید بن خالد ہے اور سعید و رشید پسران حمید بن حامد بن خالد اور باقر ابن جعفر بن احمد بن حامد اور کبیر صغیر منیر پسران طاہر بن مطہر بن حامد مذکور ہیں تو ولایت نکاح ہندہ سعید و رشید دونوں کو یکساں ہے اور ان کے ہوتے باقر و کبیر و منیر کو استحقاق نہیں، ہاں اگر دُھیال میں کوئی مرد

¹ رد المحتار باب الکفۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۷/۲

² جامع احکام الصغار علی حاشیۃ جامع الفصولین فی مسائل النکاح اسلامی کتب خانہ کراچی ۳۲/۱

ایسا نہیں خواہ یوں کہ سرے سے کوئی مرد رہا ہی نہیں یا جو ہے وہ مجنون یا رفس وغیرہ بدمذہبوں میں حد کفر تک پہنچا ہوا ہے، تو اس وقت اشخاص مذکورین سوال میں ولایت نکاح نانی کو ہے، وہ نہ رہے تو نانا کو، وہ نہ رہے تو بہن کو، اور ان سب میں بھی عقتل و اسلام کی شرط ضرور ہوگی یعنی اگر مذہب میں فساد ہو تو حد کفر تک نہ پہنچا ہو ورنہ مرتد کو کسی پر ولایت نہیں اگرچہ دعویٰ اسلام رکھتا ہو،

در مختار میں ہے نکاح میں عصبہ بنفسہ یعنی وہ مرد جس کی نسبت میں عورت واسطہ نہ بنے، وراثت و جب کی ترتیب پر ولی بنتے ہیں بشرطیکہ یہ حر، مکلف اور مسلمان ہوں جبکہ ان کی ولایت مسلمان لڑکی یا لڑکے کے لئے ہو، اور اگر عصبات بنفسانہ ہوں پھر والدہ کو، پھر دادی کو، پھر نانے کو، پھر اخت کو ولایت ہوگی الخ اھ ملخصاً، اور ردالمحتار میں ہے کہ جوہرہ میں جدہ کو بہن پر متقدم کرنے کی صراحت کی ہے، شرنبلالی نے اس کو علامہ قاسم کی شرح نقایہ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ جدہ کو سگی کی قید سے مقید نہیں کر سکتے اھ، اور اسی میں فتاویٰ خیر یہ سے منقول ہے کہ دادی کا نانی سے مقدم ہونا ایک ہی قول ہے تو حاصل یہ ہوا کہ والدہ کے بعد دادی اور پھر نانی پھر نانا، غور کرو اھ، اور کہا کہ جس پر رملی نے خیر یہ میں جزم کیا ہے اسی پر حامد یہ میں فتویٰ دیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبہ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب بشرط حرۃ وتکلیف و اسلام فی حق مسلمة و ولد مسلم فان لم یکن عصبۃ فالولاية للام ثم لام الاب ثم للجد الفاسد ثم للاخت^۱ الخ اھ ملخصاً۔
وفی ردالمحتار صرح فی الجوہرۃ بتقدیم الجدة علی الاخت۔ ونقل ذلك الشرنبلالی عن شرح النقایۃ للعلامۃ قاسم قال ولم یقید الجدة بكونها لام اولاب اھ۔ وفیہ عن الخیریۃ ان الجدة لاب اولی من الجدة لام قولاً واحداً فتحصل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم الجد الفاسد تأمل اھ قال وما جزم به الرملی افتی بہ فی الحامدیۃ^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴ ذی الحجۃ ۱۳۱۱ھ

از کلنتہ اسٹریٹ ۱۶۲ دھرم تلامرسلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب

مسئلہ ۳۲۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے در صورت نہ ہونے والدہ اور چچا اور برادر اور دادا اس لڑکی کے بہ موجودگی والدہ کے کر دیا تھا اب اس نے بحالت بلوغ

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳

^۲ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳/۲-۳۱۲

اس نکاح کو منظور نہ کیا تو وہ نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ مینو تو جروا

الجواب:

اگر عورت کی نام منظوری اس بنا پر ہے کہ ماموں نے جس کے ساتھ اس کا نکاح کیا وہ اس کا کفو نہیں یعنی اس سے قوم یا دین یا پیشہ وغیرہ امور معتبرہ میں ایسا گھٹا ہوا جس سے نکاح اس کے لیے باعث ننگ و عار ہے یا اس بنا پر کہ ماموں نے اس کے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہے جب تو وہ نکاح خود ہی باطل محض ہوا جسے خود شرع مطہر نکاح نہیں ٹھہراتی، عورت کو منظوری و نام منظوری کو کچھ دخل نہیں، اور اگر یہ دونوں وجہیں نہیں بلکہ کسی اور سبب سے نام منظور کرتی ہے تو اس صورت میں اگر عورت نے کہ بکر تھی بعد بلوغ خبر نکاح سنتے ہی یا پہلے سے معلوم تھا تو بالغہ ہوتے ہی فوراً بلا توقف اختیاری نام منظوری ظاہر نہ کی تو نکاح لازم ہو گیا، اب عورت کو اصلاً کوئی چارہ نہیں، اور اگر فی الفور آن بلوغ میں یا بعد بلوغ نکاح معلوم ہوا تو آن استماع خبر میں معاہدہ نام منظوری ظاہر کی تو از انجا کہ نکاح غیر آب و جد کا کیا ہوا ہے عورت کو اختیار فسخ حاصل ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ بطور خود فسخ کر دے اور اس کے حوالہ زوجیت سے باہر ہو جائے بلکہ یہ کہ حاکم شرع کے یہاں دعویٰ رجوع کرے، حاکم بعد تحقیقات امور مذکورہ نکاح فسخ کر دے، در مختار میں ہے:

اگر نابالغہ کا نکاح باپ اور دادا کے غیر نے کیا تو غیر کفو میں یا بہت کم مہر کے ساتھ کیا تو نکاح بالکل نہ ہوگا۔ اور اگر کفو یا مہر مثل سے کیا تو نکاح صحیح ہوگا، اور نابالغ لڑکی اور لڑکے کو نکاح کے فسخ کا اختیار ہوگا خواہ دخول کے بعد بلوغ یا نکاح کا علم ہوا ہو اس وقت فسخ کر سکتے ہیں، فسخ کی ان تمام صورتوں میں قضاء شرط ہے اور باکرہ بالغہ لڑکی کا سکوت اس کے خیار فسخ کو ختم کر دیتا ہے جبکہ وہ اپنے نکاح سے باخبر ہو اور اس سے اس کی اجازت طلب کی گئی ہو اگرچہ اس کو اپنے اختیار کے بارے میں علم نہ بھی ہو اور مجلس کے خاتمہ تک یہ اختیار باقی رہے گا، اھ، ملقط، واللہ سبحانہ و تعالیٰ زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم اتم و اکمل ہے۔ (ت)

ان كان المزوج غير الاب وابيه لا يصح النكاح من غير كفو او بغبن فاحش اصلا ومن كفو وبمهر المثل صح ولصغير وصغيرة خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده وشرط للكل القضاء وبطل خيار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة باصل النكاح ولا يمتد الى آخر المجلس وان جهلت¹ اھ ملتقطاً۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

¹ در مختار باب الولی مطبعت مجتبائی، دہلی، ۱۳۹۳-۱۹۲

مسئلہ ۳۲۴: از شہر کہنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلاء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے انتقال کیا اور دو لڑکی ایک قریب ایک سال، اور دوسری قریب تین سال، اور بیوی اور والدہ تین بھائی چھوڑے، ان لڑکیوں نے تادمیت سات سال زیر سایہ اپنی والدہ اور چچاؤں کے پرورش پائی، قضائے الہی بعد سات سال والدہ نے بھی انتقال کیا، چونکہ چچا اپنے اپنے تعلقوں پر تھے یہاں موجود نہ تھے، خالائیں آئیں اور حیلہ و فریب کر کے لڑکیوں کو لے گئیں کہ تا آنے چچاؤں کے یہ لڑکیاں ہمارے پاس ہیں جب چچا آئیں گے فوراً روانہ کر دیں گے، یہاں سے لے جا کر دونوں لڑکیوں کے نکاح عدم موجودگی چچاؤں میں باختیار خود اپنے لڑکوں کے ساتھ کر لئے، اس صورت میں یہ نکاح ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

آٹھ سال کی لڑکی ضرور نابالغہ ہے، یونہی دس سال کی بھی، جب تک حیض نہ آئے یا پندرہ سال کامل کی عمر نہ ہو جائے، اور نابالغ کا اختیار عصبہ کو ہے، عصبہ کے ہوتے ذوی الارحام کوئی چیز نہیں۔ ہدایہ میں ہے:

لغیر العصبات من الاقارب ولاية التزويج عند ابی حنیفة رحمۃ اللہ تعالیٰ معناہ عند عدم العصبات ^۱ ۔	نابالغہ کے نکاح کی ولایت عصبہ کی غیر موجودگی میں دیگر اقارب کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے۔ (ت)

چچا عصبہ ہے اور خالہ ذوات الارحام سے، خالہ سگ چچا سے چھتیسویں درجے میں ہے کہ حقیقی چچا نہ ہو تو سوتیلے چچا کو نکاح کی ولایت ہے، پھر^۳ حقیقی چچا کے بیٹے کو، پھر^۴ سوتیلے چچا کے بیٹے کو، پھر^۵ باپ کا حقیقی چچا، پھر^۶ سوتیلا، پھر^۷ باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر^۸ سوتیلا کا، پھر^۹ دادا کا حقیقی چچا، پھر^{۱۰} سوتیلا، پھر^{۱۱} دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر^{۱۲} سوتیلے کا، پھر^{۱۳} اور دور کا سگ چچا^{۱۴} پھر سوتیلا،^{۱۵} پھر اس کا بیٹا،^{۱۶} پھر اس کا،^{۱۷} پھر آزاد کرنے والا،^{۱۸} پھر اس کا عصبہ، یہ سب عصبہ ہیں،^{۱۹} جب ان میں کوئی نہ ہو تو ماں ولی ہے،^{۲۰} پھر دادی،^{۲۱} پھر نانی،^{۲۲} پھر بیٹی،^{۲۳} پھر پوتی،^{۲۴} پھر نواسی،^{۲۵} پھر پسر کی پوتی نواسی،^{۲۶} پھر دختر کی،^{۲۷} پھر نانا،^{۲۸} پھر سگی بہن،^{۲۹} پھر سوتیلی،^{۳۰} پھر ماں کی اولاد جو باپ میں شریک نہیں،^{۳۱} پھر سگی بہن کی اولاد،^{۳۲} پھر سوتیلی کی،^{۳۳} پھر اولاد مادر کی،^{۳۴} پھر پھوپھی،^{۳۵} پھر ماموں،^{۳۶} اور جب ان سب میں کوئی نہ ہو تو خالہ، ان تمام درجات کی تفصیل عالمگیری و در مختار وغیرہا سے ظاہر، فتاویٰ قاضی خاں

^۱ ہدایہ باب فی الاولیاء والا کفاء المکتبۃ العربیہ کراچی ۲۹۸/۲

میں ہے:

ولایۃ النکاح الی العصبات اقرب الی الصغیر والصغیرۃ الاب ثم الجد ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم بنوہما علی هذا الترتیب وان سفلوا ثم العم لاب وام ^۱ اہملخصاً۔	نکاح کی ولایت عصبات کو ہے اور نابالغ لڑکے اور لڑکی کے قریب ترین عصبات والد پھر دادا، حقیقی بھائی، پھر باپ کی طرف سے بھائی، پھر ان دونوں کے لڑکوں کو اس ترتیب سے نیچے تک، پھر حقیقی چچا کو، اہملخصاً (ت)

در مختار میں ہے:

فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (وعد درجات الی ان قال) ثم الخالات ^۲ ۔	اگر عصبہ نہ ہو تو ماں کو ولایت ہے، اور ولایت کے درجات متعددہ کو بیان کرنے کے بعد انھوں نے کہا پھر خالائیں کو ولایت ہوگی۔ (ت)

پس چچا کے ہوتے جو نکاح خالہ کردے چچا کی اجازت پر موقوف ہے، اگر جائز رکھے جائز اور اگر رد کردے تو باطل ہو جائے
در مختار میں ہے:

لوزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واحکم۔	اگر قریبی ولی کے ہوتے ہوئے بعید ولی نے نکاح کر دیا تو قریب ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اعلم ہے اور اس کا علم اتم اور محکم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۵: از سوروں ضلع ایٹہ محلہ ملک زادگان مرسلہ مرزا حامد حسن صاحب ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نوجوان بالغ لڑکی ناکتھرا کا نکاح اس کی ماں نے عدم موجودگی پدر میں
اپنے عزیز واقارب کو جمع کر کے اپنے بھانجے کے ساتھ کر دیا، باپ بھی اس لڑکے کو جانتا ہے اور اس پر راضی بھی تھا مگر یہ
کہتا تھا کہ جب تک یہ نوکر نہ ہو مت کرنا، اس صورت میں نکاح شرعاً درست ہوا یا نہیں؟ اور ماں کو بہ موجودگی باپ کے
اولاد پر ایسا اختیار ہے یا نہیں؟

الجواب:

نابالغ اولاد باپ کے ہوتے ماں کے لئے ایسا اختیار اصلاً نہیں۔ اور بالغ اولاد پر ماں باپ کسی کے لئے

^۱ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الاولیاء نوکثور لکھنؤ ۱۹۳

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳

^۳ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳

ولایت جبری نہیں۔ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الايم احق بنفسها من وليها ¹ رواه الستة الا البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	بالغہ عورت ولی کی بنسبت اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے، اس کو امام بخاری کے سوا ائمہ ستہ نے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکر کیا۔ (ت)

درمختار میں ہے:

لا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ ² ۔	بالغہ باکرہ لڑکی کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کے بالغ ہو جانے پر اس پر جبر کی ولایت کسی کو حاصل نہ رہی، (ت)

صورت مذکورہ میں جبکہ لڑکی بالغہ ہے تو اس کا نکاح بے اس کے اپنے اذن کے نہ ماں کے کئے نافذ ہو سکے نہ باپ کے ہاں، جس عورت بالغہ کا ولی موجود ہو وہ غیر کفو سے اپنا نکاح نہ خود کر سکتی ہے نہ دوسرے کو اذن دے سکتی ہے جب تک ولی اس شخص کے غیر کفو ہونے پر مطلع ہو کر پیش از نکاح بال تصریح اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے، ورنہ نکاح محض باطل ہوگا کہ پھر رضائے ولی سے بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے:

نفذ نكاح حرة مكلفة بلارضی ولی ویفتی فی غیر الكفو بعدم جوازہ اصلا بلارضی ولی بعد معرفتہ ایآہ ³ ملخصاً۔	ولی کی رضا کے بغیر حرہ عاقلہ بالغہ کا اپنی مرضی سے نکاح نافذ ہوتا ہے اور غیر کفو میں ولی کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح جائز ہونے پر فتویٰ ہے جبکہ ولی غیر کفو میں ہونے کا علم حاصل کر چکا ہو اھ ملخصاً (ت)

ردالمحتار میں ہے:

هذا اذا كان لها ولی لم يرض به قبل العقد فلا يفيد الرضى بعده بحر ⁴ ۔	یہ اس صورت میں ہے جب لڑکی کا کوئی ولی ہو اور نکاح سے قبل وہ اس پر راضی نہ ہو تو نکاح کے بعد ولی کی رضا مفید نہ ہوگی، بحر۔ (ت)

¹ صحیح مسلم کتاب النکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۴/۵۵۱، سنن ابوداؤد فصل فی الثیب آفتاب عالم پریس لاہور ۲۸۶/۱

² درمختار باب الولی مطبع مجتہائی دہلی ۱۹۱/۱

³ درمختار باب الولی مطبع مجتہائی دہلی ۱۹۱/۱

⁴ ردالمحتار باب الولی دار حیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

اور کفو وہ ہے جس کے قوم، مذہب، چلن، پیشے وغیرہ میں کوئی ایسا عیب نہ ہو جس کے سبب اس کے ساتھ نکاح اولیائے دختر کے لئے اہل عرف کے نزدیک موجب تنگ و عار و بدنامی ہو، نہ ایسی حالت محتاجی ناداری بے حرکلی و بے سامانی میں ہو کہ عورت کا نفقہ واجبہ نہ چل سکے، یا جس قدر مہر شرعاً یا عرفاً پیشگی دینا ٹھہرا ہے نہ دے سکے۔ در مختار میں ہے:

تعتبر في العرب والعجم ديانة ومالا بان يقدر على المعجل ونفقة شهر لو غير محترف والافان كان يكتسب كل يوم كفايتها لو تطبيق الجباع وحرفة ¹ اھ ملخصاً۔	عرب و عجم میں کفو کے لئے دینداری اور مال کا اعتبار ہوگا کہ وہ مہر معجل دینے پر قادر ہو اور وہ کاروبار والا نہ ہو تو ایک ماہ کا خرچہ ادا کرنے پر قادر ہو، ورنہ اگر وہ کاروبار والا ہے تو روزانہ بیوی کو کفایت کے لئے نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اگر عورت کو جماع کی برداشت ہو ورنہ مہر معجل کی قدرت کافی ہے اور برابری معتبر ہے پیشہ میں اھ ملخصاً (ت)

پس اگر شخص مذکور ان سب نقائص سے خالی تھا اور نکاح باذن دختر ہوا تو بلاشبہ صحیح و تام و نافذ ہو گیا جس میں ناموجودی و ناراضی پھر کچھ خلل انداز نہیں۔ نہ اس کا نوکرنہ ہونا نخل ہو سکتا ہے جبکہ وہ اور مال رکھتا ہو یا کسی دستکاری سے اپنے اور زوجہ کے کھانے پینے کے قابل ہو سکتا ہے یا حسب عادت بلد اس کے مال باپ بہو بیٹے کی کافی خبر گیری رکھیں اور کچھ مہر پیشگی دینا ہو تو اس کے ادھر بھی قادر ہو، در مختار میں ہے:

الصبي كفو بغني ابیه وامه بالنسبة الى المهر المعجل لا النفقة لان العادة ان الالباء يتحملون عن الابناء المهر لا النفقة ذخيرة ² اھ ملخصاً۔	لڑکا باپ یا ماں کے غنی ہونے کی وجہ سے مہر کے بارے میں کفو ہو سکتا ہے کیونکہ عادت والدین لڑکوں کے مہر کو خود برداشت کرتے ہیں، نفقہ کے معاملہ میں والدین کا غنا کارآمد نہیں کیونکہ والدین نفقہ کی کفالت نہیں لیتے، ذخیرہ، اھ ملخصاً۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

مقتضاه ان لو جرت العادة بتحمل النفقة ايضاً عن الابن الصغير كمافی	اس سے حاصل ہوا کہ اگر نابالغ بیٹے کی طرف سے نفقہ کو اپنے ذمے لئے جانا عادت ہو جیسا ہمارے زمانہ میں ہے تو بھی کفو

¹ در مختار باب الكفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵۱

² در مختار باب الكفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵۱

ہوسکے گا ہمارے زمانے میں تو لوگ اپنے اس رہنے والے بالغ بیٹے کی طرف سے بھی نفقہ کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ تو اس صورت میں کفو ہونا ظاہر ہے کیونکہ مقصد تو لڑکے کی طرف سے بیوی کے لئے نفقہ کا حصول ہے مالک ہونے یا کاسب یا کسی اور طریقہ سے نفقہ حاصل ہو، اور اس بات کی تائید ہدایہ کے کلام سے متبادر ہوتی ہے کہ انھوں نے مطلق خاوند کی بات کی ہے خواہ نابالغ ہو یا بالغ ہو الخ^۱ (ت)	زماننا انہ یکون کفوا بل فی زماننا یتحملہا عن ابنہ الکبیر الذی فی حجرہ والظاہر انہ یکون کفوا بذلک لان المقصود حصول النفقة من جهة الزوج بملك او کسب او غیرہ ویؤیدہ ان المتبادر من کلام الهدایة وغیرہا ان الکلام فی مطلق الزوج صغیرا کان او کبیرا الخ^۱

ہاں اگر دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کی گئی ہے تو باپ کو اس پر اعتراض پہنچتا ہے جس کا حاصل اس قدر کہ مہر مثل پورا کر لیا جائے، اور پورا نہ کرے تو قاضی نکاح فسخ کر دے، نہ یہ کہ خواہ مخواہ نکاح رد ہو جائے، درمختار میں ہے:

اگر بالغہ نے اپنے نکاح میں مہر مثل سے کم مہر منظور کیا تو ولی عصبہ کو اعتراض کا حق ہے تا وقتیکہ لڑکی اپنا مہر مثل پورا کرائے یا پھر قاضی ولی کی عار کو ختم کرنے کے لئے نکاح فسخ کرے۔ (ت)	لو نکحت بأقل من مهرها فللولی العصبۃ الاعتراض حتی یتم مہر مثلها او یفرق القاضی بینہما دفعا للعار^۲۔

البتہ اگر امور مذکورہ بالا سے کسی امر میں ایسا بھی ہے جس کے باعث وہ شرعاً کفو نہ ٹھہرے، اور باپ نے اس پر مطلع ہو کر اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دی تھی تو بیشک، یہ نکاح سرے سے باطل ہوا کہ اب باپ کی رضامندی سے بھی صحیح نہیں ہو سکتا، اس تقدیر پر فرض ہے کہ مرد عورت فوراً جدا ہو جائیں اور اس نکاح کو ترک کر دیں، پھر اگر چاہیں تو بعد اجازت صریحہ پدر از سر نو نکاح کر لیں، واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۶: ۲۸ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ اس کے باپ، دادا، بھائی، بھتیجا کوئی نہیں حقیقی چچا ہیں، چچا کا نابالغ لڑکا ہے، اگر یہ ولی جائز اپنی بھتیجی نابالغہ کا اپنے پسر نابالغ سے بولایت

^۱ رد المحتار باب الکفاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۲۴

^۲ درمختار باب الکفاء مطبعہ مکتبہ دہلی ۱۹۵/۱

خود ایسی حالت میں نکاح کر دے کہ لڑکی زیر پرورش نانی کے ہو اس کے پاس موجود ہو تو یہ نکاح صحیح و جائز ہوگا یا نہیں؟
بینواتو جروا

الجواب:

صحیح و جائز ہے جبکہ وہ لڑکا اس نابالغہ کا کفو ہو اور نابالغہ کے مہر مثل میں صریح کمی نہ کی جائے۔ درمختار میں ہے:

ان کان المزوج غيرة اى غير الاب وابيه لا يصح من غير كفو او بغبن فاحش اصلا وان كان من كفو وبهر المثل صح ¹ الخ اه	ملخصاً۔ اگر نکاح دینے والا باپ اور دادا نہ ہو تو غیر کفو یا مہر مثل سے صریح کم کی صورت میں نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا۔ اور کفو اور مہر مثل ہو تو نکاح صحیح ہوگا الخ اه ملخصاً۔ (ت)

جبکہ یہ شخص لڑکے لڑکی دونوں کا ولی ہے تو دو گواہوں کے سامنے اس کا صرف اتنا کہہ دینا کہ "میں نے اپنی فلاں بھتیجی اپنے فلاں بیٹے کے نکاح میں اتنے مہر پر دی" کفایت کرتا ہے کچھ لڑکے یا لڑکی کا حاضر ہونا ضرور نہیں۔

نعم يجب ان لا يكون غائباً غيبة منقطعة فانه لا يبقى ولياً على ما صححه كما نقحه في رد المحتار ²	ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ چچا اس حد تک غائب نہ ہو کہ وہاں تک رسائی مشکل ہو کیونکہ ایسی صورت میں وہ ولی نہ قرار پائے گا، جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصحیح کی ہے جس کی تنقیح رد المحتار میں کی ہے۔ (ت)

درمختار میں ہے:

يتولى طرفى النكاح واحد بايجاب يقوم مقام القبول كأن كان ولياً من الجانبين ³ اه ملخصاً وفي رد المحتار كزوج ابنت اخي ⁴ ۔ والله تعالى اعلم۔	ایک شخص نکاح میں دونوں جانب سے ولی ہوتے ہوئے ایجاب کر دے تو وہ قبول کے قائم مقام بھی ہو جائیگا مثلاً جب وہ دونوں جانب سے خود ولی ہو اھ ملخصاً، اور رد المحتار میں ہے، مثلاً یوں کہے: "میں نے اپنی بیٹی کا اپنے بھتیجے سے نکاح کر دیا" واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

¹ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

² رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۵/۲

³ درمختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۶/۱

⁴ رد المحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۶/۲

مسئلہ ۳۲۷: عمر اور زید دو حقیقی بھائی ہیں ان میں زید ایک لڑکی نابالغ چھوڑ کر مر گیا، عمر واپنی بھوج بیوہ زوجہ زید سے لڑکی نابالغ کو حیلہ کر کے اپنے مکان پر لے گیا، اس لڑکی نابالغ کا نکاح بلا اجازت اس کی والدہ کسی شخص سے کر دیا اور رخصت نہیں کیا اجازت سے کر دیا، اب عمر واپنی بھوج سے متقاضی ہے کہ لڑکی کا نکاح ہم نے اپنی اجازت سے کر دیا اور رخصت نہیں کیا اب رخصت کر دو ورنہ عدالت ہوگی، اس صورت میں بیوہ پوچھتی ہے کہ علمائے دین و مولویان شرع متین کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ فتویٰ لکھ کر مہر و دستخط سے مزین فرمائیں۔

الجواب

نابالغہ کی ولایت اس کے چچا کو ہے (بشرطیکہ کوئی جوان بھائی بھتیجا حاضر نہ ہو) چچا کے ہوتے ماں کو اختیار نہیں اور شوہر کی بیماری سے بھی درست نکاح میں کوئی خلل نہیں آتا، پس اگر وہ شخص جس سے عمر نے اپنی بھتیجی کا نکاح کر دیا اس کا کفو ہے (یعنی قوم، مذہب، پیشہ وغیرہ میں اس کی بہ نسبت ایسا کم نہیں کہ اس سے نکاح ہو نا اس صغیرہ کے اولیاء کو باعث عار ہو) اور مہر مثل میں فاحش کمی بھی نہ کی تو نکاح بے شک صحیح ہو گیا جس پر ماں کو کسی طرح اعتراض نہیں پہنچتا، ہاں لڑکی جوان ہو کر اگر خود ناراضی ظاہر کرے تو حاکم شرع کے حضور ناشی ہو کر فسخ کرا سکتی ہے، اور اگر وہ شخص کفو نہیں یا چچا نے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہے مثلاً مہر مثل سو روپے کا تھا اس نے پچاس روپے باندھے تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔

در مختار میں ہے اگر نکاح دینے والا باپ اور دادا کا غیر ہو خواہ وہ ماں ہو غیر کفو یا مہر مثل صریح کم ہو تو نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا اور کفو اور مہر مثل ہو تو صحیح ہوگا اور نابالغ لڑکے یا لڑکی کو بلوغ پر فسخ کا اختیار ہوگا یا اگر ان کو بلوغ کے بعد علم ہوا ہو تو اس وقت بھی فسخ کا اختیار ہوگا **مختصرًا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)**

فی الدر المختار ان كان المزوج غیر الاب وابیہ ولا الام لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً وان كان من کفو وبسہر المثل صح ولصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ والعلیم بالنکاح بعدہ^۱ **مختصرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔**

مسئلہ ۳۲۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نابالغ کا نکاح بہ اجازت ہندہ اس کی پھوپھی کے محمودہ بالغہ کے ساتھ ہوا، وقت نکاح عمر زید کی چودہ سال کی اور عمر محمودہ کی سولہ سال کی تھی، زید نکاح سے چار مہینے بعد فوت

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۲/۱

ہو گیا، آیا یہ نکاح صحیح اور دین مہر محمودہ کا واجب الادا ہے یا نہیں؟ اور ہے تو کس قدر؟ اور زید محمودہ دونوں سنی المذہب ہیں، بحوالہ کتاب جواب تحریر فرمایا جائے۔

الجواب:

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ زید کا ایک جوان بھائی موجود ہے پس صورت مذکورہ میں اوتنا اس قدر معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ شرعاً بلوغ کا دار و مدار خواہی نخواستہ عمر ہی پر نہیں رکھا گیا جب تک آدمی اتنے سال کا نہ ہو بالغ نہ کہا جائے گا اگرچہ تمام آثار جوانی واضح و آشکار ہوں عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ حقیقۃً لڑکوں میں مدار کار انزال و احتلام لڑکیوں میں حیض وغیرہ پر ہے، اس لئے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ لڑکا کم سے کم بارہ سال اور لڑکی نو برس میں بالغ ہو سکتی ہے، ہاں جب یہ امور ظاہر نہ ہوں تو اس وقت عمر پر فیصلہ کیا گیا۔

در مختار میں ہے لڑکے کا بلوغ احتلام، انزال اور بیوی کو حاملہ کرنے سے ثابت ہوگا جبکہ انزال اصل ثبوت ہے، اور لڑکی کا بلوغ احتلام، حیض اور حمل سے ثابت ہوگا، اگر ان علامات میں سے کوئی چیز دونوں میں نہ پائی جائے تو پھر دونوں کی عمر پندرہ سال تک ہونا ان کا بلوغ ہوگا۔ اس پر فتویٰ دیا جائے گا کیونکہ ہمارے زمانہ والوں کی عمریں کم ہوتی ہیں، اور لڑکے کے لئے کم از کم حد بلوغ بارہ سال اور لڑکی کے لئے نو سال ہے، یہی مختار قول ہے، اھ، ملخصاً۔ (ت)	فی الدر المختار بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هو الانزال والجارية بالاحتلام والحیض والحبل فان لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا وادنى مدته له اثنا عشرة سنة ولها تسع سنين هو المختار¹ اھ ملخصاً۔

پس ممکن کہ زید چہار دہ سالہ وقت نکاح بالغ ہو جب تو صحت نکاح و وجوب تمامی مہر میں کچھ نزاع ہی نہیں۔ اس طرح اگر نابالغ تھا اور نکاح باجائز برادر واقع ہوا یا اس وقت معمولی اجازت صرف پھوپھی سے لی گئی ہو اور بھائی نے جیھی یا کسی اور وقت صراحتہ خواہ دلالتہ اس نکاح کو جائز رکھا اور پسند کیا یا یہ بھی نہ ہوا مگر چند مدت بعد زید بالغ ہو گیا اور خود اس نے نکاح جائز رکھا، ان سب صورتوں میں نکاح بھی نافذ اور مہر بھی کامل واجب ہے۔

در مختار میں ہے کہ ولی کو اختیار ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے کہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح اپنی مرضی سے کر دے اھ،	فی الدر المختار للولی الاتی بیانہ انکاح الصغیر والصغیرۃ جبوا² اھ۔

¹ در مختار کتاب الحجر مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۹/۲

² در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

وفي تنوير الابصار الولي في النكاح العصبه بنفسه¹ اه وفي الدر المختار لوزوج الابد حال قيام الاقرب توقف على اجازته² اه وفي الخانيه نفذ باجازة الصبي بعد بلوغ³ اه وفي الدر المختار المهر يتأكد عند وطء او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما⁴ اه	اور تنوير الابصار میں ہے کہ نکاح میں عصبہ بنفسہ ولی ہوتا ہے اہ اور در مختار میں ہے اگر ولی اقرب کی موجودگی میں ولی البعد نے نکاح کر دیا تو اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا اہ، اور خانیہ میں ہے کہ بچے کے بالغ ہو کر اجازت دینے سے نکاح نافذ ہو جائے گا۔ اور در مختار میں ہے کہ وطی، خلوت صحیحہ اور خاوند بیوی میں سے کسی ایک کے فوت ہو جانے سے مہر لازم ہو جاتا ہے اہ (ت)

ہاں اگر ان امور میں سے کچھ نہ واقع ہوا یعنی نہ زید بالغ تھا نہ نکاح بہ تجویز ولی واقع ہوا نہ ولی نے کسی وقت صریحاً یا دلالتاً اس کی اجازت دی، نہ زید خود لائق اجازت ہوا، یہاں تک کہ مر گیا تو بے شک نکاح باطل ہو گیا۔

لان الموقوف يبطل بالموت قبل الاجازة كما لا يخفى على احد۔	کیونکہ موقوف نکاح، اجازت سے قبل موت سے باطل ہو جاتا ہے، جیسا کہ سب پر واضح ہے۔ (ت)

اور جلسہ نکاح میں ولی کا مجرد خاموش بیٹھا ہونا اجازت و پسندی پر یقین نہیں دلا سکتا بلکہ اس کا کوئی فعل ایسا ہونا چاہئے جس سے رضامندی سمجھی جائے، مثلاً دلہن کو رو نمائی دینا یا دولہا کی سلامی کے روپے لینا یا مبارک باد لینا دینا۔

وغیر ذلك عما يدل على الرضا وفي رد المحتار تقدم ان البالغة لوزوجت نفسها غير كفو فلولي الاعتراض مالم يرض صريحاً او دلالة كقبض المهر ونحوه فلم يجعلوا سكوته	ان کے علاوہ دیگر امور جو رضائی دلیل ہو سکتے ہیں، اور رد المحتار میں ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اگر بالغہ لڑکی نے اپنا نکاح خود غیر کفو میں کر لیا اور ولی صراحتاً یا دلالتاً رضامندی ظاہر نہ کرے مثلاً مہر وصول کرنا وغیرہ عمل

¹ در مختار شرح تنوير الابصار باب الولي مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

² الدر المختار باب الولي مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

³ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی شرائط النکاح نوکشتور لکھنؤ ۱۵۷۱

⁴ الدر المختار باب المهر مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۷۱

اجازۃ و الظاہر ان سکوتہ ہنا کذلک فلو یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابد وان کان حاضر ا فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً و دلالة تامل¹۔	نہ کرے، تو ولی کو اس نکاح پر اعتراض کا حق ہے توقفہا نے اس کے سکوت کو اجازت نہیں قرار دیا اور ظاہر یہی ہے کہ اس کا یہاں موقع پر سکوت کا یہی مطلب ہے تو اس کا سکوت ابد ولی کے نکاح کی اجازت قرار نہیں پائے گا اگرچہ یہ اقرب مجلس نکاح میں موجود ہو جب تک صریحاً یا دلالت رضامندی ظاہر نہ کر دے، غور کرو (ت)

اور اس صورت میں مہر بھی لازم آئے گا،

لان النکاح باطل و الباطل معدوم و المعدوم لا یفید۔	کیونکہ یہ نکاح باطل ہے اور باطل کا عدم ہوتا ہے اور معدوم چیز مفید نہیں۔ (ت)

البتہ اگر ایسی صورت میں یہ ثابت ہو کہ زید نابالغ نے بعد اس عقد نافذ کے محمودہ سے بالجبر قربت کی اور محمودہ اس وقت حقیقتہ حالت جبر و اضطرار میں تھی نہ وہ حالت جو ابتداءً بوجہ شرم و حجاب عموماً انکار کی باعث ہوتی ہے بلکہ وہ حالت جو زن عقیفہ کو مرد اجنبی کے ساتھ ہوتی ہے تو اس تقدیر پر ہندہ کا مہر مثل ذمہ زید لازم ہونا چاہئے۔

وذلك لان الموقوف قبل الاجازة لا يحل الوطى بل ولا النظر² كما صرح به في احكام الخلوة من باب المهر من ردالمحتار عن النهر عن النهاية وقد تبين بالموت انها لم تكن زوجته ولاحد للشبهة وللصبي فيجب العقرا لا ان تكون مطوعة فلا يوجب لعدم الفائدة اذ لو لم يرجع به الولي عليها لانها مكلفة وقد وقع ما وقع بامرها لكونها طائعة كما في ردالمحتار عن الشرنبلالی عن الفتح۔ واللہ	یہ اس لئے کہ اجازت سے قبل موقوف نکاح میں وطی حلال نہیں بلکہ اس کو دیکھنا بھی حلال نہیں جیسا کہ مہر کے باب میں خلوت کے احکام میں ردالمحتار نے نہر سے انھوں نے نہایہ سے نقل کیا ہے اور اجازت سے قبل موت سے ظاہر ہو گیا کہ یہ اس کی بیوی نہ تھی، اگر قبل از اجازت ولی اقرب وطی یا خلوت ہو جائے تو حلال نہ ہونے کے بعد زنا کی حد نہ ہوگی کیونکہ مقام شبہ ہے نیز لڑکا نابالغ ہے، تاہم عقر یعنی جوڑا خرچہ واجب ہو جائے گا بشرطیکہ لڑکی کی خواہش پر یہ عمل نہ ہوا ہو، ورنہ عقر واجب نہ ہوگا کیونکہ اس میں فائدہ نہیں ہے۔

¹ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۵/۲

² ردالمحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۱/۲

تعالیٰ اعلم۔	اس لئے کہ اگر واجب قرار دیا جائے تو لڑکے کا ولی لڑکی سے تعرض کرے گا۔ کیونکہ جو واقعہ ہوا ہے وہ لڑکی کی مرضی اور کہنے سے ہوا اس لئے کہ لڑکی بالغ ہے جس کی خواہش پر یہ کچھ ہوا ہے جیسا کہ ردالمحتار میں شربنلالی سے اور اس نے فسخ سے نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۹: از کلکتہ دھرم تلاءسٹریٹ نمبر ۱۰۲ امرسلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح بسبب نہ رہنے باپ دادا کے اس کے ماموں نے اپنی ولایت سے کر دیا تھا اب بحالت بلوغ لڑکی نے اس نکاح کو منظور نہ کیا اور بعین حالت بلوغ دو چار آدمیوں کو بلا کر اظہار کیا کہ میں اس وقت بالغ ہوئی اپنے ولی کے نکاح کو نا منظور کر کے فسخ کیا آپ لوگ اس امر کے شاہد رہیں۔ اور اس فسخ کی خبر اس کے ناک کو ہوئی اور دین مہر بھی معاف کر دیتی ہے، تاہم صفائی نہیں کرتا، قریب سال کے گزر اور دربارہ مسئلہ فسخ در مختار وغیرہ میں ہے کہ فسخ کی خبر قاضی کو کرے۔ قاضی تفریق کر دے، اور اس سلطنت انگریزی میں قضایا نہیں حکم قضایا حکام ہائی کورٹ کے متعلق ہے اور ہائیکورٹ میں خبر کے واسطے وکیل اور بیرسٹر مبلغ ایک ہزار طلب کرتے ہیں اور لڑکی مذکورہ نان و نفقہ کو محتاج اور عالم شباب رکھتی ہے، خوف شیطانی غالب رہے، پس ایسی صورت میں کیا کرے؟ بیان فرمائیے۔ بینواتو جروا

الجواب:

فی الواقع اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے کما فی الدرالمختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) اور حاضری شوہر وقت تفریق بھی ضرور۔

فی ردالمحتار الزوج لو كان غائباً لم يفرق بينهما ما لم يحضر للزوم القضاء على الغائب نهر، قلت وبه صرح الاستروشنی فی جامعہ ^۱ ۔	ردالمختار میں ہے جب تک خاوند حاضر نہ ہو قاضی تفریق نہ کرے، ورنہ اس کی غیر موجودگی میں تفریق، قضاء علی الغیب ہوگی، نہر، میں کہتا ہوں استروشنی نے اپنی جامع میں یہی تصریح کی ہے۔ (ت)

اور ہائی کورٹ وغیرہ انگریزی کچہریاں دارالقضاء شرعی نہیں۔ نہ وہ حکام حکام وقضاۃ شرع، تو ایسے مسائل میں ان کی طرف رجوع اگر آسان بھی ہو تو اصلاً مفید نہیں کہ ان کے فسخ کئے یہ نکاح فسخ نہ ہو گا اور عورت بدستور زوجہ شوہر رہے گی بلکہ وہاں جو عالم فقیہ سنی تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اس قسم کے خاص دینی کاموں میں اس کی طرف رجوع لازم ہے، اور اگر وہاں یہ بھی نہ ہو تو چارہ کار یہ ہے کہ زن و شوہر

^۱ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۷/۲

اس معاملہ کو پنچایت پر رکھیں، مسلمان بیچ بعد ثبوت بمواجمہ شوہر تفریق کر دے نکاح فسخ ہو جائے گا۔

فان الحكم كالتقاضي في كل ما ليس بحد ولا قود ولادية على عاقلة كما نصوا عليه۔	حکم یعنی ثالث، قصاص، حد اور عاقلہ پر دیت کے سوا باقی امور میں قاضی کی طرح ہے، جیسا کہ فقہاء نے اس پر نص کی ہے۔ (ت)

اور اگر شوہر پنچایت پر راضی نہ ہو تو عورت کسی اسلامی ریاست کے شہر میں جائے جس طرح یہاں ریاست رام پور وغیرہ اور وہاں قاضی شرع کے حضور (جس کی قضا کو نواب والی ملک مسلمان نے نہ اس شہر والوں سے خاص کر دیا ہو نہ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر حکم کے لئے مقید کیا ہو) استغاثہ کرے وہ بلحاظ قواعد شرعیہ تفریق کر سکتا ہے، اور اگر شوہر بھی وہاں جانے پر راضی ہو یا قاضی کی طلبی پر اسے جانا ضرور ہو جب تو امر آسان ہے، اب اس قاضی میں صرف اتنی شرط ہوگی کہ والی نے صرف اہل شہر کے ساتھ اسی کی قضاء کو خاص کر دیا ہو جیسا کہ اکثر یہی ہے کہ تخصیص نہیں کرتے۔

وذلك لما عرف ان القضاء يتخصص بكل ما خص به المقلد كما في الاشباة والدرو غيرهما واذالم يخص باهل البلد لم يشترط ان يكون المتدا عيان من اهل البلد كما في رد المحتار وغيره۔ والله تعالى اعلم۔	یہ اس لئے کہ قضاء کا دائرہ قاضی کو مقرر کرنے والے کی تخصیص سے خاص ہوتا ہے جیسا کہ اشباہ، در مختار وغیرہ کتب میں مذکور ہے، اور جب قاضی کا دائرہ کسی خاص علاقہ سے مخصوص نہ ہو تو دعویٰ کے فریقین کا اہل بلد سے ہونا شرط نہیں ہے، جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۳۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ کے باہم شادی بولایت پدران عالم نابالغی زوجین میں ہوئی، بعد ایک عرصہ کے زید نابینا ہو گیا اور ہنوز وہ دونوں نابالغ ہیں اور پدر ہندہ نے وفات پائی اب مادر و عم ہندہ اسے رخصت کرنا نہیں چاہتے اور کہتے ہیں ہم اپنی بیٹی زید کو نہیں دیں گے اس صورت میں ماں کے انکار سے اس نکاح میں خلل آیا یا نہیں؟ اور ماں اور چچا کو فسخ کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مسئلہ میں نکاح مذکور بحالہ باقی ہے اور ام و عم ہندہ بلکہ کسی کے انکار سے اس میں خلل نہیں

^۱ بحر الرائق کتاب القضاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۵۷/۲

آتا، نہ انھیں اختیار فسخ حاصل، یہاں تک کہ اگر خود ہندہ بعد بلوغ فسخ نکاح چاہے تاہم منسوخ نہ ہوگا۔

فی تنویر الابصار لزوم النکاح ولو بغبن فاحش ان کان الولی اباً أو جداً^۱ الخ فی فتاویٰ قاضی خاں اذا بلغ الصغیر او الصغیرۃ قد زوجهما الاب والجد لاخیار لهما^۲ انتھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	تنویر الابصار میں ہے کہ ولی باپ یا دادا ہو تو بہت کم مہر سے بھی نکاح لازم ہوتا ہے الخ۔ اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ لڑکا یا لڑکی کو بالغ ہونے پر اختیار نہ ہوگا انتھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۳۱: ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر مر گیا اور دو لڑکی ایک کی عمر تین برس کی اور ایک کی چھ برس کی، چھ برس کی عمر کی لڑکی کو اس کی پھوپھی چور سے لے گئی اپنے گھر کو، جب ہندہ کو معلوم ہوا تو وہ اس فکر میں رہی کہ جب موقع پاوے اپنی لڑکی کو لے آئے، اور اپنے عزیزوں سے بھی کہہ رکھا کہ جب موقع ملے تو میری لڑکی میرے پاس لے آؤ، حسب اتفاق وہ لڑکی ہندہ کی کسی دکان پر گوشت لے رہی تھی اور ہندہ کا بھانجا اس طرف سے آ رہا تھا اسے گودی میں اٹھالایا اور ہندہ کو دے دیا، جب وہ لڑکی ہندہ کے پاس آگئی تو چھ سات روز بعد اس کی پھوپھی آئی اور ہندہ سے کہا میں نے اس کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کر دیا ہے اب اس کو بھیج دو، ہندہ نے کہا میں ماں تھی میری بلا جازت تم نے کیوں نکاح کیا میں اس لڑکی کو نہیں دوں گی اور اس کے نکاح کا مجھے اختیار ہے، اور وہ لڑکی ایک برس اپنی پھوپھی کے رہی اور چھ برس کی عمر میں گئی تھی اور اس کو ماں کے پاس آئے ہوئے چار پانچ برس کا عرصہ ہوا اس حساب سے اب گیارہ بارہ برس کی عمر ہے تو اس صورت میں وہ نکاح فاسد رہا یا قائم رہا؟ اور ہندہ اس کا اور جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے، آیا بموجب شرع شریف کے کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر ان لڑکیوں کا کوئی جوان بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا بیٹا، پوتا غرض دادا پر دادا کی اولاد سے کوئی عاقل بالغ مرد نہ تھا تو ان کے نکاح کی ولایت ان کی ماں ہی کو تھی پھوپھی کو ماں کے ہوتے کچھ اختیار نہ تھا جو نکاح پھوپھی نے بے اجازت ماں کے کیا جبکہ ماں نے اسے رد کر دیا کہ تم نے کیوں کیا میں اس کو نہ دوں گی

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۲۱

^۲ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الاولیاء منشی نوکسور لکھنؤ ۱۶۴

اس کا مجھے اختیار ہے وہ نکاح باطل ہو گیا اب ہندہ کو اختیار ہے جہاں مناسب دیکھے لڑکی کا نکاح کر دے۔

در مختار میں ہے اگر کوئی عصبہ نہ ہو تو پھر ولایت ماں کو ہے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب (ت)	فی الدر المختار ان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام ¹۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ ۳۳۲: از شہر اعظم گڑھ مرسلہ عنایت اللہ خاں صاحب ۱۲ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ مسماۃ محمودہ کا نکاح حامد ایک شخص ہم کفو کے ساتھ مندرجہ ذیل صورت میں ہوا ہے صرف پدر محمودہ کو یہ نکاح حامد کے ساتھ کرنا منظور نہیں تھا مگر مادر محمودہ و نیز تمام خاندان کو بہر صورت منظور تھا اس لئے یہ نکاح بہ تحریک مادر محمودہ و دیگر بزرگان خاندان بغیبت پدر محمودہ کے جبکہ وہ اپنے علاقہ پر بہ فاصلہ بارہ تیرہ کو س کے تھا باعلان عام منعقد کیا گیا، چونکہ محمودہ عاقلہ بالغہ تھی اس لئے ایک روز قبل از انعقاد نکاح اس کی ہم عمر ایک کتھڑ لڑکی واسطے استنراج محمودہ کے بھیجی گئی، اس سے محمودہ نے کہا کہ یہ نکاح مجھ کو بدل منظور ہے، یہ بھی کہا کہ اس میں یہ خوبی ہے کہ میں تم اور نیز تمام اعزہ سے جدا نہ ہوں گی اور ایک ہی جگہ رہوں گی، دوسرے روز بروز جمعہ اس کا عقد قرار پایا، ایک وکیل اور دو گواہ جس کمرہ میں محمودہ تھی واسطے دریافت رضامندی کے گئے و حسب رواج اس ملک کے سوال جواب کر کے واسطے پڑھانے نکاح کے باغ حامد میں جہاں نکاح پڑھانے والا اعزہ اور نیز شہر کے معزز و ممتاز لوگ موجود تھے واپس آئے، واپس آنے پر معلوم ہوا کہ وکیل و گواہان نے محض مادر محمودہ سے رضامندی حاصل کی ہے، اس پر حاضران کی یہ رائے ہوئی کہ مسماۃ محمودہ عاقلہ بالغہ ہے اس سے پوچھنا ضروری امر ہے لہذا پھر وکیل و گواہان گھر میں جائیں اور خاص محمودہ سے دریافت کریں، چنانچہ وکیل و گواہان و نیز چند اعزہ محمودہ کے گھر میں گئے، معلوم ہوا کہ مسماۃ محمودہ نماز صلوٰۃ التسلیم پڑھ رہی ہے، وکیل نے یہ کہا کہ محمودہ جب نماز سے فارغ ہو لے تو دریافت کیا جائے، تھوڑی دیر کے بعد محمودہ نماز پڑھ چکی، ایک گواہ نے محمودہ کو بایاں سلام اور ایک عزیز نے دونوں سلام پھیرتے دیکھا اور اس جگہ قریب محمودہ کے مادر محمودہ و بہن حامد بیٹھی ہوئی تھیں، بعد فراغت نماز حسب احکام شریعہ ایجاب و قبول کے الفاظ محمودہ سے بغرض حصول رضامندی کہے گئے تو مادر محمودہ نے حسب رواج اس ملک کے و موافق رسم شرفائے اس دیار کے کہا کہ ہاں منظور ہے اور محمودہ ساکت رہی، مگر وکیل نے کہا کہ محمودہ خود عاقلہ بالغہ ہے اس کو اپنی زبان سے ایجاب و قبول کے الفاظ کا اعادہ کرنا چاہئے، اس بات پر محمودہ نے و نیز اور لوگوں نے کہا کہ ہندوستان میں شریفوں کی کوئی لڑکی

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۳۱ھ

کنواری آج تک کبھی بولی ہے کہ یہ بولے گی بلکہ بالعموم سکوت علامت رضامندی ہوتی ہے مگر بالینمہ وکیل نے بمقابلہ گواہان کے محمودہ کا نام لے کر کلمات ایجاب و قبول کو پوچھا کہ محمودہ تم کو منظور ہے؟۔ محمودہ اس وقت محض ساکت رہی اور کچھ سرنگوں ہو گئی، اس طور پر دوبارہ باصرار دریافت کیا گیا تو اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اور زیادہ جھکی، تیسری دفعہ وکیل نے اسی طرح تقریر کی، محمودہ کی حالت وہی حالت سکوت و خاموشی کی رہی، بعد اس کے وکیل گواہان باغ حامد میں آئے اور حسب اصول شرعیہ و دستور مروجہ نکاح محمودہ کا حامد کے ساتھ جماعت کثیرہ کے روبرو ہو گیا اور نکاح مکان محمودہ میں حسب دستور سب اعزہ آئے و باہم مبارک و سلامت ہوئی اور رسوم شربت نوشی کی عمل میں آئی جس پر مادر و بہن و نانی محمودہ نے شادمانی کا اظہار کیا اور یہ واقعہ قبل از نماز جمعہ کے تھا اور شب میں آٹھ بجے والد محمودہ کا علاقہ سے مکان پر آ گیا اور اس نے ایک شور و غل برپا کیا صبح کو تمام اعزہ کو بلا کر یہ کہا کہ یہ نکاح درست نہیں ہوا، اور کہنے لگا کہ مادر محمودہ یہ کہتی ہے کہ محمودہ کو یہ نکاح منظور نہ تھا اور وقت اعادہ الفاظ نکاح بغرض حصول رضامندی کے محمودہ نماز میں تھی اور جب وہ سجدہ سہو میں جانے لگی تو حامد نے اس کا سر پکڑ لیا، آپ لوگ چلیں اور گھر میں دریافت کر لیں، اعزہ گھر میں آئے، ان کے روبرو پدر محمودہ نے مادر محمودہ سے یہ پوچھا کہ آیا محمودہ کو یہ عقد منظور تھا یا نہیں۔ وہ نماز میں تھی یا نہیں۔ بجواب اس کے مادر محمودہ نے یہ کہا کہ مجھ کو منظور ہے اور سجدہ سہو کی بابت مادر محمودہ نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتی اگرچہ مکرر کر والد محمودہ مادر محمودہ سے دیر تک سجدہ سہو کی نسبت پوچھتا رہا مگر وہ انکار کرتی رہی اگرچہ بیان والد محمودہ کا بالکل خلاف واقعہ کے تھا اور صریح بے اصل تھا، دو پہر تک والد محمودہ اس امر پر غلو کرتا رہا کہ بوجہ مشغولی نماز کے یہ نکاح نہیں ہوا، جب یہ امر بے اصل کسی طرح سے ثابت نہ ہوا کہ وقت نکاح کے محمودہ نماز میں تھی تو اس نے بعد دو پہر کے اعزہ کو جمع کر کے یہ خواہش ظاہر کی کہ علیحدہ ہو جائے، جس علیحدگی کا مطلب یہ تھا کہ طلاق ہو جائے، حامد اور اعزہ حامد نے اس علیحدگی کو منظور نہیں کیا اگرچہ عرصہ تک والد محمودہ کا اس پر اصرار تھا، محمودہ خواندہ ہے اس عرصہ میں محمودہ نے ایک رقعہ دستخطی اپنے والد کو لکھا کہ مجھے آپ کی خوشی منظور ہے مجھے سوائے نماز و روزہ کے اور کوئی چیز نہیں چاہئے مگر لفظ طلاق کا ہر گز درمیان میں نہ آنے پائے، اور انہی الفاظ کا اعادہ محمودہ نے اپنی چند ہم عمروں سے بھی کیا، صورت استئراج ماقبل نکاح و سکوت بوقت نکاح و تحریر رقعہ بعد نکاح و اظہار خیال از ہم عمران سے منظوری و رضامندی محمودہ کی اس نکاح کی نسبت بخوبی ثابت ہے اور اس وقت تک یہ نکاح محمودہ کو منظور ہے، چونکہ یہ نکاح باپ محمودہ کی غیبت میں برضامندی محمودہ و مادر محمودہ و نیز تمام خاندان فریقین ہوا ہے تو ایسی صورت میں یہ نکاح از روئے فقہ جائز ہوا یا نہیں؟ بینوا بالکتاب توجروا بالشواہب۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اگر حامد محمودہ کا کفو شرعی ہے یعنی اس کے نسب و مذہب و روش و پیشہ وغیرہ میں کوئی بات ایسی نہیں کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے محمودہ کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو نکاح مذکورہ منعقد ہو جانے میں اصلاً شبہ نہیں اگرچہ وقت طلب اجازت نماز ہی پڑھتی ہو بلکہ اگرچہ اس سے اصلاً اجازت نہ لی گئی ہو، والد محمودہ کا ادعا کہ نکاح نہ ہوا محض باطل و بے معنی ہے عقد بے اجازت غایت یہ کہ عقد فضولی ہو، پھر عقد فضولی صحیح و منعقد ہوتا اور اجازت صاحب اجازت پر اس کا نفاذ موقوف رہتا ہے نہ کہ اصلاً باطل ٹھہرے۔

در مختار میں ہے فضولی وہ ہوتا ہے جو شرعی اجازت کے بغیر، غیر کے حق میں خود بخود تصرف کرے، فضولی کا کوئی تصرف خواہ مالک بنانے کے لئے ہو جیسا کہ بیع و نکاح یا ملکیت کو ساقط کرنے کے لئے ہو، جیسا کہ طلاق و عتاق، تو اس کے تصرف کے وقت اگر کوئی اس کو جائز کرنے والا ہو تو فضولی کا یہ تصرف موقوف ہوگا۔ (ت)	فی الدرالمختار الفضولی من يتصرف في حق غيره بغير اذن شرعي كل تصرف صدر منه تمليك كان كبيع وتزويج او اسقاطا كطلاق وعتاق وله من يقدر على اجازته حال وقوعه انعقد موقفاً¹۔

نظر بقائع مذکور سوال عقد محمودہ ایسا ہی واقع ہوا، نکاح سے ایک دن پہلے ہم عمر لڑکی سے جو گفتگو آئی اور محمودہ نے پسند ظاہر کی وہ صرف رائے تھی نہ کسی شخص کو نکاح کرنے کی توکیل وقت تزویج اذن لینے پر جو سکوت محمودہ نے کیا وہ بھی توکیل کے لئے ناکافی تھا کہ ولی اقرب یعنی پدر چند ہی کوس پر تھا اور اذن لینے والا جب نہ خود ولی اقرب نہ اس کا وکیل نہ اس کا رسول، تو دو شیزہ کا سکوت بھی معتبر نہیں اذن صاف درکار ہے۔

تنویر الابصار، در مختار، ردالمحتار میں ہے اگر لڑکی سے نکاح کی اجازت چاہنے والا، ولی اقرب کا غیر مثلاً اجبئی یعنی غیر ولی ہو یا ولی البعد ہو مثلاً والد کی موجودگی میں بھائی، جبکہ والد لمبے سفر پر نہ ہو (جیسا کہ خانہ میں ہے) تو لڑکی کی اجازت کے لئے اس کا سکوت معتبر نہ ہوگا بلکہ اس موقع پر اس کا بولنا ثبہ عورت کی طرح ضروری ہے یا کوئی ایسا فعل ضروری ہے جو بولنے کے قائم مقام	فی تنویر الابصار والدرالمختار و ردالمحتار ان استاذنها غیر الاقرب کاجنبی (المراد به من ليس له ولاية لكن رسول الولی قائم مقامه فيكون سكوتها رضاعند استيذانه كما في الفتح والوكيل كذلك كما في البحر عن القنية) او ولی بعید (کالاخ مع الاب اذ الم یکن الاب غائباً

¹ در مختار فصل فی الفضولی مجتبائی دہلی ۳/۳۱

غیبة منقطعة كما في الخانية) فلا عبرة لسكوتهما بل لا بد من القول كالثيب البالغة او ما هو في معناه من فعل يدل على الرضا¹۔	رضا پر دلالت کر سکے، لیکن ولی اقرب کا قاصد یا وکیل ہو تو وہ ولی کے قائم مقام ہوتا ہے لہذا ان کے اجازت طلب کرنے پر لڑکی کی خاموشی کو رضا قرار دیا جائے گا۔ جیسا کہ فتح میں ہے، اور وکیل کے بارے بحر میں قننہ سے منقول ہے۔ (ت)

معذر اسم اکثر دیار ہندیہ یوں ہے کہ وکالت و اذن زید کے نام لیتے ہیں اور پڑھانے والا عمرو ہوتا ہے یوں باوصف اذن صریح بھی عقد عقد فضولی رہتا ہے کہ جسے اذن تھا اس نے نہ پڑھایا،

في رد المحتار عن الرحمتي عن الحموي عن كلام محمد في الاصل ان مباشرة وكيل الوكيل بحضرة الوكيل في النكاح لا تكون كمباشرة الوكيل بنفسه بخلافه في البيع² اه وفي وكالة غمز العيون عن الولوالجية هو الصحيح³۔	رد المحتار نے رحمتی اور انھوں نے حموی کے واسطے سے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مبسوط میں بیان کردہ کلام نقل کیا ہے کہ وکیل کا وکیل، نکاح کے معاملہ میں اصل وکیل کی موجودگی میں، وکیل والا حکم نہیں پاتا، بیج کا معاملہ اس کے خلاف ہے اھ، اور غمز العیون کے باب وکالت میں ولوالجیہ سے ہے کہ یہی صحیح ہے۔ (ت)

بہر حال یہ نکاح نکاح فضولی ہوا اور اجازت محمودہ پر موقوف رہا، اب بعد نکاح محمودہ کا واقعہ اگرچہ بنظر بعض تدقیقات علمیہ کہ عوام خصوصاً عورات کی بات ان پر محمول ہونی مستبعد و نامقبول مدارک فقہ ہے رد واجازت کا قطعی فیصلہ نہ کرے تاہم شک نہیں کہ اس سے ظاہر و متبادر یہی ہے کہ محمودہ نے اس نکاح کو جائز رکھا اگرچہ رضائے پدر کے لئے شوہر سے علیحدہ اور عمر بھر نماز روزے پر قانع رہنا قبول کرتی ہے مگر طلاق پر ہرگز راضی نہیں اور طلاق بائکہ مزیل نکاح ہے خود ہی سبقت نکاح چاہتی ہے نہ کہ اس کی ناپسندی کہ بقائے نکاح کی رضامندی ہے اور اسی قدر نفاذ نکاح موقوف کے لئے کافی ہے:

لما مر من الدر المختار من قوله او ما هو في معناه من فعل يدل على الرضا⁴۔	در مختار میں اس کے قول "اور جو فعل رضا پر دلالت کرنے میں کلام جیسا ہو" کی وجہ سے (ت)

¹ رد المحتار حاشیہ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۱/۲

² رد المحتار حاشیہ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۰/۲

³ الاشباہ والنظائر مع غمز العیون کتاب الوكالة ادارة القرآن کراچی ۱۱/۲

⁴ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

پس صورت مستفسرہ میں بشرط کفائت مذکورہ نکاح محمودہ جائز و تام و نافذ و لازم ہے جس پر پدر و غیرہ کسی کو حق اعتراض نہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

۲۰ صفر ۱۳۱۴ھ

از بھوند پوری ضلع تراپس نینی تال

مسئلہ ۳۳۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نابالغہ کا نکاح خالد نابالغ سے ہوا، ہندہ اس وقت نو برس کی تھی، ہندہ کا باپ، بھائی، چچا وغیرہ کوئی ولی سواماں کے نہیں۔ یہ نکاح ماں کی رضامندی سے ہوا، مگر اذن ہندہ نابالغہ سے لیا اور خالد کا نکاح اس کے باپ نے کیا مگر قبول خود خالد سے کرایا گیا، بعد نکاح ہندہ نے خالد کے یہاں جاننا نہ چاہا، اس بنا پر اس کے ماموں نے روک رکھا مگر پیشکار کی تنبیہ سے جو یہاں دیہات میں مثل حاکم سمجھا جاتا ہے، ہندہ پندرہ سال یا اس سے کم کی عمر میں رخصت ہو کر خالد کے یہاں گئی اور چار برس وہیں رہی، وقت نکاح ہندہ و خالد دونوں نابالغ سمجھ وال تھے نہ تو بالغ تھے نہ ناسمجھ بچے، ہندہ پندرہ برس کی عمر میں بالغ ہوئی، اب پھر اس نے اپنی ناراضی ظاہر کی اور دوسری جگہ اپنا نکاح کیا چاہتی ہے اس صورت میں یہ اختیار اسے ہے یا نہیں؟ ہندہ کا بیان ہے کہ آج تک ہمبستری نہ ہوئی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہاں کے لوگ بوجہ نقصان آب و ہوا کے ضعیف و کمزور بہت ہوتے ہیں، بینوا تو جروا

الجواب:

سائل مظہر کہ خالد ہندہ کا نسب و مذہب و غیر ہما میں ہر طرف کفو ہے اور مہر اس کے یہاں رواج سے زیادہ باندھا گیا لہذا نکاح صحیح ہو گیا، ہاں اس وجہ سے کہ ہندہ کا نکاح کرنے والا اس کا باپ دادا نہیں۔ ہندہ کو بالغ ہوتے ہی فوراً فوراً اختیار فسخ تھا، اگر اس نے حیض آتے ہی معانا راضی اور فسخ کی طلب گاری ظاہر کی تو نکاح فسخ کیا جائے گا۔ اور اگر ذرا بھی دیر کردی تو اب نکاح لازم ہو گیا کہ ہر گز فسخ نہیں ہو سکتا۔

در مختار میں ہے جب نکاح کر کے دینے والا باپ دادا کا غیر ہو تو اگرچہ وہ ماں ہی کیوں نہ ہو، غیر کفو اور انتہائی قلیل مہر سے اصلاً نکاح نہ ہوگا۔ اور اگر کفو اور مہر مثل ہے تو صحیح ہوگا لیکن لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے پر فسخ کا اختیار ہوگا، اور باکرہ بالغہ کی خاموشی اس فسخ کے اختیار کو ختم کر دے گی اھ ملتقطاً (ت)

فی الدر المختار ان كان المزوج غير الاب وابيه ولو الام لا يصح النكاح من غير كفو او بغبن فاحش اصلاً وان من كفو وبهر المثل صح ولهما خيار الفسخ بالبلوغ وبطل خيار البكر بالسكوت^۱ اھ ملتقطاً۔

اسے بہت کامل تحقیق کرنی ضرور ہے کہ معا حیض آتے ہی عورت کا مطالبہ فسخ کرنا بہت نادر ہے خصوصاً

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۱۴-۱۹۲

جبکہ جاہلہ ہو، اور تقریر سوال سے ظاہر اس کا خلاف ہے اور پیش از بلوغ اظہار ناراضی کوئی چیز نہیں، عورت اگر اس میں فریب کرے گی اور بعد بلوغ ایک ذرا دیر بھی خاموش رہی یا کوئی اور بات کی تھی اور اب ظاہر کرے گی کہ میں نے فوراً فوراً بالغ ہوتے ہی بلا تاخیر سب میں پہلے یہی لفظ کہا تھا اور اس بنا پر فسخ کا حکم لے کر دوسرے سے نکاح کر لے گی تو ہمیشہ ہمیشہ زنا کاری کی بلا میں گرفتار رہے گی، اتنا اور بھی معلوم رہے کہ مدت کے بعد اس کا یہ دعویٰ کہ میں نے حیض کے آتے ہی فوراً نکاح فسخ کر دیا تھا بے گواہان عادل شرعی کے ہر گز قبول نہ ہوگا کما بینہ فی رد المحتار (جیسا کہ اس کو رد المحتار میں بیان کیا ہے۔ ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۴: از اعظم گڑھ مرسلہ خواجہ عنایت اللہ خاں صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے جو اہل کفو ہندہ سے تھا ہندہ بالغہ باکرہ کا نکاح بغیبت اس کے باپ کے جو صرف بارہ کوس کے فاصلہ پر اپنے علاقے پر تھا برضامندی مادر و نانی و بہ سکوت و گریہ ہندہ اپنے ساتھ بوکالت و شہادت تین اقربا خاص ہونا ظاہر کیا، زید اب کہتا ہے کہ ہندہ نے خود اپنی زبان سے صراحت کے ساتھ میرے نکاح کو قبول کیا تھا۔ وکیل گواہان زید حسب بیان زید شہادت دیں، ہندہ کہتی ہے میں نے ہر گز ہر گز نہ زبان سے اقرار و نہ کسی طرح منظوری اپنی ظاہر کی تھی و بلا رضامندی اپنے باپ کے مجھ کو یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے، باپ ہندہ کا نہ پہلے راضی تھا نہ اب راضی ہے، پس ایسا نکاح و شخص عند اللہ و الرسول کیسا اور ہوا یا نہیں؟ اور سوال یہ ہے کہ زید و گواہان زید و وکیل کو ترجیح ہے یا کیا صورت، کس کے مقابلہ میں کس کو ترجیح؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ نکاح مذکورہ بالا حسب اظہار ہندہ اگر بحالت سکوت و گریہ ہندہ بغیبت اس کے باپ کے حسب کیفیت نارضامندی و فاصلہ مرقومہ اس کے ہوا ہو تو ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

تقریر سوال سے واضح ہے کہ یہ نکاح بغیبت پدر ہندہ بوجہ ناراضی پدر ہندہ عمل میں آیا ایسی حالت میں ۱۲ کوس کا فاصلہ کسی قول پر غیبت منقطعہ نہیں ہو سکتا، مسافت قصر نہ ہونا ظاہر، اور یہاں ولی ابعدا کی تعجیل (بحالیکہ ماں یہاں ولی ابعدا ہو بھی) اس وجہ سے نہیں کہ ولی اقرب سے مشورہ لینے میں دیر لگے گی اور اتنی دیر میں کفو حاضر ہاتھ سے نکل جائے گا بلکہ اس لئے کہ ولی اقرب کی رائے اپنے ارادہ کے خلاف معلوم ہے اور اس کے خلاف کام کرنا منظور تو ہر گز یہ صورت ناقابل ولایت بولی ابعدا نہیں والا تکن فتنۃ فی الارض و فساد عریض (ورنہ زمین پر فتنہ اور وسیع فساد برپا ہوگا۔ ت) ایسا ہو تو شرع مطہر نے جس حکمت سے ترتیب رکھی ہے راساً باطل ہو جائے، ہر ولی ابعدا سے ابعدا ہر زن بے عقل و بے خرد کو اختیار حاصل ہو کہ پدر مہربان یا برادر شفیق ولی قریب کو وہ کوس بلکہ گھر سے باہر مسجد یا بازار ہی تک جائے اور وہ اس کے خلاف رائے جس سے چاہے نکاح کر دے، یہ مقاصد شرع

سے منزلوں دور ہے بالجملہ قول آخر میں انتقال ولایت ہے کہ انتظار کی دیر باعث کفو ہو، نہ یہ کہ بوجہ علم ناراضی، قصداً انتظار نہ کیا جائے۔

ردالمحتار میں ہے کہ غیبة منقطعہ کی حد کے متعلق اختلاف ہے تو مصنف نے کنز کی اتباع میں فرمایا وہ مسافت قصر کا سفر ہے اور اس کو ہدایہ نے بعض متاخرین اور زیلعی نے اکثر متاخرین کی طرف منسوب کیا ہے اور زیلعی نے فرمایا اسی پر فتویٰ ہے اھ، اور ذخیرہ میں کہا ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اتنا دور ہو کہ اگر اس کی واپسی کا انتظار یا اس سے مشورہ حاصل کرنے سے موجودہ رشتہ کفو فوت ہو جائے تو یہ "غیبت منقطعہ" ہوگی اور کتاب میں اس کی طرف اشارہ ہے اھ، اور نہایہ میں ہے کہ اکثر مشائخ نے اس کو پسند کیا ہے، اور منیہ کی شرح میں حقائق سے منقول ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اھ مختصراً اور درمختار میں اس اختلاف کا ثمرہ بیان کیا کہ شہر میں ہی کوئی ولی چھپا ہوا ہو تو کیا وہ غیبت منقطعہ ہوگی یا نہیں۔ (ت)	فی ردالمحتار اختلف فی حد الغیبة واختار المصنف تبعاً للکنز انها مسافة القصر، ونسبه فی الهدایة لبعض المتأخرین والزیلعی لا کثر هم قال وعلیه الفتوی اھ وقال فی الذخیرة الاصح انه اذا کان فی موضع لو انتظر حضوره واستطلاع رایہ فات الکفو الذی حضر فالغیبة منقطعة والیہ اشار فی الکتب اھ وفی النہایة واختارہ اکثر المشائخ وفی شرح الملتقی عن الحقائق علیہ الفتوی ¹ اھ مختصراً۔ فی الدر المختار وثمرة الخلاف فیمن اختفی فی المدینة هل تكون غیبة منقطعة ²۔

اور ولی بعد بحالت عدم انتقال ولایت یا کوئی اجنبی کہ ولی اقرب کا وکیل و رسول نہ ہو جب بکر بالغ سے اذن نکاح مانگے تو اس کا سکوت معتبر نہیں بلکہ قولاً یا فعلاً صاف اظہار رضا ضرور ہے، بحال سکوت نکاح فضولی ہوگا، اور اجازت عروس پر موقوف رہے گا۔ اسی طرح اگر غیر ولی اقرب نے بلا اذن بکر بالغ نکاح کر دیا پھر اسے خبر ہوئی تو اجازت صریحہ سے نافذ ہوگا، سکوت کافی نہیں۔

درمختار میں ہے کہ اگر بالغ سے ولی نے اجازت طلب کی یا ولی کے قاصد یا وکیل نے اجازت طلب کی یا ولی نے اس کا نکاح کر دیا اور قاصد نے	فی الدر المختار ان استاذنہا ولی او وکیلہ اور سولہ او زوجها ولیہا واخبرها رسولہ او

¹ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۵/۲

² درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴/۱

فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة او ضحكت غیر مستهزیه او تبسمت او بکت بلا صوت فهو اذن فان استأذنها غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرة بسکوتها بل لا بد لها من القول کالثیب البالغة اور من فعل یدل علی الرضا کطلب مهرها ونفقتها وتمکینها من الوطی¹ اه مختصرا۔ وفي الهندية عن جامع المضمرات ان کان لها ولی اقرب من المزوج لایکون السکوت منها رضا ولها الخيار ان شاءت رضیت وان شاءت ردت²۔	یا اجنبی عادل شخص نے اس بالغہ کو نکاح کی اطلاع دی تو وہ خاموش رہی اور نکاح کو رد نہ کیا۔ یا سنجیدگی سے ہنس پڑی یا آواز کے بغیر روپڑی تو اجازت قرار پائے گی۔ اور اگر کسی غیر اقرب مثلاً اجنبی یا ولی بعید کے اجازت طلب کرنے پر بالغہ نے خاموشی اختیار کی تو وہ رضا معتبر نہ ہوگی، بلکہ ثیبہ بالغہ کی طرح صریح قول یا فعل کرے جو اس کی اجازت واضح کر سکے، مثلاً اس موقع پر مہر دے اہ مختصراً، اور ہندیہ میں جامع المضمرات سے منقول ہے کہ اگر نکاح دینے والے کی نسبت کوئی اقرب دوسرا ہے تو یہ اس کا سکوت رضائے قرار پائے گا اور اس کو اختیار ہوگا کہ نکاح کو رد کر دے یا راضی ہو کر جائز قرار دے۔ (ت)

پس صورت مستفسرہ میں کہ زید نے اولاً اجازت نکاح بسکوت و گریہ ہندہ ظاہر کی اور بعد کو اجازت بلفظ صریح مدعی ہوا، اگر یہ دونوں بیان وقت واحد کی نسبت ہیں مثلاً پہلے کہتا تھا کہ ہندہ سے جب اذن لیا گیا تو اس نے سکوت و گریہ کیا اب کہتا ہے صریح اذن دیا تو اگرچہ پھر یہاں بیان سابق کے خلاف اور صاف صورت تناقض ہے،

لانه اقرار ولا بعد م ثبوت الملك له عليها اذلا ملك حيث لانفاذ ولذا لا يحل الوطء في الموقوف۔	کیونکہ پہلے لڑکی پر اپنے حق نہ ہونے کا اقرار کر چکا ہے اور جب ملکیت نہ ہوئی تو نکاح کا نفاذ نہ ہوا، تو نکاح موقوف رہا جس میں وطی حلال نہیں ہوتی۔ (ت)

مگر یہ تناقض محمل خفا میں ہے کہ زوج وقت استیذان دلہن کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا اور یہ فعل خاص دلہن کا ہے جس پر زوج کو اطلاع بذریعہ حکایت ہی ہوتی ہے ممکن کہ پہلے کسی نے غلط طور پر صرف سکوت و گریہ بیان کیا اور اس نے اس کے اعتبار پر یہی ظاہر کیا بعدہ تحقیق ہوا کہ اذن بالفاظ صریح تھا بلکہ دلہنوں

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱۹۱

² فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۲۸۷

سے استیذان میں دیر لگتی ہے، ممکن ہو جس وقت ناقل اول وہاں موجود تھا سکوت و گریہ ہی کیا ہو اس کے اٹھ جانے کے بعد مثلاً "ہوں" کہا زوج کو اول حکایت اولیٰ ہی پہنچی تھی، بعد کو دوسری تحقیق ہوئی، ایسا تناقض شرعاً عفو ہے، اشباہ میں ہے:

التناقض غیر مقبول الا فیما کان محل الخفاء ¹ ۔	بیان میں تناقض مقبول نہیں ہے مگر ایسے مقام میں جہاں خفاء ہو۔ (ت)

غزالیوں میں ہے:

فی الفواکہ البدیۃ قد اغتفروا التناقض فی کثیر من المسائل التي يظهر فيها عذر منها لوقال هذه رضيعتي ثم اعترف بالخطأ يصدق وله ان يتزوجها بعد ذلك اذالم يثبت على اقرار والعذر انه مبايخفي عليه فقد يظهر بعد اقراره على خطأ الناقل ² اه مختصراً۔	نوا کہ بدریہ میں ہے کہ بہت سے ایسے مقامات میں جہاں عذر واضح ہو تو تناقض کو فقہاء نے نظر انداز کیا ہے ایسے مقامات میں سے ایک یہ ہے ایک شخص نے پہلے کہا یہ لڑکی رضاعی بیٹی ہے، پھر اس بات کے بارے میں خطا کا اعتراف کرتا تو اس اعتراف خطا کو تسلیم کر لیا جائے گا اور اس لڑکی سے اس کا نکاح جائز قرار دیا جائے گا کیونکہ رضاعت کا معاملہ اس پر مخفی ہو سکتا ہے کہ پہلے ناقل کی غلطی پر اقرار رضاعت کرنے کے بعد اس کی حقیقت معلوم ہوئی اور اپنے اقرار کو خطا پر مبنی قرار دیا یا مختصراً (ت)

تو اس صورت کا حاصل یہ قرار پایا کہ مرد نکاح نافذ کا دعویٰ کرتا ہے اور عورت انکار، اور اگر یہ بیان دو وقت مختلف کی نسبت ہیں یعنی سکوت و گریہ استیذان پیش از نکاح یا بلوغ خبر نکاح کے وقت بیان کیا تھا، اور اب مدعی ہے کہ اس کے بعد دلہن نے بلفظ صریح نکاح جائز کر دیا تو یہ رد و اجازت نکاح موقوف میں اختلاف زوجین کی صورت ہے، بہر حال صورت مسئلہ میں اگر جانب شوہر شہادت عادلہ کافیہ نہ ہو تو قول عورت کا قسم کے ساتھ معتبر ہے، اگر قسم کھالے گی نکاح باطل ٹھہرے گا اور جبکہ دعویٰ شوہر اجازت بالفاظ صریحہ ہے تو یہاں ہر صورت میں بینہ شوہر کو ترجیح ہے، اگر گواہان عادل شرعی سے اپنا دعویٰ ثابت کر دے گا نکاح ثابت و نافذ قرار پائے گا۔ یونہی بحالت عدم گواہان اگر دلہن قسم کھانے سے انکار کرے گی دعویٰ شوہر ثابت ہو جائیگا

¹ الاشباہ والنظائر کتاب القضاء ادارة القرآن کراچی/۳۵۰

² غزالیوں البصائر مع الاشباہ والنظائر کتاب القضاء ادارة القرآن کراچی/۳۵۰

یہ سب حکم قضا ہے، رہا واقع کا حال، وہ رب العزت کے علم میں ہے اور دونوں اہل معاملہ اور ان کے شرکاء واقف جو جھوٹا ہوگا عند اللہ عذاب الیم شدید کا سزاوار ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ:

درمختار میں ہے: خاوند نے باکرہ بالغہ کو کہا کہ تو نکاح کی اطلاع پر خاموش رہی، لڑکی نے جواب میں کہا میں خاموش نہ رہی بلکہ میں نے نکاح رد کر دیا تھا جبکہ دونوں کے پاس گواہ نہیں، اور نہ ہی لڑکی نے ابھی تک خاوند کو اطلاع کا موقع دیا، تو اس صورت میں لڑکی کی بات قسم کے ساتھ قبول کر لی جائے گی، یہ مفتی بہ قول کے مطابق ہے، اور اگر خاوند نے گواہوں کے ذریعہ لڑکی کی خاموشی پیش کی اور لڑکی کے گواہ نہیں تو اس صورت میں سکوت پر گواہی قبول کر لی جائے گی کیونکہ سکوت وجودی امر ہے، اور اگر دونوں نے اپنے اپنے موقف پر گواہ پیش کر دئے تو لڑکی کے گواہوں کو ترجیح ہوگی، ہاں اگر خاوند نے سکوت پر گواہی کے بجائے لڑکی کی رضایا اجازت پر گواہی پیش کی تو پھر خاوند کی طرف سے شہادت کو ترجیح ہوگی۔ قلت (میں کہتا ہوں کہ) مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ نکاح ولی اقرب نے کرایا ہو، تو خاوند کا کہنا کہ "خاموش رہی" کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اجازت دی تھی، اور مصنف کا قول کہ "رضایا اجازت پر گواہ پیش کئے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خاوند صریحا اجازت کا مدعی ہو، جیسا کہ ردالمختار میں بیان کیا ہے، ہم یہاں ردالمختار کے کلام کا کچھ حصہ	فی الدر المختار قال الزوج للبكر البالغة بلغك النكاح فسكت. وقالت رددت النكاح ولا بينة لهما على ذلك ولم يكن دخل بها طوعاً في الاصح فالقول قولهما ببينتها على المفتي به وتقبل بينته على سكوتها لانه وجودى بضم الشفتين ولو برهننا فبينتها اولى الان يبرهن على رضاها او اجازتها¹۔ قلت فرض المسألة في تزويج الاقرب فقوله سكت بمعنى اجزت وقوله يبرهن على رضاها او اجازتها اى صريحاً كما بينه في رد المختار ولنذكر طرفاً من كلامه لاتضاح المقام قال رحمه الله تعالى قوله فالقول قولها لانه يدعى لزوم

¹ ردالمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲۱

ذکر کرتے ہیں تاکہ مقام واضح ہو سکے، انھوں نے کہا قولہ کہ "لڑکی کی بات کو ترجیح ہوگی" کیونکہ خاوند لڑکی پر نکاح کے لزوم اور اپنے لئے ملک بضعہ یعنی جماع کے حق کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ لڑکی دفاع کرتے ہوئے انکار کرتی ہے اور وہ منکر ہے، پھر بحر میں کہا کہ حاکم شہید نے کافی میں ذکر کیا ہے کہ اگر اختلاف یہ ہے کہ لڑکے کی نابالغی میں ہوا یا نہیں، تو جس نے نابالغی میں نکاح کا دعویٰ کیا اس کا قول معتبر ہوگا، اور نکاح ثابت نہ ہوگا اھ ___ قلت (میں کہتا ہوں کہ) ذخیرہ میں اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ بچپن میں ولی کی اجازت سے قبل نکاح معنی درست نہیں، اور اس سے قبل ذخیرہ میں ذکر ہے کہ اگر اختلاف نکاح صحیح یا فاسد ہونے میں ہو تو صحت کے مدعی کی بات معتبر ہوگی کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ نکاح صحیح ہوتا ہے، اور اختلاف اگر نکاح کے ہونے نہ ہونے میں ہو تو وجود نکاح کے انکار والے کی بات معتبر ہوگی، پھر بلاشبہ ظاہر ہے ہماری بحث اصل نکاح کے وجود میں ہے تو لڑکی کا انکار اور رد ایجاب بغیر قبول ہوگا لہذا لڑکی کی بات معتبر ہوگی قولہ "مگر یہ کہ خاوند گواہ پیش کرے" یعنی اس کی گواہی کو ترجیح ہوگی کیونکہ خاوند اور لڑکی دونوں کے گواہ اثبات میں

العقد وملك البضع والمرأة تدفعه فكانت منكراً¹۔
ثم ذكر في البحر ذكر الحاكم الشهيد في الكافي لو ادعى أحدهما أن النكاح كان في صغره فالقول قوله ولا نكاح بينهما² اه قلت عللها في الذخيرة بقوله لان النكاح في حالة الصغر قبل اجازة الولي ليس نكاحاً معنًاً وذكر قبله ان الاختلاف لو في الصحة والفساد فالقول لمدعى الصحة بشهادة الظاهر ولو في اصل وجود العقد فالقول لمنكر الوجود³۔ ثم ان الظاهر ان مانحن فيه من قبيل الاختلاف في اصل وجود العقد لان الرد صير الايجاب بلا قبول قوله الا ان يبرهن اى فتتراجع بينته لاستوائهما في الاثبات

¹ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۲/۲

² رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۳/۲

³ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۳/۲

مساوی ہیں لیکن خاوند کی طرف سے گواہی میں نکاح کے ثبوت کے ساتھ لزوم نکاح بھی ثابت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کو ترجیح ہوگی، شروح میں ایسے ہی بیان ہے، اور اس کو نہایہ میں ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے، بہت سی کتب فقہ میں ایسے ہی ہے لیکن خلاصہ میں خصاص کی ادب القاضی سے منقول ہے کہ لڑکی کی طرف کی گواہی کو ترجیح ہوگی، تو اس طرح اس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف سامنے آیا ہے، ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ سکوت پر لڑکی کی شہادت سے لزوم نکاح متحقق نہ ہوتا ہو لہذا یوں خاوند کی طرف سے شہادت زیادہ اثبات نہ کر سکتی ہو جب تک کہ گواہ صراحتہ اجازت کی بات نہ کریں، یوں ہی فتح میں ہے اور اس کی اتباع بحر نے کی ہے، اس سے حاصل یہ ہوا کہ دونوں قولوں میں موافقت یوں ہوگی کہ پہلے یعنی خاوند کی شہادت کی ترجیح کو اس صورت پر محمول کریں کہ جب گواہوں نے تصریح کی ہو کہ لڑکی نے کہا ہے "میں اجازت دیتی ہوں۔۔۔ یا راضی ہوں" اور دوسرے قول یعنی لڑکی کی شہادت کی ترجیح کو اس صورت پر محمول کریں گے کہ گواہوں نے شہادت میں کہا ہو کہ "اس نے اجازت دی یا راضی ہوئی تھی" جس میں گواہوں کے سکوت کو رضامندی قرار دیا ہو، اس میں غور کرو، اھ ملتقطاً، اور ہندیہ میں ہے اگر خاوند یہ شہادت پیش کرے کہ لڑکی کو جب نکاح

وزیادۃ بینۃ باثبات الزوم کذا فی الشروح وعزاه فی النہایۃ للتبرتاشی وکذا ہونی غیر کتاب من الفقہ لکن فی الخلاصۃ عن ادب القاضی للخصاف ان بینتہا اولی ففی هذه الصورة اختلاف المشائخ ولعل وجهه ان السکوت لماکان مباح تحقق الاجازۃ بہ لم یلزم من الشہادۃ بالاجازۃ کونہا بامر زائد علی السکوت مالم یصرحوا بذلک کذا فی الفتح وتبعہ فی البحر واستفید منه التوفیق بین القولین بحمل الاول علی ماذا صرح الشہود بانہا قالت اجزت اورضیت وحمل الثانی علی ماذا اشہد وا بانہا اجزت اورضیت باحتمال اجازتہا بالسکوت فافہم^۱ اھ ملتقطاً۔
وفی الہندیۃ لو اقام الزوج البینۃ انہا اجزت العقد حین اخبرت واقامت البینۃ انہا ردت

^۱ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۳/۲

حین اخبرت كانت البینة بینة الزوج کذا فی السراج الوہاج ^۱ ۔	کی خبر ملی تو اس نے نکاح کو جائز قرار دیا، اور لڑکی یہ شہادت پیش کرے جب مجھے خبر ملی تو رد کر دیا تھا تو اس صورت میں خاوند کی شہادت معتبر ہوگی، یونہی سراج وہاج میں ہے۔ (ت)

رہی باپ کی ناراضی، وہ صحت و نفاذ میں خلل انداز نہیں جبکہ عورت حرہ، عاقلہ، بالغہ اور شوہر کفو ہے،

فی الدرالمختار نفذ نکاح حرة مکلفة بلارضی ولی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً ^۲ اہ ملخصاً وفیہ لاتجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ ^۳ اہ۔	در مختار میں ہے: آزاد، عاقلہ، بالغہ کا اپنا نکاح ولی کی رضا کے بغیر صحیح ہے، اور یہ نکاح غیر کفو سے ہوا تو ناجائز ہونے کا فتویٰ ہوگا اہ ملخصاً، اور اسی میں ہے کہ باکرہ بالغہ پر نکاح کے بارے میں جبر نہیں کیا جائے گا کیونکہ بلوغ کی وجہ سے اس پر جبر کی ولایت ختم ہو جاتی ہے اہ (ت)

ہاں اگر مہر مثل میں کمی فاحش ہوئی تو باپ کو حق اعتراض حاصل ہے یہاں تک کہ مہر مثل پورا کر دیا جائے یا قاضی زن و شوہر میں تفریق کردے،

فی الدرالمختار لونکحت باقل من مہراً فللولی العصبۃ الاعتراض حتی یتم مہر مثلها ویفرق القاضی بینہما دفعا للعار ^۴ اہ واللہ تعالیٰ اعلم۔	در مختار میں ہے: اگر عاقلہ بالغہ نے قلیل مہر پر نکاح کیا تو ولی عصبہ کو مہر تام کرنے تک اعتراض کا حق ہے مہر مثل تام کرے یا پھر قاضی خاوند بیوی میں تفریق کردے تاکہ ولی کی عار ختم ہو سکے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۳۵: از مہد پور علاقہ اندور مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پدر ہندہ نے نکاح اپنی دختر کا بمر چہار سالہ کیا تھا، جب وہ ایام شعور پر فائز ہوئی تو اس شوہر کو پسند و قبول نہیں کرتی، اس صورت میں نکاح اس کا جائز ہے یا

^۱ فتاویٰ ہندیہ باب الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۹/۱

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱/۱

^۳ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱/۱

^۴ در مختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵/۱

منسوخ؟ اور بعد جدائی زوجین مہر اس کا ذمہ شوہر پر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا
الجواب:

باب جو اپنے نابالغ بچے کا نکاح کر دے وہ مطلقاً لازم ہوتا ہے کہ نابالغ کو بعد بلوغ بھی اس پر اعتراض کا حق نہیں ہوتا اگرچہ نکاح غیر کفو سے یا مہر میں غبن فاحش کر دے، مثلاً دختر کو کسی رذیل قوم یا کسی ذلیل پیشے والے یا غلام فاسق کے نکاح میں دے یا اس کا مہر مثل ہزار روپے ہو یا نسو یا سو پر نکاح کر دے یا پسر کا نکاح کسی کنیز یا ذلیل قوم یا فاسقہ فاجرہ سے کرے لازم و ناقابل فسخ ہے مگر دو صورتوں میں، ایک یہ کہ ایسا نکاح خلاف شفقت پدری کرتے وقت باپ نشے میں ہو، دوسرے یہ کہ اس سے پہلے بھی اپنے کسی بچے کے نکاح میں ایسی ہی بے شفقتی برت چکا ہو تو البتہ یہ نکاح ناجائز ہوگا،

در مختار میں ہے: اگر نکاح کرنے والا ولی خود باپ یا دادا ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جائے گا خواہ لڑکی کا مہر انتہائی قلیل ہو یا لڑکے پر مہر بہت زیادہ مان لیا ہو یا نکاح غیر کفو میں ہو بشرطیکہ پہلے باپ دادا اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے میں معروف نہ ہوں، اور اگر وہ غلط اختیار میں معروف ہوں تو پھر بالاتفاق مذکورہ صورتوں میں نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر یونہی باپ یا دادا نے نشے میں ہوتے ہوئے لڑکی کا نکاح فاسق یا شرپسند یا فقیر یا کسی کمینے کسی سے کر دیا تو یہ اختیار کا غلط استعمال ہوگا تو اس صورت میں باپ دادا کی منظومہ شفقت اس اقدام کو غلط قرار دینے میں آڑے نہ آئے گی اور یہ سوء اختیار کہلائے گا، بحر، اہ، اور ردالمحتار میں ہے کہ فاسق سے بیٹی کا نکاح کیا تو صحیح ہوگا اگرچہ

فی الدر المختار لزوم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مہرہا و زیادۃ مہرہ او بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسہ ابا او جد الم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لایصح النکاح اتفاقاً و کذا لو کان سکران فزوجہا من فاسق او شریر او فقیر او ذی حرفۃ دنیئۃ لظہور سوء اختیارہ فلا تعارضہ شفقتہ المظنونۃ بحر¹ اھ و فی ردالمحتار زوج بنتہ من فاسق صح وان تحقق بذلک انه سبیح الاختیار واشتہر بہ عندا لناس فلو

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

یہ سوء اختیار ہے جس کی بنا پر باپ اختیار کے غلط استعمال میں لوگوں کے ہاں معروف ہو جائے گا تو اس نے اگر دوسری بیٹی کا نکاح کسی فاسق سے کیا تو یہ دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا کیونکہ قبل ازیں وہ اختیار کے غلط استعمال (سوء اختیار) میں مشہور ہو چکا ہے جبکہ پہلی لڑکی کے نکاح کے وقت ایسا معروف نہ تھا، یوں ہی اگر اس نے دوسری بیٹی کے نکاح میں انتہائی قلیل مہر قبول کیا تو یہ مہر جائز نہ ہوگا یہ اجماع ہے بحر میں ذخیرہ سے منقول کہ اس کے بعد رد المحتار میں کہا یونہی اگر نشے کی حالت میں باپ نے غیر کفو سے کیا تو نکاح نہ ہوگا جیسا کہ خانیہ میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ باپ سے مراد وہ ہے جو نشہ میں نہ ہو اور سوء اختیار میں مشہور نہ ہو، اھ، اور خانیہ میں ہے: اگر کسی نے اپنے لڑکے کا کسی ایسی عورت سے مہر مثل سے زائد پر کر دیا یا نابالغہ بیٹی کا نکاح انتہائی کم مہر یا غیر کفو میں کر دیا، یا نابالغ بیٹے کا نکاح لونڈی یا غیر کفو والی عورت سے کر دیا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر نکاح صحیح ہے، اور ان کے صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر نکاح ناجائز ہے، اور اس بات پر اجماع ہے کہ غیر باپ اور دادا اور قاضی کا کیا ہوا یہ نکاح جائز نہ ہوگا اھ اور بحر الرائق

زوج بنتاً اخرى من فاسق لم يصح الثاني لانه كان مشهوراً بسوء الاختيار قبله بخلاف العقد الاول¹ الخ وفيه قوله فزوجها من فاسق وكذا الزوجها بغبن فاحش في المهر لايجوز اجماعاً والصاحي يجوز بحر عن الذخيرة ثم قال وكذا السكران لوزوج من غير الكفو كما في الخانية وبه علم ان المراد بالاب من ليس بسكران ولا عرف بسوء الاختيار² اه وفي الخانية اذا زوج الرجل ابنه امرأة باكثر من مهر مثلها او زوج بنته الصغيرة باقل من مهر مثلها او وضعها في غير كفوء او زوج ابنه الصغيرة او امرأة ليست بكفولة جاز في قول ابی حنيفة رضي الله تعالى عنه وقال صاحباه رحمهما الله تعالى لايجوز ان فحش واجمعوا على انه لايجوز ذلك من غير الاب والجد ولا من القاضي³ اه

¹ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۴-۵/۲

² رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲

³ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الاولیاء منشی نوکسور لکھنؤ ۱۶۴

وفي البحر الرائق ثم الخيرية ظاهر كلامهم ان الاب اذا كان معروفا بسوء الاختيار لم يصح عقده باقل من مهر المثل ولا باكثر في الصغير بغبن فاحش، ولا من غير الكفو فيهما سواء كان عدم الكفاءة بسبب الفسق او لا¹ الخ۔	پھر خیر یہ میں ہے کہ فقہاء کرام کا ظاہر کلام یہ ہے کہ باپ جب سوء اختیار میں مشہور ہو جائے تو لڑکی کا مهر مثل سے کم اور لڑکے کا مهر مثل سے زیادہ جبکہ یہ کمی اور زیادتی انتہائی ہو، اور غیر کفو میں لڑکی اور لڑکے کا کیا ہوا باپ کا نکاح صحیح نہ ہوگا خواہ غیر کفو فسق کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے ہوا الخ (ت)

واقع اگر یہ صورتیں ہوں جن میں نکاح شرعاً جائز نہیں تو اگر ہنوز ہمبستری یعنی جماع حقیقی کا وقوع نہ ہو امر اصلاً لازم نہیں ورنہ مهر مثل دینا ہوگا۔

فإن الوطء في دار الاسلام لا يخلو عن حد او عقرب كما نصوا عليه، والله تعالى اعلم۔	کیونکہ دار الاسلام میں وطی پر حد یا مهر بصورت خرچہ ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی صورت نہیں ہے، جیسا کہ فقہاء کرام کی اس پر نص ہے، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۳۶: از امر یا ضلع پبلی بھیت مرسلہ سعید الدین خاں صاحب رئیس امریا ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

عرض بخدمت علمائے دین کہ ایک لڑکی نابالغ صغیر سن کہ والد اس کا فوت ہو گیا، اور دادا اور بھائی اس کا کوئی نہیں تھا، اور اس کے سگے چچا نے اپنے بھائی مرحوم کی زوجہ یعنی اس لڑکی نابالغہ کی والدہ سے بغیر رضامندی والدہ اس لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا، اب وہ لڑکی بالغ ہوئی تو وہ کہتی ہے کہ میرا نکاح اس شخص کے ساتھ نہیں اور نہ کروں گی، عرض پرداز ہوں کہ نزد خدا اور رسول مقبول نکاح فسخ ہو گیا یا وہی نکاح قائم رہا؟ اگر فسخ ہو گیا تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ کیا جائے ورنہ جیسا حکم ہو، بینوا تو جروا

الجواب:

فی الواقع جبکہ دختر نابالغہ کا نہ باپ ہو نہ دادا، نہ جوان بھائی نہ جوان بھتیجا، تو چچا ہی اس کا ولی اقرب ہے اس کے کئے ہوئے نکاح میں ماں کی رضامندی و نارضامندی کا لحاظ نہ ہوگا، تنویر الابصار

¹ بحر الرائق فصل فی الکفاءة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۳۵/۳

میں ہے:

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسه بلا توسط انشی علی ترتیب الارث والحجب بشرط حرۃ وتکلیف فان لم تکن عصبۃ فالولاية للام¹ الخ ملخصاً۔	نکاح میں ولی وہ عصبہ بنفسہ ہوتا ہے یعنی وہ عصبہ جو لڑکے اور لڑکی کی طرف کسی عورت کے واسطے میں منسوب نہ ہو، ان کی ولایت وراثت اور حجب کی ترتیب پر ہوتی ہے بشرطیکہ یہ عصبہ لوگ آزاد اور بالغ عاقل ہوں، اور اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ماں کو ولایت حاصل ہوگی الخ ملخصاً۔ (ت)

ہاں یہ دیکھا جائے گا کہ جس سے چچا نے نکاح کر دیا اگر اس دختر کا کفو نہیں یعنی اس سے کم قوم ہے جس کے ساتھ اس کے نکاح میں ننگ و عار ہے یا ذلیل پیشہ یا محتاج یا بد مذہب یا بد رویہ ہے، غرض کسی وجہ سے وہ صورت ہے کہ اس کے ساتھ نکاح میں دختر و اقربائے دختر کی مطعونی و ذلت ہے یا مہر جو چچا نے باندھا اس میں دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کردی ہے کہ لوگ اپنے جو نرم گرم کر لیا کرتے ہیں ان میں یہاں تک کمی نہیں پہنچتی مثلاً ہزار روپیہ مہر مثل پانسو باندھ دیا ہو، تو ان صورتوں میں وہ چچا کا کیا ہوا نکاح محض باطل ہوا، دختر سچ کہتی ہے کہ میرا نکاح نہ ہوا، در مختار میں ہے:

ان کان المزوج غیر الاب وایبہ لایصح من غیر کفو اوبغبن فاحش اصلاً²۔	اگر نکاح دینے والا باپ، دادا کا غیر ہو تو مہر کی انتہائی کمی بیشی سے اور غیر کفو میں نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا۔ (ت)

اور اگر ان دونوں خصلوں میں سے خالی ہے یعنی جس سے نکاح کیا وہ وقت نکاح دختر کا کفو بمعنی مذکور تھا اور مہر مثل میں بھی ویسی کمی نہ کی گئی تو نکاح صحیح ہو گیا مگر ہندہ کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے بالغہ ہونے پر اس نکاح کو پسند نہ کرے اور دعویٰ کر کے فسخ کرائے، تنویر میں ہے:

وان کان من کفو وبمہر المثل صح ولہا خیار الفسخ بالبلوغ والعلم بالنکاح بعدہ³۔	اور مہر مثل اور کفو میں کیا ہوا نکاح صحیح ہوگا اور لڑکی کو بالغ ہونے یا بلوغ کے بعد اطلاع ملنے پر فسخ کا اختیار ہوگا۔ (ت)

¹ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

² در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲۱

³ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

در میں ہے: بشرط القضاء للفسخ^۱ (اس فسخ کے لئے قضا ضروری ہے۔ ت) لیکن کنواری لڑکی کو یہ اختیار اسی قدر ملتا ہے کہ اگر پہلے سے نکاح کی خبر ہے تو بالغہ ہوتے ہی یعنی جس وقت علامت بلوغ مثل حیض وغیرہ ظاہر ہو یا پندرہ برس کامل کی عمر ہو جائے فوراً بلا توقف اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کر دے، اور اگر نکاح کی خبر بالغہ ہونے کے بعد ملی تو جس وقت خبر ہوئی فوراً اس وقت ناپسندی جنادے، اور اگر ذرا دیر لگائی یا اس سے جدا کوئی آدمی بات کی یا کچھ چپ رہی یا بیٹھی تھی کھڑی ہو گئی یا کھڑی تھی ایک قدم اٹھالیا اس کے بعد ناراضی کا اظہار کیا تو ہر گز نہ سنا جائے گا اور نکاح لازم ہو جائے گا۔ تنویر الابصار میں ہے:

خیار البکر بالسکوت عالمۃ بالنکاح ولا یستدالی اخر المجلس ^۲ ۔	بالغہ باکرہ لڑکی کی خاموشی اس کے اختیار کو ختم کر دیتی ہے جبکہ وہ نکاح کا علم رکھتی ہو تو خاموشی کے بعد مجلس کے اختتام تک بھی اختیار نہیں رہتا بلکہ خاموش ہو جانے پر ختم ہو جاتا ہے۔ (ت)

اس نابالغہ کے بارے میں اس کا دلچسپ لینا ضرور ہے کہ اس نے بالغہ ہوتے ہی فوراً ناراضی ظاہر کی ہے یا ایک لمحہ دیر بھی لگائی تھی تو اب اسے نکاح سے انکار حرام ہے وہ ضرور اس کی زوجہ ہے ورنہ اختیار دعویٰ رکھتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ ۳۳۷: از مراد آباد محلہ بازار دیوان متصل مکان نواب تفضل علی خاں مرسلہ حکیم برہان الحق صاحب ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح کر دیا اس وقت عمر اس کی تخمیناً سات یا آٹھ برس کی ہوگی اور پیشتر نکاح سے لڑکی کا باپ اور چچا اور تایا قضا کر گئے تھے مگر ایک بھائی یا تایا زاد حقیقی جس کی عمر تخمیناً ۲۶، ۲۷ برس اس وقت تھی اب موجود ہے مگر بوقت نکاح والدہ دختر نے اپنی ولایت سے نکاح اس لڑکی کا کر دیا، شرعیہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

جس نابالغہ کے باپ، دادا، جوان بھائی، بھتیجا، چچا نہ ہو تو جوان بھائی چچا زاد ہی اس کے نکاح کا ولی ہے، اس کے ہوتے ماں کو اپنی دختر کے نکاح کر دینے کا اختیار نہیں، فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۳۱

^۲ درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۳۱

اقرب العصبات الی صغیر والصغیرۃ الاب ثم الجد ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم بنوہما ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم بنوہما وعند عم العصبۃ الاقرب الام¹ اہ مختصراً۔	نابالغ لڑکے اور لڑکی کے قریب ترین عصبہ باپ، پھر دادا، پھر حقیقی بھائی، پھر ان کے لڑکے، پھر حقیقی چچا، پھر اس کے لڑکے، پھر صرف باپ کی طرف چچا، پھر اس کے لڑکے، اور عصبات نہ ہونے کی صورت میں ماں کو ولایت ہے اہ مختصراً (ت)

پس صورت مذکورہ میں ماں کا کیا ہوا نکاح اس بھائی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر یہ رد کردے گا رد ہو جائے گا یا جائز
کردے گا جائز ہو جائے گا بشرطیکہ وہ نکاح کسی غیر کفو یعنی ایسے شخص سے نہ ہوا ہو جو اس دختر سے قوم یا پیشے یا مذہب
وغیرہ میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا باعث ننگ و عار ہو، نہ دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہو، ورنہ نکاح
سرے سے باطل ہے، بھائی بھی اسے جائز نہیں کر سکتا، در مختار میں ہے:

ان کان المزوج غیر الاب وابیہ ولو الام لایصح النکاح من غیر کفو او غبن فاحش²، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	اگر نکاح دینے والا باپ دادا نہ ہو خواہ ماں بھی ہو تو غیر کفو میں اور انتہائی کمی کے مہر سے نکاح صحیح نہ ہو گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)

¹ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الاولیاء مطبع نوکشتور لکھنؤ ۱۶۳

² در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲

تجويز الرد عن تزويج الابعد^{۱۳۱۵ھ}
(ولی اقرب کی غیبت میں ولی ابعد کے نکاح پڑھانے کا حکم)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۳۳۸ تا ۳۴۲: از پبلی بھیت محلہ منیر خاں مرسلہ حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ رجب ۱۳۱۵ھ

سوال اول

ولی ابعد، ولی اقرب کی غیبت میں اگر نکاح کر دے تو ولی اقرب در صورت خلاف مرضی اس کے فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب:

ہاں جبکہ غیبت منقطعہ نہ ہو،

در مختار میں ہے اگر بعید ولی نے قریب ولی کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو قریب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	فی الدر المختار فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴۱ء

سوال دوم

غیبت کی تفاسیر میں سے کہ مدت قریب شوری استطلاع رائے یا اس بلد میں قافلہ سال بھر میں ایک مرتبہ جاتا ہو، میں کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے؟

الجواب:

اول پر بھی فتویٰ دیا گیا اور ثالث اختیار امام قدوری ہے اور کتاب التجنیس والمزید میں یک ماہہ راہ کو اختیار اکثر مشائخ و اعدل الاقاویل فرمایا کہما فی مجمع الانهر^۱ (جیسا کہ مجمع الانهر میں ہے۔ ت) اور امام سفدی نے مفقود الخبری اختیار فرمائی، امام محمد سے ایک روایت بیس^{۲۰} ایک پچیس^{۲۵} منزل کی آئی کہما فی جامع الرموز^۲ (جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔ ت) تو یہ سات قول ہیں جن میں اقویٰ و اوثق و مذیل بالذات الفاظ فتیہ صرف اول و دوم ہیں مگر اصح^۱ التصحیحین و ارجح الترجیحین و ماخوذ و معتمد علیہ یہی ہے کہ جب اس کی رائے لینے تک کفو حاضر انتظار نہ کرے اور اس پر اٹھار کھنے میں یہ موقع ہاتھ سے جاتا ہے تو غیبت غیبت منقطعہ ہے یہاں تک کہ اگر ولی اقرب شہر ہی میں روپوش ہو اور پتا نامعلوم یا رسائی نہیں اور انتظار باعث فوت کفو ہو تو غیبت منقطعہ سمجھی جائے گی اور ولی بعید کو جو مراتب ولایت میں اس اقرب کے متصل ہے ولایت ہاتھ آئے گی اور اگر اقرب ہزار کوس دور ہے اور کفو حاضر نہیں یا انتظار پر راضی، تو یہ غیبت منقطعہ نہیں، ولی بعید نکاح کرے گا تو نافذ نہ ہوگا بلکہ اجازت اقرب پر موقوف رہے گا۔

تنویر الابصار میں ہے ولی اقرب سفر کی مسافت پر غائب ہو تو ولی البعد کو نکاح کر دینا جائز ہے اھ رد المحتار میں ہے کہ ہدایہ میں اس کو بعض متأخرین کی طرف منسوب کیا ہے اور زیلعی میں اس کو اکثر کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ اس پر فتویٰ ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) یوں ہی ولوالجیہ میں کہا اس پر

فی تنویر الابصار للولی البعد التزویج بغیبة الاقرب مسافة القصر^۳ اھ فی رد المحتار نسبه فی الهدایة لبعض المتأخرین والزیلعی لا کثر هم قال وعلیه الفتوی^۴ اھ قلت وکذا قال علیہ الفتوی فی الولوالجیة

^۱ مجمع الانهر شرح ملتقى الابصار باب الاولیاء والا کفاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۹/۱

^۲ جامع الرموز باب الولی والكفو مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳۶۹/۱

^۳ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴/۱

^۴ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۵/۲

فتویٰ ہے جیسا کہ مجمع الانہر میں قسستانی نے جامع الرموز میں کہا: یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اھ، درمیں ہے: اور اس کو ملتقی میں پسندیدہ قرار دیا ہے ممکنہ کرنے والا کفو کے جواب کا انتظار نہ کرے، اور باقانی نے اس کو معتمد قرار دیا، اور ابن کمال نے اس پر فتویٰ کو نقل کیا اور ثمرہ اختلاف اس شخص کے متعلق ظاہر ہوگا جو شہر میں چھپ گیا ہو، تو کیا اس صورت میں غیبت منقطعہ ہوگی اھ، شامی نے کہا کہ ذخیرہ میں کہا ہے کہ اصح یہ ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ حاضر کفو، اس کی انتظار اور اس کی رائے معلوم کرنے تک، ضائع اور فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو یہ غیبت منقطعہ ہوگی، اور کتاب میں اسی صورت کی طرف اشارہ ہے اھ، بحر میں مجتبیٰ اور مبسوط سے منقول ہے کہ یہی اصح ہے، اور نہایہ میں ہے کہ اس کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ابن فضل نے اس کی تصحیح کی ہے، اور ہدایہ میں ہے کہ یہ اقرب فقہ ہے، اور فتح میں کہا کہ یہ فقہ کے اشبہ ہے اور یہ کہ اکثر متأخرین اور اکثر مشائخ میں کوئی تعارض نہیں ہے، یعنی اکثر مشائخ سے مراد متقدمین ہیں، اور شرح ملتقی میں حقائق سے منقول ہے کہ اقوال میں سے یہی اصح ہے اور اس پر فتویٰ ہے اھ، اور اختیار اور نقایہ میں اسی پر رجحان ہے، اور نہر کی کلام میں اس کے

کہا فی مجمع الانہر قال القہستانی فی جامع الرموز هو الصحيح وبہ یفتی^۱ اھ فی الدر و اختار فی الملتقی ما لم ينتظر الكفو الخاطب جوابہ واعتمده الباقری ونقل ابن کمال ان علیہ الفتوی وثمرۃ الخلاف فی من اختفی فی المدينۃ هل تكون غيبۃ منقطعة^۲ اھ قال الشامی قال فی الذخیرۃ الاصح انه اذا کان فی موضع لوانتظر حضورہ واستطلاع رأیہ فالت الكفو الذی حضر فالغيبۃ منقطعة والیہ اشار فی کتاب اھ وفی البحر عن المجتبیٰ والمبسوط انه الاصح وفی النہایۃ واختارہ اکثر المشائخ وصححه ابن الفضل وفی الہدایہ انه اقرب الی الفقہ وفی الفتح انه الاشبه بالفقہ وانه لاتعارض بین اکثر المتأخرین واکثر المشائخ ای لان المراد من المشائخ المتقدمون وفی شرح الملتقی عن الحقائق انه اصح الاقاویل وعلیہ الفتوی اھ وعلیہ مشی فی الاختیار والنقایۃ ویشیر کلام نہر

^۱ جامع الرموز باب الولی والكفاءة مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۲۶۹

^۲ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۴

مختار ہونے کا اشارہ ہے، اور بحر میں کہا کہ جس پر اکثر مشائخ ہوں اس پر فتویٰ بہتر ہے، شامی کا کلام ختم ہوا، قلت (میں کہتا ہوں) زیلی نے پہلے قول پر فتویٰ کہا اس کے باوجود انھوں نے شمس الائمہ سرخسی اور محمد بن فضل کی دوسرے قول پر تصحیح نقل کی، پھر کہا یہ احسن ہے اھ، اور جواہر اخلاطی میں کہا کہ اس پر فتویٰ ہے جیسا کہ ہندیہ میں ہے، مجھے یہاں پر ردالمحتار پر اپنا حاشیہ یاد ہے جب انھوں نے بحر کے قول کہ "اس پر فتویٰ ہے" الخ کو بیان کیا حاشیہ کی عبارت یہ ہے: میں کہتا ہوں کہ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ ریل گاڑی نے سفر کی مسافت کو ایک دو گھنٹہ کی مسافت میں تبدیل کر دیا ہے تو مسافت کو بنیاد بنانا کیسے درست ہوگا، بلکہ اکثر مشائخ کے فتویٰ پر اعتماد ضروری ہے، میرا حاشیہ ختم ہوا، اقول ایک اور چیز ہے وہ یہ کہ دوسرے قول کی بنیاد حاجت اور نقصان پر ہے اور اس میں شک نہیں کہ ولایت کا اثبات شفقت اور دفع ضرر پر مبنی ہے، تو فقہ یہ ہوگی کہ اقرب ولی کے بعد والے کو ولایت تب ہی ہو سکتی ہے جب ولی اقرب ایسے مقام پر ہو کہ اگر اس کی رائے اور اجازت حاصل کی جائے تو نابالغ کو نقصان ہو اور اگر نقصان

الی اختیارہ وفي البحر والاحسن الافتاء بما عليه اكثر المشائخ¹ اھ کلام الشامی، قلت والزلیعی مع قوله للاول عليه الفتوى ذكر تصحيح الثاني عن شمس الائمة السرخسی ومحمد بن الفضل ثم قال وهذا احسن² اھ وقال في جواهر الاخلاطی وعليه الفتوى³ کما فی الہندیہ، ورأيتنی کتبت ههنا علی هامش ردالمحتار علی قول البحر الاحسن الافتاء الخ مانصه قلت لاسیما فی هذا الزمان فان العجلة الدخانية قد ردت مسافة القصر الی اکثر من مسافة ساعتین فكیف یبنی الامر علیها بل وجب التعویل علی ما فتی به اکثر المشائخ رحمهم الله تعالیٰ⁴ اھ ما کتبت، اقول: وشيئ آخر وهو ان القول الثاني بنی الامر علی الحاجة والتضرر ولا شك ان الولاية انما هی للنظر ودفع الضرر فكان من الفقه اثبات الولاية للذي یلی الاقرب عند كونه بحیث لو وقت الامر علی رأیه لتضررت به القاصرة وعدمه

¹ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۵/۱

² تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الاولیاء والا کفاء مکتبہ کبریٰ امیر یہ بولاق مصر ۱۲/۱۷

³ فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۸۵/۱

⁴ جد المستار باب الولی قول ۲۱۳ المجمع الاسلامی مبارکپور، بھارت ۳۸۲/۲

عند عدمه كما اذا كانت صغيرة جد ا ولا كفو يستعجل ولا حرج في الانتظار ففيم يفتات على الاب الشفيق ويوكل الامر الى بعيد سحيق وربها لا يومن ان يترك النظر لها لمصلحة نفسه اول جلب حطام فظهر ان في القول الاول سلب الولاية حيث يحتاج اليها كالمختفي في البلد واشباتها حيث لا حاجة اليها كما في هذه الصورة هذا ورأيتني كتبت على قول الدر وثمره الخلاف الخ مانصه، اقول وحيث المدار عند اهل القول الثاني على فوات الكفو فكما لم يعتبر مسافة القصر شرطاً للانتقال كذلك لا نظر اليها — عند عدم الفوات والاستعجال فلو وجدت ولم يفت الكفو بانتظاره واستطلاع رأيه لم يجز تزويج الا بعد على الثاني خلافاً للاول فالثمره غير محصوره فيها قال هذا ما ظهر لي

نہ ہو تو پھر بعد والے کو ولایت نہ ہوگی، مثلاً ایک چھوٹی بچی ہو جس کے لئے کفو کی کوئی عجلت نہیں اور نہ ہی اس کے نکاح کے لئے ولی اقرب کے انتظار میں کوئی حرج ہے تو پھر کیونکر ولی اقرب شفیق باپ کی ولایت کو ختم کر کے دوسرے بعید غیر شفیق کو ولایت سونپی جائے جبکہ یہ ممکن ہے کہ وہ بعید اپنے ذاتی فائدہ اور اپنی مصلحت کی خاطر بچی کے فائدہ کو نظر انداز کر دے، تو ظاہر ہوا کہ پہلے قول میں اقرب کی ولایت کے سلب ہونے کی بات وہاں ہوگی جہاں حاجت اور ضرورت ہوگی جیسا کہ کوئی شہر میں گم ہو جائے اور حاجت پیدا ہو جائے، اور جہاں حاجت نہیں وہاں ولایت ثابت رہے گی، جیسا کہ مذکورہ صورت ہے، مجھے در کے قول "ثمره الخلاف" پر اپنا حاشیہ یاد ہے جس کی عبارت یہ ہے اقول: (میں کہتا ہوں) جب دوسرے قول والوں کے ہاں مدار کفو کا فوت ہونا ہے اس بنیاد پر ولایت کے منتقل ہونے کے لئے جیسے مسافت سفر (قصر) شرط نہیں ہے ایسے ہی یہ مسافت سفر، کفو فوت نہ ہونے کے باوجود عجلت کے لئے بھی پیش نظر نہیں ہے، تو مسافت سفر ہونے کے باوجود اقرب کی انتظار اور اس کی رائے حاصل کرنے میں کفو فوت نہ ہو تو ولی البعد کا نکاح کرنا درست نہ ہوگا، یہ دوسرے قول کا ما حاصل ہے جبکہ پہلا قول اس کے خلاف ہے، تو ثمرہ اختلاف، ان کے بیان میں محصور نہ رہا، یہ ہے

ف: جد الممتار میں خط کشیدہ عبارت یوں ہے: لا تعتبر علة تأمة له بل ان وجدت المسافة الخ۔ نذیر احمد

فلیحرر^۱ اھوھو کماتری ظاھر محرر لھا علمت، ولھا مر من عبارات الملتقی و الذخیرۃ وغیرھا فان مفاهیم الخلاف معتبرۃ فی عبارات العلماء بالوفاق کما نصوا علیہ بالاطباق ثم رأیت فی مجمع الانھر فلو انتظرۃ الخاطب لم ینکح الابد^۲ فھذا عین ما فہمت واللہ الحمد واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	جو مجھے ظاھر ہوا تو تحقیق چاہئے اھ تو یہ بیان ظاھر ہے جیسا کہ آپ معلوم کر چکے ہیں، اور ملتقی ذخیرہ وغیرہما کی عبارات سے گزرا، کیونکہ بالاتفاق علماء کی عبارات میں مفہوم مخالف معتبر ہے، جیسا کہ اس پر سب کی نص موجود ہے، اس کے بعد میں نے، مجمع الانھر میں دیکھا کہ اگر مغلنی والا انتظار کرے تو ولی ابد نکاح نہ کر دے، یہی میرا موقف ہے، واللہ الحمد، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)

سوال سوم

یہ جو فقہاء لکھتے ہیں کہ ولی ابد غیبت میں اقرب کے، نکاح کر سکتا ہے، یہاں ولی ابد سے کیا مراد ہے عصبہ یا مطلق وارث؟ گو ذوی الارحام میں سے ہو، اگر مراد عصبہ ہے تو حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو موطنے امام محمد کے باب الرجل بجعل امر امراتہ بیدہا میں مخرج ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بھتیجی عبدالرحمن بن ابی بکر کی بیٹی کا نکاح عبداللہ بن زبیر سے کر دیا باوجودیکہ عبدالرحمن شام میں تھے، کیا جواب ہے کہ عم ذوی الارحام سے ہے۔

الجواب:

ابد میں افعل التفضیل اپنے باب پر نہیں بلکہ اس سے ہر ولی بعید مراد ہے مگر نہ مطلقاً بلکہ وہی جو اس ولی اقرب کے متصل ہو یعنی باقی تمام اولیاء میں کوئی اس سے اقرب نہ ہو سب اس سے نیچے ہوں یا برابر، مثلاً باپ غائب اور جد و برادران و عم موجود ہیں تو ولایت جد کے لئے ہے، نہ برادران و عم کے واسطے، اور جد نہ ہو تو سب برادران ہمسر کو، نہ عم کو،

فی رد المحتار المراد بالابد من یلی الغائب فی القرب کما عبر بہ فی کافی الحاكم وعلیہ فلو کان الغائب اباً ولھا جد و عم فالولاية	رد المحتار میں ہے کہ ابد سے مراد ولی اقرب کے بعد دوسرے مرتبے والا ہے جیسا کہ اس کی تعبیر امام حاکم کی کافی میں ہے، اس بنا پر اگر والد غائب کے بعد لڑکی کا دادا اور چچا دونوں موجود ہوں تو ولایت دادا کو

^۱ جد الممتار باب الولی قول المجمع الاسلامی مبارکپور بھارت ۳۸۴/۲

^۲ مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر فصل فی الاولیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۹/۱

لجباللعم ¹	ہوگی، چچا کو نہ ہوگی۔ (ت)

اور جبکہ ذوی الارحام بلکہ مولی الموالاة بھی ہمارے نزدیک سلسلہ اولیاء میں داخل تو من یلی الغائب فی القرب (جو قرب میں بعد والے مرتبہ پر ہوتے) انھیں بھی شامل، مثلاً والد ولی اقرب غائب ہے تو اس کے من یلی فی القرب یہی ذوی الارحام ہیں، اور ذوی الارحام اقرب الاولیاء الموجودین ہوں تو ان کی غیبت میں من الموالاة من یلی ہے کیا ہو قضیۃ الترتیب و هو ظاہر جدا (جیسا کہ ترتیب کا تقاضا ہے، یہ بالکل ظاہر ہے۔ ت) درمختار میں ہے:

ثم لولد الامر ثم لذوی الارحام ثم مولی الموالاة ثم للسلطان ² الخ۔	پھر والدہ کے بیٹے اور پھر ذوی الارحام کو پھر معاہدہ والے کو پھر سلطان کو حق ولایت ہے الخ (ت)

اور رد المحتار میں اختیار سے ہے:

ولا تنتقل الی السلطان لان السلطان ولی من لا ولی له وهذه لها اولیاء ³ ۔	سلطان کو ولایت منتقل نہ ہوگی کیونکہ سلطان اس وقت ولی بنتا ہے جب دوسرا کوئی ولی نہ ہو جبکہ اس کے اولیاء موجود ہیں۔ (ت)

جب ہمارے نزدیک ذوی الارحام و مولی الموالاة بھی سلطان پر مقدم تو بحکم هذه لها اولیاء (یہ اس کے اولیاء ہیں۔ ت) یہاں بھی لا تنتقل الی السلطان (سلطان یعنی حکم کو منتقل نہ ہوگی۔ ت) کا حکم محکم مگر صرف اس قدر کہ ذوی الارحام بھی کبھی بحالت غیبت اقرب ولایت پاتے ہیں، حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رفع شبہ مذکورہ نہ کرے گا۔ اوپر معلوم ہو چکا کہ مطلقاً ہر بید ولی نہیں ہو جاتا بلکہ وہی جو اس اقرب کے بعد سب سے اقرب ہے، پدر و عمہ کے درمیان تمام عصبات و تمام اصحاب فروض و بعض ذوی الارحام بکثرت اولیاء ہیں، حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن بن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بحالت غیبت پدر ان میں کسی کا اصلاً موجود نہ ہونا یہاں تک کہ ولایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے ثابت ہو بہت مستبعد ہے، بلکہ جواب یہ ہے کہ واقعة عین لا عموم لها (یہ خاص واقعہ ہے اس میں عموم نہیں ہے۔ ت) و قائل عین ہر گز نہ احتمال کے محل ہوتے ہیں، ممکن کہ حضرت حفصہ

¹ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۱۵

² درمختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱/۱۹۳

³ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۱۵

وقت نکاح بالغہ ہوں تو ان پر ولایت مجبرہ کسی کو نہیں۔ ممکن کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تزویج کے لئے تجویز و پسند فرمایا اور اقرب الاولیاء الحاضریں کو ان سے نکاح کر دینے کا حکم کیا اور انھوں نے حسب حکم والا نکاح کر دیا ہو تو نکاح ہوا تو ولی مستحق ہی کی ولایت سے، مگر حضرت کے حکم حضرت کی رائے حضرت کی تجویز سے ہونے کے باعث حضرت کی طرف منسوب ہوا ایسی نسبتیں شائع و ذائع ہیں جیسے:

فتح الامیر الحصن وقطع السلطان اللص وغسل علی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	امیر نے قلع فتح کیا، سلطان نے چور کا ہاتھ کاٹا، علی نے فاطمہ کو غسل دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ت)

جب منذر بن زبیر نے حضرت عبدالرحمن کی ناراضی پا کر انھیں اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو تفریق کر دیں حضرت عبدالرحمن نے اس پر اپنی خواہر مطہرہ سے عرض کی ماکنت لا اردامراقضیتہ¹ مجھے نہیں پہنچتا کہ اس بات کو رد کروں جس کا آپ نے حکم فرمایا، اور اگر "انہا زوجت حفصہ" کے معنی یہی رکھے جائیں کہ ام المومنین نے بنفس نفیس تزویج فرمائی تو ممکن کہ ولی مستحق سے ذکر فرما کر اجازت لے لی ہو، اب یہ صورت توکیل کی ہو جائیگی بہر حال کوئی مقام شبہہ و اشکال نہیں۔ یہ وہ وجوہ ہیں کہ خاطر فقیر میں آئیں، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین کے خصائص سے شمار فرما کر بوجہ اس قرب کے جو حضرت قدسی منزلت کو حضرت پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھا، ان کی یہ تزویج جائز رہی، زرقانی علی مؤطا للامام مالک میں ہے:

قال مالك في الموازية انما كان ذلك لمثل عائشة لمكانها من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ² الخ-والله تعالى اعلم۔	امام مالک نے موازیہ میں فرمایا: یہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حق تھا کیونکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص تعلق تھا الخ۔واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

سوال چہارم

اس مسئلہ میں اگر ولی البعد نے غیر برادری میں نکاح کر دیا تو کیا حکم ہوگا؟

الجواب:

ولی اقرب کہ غائب ہے پدر یا جد صحیح ہے ہر ایک غیر معروف بسوء اختیار یا معروف کہ اس سے

¹ مؤطا الامام مالک کتاب الطلاق مالا یبیین من التملیک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۱۳

² شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالک کتاب الطلاق مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر ۱۲۳/۳

پہلے اپنی اولاد سے کسی بچے کا نکاح غیر کفو سے یا مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ کر چکا ہو یا ان دونوں کا غیر، اور جبکہ غائب پدر ہو تو ولی البد جہ معروف بسوء اختیار یا غیر معروف یا کوئی اور، یہ نوصورتیں ہوئیں اور ہر تقدیر پر غیبت منقطعہ ہے یا غیر، وہ غیر برادری والا کفو ہے یا غیر یعنی نسب یا مذہب یا حرفت یا روش یا مال غرض کسی بات میں اس سے ایسی کمی رکھتا ہے کہ اس سے نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہے، نکاح مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ ہوا مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار تھا پانسو باندھے یا زوجہ پسر کا پانسو تھا ہزار باندھے یا غیر، یہ جملہ بہتر^۲ صورتیں ہوئیں، ان کے حکم کا ضابطہ بتوفیق اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ اگر غیبت غیر منقطعہ تھی اور ولی غائب پدر یا جد غیر معروفین بسوء اختیار ہیں تو یہ نکاح مطلقاً ان کی اجازت پر موقوف ہے اگرچہ غیر کفو غبن فاحش سے ہو، اور اگر غائب مذکور معروف بسوء اختیار تو نکاح مطلقاً باطل محض، اگرچہ غیبت پدر میں جد صحیح غیر معروف بسوء اختیار نے کیا ہو۔

اس میں وجہ یہ ہے کہ جب تک غیبت منقطعہ نہ ہو تو غیر کو ولایت حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے مسئلہ میں ہم نے ذکر کیا ہے، اور باپ اور دادا کو اس وقت غیر کفو اور گراں مہر یا انتہائی کم مہر کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے جب وہ سوء اختیار میں معروف نہ ہوں، اس میں معروف ہونے کی صورت میں جائز نہیں، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے جبکہ در مختار اور اس کے متن تنویر الابصار میں فضولی کی بحث میں مذکور ہے کہ تمام وہ تصرفات جن کے صادر ہونے پر وہ کسی کی اجازت پر موقوف ہوں تو اجازت دینے والے کی موجودگی میں وہ تصرفات موقوف قرار پائیں گے اور اگر ایسے تصرفات کی اجازت دینے والا موجود نہ ہو تو پھر یہ تصرفات منعقد ہی نہ ہوں گے اھ، توجب	والوجه في ذلك ان الغيبة اذا لم يكن منقطعة لا تكون الولاية لغیره كما قدمنا في مسئلة الاولى و الاب والجد لهما التزويج بغير الكفو وبالغبن الفاحش اذا لم يعرفا بسوء الاختيار لا اذا عرفا به كما في الدر المختار^۱ وغيره من الاسفار وقد قال فيه وفي متنه تنویر الابصار في فصل الفضولی كل تصرف صدر منه كتزويج وله مجیز ای من يقدر علی اجازته حال وقوعه انعقد موقوفاً وما لا مجیز له حالة العقد لا ینعقد^۲ اھ، فاذا لم يعرفا به

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲۱

^۲ در مختار شرح تنویر الابصار فصل فی الفضولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۲

فهذا عقد وقع وله من يملك تنفيذه فوقف وان عرفاً فلا فلا عه فلا توقف بتزويج جد لم يعرف به بغيبة اب معروف به وان كان الجد يملكه اذالم يعرف به فان هذا انما هو حين قيام ولايته وهو عند غيبة لللاب غيبة غير منقطعة لايلى اصلا ولومن كفو فضلا عن غيره۔	باپ دادا سوء اختیار سے معروف نہ ہوں تو یہ عقد درست ہو کر اجازت پر موقوف رہے گا کیونکہ اس عقد کو جائز کرنے والا خود موجود ہے، اور اگر سوء اختیار میں معروف ہوں تو منعقد نہ ہوگا اور نہ موقوف ہوگا، تو اس صورت میں سوء اختیار میں غیر معروف دادا اگر اس باپ کی غیبت غیر منقطعہ میں جو سوء اختیار میں معروف ہو نکاح کر دے تو یہ نکاح موقوف نہ رہے گا اگرچہ دادا غیر معروف بسوء اختیار خود نکاح کر دینے کا مالک ہوتا ہے مگر یہاں اس لئے نہیں کہ باپ غیبت منقطعہ میں غائب نہیں بلکہ وہ غیر منقطعہ غیبت میں غائب ہے تو ایسی صورت میں دادا کو ولایت منتقل نہیں ہوتی اگرچہ دادا کفو میں بھی کرے چہ جائیکہ غیر کفو میں کرے۔ (ت)

اور اگر ولی غائب غیر اب وجد ہے تو کفو سے بے غبن فاحش اجازت غائب پر موقوف لقیام ولایتہ بعدم الانقطاع
(عدم انقطاع کی بنا پر ولایت باقی رہنے کی وجہ سے۔ ت) اور غیر کفو یا غبن فاحش سے مطلقاً باطل لعدم المحييز (جائز
کرنے والا نہ ہونے کی وجہ سے مطلقاً باطل ہے۔ ت) اگرچہ اس ولی غائب بغیبت غیر منقطعہ کے سوا صغیر و صغیرہ کا باپ یا
دادا غیر معروف بسوء اختیار غائب بغیبت منقطعہ زندہ موجود ہوں کہ غیبت منقطعہ مثل موت ہے۔

بناء على ماصحح في البدائع انها تنقل الولاية عن الاقرب الى من يليه في القرب حتى لو زوجها حيث هو لم يجوز واليه يميل كلام المبسوط والهداية والفتح بل هما مصرحان	بدائع میں مذکورہ تصحیح کی بنا پر کہ ولایت اقرب سے منتقل ہو کر اس کے بعد والے قریبی کو حاصل ہوگی، حتیٰ کہ اگر اقرب نے جہاں پر وہ ہے وہاں نکاح کر دیا ہو تو نافذ نہ ہوگا، اسی کی طرف مبسوط، ہدایہ اور فتح کا کلام مائل ہے، بلکہ آخری دونوں نے اس کی تصریح

عہ: ای ان عرفاً بسوء الاختيار فلا مجيز فلا توقف بل
يبطل ثم فرع عليه فقال فلا توقف بتزويج جد الخ ١٢
منه (م)

یعنی اگر وہ معروف بسوء اختیار ہیں تو یہ نکاح موقوف نہیں بلکہ
باطل ہوگا، پھر اس پر تفریقا کہا فلا توقف بتزويج جد الخ ١٢
منه (ت)

کی ہے اور ان کی بعض نصوص پانچویں سوال کے جواب میں آئیں گی اور اس کو زیلعی نے قوی قرار دیا، درایۃ و روایۃ اور اس پر محیط سرخسی میں تفریع قائم کی اور شامی نے کہا کہ یہی اکثر کتب میں ہے جبکہ ہدایہ اور بحر میں کہا کہ ہم یہ ولایت ہمیشہ کے لئے دوسرے مرتبہ والے کو سونپ دیں گے جیسا کہ اقرب کے فوت ہو جانے پر ہوتا ہے اھ، لیکن خانہ، ظہیر یہ، تنویر اور در نے جس کو ظاہر قرار دیا اور شرح مختصر الطحاوی میں اسمیجانی نے جس پر تفریع قائم کی ہے اور بحر نے اس کو اپنایا، وہ یہ ہے کہ اقرب غائب کی ولایت ختم نہ ہوگی، ہاں قربت میں دوسرے مرتبہ والے کے لئے بھی ولایت ثابت ہو جائے گی، گویا یوں دو مساوی قرار پائیں گے جیسے دو بھائی یا دو بچے برابر ہوں تو دونوں کو ولایت نفاذ حاصل ہوتی ہے، جو بھی عقد کرے گا نافذ ہوگا، تو ظاہر وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ باپ یا دادا سوء اختیار سے معروف نہ ہوں تو نکاح موقوف رہے گا کیونکہ یہ حضرات نکاح کو جائز کر نیوالے موجود ہیں۔ غور کرو۔ (ت)	به وسیاتی نصوصہما فی جواب الخامس وقواہ الزیلعی روایۃ و درایۃ و علیہ فرع فی محیط السرخسی و ذکر الشامی انه الذی فی اکثر کتب و قد قال فی الہدایہ والبحر ففوضناہ الی الابد کما اذا مات الاقرب^۱ اھ اما علی ما استظهر فی الخانیہ والظہیریۃ والتنویر و الدر و علیہ فرع الاسمیجانی فی شرح مختصر الطحاوی و علیہ مشی فی البحر من انها لاتنفی ولایتہ وانما تحدثھا لمن یشاہ فیلہ فیکون کان هنا ولین مستویین کاخوین او عین فایہما عقد نفذ فالظاہر فیما ذکرنا التوقف اذالم یکن الاب او الجد معروفا بسوء الاختیار لانه وقع وهو مجیز فافہم۔

اور اگر غیبت منقطعہ تھی تو غیر کفو یا غبن فاحش سے مطلقاً بالکل مگر اس صورت میں کہ غائب پدر ہو اور مزوج جد صحیح کہ نہ معروف بہ سوء اختیار ہو نہ اس تزویج کے وقت نشہ میں کہ اس تقدیر پر یہ عقد نہ صرف صحیح و نافذ بلکہ لازم ہوگا جو کسی طرح رد نہیں ہو سکتا اور اگر نکاح کفو سے بے غبن فاحش ہے تو مطلقاً تام و نافذ مگر ولی مزوج اگر جد ہے تو لازم بھی ہو گیا ورنہ غیر لازم کہ قاصر و قاصرہ کو اگر پیش از بلوغ نکاح کی خبر ہے تو بلوغ ہوتے ہی ورنہ بعد جب خبر پائیں اختیار ملے گا کہ اس پر معترض ہو کر قاضی شرع سے نکاح فسخ کرائیں۔

یہ مسائل واضح اور مذہب کی کتب میں مذکور ہیں جبکہ

والمسائل ظاهرة وفي كتب المذهب

^۱ الہدایہ باب الاولیاء والا کفاء مکتبہ عربیہ کراچی ۲/۲۹۹، بحر الرائق باب الاولیاء والا کفاء المکتبہ سعید کمپنی کراچی ۳/۱۲۶

خیر یہ میں کہا کہ فقہانے تصریح کی ہے کہ باپ اور دادا کی غیر موجودگی میں اگر کسی نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کر دیا تو اگر باپ اور دادا ایسے غائب ہیں جس کی بنا پر اس غیر کو ولایت اور اجازت ہو سکتی ہے تو لڑکے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا کیونکہ غیر نے یہ نکاح اپنی ولایت سے کیا ہے اھ۔

تنبیہ: میں نے یہاں ردالمحتار کے حاشیہ پر لکھا ہے جس کی عبارت یوں ہے کہ غور کرنا ہوگا کہ کیا باپ یا دادا واپس آگئے تو لڑکے یا لڑکی کے بالغ ہونے سے قبل ان کو دوبارہ ولایت لوٹ آئیگی جس کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے کئے ہوئے نکاح پر ان کو اعتراض کا حق ہوگا یا اب ان کو اعتراض کا حق نہیں بلکہ لڑکے یا لڑکی کو ہی اپنے بلوغ پر اختیار رہے گا جیسا کہ عام فقہاء نے تصریح کی ہے جبکہ ظاہر پہلی صورت ہے کیونکہ کسی مخفی ضرر کی بناء پر جیسا کہ ہدایہ میں ہے یا احتمال ضرر کی بنا پر جیسا کہ فتح میں ہے صاحب شفقت کو اختیار ولایت ثابت ہے جبکہ ولایت شفقت دفع ضرر کے لئے ہوتی ہے، تو بچوں کے ب-لوغ کی انتظام تک کیوں مؤخر کی جائے جبکہ ضرر واقع ہو جانے سے قبل اس کے دفاع کا امکان موجود ہے، پھر قابل غور یہ ہے کہ جب ہم تسلیم کر لیں کہ باپ دادا کو ولایت دوبارہ مل گئی ہے اب وہ نابالغ کے نکاح پر تعرض نہ کریں حتیٰ کہ وہ بچے بالغ ہو جائیں تو کیا باپ دادا کا تعرض نہ کرنا بچوں کے خیار بلوغ کو ختم کر دے گا جیسا کہ خود باپ دادا نے نکاح کیا ہو تو بالغ کا خیار بلوغ باطل ہوتا ہے،

دائرة وقد قال في الخيرية قد نصوا على ان غير الاب والجد اذا زوج الصغير او الصغيرة مع وجود احد هما ان كان بغيبة وثبوت الولاية له بالغيبة المجوزة لذلك فلهما خيار البلوغ لانه زوج بالولاية¹ اھ

تنبيه: كتبت ههنا على هامش ردالمحتار مانصه وانظر هل اذا عاد الاب والجد حتى عادت ولايته كما نصوا عليه هل يكون له ايضا الاعتراض قبل بلوغ الصغيرين ام هو لهما خاصة حتى يبلغا والظاهر هو الاول لانه لدفع ضرر خفي كما في الهداية اوضرر غير متحقق كما في الفتح فينبغي ثبوته لمن له النظر وانما النظر لدفع الضرر فلم ذايؤخر مع امكان الدفع قبل ان يتقرر ثم ان قلنا بحصول ذلك للاب والجد ولم يعارض حتى بلغ الصغيران فهل يكون هذا الاعتراض عن الاعتراض مبطلا لخيار الصغيرين كما لو زوج الابوان بانفسهما الظاهر لان النكاح اذا وقع لغيبتهما فقد نفذ غير موقوف على

¹ فتاویٰ خیر یہ باب الاولیاء دارالمعرفة بیروت ۲۵/۱

اجازتہما فلم ینسب الیہما ایقاعاً ولانفاذاً و اعراضہما عن اعتراضہما لایوجب ابطال حق الصغیرین کما اذالم یراحماً ظالماً یتصرف فی مالہما فلیتأمل ولیحرر^۱ ہماکتبت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	تو ظاہر یہی ہے کہ والدین کے عدم تعرض سے خیار بلوغ ختم نہ ہوگا کیونکہ نکاح کے وقت ان کے غائب ہونے کی بنا پر ان کی اجازت پر موقوف نہ تھا تو نکاح کا نفاذ ان کی طرف منسوب نہ رہا، تو اب عدم تعرض اور اعتراض نہ کرنے کی وجہ سے بچوں کو حاصل شدہ اختیار باطل نہ ہوگا، جیسا کہ ظالم نے بچوں کے مال میں تصرف کیا اور باپ دادا نے تعرض نہ کیا ہو، اس میں غور چاہئے اور واضح کرنا چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

سوال پنجم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سو کوس سے زائد سفر میں گیا ہے اس کے مکان پر اس کی والدہ اور اس کی دختر زینب نامی اور اس کا پھوپھی زاد بھائی خالد موجود ہیں، زید نے اپنی والدہ کو لکھا کہ زینب کا نکاح بغیر میری اجازت کے نہ کرنا میں خود سفر سے آکر اپنے برادر کے پسر کے ساتھ کروں گا، مگر اس کی والدہ نے بغیر دریافت کئے زید کے اور بغیر دریافت کئے خالد کے جو موجود تھا اپنی رائے سے اپنی پوتی زینب نابالغہ کا نکاح بہت دور کے عزیزوں میں کر دیا اس صورت میں زید سفر سے آنے کے بعد فسخ نکاح کرا سکتا ہے یا نہیں؟ اور خالد جو بحالت عقد اپنے مکان پر موجود تھا اور اس کی رائے کے خلاف نکاح ہو گیا تو آیا یہ بھی زینب نابالغہ کا نکاح فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

خالد تو یہاں کوئی چیز نہیں۔ نہ اسے کچھ اختیار ہے کہ ابن عمۃ الاب ذوی الارحام سے ہے۔ اور دادی بالاتفاق ان پر مقدم۔

فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبۃ فالو لایۃ للام ثم لام الاب الی قوله ثم ذوی الارحام^۲۔	در مختار میں ہے: نکاح میں ولی، وراثت و حجب کی ترتیب پر عصبات بنفسہ ہوتے ہیں، اگر عصبات نہ ہوں تو پھر ولایت ماں کو پھر دادی کو ہوتی ہے، ان کا بیان ذوالارحام تک ہوا۔ (ت)

^۱ جد الممتار باب الولی قول المجمع الاسلامی مبارکپور ۳۶۹/۲

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۳

مگر تقریر سوال سے جو صورت ظاہر ہو وہ صاف شہادت دے رہی ہے کہ یہ نکاح اس وجہ پر واقع نہ ہوا جو شرع مطہر نے غیبت ولی اقرب میں ولی ابعد کے لئے رکھی ہے قطع نظر اس سے یہاں دادی ولی ابعد ہے بھی یا نہیں۔ (کہ ابعد وہ جو اقرب کے بعد مرتبہ ولایت میں ہو غیبت پدر میں دادی اس وقت ولی ابعد ہو سکتی ہے کہ دادا، بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا بیٹا سگے سوتیلے، غرض دادا پر دادا کی اولاد کو کوئی مرد عاقل بالغ کتنے ہی دور کے رشتے کا اصلاً موجود نہ ہوں، نہ زینب کی ماں حاضر ہو کہ یہ سب مراتب ولایت میں دادی پر مقدم کیا تقدم وقد حققنا تقدم الامر على الامر الاب فيما علقنا على رد المختار) (جیسا کہ پہلے گزر چکا اور ہم نے رد المختار کے حاشیہ میں تحقیق کی ہے کہ ماں کو دادی پر تقدم حاصل ہے۔ ت) مذہب معتمد میں بحالت غیبت اقرب ولی ابعد کو بے اجازت اپنی رائے سے صغیرہ کا نکاح کر دینے کا اختیار صرف اس ضرورت سے دیا جاتا ہے کہ سردست صغیرہ کے لئے کوئی کفو خواستگار حاضر و موجود ہے اور اسے اتنی مہلت منظور نہیں کہ ولی اقرب واپس آئے یا اس کا جواب لیا جائے۔ اگر اتنا انتظار کرتے ہیں تو اس دیر کے باعث کفو موجود نکاح پر راضی نہ ہوگا اور موقع ہاتھ سے نکل جائے گا فوات کفو کے سبب صغیرہ کو نقصان پہنچے گا کہ کفو ہر وقت میسر نہیں آتا، کیا معلوم پھر ہاتھ نہ لگے، لہذا بضرورت اس ولی اقرب کے بعد کے درجے کا جو ولی حاضر ہے شرع مطہر اسے اجازت دیتی ہے کہ تو کردے وجہ یہ کہ احراز کفو شرع مطہر میں سخت مہم و مستم بالشان ہے اور کفو حاضر کا ہاتھ سے کھو دینا ضرور نقصان، بلکہ سرے سے نابالغ پر ولایت تزویج کی تشریح اگرچہ باپ ہی کی ہو اسی حکمت کے لئے واقع ہوئی ورنہ بچپن میں نکاح کی کیا ضرورت، فتح القدیر میں ہے:

النکاح یراد لمقاصدہ ولا تتوفر الابین المتکافئین عادة ولا یتفق الکفو فی کل زمان فائبات ولایة الاب بالنص بعله احراز الکفو اذا ظفر به لحاجة الیه اذ قد لا یظفر بمثله اذافات بعد حصوله ¹	نکاح بعض مقاصد کے لئے ہوتا ہے جو عادتاً دوہم مثل حضرات سے پورے ہوتے ہیں، اور یہ مماثلت اور کفو ہر وقت میسر نہیں ہوتی، اور باپ کو ولایت نص سے ثابت ہوئی ہے تاکہ وہ ضرورت کے وقت کفو کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے، کیونکہ ہر وقت کفو میسر آنے کے بعد ضائع ہو جانے پر حاصل نہیں ہوتی۔ (ت)

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی ثلاث لا تخرها الصلوة اذا	اے علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرنا، نماز جب اس کا

¹فتح القدیر باب الاولیاء المكتبة النورية الرضوية کھر ۱۴۳/۳

وقت آئے، اور جنازہ جب حاضر ہو، اور زن بے شوہر جب اس کے لئے کفو پائے (اس کو ترمذی اور حاکم نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)	أنت والجنازة اذا حضرت والايم اذا وجدت لها كفواً¹۔ رواه الترمذی والحاکم عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ۔

دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جب تمہارے پاس کفو آئیں تو لڑکیاں بیاہ دو اور ان کے لئے حادثوں کا انتظار نہ کرو (اس کو مسند الفردوس میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)	اذا جاءكم الاكفاء فانكحوهن ولا تربصوا بهن الحدثان²۔ رواه فی مسند الفردوس عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

یعنی دیر میں شاید کوئی حادثہ پیش آئے کہ فی التأخیر افات (تاخیر میں کئی آفتیں ہیں۔ ت) چند حدیثوں میں ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جب تمہارے پاس وہ شخص آئے جس کا چال چلن اور دین تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو، ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔ (اسے ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے ابویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی نے ابن عمر، اور ترمذی اور بیہقی نے سنن میں ابو حاتم المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)	اذا اتاكم من ترضون خلقه ودينه فزوجوه الا تفعلوا تكن فتنة في الارض وفساد عريض³۔ رواه الترمذی وابن ماجة والحاکم عن ابی ہريرة وابن عمر والترمذی والبيهقي في السنن عن ابی حاتم المزني رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ذخیرہ ورد المختار میں ہے:

اصح یہ ہے کہ اگر ایسے مقام پر ہو کہ اس کی واپسی کے انتظار اور اس کی رائے حاصل کرنے سے موجودہ	الاصح انه اذا كان في موضع لو انتظر حضوره او استطلاع

¹ جامع الترمذی ابواب الصلوة ص ۲۴، ابواب الجنائز ص ۱۱۷، مکتب خانہ رشیدیہ دہلی ج ۱، المستدرک للحاکم کتاب النکاح باب

تزوجوا الودود والودود دار الفکر بیروت ۱۲۳/۲-۱۲۴

² کنز العمال بحوالہ فر عن ابن عمر حدیث مؤسسة الرسالة بیروت ۳۱۷/۱۲

³ جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء من ترضون دينه الخ مکتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۲۸/۱، المستدرک کتاب النکاح دار الفکر بیروت

رأيه فات الكفو الذي حضر فالغيبة منقطعة واليه اشار في الكتاب ¹ ۔	کفو فوت ہو جائے گا تو ایسے مقام پر ولی اقرب کی غیبت منقطع ہوگی، اور اسی کی طرف کتاب میں اشارہ ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

اذا بقینا ولاية الاقرب ابطلنا حقها وفاتت مصلحتها ² ۔	ولی اقرب کی (باوجود غائب ہونے کے) ولایت کو باقی رکھیں تو لڑکی کا حق باطل اور اس کی بھلائی فوت ہو جائے گی۔ (ت)

ہدایہ میں ہے:

هذا اقرب الى الفقه لانه لانظر في ابقاء ولايته حينئذ ³ ۔	یہ بات فقہ سے اقرب ہے کیونکہ یہاں اقرب کی ولایت کو باقی رکھے میں بچی پر شفقت نہیں ہے۔ (ت)

تو ابعد کے لئے حصول ولایت تین شرط پر مشروط:

اول یہ ابعد بغیبت اقرب جس کے نکاح میں دے صغیرہ کا کفو ہو،

فأنه ان لم يكن كفوا فای شئى يفوت بفوته والام تمس الحاجة۔	اگر وہ کفو نہ ہو تو پھر کس چیز کے فوت ہونے کا خطرہ اور ماں کو کس کی حاجت محسوس ہوئی۔ (ت)

دوم ہو کفو ولی اقرب کا جواب آنے تک نہ رکے ورنہ ہر گز ابعد کو اختیار نہ ہوگا، جامع الرموز و مجمع الانهر میں ہے:

لو انتظره الخاطب لم ينكح الا بعد ⁴ ۔	اگر منگنی طلب کرنے والا ولی اقرب کا انتظار کرتا ہے تو پھر ولی ابعد نکاح نہ کرے۔ (ت)

منہ الخالق میں ہے:

ان رضى الخاطب ان ينتظر الى استيذان الولي الاقرب لم يصح للابعد العقد ⁵ ۔	اگر منگنی والا ولی اقرب سے اجازت حاصل کرنے پر راضی ہے تو ابعد کا نکاح درست نہ ہوگا۔ (ت)

¹ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۵/۲

² فتح القدیر باب فی الاولیاء مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۸۳/۳

³ الہدایہ باب فی الاولیاء والا کفاء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۲۹۹/۲

⁴ مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر باب فی الاولیاء والا کفاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۹/۱

⁵ منحة الخالق حاشیۃ علی البحر الرائق باب الاولیاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲۶/۳

سوم اس جاری کرنے والے کفو کے سوا اور کوئی کفو خواستگار نکاح ایسا حاضر نہ ہو جو جواب آنے تک انتظار پر راضی ہو۔

فأنه حينئذ لا يفوتها الكفو الخاطب بالفعل إنما يفوت ان فات احد هما وليس في ذلك ابطال حقها ولا تفويت مصلحتها حتى تسلب الولاية من قريب شفيق الى بعيد سحيق وهذا ظاهر لاسترة عليه۔	کیونکہ اس صوت میں لڑکی کے لئے کفو والا رشتہ فوت نہ ہوگا۔ ہاں دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہوا، مگر اس سے لڑکی کا حق باطل ہوا نہ اس کی مصلحت فوت ہوئی جس کی بنا پر اقرب ولی کی ولایت سلب کی جائے جو کہ نہایت شفیق ہے اور بعید غیر شفیق کو دی جائے، یہ بالکل ظاہر بات ہے۔ (ت)

یہاں اولاً زید کا بھتیجا جس کے ساتھ تزویج زینب کا ارادہ وہ اپنے خط میں لکھ چکا ظاہراً صریح کفو خواستگار موجود ہے یہ دوسرا جس کے ساتھ نکاح کیا گیا اگر کفو بھی تھا اور اتنی دیر میں ہاتھ سے نکل جاتا تو دوسرا تو موجود تھا تو وہ ضرورت جس کے لئے ولی ابعد کو اختیار ملنا متحقق نہ ہوئی، ولہذا علامہ خیر الدین رملی حاشیہ بحر الرائق مسئلہ عضل ولی اقرب میں فرماتے ہیں:

الولاية بالعضل نيابة إنما انتقلت للقاضي لدفع الاضرار بها ولا يوجد مع ارادة التزويج بكفو غيره¹	رکاوٹ کی وجہ سے ولایت قاضی کو بطور نیابت منتقل ہوتی ہے تاکہ وہ لڑکی کے ضرر رسانی کا دفاع کر سکے، جبکہ ایک کفو کی بجائے دوسرے کفو کو نکاح دینا لڑکی کے لئے ضرر نہیں ہے۔ (ت)

علامہ شامی حاشیہ بحر میں لکھتے ہیں:

ان كان الكفو الآخر حاضراً وامتنع الاب من تزويجها من الاول واراد تزويجها من الثاني لا يكون عاصلاً لان شفقتة دليل على انه اختار لها الانفع²	اگر دوسرا کفو موجود ہے اور باپ پہلے کو نکاح نہ دے اور وہ دوسرے کو دینا چاہتا ہے تو اس کو باپ کی رکاوٹ نہ کہا جائے گا کیونکہ اس کی شفقت پدری اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بچی کے لئے زیاد مفید کو پسند کرتا ہے۔ (ت)

¹ منحة الخالق بحواله الرملی فصل في الاكفاء ابن عیون سعید کمپنی کراچی ۱۳۷۳

² منحة الخالق حاشیہ علی البحر الرائق فصل في الاكفاء ابن عیون سعید کمپنی کراچی ۱۳۷۳

ٹائیجا جب خط مذکور آنے اور ارادہ زید ظاہر ہو جانے کے بعد یہ نکاح واقع ہوا تو ظاہر کہ یہ جلدی اس لئے نہ تھی کہ کفو حاضر کو اتنی مہلت نہیں زید کا جواب آنے تک بیٹھا نہ رہے گا بلکہ قصد اس کی رائے کے خلاف جان کر بالا کارروائی کر لی گئی کہ وہ نہ آنے پائے اور اپنا مطلب ہو جائے یہ ہر گز نہ ضرورت نہ مصلحت نہ مراد شرع سے اسے مناسبت بلکہ مقصود شرع سے صاف مناقضت شرع مطہر نے مراتب ولایت کی ترتیب اسی دن کے لئے رکھی تھی کہ جس کی عقل کامل صغیر السن پر شفقت و افران بے چاروں کے کام آرام کا انتظام اہتمام اس کے ہاتھ میں دیا جائے نہ کسی کم شفقت یا ناقص العقل کے قبضے میں، اگر ترک انتظار اسی کا نام رکھا جائے کہ ولی اقرب کی رائے اپنے خلاف معلوم ہے لہذا اس سے دریافت کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ پوچھے سے منع کر دے گا تو ایسی غیبت تو ہر وقت نقد وقت ہو سکتی ہے، آخر مذہب معتمد پر غیبت منقطعہ میں سفر در کنار شہر سے باہر ہونا بھی شرط نہیں کمافی الخانیة والبحر والدرر وغیرہا (جیسا کہ خانہ، بحر اور درر وغیرہ میں ہے۔ ت) صغیرہ کا مہربان باپ اس کی مصلحت کا خواہاں اس کی مضرت سے ترساں جب مسجد میں نماز کو جائے گھر میں کوئی عورت ناقصہ العقل والدین اپنی خواہش کے مطابق جس کفو کو چاہے بیٹی دے دے اگرچہ باپ جانتا ہو کہ اس سے رشتہ میں صغیرہ کی شامت ہے تو شرع مطہر میں باپ کی تقدیم اور اس کی رائے و شفقت پر اس قدر اعتماد عظیم (کہ اگر وہ ایک بار کفو کے ہوتے غیر کفو سے بیاہ دے تو تمام جہان میں کسی کو اختیار اعتراض نہیں کہ اس نے کفایت سے بڑھ کر کوئی مصلحت سوچ لی ہوگی۔

ردالمحتار میں ہے کہ وہ پدری شفقت کی بنا پر اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو اور انتہائی کم مہر سے نہیں کریگا مگر جبکہ اس ضرر کی نسبت سے زیادہ فائدہ اور مصلحت پیش نظر ہو مثلاً لڑکی کے لئے اچھی معاشرت اور لڑکی کو اذیت سے تحفظ وغیرہ مقصود ہو (ت)	فی ردالمحتار انه لو فور شفقتہ بالابوة لایزوج بنتہ من غیر کفو او بغبن فاحش الا المصلحة تزید علی هذا الضرر کعلہ بحسن العشرة معها وقلۃ الاذی ونحو ذلك¹

سب بیکار و معطل ہو کر رہ گئے ان هذا البعید من الفقہ ای بعید ہے۔ ت) بلکہ ایسی باگ چھوڑنے میں سخت فتنوں کا احتمال قوی ہے مثلاً زن بے خرد اپنے کسی عزیز کے ساتھ بوجہ قرابت خواہ کسی طمع سے یا دلالہ خیانت کی باتوں میں آ کر کسی شخص سے دختر کا نکاح چاہتی ہو پدر شفیق ہو آگاہ ہو کہ یہ بد مذہب یا کم نسب ہے اور کسی وجہ سے کفو نہیں وہ منع کر دے اس کے جاتے ہی یہ ناقصہ العقل اس بُری جگہ

¹ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲

لڑکی اٹھا دے اور دعویٰ کرے کہ یہ کفو تھا انتظار میں فوت ہو جاتا لہذا مجھے ولایت ملی اب کہیں یہ ہوگا کہ ذی عزت آدمی معاذ اللہ ایسے معاملات کچھری تک لے جاتے غیرت کرے اور قہر درویش برجان درویش کہہ کر خاموش رہے تو نابالغہ کو کیسا ضرر عظیم پہنچا اگر دعویٰ کرے تو عدم کفایت کا ثبوت دینا دشوار ہو خصوصاً مثل مذہب میں کہ بہت بد مذہب خصوصاً روافض ایسی جگہ تفتیہ کی بڑی ڈھال رکھتے ہیں تو ایسی اجازتوں میں کیسی آفتوں کا فتح باب ہے والعیاذ باللہ العزیز الحکیم (عزت و حکمت والے اللہ کی پناہ۔ ت)۔

ہاں مذہب معتمدہ بلکہ قول مقابل پر بھی ولی اقرب کی غیبت منقطعہ میں البعد کو ولایت دینے کا منشا صرف یہ کہ ولایت اس لئے رکھی ہے کہ اس کی رائے سے نابالغ کو نفع پہنچے اور جب وہ ایسا غائب ہے تو اس کی رائے سے نفع معدوم۔ لہذا جو اس کے بعد درجہ رکھتا ہے اس کی رائے پر رکھیں گے، ہدایہ میں ہے:

یہ نکاح کی ولایت شفقت پر مبنی ہے تو جس کی رائے سے انتفاع نہ ہو سکے ایسے کو ولایت سونپنا شفقت نہ کملائے گی، لہذا ہم یہ ولایت اس کے بعد والے ولی کو سونپتے ہیں، اور غیبت منقطعہ یہ ہے کہ وہ اقرب ایسی جگہ ہو کہ اس کی رائے حاصل کرنے میں کفو فوت ہو جائے۔ اھ ملتقطاً۔ (ت)	ان هذه ولاية نظرية وليس من النظر التفويض الى من لا ينتفع برأيه ففوضناه الى الابلع والغيبه المنقطعة ان يكون بحال يفوت الكفو باستطلاع رأيه¹ اھ ملتقطاً۔

فتح القدیر میں ہے:

جس کی رائے سے انتفاع ممکن نہ ہو اس کو ولایت سونپنا شفقت نہیں ہے کیونکہ اقرب کو ولایت اس لئے نہیں کہ وہ اقرب ہے بلکہ اس لئے کہ اقرب ہونے میں زیادہ شفقت کا پہلو ہے جو کہ لڑکی کے لئے فوائد سے اتفاق ہے، تو جہاں اس کی رائے سے انتفاع ممکن نہ ہو وہاں اسے البعد کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ (ت)	لانظر في التفويض الى من لا ينتفع برأيه لان التفويض الى اقرب ليس لكونه اقرب بل لان في الاقربية زيادة مظنة للحكمة وهي الشفقة بالباعثة على زيادة اتفاق الرائي للمولية فحيث لا ينتفع برأيه اصلا سلبت الى الابلع²۔

¹ الهدایہ باب الاولیاء والا کفاء المکتبہ العربیہ کراچی ۲۹۹/۲

² فتح القدیر باب الاولیاء المکتبہ النوریہ الرضویہ کھڑ ۱۸۳/۳

بحر الرائق میں ہے:

قوله وللأبعد التزويج بغيبوبة الأقرب مسافة القصر ای ثلاثه ایام فصا عدالان هذه ولاية نظرية وليس من النظر التفويض الى من لا ينتفع برأيه ففوضناه الى الأبعد¹۔	ما تن کا قول کہ "البعء کو نکاح کر دینے کی ولایت ہے جبکہ اقرب اتنی مسافت پر ہو جس سے قصر لازم ہو" یعنی تین دن یا زیادہ مسافت، کیونکہ یہ ولایت شفقت پر مبنی ہے، تو ایسے کو ولایت سونپنا جس کی رائے قابل انتفاع نہ ہو تو وہ شفقت نہ ہوگی، اس لئے ہم نے یہ ولایت البعد کو سونپی ہے۔ (ت)

یہاں کہ ولی اقرب کی رائے سے انتفاع بالفعل حاصل وہ خط لکھ چکا اپنی رائے ظاہر کر چکا تو اب البعد کی رائے پر رکھنے کا کیا منشا
اس کی رائے تو اس لئے لی جاتی ہے کہ اقرب کی رائے سے انتفاع معدوم، نہ اس لئے کہ اس کی رائے سے جو نفع حاصل ہے
اس کے رد و ابطال کے واسطے یہ سراسر عکس مقصود ہے تو بنظر بحالات واقعہ صاف ظاہر ہے کہ یہ اس صورت سے بہت البعد
ہے جس میں شرع مطہر اقرب سے البعد کی طرف ولایت نقل فرمائے، لاجرم غیبت زید غیبت منقطعہ نہیں اور وہی اقرب
ہے، اس کے سوا دای وغیرہا کسی کا کیا نکاح نکاح فضولی ہے کہ زید کی اجازت پر موقوف توفیح کرا سکتا کیا معنی، زید خود اپنے
قول سے فسخ کر سکتا ہے زبان سے کہہ دے "میں نے یہ نکاح رد کیا" فوراً رد و باطل ہو جائے گا۔ محیط و ہندیہ و شرح تنویر
وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاخير لوزوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على اجازته²۔	عبارت آخری کتاب کی ہے کہ اگر البعد نے اقرب کی موجودگی میں نکاح دیا تو اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا (ت)

یہ سب کلام اس حالت میں ہے کہ جس سے زینب کا نکاح ہو ازینب کا کفو ہو اور اگر کفو نہیں یعنی نسب یا مذہب یا پیشے یا چال
چلن یا مال غرض کسی بات میں ایسا کم ہے کہ اس سے اس کا نکاح ہونا زید کے لئے باعث عار ہو جب تو حکم بلا وقت ظاہر
کہ مذہب معتمدہ پر یہاں سرے سے غیبت منقطعہ کی پہلی ہی شرط متحقق نہ ہوئی تو ایسا نکاح قطعاً اجازت پر موقوف ہے اگرچہ
ہزار کوس پر ہو وہ بھی جبکہ زید اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی نکاح غیر کفو سے نہ کر چکا ہو ورنہ نکاح زینب اس کی
اجازت پر بھی موقوف نہ رہا، سرے سے خود ہی باطل محض ہو الصدورہ من فضولی ولا مجبیز (فضولی سے صادر ہونے
اور اس کو جائز کرنے والا نہ ہونے کی بنا پر۔ ت)

¹ بحر الرائق باب الاولیاء المکرم سعید کہنی کراچی ۱۲۶/۳

² درمختار شرح تنویر الابصار باب الاولیاء مطبع مجتہبی دہلی ۱۹۴۱

ظاہر حال صورت سوال تو یہ ہے اور اگر فرض کیجئے کہ جدہ زینب کی یہ جلدی اور جس سے نکاح ہوا اس کی بے انتظاری اس بنا پر نہ تھی بلکہ واقعی ہی امر تھا کہ صرف یہی کفو خواستگار ہے بھتیجا وغیرہ یا تو خواستگار ہی نہیں یا ہیں تو کفو نہیں، اور یہ کفو اپنی کسی ضرورت کے باعث اس درجہ مستعجل ہے، زید نے کہ خط لکھا اس وقت کوئی کفو خواستگار نہ تھا، اب اگر اسے اطلاع ہو کہ یہ موقع ہاتھ آیا اور ایسا خواستگار پایا عجب نہیں کہ وہ بھی رضامند ہو مگر بے مصلحتی کے باعث خط یا آدمی بھیج کر دریافت کرنے کا وقت کہاں انتظار میں کفو فوت ہو گا زینب کو ضرر پہنچے گا فی الواقع اگر حالت یہ تھی تو بیشک زید کی غیبت پر غیبت منقطعہ کی تعریف مذکور صادق نظر آئے گی اور کہا جائے گا کہ اب جو ولی حاضر درجات ولایت میں اس کے بعد ہے اس نے ولایت پائی، اب اول تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نکاح میں زینب کے مہر مثل میں کمی فاحش نہ ہوئی مثلاً اس کا مہر مثل پچاس ہزار تھا پچیس ہزار بندھے، اگر ایسا ہے تو یہ نکاح مطلقاً باطل محض ہوا کہ اب باپ بھی جائز کرے تو جائز نہ ہوگا، مگر یہ کہ باپ کی غیبت منقطعہ میں زینب کا جد صحیح ولی حاضر ہو جو اس سے پہلے کوئی نکاح اپنے کسی زیر ولایت کا ایسی بے شفقتی کا نہ کر چکا ہو، اور یہ نکاح دادی نے اس کی اجازت سے کیا یا بعد وقوع اس نے جائز رکھا اور نافذ کر دیا، اور اس اجازت سابقہ یا لاحقہ کے وقت نشے میں نہ تھا البتہ جائز بلکہ لازم ہوگا کہ پھر کسی طرح رد نہیں ہو سکتا، مگر تقریر سوال سے زینب کا دادا موجود ہونا مفہوم نہیں۔ در مختار میں ہے:

اگر باپ یا دادا نکاح دینے والا ہو جس کے بارے میں سوء اختیار معروف نہ ہو تو اس کا غیر کفو اور انتہائی کم مہر سے کیا ہو نکاح بھی لازم ہوگا، اور اگر وہ سوء اختیار سے معروف ہوں تو بالاتفاق یہ نکاح نہ ہوگا۔ یوں ہی اگر وہ نشہ میں ہوں تو بھی صحیح نہ ہوگا اور خیر یہ میں ہے پہلی وکالت کی طرح ہی بعد والی اجازت کا حکم ہے۔ (ت)	لزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مہرھا او بغبن کفو ان الولی المزوج اباً وجداً لم یعرف منہما سوء الاختیار اتفاقاً وکذا لو کان سکران^۱ اھو فی الخیرۃ و مثل الوکالۃ السابقۃ الاجازۃ اللاحقۃ^۲۔

اور اگر یہ نکاح اس عیب سے بھی خالی ہے یعنی مہر مثل میں کمی فاحش نہ ہوئی تو اب دیکھنا ضروری ہے کہ باپ اور جدہ کے درمیان جس قدر اولیاء ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ان میں سے کوئی موجود تھا یا نہیں، اگر تھا تو دادی نے

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجائی دہلی ۱۹۲/

^۲ فتاویٰ خیریہ باب الاولیاء والا کفاء دار المعرفۃ بیروت ۲۵/

اس سے اجازت لے لی تھی یا نہیں۔ اگر نہ لی تھی تو بعد وقوع نکاح قبل واپسی پدر اس نے اجازت دے دی تو بیشک یہ نکاح صحیح و تام و نافذ ہوگا کہ باپ اسے رد نہیں کر سکتا۔

فی الفتح القدیر لو حضر الاقرب بعد عقد الابدع لا یرد عقدہ وان عادت ولایتہ بعودہ ^۱ ۔	فتح القدیر میں ہے کہ اگر البعد کے نکاح کر دینے کے بعد اقرب آجائے تو البعد کے نکاح کو رد نہ کر سکے گا اگرچہ اقرب کے واپس آنے پر اس کی ولایت لوٹ آئی ہے۔ (ت)

مگر یہ ولی جس نے اول یا بعد اجازت دی، اگر زینب کا دادا نہیں جیسا کہ صورت سوال سے یہی ظاہر ہے تو یہ نکاح اس کی اجازت سے نافذ سہی لازم اب بھی نہ ہوا زینب کو بعد بلوغ اختیار ملے گا اگر پہلے سے نکاح کی خبر ہے تو بالغہ ہوتے ہی فوراً فوراً اور نہ بلوغ کے بعد جس وقت خبر ملے اسی وقت معاً اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کر دے کہ اس صورت میں حاکم اس نکاح کو فسخ کر دے گا اگرچہ پیش از بلوغ زینب ہمبستری بھی واقع ہو لی ہو مگر از انجا کہ زینب دو شیرہ ہے دیر لگانے کا اختیار نہ ہوگا اگر پہلے سے خبر ہے تو بالغہ ہونے پر ورنہ خبر پانے پر بلا عذر ضرورت ایک لمحہ کی دیر کرے گی تو اختیار ساقط اور نکاح لازم ہو جائے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ سے ناواقف ہو اور انجانی کے سبب فوراً مبادرت نہ کی ہو، درمختار میں ہے:

ان کان المزوج غیر الاب وابیہ ولو الامر من کفو وبہر المثل صح ولكن لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ والعلم بالنکاح بعدہ بشرط القضاء للفسخ وبطل خیار البکر بالسکوت لومختارۃ عالمۃ باصل النکاح ولا یمتدالی آخر المجلس وان جہلت بہ ^۲ اھ ملتقطاً۔	اگر باپ دادا کے غیر نے نکاح دیا خواہ ماں ہو بشرطیکہ کفو میں اور مہر مثل سے کیا ہو تو وہ نکاح صحیح ہے لیکن لڑکی اور لڑکے کو بالغ ہونے کے بعد فسخ کا اختیار ہوگا فسخ کا اختیار لڑکی کو دخول کے باوجود بلوغ پر یا بلوغ کے بعد نکاح کے علم پر بھی ہوگا اور فسخ کے لئے قضا شرط ہے، اور باکرہ کا اس موقع پر خاموش رہنا اس کے اختیار کو باطل کر دے گا بشرطیکہ وہ اپنے نکاح کا علم رکھتی ہو اور عاقلہ ہو، اس کا یہ اختیار مجلس علم کے آخر تک باقی رہے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ سے جاہل ہو، اھ ملتقطاً (ت)

اور اگر دادی سے بالاتر جو ولی موجود تھا باپ کے آنے سے پہلے اس نے رد کر دیا تو باطل ہو گیا باپ کو فسخ

^۱ فتح القدیر باب الاولیاء والا کفاء المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ کھر ۱۸۳/۳

^۲ درمختار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۳/۱-۱۹۲

کی کیا حاجت، اور اگر ہنوز نہ اس ولی نے اجازت دی نہ رد کیا تھا کہ زید آگیا تو اب وہ توقف اس ولی سے منتقل ہو کر خود زید کی اجازت پر رہے گا اگر رد کر دے گا اسی وقت باطل ہو جائے گا۔

در مختار اور تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے زیلعی کی عبارت میں، اور ہندیہ میں زیلعی سے منقول کہ اقرب کے واپس آنے پر البعد کی ولایت باطل ہو جائے گی، اور البعد کا کیا ہوا نکاح باطل نہ ہوگا کیونکہ یہ اس کی کامل ولایت میں حاصل ہے۔ (ت)	فی الدر المختار وتبیین الحقائق للامام الزیلعی واللفظ له وعنه فی الہندیۃ تبطل ولایۃ البعد بمبجی الاقرب لاماعقد لانه حصل بولایۃ تامۃ^۱۔

تنبیہ نفس: اقول: وبالله التوفیق، یہ تمام کلام فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کلمات علمائے کرام کے اس ظاہری مفاد پر مبتنی کیا کہ بادی النظر میں اذہان عامہ اس طرف جائیں اور اگر حق تحقیق وعین تدقیق چاہئے تو نگاہ مقصود و شناس جزم و قطع کے ساتھ اسی ابتدائی بات پر حکم کرے گی جسے ہم نے اولاً ظاہر صورت سوال بنا کر دوبارہ فرمادہ اس سے تنزل کیا تھا یعنی اس غیبت کا غیبت منقطع نہ ہونا اور ولایت پدر کا بدستور باقی رہنا اور اگر یہ نکاح منعقد واقع ہوا تو مطلقاً بلا استثناء ہر حال و ہر صورت میں اجازت ولی اقرب پر توقف پانا اور اس کے رد کرنے سے فوراً رد ہو جانا، جب مذہب معتمد میں بناء کار اس پر ٹھہری کہ ولی اقرب کے ایاب و جواب کے انتظار میں کفو فوت ہوتا اور موقع ہاتھ سے نکلا جاتا ہو کیا معلوم پھر کفو ملے یا نہیں تو یہ بات ہمارے اعصار و امصار میں کنواری لڑکیوں کے حق میں جبکہ ولی اقرب کا پتا معلوم اور وہاں تک ڈاک کی آمد و رفت بے وقت مرسوم ہو متصور نہیں، ادھر تو ازمنہ سابقہ میں نہ راہیں ایسی آسان تھیں نہ ڈاک کے ایسے انتظام، مدتوں میں منزلیں طے ہوتیں، خط جاتا تو آدمی لے جاتا، پھر تنہا کی گزر دشوار، نہ ہر وقت قافلے میسر نہ ہر شخص قاصد بھیجنے پر قادر، ادھر ان بلاد طیبہ میں نکاح کی یہ رسم کہ آج خطبہ ہوا کل نکاح ہو گیا، وہ ایک روز کی دیر لگی تو دوسری جگہ موجود، یہاں یہ رواج کہ مہینے کی آمد و رفت پیام سلام میں کسی کا نکاح ہو گیا تو لوگ تعجب کرتے ہیں کہ میں جھٹ منگنی پٹ بیاہ، پھر خطوط کی آمد و رفت وہ کہ تیسرے دن کلکتہ خط پہنچے چوتھے دن بمبئی، وہ کون سا جلد باز ہوگا کہ آج پیام دے او ر آج ہی نکاح چاہے ایک ہفتہ کا انتظار ہو تو نکاح ہی نہ کرے یا صبح و شام دوسری جگہ نکاح ہو جائے۔ ہندوستان کی لڑکیاں سہل نہیں ملتیں ایک ایک بڑھیا کے منہ سے سن لیجئے کہ میاں لڑکیاں آندھی کی بیر تو نہیں۔ نہ جوتیاں

^۱ فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۸۵/۱، تبیین الحقائق باب الاولیاء والا کفاء مطبع امیر یہ کبریٰ مصر ۱۲/۱۲

ٹوٹیں، نہ چادریں پھٹیں، کیا کوئی پھٹ سے ہاں کہہ دیتا ہے، تو مقاصد علماء پر نظر شاہد عدل کہ یہاں غیبت منقطع وہی کہی جاسکتی ہے کہ یا تو ولی اقرب کا پتا نہ معلوم ہو آخر بے نشان کا کب تک کوئی انتظار کرے یا کسی ایسے دور دراز ملک غیر میں جہاں ڈاک پر اطمینان نہ ہو خطوط جائیں اور پتا نہ چلے، آدمی بھیجو تو صرف کثیر، دو ایسی صورتوں میں کفو کا یہ عذر ہو سکتا ہے کہ کب تک بیٹھیں، اور ممکن کہ زبان نہ دو تو انتظار میں وہ مدتیں گزریں کہ دوسری جگہ اس کی ٹھیک ٹھاک ہو جائے ورنہ ہندوستان بلکہ آج کل برہما میں بھی جو موجود اور پتا معلوم ہے اس کی نسبت عادت کوئی کفو یہ تقاضا نہ کرے گا کہ ہم آٹھ دس روز کا انتظار ہر گز نہ کریں گے کرنا ہے تو آج کر دو، اور بالفرض کوئی زبان دینے میں جلدی بھی کرے تو یہاں کفو کی روک تھام کے لئے منگنی وہ عمدہ صیغہ ہے جس سے اس کا اطمینان ہو جائے اور رائے ولی اقرب فوت نہ ہونے پائے۔ منگنی کے بعد مدتوں دونوں طرف ساز و سامان کی درستی میں گزرتے ہیں بلکہ یہاں کے رواج سے اپنی منگیت کو بھی من وجہ گویا اپنی ناموس جانتے اور دوسری جگہ اس کے نکاح سے برامانتے اور اس کے انتظار میں سال گزارتے ہیں منگنی کے بعد خدا جانے کتنی بار ولی اقرب کی رائے لے سکتے ہیں اس کے جواب ملنے تک انتظار نہ ہونا کیا معنی، یہ عذر مصنوع و ہیں پیش ہوگا جہاں اپنی اغراض فاسدہ سے ولی اقرب کے خلاف رائے بالا بالا کار روائی کرنی ہوگی جو شرع مطہر کے بالکل نقیض مراد ہے اور اس کی توسیعوں میں انھیں آفات کا دروازہ کھلنا جو ابھی ہم ذکر کر آئے، شاید شاذ و نادر برخلاف عادت ملک اگر کہیں ایسی جلدی پائی جائے تو امور نادرہ بنائے احکام فقہیہ نہیں ہو سکتے بلکہ عادت شائعہ پر حکم دینا واجب،

جیسا کہ انھوں نے بہت سے مسائل میں تصریح کی ہے، ان میں سے ایک مسئلہ حمام میں عورتوں کے داخلہ کا ہے جس کو درمختار وغیرہ میں بیان کیا ہے، انہی مسائل میں سے فتح القدیر میں حرمین شریفین میں رہائش کا مسئلہ ہے، ان مسائل میں سے ایک ہمارا مسئلہ جو ان کی عادت کے مطابق تھا اور ہماری عادت کے خلاف ہے، اس کے علاوہ اور بھی ہیں جو کہ فقہاء کے کلمات طبیات پر اطلاع رکھنے والا جانتا ہے۔ (ت)	کما نصوا علیہ فی غیر مامسئلة منها مسألة دخول النساء الحمام فی الدر المختار وغیرہ ومنہما مسألة جوار الحرمین فی فتح القدیر ومنہما مسألتنا هذه بناء علی ماکان معتادا عندهم علی خلاف ما هو العادة عندنا فیہ ایضا الی غیر ذلك مما لا یخفی علی من خدم کلماتهم الطیبة۔

بلکہ انصافاً وہ علماء بھی جنھوں نے مسافت قصر اختیار فرمائی، اگر ریل اور ڈاک اور یہاں کے عادات ملاحظہ فرماتے ہر گز حکم نہ دیتے، بریلی کا ساکن مراد آباد تک گیا اور اس کی ولایت اپنی اولاد پر سے سلب ہوئی جس کے دن میں دو پھیرے ہو سکتے ہیں بالجمہ جب مدار کا انتظار کے سبب فوت کفو پر ٹھہرا تو اس مناظ کو تحقیق ضروری،

جب تک یہ حالت نہ ہو غیبت منقطعہ ہر گز نہیں، اس پر نظر کامل رکھنا اور اصحاب اغراض کے فریبوں سے بچنا لازم، ومن لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل (جو اپنے زمانہ کے عرف سے ناواقف ہو وہ جاہل ہے۔ ت) ہاں کوئی بیوہ سن رسیدہ باختیار خود کسی سے شرعی نکاح خالی از رسوم کر لینا چاہے تو وہاں جلدی متصور، وہ اول تو ہندیوں کی عادت نہیں اور ہو بھی تو ہماری بحث سے خارج کہ یہاں کلام قاصرہ میں ہے اور قواصر کے باب میں ضرور وہی عادت، لہذا فقیر ان صورِ مذکورہ بالا کے سوا یہاں غیبت منقطعہ کے حکم پر زہار جسارت روا نہیں رکھتا، یہ بعونہ تعالیٰ فقہ ائین و حق تحقیق ہے،

وبالله التوفيق وهداية الطريق والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين آمين، والله سبحانه وتعالى اعلم۔	والله تعالى في مدد سے توفیق اور راستہ کی راہنمائی ہے۔ الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين آمين، والله تعالى سبحانه وتعالى اعلم (ت)

مسئلہ ۳۴۳: کلکتہ دھرم تالہ اسٹریٹ ٹیپو سلطان مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک لڑکی بعمر سہ سال تھی زید نے اس کی منگنی عمرو سے کردی، بعدہ زید کا انتقال ہو گیا، جب لڑکی تیرہ ۳ برس کی ہوئی کوئی علامت بلوغ کی اس سے ظاہر نہیں۔ زید کے پدر خاص نے لڑکی کی عدم موجودگی میں اس کا نکاح عمرو سے کر دیا، چار مہینے کے بعد زید متوفی کے چچا نے لڑکی کی موجودگی میں اس کا نکاح عقد بکر سے کر دیا بخیال اس کو بالغہ ٹھہرانے کے، مگر کوئی نشانی بلوغ کی آج تک لڑکی سے ظاہر نہیں، اس صورت میں شرعاً کون سا نکاح معتبر ہے؟ بینوا تو جو را

الجواب:

یتیمہ بالغہ کا سب سے زیادہ ولی اقرب و اقدم اس کا حقیقی دادا یعنی اس کے باپ کا باپ ہے، اس کے ہوتے باپ کے چچا خواہ کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے، اس کے دادا کا کیا ہوا نکاح کسی کے رد کئے رد نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر وہ خود بالغہ ہو کر نکاح کو رد کرے ہر گز رد نہ ہوگا، نہ ولی کے نکاح کرتے وقت نابالغہ کا موجود ہونا درکار ہے کہ نابالغ پر ولایت جد جبری ہے اور اس کا حاضر ہونا نہ ہو مناسب یکساں، تو اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ نابالغہ اس چار مہینے میں بالغہ ہو گئی اور باپ کے چچا نے اس کی موجودگی میں اس کی رضا سے اس کے بالغہ ہونے پر اس کا نکاح بکر سے کر دیا جب بھی یہ نکاح محض باطل و نامعتبر ہے، وہ لڑکی عمرو کی زوجہ ہے جب تک موت یا طلاق نہ ہو، دوسرے سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا، قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور آزاد پاکیزہ عورتیں۔ ت) رد المحتار میں ہے:

لزم النکاح بلا توقف علی اجازة احد وبلا ثبوت خیار فی تزویج الاب والجد ^۱ الخ۔	باپ یا دادا کے دیئے نکاح کسی کی اجازت پر موقوف ہوئے بغیر اور ثبوت خیار بلوغ بغیر فوراً نافذ اور لازم ہو جاتے ہیں۔ (ت)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۳۴۴: از او جین حویلی میر صاحب مرسلہ مرزا مختار علی بیگ صاحب وکیل ۱۹ شوال ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسٹی اللہ بیلی حجام نے اپنی دختر زیتون کا نکاح ۱۳۰۶ھ میں مسٹی احمد قوم حجام
سے کہ اللہ بیلی کا ہم قوم ورشتہ دار ہے کیا، وقت نکاح زیتون چار پانچ سال کی تھی، اب ۱۳۱۵ھ میں جبکہ زیتون قریب ۱۳
یا ۱۴ سال کے ہوئی، احمد نے رخصت چاہی اللہ بیلی نے انکار کیا، احمد نے فوجداری میں نالش کی، اللہ بیلی نے عذر کیا کہ
داماد میرا نامرد ہے، بھجڑوں میں گانا بجاتا ہے اگر ڈاکٹر اس کا مرد ہونا تحریر کر دیں تو رخصت میں عذر نہیں، ڈاکٹر نے بعد
معائنہ ظاہر کیا کہ احمد کے اعضائے تناسل کو حالت تندرستی میں پایا ہنوز فوجداری سے حکم اخیر نہ ہوا تھا کہ اللہ بیلی نے
دیوانی میں دعوٰی فسخ نکاح ان وجوہ پر کیا کہ وہ نامرد ہے، بھجڑوں کے افعال قبول کر کے حالت شرمناک اختیار کر لی ہے
میری برابری کا نہ رہا زیتون کا نکاح نابالغی میں ہوا ہے فسخ قرار دیا جائے، احمد کو ان الزاموں سے قطعی انکار ہے، جانبین
سے شہادتیں اپنے اپنے موافق گزریں، اگر بالفرض الزامات نامردی وغیرہ تسلیم بھی کر لئے جائیں تو ایسی صورت میں
حسب استغاثہ پدر زیتون یا زیتون کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں یا خود بخود بوجوہات مظہرہ پدر زیتون نکاح فسخ ہے اور دعوٰی
منجانب پدر زیتون بوجہ اس کے کہ عمر زیتون ۱۳، ۱۴ سال کی ہے جائز ہے یا نہیں یا ایک سال قمری کی مہلت تاریخ یکجا
ہونے زن و شو سے دی جائے گی اور زوجہ رخصت پر مجبور کی جائے گی یا نہیں اور ہمبستری احمد و زیتون کی کرائی جائے گی یا
نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں پدر زیتون کا دعوٰی اصلاً قابل سماعت نہیں، زنانوں کے افعال کر لینا اگرچہ مسقط کفایت ہے مگر
کفایت وقت نکاح درکار ہے بعد نکاح شوہر کیسے ہی شرمناک افعال اختیار کرے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا، در مختار میں ہے:

الكفاءة اعتباراً لها عند ابتداء العقد	نکاح کے ابتداء میں کفو کا اعتبار ہوتا ہے اس کے

^۱ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۴/۲

فلا یضر زوالہا بعدہ فلو کان وقتہ کفوا ثم فجر لم یفسخ ¹ ۔	بعد کفو کے زائل ہونے سے کوئی ضرر نہیں، اگر نکاح کے وقت کفو تھا پھر فاسق و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا۔ (ت)

رہا دعویٰ نامردی وہ بھی منجانب پدر زیتون اصلاً مسموع نہیں کہ اگر زیتون ہنوز نابالغہ ہے جب تو یہ دعویٰ دائر ہی نہیں ہو سکتا کہ اس کے لئے عورت کا بالغہ ہونا شرط ہے، اور اگر بالغہ ہے تو خود زیتون کا مدعیہ ہونا درکار، باپ کو دعویٰ کا کوئی حق نہیں، درمختار میں ہے:

فرق الحاکم بطلبہا لحرۃ بالغة ² ۔	اگر حرہ بالغہ ہو تو اس کے مطالبہ پر حاکم تفریق کر دے گا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

فلو صغیرۃ انتظر بلوغها فی المحبوب والعنین لاحتمال ان ترضی بہما بحر وغیرہ ³ ۔	اگر نابالغہ ہو تو اس کے بلوغ تک نامرد اور شرمگاہ کٹے ہوئے خاوند کے معاملہ میں انتظار کیا جائیگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بالغہ ہونے کے بعد اس پر راضی ہو جائے۔ بحر وغیرہ۔ (ت)

نیز درمختار و ردالمحتار میں ہے:

طلبہا یتعلق بالجبیع ای جبیع الافعال وہی فرق واجل وبانت ح عن النہر ⁴ ۔	عورت کے مطالبہ کا تعلق تمام افعال یعنی تفریق اور مہلت سے ہے، اس پر وہ بانٹ ہو جائے گی، نہر سے منقول ہے۔ (ت)

اور اگر فرض کیا جائے کہ زیتون نے خود ہی بعد بلوغ دعویٰ کیا پدر زیتون وکیل ہے جب بھی ہنوز کہ رخصت تک نہ ہوئی زن و شوہر میں ہمبستری واقع نہ ہوئی طلب فسخ کا کوئی محل نہیں، حکم شرعی یہ ہے کہ عورت شوہر سے ہمبستر ہو، اگر شوہر اس پر قدرت نہ پائے تو اس وقت دعویٰ کرے جب حاکم کو ثابت ہو کہ فی الواقع اس نے قدرت نہ پائی اس کے بعد حاکم شرع شوہر کو ایک سال کامل کی مہلت دے اور اس مدت میں عورت کو اس سے جدا

¹ درمختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵۱

² درمختار باب العنین وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۳۱

³ ردالمحتار باب العنین وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۹۳/۲

⁴ ردالمحتار باب العنین وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۹۶/۲

رہنے کو کوئی حق نہیں، جتنے دنوں خود اس سے جدا رہے گی مدت میں مجرا نہ ہوں گے، سال گزرنے پر بھی اگر قدرت نہ پائے تو عورت پھر دعویٰ کرے اور حاکم پھر ثبوت قدرت نہ پانے والے اگر ثابت ہو جائے تو عورت کو اختیار دے کہ خواہ شوہر کے پاس رہنا پسند کرے یا اس کے نکاح سے جدا ہونا، اگر عورت فوراً فوراً بلا توقف جدا پسند کر لے تو حاکم شوہر کو طلاق کا حکم دے وہ نہ دے تو آپ تفریق کر دے، اور اگر عورت ذرا بھی اختیار جدائی کے اظہار میں تاخیر کرے تو دعویٰ باطل اور اختیار زائل، درمختار میں ہے:

بیوی مرد کو نامرد پائے تو ایک سال بحساب قمری سے مہلت دی جائے گی، رمضان اور حیض کے دن بھی اس میں شمار ہوں گے، اور عورت کے غیر حاضر ہونے اور مرد یا بیوی کے مرض کے دن گنتی میں شامل نہ ہوں گے، اس مدت میں خاوند نے ایک دفعہ بھی وطی کر لی تو بہتر، ورنہ سال کے بعد تفریق پر بیوی باندہ ہو جائیگی، تفریق قاضی کرے گا، جب خاوند بیوی کے مطالبہ پر طلاق دینے سے انکار کر دے اور بیوی کا مطالبہ تفریق باطل ہو جائے گا جب اس سے کوئی بھی ایسی دلیل پائی جائے جس سے مطالبہ سے اعراض سمجھا جائے جیسا کہ بیوی مطالبے کی مجلس سے اٹھ کر چلی جائے، یا قاضی کا عملہ اس کو قائم رہنے پر مجبور کر دے، یا قاضی کی موجودگی میں وہ فیصلہ کر سکتی تھی اس کے باوجود وہ فیصلہ نہ کر پائی تھی کہ قاضی اٹھ گیا (ت)

وجدته عیننا اجل سنة قمرية ورمضان وایام حیضها منها لامدة غیبتها ومرضه ومرضها فان وطئ مرة فبها والابانت بالتفریق من القاضی ان ابی طلاقها بطلبها وبطل حقها لو وجد منها دلیل اعراض بان قامت من مجلسها واقامها اعوان القاضی واقام القاضی قبل ان تختار شیئا لامكانه مع القيام¹ اھ مختصراً۔

پس صورت مستفسرہ میں پدرزیتون رخصت کر دینے اور زیتون ہم بستری پر مجبور کی جائے گی، اس کے بعد اگر نامردی پائے تو طریقہ مذکورہ عمل میں لائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۵: ۲۹ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بالغ ہے اور اس کا باپ دادا چچا بھائی وغیرہ نہیں، ایک ماموں ہے اس نے عورت سے اذن نکاح کا نہ لیا، باہر سے باہر دو گواہ کر کے نکاح کر دیا، یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ دوسری ایک عورت بالغ ہے اس کی ماں موجود ہے، نہ عورت نے اذن دیا نہ اس کی ماں نے، بلکہ سوتیلے باپ نے نکاح کا اذن دیا، یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

¹ درمختار باب الولی مطبعت مجتبائی، دہلی، ۱۹۲۱ھ

الجواب:

دونوں صورتوں میں جبکہ عورتیں بالغہ ہیں اور ان سے بغیر اذن لئے نکاح کردئے گئے تو وہ نکاح ان عورتوں کی اجازت پر موقوف رہے، اگر انھوں نے خبر سن کر جائز رکھے جائز ہو گئے اور اگر رد کردئے رد ہو گئے، اور اگر اب تک ساکت ہیں نہ رد کئے نہ جائز رکھے تو اب انھیں اختیار ہے چاہے جائز کر دیں چاہے باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳ رجب ۱۳۱۶ھ

ازکان پور مدرسہ احسن المدارس مرسلہ محمد عبداللیم صاحب

مسئلہ ۳۴۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے محققین اور فضلاء مدققین اس مسئلہ میں کہ حقیقی بھائی موجود ہونے کے باوجود حقیقی چچا نے لڑکی سے نکاح کی اجازت طلب کی جبکہ لڑکی باکرہ بالغہ ہے اور اجازت کے وقت خاموش رہی، اس خاموشی کو چچا نے اجازت سمجھ کر بطور وکالت اس کا نکاح کر دیا خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہے تو یہ نکاح باطل ہو گیا یا کیا صورت ہوگی؟ بینواتوجروا۔ (ت)

چہ می فرمایند علمائے محققین و فضلاء مدققین اندریں مسئلہ کہ باوجود برادر حقیقی مخطوبہ عم حقیقی مخطوبہ استیذان نکاح از مخطوبہ کرد و مخطوبہ بالغہ باکرہ است صامت ماندہ آن صموت را اذن دانستہ عم حقیقی بہ وکالتہ نکاح اورا منعقد کرد و باو خلوت صحیحہ ہم گردید دریں صورت نکاح باطل خواهد شد یا چہ؟ بینواتوجروا

الجواب:

باکرہ کی خاموشی وہاں اجازت قرار دی جاتی ہے جب اجازت طلب کرنے والا خود یا ولی اقرب ہو یا اس کا وکیل یا قاصد ہو، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے، یہاں کی صورت میں ولی بعد نے اجازت ولی اقرب کی موجودگی میں طلب کی ہے تو اگر اس نے ولی اقرب کی وکالت یا قاصد ہونے کی حیثیت سے اجازت نہ طلب کی ہو تو اس صورت میں باکرہ کی خاموشی رضا کے لئے کارآمد نہیں ہے، یہ نکاح نکاح فضولی ہوا جو کہ عورت کی اجازت پر موقوف تھا، اگر باکرہ نے خلوت سے قبل قولاً یا فعلاً یا خاموش رہ کر کسی قول یا

سکوت بکر کہ بجائے اذن داشتہ اندران صورت ست کہ استیذان خود ولی اقرب یا وکیل یا رسول او کرده باشد کمافی الدر وغیرہ اینجا کہ استیذان ولی بعد قیام اقرب کرده است اگر نہ بروجہ وکالت ورسالت از اقرب بود بسکوت زن اصلا کارے نکشود نکاح نکاح فضولی شدہ بر اجازتے دیگر قولاً یا فعلاً یا سکوتاً چنانکہ در فتاوائے خود وجہ آنہاروشن کردہ ایم از زن قولے یا فعلے مظہر رد نکاح بمیان نیامدہ بود واین خلوت بر رضائے او

فصل کے ذریعے نکاح کو رد نہ کیا ہو (جیسا کہ رد کے وجہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں واضح کئے ہیں) تو یہ خلوت جو باکرہ کی رضامندی سے ہوئی ہے اجازت قرار پائے گی اور موقوف نکاح نافذ ہو جائیگا، درمختار میں ہے کہ اگر لڑکی سے غیر اقرب مثلاً ولی ابعد نے اجازت طلب کی ہو تو لڑکی کے سکوت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ لڑکی کی طرف سے صراحۃً قول یا اس کے قائم مقام کسی اپنے فعل، جو رضا پر دلالت کرتا ہو، کا اظہار ضروری ہے مثلاً وہ خاوند کو وطی کی اجازت دے دے۔ اور ردالمحتار میں جو بحر سے منقول انھوں نے ظہیر یہ سے نقل کیا کہ اگر لڑکی کی رضامندی سے خلوت کی ہو تو کیا یہ رضا ہوگی، تو اس مسئلہ میں روایت نہیں ہے، جبکہ میرے نزدیک یہ اجازت ہے اھ، اور فرمایا کہ بزازیہ میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اجازت ہے اھ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	روئے نمود نکاح موقوف نفاذ یافت فی الدر المختار ان استأذنها غیر الاقرب کوئی بعید فلا عبرة لسکوتها بل لابد من القول او ما هو فی معناه من فعل يدل علی الرضا کتمکینها من الوطی^۱ (ملخصاً)۔ وفي ردالمحتار عن الظهيرية لو خلا بها برضاها هل يكون اجازة لا رواية لهذه المسألة وعندی ان هذا اجازة اھ قال البزازیة الظاهر انه اجازة^۲ اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۷: از عظیم آباد پٹنہ لودی کٹرہ مرسلہ جناب مولانا مولوی قاضی عبدالوحید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سلخ ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ عمر و نامی ایک شخص نے بوقت انتقال اپنے، ایک لڑکی ہندہ نامی، ایک بی بی زبیدہ، ایک بھائی حقیقی خالد، ایک بھائی علاقائی بکر چھوڑا، ہندہ ہمراہی اپنی مادر اور نانی کے پرورش پاتی رہی، اب وہ بالغ ہے سن اس کا زائد چودہ سال سے ہے، ہندہ کی ولایت کا سارٹیفکیٹ گورنمنٹ سے ہندہ کی ماں کو ملا ہے، اس وقت تک ہندہ نے مادر و نانی کے مکان میں ابتدائے پیدائش سے رہ کر پرورش و تعلیم پائی ہے، خالد نے یعنی چچا حقیقی ہندہ کے براہ چالاکی و بخیال نفع معاش بلا علم و رضامندی ہندہ و چچا علاقائی و مادر و نانی وغیرہ کے ایک شخص غیر کے مکان میں اپنے بیٹا سے ولایت اپنے ایک شخص کو وکیل مقرر کر کے ہندہ کا عقد کر دیا ہے اور کوئی خبر ہندہ کو نہیں دی گئی، جس وقت ہندہ کو افواہا خبر نکاح کی پہنچی اس وقت اس نے نکاح کو نا منظور کیا اور بہت بیزار ہوئی، علماء بدلائل کتاب جواب سے سرفراز فرمائیں، فقط

الجواب:

شرعاً عورت کے بالغہ ہونے کے لئے پندرہ سال کامل عمر ضرور ہے یا اس سے پہلے حیض وغیرہ

^۱ درمختار باب الولی مطبعت مجتبائی، دہلی، ۱۹۲/۱

^۲ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۱/۲

علامات کا ہونا بغیر اس کے صرف چودہ سال سے زیادہ عمر کا ہونا کافی نہیں۔ ہاں نو سال کے بعد سے پندرہ سال کے قبل تک جو عورت کے لئے امکان و احتمال بلوغ کی عمر ہے اگر عورت اپنا بالغ ہونا ظاہر کرے تو بے حاجت شہادت بغیر قسم لئے اس کا قول مان لیا جائے گا جبکہ اس کے جسم و قوی کی حالت اس دعویٰ کی تکذیب نہ کرتی ہو، اور وہ بالغ ہونے کی وجہ بھی بیان کر دے، یعنی مثلاً کہ مجھے حیض آیا، خواب میں احتلام ہوا اس سے میں نے اپنا بلوغ جانا۔ خالی دعویٰ بے بیان معنی بلوغ مقبول نہیں، اور اگر بدن و قوی کی حالت ظاہر و قابلیت بلوغ نہ بتاتی ہو تو اس کا دعویٰ اصلاً مسموع نہ ہو گا جب تک دلیل شرعی سے بلوغ ثابت نہ ہو، یہی احکام بارہ سال کے بعد سے پندرہ سال کے قبل تک پسر کے لئے ہیں۔

در مختار میں ہے کہ لڑکے کا بلوغ احتلام، حاملہ کر دینا اور انزال ہے، اور لڑکی کا بلوغ احتلام، حیض اور اس کا حاملہ ہونا ہے، اگر دونوں کے لئے مذکورہ علامات میں سے کوئی نہ پائی جائے تو بلوغ ہر ایک کی عمر کے پندرہ سال پورے ہونا ہے، اسی پر فتویٰ ہے، اور لڑکے کے بلوغ کے لئے کم از کم بارہ سال اور لڑکی کے لئے کم از کم نو سال کی عمر ہے، یہی مختار ہے، اگر یہ عمر پوری ہو جائے تو ان کا کہنا کہ ہم بالغ ہیں، تسلیم کیا جائے گا بشرطیکہ کوئی ظاہر امر ان کی بات کو نہ جھٹلائے، مثلاً یہ کہ ان جیسے عمر والوں کو احتلام ہو سکتا ہو، ورنہ ان کی بات قبول نہ کی جائے گی، شرح و ہبانیہ و شرنبلالیہ میں ہے کہ ان کی بات بلوغ کی علامت کی وضاحت کرنے پر تسلیم کی جائے گی اور قسم نہ لی جائے گی اھ مختصر، اور ردالمحتار میں جامع الفصولین کے حوالے سے فتاویٰ نسفی سے منقول قاضی محمود سمرقندی کے بارے

فی الدر المختار بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجارية بالاحتلام والحیض والحبل فان لم يوجد شیء فحقی یتیم لكل منهما خمس عشرة سنة به یفتی وادنی مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنین هو المختار فان بلغنا بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر وهوان یکون بحال یحتلم مثله والا لا یقبل قوله شرح وهبانیة وفي الشرنبلالیة یقبل مع تفسیر کل بماذا بلغ بلا یمین¹ اھ مختصراً، وفي ردالمختار عن جامع الفصولین عن الفتاویٰ النسفی عن القاضی محمود السمرقندی

¹ در مختار کتاب الحجر فصل فی البلوغ مطبع مجتبیٰ، دہلی ۱۹۹۳

میں حکایت کی ایک قریب البلوغ نے ان کی مجلس میں اپنے بالغ ہونے کا اقرار کیا تو قاضی نے پوچھا تو کیونکر بالغ ہوا، اس نے جواب میں احتلام کا ذکر کیا تو اس پر قاضی نے پوچھا کہ تو نے نیند سے بیدار ہو کر کیا دیکھا تو جواب میں کہا کہ تری دیکھی، تو پھر سوال کیا کہ رطوبت تو کئی قسم کی ہوتی ہے تو نے کون سی دیکھی ہے، تو اس نے کہا منی دیکھی ہے، پھر سوال کیا کہ منی کیا ہوتی ہے، تو جواب میں کہا کہ مرد کا وہ پانی جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے تو سوال کیا کہ تجھے احتلام میں کیا شکل نظر آئی جس پر تجھے احتلام ہوا، لڑکی، لڑکا، گدھی وغیرہ کیا تھا، جواب میں کہا کہ لڑکا تھا، تو قاضی محمود سمرقندی نے کہا کہ یوں پورے سوال کرنے ضروری ہیں کیونکہ کبھی کسی کے سکھانے پر جھوٹا اقرار کر دیتے ہیں، شیخ الاسلام نے کہا یہ احتلام کے بارے میں تفسیر ہے، اگر لڑکی حیض کے ذریعہ بلوغ کا اقرار کرے تو پھر بھی ایسے ہی اس سے تفسیر کرائی جائے اھ (ت)	ان مرأهاً اقرباً في مجلسه بلوغه فقال بماذا بلغت قال باحتلام قال فماذا رأيت بعد ما انتبهت قال الماء قال اى ماء فان الماء مختلف قال البنى قال ما البنى قال ماء الرجل الذى يكون منه الولد قال على ماذا احتلمت على ابن اوبنت او اتان قال على ابن فقال القاضى لابد من الاستقصاء فقد يلحق الاقرار بالبلوغ كذباً قال شيخ الاسلام هذا من باب الاحتلام وانما يقبل قول مع التفسير وكذا جارية اقرت يحيض¹ اھ

پس صورت مستفسرہ میں اگر وقت نکاح ہندہ کا بلوغ ثابت ہو خواہ شہادت شرعیہ خواہ ہندہ کا بیان مفصل سے جسے ظاہر حال ہندہ تکذیب نہ کرتا ہو، نہ صرف اتنی بات سے کہ اس کی عمر چودہ سال سے زائد ہے، بیشک اس پر چچا خواہ ماں کسی کی ولایت جبریہ نہ تھی اس کا نکاح بے اس کی اجات کے نافذ نہیں ہو سکتا، جب اس نے خبر پا کر نا منظور کیا رد و باطل ہو گیا،

در مختار میں ہے کہ ولایت کی دو قسمیں ہیں، ایک محض فضیلت کے طور پر جو کہ بالغہ پر ہوتی ہے اگرچہ باکرہ ہو، اور دوسری ولایت اجبار جو کہ نابالغہ پر ولی کو حاصل ہوتی ہے اگرچہ نابالغہ شیبہ ہو اسی میں ہے کہ اگر بالغہ کو نکاح کی اطلاع ملی تو اس نے نکاح کو رد کر دیا بعد میں اس نے کہا کہ میں راضی ہوں تو	في الدر المختار الولايه نوعان ولایة ندب على المكففة ولوبكر او ولایة اجبار على الصغیرة ولو ثیباً² وفيه بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد³

¹ رد المختار کتاب الحجر فصل فی البلوغ دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۷/۵

² در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱۹۱/۱

³ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی ۱۹۲/۱

نکاح جائز نہ ہوگا کیونکہ پہلے رد کر چکی جس کی وجہ سے نکاح باطل ہو چکا ہے۔ (ت) اور اگر اس وقت ہندہ بالغہ نہ تھی اگرچہ بعد نکاح معًا بلوغ ہو گیا ہو تو بلاشبہ اس کا ولی شرعی وہی عم حقیقی تھا اس کے ہوتے ماں یا علاتی چچا کوئی چیز نہیں، نہ سارٹیفکیٹ شرعاً کچھ اثر رکھتا ہے۔

فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبۃ علی ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبۃ فالولیۃ للام ¹ ۔	در مختار میں ہے کہ نکاح کا ولی عصبہ وراثت اور حجب کی ترتیب پر بنتے ہیں، اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ماں ولی ہے۔ (ت)

اس حالت میں یہ چچا کا بیٹا جس کے ساتھ چچا نے اس نابالغہ کا نکاح کر دیا، اگر مذہب یا اطوار یا پیشے وغیرہ کی رو سے ایسا نقص رکھتا ہو جس کے سبب اس کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہونا عرفاً موجب عار ہو یا چچا نے ہندہ کے مہر مثل میں کمی فاحش کی مثلاً مہر مثل ہزار روپے کا تھا پانسو باندھا تو ان صورتوں میں وہ نکاح سرے سے مردود و باطل محض ہوا، اور ان نقائص سے پاک تھا تو بیشک نکاح صحیح و نافذ ہو گیا جسے نہ ماں یا علاتی چچا کی ناراضی سے ضرر نہ قبل بلوغ ہندہ کی نا منظوری و بیزارگی کا اثر، ہاں بعد بلوغ اسے اختیار ملے گا کہ نکاح سے ناراضی ظاہر کر کے حاکم شرع سے بحضور شوہر نکاح فسخ کرا لے۔

فی الدر المختار ان کان المزوج غیر الاب و ابیہ لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً وان کان من کفو و بھر المثل صح و لصغیر و صغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ بشرط القضاء للفسخ ² اھ مختصراً۔ و فی رد المحتار فیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائباً لم یفرق بینہما مالک یحضر للزوم القضاء علی الغائب نہر ³ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	در مختار میں ہے کہ اگر باپ دادا نہ ہو تو غیر کفو اور انتہائی کم مہر کی صورت میں غیر کا دیا ہوا نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا، اور اگر کفو میں اور مہر مثل سے ہو تو پھر نکاح صحیح ہوگا، اور لڑکے لڑکی نابالغہ کو بلوغ پر یا بلوغ کے بعد جب نکاح کا علم ہو فسخ کا اختیار ہوگا بشرطیکہ فسخ قاضی کی نگرانی میں ہو، اھ مختصراً۔ رد المحتار میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ اگر خاوند غائب ہو تو قاضی فسخ کی کارروائی نہ کرے کیونکہ اس سے قضا علی الغیب لازم آتی ہے نہر، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۳۱ھ

² در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۳۱ھ-۱۳۲۰ھ

³ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۷/۲

مسئلہ ۳۴۷: ۲۶ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ

زید کا نکاح عمرو کی لڑکی کے ساتھ قرار پایا تھا اور شرائط یہ تھیں کہ شرع پیہری میں نکاح و مہر باندھا جائے ہنگام نکاح پڑھانے کے کچھ حجت زیادتی مہر پر زید و عمرو کے مابین ہوئی جس پر زید مجلس سے اٹھ کر مکان کو چلا گیا، عمرو نے بحالت غصہ و رنج کے اس وقت ایک موزن سے کہا کہ تم میری لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کر دو، چنانچہ بکر اس وقت مجلس میں موجود تھا، موزن صاحب نے جو کہ قاضی یا مولوی نہیں ہیں صرف تین کلمے پڑھائے اور ایجاب و قبول کر دیا، کوئی وکیل و گواہ نہیں تھا اور نہ مہر کی تعداد بکر کو بتائی، صرف یہ کہہ دیا کہ مثل لڑکی کی ماں کے مہر باندھا جائے، عمرو کی لڑکی بالغ ہے جس کی عمر پندرہ سال ہے۔ لڑکی کی ماں نے اور نہ خود لڑکی نے اجازت نکاح کی دی تھی صرف لڑکی کے والد نے اجازت نکاح کی بحالت رنج و غصہ کے دی تھی، تو ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

سائل مظہر کہ اس جلسہ میں بہت آدمی تھے تو وہی سننے والے گواہ کافی تھے نکاح ہو گیا مگر عورت جبکہ بالغہ ہے تو اگر باپ نے اس سے اجازت خاص بکر کے ساتھ نکاح کر دینے کی یا مطلق نکاح کی نہ لی تھی تو نکاح عورت کی اجازت پر موقوف رہا مگر وہ جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا اور رد کر دے گی رد ہو جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۹: ازکان پور نئی سڑک متصل گر جاگھر متصل مکان احسان اللہ وکیل ڈاکٹر اللہ یار خاں مرسلہ خداداد خاں صاحب ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

جناب مولانا صاحب زیدت معلیم فی الدارین، اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مجھے تعجب ہے کہ آج کل ندوہ کی ایسی خراب حالت کیوں ہو گئی، میں نے وہاں کے مفتی صاحب کے نام سے ٹکٹ رکھ کر ایک استفتا بھیجا مگر مطلقاً جواب نہیں دیا، ان سے اگر اس کا جواب نہیں ہو سکتا تھا تو واپس کر دینا چاہئے تھا نہ کہ دبا بیٹھا، افسوس علماؤں کا نام بدنام کرنے کو جلسہ قائم کیا گیا ہے بے شک۔

بدنام کنندہ نکلوانا می چند

(نیک نامی کو بدنام کرنے والا)

میرا تو پہلے ہی سے ارادہ تھا کہ آپ کے پاس بھیجوں مگر غلطی ہوئی کہ وہاں بھیج دیا، خیر اب بعینہم آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں کہ آپ براہ نوازش جواب سے مشرف فرمائیے، جواب کے لئے ٹکٹ پیش خدمت ہے زیادہ حد ادب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا علاقائی بھائی اس کی عینی ماں اور ماموں کے مقابلہ میں ولی جائز ہے یا نہیں؟ ورنہ تقدیر ولی جائز ہونے کے اس کی عدم موجودگی میں بلا اطلاع و رضا لڑکی بالغہ کا غیر کفو کے ساتھ ماموں اور اس کی ماں کا عقد کر دینا کیسا ہے اور نیز لڑکی کی ماں اپنے شوہر کا مترکہ دین مہر میں پاچکی ہے۔ بینو اتو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اس لڑکی کا ولی نکاح اس کا علاقائی بھائی ہے، ماں یا ماموں اس کے ہوتے کچھ استحقاق نہیں رکھتے۔

فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ فان لم یکن عصبۃ فالولاية للام (الی قولہ) ثم لذوی الارحام العبات ثم الاخوان ملتقطاً۔	در مختار میں ہے: نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ ہوتا ہے اگر وہ نہ ہو تو پھر ولایت ماں کو ہوتی ہے، انھوں نے ذوی الارحام پھوپھیاں پھر ماموں تک بیان کیا، الخ ملتقطاً (ت)

شرع مطہر میں غیر کفو وہ ہے جس کے نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں کوئی ایسا نقص ہو جس کے باعث اس عورت کا اس سے نکاح ہونا اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہو، اور یہاں عوام غیر قوم کو غیر کفو کہتے ہیں اگرچہ شرافت میں اپنا ہمسر ہو، بلکہ بعض تو یہاں تک توسیع کرتے ہیں کہ اگر اپنے سے برتر ہو شرع میں اس میں نظر نہیں، مغل پٹھان کفو ہیں، شیخ، قریشی و سادات کرام کفو ہیں، اپنا ہم قوم بد مذہب کفو نہیں، یہاں اگر عدم کفایت یہی محاورہ عامیہ کے طور پر تھا یعنی وہ شخص اس دختر کا ہم قوم نہ تھا مگر اس طرح کا کوئی نقص نہ رکھتا تھا کہ شرعاً غیر کفو ہو جب تو یہ نکاح مطلقاً صحیح و منعقد ہو گیا رضا و اطلاع برادر کی حاجت نہیں، دختر کہ بالغہ ہے اگر اس سے اذن لے کر ہوا تو نافذ ہو گیا ورنہ دختر ہی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر جائز کرے گی نافذ ہو گا رد کر دے گی باطل ہو جائے گا برادر وغیرہ کسی ولی سے کوئی تعلق نہیں لانقطاع الولاية بالبلوغ کما نصوا علیہ (کیونکہ بالغ ہونے پر ولایت منقطع ہو گئی جیسا کہ انھوں نے اس پر نص کی۔ ت) اور اگر عدم کفایت بہ معنی مذکور شرعی تھا تو یہ نکاح کہ بے رضائے ولی عصبہ ہوا اصلاً نہ ہوا کہ اگر باجائز دختر تھا تو عورت جو نکاح غیر کفو سے بے رضا عصبہ کرے باطل ہے، اور اگر ماں یا ماموں نے بطور خود بے اذن دختر کیا تو یہ وہ عقد فضولی ہو گا جسے نافذ کرنے والا کوئی نہیں کہ اختیار تنفیذ عورت کو ہوتا ہے وہ خود ایسے نکاح پر

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

قادر نہیں، اور ہر عقد فضولی کہ وقت و توقع جس کا کوئی منفذ نہ ہو باطل ہے، ولی عصبہ بھی اپنی رضا شامل کر کے اسے صحیح نہیں کر سکتا یہاں رضائے ولی قبل عقد لازم ہے بعد عقد لغو و بیکار ہے،

در مختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے جائز نہ ہونے کا فتویٰ ہے، زمانہ فساد کی وجہ سے یہی مختار ہے، ردالمختار میں ہے کہ اگر لڑکی کا ولی نکاح سے قبل اس نکاح پر راضی نہ تھا تو بعد کی رضا مفید نہیں، بحر۔ درمیں فضولی کی فصل میں ہے کہ فضولی کا ہر ایسا تصرف کہ اس کے صدور کے وقت کوئی اس کو جائز کرنے پر قدرت رکھنے والا موجود ہو تو فضولی کا وہ تصرف موقوف ہونے کی حد تک جائز ہوگا، جیسا کہ بیچ، نکاح، دینا، طلاق وغیرہ، اور اگر کوئی اس وقت جائز کرنے والا موجود نہ ہو تو یہ تصرف قطعاً منعقد نہ ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔	فی الدر المختار یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان^۱۔ فی ردالمختار هذا اذا كان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضی بعده^۲ بحر، فی الدر من فصل الفضولی کل تصرف صدر منه کبیع وتزویج وطلاق وله مجبزی ای من یقدر علی اجازتہ حال وقوعہ انعقد موقوفاً ومالاً مجبزی له حالة العقد لا ینعقد اصلاً^۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۰: از ستار گنج ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی دختر کی منگنی کر کے زوجہ اور دختر چھوڑ کر فوت ہوا، ایک دن والدہ کی غیبت میں اس لڑکی بالغہ کو چند شخصوں نے زبردستی ایک گھر میں کر دیا، والدہ نے کچہری میں دغوی کیا، ادھر کا جواب یہ ہے کہ متوفی کا ایک بھائی جو دوسرے باپ سے تھا اس نے بلا اجازت دختر و والدہ دختر کے نکاح کر دیا، پس اس صورت میں ولایت نکاح ماں کو ہے یا نہیں اور کس کس رشتے دار کو ماں کے سامنے اجازت ولایت ہے، جس نے زبردستی اس لڑکی کو گھر میں رکھا ہے اس نے لڑکی کی والدہ کا دودھ پیا ہے، بینواتو جروا

الجواب:

بالغہ پر ولایت جبر یہ کسی کو نہیں، ولی نکاح ہر عصبہ ہے یعنی نزدیک یا دور کے دادا پر داد کے اولاد میں

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱/۱

^۲ ردالمختار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۷/۲

^۳ در مختار کتاب البیوع فصل فی الفضولی مطبع مجتبائی دہلی ۳۱۲/۲

جو مرد عاقل بالغ ہو رشتے میں سگاہو یا سوتیلہ مثلاً عورت کے پردادا کے سوتیلے پردادا کی نسل میں پرپوتے کا پوتا، جب تک ان میں سے کوئی شخص عاقل بالغ موجود ہو ماں کو اصلاً ولایت نہیں، اور بعد بلوغ تو ماں کو ولایت سے کوئی تعلق ہی نہیں خواہ عصبہ موجود ہو یا نہ ہو،

کیونکہ اس کے بعد اولیاء کا حق اعتراض صرف اس صورت میں ہے جب لڑکی نے غیر کفو اور انتہائی کم مہر پر نکاح کیا ہو یا جب نکاح سے قبل ولی کو غیر کفو ہونے کا علم ہوا تو صراحتاً اس نے اپنی عدم رضا کا اظہار کر دیا ہو تو اس کا نکاح باطل کرنے کا حق ہے، اور حق اعتراض بھی صرف اولیاء عصبہ کو حاصل ہے کسی دوسرے کو نہیں، جیسا کہ دروغیرہ میں اس پر تصریح ہے (ت)	لان حق الاولیاء بعد ذلك انما هو في الاعتراض ان نکحت غیر کفو اوبغبن فاحش في مهر المثل¹ وابطال النکاح بغير الكفو اذا لم يرض الولی به قبل العقد صریحاً مع العلم بعدم الكفائة وذلك انما هو في حق العصبه لا غیر² كما نص عليه في الدر وغیره۔

دودھ شریک بھائی سے نکاح نہ ہو سکنہ خود ظاہر ہے مگر الزام اس حالت میں ہے جب انھیں دودھ شریک ہونا معلوم ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۱: از کانپور محلہ فراش خانہ عقب آبکاری سڑک جدید متصل کوڑہ گھر مکان حافظ زبیر حسن عطار مرسلہ سعید الحسن صاحب ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ کے ایک بیٹی مسماۃ رضیہ شوہر متوفی سے ہے، جب رضیہ کی عمر آٹھ برس دو مہینے کی تھی ہندہ نے رضیہ کا عقد بزمانہ نابالغی ساتھ خالد کے کر دیا لیکن بوجہ نابالغی رضیہ اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رخصت ہوئی بدستور اپنی ماں کے ساتھ رہی، اب زمانہ عقد کو چار سال سے زیادہ عرصہ گزرا اور رضیہ بھی اب ہوشیار و بالغ ہوئی، اس درمیان خالد نے ایک دوسری عورت کو رکھ لیا جس سے اطفال بھی پیدا ہوئے، خالد کی وضع اور اطوار و چال چلن ہندہ و رضیہ کو تمام تر ناگوار ہیں اور تعلق ہونا خالد سے نہیں چاہتی کمال درجہ نفرت و انکار رکھتی ہے اور خلع چاہتی ہے، حکم شرع شریف مسماۃ رضیہ کو کیا کرنا چاہئے جس سے اس کو خالد سے قطع تعلق ہو جائے اور عقد فضولی یہ عقد نابالغی کا قرار پائے گا یا نہیں؟ اور تعمیل حکم خلع کا کس طریقہ سے کیا جائے گا اور مدت نابالغی از روئے شرع شریف ہندوستان میں علی الخصوص ممالک مغرب شمال کے لئے کس سنہ و سال کی مقدار سے ہے؟ بینوا تو جروا

¹ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۲-۱۹۱۱

² درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۲-۱۹۱۱

الجواب:

صورت مسئلہ میں اگر خالد رضیہ کافو نہیں یعنی مذہب یا نسب یا پیشے وغیرہ میں ایسا کم ہے کہ اس کے ساتھ رضیہ کا عقد ہونا اولیائے رضیہ کے لئے موجب ننگ و عار ہو جب تو یہ نکاح سرے سے نہ ہوا، مگر یہ نکاح کرنے والا رضیہ کا دادا ہو جو اس سے پہلے اپنی ولایت سے کسی نابالغ کا نکاح غیر کفو سے نہ کر چکا ہو یہ نکاح اس کے اذن سے ہوا یا بعد نکاح اس نے اپنی ولایت کی حالت میں نافذ کر دیا جائز رکھا تو نکاح صحیح و لازم ہے کہ بعد بلوغ رضیہ کی ناراضی بھی اسے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی، اور اگر خالد رضیہ کافو بمعنی مذکور ہے مگر رضیہ کے لئے کوئی ولی عصبہ مثلاً عاقل بالغ بھائی یا بھتیجا یا چچا یا پیتا غرض دادا کی اولاد سے کوئی مرد موجود تھا اور ماں نے بغیر اس کے اذن کے نکاح کر دیا تو تین صورتیں ہیں اگر اس ولی نے نکاح کی اطلاع پا کر اپنی حالت ولایت میں رد کر دیا تھا تو اس صورت میں بھی وہ نکاح باطل ہو گیا کہ اب رضیہ کی رضا بھی اسے نافذ نہیں کر سکتی اور اگر سن کر اب تک ساکت رہا نہ رد کیا نہ جائز رکھا تو وہ نکاح نکاح فضولی اور اجازت ولی پر موقوف تھا، جب رضیہ بالغ ہوئی وہ اجازت خود اس کی طرف منتقل ہو آئی، اب اسے اختیار ہے چاہے جائز کر دے جائز ہو جائے گا چاہے رد کر دے، مثلاً کہہ دے میں نے اس نکاح کو رد کر دیا میں اس نکاح پر راضی نہیں، یا مجھے یہ نکاح نامنظور ہے، صرف اتنے کہنے سے رد ہو جائے گا زیادہ کسی امر کی حاجت نہیں، اور یہ اختیار رضیہ کو ہمیشہ رہے گا جب تک نکاح کو جائز نہ کر دے کہ اس کے بعد پھر اختیار رد نہیں رہتا اور اگر نکاح مذکور ولی غیر جد نے سن کر جائز کر دیا یا ابتداءً نکاح ماں نے بے اذن ولی مذکور کیا یا رضیہ کے لئے کوئی ولی عصبہ تھا ہی نہیں خود ماں ولی تھی جس نے نکاح کر دیا ان سب صورتوں میں وہ نکاح صحیح و نافذ ہو گیا مگر از انجا کہ نکاح کنندہ غیر اب و جد اور رضیہ دو شیزہ ہے اسے اتنا اختیار ملا کہ معاً بالغ ہوتے ہی فوراً فوراً اس نکاح کو فسخ چاہے تو فسخ کر دیا جائے گا اگر بعد بلوغ ذرا دیر گزری اور اس نے فسخ کا ارادہ ظاہر نہ کیا تو نکاح تام و لازم ہو گیا کہ اب اس کی رضا و عدم رضا کچھ دخل نہ رہا، اس صورت اخیرہ اور نیز اس صورت سابقہ میں جبکہ نکاح دادا کے کر دینے سے لازم ہو چکا ہو، رضیہ اگر جدائی چاہے تو اس کے ہاتھ کوئی ذریعہ سوا خلع چاہنے کے نہیں بہ عوض مہر خواہ اور مال کے جس پر شوہر راضی ہو شوہر سے طلاق مانگے اگر وہ دے دے گا قطع تعلق ہو جائے گا ورنہ صبر لازم ہے، فسخ القدر میں ہے:

بچے نے جب خرید و فروخت یا نکاح کر لیا تو یہ امور ولی کی اجازت پر موقوف ہوں گے، اور اگر اس ولی نے بچے کے بلوغ سے قبل اجازت نہ دی ہو تو لڑکا اپنے بلوغ کے بعد ان امور کو نافذ کر سکتا ہے کیونکہ	الصبي اذا باع او اشتري او تزوج يتوقف على اجازة الولي في حالة الصغر فلو بلغ قبل ان يجيزه الولي فاجاز بنفسه نفذ لانها كانت



موقوف تھے اس لئے صرف لڑکے کے بلوغ سے نافذ نہ ہوں گے اھ مختصر۔ اور تنویر الابصار میں ہے باکرہ بالغہ اگر اپنے نکاح کا علم ہو جانے پر خاموش رہے تو اس کا حق فسخ باطل ہو جاتا ہے اور جس مجلس میں علم ہوا اس مجلس کے اختتام تک باقی نہ رہے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ میں جاہل ہو، باقی مسائل مشہور اور کتب میں مذکور ہیں، (ت)	متوقفة ولا تنفذ بمجرد بلوغه¹ اھ مختصراً وفي تنویر الابصار بطل خيار البكر بالسكوت عالمة بالنكاح ولا يمتد الى المجلس وان جهلت به² وباقي المسائل مشهورة وفي الكتب المذكورة۔

نابالغی کی حد پندرہ سال کی عمر تک ہے، اس مدت سے پہلے اگر دختر کو نو برس یا پسر کو بارہ برس کی عمر کے بعد آثار بلوغ مثل احتلام و حیض ظاہر ہو گئے تو اس وقت سے حکم بلوغ ہو جائے گا ورنہ پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر لڑکا لڑکی دونوں مطلقاً بالغ سمجھے جائیں گے اگرچہ کوئی علامت بلوغ ظاہر نہ ہو بہ یفتی کما فی الدر المختار³ وغیرہ لقصر زماننا (اور اس پر فتویٰ ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے کیونکہ ہمارے زمانے کی عمریں کم ہیں، ت)

مسئلہ ۳۵۲: از احمد آباد گجرات محلہ چکھ کالو پور متصل پل گیارہ مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۱۶ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کی منگنی کرنے کے لئے سفر سے دوسرے شخص پر لکھا کہ میری لڑکی کی منگنی فلاں لڑکے کے ہمراہ کرنا لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہیں یہاں اس شخص نے جس کو فقط منگنی کی اجازت دی گئی تھی خود ولی ہو کر بعد منگنی کے نکاح بھی کر دیا اس کے والد کو خبر ہوئی کہ لڑکی کا نکاح جس کو منگنی کا اختیار دیا تھا کر دیا اس سے یہ شخص خوش ہوا اور اس کے پڑھائے ہوئے نکاح پر انکار نہ کیا، اب یہ نکاح عند الشرع منعقد ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

منگنی کی اجازت نکاح کی اجازت نہ تھی،

کیونکہ نکاح عقد ہے اور منگنی صرف وعدہ ہے جبکہ وعدہ کبھی اس لئے کر لیا جاتا کہ منگنی کرنے والے کا	فان هذا عقد وذاك وعد وقد يفعل الوعد لينتظر لخطاب ثم ينظر

¹فتح القدیر فصل فی الوکالة بالنکاح مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۹۸۳

²در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

³در مختار کتاب الحج فصل فی البلوغ مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۹۲

وَيَتَأْتِي فِيهِ فَنَافِقٌ وَافِقٌ أَجِيبٌ وَالْأَمْنَعُ فَلَا يَكُونُ الرِّضَا بِالْوَعْدِ رِضًا بِالْعَقْدِ وَهَذَا ظَاهِرٌ جَدًّا۔	جائزہ لیا جائے اور غور کیا جائے اور تاخیر کی جاتی ہے تاکہ وہ موافق ہو تو ممکن قبول کی جائے ورنہ انکار کیا جائے لہذا وعدہ پر رضا کو عقد نکاح پر رضامندی نہیں قرار دیا جاسکتا، یہ معاملہ ظاہر ہے۔ (ت)

تو یہ نکاح نکاح فضولی ہوا اور اجازت ولی پر موقوف رہا، بعد سماع خبر اگر ولی نے قوگا یا فعلًا اس کی تنفیذ ظاہر کی نافذ ہو گیا صرف دل میں خوش ہونا اور زبان سے انکار کافی نہیں لانہ سکوت والساکت لاینسب الیہ قول (کیونکہ یہ سکوت ہے اور ساکت کی طرف کوئی قول منسوب نہیں ہو سکتا۔ ت) در مختار میں ہے:

قَبْضُ وَلِيٍّ لَهُ الْإِعْتِرَاضُ الْمَهْرُ وَنَحْوُهُ مِمَّا يَدُلُّ عَلَى الرِّضَى دَلَالَةٌ لَا سَكُوتُهُ مَالِمُ تَلَدٍ ^۱ اھ مختصراً۔	لڑکی کے ولی کو مہر پر اعتراض تھا اس کے باوجود اس نے مہر وصول کیا اور ایسا کام کیا جس کو رضا پر دال قرار دیا جاسکتا ہے تو دلالتاً رضا ہوگی محض سکوت رضائے قرار پائے گا جب تک لڑکی کے ہاں بچہ پیدا نہ ہو جائے اھ مختصراً۔ (ت)

پس اگر واقع اسی قدر ہے تو نکاح بدستور اس کی اجازت پر موقوف ہے باطل کر دے خواہ نافذ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۳: ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بیوہ نے اپنا عقد ایک شریف اپنے خاندانی سے کر لیا اس پر عمر و بکر و خالد نے اسے اور اس کی ماں اور شوہر کو برادری سے نکال دیا اور ایذا دی، اس میں کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

الجواب:

اگر ہندہ نے عقد ثانی بعد عدت گزرنے کے کیا اور شوہر دوم بد مذہب نہیں جس سے نکاح باطل یا گناہ ہو اور ہندہ اگر کوئی عصبہ اپنا ولی رکھتی ہے تو شوہر دوم اس کا کفو ہو گا یا اگر کفو نہیں اور ولی نے دیدہ و دانستہ پیش از نکاح صریح اجازت دے دی ہو تو ان صورتوں میں ہندہ اور اس کی ماں اور شوہر پر کچھ الزام نہیں خالد و عمر و بکر صرف بوجہ نکاح ثانی انھیں ایذا دیتے ہیں ظالم و گنہگار اور حق العبد میں گرفتار ہیں ان پر توبہ فرض ہے، اگر نہ کریں تو خود بھی لوگ برادری سے نکال دینے کے قابل ہیں جو لوگ ان خالد و عمر و بکر کا ساتھ دیں گے وہ بھی مستحق عذاب ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبیٰ، دہلی، ۱۹۱۱

وَلَا تَعَاوُزُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ^۱	گناہ اور زیادتی میں باہم مدد نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذى مسلماً فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله ^۲	جس نے کسی مسلمان کو ناحق ستایا اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۴: ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۴۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی دس برس کی ہے، ماں نانی چچا میں سے کس کو اس کے نکاح کا اختیار ہے؟ اور دختر کا ایک بھائی بھی دوازدہ سالہ ہے۔ بینواتو جروا
الجواب:

چچا کو ہے اگر بھائی نابالغ ہو ورنہ بھائی کو، بارہ برس کی عمر میں بلوغ ممکن ہے اگر وہ دغوی بلوغ کرے مانا جائے گا کمافی الدرالمختار (جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۵: مسئلہ کرم الدین صاحب ساکن جلاپور جٹاں محلہ ساہدوان ضلع گجرات ملک پنجاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و فضلاء اسلام مبین اس صورت میں کہ خالد نے اپنی لڑکی نابالغہ جس کی عمر اندازی دس یا گیارہ برس کی تھی رحیم بخش بالغ کے ساتھ نکاح پڑھادیا اب بوجہ کوئی فساد کے دختر بالغہ مذکور چاہتی ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے آیا شرعاً ممکن ہے کہ عقد مذکور باختیار دختر موصوفہ فسخ ہو جائے۔ بینواتو جروا
الجواب:

باپ دادا جو نکاح نابالغہ کا کردیں وہ لازم ہو جاتا ہے۔ لڑکی بعد بلوغ کے خواہ کوئی اور اسے فسخ نہیں کر سکتا، مگر صرف دو تین صورتیں ہیں کہ جس کی اس وقت تفصیل کی حاجت نہیں و من لم یعرف اهل زمانہ فھو جاہل (جو اپنے زمانے کے عرف سے ناواقف ہے وہ جاہل ہے۔ ت) مستفتی صاحب کو چاہئے کہ مفصل کیفیت سے مطلع کریں کہ وہ کیا فساد ہے جس کے سبب اب عورت فسخ چاہتی ہے اور اس فساد پر

^۱ القرآن الکریم ۲/۵

^۲ کنز العمال بحوالہ طب عن انس حدیث ۰ موسسة الرسالة بیروت ۱۰/۱۶، الترغیب والترہیب والترہیب من تخطی الرقاب یوم الجبعہ مصطفی

البانی مصر/۵۰۴

کب اطلاع ہوئی؟ اور باپ بھی وقت نکاح اس پر مطلع تھا یا نہیں؟ وہ فساد بعد نکاح حادث ہوا یا پہلے سے تھا؟ غرض سب حال، بتفصیل تام بیان کیا جائے تو جواب دیا جائے، درمختار میں ہے:

لزم النکاح ولو بغین اوبغیر کفوان کان الولی المزوج بنفسه ابا اوجدا ^۱ الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	نکاح لازم ہو جائے گا جب نکاح دینے والا خود باپ یا دادا ہو اگرچہ انتہائی کم مہر سے یا غیر کفو میں ہو، الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۵۶: مسئلہ شاہ معین احمد صاحب از ڈاک خانہ نگر اسٹیشن فتوحہ ضلع پٹنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زینب کی کل ایک اولاد ہے یعنی ہندہ دختر بالغہ ہے ہندہ کے باپ نے قضا کیا، زید ہندہ کا بھائی ہے، زینب ہندہ کی ماں، اور زید برادر علاقائی نے ہندہ کی نسبت خالد بن بکر ساکن فلاں جگہ سے مقرر و پختہ پز کیا، اس کی خبر ہندہ کو بخوبی ہو گئی اس طرح سے کہ ہندہ اسی مکان میں رہتی تھی اور اس کے سامنے نسبت کی گفتگو ہوئی اور اس پر ثابت ہو گیا کہ میری نسبت فلاں جگہ فلاں شخص سے ہے گو اس سے خاص کر کسی نے نہ کہا اور پوچھا نہیں اس کے بعد رقعہ تقرری تاریخ آمد برات کا خالد بن بکر کے یہاں سے آیا اس کی اطلاع بھی ہندہ کو ہوئی چنانچہ اس روز وہ سنواری بھی گئی اور جو مراسم کہ قبل نکاح اس طرف رائج ہیں مثلاً مانجہ وغیرہ میں بیٹھنا اس سب کو اس نے انجام دیا اور کسی طرح کی نارضامندی نہیں ظاہر کیا یہاں تک کہ تاریخ مقررہ پر برات آئی اور احباب و اقربا اندر باہر جمع ہوئے، اس کی اطلاع بھی ہندہ کو ہوئی اس وقت بھی ہندہ نے کسی طرح نارضامندی ظاہر نہیں کی، زید اور برادر علاقائی نے چند شخصوں کے سامنے عمرو کو وکیل بالنکاح مقرر کیا اور عمرو نے جہاں برات کا قیام تھا وہاں جا کر سب لوگوں کے سامنے خالد بن بکر سے ہندہ کا نکاح مہر مثل پر کر دیا مگر اس کی اطلاع ہندہ کو عمرو وکیل نے یا زید برادر علاقائی نے نہیں دیا بلکہ عورتوں میں کہہ دیا گیا کہ نکاح ہو گیا۔ اور یہ بات مشتہر ہو گئی کہ نکاح ہو گیا، اس کے بعد جو مراسم شادی اس طرف رائج ہیں ان سب کو ہندہ نے بخوبی ادا کیا اور کسی طرح کی نارضامندی نہیں ظاہر کیا یہاں تک کہ رخصتی بھی ہوئی اور نوبت استراحت کی بھی آئی ان تمام متذکرہ بالا زمانہ میں کبھی ہندہ نے اپنی نارضامندی ظاہر نہیں کی اور نہ اس وقت تک کسی طرح کی نارضامندی ظاہر کرتی ہے تو یہ نکاح صحیح ہوا یا کسی طرح کا شبہ یا نقص رہ گیا، یہ شبہ صرف اس وجہ سے پیدا ہے کہ ہندہ بکر بالغہ تھی اس سے قبل نکاح زید برادر علاقائی یا کسی شخص نے صراحۃً استنراج نہیں لیا اور نہ بعد نکاح صراحۃً اس کو خبر دیا، گو اس کو خارجی طریقہ سے سب باتیں معلوم تھیں اور معلوم ہوئی اور نہ اس وقت تک اپنی نارضامندی ظاہر کرتی ہے

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۲۱ء

بلکہ ظاہراً خوش معلوم ہوتی ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب:

اس صورت میں یہ نکاح فضولی تھا اگر خبر نکاح سن کر ہندہ نے کوئی قول یا فعل اظہار ناراضی کا نہ کیا بلکہ عادل ثقہ سے نکاح کی خبر سن کر خاموش ہی ہو رہی یا خبر کسی عادل سے نہ سنی نہ ولی نے اسے اطلاع کرا بھیجی تو سکت رہی یہاں تک کہ شوہر سے برضا ہم خواب ہوئی تو نکاح نافذ و تام ہو گیا۔

ہندہ میں ہے کہ جب بالغہ نے خاوند کو جماع کا موقع دے دیا تو یہ ولی کے نکاح پر اس کی رضامندی ہوگی، درمختار میں ہے کہ اگر ولی نے نکاح دیا تو ولی کے قاصد نے یا کسی عادل اجنبی نے بالغہ کو اطلاع دی اور وہ اس پر خاموش رہی تو یہ رضامندی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	فی الہندیۃ اذا مکنت الزوج من نفسها بعد ما زوجہا الولی فہو رضا^۱ وفي الدار المختار زوجہا ولیہا واخبرہا رسولہ او فضولی عدل فسکتت فہو اذن^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴ شعبان ۱۳۲۲ھ

مسئلہ ۳۵۷: از صاحب گنج گیار مسلہ مولوی امیر الدین صاحب

علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید اور اس کی زوجہ ہندہ میں جنگ باغوائے مفسدان بدکاران پیدا ہوا، اور ہندہ کے بطن سے ایک لڑکی زید کی جس کا نام سعیدہ تھا اور عمر گیارہ برس گیارہ مہینے کی تھی بکرنے اپنے لڑکے خالد کی منسوب سعیدہ سے چاہا زید کو منظور نہ ہوا تب بکرنے ہندہ زوجہ کو برہم کرایا اور ہندہ نے اس قدر فساد مچایا کہ زید کو مجبوری ہوئی بمجبوری و تاکید و بخوف حکام ضلع بخیال اس کے کہ رفع جملہ فساد و قصہ ہو جائے گا اور یہ ثابت بھی کیا گیا تھا کہ اگر یہ عقد ہوگا تو قصہ سب دفع ہوگا صلح سے زمانہ گزرے گا اس منسوب کو منظور کیا اور سعیدہ نے اپنی لڑکی کا نکاح خالد سے بلا اذن کر دیا لیکن خالد و سعیدہ سے آج تک ملاقات نہ ہوئی اور نہ سعیدہ سے کسی قسم کی رضامندی لی گئی نہ سعیدہ کو سمجھا یا گیا کہ کیا ہوتا ہے اور بعد نکاح کے خالد لندن چلا گیا اور بحیلہ تحصیل انگریزی وہاں فسق و فجور و لہو و لعب میں مبتلا ہوا چھ برس ہوا کہ خالد لندن میں ہے نہ پڑھتا ہے نہ آتا ہے اور نہ کسی قسم کی خبر گیری یا پرسش سعیدہ کی کرتا ہے زید نے بکرنے کو خالد کو یعنی دونوں پدر و پسر کو لکھا کہ شادی کر لی جائے اور خالد آئے اور اپنی منکوحہ کو لے جائے، مگر نہ خالد آتا ہے نہ کسی قسم کی کفالت خرچہ کی سعیدہ کی خالد یا بکرنے کے باپ کی طرف سے ہوتی ہے اور بلکہ زید سے

^۱ فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۲۸۷

^۲ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹/۱

خرچہ لندن کے قیام کا طلب کیا جاتا ہے ان حالتوں سے فسخ ہوگا یا نہیں؟ اور سعیدہ مجاز ہے کہ اپنے باپ کے نکاح کو جو بخوشی نہیں بلکہ محض بمجبوری و بخوف حکام وقت و توقع رفع خرخشہ کیا تھا اور رفع بھی نہ ہوا بلکہ بعد از بسیاری جنگ کے خلع و جدائی درمیان زید و ہندہ کے ہو گئی تو ایسے نکاح کو سعیدہ توڑ سکتی ہے یا نہیں اور خالد کا کب تک انتظار کیا جائے گا، نہ وہ آتا ہے اور نہ کسی قسم کی خبر گیری اخراجات کی بھی سعیدہ کی کرتا ہے بدستور سعیدہ اپنے باپ کے گھر ماں سے بھی جدا پڑی ہے اور زید کو یہ بھی خیال ہے کہ خالد ہر گز نہیں آئے گا اور آئے گا تو بوجہ طرز معاشرت بدل جانے و صحبت غیر مذاہب کے حقوق کی تعمیل پوری پوری خالد سے ادا نہ ہوگی، ایسی حالت میں شریعت کیونکر سعیدہ کو مجبور کرے گی اور باپ کے ایک لغو و مجبوری سے عمل کے باعث وہ غریب بد قسمت سعیدہ پریشانی میں مبتلا رہے گی،

الجواب:

باہمی جھگڑے قصے نہ حد اکراہ تک پہنچتے ہیں نہ نکاح میں اکراہ کو دخل ہے اگر ولی کسی کے جبر و اکراہ ہی سے نکاح کر دے نکاح ہو جائے گا

فی الہندیۃ من الاکراہ زوجہا اولیاءھا مکرہین فالنکاح جائز ^۱	ہندیہ میں ہے کہ اگر اولیاء نے کسی جبر کی بنا پر نابالغہ کا نکاح دیا تو نکاح جائز ہوگا۔ (ت)

نہ نابالغہ سے اجازت لینے کی حاجت نہ باپ کے کہے ہوئے نکاح پر عورت کا بعد بلوغ حق اعتراض، مگر اس حالت میں کہ شوہر وقت نکاح کفو نہ تھا اور باپ اس سے پہلے بھی کبھی اپنی ولایت سے کسی لڑکی کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہو، غیر کفو وہ جس سے نکاح ہو نا عرفاً اولیاء ہندہ کے لئے وجہ ننگ و عار ہو کہ وہ نسب یا پیشے یا مذہب یا چال چلن میں رذیل و ذلیل و بدنام ہو، یہاں جب یہ صورتیں نہیں نکاح بے شک نافذ و تام و لازم ہو گیا جو کسی کے رد کئے رد نہیں ہو سکتا، یہ اس حالت میں ہے کہ سعیدہ وقت نکاح نابالغہ ہو جیسا کہ بظاہر اس کی عمر مذکور سے مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اس عمر پر بلوغ نادر ہے اگر نابالغہ تھی کہ لڑکی نو برس کی عمر میں بالغہ ہو سکتی ہے تو وہ نکاح کہ باپ نے اس کے لئے بے اذن کیا نکاح فضولی تھا اسے خبر پہنچنے پر اختیار تھا کہ رد کر دیتی مگر یہ رد اسی جلسہ خبر میں ہو سکتا تھا اگر جلسہ بدل کر رد کرے تو مقبول نہ ہوگا۔ اور تقریر سوال سے سعیدہ کا رد کرنا اصلاً ظاہر نہیں بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ساکت رہی اور بکر کا سکوت بھی اذن ہے تو نکاح یوں بھی لازم ہو گیا جس کے رد کی طرف سبیل نہیں مگر صورت

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاکراہ باب الثانی فیما یحل للمکرہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۳۵/۵

مذکور میں عورت کا ضرر صریح ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

عورتوں کو یا تو اچھی طرح رکھو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔	فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ^۱

اور فرماتا ہے:

(عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ ت)	وَعَالِمُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ^۲

اور فرماتا ہے:

جہاں آپ رہو وہاں عورتوں کو رکھو اپنے مقدور کے قابل اور انھیں نقصان نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی لاؤ۔	أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارِرُوهُنَّ لِضَعْفِهِنَّ ^۳ ۔

اور فرماتا ہے:

پورے ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ عورت کو یوں چھوڑو جیسے ادھر میں لگتی۔	فَلَا تَبْسُتُوا كُلَّ النِّبِيلِ فَنُكْرُوا هَا كَالْمَعْلُوقَةِ ^۴ ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام ^۵	دین اسلام میں نہ ضرر ہے نہ مضرت پہنچانا۔

لہذا حاکم پر واجب ہے کہ خالد پر جبر کرے کہ یا تو ہندہ کو رخصت کرائے یا طلاق دے، اور اگر وہاں کی صحبت سے خالد کا دین فاسد ہو گیا کہ نیچریوں کی طرح ضروریات دین پر ہنسنے لگا تو آپ ہی نکاح جاتا رہے گا والعیاذ باللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۸: مرسلہ حاجی احمد اللہ خان صاحب مرحوم از پبلی بھیت ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک عورت ہندہ جس کی عمر ۱۳ برس کی تھی باپ اس کا فوت ہو گیا اب ہندہ کے نکاح کی اجازت اس کی ماں نے ہندہ کی سوتیلی بہن جس کی عمر تخمیناً قریب چالیس کے ہوگی اس بہن نے ہندہ کو بچپن سے مثل اولاد کے پالا تھا اجازت دی تھی بلکہ ہندہ نے خود ہی اقرار کیا تھا ہندہ کی بہن نے سوتیلی بہن سے یہ کسلا بھیجا تھا کہ تم کو اختیار ہے جہاں چاہو اس کا نکاح کر دو ہندہ کی بڑی بہن اور بہنوئی نے اپنے کفو میں ایک شریف خاندان کے لڑکے کے ساتھ بلکہ رشتہ داری میں نکاح کر دیا اب بعد دو برس کے کچھ جھگڑا عورات میں باہم کسی بات پر ہوا یعنی ہندہ کی ساس اور ہندہ کی بڑی بہن میں، اس پر مسماء ہندہ کی ماں اور بہن دونوں اب یہ کہتی ہیں کہ ہندہ کا نکاح اس وجہ سے کہ اس عمر تک بالغ نہیں ہوئی تھی

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۱۲

^۲ القرآن الکریم ۱۹/۴

^۳ القرآن الکریم ۶/۲۵

^۴ القرآن الکریم ۱۲۹/۴

^۵ المعجم الکبیر حدیث مکتبۃ المعارف الریاض ۹/۶

وقت نکاح کے ہندہ کے چچا اور بھائی نہیں موجود تھے مگر ان کو علم تھا اور ہندہ کی ماں اور بہن میں ایک مدت سے رنج تھا آمد و رفت نہیں تھی جس پر ہندہ کی ہمشیرہ نے اس کی والدہ سے اجازت چاہی تھی قبل از مہینہ بیس روز آگے دونوں میں صلح ہو گئی اور والدہ کی لڑکی کو دو چار روز آگے اپنے مکان میں لے گئی تھی جب تاریخ نکاح قریب آئی تو پھر ہندہ کو اس کی بڑی بہن جس نے کہ اس کو پالا تھا اس کے مکان پر بھیج دیا واسطے نکاح کے، اب ہندہ کی والدہ اپنے مکان پر ہندہ کو لے گئی بڑی بہن کے مکان سے بخوشی۔ ہندہ کی بڑی بہن کے خاوند اب ہندہ کے بہنوئی ہندہ کے نکاح میں گواہ تھے، اور بہنوئی کے بڑے بھائی وکیل نکاح کے تھے، نکاح خواں نابینا تھے، تو ایسی صورت میں نکاح ہندہ صحیح قرار پائے گا یا باطل؟ بیٹو! تو جروا

الجواب:

اگر ہندہ وقت نکاح فی الواقع نابالغہ تھی اور اس کے نکاح کی اجازت اس کے جوان بھائی نے نہ دی تھی تو جو نکاح بڑی بہن نے ماں کی اجازت سے کیا بھائی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر بھائی نے نکاح کی اطلاع پا کر انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا اور اگر پسند کیا اجازت دی تو نافذ ہو گیا، اور اگر ہنوز کچھ نہ کہا اور ہندہ اب بھی نابالغہ ہے تو اب بھی بھائی کی اجازت پر موقوف ہے اگر جائز کر دے گا تو جائز ہو جائیگا رد کر دے گا تو باطل ہو جائے گا۔ اور اگر ہندہ کے بالغہ ہونے تک بھائی نے نہ رد کیا نہ اجازت دی اور اب ہندہ بالغ ہو گئی یعنی اس کی عمر پورے پندرہ سال کی ہو گئی یا اسے حیض آنے لگا تو اب وہ نکاح خود ہندہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا اور اگر رد کر دے گی باطل ہو جائے گا، اور اگر نکاح بھائی کی اجازت سے ہوا تھا یا بعد نکاح بھائی نے قبل بلوغ ہندہ اجازت دے دی تو نکاح نافذ ہو گیا مگر ہندہ کو خیار بلوغ ملے گا یعنی بالغہ ہوتے ہی فوراً فوراً اگر اس نکاح سے اس نے انکار کر دیا ایک لفظ کی دیر نہ لگائی تو دعویٰ کر کے اس کو فسخ کرا سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۶ تا ۳۵۹: مرسلہ حکیم محمد علی حسین خان صاحب جاگیر دار ریاست گوالیار صدر لشکر نیا بازار ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین سوالات مندرجہ ذیل کی نسبت:

(۱) لڑکی کے والد نے مظہر کو دہلی سے واسطے عقد لڑکی اپنی کے بہ مقام بھوپال طلب کیا اور بعد پہنچنے برات کے سرکار عالیہ میں ایک درخواست تحریر کر کے پیش کی کہ میں نے لڑکے کو بلایا ہے سرکار عالیہ خداوندی فرما کر اس کار خیر کو اپنے روکاری سے اہتمام فرمائیں، میں نے تاریخ عقد ۴ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ یوم دوشنبہ مقرر کر دی ہے

(۲) سرکار عالیہ نے یہ درخواست منظور فرما کر جملہ انتظامات ضروری کیا تب حکم نافذ فرمادیا اور صاحبزادگان دام اقبالہ اور قاضی صاحب وغیرہ کو بلاوا بھی پہنچ گیا۔

(۳) لڑکی اپنے ماموں کے یہاں تھی، لڑکے کے والد عقد کے دن لڑکی کو لانے کی غرض سے ماموں کے مکان پر گئے، ماموں نے عین وقت پر بھیجنے لڑکی سے قطعی انکار کیا، بیچارے شریف باپ نے اس غیرت کی وجہ سے زہر کھا کر اپنی جان کو ہلاک کیا۔

(۴) باپ ولی جائز کی اجازت تحریری بعد فوتی اس کے یہ عقد کیا تب کچھ وقعت اور اثر رکھتی ہے یا نہیں؟

(۵) اب ماموں لڑکی کا بوجہ نفسانیت مظہر کے ساتھ عقد کرنے سے انکاری ہے اور اسی کے قبضہ میں لڑکی ہے۔

(۶) لڑکی کا سن گیارہ سال کچھ ماہ کا ہے۔

(۷) ورثاء میں لڑکی کے ایک چچا حقیقی اور ایک ماموں حقیقی، ایک بھائی حقیقی نابالغ اور والدہ ومطلقہ یہ شخص غیر کے نکاح میں ہیں۔

(۸) لڑکی کے چچا صاحب اس لڑکی کے مظہر سے عقد کرنے پر رضامند ہیں ان کی یعنی چچا صاحب موصوف کی محض اجازت سے عدم موجودگی اور بغیر اطلاع لڑکی کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں یا کہ لڑکی کا موجود ہونا وقت نکاح لازمی ہے؟ فقط۔

الجواب

صورت مذکورہ میں جب تک لڑکی نابالغ ہے (یعنی) اسے حیض شروع نہ ہوا یا پندرہ سال کامل کی عمر نہ ہوئی اس وقت تک اس کا ولی نکاح اس کا چچا ہے اور لڑکی کے بلوغ سے پہلے اس کا بھائی بالغ ہو جائے تو ولایت چچا سے بھائی کی طرف منتقل ہو جائے گی بہر حال ماموں یا ماں کو اس کے نکاح کا کچھ اختیار نہیں، تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

نکاح کا ولی، وراثت اور مانع ہونے کی ترتیب کے مطابق عصباء بنفسہ ہوتے ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ولایت ماں کو حاصل ہوگی، پھر بہن کو پھر والدہ کی طرف سے بھائی پھر ذوی الارحام میں پھوپھی پھر ماموں کو حاصل ہوتی ہے۔ (ت)	الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبۃ فالو لایۃ للام ثم للاخت ثم لولد الام ثم لذوی الارحام العمت ثم الاخوان¹۔

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۳۱ء

دختر کی نابالغی میں چچا یا بالغ ہو کر بھائی اگر اس کا نکاح ایسے شخص سے کر دے گا جو اس لڑکی کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس دختر کا نکاح باعث ننگ و عار ہو نہ دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کرے مثلاً لاکھ روپیہ مہر مثل ہو یہ پچاس ہزار باندھ دیں، جب ان دونوں نقصانوں سے خالی ہو تو چچا یا بھائی کا وہ کیا ہوا نکاح نافذ ہوگا نہ لڑکی سے اذن لینے کی ان کو حاجت نہ اطلاع دینے کی نہ وقت نکاح لڑکی کے وہاں موجود ہونے کی، یہ سب بے ضرورت امور ہیں۔ در مختار میں ہے:

لولی النکاح الصغیر والصغیرۃ جبراً ^۱ ۔	باپ دادا کو نابالغہ پر جبری نکاح کی ولایت ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

لو زوجھا الاقرب حیث ہو جائز النکاح ^۲ ۔	اقرب جہاں بھی نکاح کرے جائز ہوگا۔ (ت)

ماں یا ماموں کو اس نکاح پر اصلاً اعتراض نہیں پہنچ سکتا، ہاں لڑکی کہ دو شیرہ ہے اگر بالغ ہوتے ہی معاکہ دے گی کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں، یا اول سے اسے اطلاع نکاح نہ تھی تو بعد بلوغ جس وقت خبر پائی فوراً نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے تو اس صورت میں البتہ خود اس کو اختیار ہوگا کہ حاکم شرع کے حضور رجوع کرے چچا یا بھائی کا کیا ہوا نکاح فسخ کرا لے، در مختار میں ہے:

ان کان المزوج غیر الاب وابیہ ان کان من کفو وبمہر المثل صح ولہما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ بشرط القضاء للفسخ وبطل خیار البکر بالسکوت لو عالمۃ بالنکاح ولا یتمتد الی آخر المجلس ^۳ ۔	اگر نکاح دینے والا باپ دادا نہ ہو تو کفو اور مہر مثل کی صورت میں نکاح صحیح ہے لیکن نابالغ اور نابالغہ کو بلوغ پر یا بلوغ کے بعد علم ہونے پر بشرط قضاء فسخ کا اختیار ہوگا، اور بالغہ باکرہ کا اختیار اس کو علم ہو جانے پر سکوت کی وجہ سے باطل ہو جائے گا، اور مجلس کے اختتام تک یہ اختیار باقی نہ رہے گا، (ت)

ہاں چچا یا بھائی جس سے نکاح کر دیں اگر وہ بمعنی مذکور دختر کا کفو نہ ہو اگرچہ ہم قوم ہو یا مہر مثل میں کمی فاحش کریں تو سرے سے نکاح ہوگا ہی نہیں۔ در مختار میں ہے:

ان کان المزوج غیرہما لا یصح النکاح	اگر غیر باپ دادا نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں یا انتہائی

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۲۱

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۳۱

^۳ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۳۱-۱۹۲۱

من غیر کفو، او بغین فاحش اصلاً^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کم مہر سے دیا تو بالکل جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باپ کی اجازت تحریری کی عبارت محتاج نظر ہے، دیکھا جائے گا اور اب اس کا کیا اثر ہے اور اس کی چنداں حاجت بھی نہیں کہ ولی شرعی موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۷: مسئلہ محمد صبور صاحب ولد منشی محمد ظہور صاحب مرحوم مغفور ساکن بریلی محلہ پل قاضی ۱۲ صفر ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بیوہ نے ایسے رنڈوے شخص کے ساتھ نکاح کیا کہ جس کے دو لڑکے زوجہ اولیٰ سے تھے اب زن و شو سے ایک دختر پیدا ہوئی بعدہ اس شوہر ثانی کا انتقال ہو گیا، ازاں بعد اس بیوہ عورت نے پھر اپنا نکاح کر لیا اب وہ لڑکی جو شوہر ثانی سے پیدا ہوئی تھی نابالغ ہے کہ جس کا نکاح اس عورت اور حال کے تیسرے شوہر نے ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ بموجودگی اس کے والدین کے کر دیا جس کے اندر ابتداء قرار داد و نسبت میں قبل از نکاح دوسرے شوہر کے دونوں لڑکوں کا بھی مشورہ رضامندی تھا لیکن وقت نکاح کے یہ دونوں لڑکے موجود نہ تھے اب یہ دونوں لڑکے اس نکاح سے نارضامند ہیں۔ آیا یہ نکاح جائز طریقہ سے ہوا یا ناجائز طور پر؟ اور اب قابل رہنے کے ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

شوہر دوم یعنی پدر دختر کے دونوں لڑکے کہ زوجہ اولیٰ سے ہیں اگر بالغ ہیں اس دختر کے ولی ہیں، اگر ان دونوں یا ان میں سے ایک نے پیش از نکاح عورت کے شوہر سوم یا خود عورت کو اس دختر کا نکاح اس نابالغ کے ساتھ کرنے کی اجازت دی تھی اور وہ نابالغ اس دختر کا کفو تھا یعنی نسب وغیرہ میں ایسا کم نہ تھا جس کے سبب اس سے نکاح اس دختر کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو یہ نکاح صحیح و جائز و نافذ واقع ہوا اور بلا وجہ صحیح شرعی اب ان لڑکوں کی ناراضی معتبر نہیں۔

فان من سعی فی نقض ماتم من جہتہ فسعیہ مردود علیہ۔ جو اپنے نام کئے ہوئے معاملہ کو توڑنے کی کوشش کرے تو اس کی یہ کوشش مردود ہے۔ (ت)

ہاں دختر کو اختیار ہوگا کہ اگر پسند نہ کرے تو بالغہ ہوتے ہی محاکمہ انکار کر دے نکاح فسخ کر دیا جائے گا "لانہ غییر اب وجد" (کیونکہ یہ غیر باپ دادا ہیں۔ ت) اور اگر لڑکوں نے ان کو نکاح کرنے کی اجازت نہ دی تھی اگرچہ وقت مشورہ اپنی رضامندی ظاہر کی تھی تو یہ نکاح کہ دختر کی ماں اور اس کے شوہر سوم نے بے اجازت اولیاء کیا اجازت اولیاء پر موقوف رہا ان لڑکوں نے خبر نکاح سن کر اگر کوئی کلمہ رضا کہہ دیا یا کوئی فعل

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۲/۱

کہ رضا پر دال ہو کیا تو نکاح نافذ ہو گیا، اور اب ان کی نارضامندی بلا وجہ صحیح شرعی معتبر نہیں بلکہ وہی بحال بلوغ دختر کو اختیار انکار تو دعویٰ فسخ ہوگا اور اگر کوئی قول و فعل رضا کا بعد نکاح ان سے صادر نہیں ہوا تھا کہ انھوں نے اسے رد کر دیا تو نکاح رد ہو گیا اور اب یہ دختر اس سے محض اجنبیہ ہے اور اگر وہ لڑکا اس عورت کا کفو نہیں یعنی کوئی ایسی کمی رکھتا ہے جس سے اس کے ساتھ نکاح اولیائے دختر کے لئے باعث بدنامی و مطعون ہو تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں اگرچہ خود لڑکوں نے کیا ہوتا اگرچہ دختر بعد بلوغ اس پر راضی ہوتی۔

لانه یفتی فی غیر الکفو بعدم الصحة اصلا لفساد الزمان ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	کیونکہ زمانہ کے فساد کی وجہ سے غیر باپ دادا کا دیا ہوا نکاح غیر کفو اور غیر مہر مثل میں بالکل صحیح نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۶۸: از بدایوں براہم پور مرسلہ عظیم اللہ خاں صاحب ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید پدر ہندہ نابالغہ کو بکر نے ازراہ فریب یہ یقین دلایا کہ خالد اس کا ہم قوم اور شریف الخاندان ہے اور اس طرح زید کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ اپنی نابالغہ دختر ہندہ کا نکاح نابالغ سے کرے، چنانچہ خالد کے ساتھ زید نے اپنی دختر نابالغہ کا عقد کر دیا، ہندہ بعد عقد خالد کے ماموں زاد ہمشیر کے گھر جس کے زیر پرورش خالد بیان کیا گیا تھا، ہی صغیرہ ہندہ کو اب علم اس بات کا ہوا کہ خالد اس کا ہم قوم و کفو نہیں ہے بلکہ ولد الحرام و ذلیل قوم ہے تو ہندہ نے خالد کو اپنا شوہر نہیں جانا اور نہ اس کے پاس آئی گئی اور معاہدہ نکاح جو مرتب ہوا تھا بوقت بلوغ فسخ کر دیا، یہ انفساخ مطابق شرع محمدی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

ہاں صورت مستفسرہ میں نکاح فسخ کیا جائے گا یعنی ہندہ کو اختیار دعویٰ اور بعد دعویٰ حکماً فسخ ہوگا قاضیوں و فتح القدر و بزاز یہ ورد المختار وغیرہ میں ہے:

زوج بنتہ من رجل ظنہ مصلحاً لا یشرب مسکراً فاذا هو مد من فقاالت بعد الکبر لا ارضی بالنکاح ان لم یکن ابوہا یشرب المسکر	کسی شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح ایسے شخص سے کر دیا جس کے متعلق باپ کو گمان تھا کہ صالح ہے اور شراب نہیں پیتا تو بعد کو معلوم ہوا کہ وہ شراب کا عادی ہے بیٹی نے بلوغ پر باپ کے کئے ہوئے نکاح کے بارے میں کہا کہ میں راضی

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۱۱

ولاعرف به وغلبه اهل بیتها مصلحون فالنکاح باطل بالاتفاق ^۱ اھ	نہیں ہوں تو اگر باپ شرابی نہیں اور لڑکی کا خاندان غالب طور پر صالح لوگ ہیں تو بالاتفاق یہ نکاح باطل ہے اھ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

معناه انه سيبطل كما في الذخيرة لان المسألة مفروضة فيما اذا لم ترض البنت بعد ما كبرت كما صرح به في الخانية والذخيرة وغيرهما وعليه يحصل ما في القنية زوج بنته الصغيرة من رجل ظنه حر الاصل وكان معتقافهو باطل بالاتفاق اھ وعلم من عبارة القنية بسبب الفسق انه لا فرق في عدم الكفاءة بسبب الفسق او غيره حتى لو زوجها من فقير او ذى حرفة ولم يكن كفوالها لم يصح افاده في البحر ^۲	اس کا معنی یہ ہے کہ وہ باطل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے، کیونکہ مسئلہ کی صورت اس مفروضہ پر ہے کہ لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد عدم رضا کا اظہار کیا ہو جیسا کہ ذخیرہ اور خانیہ وغیرہما میں اس کی تصریح کی ہے، اور قنیہ کے اس مسئلہ کو کسی نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے کر دیا جس کے بارے میں اسے گمان تھا کہ یہ اصلی آزاد ہے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کسی کا آزاد کردہ ہے تو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہے بھی اسی پر محمول کیا جائے گا اھ اور قنیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر کفو فسق یا کسی اور وجہ سے ہو دونوں میں فرق نہیں۔ حتیٰ کہ کسی نے نابالغ کا نکاح فقیر یا کسی کسی سے کر دیا اور یہ کفو نہ تھا، تو بھی نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اس کا افادہ بحر میں ہے۔ (ت)

رد مختار میں ہے:

الفرقة ان من قبلها ففسخ وان من قبله فطلاق وشرط لكل القضاء الاثنان ^۳	اگر لڑکی کی طرف سے تفریق کی وجہ ہے تو فسخ ہوگا، اور اگر خاوند کی طرف سے ہو تو وہ طلاق ہے اور ہر صورت میں قضا شرط ہے ماسوائے آٹھ صورتوں کے۔ (ت)

^۱ ردالمحتار باب الكفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۱/۲، فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الكفاءة مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ ۱۲۲، فتح القدير فصل فی

الكفاءة مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۹۵/۳

^۲ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲

^۳ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳

خانہ میں ہے:

لايكون الفسخ لعدم الكفاءة الا عند القاضي لانه مجتهد فيه ¹ اهـ	كفو نہ ہونے کی بنا پر فسخ صرف قاضی کے ہاں ہی ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۹: مسئلہ خان بہادر مولوی محمد خلیل اللہ خان ڈاک خانہ گولہ ضلع کھیری

مسماۃ ہندہ نے انتقال کیا اور اولاد و دختری سے دو لڑکیاں چھوڑیں وقت انتقال میں مسماۃ مذکورہ کی لڑکیوں نے اپنے حقیقی نانا کی پرورش ہر قسم کی اس وقت تک پائی، دختران کی عمر سن بلوغت کو پہنچی ہے، والد لڑکیوں کا اپنے وطن میں موجود ہے اور کسی قسم کی امداد پرورش دختران مذکور نہیں کرتا، والد والدہ دختران مذکور کا شادی کا انتظام کرتا ہے تو والد منع آتا ہے، والد شریک شادی دختران مذکور بوجہ اس کے کہ صرفہ شادی سے علیحدہ رہے، نہیں ہوتا ہے، تو ایسی حالت میں حقیقی نانا بحیثیت ولی کے نکاح کر سکتا ہے اگر نکاح دختران مذکور کا حقیقی نانا ایسی حالت مذکور میں کر دے تو کیا مناسب ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

لڑکیاں جبکہ بالغ ہو گئیں ان پر ولایت جبریہ کسی کی نہ رہی، ان کی رضا سے جو نکاح ان کا ہو صرف دو حالت میں ولی یعنی ان کے باپ کو ان پر اعتراض کا حق ہوگا، اول یہ کہ جس سے نکاح کیا جائے وہ اس دختر کا کفو یعنی نسب یا مذہب یا چال چلن یا پیشہ وغیرہ کسی بات میں اس سے اتنا کم ہو کہ اس سے نکاح ہونا پدر دختر کے لئے باعث ننگ و عار ہو، اس صورت میں تو جب تک باپ پیش از نکاح اس شخص کو غیر کفو جان کر صراحۃً اجازت نہ دے نکاح ہوگا ہی نہیں محض باطل ہوگا۔ دوم یہ کہ دختروں کے مہر میں کمی فاحش کی جائے مثلاً اس کا مہر مثل ہزار روپے ہو اور پانسو باندھا جائے، اس صورت میں باپ کو اعتراض کا حق ہوگا یہاں تک کہ شوہر مہر پورا کر دے اور جب ان صورتوں سے پاک ہو یعنی جس سے نکاح کیا جائے وہ نسب و مذہب وغیرہ میں دختر سے ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا پدر دختر کے لئے باعث مطعون و بدنامی ہو، اور مہر مثل میں بھی کمی فاحش نہ کی جائے، تو لڑکیوں کی اجازت سے نانا کا ایسا کیا ہو نکاح صحیح و تام و نافذ و لازم ہوگا جس پر پدر دختران کو کوئی اعتراض نہیں پہنچتا، در مختار میں ہے:

لا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ ²	باکرہ بالغہ پر ولایت اجبار نہیں کیونکہ اس کے بالغ ہو جانے پر ولایت ختم ہو چکی ہے۔ (ت)

¹ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الکفاءة نوکسور لکھنؤ ۱۲۲

² در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

اسی میں ہے:

نفل نكاح حرة مكلفة بلارضی ولی وله اذاكان عصبۃ الاعتراض فی غیر الكفو ویفتی فی غیر الكفو بعدم جوازہ اصلاً ^۱ ۔	آزاد عاقلہ بالغہ کا اپنا کیا ہوا نکاح ولی کی رضا کے بغیر بھی نافذ ہوگا، ولی اگر عصبہ ہو تو اس کو غیر کفو کی صورت میں اعتراض کا حق ہے اور غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ (ت)

اسی میں ہے:

لو نكحت باقل من مهرها فلولی العصبۃ الاعتراض حتى یتم مهر مثلها ویفرق القاضی بینهما دفعا للعار والله تعالیٰ اعلم۔ ^۲	اگر لڑکی نے انتہائی کم مہر پر اپنا نکاح کیا تو ولی عصبہ کو حق اعتراض ہے حتیٰ کہ مہر مثل پورا کریں، اور قاضی ولی کی عار کو ختم کرنے کے لئے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۷۰: از موضع ساندھن ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مرسلہ محبوب احمد صاحب ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
والد ہندہ نابالغہ کے فوت ہونے پر ہندہ کے شرعی وارث موجود ہیں مگر ولی بننے سے انکار کرتے ہیں ہندہ کی ماں حقیقی جس
نے اب عقد ثانی کر لیا ہے وہ یا اس کا شوہر ثانی ولی بن سکتے ہیں یا نہیں؟
الجواب:

ولی بننا نہ بننا اختیاری نہیں۔ جس کو شرع مطہر نے ولی کیا وہ ولی ہے اس کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا، ہاں اگر صورت یہ ہے
کہ کفو موجود ہے اور ولی بلا وجہ شرعی اس کے نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اور اس انکار میں کفو کے فوت ہونے کا اندیشہ
صحیح ہے تو جو ولی بعد ہے اگرچہ ماں ہو اگرچہ نکاح کر چکی ہو وہ وہاں کے عالم دین سنی صحیح العقیدہ کے صوابدید سے نابالغ کا
نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۱: از افضل گڑھ ضلع بجنور محلہ قاضی سرائے مرسلہ راغب الدین صاحب ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ایک دختر پیدا ہوئی، جب عمر دختر کی تین سال کی ہوئی زید نے ہندہ کو طلاق دی، وہ دختر بھی ہندہ
کے پاس رہی، بعد ختم ہونے عدت کے ہندہ نے اپنا نکاح بکر سے کیا، جب دختر کی عمر قریب نو سال کے ہوئی تب اس کا نکاح
ہندہ نے اور بکر نے ایک سے کر دیا وہ شخص بالکل اسلام سے

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

^۲ درمختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵۱

واقف نہیں، نہ روزہ رمضان شریف نہ نماز کبھی ادا کرتا ہے، اب عمر دختر کی پندرہ سال ہے وہ پابند صوم و صلوة ہے اور کلام مجید اور دو چار کتاب مسائل کی جانتی ہے وہ اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی، اور ولی اصلی زندہ ہے اس نے اجازت نکاح نہیں دی، یہ نکاح عند الشرح درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

اتنے گول سوال کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا، نکاح بکر و ہندہ نے کیا، اس وقت لڑکی کی عمر نو برس کی تھی۔ معلوم ہونا چاہئے کہ بالغہ تھی یا نابالغہ، نو برس کی لڑکی بھی بالغہ ہو سکتی ہے، اس نکاح کی خبر زید کو کب پہنچی، اور اس نے اس وقت یا اس کے بعد کیا کہا، وہ لفظ لکھے جائیں، رخصت کس کے اختیار سے ہوئی، شوہر کے یہاں سے باپ کے یہاں بھی آنا جانا رہا یا نہیں۔ لڑکی اگر اس وقت نابالغہ تھی تو کب بالغہ ہوئی، اس کو کتنا زمانہ گزرا پھر وہ جو شوہر کے یہاں نہیں رہنا چاہتی یہ کتنے زمانہ سے ہے، اور یہ کراہت صرف قلب سے ہے یا زبان سے بھی کچھ کہا، کہا تو کیا لفظ کہے اور کب کہے، شوہر سے اس کے کوئی اولاد بھی ہوئی یا نہیں، ان سب باتوں کا مفصل جواب لکھنے پر حکم لکھا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

مسئلہ ۳۷۲: از چھاؤنی ملتان مرسلہ کریم بخش صاحب خانساماں

حسین بخش خانساماں کی دختر کی شادی پیر بخش خانساماں از کوہ سپاٹو ضلع شملہ عرصہ گیارہ بارہ برس کا ہوا کہ جس وقت بر خور داری کی نسبت پیر بخش خانساماں کے ساتھ بندوبست کیا گیا تھا تو اس وقت پیر بخش خانساماں کی پہلی زوجہ جو کہ شادی کی ہے سبب نہ اولاد ہونے کے دوسری شادی کا انتظام کیا دختر حسین بخش کے ساتھ، پیر بخش اقرار گھر دامادی کا کیا جو رجسٹر مسجد کوہ سپاٹو ضلع شملہ میں موجود ہے، اور پیش امام مسجد کے جنھوں نے نکاح پڑھایا تھا وہ بھی اسی وقت موجود ہیں، جس وقت نکاح وغیرہ سے فارغ ہوئے تو دوسرے دن پیر بخش نے جھگڑنا شروع کیا کہ میری زوجہ میرے ہمراہ بھیج دو، لڑکی کے والدین نے بیچ کی رو سے انکار کیا کہ چند عرصہ تم ہمارے ہمراہ رہو جب تمھاری بی بی کی رضا تمھارے ساتھ جانے کی ہو جائے لے جاؤ، اس شخص نے اصرار کیا کہ میرے ہمراہ ابھی بھیج دو، یعنی شروع سے جھگڑا یہاں کئی ایک ماہ ان کا جھگڑا رہا، چند عرصہ کے بعد جو کہ زوجہ پیر بخش کا چھوٹا بھائی تھا اس نے فیصلہ کیا کہ پیر بخش کی زوجہ کو پیر بخش کے ہمراہ کر دیا، بعد عرصہ کے لڑکی حمل سے ہوئی تو اپنی ماں کے پاس آئی، لڑکی پیدا ہوئی جو اس وقت تیرہ چودہ برس کی ہے، جس وقت لڑکی دو ماہ کی ہوئی تو زوجہ پیر بخش اپنے خاوند کے ساتھ چلی گئی، بہ سبب نا اتفاقی ان دونوں عورتوں میں جھگڑا رہا، چھ ماہ کے بعد زوجہ پیر بخش پھر اپنے والدین کے پاس آگئی پھر ان کا اتفاق کر دیا گیا، پھر زوجہ پیر بخش اپنے خاوند کے ہمراہ چلی گئی، عرصہ تین ماہ بعد پھر واپس بھیج دی، پیر بخش کے پھر بعد کو لڑکا پیدا ہوا جو کہ عمر گیارہ بارہ برس کا ہے، نہ تو اس شخص

نے کھانا کپڑا دیا نہ اپنے بچوں کو لے گیا، چار دفعہ پنچایت میں فیصلہ ہوا کہ جو کچھ زر بچوں کی پرورش کرنے میں ہوا وہ ادا کر دو اور اپنے بال بچوں کو لے جاؤ، مگر یہ شخص پنچوں میں بھی اقرار کر گیا وہ پورا نہ کیا نہ جواب دیا یعنی بہتیرا کچھ اس شخص کو سمجھایا گیا لیکن اس عرصہ گیارہ بارہ برس میں کوئی خیال نہ کیا، پچھلے سال اس لڑکی کے ماموں نے منگنی بھی کر دی اس وقت بھی کوئی خیال نہ کیا بلکہ خود جا کر لڑکی کے ماموں نے کہا کہ یا تو تم لڑکی کی شادی کرو اگر تم لڑکی کی شادی نہیں کر سکتے تو تم لاد عوی ہو، کوئی جواب نہیں دیا، اب لڑکی کے ماموں نے چاہا کہ شادی کر دی جائے، تو پیر بخش نے اپنے خسر کے نام نوٹس دی کہ تم لڑکی کی شادی نہ کرنا ورنہ ہم کچھری میں دعویٰ کریں گے آپ کی زیر باری ہوگی اس لڑکی کا ماموں ملتان گیا پیچھے نوٹس دی، اس گیارہ بارہ برس کے اندر ایک پیسہ اپنے بال بچوں کو نہیں دیا گواہ موجود ہیں، یہ فیصلہ آپ کے پاس بھیجا جاتا ہے کہ آپ شریعت کی رو سے فتویٰ عنایت فرمائیں۔

الجواب:

لڑکی بالغہ ہے یعنی اسے ماہواری عارضہ آتا ہے جب تو نکاح میں خود لڑکی کی اجازت کافی ہے، بشرطیکہ کسی غیر کفو سے نکاح نہ ہو، یعنی ایسے نہ ہو جو مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں اتنا کم ہو جس سے نکاح اس دختر کا پیر بخش کے لئے باعث ننگ و عار ہو، اور اگر لڑکی نابالغہ ہے تو ضرور اس کے باپ کی اجازت درکار ہے بے اس کی اجازت کے اگر ماں یا ماموں یا کوئی نکاح کر دے گا تو پیر بخش کی اجازت پر موقوف رہے گا، وہ جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا رد کر دے گا باطل ہو جائے گا، ہاں اگر کفو کے ملتے ہوئے پیر بخش نکاح میں تاخیر کثیر کرے جس سے ضرر کا اندیشہ ہو نہ آپ نکاح کرے نہ دوسرے کو اجازت دے تو اس وقت پیر بخش سے اتر کر نابالغہ کا جو ولی ہو گا مثلاً دادا پھر سگا بھائی پھر سوتیلہ پھر سگا بھتیجا پھر سوتیلہ پھر سگا چچا پھر سوتیلہ پھر سگے چچا کا بیٹا پھر سوتیلے کا، غرض دادا کی اولاد میں کوئی مرد عاقل بالغ کہ باپ کے بعد اس سے قریب تر کوئی نہ ہو اسے اختیار ہو گا کہ لڑکی کا نکاح کسی کفو بمعنی مذکور سے کر دے اور اس وقت باپ کو اعترض کا کوئی حق نہ ہو گا اگر دادا پر دادا دور و نزدیک کی اولاد قریب و بعید میں کوئی ایسا مرد نہ ہو اس وقت ماں کو اختیار ملے گا، درمختار میں ہے:

ان لم تکن عصبۃ فالولاية للام ¹ ۔	اگر عصبات نہ ہوں تو ولایت ماں کو حاصل ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے:

یثبت للابعد التزویج بعصل الاقرب	اقرب کے نکاح نہ کرنے پر ابعد کو نکاح دینے کا

¹ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

ای بامتناعه عن التزویج اجماعاً خلاصۃ ^۱ ۔	بالاجماع اختیار ثابت ہے۔ خلاصہ۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

بامتناعه عن التزویج من کفو بمهر المثل امالو امتنع عن غیر الکفو اولکون المهر اقل من مهر المثل فلیس بعاضل ^۲ ۔	مہر مثل اور کفو میں اقرب کے نکاح نہ کرنے پر ابعء کو اختیار ہے ورنہ اگر اقرب کم مہر اور غیر کفو میں نکاح سے انکار کرے تو پھر اس کو مانع قرار دینا درست نہیں ہے۔ (ت)

یہاں ضرر سے مراد یہ ہے کہ کفو ملتا ہو اور اس کے ساتھ اس نابالغہ کا نکاح کسی وجہ سے خلاف مصلحت نہ ہو مہر مثل بھی
پورا دینے کا کہتا ہو اور بلا وجہ باپ نہ مانے اور نکاح نہ کرے نہ کوئی دوسرا کفو موجود ہو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس
حالت میں اور جو اولیاہم نے شمار کئے ان میں سے جو قریب تر ہو اس سنی دیندار عالم کی رائے سے جو وہاں سب سے زیادہ
فقیہ ہو اس کفو موجود سے مہر مثل یا اس سے زائد پر نکاح کر دے۔

وذلك لانهم اختلفوا في المراد بالا بعد الذي يثبت له التزويج بعرض الاقرب فذهب في شرح الوهبانية ان المراد لا بعد من اولياء النسب وبه جزم في البحر ونقله في الدرثم استدرك عليه بما في القهستانی عن الغياشي لو لم يزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الكفو ^۳ اه قال شای خوف فوته ^۴ ثم نقل عن رسالة العلامة الشرنبلالی كشف المعضل فيمن عزل نصوصاً وافرة متظافرة على المعضل فيمن عزل	یہ اس لئے کہ اس ابعء کے بارے جن کو اقرب کے انکار پر نکاح دینے کا جواز ہے میں فقہاء کا اختلاف ہے، تو وہبانیہ میں اس طرف رجحان ہے کہ ابعء اولیاء سے مراد نسبی اولیاء ہیں اور بحر میں اسی پر جزم کیا ہے، اور درمیں اس کو نقل کیا اور پھر اس پر استدراک کرتے ہوئے قہستانی میں غیاثی کے حوالے سے کہا کہ اگر اقرب نکاح نہ کرے تو کفو کے فوت ہونے کی صورت میں قاضی نکاح کر دے اھ شارح نے کہا کہ کفو کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو قاضی نکاح کر دے، پھر انھوں نے علامہ شرنبلالی کے رسالہ کشف المعضل فیمن عزل

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴۱

^۲ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۶/۲

^۳ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴۱

^۴ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۶/۲

ان المراد بالبعد القاضی ولا قاضی ههنا فقد تدارکنا بما ذکرنا من جمیع النظیرین، واللہ المستعان واللہ تعالیٰ اعلم۔	سے بہت سی نصوص نقل کیں کہ البعد سے مراد قاضی ہے اور یہاں قاضی نہیں ہے اس لئے ہم نے نقصان کا تدارک کرتے ہوئے مذکور اولیاء کو ذکر کیا ہے تاکہ دونوں مصلحتیں جمع ہو جائیں، اور اللہ تعالیٰ سے ہی امداد طلب کی جاتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۷۳: از موضع پکریا ڈاک خانہ بانکی ضلع ڈالٹن گنج مرسلہ سید منہاج الحق صاحب احزابی ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ ہندہ کے شوہر نے قضاء کیا اور عمرو سے بیوہ کا ناجائز تعلق ہوا، بعد خبر پانے کے بکر نے جو ہندہ کا پچا ہے بسا سرزنش گھر میں بند رکھا اور کچھ دنوں باہر نکلنے نہ دیا اور بزور اپنے لڑکے زید سے جس کی بی بی موجود ہے بے رضامندی جو بخوف ہلاکت ہندہ نے قبول کیا نکاح کر دیا، وکیل نکاح واقعہ معلومہ نے بمقابلہ شاہدین اجہل جو چچا زاد بھائی بیوہ کے ہیں برضامندی اجازت عقد نکاح چاہی، بخوف جان ہندہ نے قبول کیا اور اذن دیا، بعد دو چار ماہ کے موقع وقت پا کر عمرو کے یہاں چلی آئی اور ہنوز اس کے مکان میں موجود ہے۔ ہندہ سے بمقابلہ چند گواہاں پوچھا گیا حلفاً بیان کیا کہ ہم کو ہر گز ہر گز منظور نہ تھا جر سے بکر وغیرہ کے جو دھمکی ہلاکت دیا تھا اقبال کیا بعدہ ہم دونوں کو یعنی نائحین کو لوگوں نے ایک مکان میں بند کر دیا، چنانچہ خلوت صحیحہ بھی اسی قاعدہ مسطورہ صدر سے ہوا پس صورت مستفسرہ میں امید وار جواب باصواب کا ہوں، ایسا نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں کیونکہ ہندہ نے اقرار زبانی کیا دلی حالت کسی کو معلوم نہیں، صورت مذکورہ بالا میں طلاق کی بھی ضرورت ہوگی یا نہیں؟ حسب بیان و خواہش ہندہ بغیر طلاق عمرو سے نکاح یا بعد طلاق وعدت؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر واقعی اکراہ و مجبوری کی صورت نہ تھی صرف دھمکی تھی اور اسے بھی صحیح طور پر اندیشہ جان نہ تھا جب تو وہ اذن صحیح ہو گیا اور اگر اس وقت واقعی اکراہ تھا اور شوہر کے پاس جانا بلا اکراہ ہوا تو اگر پہلے نہ بھی تھی اب ہو گئی، ان دونوں صورتوں میں نکاح ہو گیا اور بغیر موت یا طلاق شوہر وانقضائے عدت دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا، اور جانا بھی باکراہ تھا اور جیسا کہ ہندہ کا بیان ہے خلوت بھی باکراہ ہوئی، تو یہ مسئلہ شدید الاشکال ہے کتابوں میں اس کا جزئیہ کہیں نہیں، علامہ خیر الدین رملی کی نظر حاشیہ بحر الرائق میں صحت توکیل کی طرف گئی اور حاشیہ منخ الغفار میں عدم جواز کی طرف علامہ شامی نے کتاب الاکراہ میں اول کی طرف میل فرمایا اور آخر میں بھی لکھا کہ:

الحاصل ان المحل محتاج الی زیادة	حاصل یہ کہ یہ مقام زیادہ تحریر و تحقیق کا محتاج ہے

التحریر وهذا غاية ما وصل اليه فهمنا القاصر، واللہ تعالیٰ اعلم۔	اور جہاں ہمارا قاصر فہم پہنچا وہ یہی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

فقیر نے اس پر تعلیقات میں ان کی اباحت سے جواب دئے اور تعلیقات کتاب الطلاق میں اولاً وجوہ جواز لکھ کر انہیں رد کیا اور عدم جواز کی ترجیح بیان کی اور آخر میں یہی لکھا کہ:

بالجملة محل اشتباه ولا بد من تحریر فوق ذلک، و اللہ تعالیٰ اعلم۔	غرض یہ کہ محل اشتباہ ہے تو اس کی صفائی کے لئے اس سے زائد تحقیق کی ضرورت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

ایسی شدید مشتبہ حالت میں بھی احتیاط یہی ہے کہ بلا طلاق و مرور عدت نکاح ثانی کی جرأت نہ کی جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۳۷۴: از سہرام ضلع گیا مرسلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب ۳ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ
نابالغ کے نکاح میں اس کے ولی سے ایجاب کے کرانے کی نوبت پہنچے گی تب تعین مہر بحیثیت ولی کے ہوگی پس بعد بلوغ اقبالا سے وہ نابالغ مہر کے ناراض ہو اور نکاح کرے تو کیا حکم ہوگا، بیینواتو جروا
الجواب:

وہ ولی جس نے نابالغ کا نکاح کیا اس کا باپ نہ ہونے کی حالت میں دادا ہے ایسا جو اس سے پہلے کوئی نکاح اپنی ولایت سے مہر میں ایسے فرق کثیر پر یا غیر کفو سے نہ کر چکا ہو نہ اس نکاح کے وقت نشہ میں ہو جب تو نکاح صحیح اور مہر لازم ہو گیا، نابالغ کو کسی وقت کوئی حق اعتراض نہیں، اور اگر نکاح کرنے والا اب وجد کے سوا اور کوئی ولی ہے یا اب وجد ہیں اور اس وقت نشہ میں تھے یا اس سے پہلے بھی کوئی نکاح اپنی ولایت سے ایسا کر چکے تھے اور مہر مثل سے فرق کثیر ہے مثلاً پسر کا نکاح ہے اور عورت کا مہر مثل دس ہزار تھا انھوں نے پندرہ ہزار بندھوایا یا دختر کا نکاح ہے اور مہر مثل دس ہزار تھا انھوں نے پانچ ہزار بندھوایا تو اس صورت میں نکاح سرے سے ہوگا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت ہے، اور اگر فرق فاحش نہیں مثلاً پسر کے نکاح میں دس ہزار کا گیارہ ہزار یا دختر کے نکاح میں دس ہزار کا نو ہزار، تو نکاح ہو گیا، پھر اگر وہ ولی جس نے نکاح کیا غیر اب وجد ہے تو صغیر و صغیرہ کو خیار بلوغ ملے گا جو غیر اب وجد کے نکاح کرنے میں مطلقاً ملتا ہے اگرچہ مہر مثل میں کوئی کمی بیشی نہ ہوئی ہو، صغیرہ اگر بکر ہے تو بالغہ ہوتے ہی فوراً یا اس کے بعد علم نکاح ہو تو علم پاتے ہی معاً اگر اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے گی تو دعویٰ کر کے قاضی سے فسخ کرا سکے گی اور صغیرہ اگر شیب ہے یا صغیرہ کا نکاح ہے تو انہیں بعد بلوغ مطلقاً اختیار اعتراض رہے گا جب تک صراحۃً

اپنی رضا ظاہر نہ کریں یا کوئی فعل ایسا نہ کریں مثلاً بوسہ و کنار جو رضا پر دلیل ہو، در مختار میں ہے:

اگر نکاح دینے والا باپ یا دادا ہو تو انتہائی کم یا زیادہ مہر یا غیر کفو میں نکاح لازم ہو جائے گا بشرطیکہ یہ باپ یا دادا سوء اختیار میں معروف نہ ہوں، اور اگر وہ اس میں معروف ہوں تو کم مہر اور غیر کفو میں ان کا دیا ہوا نکاح بالاتفاق صحیح نہ ہوگا، اور ایسے ہی اگر وہ نشہ میں ہوں تو صحیح نہ ہوگا، اور باپ دادا کا غیر نکاح دے تو غبن فاحش یعنی انتہائی کم مہر اور غیر کفو میں نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا، اور اگر انھوں نے مہر مثل اور کفو میں کیا ہو تو صحیح ہوگا لیکن نابالغ لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے پر یا بلوغ کے بعد نکاح کے علم پر فسخ کا اختیار ہوگا، اور اگر لڑکی باکرہ بالغہ ہو تو غیر کے کئے ہوئے نکاح پر خاموشی سے اس کا خیال فسخ ختم ہو جائے گا بشرطیکہ اس کو اپنے نکاح کا علم ہو اور خاموشی کے بعد مجلس کے اختتام تک یہ اختیار باقی نہ رہے گا، اور نابالغ لڑکے اور ثیبہ کا اختیار محض خاموشی پر ختم نہ ہوگا جب تک بالغ ہونے پر صراحتاً اظہار رضامندی نہ کر دیں، یا دلالتاً مثلاً بوس و کنار وغیرہ سے رضا ظاہر نہ ہو جائے اور ان دونوں کے، اختیار والی مجلس سے اٹھ جانے سے بھی ان کا اختیار باطل نہ ہوگا، کیونکہ اظہار رضا کے لئے ان دونوں کو عمر بھر اختیار باقی رہتا ہے جب تک کہ راضی نہ ہو جائیں یا رد نہ کر دیں اھ ملتقطاً (ت)	لزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مہرہا و زیادة مہرہ او بغیر کفو ان کان الولی المزوج اباً او جدالم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لایصح النکاح اتفاقاً و کذا لو کان سکران وان کان المزوج غیرہما لایصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً وان کان من کفو وبہر المثل صح ولہما خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ وبطل خیار البکر بالسکوت عالمة بالنکاح ولا یبتدأ آخر المجلس وخیار الصغیر والثیب اذا بلغا لایبطل بالسکوت بلا صریح رضا او دلالة کقبلة ولس و لا بقیامہا عن المجلس لان وقتہ العمر فیبقی حتی یوجد الرضا^۱ اھ ملتقطاً۔

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا مہر مثل سے زائد مہر پر یا نابالغ لڑکی کا مہر مثل سے کم مہر پر یا غیر کفو میں نکاح دے یا نابالغ بیٹے کا نکاح لونڈی سے یا غیر کفو والی	اذا زوج الرجل ابنہ بامرأة باکثر من مہر مثلہا او زوج ابنتہ الصغیرۃ باقل من مہر مثلہا او وضعہا فی غیر کفو

^۱ در مختار باب الولی مطبعت مجتبائی، دہلی، ۱۳۹۳-۱۹۲

اوزوج ابنه الصغیر امةً او امرأة لیست بکفوله جاز فی قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وقال صاحبہا رحمہما اللہ تعالیٰ لایجوز ان فاحش واجمعوا علی انه لایجوز ذلك من غیر الاب والجد ولا من القاضی¹۔	عورت سے کر دے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق یہ نکاح جائز ہونگے، اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر جائز ہوگا، جبکہ باپ دادا کے غیر حتی کہ قاضی کے دئے ہوئے یہ نکاح ناجائز ہونے پر اجماع ہے۔ (ت)

عالمگیری میں ہے:

لو زوج ولده من غیر کفو بان زوج ابنه امةً او ابنته عبدا اوزوج بغبن فاحش بان زوج البنت ونقص من مهرها اوزوج ابنه وزاد علی مهر امراته جاز عند ابی حنیفہ تبیین وعندهما لاتجوز الزیادة والحط الالبما یتغابن الناس فیہ قال بعضهم فاما اصل النکاح فصحيح والاصح ان النکاح باطل عندهما کافی والخلاف فیما اذا لم یعرف سوء الاختیار الاب اما اذا عرف فالنکاح باطل اجماعاً وكذا اذا كان سکران السراج الوهاج² اھملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اگر اپنے بیٹے کا نکاح غیر کفو مثلاً لونڈی سے یا نابالغہ بیٹی کا نکاح غلام سے کر دیا، یا اس کا نکاح انتہائی کم مہر پر کر دیا، یا بیٹے کا نکاح کر کے اس کی بیوی کا مہر زائد کر دیا، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر جائز ہوگا، تبیین، اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر اتنی زیادتی یا کمی پر نکاح کیا جو مروج کے مطابق نہ ہو تو یہ جائز نہیں ہے، بعض کے نزدیک صاحبین کے قول پر اصل نکاح صحیح ہو جاتا ہے، کافی، یہ امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ باپ سوء اختیار سے معروف نہ ہو اور اس میں مشہور ہو تو بالا اجماع باطل ہے، اور یوں ہی اگر وہ نشہ میں ہو تو بھی باطل ہے، سراج الوہاج، اھ ملقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۷۵: از مندریا ہو ضلع جو پور محلہ قضیانہ مرسلہ حافظ کریم بخش صاحب ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۲۶ھ زید نے قضا کی اس کا ایک حقیقی بھائی جو مدت دراز سے علیحدہ رہتا ہے اور مرحوم سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا تھا زندہ ہے، زید کی ایک لڑکی جو اب قریب بلوغ ہے اور اس کی شادی برادری میں دس رجب المرجب کو

¹ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الاولیاء نوکشتور لکھنؤ ۱۶۴

² فتاویٰ ہندیہ الباب الخامس فی الکفاء نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۹۴

ہونے والی ہے، اس لڑکی کی ایک سوتیلی ماں ہے جس نے اس کی پرورش کی اور شادی بھی کرتی ہے، زید کے حقیقی بھائی سے اس نے اس کی شادی کے متعلق مدد چاہی کہ تمام اہل برادری کے سامنے اس نے انکار کیا کہ میں نہ اس شادی میں شریک ہوں گا نہ مجھ سے کسی قسم کا واسطہ ہے جہاں چاہیں شادی کریں مجھ سے کوئی واسطہ نہیں، اس لئے سخت پریشانی ہے کہ اس کی بیوہ سوتیلی ماں نے کل انتظام شادی کا کر لیا ہے خدا نخواستہ اگر وہ عین وقت نخل ہو تو اس کا سخت نقصان ہوگا گو امید نہیں ہے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ اس نے سب اہل برادری کے سامنے اپنی بے تعلقی بیان کیا ہے مگر احتیاطاً ضرورت ہے کہ علماء کی بھی سند موجود ہو، لڑکی کا ولی اس کی بڑی بہن کا شوہر ہو سکتا ہے، اس کی بڑی بہن کا انتقال ہو چکا ہے او ردوسری بہن مع شوہر موجود ہے اور سوتیلی ماں کے چار لڑکے اس کے باپ کے نطفہ سے موجود ہیں جن میں سے دو کی عمر ۱۲، ۱۳ سال کی ہے اور ایک سوتیلی ماں ہے اور تمام اہل برادری ہیں ان میں اس کا ولی کون ہو سکتا ہے؟ بینواتو جروا

الجواب:

اس صورت میں اس نابالغہ کے نکاح کا ولی نہ اس کا حقیقی چچا ہو سکتا ہے نہ بہن نہ بہنوئی نہ ماں بلکہ لڑکی کا سوتیلی بھائی کہ سولہ سال کا ہے اس کے نکاح کا ولی ہے، اور دوسرا کہ چودہ سال کا ہے اگر وہ بالغ ہے تو وہ بھی ہے، درمختار وغیرہ میں ہے:

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحبب ^۱	نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ وراثت اور مانع ہونے کی ترتیب پر ہوتے ہیں۔ (ت)

لہذا لڑکی کا نکاح کفو میں مہر مثل یا زائد پر جو ان سوتیلے بھائی کی اجازت سے ہونا چاہئے، اگر ماں حقیقی بھی ہوتی تو اس کا کیا ہوا نکاح بھی اس بھائی کی اجازت پر موقوف رہتا، اور جبکہ اس کا بھائی کی اجازت سے ہو یا بعد نکاح قبل رد یہ اسے جائز کر دے اور نکاح میں مہر مثل سے کمی فاحش نہ کی گئی ہو اور جس سے نکاح ہوا وہ کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ان بھائیوں کے لئے وجہ عار و بدنامی ہو تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور چچا اس میں کسی طرح خلل انداز نہیں ہو سکتا، ہاں لڑکی کو اختیار ہوگا کہ بالغہ ہوتے ہی اگر فوراً اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے تو دعویٰ کر کے فسخ کر سکے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۶، ۳۷۷: از بلگرام ضلع ہردوئی محلہ میدان مرسلہ سید محمد تقی صاحب قادری ۲۶ صفر ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی عمر چار پانچ سال کی تھی کہ اس کے

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۳۱

ماں باپ نے قضا کی اور ہندہ کو اس کی حقیقی نانی نے پرورش کیا جبکہ ہندہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو اس کی حقیقی نانی نے ہندہ کا عقد اپنے دوسرے نواسے کے ساتھ کر دیا، گو ہندہ کے بھائی حقیقی تھے مگر اس موقع پر موجود نہ تھے جبکہ اس کا عقد اس کی نانی نے کیا تھا، لہذا شادی ہونے کے بعد سے پانچ چھ برس کامل تک ہندہ کو نہ اس کے شوہر نے روٹی کپڑا دیا اور نہ اس کے ساس سسر نے، بدستور سابق ہندہ اپنی نانی کے پاس رہی اس نے اس کو روٹی کپڑا دیا جبکہ ہندہ کی عمر چودہ سال کچھ ماہ کی ہوئی اور اس کو پہلا ایام ہوا، اس وقت ہندہ مع اپنی نانی کے اپنے محلہ کے ایک گھر میں آئی اور اس نے دوسرے دو مرتبہ عورتوں کے روبرو کہا کہ میری شادی میری نانی نے جس کے ساتھ کی تھی اس سے میں رضامند نہیں ہوں اور میں اس کے ساتھ اپنی عمر کسی طرح بسر نہیں کر سکتی ایسی حالت میں وہ نکاح ہندہ کا رہا ٹوٹ گیا؟

(۱) اس کے پانچ ماہ بعد ہندہ کا دوسرا نکاح ہندہ کی رضامندی سے دوسرے شخص کے ساتھ کر دیا گیا جبکہ وہ بالغ ہو چکی تھی اس صورت میں یہ نکاح جائز سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اگر ہندہ کا پہلا شوہر عدالتی لڑائی فساد سے اپنی عورت کو لینا چاہے تو ان تمام امور کو مد نظر رکھ کر ہندہ کو لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

جس سے ہندہ کا پہلا نکاح ہوا اگر وہ ہندہ سے منہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم تھا کہ اس کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہونا برادران ہندہ کے لئے باعث ننگ و عار و بدنامی ہو تو وہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔

یفتی بعدم الصحة فی غیر الکفو لفساد الزمان ^۱ در	فتویٰ یہ ہے کہ غیر کفو میں زمانہ کے فساد کی بنا پر اصلاً نکاح نہ ہوگا در مختار وغیرہ (ت)

اور اگر ایسا نہ تھا وہ نکاح صحیح و منعقد ہو گیا لصدورہ من فضولی وله مجبیز (فضولی سے صادر اور اس کو جائز کرنے والا موجود ہونے کی وجہ سے۔ ت) ہندہ اگر بالغ ہوتے ہی ناراضی ظاہر کرتی اس نکاح کو فسخ کر سکتی اب کہ دیر لگائی وہاں سے دوسری جگہ جا کر وہ الفاظ کہے اب نکاح لازم ہو گیا بے موت یا طلاق شوہر اول اس سے جدا نہیں ہو سکتی، (۲) دوسرا نکاح جو کیا باطل محض ہے اس پر فرض ہے کہ فوراً اس سے جدا ہو جائے، در مختار میں ہے:

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

باطل خیاب البکر بالسکوت مختارة عالمة بالنکاح ولایمتدالی آخر المجلس^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	باکرہ بالغہ کو جب علم ہو جائے تو خاموشی پر اس کا اختیار فسخ ختم ہو جاتا ہے اور خاموشی کے بعد مجلس کے اختتام تک باقی نہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۷۸: از موضع سوال ڈاکخانہ سیگتر ریاست جموں ضلع میرپور ملک پنجاب براستہ جہلم مرسلہ حافظ مطیع اللہ صاحب ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں مثلاً زید کی لڑکی نابالغہ کا بعد وفات زید لڑکی کی والدہ نے کسی جگہ ناتا یعنی ساک کر دیا اور ان نے لڑکی مذکورہ کو کسی قدر زیور اور کپڑا دیا، اپنے زعم میں انھوں نے لڑکی اپنی منکوحہ سمجھ لی، بعد گزرنے دو تین سال کے والدہ لڑکی کے پاس گئے تاکہ شادی کر دیوے، اس نے کہا مجھے فرصت نہیں، پھر چلے گئے، دوبارہ جس کے ذریعہ سے منگنی کی تھی بھیج کر سوال کیا، پھر والدہ لڑکی نے انکار کر دیا، منگنی والوں نے کہا زیور وغیرہ واپس کر دو ہم اس سے رہے، غرض وہ اپنے زیورات وغیرہ لے کر واپس چلے آئے اور دعویٰ ناتا چھوڑ دیا، اب لڑکی بالغ ہے اور اس کی والدہ مر گئی ہے دوبارہ ناتے والے تقاضا کرتے ہیں کہ ہم نے ناتا نہیں چھوڑا اور نہ ہم نے زیور لیا وکیل نے لیا ہوگا، آیا بروقت منگنی نابالغ کا اس کی والدہ یا چچا یا برادر نے کر دیا اس کو بموجب شریعت اختیار فسخ ہے بکرم ولہما الخیار فی غیبر الاب والجد (نابالغ اور بالغہ کو غیر باپ دادا کے دئے ہوئے نکاح میں اختیار ہوتا ہے، ت) لیکن بروقت بلوغ قاضی کے نزدیک بیان دیوے اور قاضی حکم فسخ کرے، چونکہ اس ولایت میں کوئی قاضی نہیں تو کیا اس ملک میں علم علماء فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:

محض منگنی کوئی چیز نہیں اور ان کا منکوحہ سمجھ لینا باطل ہے جبکہ ایجاب و قبول نہ ہوا ہو، اس صورت میں فسخ کی کیا حاجت کہ نکاح ہی نہ تھا جسے فسخ کیا جائے، ہاں اگر ایجاب و قبول ہو گیا تو بے شک صورت مذکورہ میں نابالغہ کو اختیار فسخ ہے، اگر بالغہ ہوتے ہی فوراً اسی مجلس میں انکار و اعتراض کرے تو دعویٰ فسخ کر سکتی ہے، علم وافقہ اہل بلد بحضور زوج فسخ کرے اور اس کی تنفیذ بذریعہ کچہری کرالے، اور اگر مجلس بلوغ میں سکوت کیا تو اب دعویٰ فسخ نہیں کر سکتی نکاح لازم ہو گیا جبکہ کفو سے ہوا ہو یعنی زوج زوجہ سے مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے اس کا نکاح اولیاء کے لئے عرفاً باعث تنگ و عار ہو کہ اس صورت میں غیر اب وجد کا کیا ہوا نکاح باطل محض ہوتا ہے، جب سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت،

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱ھ

یہ تمام مسائل مذہب کی عام کتب میں تصریح شدہ ہیں جیسے درمختار وغیرہ۔ اور عالم فقیہ والامسلک حدیقہ ندیہ میں امام عتابی سے منقول ہے، ہم نے ان تمام کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	والمسائل کلھا مصرحة بها فی عامة زبر المذهب کالدرالمختار وغیره ومسألة العالم فی الحدیقة الندیة عن فتاوی الامام العتابی وقد فصلنا الكل فی فتاونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۹: از شہر بریلی محلہ بہاری پور مسئلہ حمید اللہ صاحب یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی کی عمر ۱۳ سال کی ہے اور اس کے والد نے خط اپنی بیوی کے نام اس مضمون کا بھیجا ہے کہ جس طرح چاہو کرو تمہیں اختیار ہے، ماں نکاح کرنا چاہتی ہے اور والد اس کے یہاں موجود نہیں ہیں عدم موجودگی میں والد کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر ثالث ہو کہ خط اس کا ہے تو ماں کو اختیار ہے اگر لڑکی نابالغہ ہو اور بالغہ کی خود اپنی اجازت معتبر ہوتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸۰: از کوٹلی ڈاک خانہ خاص ضلع مظفر پور مسئلہ عبد العظیم شاہ صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو تین شادی محل اولیٰ (مرحوم) سے دو لڑکے ایک لڑکی اور محل ثانی لاولد مرحوم، محل سوم (قائم) سے دو لڑکے اور ایک لڑکی، زید نے محل اولیٰ کی اولاد کو اپنی حیات میں علیحدہ کر دیا، جو کہ زید کو بدرمیاں اولاد محل اولیٰ کے کوئی سروکار نہیں بلکہ سننے میں آتا ہے کہ زید نے محل اولیٰ والی اولاد کو عاق کیا تھا اور زید محل سوم کے ساتھ مع اولاد کے رہتے تھے، زید نے اپنی حیات میں محل سوم کی لڑکی کی نسبت بکر کے لڑکے سے کی تھی یعنی نسبت شادی کی مقرر ہوئی تھی، چونکہ عمر لڑکی کی دس برس کی تھی بعد مقرر کرنے نسبت مذکور کے زید نے قضا کیا، بعد قضا کرنے زید کے ایک سال بعد مسماۃ محل سوم نے اپنی لڑکی کی شادی بولایت خاص بکر کے لڑکے کے ساتھ کر دی، اس درمیان میں محل اولیٰ والی اولاد سے جو کہ عاق شدہ ہے اس سے معاملہ حقداری کا ساتھ محل سوم مسماۃ کے تھا، بعد شادی ہونے تھوڑے زمانہ کے اور اٹھ جانے معاملہ کے محل اولیٰ والی اولاد نے محل سوم والی مسماۃ کو اپنی رائے میں یعنی میل میں لے آئے، اب محل اولیٰ والی اولاد کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ عقد ناجائز ہوگا کیونکہ اس لڑکی کا وارث میں ہو سکتا ہوں یعنی اس کا ولی میں ہوں گا بلکہ اس لڑکی کو اپنی سسرال سے لا کر اپنے گھر میں رکھ لیا ہے اور دوسری شادی کرنے پر لڑکی آمادہ ہے آیا یہ عقد جو کہ مسماۃ محل سوم والی نے بولایت اپنے کیا ہے کیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

فی الواقع بھائی اگرچہ سوتیلا ہو اس کے ہوتے ماں کو ولایت نہیں، جو نکاح ماں نے کیا اور کسی جوان بھائی کا اذن نہ تھا، نہ بعد نکاح کسی جوان بھائی نے جائز کیا اسے جو جوان بھائی فسخ کرے فسخ ہو جائے گا، اور عاق کردینا شرعاً کوئی چیز نہیں، نہ اس سے ولایت زائل ہو، درمختار میں ہے:

لو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ^۱ -واللہ تعالیٰ اعلم۔	اگر ولی ابد ولی اقرب کی موجودگی میں نکاح کردے تو یہ نکاح اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۸۱: از بسولی ضلع بدایوں مرسلہ محمد ایوب حسن صاحب سلمہ، ولد قاضی محمد یوسف صاحب ۲۱ رجب ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہاجرہ خاتون عرف بنو دختر راحت حسین مرحوم کا جس کی عمر اس وقت پندرہ برس چھ ماہ ہے اس کی ماں بسا ز اپنے بھائی اولاد حسین اور بھانجے قطب الحسن (قطب الحسن کو ہاجرہ کی بڑی بہن بیابھی ہے) جبکہ مکان پر کوئی شخص از ذکور موجود نہ تھا اپنی بہن کے لڑکے عزیز الحسن سے جو قطب الحسن مذکور سے چھوٹے ہیں بوکالت اپنے بھائی حقیقی اولاد حسین مذکور و بگواہی بندہ حسن جو قطب الحسن و عزیز الحسن مذکور کے عم زاد ہیں و بگواہی احمد حسین جو قطب الحسن کے قریبی رشتہ دار ہیں نکاح پڑھوایا، بیان ہاجرہ خاتون جو کہ بموجودگی ممتاز حسین و فرحت حسین و صولت حسین کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر بیان کیا میرے سامنے قبل نکاح کے واقع کے چند مرتبہ میری بہن زوجہ قطب الحسن نے عزیز الحسن سے میرا نکاح کئے جانے کا تذکرہ کیا مگر میں نے قطعی انکار کیا اور میرے اس انکار کی خبر قطب الحسن و عزیز الحسن اور ان کی والدہ اور میری ماں اور بہنوں کی کو کماحقہ ہو چکی تھی اب بوقت نکاح جب مجھ سے اذن طلب کیا گیا میں بوجہ لحاظ شرم و آواز بلند اس مجمع میں انکار نہ کر سکی مگر انکاری سر ہلایا اور اُلوں ہونہ جو انکار تھا کیا تھا میری آواز نکلتی ہی میری بہنوں اور خالہ و ماں نے غل و شور مچا دیا کہ ہو گیا ہو گیا، میں عزیز الحسن کے ساتھ نکاح کئے جانے کے نہ قبل اس واقعہ کے نہ اس وقت اور نہ اب رضامند ہوں مجھ پر خدا اور اس کے رسول کی پھٹکار ہو جو اس وقت ایک لفظ بھی غلط کہتی ہوں، بیان گواہ بندہ احسن جو تحریر کرایا گیا ہے، بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۸ء بوقت ۵ بجے شام قطب الحسن مجھ کو قاضی ٹولہ بغرض نکاح عزیز الحسن کے لئے گئے وہاں پر جا کر مجھ کو معلوم ہوا کہ تم گواہ ہو کہ مسماۃ بنو

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۴۱ء

دختر راحت حسین کے گیا تھا وہاں جا کر مجھ کو گواہ بنایا گیا میں نے اندر جا کر اس کی والدہ سے دریافت کیا اس نے اقرار کیا اور اجازت نکاح کی دی پھر میں نے لڑکی سے اذن طلب کیا وہ پردہ میں تھی اندر سے اُس کی آواز آئی پھر نکاح پڑھوا دیا گیا فرحت حسین بوقت نکاح موجود نہ تھے، دستخط احمد حسین، وکیل صاحب مسٹی قاضی اولاد حسین علیل تھے اور اس کے بعد زیادہ علیل ہو گئے اور انتقال ہو گیا، کوئی بیان تحریری حاصل نہ ہو سکا، قاضی صاحب نے جنھوں نے کہ نکاح پڑھایا ہے مکان پر یا اس موقع پر قسم ذکر سے کسی کو نہ پا کر قطب الحسن سے کہا گیا کہ ایسا نکاح پڑھوا کر مجھ کو کسی مقدمہ میں ماخوذ تو نہ کراؤ گے جو کوئی مرد مکان پر موجود نہیں ہے جس کا جواب قطب الحسن نے یہ دیا کہ کسی مرد کی کچھ ضرورت نہیں ہے لڑکی خود بالغ ہے قاضی صاحب نے لڑکی سے ایجاب قبول کر دیا، اندر کا کچھ حال اس وقت قاضی صاحب کو گواہان اور وکیل صاحب کے بیانات سے طرح طرح کے شکوک عدم جواز نکاح کے پیدا ہوئے جس کی وجہ سے ضرورت فتویٰ لینے کی ہوئی، معروضہ احقر، اب وہ لوگ طرح طرح کے دباؤ رخصت کے ڈالتے ہیں اور لڑکی بالکل قطعی انکار کرتی ہے حتیٰ کہ جان دینے پر آمادہ مگر وہاں رخصت کئے جانے کو منکر ہے، معاملہ مذکور بالا کو غور فرما کر حکم شرع شریف سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب:

اللہ واحد قہار عالم الغیب والشاہدہ ہے۔ یہ معاملہ حلال حرام اور وہ بھی خاص شرمگاہ کا ہے جس کی حرمت سخت اشد ہے، اگر واقع میں ہاجرہ بالغہ نے اذن دے دیا تھا اگرچہ دباؤ سے اگرچہ جبراً تو نکاح صحیح ہو گیا اور اب اسے انکار کا کچھ اختیار نہیں اگر نہ مانے گی اور دوسری جگہ نکاح کرے گی تو زنا ہو گا زنا زنا، اور اگر واقع میں اس نے انکار کیا تھا اور اسے اذن بنا کر ہو گیا ہو گیا اڑایا تو حرام حرام سخت حرام ہے کہ اسے عزیز الحسن کی زوجہ سمجھا جائے پہلی صورت میں ہاجرہ اور دوسری میں عزیز الحسن وغیرہ اس کے ساعی مستحق لعنت الہی و عذاب شدید ہوں گے باقی جو شہادتیں مذکور ہوئیں ثبوت اذن کے لئے محض ناکافی ہیں ان کی بنا پر ہاجرہ کہ اذن سے منکر ہے مجبور نہیں کی جاسکتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸۲: از پبلی بھیت محلہ شیخ چاند متصل سرانے پختہ مرسلہ حافظ ولایت احمد صاحب ۸ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا نکاح چچا حقیقی کی ولایت سے جو اس کے علم میں نابالغہ تھی بعدم موجودگی ہندہ و مادر ہندہ زید نابالغ کے ساتھ بولایت دادا حقیقی زید عرصہ پانچ سال کا گزرا ہوا تھا، دو سال سے زید بالغ ہے اب رخصت کرانا چاہتا ہے تو مادر ہندہ سے معلوم ہوا کہ ہندہ وقت نکاح کے بالغہ تھی ماں ہندہ کی رخصت نہیں کرتی ہے اور کہتی ہے کہ نکاح صحیح نہیں اور مادر ہندہ کے بیان کی تصدیق کر لی گئی کہ صحیح ہے،

الجواب:

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ ہندہ بالغہ تھی اور اس سے اذن نہ لیا گیا اور بچانے نابالغہ سمجھ کر بے اذن لئے خود پڑھادیا تو یہ نکاح اجازت ہندہ پر موقوف رہا، اس پانچ برس کے عرصہ میں اگر اس نے اگرچہ اپنی ہم عمر لڑکیوں میں کوئی کلمہ اس کی اجازت کا کہا ہے جائز ہو گیا، رد کہا رد ہو گیا، اب تک کچھ نہیں کہا ہے تو اب اگر رد کر دے گی رد ہو جائے گا، جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا، یہ خوب یاد رکھئے کہ اعتبار سب میں پہلی بار کا ہے، نکاح کی اطلاع کے بعد سب میں اول اگر کلمہ رد کہا ہے رد ہو گیا، اس کے بعد ہزار بار اجازت دے بیکار ہے، اور سب میں اول اگر کلمہ اجازت کہا ہے جائز ہو گیا، اس کے بعد لاکھ بار رد کر دے بے اثر ہے، اللہ واحد قہار سے ڈرے، یہ معاملہ حلال حرام و نکاح و زنا کا ہے، جو بات واقعی ہو ظاہر کر دے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸۳ تا ۳۹۰: از قصبہ اور یا ضلع اوٹاواہ مدرسہ اسلامیہ مدرسہ مولوی عبدالحق صاحب مدرس ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) زید کی بیوی معہ بیٹی ہندہ کے اپنے والد کے گھر زید کی رضامندی سے گئی زید کا خسر جو چچا بھی ہوتا ہے اس نے اپنے خاندان کے لڑکے بکر کے ساتھ زید مذکور کی لڑکی ہندہ سے عقد کر دیا بلا اطلاع زید اور ہندہ ابھی نابالغ ہے، وہ عقد جائز ہوا یا نہیں، اس عقد کو کون اور کتنے عرصہ تک فسخ کر سکتا ہے؟

(۲) اگر ہندہ بالغ ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر پر رہی اور اس کے ہمراہ اپنے والد زید کے گھر آئی اور چندے قیام بکر یعنی ہندہ کے شوہر کا رہا، اس کے بعد وہ ملازمت پر چلا گیا، اس صورت میں یہ عقد درست ہوا یا نہیں جبکہ ہندہ بالغ ہے۔

(۳) زید کے قیام سے زید کی سرال فاصلہ پر ہے جہاں پر ہندہ کا عقد بکر کے ساتھ ہوا تھا، جس وقت زید کے ملنے والوں نے زید سے یہ سوال کیا کہ تم یہاں پر موجود رہے اور وہاں پر عقد بلا اجازت جبکہ ہندہ نابالغ تسلیم کیا جاوے کیونکر ہوا، اس وقت زید مذکور نے یہ جواب دیا کہ ہم اجازت دے آئے تھے کہ آپ عقد کر دیں اور ہم کو صرف اطلاع دیں تاکہ ہم اس خوشی میں میلاد شریف کریں، ایسی صورت میں اجازت صحیح ہوئی یا نہیں اور عقد جائز ہوا یا نہیں؟

(۴) کچھ واقعات ایسے ہیں جس سے زید کی رضامندی کا پتا چلتا ہے مثلاً زید کے مکان پر تنہا آیا بکر شوہر ہندہ کا اور قیام کیا اور زید اس کو یعنی داماد کو اکثر مجالس و بازار میں ہمراہ لے گیا، دریافت کرنے پر بھی کہا کہ یہ داماد ہے، اس کے چند یوم کے بعد وہ داماد اپنی ملازمت پر چلا گیا جس کو عرصہ ۴ یا ۵ سال کا ہوا اسی قدر عرصہ عقد کو، جس وقت وہ ملازمت پر گیا تھا اول تو خط کتابت کی بھی رہی سنا گیا ہے، اب زید کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ نہیں

معلوم کہاں پر ہے، نہ خط آتا ہے اور نہ کچھ خرچ کی خبر لیتا ہے، اول تو ہم کو یعنی زید کو اس لڑکے بکر کے ساتھ عقد اپنی لڑکی ہندہ کا منظور نہیں تھا، خیر اگر ہو بھی گیا تھا تو جبراً قہراً منظور کیا، اب تک اس کا راستہ دیکھا یعنی داماد کا، جس کو عرصہ ۴ یا ۵ سال کا ہو گیا، ان واقعات سے یہ عقد صحیح ہوا یا نہیں جبکہ ہندہ نابالغ تھی،

(۵) بعض کا یہ قیاس ہے کہ ہندہ اس وقت بالغ تھی جب عقد ہوا، اور یہ واقعات جو اوپر مذکور ہیں زید یعنی ہندہ کا جائز ولی باپ کے ساتھ پیش آئے وہ عقد جائز ہوا یا نہیں؟

(۶) اب زید کی نیت میں خلل آیا اور وہ اب نمبر ۳ کے مضمون سے انکار کرتا ہے کہ میں نے ہر گز نہیں کہا کہ اجازت دے دی تھی لیکن نمبر ۴ کے مضمون سے نہیں انکار کر سکتا کیونکہ چشم دید واقعات ہیں، نمبر ۱ کی عبارت کو تسلیم کر کے سنا گیا ہے کہ فتویٰ منگایا مگر کسی کو دکھلایا نہیں ہے، کہ اس میں کیا سوال کیا ہے محض اس بناء پر کہ وہ جائز ولی نہیں تھے میں ولی جائز ہوں مجھ کو اختیار ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ۵ سال تک تو خاموش رہا زید، اور نمبر ۴ کے واقعات اس داماد بکر کے ساتھ پیش آئے، کیا ایسی حالت میں یہ عقد اب ۵ سال کے بعد فسخ ہو سکتا تھا یا نہیں اور عقد ثانی ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو کیا یہ حرام ہے اور اولاد بھی حرامی ہوگی؟

(۷) ہم لوگ زید کے ساتھ ربط ضبط رکھیں یا نہیں؟ اگر میل جول قائم رکھیں تو سناہگار ہوں گے یا نہیں جبکہ اس نے شرع کے خلاف کیا؟

(۸) بعد میں تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ ہندہ کی رخصت نہیں ہوئی اور نہ وہ اپنے شوہر کے گھر گئی اور نہ اس کے ہمراہ شوہر مذکور آیا لیکن شوہر ہندہ کا مکان پر زید کے آیا اور قیام کیا اور زید مذکور نے اپنے ملنے والوں سے کہا یہ داماد ہے اور سب کو دکھلایا، نمبر ۳ کو اس معاملہ سے علیحدہ تصور کر کے بقیہ کل نمبروں کا جواب دیجئے اور نمبر ۲ کا جواب بھی علیحدہ سے دیجئے دوسرا واقعہ خیال فرما کر۔

الجواب:

(۱) جبکہ ہندہ نابالغہ ہے یہ نکاح اجازت زید پر موقوف رہا، اگر جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا رد کر دے گا باطل ہو جائے گا، زید اگر سکوت محض کرے کوئی قول یا فعل ایسا نہ کرے جس سے اس نکاح کا جائز یا رد کرنا ثابت ہو یہاں تک کہ ہندہ بالغہ ہو جائے تو اس وقت اس کا رد یا جائز کرنا خود ہندہ کے اختیار ہو جائے گا۔

(۲) درست ہو گیا اگر بکر ہندہ کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ ہندہ کا

اس سے نکاح زید پدر ہندہ کے لئے باعث ننگ و عار ہو۔

(۳) اجازت صحیح ہے عقد جائز ہو گیا۔

(۴) جبکہ ہندہ نابالغہ تھی اور باپ نے اسے منظور کیا اور بکر کو اپنا داماد کہا نکاح نافذ ہو گیا۔

(۵) ہندہ اگر بالغہ تھی اور نکاح اس کے اذن سے ہوا یا بعد نکاح اس نے قولاً یا فعلاً جائز کر دیا مثلاً بغیر رد کے بخوشی رخصت ہو کر گئی تو نکاح نافذ ہو گیا، جبکہ بکر ہندہ کا کفو ہوا، اور اگر ہندہ سے کوئی قول و فعل اجازت کا اب تک صادر نہ ہوا تو نافذ نہ ہوا اگرچہ اس کے باپ سے کچھ واقعات پیش آئے ہوں۔

(۶) اگر ہندہ نابالغہ تھی اور نمبر ۴ کا مضمون ثابت ہو تو وہ نکاح تام و لازم ہو گیا، زید کو کوئی اختیار اس کے فسخ کا نہ رہا، یہ نکاح ثانی باطل ہوا، اس میں قربت حرام ہوگی اور اولاد ولد الحرام، اور اگر ہندہ بالغہ تھی اور وہ کسی قول یا فعل سے نافذ کر چکی تھی جب بھی وہی جواب بکر ہندہ کا کفو ہو اور اگر نافذ نہ کر چکی تھی اور رد کر کے نکاح ثانی کیا تو حرج نہیں اگرچہ بکر اس کا کفو ہو اور اگر ہندہ نے نافذ کیا لیکن بکر اس کا کفو نہ تھا تو نکاح صحیح نہ ہوا اگرچہ بعد کو زید بھی راضی ہو لان شرط صحتہ رضا الولی قبل النکاح صریحاً مع العلم بانہ غیر کفو کما اوضحہ فی رد المحتار (کیونکہ اس کی صحت کے لئے نکاح سے قبل اس بات کا علم ہوتے ہوئے صراحۃً ولی کی رضامندی شرط ہے کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوگا جیسا کہ رد المحتار میں اس کی وضاحت کی ہے۔ ت) اس صورت میں اس غیر صحیح نکاح کو چھوڑ کر اگر نکاح ثانی کر لیا حرج نہ ہوا اور یہی نکاح ثانی صحیح ہوا اگر شرائط کا جامع ہو اور اولاد ولد الحلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) اوپر کے جوابوں سے معلوم ہوا کہ زید کس صورت میں گنہگار ہے اور کس میں نہیں۔ اگر صورت وہ ثابت ہو جس میں اس نے ایسے حرام کار تکاب کیا تو اس سے میل جول ترک کرنے میں گناہ نہیں بلکہ مناسب ہے اور نہ ترک کریں اور گناہ کو گناہ جانیں اور اس کے سبب اسے برا سمجھیں جب بھی حرج نہیں، ہاں جو سمجھے کہ میرے ترک کے سبب زید کو توبہ کرنی ہوگی وہ ضرور ترک کرے۔

(۸) صورت واقعہ میں استفتاء کا یہ طریقہ نہیں ہوتا بات پوری تحقیق شدہ پر فتویٰ لینا چاہئے بہر حال جواب ہر نمبر کا ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۱: از شہر سلطان پور محلہ پرتاب گنج مرسلہ حافظ عبدالغنی و عبدالحمید صاحبان ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح بکر کے لڑکے خالد کے ساتھ اپنے کفو میں اور مہر میں بلحاظ اپنے کفو کے کر دیا، اور زید نے کئی مرتبہ ہندہ کو رخصت بھی کیا اور بکر نے زید سے اقرار بھی لے لیا تھا کہ اگر ہندہ بالغہ ہے تب میں اس کا نکاح اپنے لڑکے خالد سے کر دوں گا ورنہ نہیں۔ لہذا زید نے اقرار کیا

کہ میرا نکاح حالت نابالغی میں ہوا تھا اب میں حد بلوغید اور خود مختاری کو پہنچ گئی ہوں مجھ کو والدین کے کئے ہوئے نکاح کے فسخ کا حق حاصل ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ مسماۃ مذکورہ کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں اور اس کے فسخ کرنے سے یہ نکاح جو باپ نے کیا ہے فسخ ہوگا یا نہیں؟

الجواب:

ہندہ کو اصلاً نکاح مذکور کے فسخ کا اختیار نہیں، نہ اس پر کچھ اعتراض کر سکتی ہے، اگر وہ نابالغہ ہی تھی جیسا کہ اس کا بیان ہے، تو باپ کے کئے ہوئے نکاح پر نابالغہ بعد بلوغ معترض نہیں ہو سکتی۔ در مختار میں ہے:

لزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفوان کان الولی المزوج اباً او جدالم یعرف منہما سوء الاختیار ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اگر نکاح دینے والے باپ دادا ہوں اور وہ سوء اختیار سے معروف نہ ہوں تو انتہائی کم مہر اور غیر کفو میں نابالغہ کا نکاح لازم ہو جاتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ

مسئلہ ۳۹۲: از پہلی بھیت مرسلہ واحد اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید شدت مرض میں تھا اس حالت میں اس کے حقیقی بھائی نے اس سے اس کی کم سن لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کرنے کی اجازت لے لی اور نکاح کر دیا، زید تین روز کے بعد انتقال کر گیا، اب لڑکی کی عمر سات برس کی اور لڑکے کی چوبیس سال برس کی ہے تو یہ نکاح ہو گیا یا نہیں؟ مکرر عرض یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کا کفو نہیں کہ وہ ذلیل عورت کی نسل سے ہے۔ لڑکی کے باپ کا بھی انتقال ہو گیا۔

الجواب:

شدت مرض صحت اجازت کو مانع نہیں،

هذا القدر مآذکره السائل فتجيب عليه ولانزید ما یكون تعلیماً۔	یہ سائل کے ذکر کردہ پر ہم جواب دے رہے ہیں، اور تعلیم کے طور پر ہم زیادہ بات نہیں کرتے۔ (ت)

ماں کا غیر کفو ہونا اولاد کو غیر کفو نہیں کر دیتا کہ نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے قال اللہ تعالیٰ: وَعَلَى الْوَلَدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ^۲

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۲/۱

^۲ القرآن الکریم ۲/۲۳۳

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا ہے۔ ت) اور بالفرض کفالت نہ بھی ہو تو باپ ایک بار غیر کفو سے بھی نکاح کر سکتا ہے لہذا صورت مستفسرہ میں وہ نکاح صحیح و لازم ہو گیا جس کے فسخ کا کسی کو بھی اختیار نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم،

مسئلہ ۳۹۳: از ریاست رامپور محلہ زینہ عنایت خاں مدرسہ عزیز یہ مرسلہ محمد سفیر الرحمان صاحب بنگالی ۳ ذیقعد ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ ایک لڑکی بالغہ اور سن بھی چودہ برس کا ہے، اس کے باپ نے جس لڑکے کے ساتھ اس کی شادی مقرر کر دی ہے وہ ہونے والا شوہر نہ کہ باپ کے ذکر کرنے سے بلکہ اور کسی طریقہ سے لڑکی کو معلوم ہے کہ میری شادی اس شخص کے ساتھ مقرر کرادی ہے اور وہ دوسرے شہر میں رہتا ہے، جب باپ عقد پڑھانے کو لڑکی کے مکان کو چلا، نہ اس وقت لڑکی سے اجازت لی اور نہ کچھ کہا بلکہ ویسے ہی وہاں جا کر مجلس میں کہہ دیا میں نے اپنی لڑکی تمہارے نکاح میں دے دی، یہ نکاح نافذ ہوا یا نہ؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر بالغہ نے پہلے اجازت نہ دی تھی نکاح اس کی اجازت پر موقوف رہا، جائز کر دے گی جائز ہو جائیگا جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو، رد کر دے گی باطل ہو جائے گا اگرچہ کوئی مانع شرعی نہ ہو، درمختار میں ہے:

لا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية	بالغہ باکرہ لڑکی کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اب
بالبلوغ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اس پر کسی کی کوئی ولایت نہ رہی، واللہ تعالیٰ
	اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۹۴: ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں دین اس مسئلہ میں کہ زید کا دادا جمال الدین شاہ مرحوم ایک درویش شخص تھا چنانچہ اس نے اپنی عمر زہد و عزلت میں ایک جگہ میں بسر کر دی اور زید کا باپ فرید الدین مرحوم ایک متورع اور عالم شخص تھا اور زید خود بھی مجتہد تعالیٰ ایک متقی اور عالم اور صوفی اہل و عیال کے تین چار برس کے نفقے کا مالک شخص ہے اور مکان مملوک رکھتا ہے، اور زید کی بیوی ہندہ ایک پابند صوم و صلوٰۃ اور تالیہ قرآن پاک اور قاریہ اور اد و وظائف عورت ہے، اور زید کی لڑکی زینب بھی ایک صوم و صلوٰۃ کی شائق اور اوراد و وظائف کی جانب

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

راغب اور کذب وغیرہ امور نامشروع سے محترز بہت نیک اور سیدھی لڑکی ہے، اسی وجہ سے زید باوجود زینب کی نسبتیں متعدد جگہ سے آنے کے زینب کے بلوغ کے بھی سات آٹھ بلکہ اور زیادہ سال بعد تک کسی شریف عالم متقی شخص کی تلاش میں تھا اور ان نسبتوں کو بوجہ ان میں سے کسی کے موافق مرضی نہ ہونے کے منظور نہیں کیا تھا کہ یکا یک عمرو (کہ جس کی بابت چار پانچ سال پیشتر خالد نے اس کا بہت متقی ہونا ظاہر کیا تھا چنانچہ کہا تھا کہ میں نے ایک حلقہ مسٹی حلقہ حبیب جاری کر رکھا ہے جس میں ایک خاص طریقے سے درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کا عمرو سر حلقہ ہے) آگیا اور اس نے زید و ہندہ کو یہ دھوکا دے کر کہ میں اخبار شائع کرتا ہوں اس میں دو سو روپیہ ماہوار نفع ہے اس میں سے پچاس روپیہ ماہوار اپنی والدہ کو ان کے خرچ کے لئے دیتا ہوں، حالانکہ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ جس مقام میں اخبار شائع کرتا تھا وہاں کئی سو روپیہ کا قرضدار تھا اور کرایہ ریل تک پاس نہ تھا دوسرے شخص کے کرایہ سے زید کے شہر تک آیا تھا اور اپنی والدہ کو ایک حبہ بھی ماہوار نہ دیتا تھا، اور اب جو زید کے شہر سے اپنے وطن میں جا کے رہا ہے کسی طرح کچھ نہیں کماتا کمال عسرت میں ہے ایک مہینہ تو کیسا ایک ہفتہ کی بھی قوت کمال نہیں اور نیز یہ فریب دے کر کہ میرے رہنے کی موروثی پختہ حویلی ہے حالانکہ کرایہ کے مکان میں رہتا ہے، اور وہ کرایہ بھی اس کی والدہ اپنی محنت مزدوری سے ادا کرتی ہے اور نیز یہ فریب دے کر کہ میں عالم ہوں میں نے حدیث شریف کی سند فلاں عالم سے حاصل کی حالانکہ یہ بالکل غلط کہ فارسی عربی کی ابتدائی کتابوں کی بھی لیاقت نہیں رکھتا اور نیز اپنے تقویٰ و ورع کا فریب دے کر کہ میں مشائخ وقت میں سے فلاں کا خلیفہ طریقت ہوں حالانکہ نماز پنجگانہ کا بھی پابند نہیں بلکہ لونڈے بازی وغیرہ امور شنیعہ کا عادی اور اشد فاسق ہے چنانچہ عقد کے پانچویں روز شب کے وقت ایک لونڈے سے پکڑا گیا پس اس کی صبح ہی کو جو گیا تو آج عرصہ قریب ڈیڑھ سال کے ہوتا ہے نہ ایک پیسہ خرچ بھیجا اور ایک ہفتہ کے وعدہ پر ماہ ۱۵۰ روپیہ قرض لے گیا تھا نہ ایک پائی اس کا دیا، زید کی لڑکی زینب بالغہ کے ساتھ عقد کر لیا، پس عقد کے بعد جب سے حالات معلوم ہوئے، تب سے زینب اور زید اور ہندہ عمرو سے سخت متنفر ہیں اور زینب اس کے یہاں جانا اور زید و ہندہ اس کے یہاں جانے دینا ہر گز منظور نہیں کرتے تو یہ ظاہر ہے کہ عمرو مالا اور دیانۃ زینب کا کفو ہر گز نہیں، اور در مختار میں ہے:

یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وهو المختار	غیر کفو میں نکاح کے اصلا عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا یہی
للفتوی ۱۔	فتویٰ کے لئے مختار ہے۔ (ت)

پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ صورت مرقومہ میں عام اس سے کہ خلوت صحیحہ ہوئی یا نہ ہوئی ہو، درمختار کی اس عبارت کے بموجب بطلان نکاح کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس عبارت کے بموجب حکم بطلان نہیں دیا جاسکتا تو کسی اور عبارت کے مطابق زینب اور اس کے اولیاء کو حق فسخ ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو فسخ کی کیا صورت ہے؟

الجواب:

نکاح مذکورہ اصلاً محتاج فسخ نہیں، فسخ تو وہ ہو جو منعقد ہوا ہو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں، باطل محض ہے، ظاہر ہے کہ زینب عاقلہ بالغہ ہے اس کا نکاح بے اس کے اذن کے نفاذ نہیں پاسکتا لانقطاع الولاية بالبلوغ¹ درمختار (بالغ ہو جانے کی وجہ سے اس پر ولایت منقطع ہو جانے پر، درمختار۔ ت) اگر یہ نکاح بے اس کی اجازت کے ہوا اور اس نے خبر پا کر رد کر دیا تو اگر کفو ہوتا جب بھی رد و باطل ہو جاتا لانہ نکاح فضولی (کیونکہ یہ نکاح فضولی ہے۔ ت) عالمگیر یہ میں ہے:

لايجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب اوسلطان بغير اذنها بكر اكانت او ثيبا فان فعل ذلك فالنكاح موقوف على اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل، كذا في السراج الوهاج ²	عاقلہ بالغہ باکرہ ہو یا ثیبہ اس کی مرضی کے خلاف کسی کا نکاح کرنا صحیح نہیں۔ یہ باپ ہو یا حاکم اور اگر کسی نے ایسا کیا تو یہ نکاح عاقلہ کی اجازت پر موقوف ہوگا اس کی مرضی ہے کہ جائز کرے تو جائز ہوگا اگر رد کر دے تو باطل ہو جائے گا۔ سراج الوہاج میں یونہی ہے۔ (ت)

اور اگر اس کے اذن سے ہوا تو خود زینب کا کیا ہوا ہے کہ غیر کفو سے کیا، فتاویٰ خیر یہ میں ہے:

تزويجه لها باذنها كتزويجها بنفسها وهي مسئلة من نكحت غير كفو ³	بالغہ کی اجازت سے نکاح ایسا ہے جیسا کہ اس نے خود کیا ہو، یہ مسئلہ غیر کفو میں اس کے نکاح کرنے کا ہے۔ (ت)

اور اگر بلا اذن کیا تھا اس نے بعد کو اجازت دی جائز رکھا تو اب بھی زینب ہی کا کیا ہوا ہے۔

فان الاجازة اللاحقة كالوكالة السابقة ⁴ خيرية و غيرهما عامة الكتب	بعد کی اجازت ایسے ہی ہے جیسے پہلے اجازت دے رکھی ہو، خیر یہ وغیرہ کتب۔ (ت)

¹ درمختار باب الولی مطبعت مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

² فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۱۲۸۷

³ فتاویٰ خیریہ باب الاولیاء والا کفاء دار المعرفہ بیروت ۲۵/۱

⁴ فتاویٰ خیریہ باب الاولیاء والا کفاء دار المعرفہ بیروت ۲۵/۱

بہر حال یہ وہ نکاح ہے کہ زن عاقلہ بالغہ نے غیر کفو سے کیا کہ فاسق ہر گز صالحہ بنت صالح کا کفو نہیں۔ در مختار میں ہے:

لیس فاسق کفو الصالحة او فاسقة بنت صالح معلنا کان اولاعلی الظاهر نہر ¹ ۔	فاسق صالحہ لڑکی ایسی فاسقہ جو صالح کی بیٹی ہو کا کفو نہیں ہے، وہ فاسق اعلانیہ فسق کرتا ہو یا مخفی طور پر ظاہر روایت پر یہی حکم ہے، نہر۔ (ت)

عامہ شروح میں ہے:

لا یكون الفاسق کفو البنت الصالحین ² ۔	فاسق نیک لوگوں کی بیٹی کا کفو نہیں۔ (ت)

متن جمع میں ہے:

لا یكون الفاسق کفو للصالحة ³ ۔	فاسق صالحہ کا کفو نہیں ہے۔ (ت)

فتاویٰ امام فقیہ النفس میں ہے:

قال بعض المشائخ رحمهم الله تعالى الفاسق لا یكون کفو لبنت الصالحین معلنا کان اولم یکن وهو اختیار الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل ⁴ ۔	بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاسق معلن ہو یا غیر معلن وہ صالحین کی بیٹی کا کفو نہیں ہے، یہی امام شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل کا مختار ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

لا یكون الفاسق کفو البنت الصالحین ⁵ ۔	فاسق صالحین کی بیٹی کے لئے کفو نہیں ہے۔ (ت)

نیز ایسا معسر کہ نہ روزانہ کھاتا ہو نہ ایک مہینے کے اپنے ہی قوت کا مالک ہو نفقہ درکنار کفو نہیں ہو سکتا اگرچہ عورت بھی
فقیر ہو، در مختار میں ہے:

تعتبر فی العرب والعجم دیانة ای تقوی	کفو میں جس چیز کا عرب و عجم میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ دیانت

¹ در مختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵/۱

² رد المحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۰/۲

³ رد المحتار بحوالہ المجمع باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۰/۲

⁴ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الکفاءة منشی نوکسور لکھنؤ ۱۶۱/۱

⁵ رد المحتار بحوالہ خانیة باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۰/۲

وما لابان یقدر علی المعجل ونفقة شهر لو غیر محترف ¹ ۔	یعنی تقویٰ، اور مال جس سے مہر معجل اور ایک ماہ کا نفقہ دینے پر قادر ہوا اگر کاریگر نہ ہو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

شمل مالو كانت فقيرة بنت فقراء كما صرح به في الواقعات معللا بان المهر والنفقة عليه فيعتبر هذا الوصف في حقه ² ۔	یہ فقیر کی بیٹی کو شامل ہے، جیسا کہ واقعات میں تصریح کی گئی ہے کہ وجہ یہ ہے کہ مہر اور نفقہ خاوند پر ہی ہوتا ہے لہذا اس کا مالدار ہونا معتبر ہوگا۔ (ت)

اور بالغہ کہ اپنا نکاح غیر کفو سے کرے باطل محض ہے جبکہ ولی رکھتی ہو مگر اس صورت میں کہ ولی نے پیش از نکاح اسے
غیر کفو جان کر صراحۃً اجازت دے دی ہو، ان میں تین شرطوں سے ایک بھی کم ہوگی نکاح اصلاً نہ ہوگا، درمختار میں ہے:

يفتي في غير الكفو بعدم جواز اطلاق تحل مطلقة ثلاثاً نکحت غير كفو بلا رضى ولي بعد معرفة اياه فليحفظ ³ ۔	غیر کفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا، لہذا تین طلاق والی نے اگر اپنے ولی کی مرضی کے خلاف غیر کفو میں نکاح کیا جبکہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو تو وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، اس کو محفوظ کرو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

يصدق بنفي الرضا بعد المعرفة وبعد مهاب وبوجه الرضا مع عدم المعرفة ففي هذه الصور الثلاث لاتحل وانما تحل في الرابعة وهي رضى الولي بغير الكفو مع علمه بانه كذلك ⁴ اھـ۔	ولی اگر کہے کہ معلوم ہونے پر میں راضی نہ ہوا یا مجھے معلوم نہ ہوا، یا معلوم ہونے کی وجہ سے میں راضی ہوا تھا تو ان تینوں صورتوں میں ولی کی تصدیق کی جائے گی اور وہ مطلقہ ثلاثہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، ہاں چوتھی صورت میں حلال ہو جائے گی وہ یہ کہ ولی کہے کہ غیر کفو کا علم ہونے کے باوجود میں راضی ہوں اھـ۔ (ت)

¹ درمختار باب الكفاة مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۵۱ء

² ردالمحتار باب الكفاة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۱/۲

³ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۱۱ء

⁴ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۷/۲

اسی میں ہے:

اس لئے اس عقد کی صحت کے لئے ولی کا صراحۃً اظہار رضامندی کرنا ضروری ہے اور اسی بنا پر اگر پہلے وہ خاموش رہا اور بعد میں راضی ہوا تو نکاح کے بعد کی رضا معتبر نہیں ہے، غور چاہئے اھ، اس پر میں نے حاشیہ لکھا، خیر یہ میں اس پر جزم بحر کی اتباع میں کیا ہے اور وجہ وہی ہے جو ہم ذکر کریں گے الخ۔ (ت)	لابد حیثئذ لصحة العقد من رضا صریحاً وعلیه فلو سکت قبلہ ثم رضی بعدہ لایفید فلیتأمل^۱ اھ وکتبت علیہ جزم بہ فی الخیریۃ تبعاً للبحر والوجه فی ماسنذ کرہ^۲ الخ۔

یہاں رضائے ولی غیر کفو جان کر نہ تھی بلکہ کفو سمجھ کر لہذا اصلاً معتبر نہیں۔ شرط انعقاد نہ پائی گئی اور نکاح بالکل محض ہوا، زینب پر فرض ہے کہ اس سے فوراً جدا ہو جائے، اگرچہ خلوت ہو چکی ہو اور زید و ہندہ پر حرام ہے کہ اسے عمر کے یہاں بھیجیں کہ وہ نر۱۱ جنبی بلکہ اس سے بدتر ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ (اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۵: از کلکتہ بھوانی پور ڈاکخانہ بھوانی پور رسہ روڈ نمبر ۱۰۹ امرسلہ شیخ حاجی نادر علی صاحب بقر قصاب ۱۵ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کی شادی چھ مہینے کی عمر میں ہوئی اور لڑکے کی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی تب دونوں کی شادی ہو گئی اور اب لڑکی کی عمر اس وقت چودہ برس کی ہے اور لڑکا یا لڑکے کا کوئی وارث ابھی تک کسی طرح لڑکی کی خبر نہیں لینے گئے اور لڑکی خدا کے فضل سے تین قسم کے علم سے بھی واقف اچھی طرح سے ہے اور لڑکا بالکل جاہل ہے کچھ علم سے تعلق نہیں، اور نہ لڑکے کی طرف سے کوئی شخص لڑکی کا پرسان حال ہوا انہی سب وجوہات سے اب لڑکی کہتی ہے کہ ہم اول شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے، لڑکی اول شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور طلاق اس پر واجب ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلہ کو حضور ارشاد فرمائیں تاکہ لڑکی اگر نکاح ثانی کرے اور لڑکے کی طرف سے کوئی کارروائی مقدمہ وغیرہ کا کرے تو ہم کو اس مسئلہ کو پیش کرنا ہوگا خوب کوشش کر کے بلکہ جو فرماویں خرچ وغیرہ کے لئے تو غلام خدمت کے لئے حاضر ہے۔

الجواب:

یہاں فتویٰ پر کوئی خرچ نہیں لیا جاتا نہ اس کو اپنے حق میں روار کھا جاتا ہے، طلاق دینا عورت کے

^۱ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

^۲ جد المبتار حاشیہ رد المحتار باب الولی حاشیہ ۱۰ المجمع الاسلامی مبارکپور ۳/۳۴۵

اختیار نہیں، نہ وہ شوہر کو طلاق دے سکتی ہے نہ اس کے دئے طلاق پڑ سکتی ہے، قرآن عظیم میں فرمایا: **يَبْدِئُ عَقْدَةَ النِّكَاحِ**¹ (اسی (خاوند) کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ ت) حدیث شریف میں ہے: **الطلاق لمن اخذ الساق**² (یہ جماع سے کنایہ ہے یعنی طلاق وہی دے سکتا ہے جو جماع کا مالک ہے۔ ت) اس کی تفصیل معلوم ہونی چاہئے کہ لڑکی کا نکاح چھ مہینے کی عمر میں اس کے باپ نے کیا یا دادا نے یا اور کسی نے اور باپ کے سوا جس نے کیا اس سے قریب تر کوئی ولی تھا یا نہیں، تھا تو کون تھا، اور اس نے قبل نکاح یا بعد نکاح خبر سن کر کیا کہا، لڑکی کو پہلا عارضہ ماہواری کس سال کس مہینے کون تاریخ کے کس منٹ پر آیا، اور اس نکاح سے ناراضی کا اظہار اس نے کس سال کس مہینے کس دن تاریخ کے کس منٹ پر کیا لڑکی کی قوم کیا ہے اور لڑکے کی کیا، لڑکا مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں بہتر یا برابر یا کتنا کمتر ہے، یہ سب باتیں ایماناً سچی سچی بتائی جائیں، توجہ صورت واقعہ ہو اس کا جواب دیا جائے گا۔ فقط

مسئلہ ۳۹۶: از جاوہر مرسلہ مولوی مصاحب علی صاحب امام مسجد چھپیان ۲۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نابالغہ کا والد زید قریباً ایک ہزار میل کی مسافت پر تھا، والدہ اور چچا بکرنے رضامند ہو کر ہندہ کے والد کی تحریری اجازت حاصل کر کے مفتی شہر کو بتا کر خود نکاح خالد کے ساتھ کر دیا، نکاح کے ڈھائی مہینے بعد زید اپنے مکان پر آیا، چنانچہ خالد نے اپنے خسر کی دعوت دی اور زید نے جلسہ دعوت میں نکاح کی رضامندی ظاہر کی، ساڑھے چار ماہ تک رسومات عیدی و دیگر رسومات دامادی خسری خالد کے ساتھ رکھے، اب باہمی رنجش ہونے پر خالد نے زید سے اپنی زوجہ رخصت کرنے کو کہا، زید کہتا ہے میں نے خط نہیں لکھا تھا، یعنی نکاح کرنے کی اجازت اپنے بھائی کو نہیں دی تھی، اور نکاح فسخ کرنا چاہتا ہے، تو کیا اس خط کے انکار سے باوجود یکہ بعد آجانے کے ساڑھے چار ماہ تک رسومات مذکورہ برتنے گئے نکاح فسخ ہو سکتا ہے؟ ہندہ کی عمر وقت نکاح بارہ برس کی تھی اور اب ساڑھے بارہ برس ہے۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں انکار خط اسے کچھ مفید نہیں انکار خط سے اتنا ہوا کہ اجازت سابقہ ثابت نہ ہوگی اور غایت درجہ نکاح نکاح فضولی ٹھہرے گا اگر یہ صورت غیبت منقطعہ کی نہ لی جائے علی مافصلناہ فی فتاونا (جس طرح ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت) مگر نکاح فضولی بعد اجازت نافذ لازم ہے اور اجازت لاحقہ مثل وکالت سابقہ کما فی الفتاویٰ الخیریۃ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ خیرہ وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ القرآن ۴/۳۳

² سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق باب طلاق العبد (۱۵۲/۱) سنن ابی داؤد (۱۵۲/۱)

مسئلہ ۳۹۷: از علی گڑھ محلہ بیرم بیگ مدرسہ عربی عائشہ خاتون مرسلہ محمد صدیق حسین صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بھتیجی کا نکاح اس کی نابالغی میں کر دیا۔ جس وقت وہ بالغ ہوئی اس وقت اس لڑکی نے اس نکاح اور شوہر کے مکان جانے سے انکار کیا، اب اس لڑکی کا نکاح باقی ہے رہا یا نہیں اور دوسری جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور مہر لازم آوے گا؟ بینواتوجروا

الجواب:

یہ معاملہ حلال و حرام بلکہ نکاح و زنا کا ہے، اللہ سے ڈریں، اور جو واقعی بات ہو اس کے حکم پر عمل کریں، غلط بیان پر فتویٰ لینا حشر میں نفع دے گا نہ زنا کو حلال کر دے گا، غیر اب وجد نے جو نکاح کفو سے کیا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ نابالغہ بفور بلوغ معًا بلاتا خیر انکار کر سکتی ہے اور ذرا بھی دیر لگائی تو نکاح لازم ہو گیا انکار کا اصلاً اختیار نہیں اور یہاں فور محض بلاتا خیر بہت نادر ہے، اللہ واحد قہار سے ڈر کر زنا کو نہایت بدتر خبیث سمجھ کر دیکھیں اگر نابالغہ نے جس گھٹے منٹ سیکنڈ میں اسے پہلا حیض آیا تو فوراً فوراً معًا معًا اسی وقت اس نکاح سے انکار کیا تو البتہ وہ دعویٰ کر کے اس کو فسخ کر سکتی ہے بشرطیکہ کفو سے ہوا ہو، اور اگر بچپانے غیر کفو سے کیا جو مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں وقت نکاح ایسا کم تھا کہ اس سے نکاح اس کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا ضرورت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۸: یکم ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سعیدہ بی بی کا عقد اول موضع گورا میں بشیر الدین کے ساتھ ہوا، ایک لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی قریب ڈیڑھ سال کے ہوئی سایہ پدری سر سے جدا ہوا، اب بیوہ اپنی لڑکی کو لے کر باپ اور بھائیوں کے یہاں آرہی، سو اچار برس کے بعد نکاح ثانی موضع کرگہنا میں عبدالصمد سے ہوا، خاوند دیگر کا ایک لڑکا جس کی عمر چھ سال کی تھی بیوی سابق سے تھا بصمد سختی و تشدد و بہزار زجر و توتخ بی بی سے اذن لے کر اپنے لڑکے کا عقد بیوی ثانی کے ہمراہ جو لڑکی آئی تھی جس کی عمر چھ سال کی تھی جبر یہ کرادیا گیا، لڑکی کا نہ کوئی پچانہ بھائی صرف چچا اور چچا زاد بھائی اور دو پھوپھیاں حقیقی اور نانا اور ماموں حقیقی ہیں اور وہاں موجود نہ تھے اور نہ اطلاع، جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچی اور اس کا اظہار ہوا فوراً پکار اٹھی یعنی منٹ بھی پورا نہ ہونے دیا کہ مجھ کو شوہر کے یہاں کسی نوع جانا منظور نہیں اور ہر گز نہ جاؤں گی، دن کے سات یا آٹھ بجے کا واقعہ ہے معزز اشخاص شاہد ہیں۔

الجواب:

سوال میں یہ فقرہ کہ فوراً پکار اٹھی حکم شرعی سننے کا نتیجہ ہے اور آگے اس کی تفسیر نے کہ یعنی منٹ بھی

پورانہ ہونے دیا کہ اسے پھر بگاڑ دیا۔

فانہ ان بقى تمام الدقیقة ثانیة او ثانیین صدق انہا لم تتم ولكن این الفور۔	کیونکہ اگر منٹ میں سے ایک سیکنڈ یا دو سیکنڈ رہتے تو کہا جاسکتا ہے کہ منٹ پورانہ ہو، لیکن یہ فوراً نہیں ہے۔ (ت)

یہ معاملہ حلال و حرام نکاح و زنا کا ہے، بات بنا کر کچھ حکم لے لینا زنا سے نہ بچالے گا، پھر اگر تمام شرائط شرعیہ متحقق ہو بھی لیں تو عورت کے کہے سے نکاح فسخ نہیں ہو جاتا بلکہ اس کو دعویٰ کا اختیار ملتا ہے حاکم مجاز کے یہاں دعویٰ کرے، وہ تحقیق شرعیہ کا گواہان عادل سے ثبوت لے، جب ثبوت ہو جائے تو حاکم نکاح فسخ کرے ویسے نہیں ہو سکتا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۹: از لاہور سٹی بازار انارکلی مدرسہ تعلیم القرآن معرفت مولوی احمد الدین صاحب مرسلہ جناب مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

جناب مستطاب حضرت عالم اہلسنت و جماعت مجدد مائتہ حاضرہ زید فضلم بعد نیاز مندی عقیدت مندانه در مختار باب الولی میں ہے:

ولولوی الاعتراض فی غیر الکفو مالک یلد لثلاً یضییع الولد ^۱ ۔	ولی کو غیر کفو میں اعتراض کا حق ہے جب تک بچہ پیدا نہ ہو (اس کے بعد نہیں) تاکہ بچے کا نسب ضائع نہ ہو، (ت)

طحطاوی و ابوالکلام حاشیہ شرح وقایہ و بنایہ علی الہدایہ و حاشیہ شبلی علی الزیلعی و ہندیہ میں لکھا کہ بعد ولادت بھی بناء بر ظاہر الروایات ولی کو اعتراض ہے فسخ کے لئے، اور امام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت مفتی بہا پر ابتداء ہی سے بطلان نکاح کا حکم باقی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت، حق اولیا کی مسقطہ نہیں اور یہی خادم الاقدام کا مقصود بھی ہے، اس بارہ میں حضور کو تکلیف تو ہوگی مگر حضور کے توکل اوقات ہی اس کام کے لئے وقف ہیں، ثبوت تفریق و اعتراض بعد الولادة کے لئے حضور سے جہاں تک توثیق ہو سکے بہتر ہے بشرطیکہ خادم کا اعتقاد خدام عالی شان کے اعتقاد سے مطابق ہو ورنہ خیر، خادم نے ثبوت تفریق کا دعویٰ کیا ہے وان ولدت (اور اگر بچہ پیدا ہو جائے۔ ت) اور دوسری جانب کے مولوی لوگ اس کے عدم پر ہیں، آج ۲۶ اس مہینے انگریزی اور آئندہ دسمبر مہینے کی ۸ لاہور میں جج کے پاس مقرر ہے فقیر کو بھی جانا ہوگا، سید زادی

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۱۱

کہ ایک مرد غیر سید غیر قریشی نے نکاح کر لیا ہے اور مقدمہ بازی میں اس کا بچہ بھی ہو گیا ہے دوسری جانب کے مولوی کہتے ہیں کہ علویات کا نکاح مع تراضی اولیاء یا بلا تراضی باطل کہنا شیعہ کا مذہب ہے اور بنایہ کی عبارت سے مستند ہے:

وفی البسیط ذہب الشیعة الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیر ہم مع التراضی قال السروجی وهما قولان باطلان ¹ ۔	بسیط میں ہے کہ رضامندی کے باوجود علویات (سید زادیوں) کا غیر سے نکاح شیعہ لوگوں کے ہاں ناجائز ہے سروجی نے کہا کہ دونوں قول باطل ہیں۔ (ت)

اس قولان باطلان سے کون سے دو قول مراد ہیں، یہ عبارت تفسیر طلب ہے، حضور فیض النور اس عریضہ کا جواب اس پتہ پر ارشاد فرمائیں، ۸ تاریخ سے اگر ایک دو روز اول جواب پہنچے تو فقیر اس تحریر منیر کا جلسہ علماء میں پیش کر دے، امید تو پختہ ہے کہ علماء بھی مان لیں گے ورنہ حاکم فیصلہ تسلیم کر لے گا، ایسی حالت میں کہ مقدمہ ہوتے ہوتے اولاد پیدا ہو گئی اور چند روز میں مر گئی تو اب بھی حق اعتراض ملا ولیاء ہے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرام والفضل اتم مولانا قاضی غلام گیلانی صاحب اکرم الله تعالیٰ وتکرم، السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ، مجھے ۲۷ محرم سے یکم رجب الاول شریف تک بخار کے دورے ہوئے جن میں بعض بہت شدید تھے، اب تین روز سے ہرکت دعاء جناب بخار تو نہیں آیا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے، اسی حالت حمی میں پہلے سوال سامی کا جواب حاضر کر دیا تھا اور رسالہ دربارہ ذبیحہ پہلے جبل پور جانے اور اب اس بخار کے دوروں کے سبب مکمل نہ ہو سکا طالب عفو و دعا ہے بنایہ اور ابوالکرام میرے پاس نہیں شملی علی الزلیعی و ہندیہ میں بعد ولادت بھی بقاء حق اعتراض صرف شیخ الاسلام سے نقل کی ہے اور اس کی طرف سے کوئی میل ان کی عبارت سے نہیں پایا جاتا اکابر و مشاہیر کا جزم اسی پر ہے کہ مالم تلد (جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ت) زلیعی میں تھا:

الاذا سکت الی ان تلد فیکون رضا دلالة ² ۔	مگر جب ولی خاموش رہا حتی کہ لڑکی نے بچہ کو جنم دیا، تو یہ دلالتہ رضامندی ہوگی۔ (ت)

اسی پر شملی نے کہا:

¹ البنایة فی شرح الهدایة فصل فی الکفاءة المکتبة الامدادیة مکة المکرمہ ۱۰۲/۲

² تبیین الحقائق فصل فی الکفاءة مطبعة الکبری الامیریہ مصر ۱۲۸/۲

وعن شیخ الاسلام ان له التفريق بعد الولادة ايضاً اه كہاں منقول عنہ ¹ ۔	شیخ الاسلام سے منقول ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد بھی تفریق کا حق ہے اہ کمال سے منقول ہے۔ (ت)

کمال کی عبارت یہ ہے:

لا يكون سكوت الولي رضا الا ان سكت الى ان ولدت فليس له ح التفريق وعن شيخ الاسلام ان له التفريق بعد الولادة ايضاً ² ۔	ولی کا سکوت رضا نہیں ہوگا مگر جبکہ سکوت لڑکی کے ہاں بچے کی پیدائش تک جاری رہا تو اب ولی کو اختیار تفریق نہیں اور شیخ الاسلام سے منقول ہے کہ اس کو ولادت کے بعد بھی تفریق کا اختیار ہے۔ (ت)

ہندیہ میں پہلے شرح جامع صغیر قاضی خاں سے نقل کیا:

لا يبطل حقه في الفسخ وان طال الزمان حتى تلد ³ ۔	اس کا حق فسخ باطل نہ ہوگا اگرچہ مدت تک وہ فسخ نہ کرے حتی کہ لڑکی بچہ کو جنم دے۔ (ت)

پھر نہایہ سے نقل کیا:

اذا ولدت منه فليس للاولياء حق الفسخ ⁴ ۔	جب لڑکی نے اپنے خاوند سے بچہ جنم دیا پھر اولیاء کو حق فسخ نہیں۔ (ت)

حکم اس میں بھی یہ ہی لکھا ہے آگے استدرکاً قول شیخ الاسلام ذکر کیا اور طحطاوی میں تو اس قول کا ذکر تک نظر نہ آیا ایک عبارت
شارح سے ابہام ہوتا تھا کہ اگر ولی کو خبر نکاح نہ ہو تو بعد ولادت بھی معترض ہو سکتا ہے اس پر اعتراض کر دیا، متن میں تھا: لہ
الاعتراض ما لم تلد⁵ (بچہ جنم تک اس کو اختیار ہے۔ ت) اسے شارح نے یوں بنایا: ما لم یسکت حتی تلد⁶ (بچے کے جنم تک
خاموش نہ رہے۔ ت) اسی پر محشی نے فرمایا:

الاولی حذف ما فی الشرع لانه یفہم منه	جو کچھ شرح میں ہے اس کو حذف کرنا بہتر ہے کیونکہ اس سے یہ

¹ حاشیہ شلبی علی تبیین الحقائق فصل فی الکفاءة مطبعة الکبیری الامیریہ مصر ۱۲۸/۲

² فتح القدیر فصل فی الکفاءة مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۸۷/۳

³ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ شرح جامع الصغیر قاضی خاں باب الکفاءة نورانی کتب خانہ پشاور ۲۹۲-۹۳

⁴ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ النہایۃ باب الکفاءة نورانی کتب خانہ پشاور ۲۹۳

⁵ درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱/۱

⁶ درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱/۱

ان ذلک عن علم فلو کان عن غیر علم یکون له اعتراض وان ولدت والعلة تنفی ذلک فالاولی ابقاء المصنف علی ظاہرہ فتامل ¹ ۔	سمجھا جا رہا ہے کہ علم کے باوجود ایسا ہے اگر علم کے بغیر ہو تو اسے اعتراض کا حق ہے اگرچہ اس نے بچے کو جنم دیا ہو، حالانکہ علت اس کی نفی کرتی ہے، لہذا بہتر ہے کہ مصنف کی عبارت کو ظاہر پر باقی رکھا جائے، غور کرو۔ (ت)

روافض کے نزدیک کوئی قرشی غیر علوی علویہ کا کفو نہیں اور ہمارے نزدیک "قریش بعضهم اکفاء بعض" میرے پاس بنایہ نہیں کہ دوسرا قول معلوم ہو، یہ صورت کہ یہاں واقع ہوئی کہ ولی دعوی تفریق کرچکا اس کے بعد ولادت ہوئی اختلاف سے برکراں ہے مسقط حق تفریق، سکوت حتی تلذ تھا، وہ نہ پایا گیا قبل ولادت دعوی دائر ہو چکا، پھر ان تکلفات کی ضرورت کیا ہے جبکہ مفتی بہ مطلقاً فساد و عدم انعقاد ہے، والسلام۔

مسئلہ ۴۰۰: از ششسرام ضلع شاہ آباد محلہ شاہ جمعہ مرسلہ شیخ عبدالواحد صاحب ۲۵ بیج الاول شریف ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فوت ہوا اور ایک زوجہ زینب اور دو دختر نابالغہ ہندہ و کلثوم، ایک باپ خالہ کو چھوڑا، تو ان دونوں دختران نابالغہ کا ولی کون شخص ہوگا؟

الجواب:

ان دختران کے مال و نکاح سب کا ولی ان کا دادا خالد ہے اگر ان کا باپ کسی کو اپنی اولاد یا جائیداد کی غور پر داخت نگہداشت سپرد نہ کر گیا ہو ورنہ وہ وصی ولی مال دختران ہوگا، اور نکاح کا ولی بہر حال خالد، درمختار میں ہے:

ولیه ابوہ ثم وصیہ بعد موتہ ثم وصی وصیہ ثم بعدہم جدہ الصحیح وان علا ^۲ الخ۔	اس کا ولی اس کا باپ ہے، پھر باپ نے جس کو اپنا وصی بنایا، پھر وصی کا وصی، پھر دادا ترتیب وار اوپر تک۔ (ت)

اسی میں ہے:

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث ولیس للوصی ان یزوج الیتیم مطلقاً وان وصی الیہ الاب بذلک علی المذہب ^۳ (ملخصاً) واللہ تعالی اعلم۔	نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ وراثت کی ترتیب پر، اور وصی کو مطلقاً یتیم کے نکاح کی ولایت نہیں ہے اگرچہ باپ نے اسے وصیت بھی کی ہو، مذہب یہی ہے، واللہ تعالی اعلم۔ (ت)

¹ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب الولی دار المعرفۃ بیروت ۲۶/۲ و ۲۷

² درمختار کتاب المأذون مطبعہ مجتبائی دہلی ۲۰۳/۲

³ درمختار باب الولی مطبعہ مجتبائی دہلی ۹۳/۱-۱۹۳

مسئلہ ۴۰۱ تا ۴۰۴: از ربلی محلہ پھونادر وازہ مسئولہ فخر الدین صاحب ۳۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک شخص رنڈوا ہے اس نے نکاح ثانی کیا، بعدہ اس شخص کے پہلے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا جو اس کی سوتیلی خالہ ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) وہ لڑکی عرصہ دو سال سے دوسرے لڑکے کو والدین نے دی ہوئی ہے موافق رواج کے روبرو گواہوں کے والدین نے دی ہے مگر جو رخصتی کے وقت نکاح ثانی ہوتا ہے وہ باقی ہے۔

(۳) جبکہ لڑکی کے والدین زندہ ہیں اور لڑکی کنواری ہے تو بغیر رضامندی والدین کے کیا وہ غیر شخصوں کو ولی بنا سکتی ہے اپنے نکاح میں؟

(۴) قاضی جس کو پورا علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین حقیقی زندہ ہیں اور موجود ہیں تو وہ بلا دریافت اس کے والدین ان کی بے علمی میں غیر شخص کو ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو ایسے قاضی کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح جائز ہے، کچھ حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۲) دو نکاح کہیں نہیں ہوتے، پہلی منگنی ہوتی ہے وہ نکاح نہیں ہوتا، بات زبان پھیر کر کہنا کچھ مفید نہیں۔ دو سال سے دی ہوئی ہے، وہ جلسہ نکاح کرنے کے لئے تھا یا منگنی کا؟ اور کیا لفظ طرفین نے کہے تھے؟ پوری بات بیان کی جائے۔
(۳) لڑکی اگر بالغہ ہے تو اسے خود اپنے نکاح کا اختیار ہے اور نابالغہ ہے تو وہ باپ کے ہوتے کسی کو ولی نہیں بنا سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) بالغہ کا نکاح اس کی اجازت سے پڑھا جاسکتا ہے، اگرچہ والدین کو علم نہ ہو، ہاں ہاں یہ ضرور ہے کہ جس سے یہ نکاح ہو وہ بالغہ کا کفو ہو یعنی مذہب، نسب، چال چلن، پیشے کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا لڑکی کے باپ کے لئے باعث ننگ و عار ہو ورنہ نکاح نہ ہوگا۔ اور اگر نابالغہ ہے تو یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا، قاضی نے بدیہی نہ کی تو الزام نہیں ورنہ الزام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰۵ تا ۴۰۶: از شہر محلہ گندہ نالہ مسئولہ عبدالودود لیڈر صاحب ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) بالغ لڑکی اگر نکاح کے وقت بوجہ شرم و حجاب اپنی زبان سے ایجاب و قبول کے الفاظ ادا نہ کرے صرف

یہ ہو کہ اس کے عزیز و قریب مستورات جو اس کے گرد و پیش موجود ہیں وہ کہہ دیں کہ ہاں لڑکی کو منظور ہے اور بالعموم اکثر نکاحوں میں اسی طرح کی صورت واقع ہوا کرتی ہے لڑکیاں بوجہ شرم و حجاب خود نہیں بولتی ہیں ایسی صورت میں نکاح جائز ہوا یا نہیں اور اس کا اقرار سکوتی ایجاب و قبول کے قائم مقام سمجھا جائے گا یا نہیں؟

(۲) لڑکی بالغ ہے مگر یتیم ہے اس کی ماں نے اس کا نکاح کیا متوفی باپ کے بھائی یعنی چچا تائے موجود نہ تھے آیا ان کی عدم موجودگی نکاح کے جواز پر شرعاً کچھ موثر ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) اگر ولی اقرب مثلاً باپ وہ نہ ہو تو دادا، وہ نہ ہو تو بھائی، وہ نہ ہو تو بھتیجا، وہ نہ ہو تو چچا، وہ نہ ہو تو چچا کا بیٹا اگر خود جا کر بالغہ و شیرہ سے اذن لے یا اپنی طرف سے کسی کو اذن لینے کے لئے اس کے پاس بھیجے اور وہ طلب اذن پر سکوت کرے تو یہی اذن ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصباتہا اذنہا ^۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: باکرہ کی خاموشی ہی اذن ہے۔ (ت)

اور اگر نہ ولی اقرب خود گمانہ اپنی طرف سے کسی کو اذن لینے کے لئے بھیجا بلکہ اور شخص بے اس کے بھیجے بطور خود اس سے اذن لینے گیا تو اس کا سکوت اذن نہ ہوگا اگرچہ یہ اذن لینے والا کیسا ہی قریب رشتہ دار ہو جبکہ ولی اقرب نہ ہو مثلاً باپ کے ہوتے ہوئے دادا یا حقیقی بھائی اپنی طرف سے اذن لینے جائیں تو ضرور ہوگا کہ عورت خود ہاں کہے اپنی زبان سے اذن دے، پاس بیٹھنے والیوں کا یہ ظلم ہوتا ہے کہ وہ دھوکا دینے کو ہوں یا ہاں کر دیتی ہیں، اس صورت میں نکاح فضولی ہوگا جبکہ کفو کے ساتھ ہو دختر کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر خبر سن کر اس وقت یا بعد کو بے اظہار نفرت جائز کر دے جائز ہو جائے گا رد کر دے رد ہو جائے گا، اگر اپنے کسی قول یا فعل سے صراحۃً دلالتاً اب تک رد نہ کیا ہو تو بخوشی رخصت ہو کر جانا اذن ہے اس وقت نکاح نافذ ہو جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) چچا کے ہوتے ہوئے ماں اگر یتیم بالغہ کا نکاح یتیم سے اذن لے کر دے یا بعد نکاح وہ دختر اذن توگنا یا فعلاً دے دے تو نکاح صحیح و نافذ و لازم ہے، چچا تھا یا بھائی کسی کو گنجائش اعتراض نہیں جبکہ نکاح کفو میں سے کیا ہو یعنی وہ شخص مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم نہیں جس کے ساتھ اس دختر کا نکاح اس کے ولی کے لئے باعث ننگ و عار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو نکاح ہوگا ہی نہیں اور اگر یتیم نابالغہ ہے

^۱ مؤطا امام مالک کتاب النکاح مطبع میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۴۹۸

کہ حقیقتاً یتیم وہی ہوتی ہے تو اگر ماں نے غیر کفو بہ معنی مذکور سے نکاح کر دیا تو ہوا ہی نہیں اور کفو سے کیا تو چچا وغیرہ جو ولی اقرب ہو اس کی اجازت پر موقوف رہے گا رد کردے گا رد ہو جائے گا جائز کردے گا جائز، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰۷: از شہر محلہ گندہ نالہ مسئولہ عبدالودود لیڈر صاحب ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ وایدکم بنصرہ فی یتیمہ بلغت من عمرها خمسة عشر سنين زوجتها امها برضاها باحد من الاقارب ولكن لم يحضروا مجلس النكاح اولياء اليتيمه المذكورة كالا عماء وغيرهم وما استشيروا في هذا الباب وتولت في امر النكاح امها وحدها لانها كانت وحدها كفيلة لبنتها الى الآن هل جاز النكاح ام لا۔	علماء کرام آپ کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پندرہ سالہ لڑکی کا نکاح اس کی والدہ نے لڑکی کی رضامندی سے رشتہ داروں میں کر دیا جبکہ لڑکی کے اولیاء چچا وغیرہ مجلس نکاح میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی اس نکاح سے متعلق ان سے مشورہ لیا گیا، صرف والدہ نے ہی نکاح کی تولیت کی کیونکہ لڑکی کی کفیل اس وقت والدہ ہی تھی، کیا یہ نکاح جائز ہو یا نہ؟

الجواب:

ان بلغت قبل هذا ابعلامه كحيض او تمت لها قبل اذنها بالنكاح خمس عشرة سنة كوامل وكان النكاح من كفوليس في دينه ولا نسبه ولا خلقه ولا حرفته ما يتعبر به اولياءها عرفا جاز النكاح فان وقع بعد اذنها او رضيت به بعد وقوعه قبل رده تم ولزم وليس لها ولا احد من كان من غير كفو بالمعنى المذكور فهو باطل رأسا وان اذنت و اجازت او بنفسها تولت وان كان من كفو ولم تبلغ بعد توقف على اجازة الولي ان اجاز جاز وان ابطل	اگر لڑکی نکاح سے قبل بالغ ہو چکی تھی جس پر حیض یا کوئی اور علامت بلوغ ظاہر ہو چکی تھی، یا وہ نکاح سے قبل پورے پندرہ سال کی ہو چکی تھی تو اس نے نکاح کی اجازت دی اور نکاح بھی کفو میں ہوا کہ لڑکے کے دین، نسب، اخلاق اور اس کے کسب پر عرفاً لڑکی کے اولیاء کو اعتراض نہ ہو یعنی اس سے عار محسوس نہیں کرتے تو نکاح جائز ہے پس اگر نکاح عورت کے اذن کے بعد واقع ہو یا وہ رضامندی ظاہر کر چکی ہو تو یہ نکاح نافذ و لازم ہوگا ہے اب اس کو یا اس کے ولی کو نکاح پر اعتراض کا حق نہیں رہا، اگر یہ نکاح غیر کفو میں معنی مذکور میں ہوا تو وہ نکاح بالکل باطل ہے اگرچہ اجازت اور رضامندی ظاہر کر چکی ہو یا اس نے خود اپنا نکاح کیا ہو اگر نکاح کفو میں ہوا لیکن ابھی بالغ نہ تھی تو پھر ولی کی اجازت پر موقوف رہا اگر ولی جائز کردے تو جائز اگر باطل کردے

تو باطل ہو جائے گا، اور اگر لڑکی کے بلوغ تک ولی خاموش رہے حتیٰ کہ لڑکی خود بالغ ہو گئی تو اب اجازت لڑکی کی طرف سے ہوگی چاہے راضی ہو جائے یا نکاح کو رد کر دے، یہ مسائل ظاہر ہیں اور کتب میں مذکور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	بطل وان سکت الاولیاء حتی بلغت ال الامر الیہا فلتمض اولتہ و البسائل ظاہرة و فی الکتب دائرة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰۸: ازاجمیر شریف محلہ لاکن کوٹھری مرسلہ مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ معینیہ اجمیر معلیٰ یکم رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بالغ لڑکی کی والدہ اور بھائیوں نے ایک میراثی کو رشتہ کے واسطے بھیجا کہ فلاں قبیلہ میں رشتہ کر آؤ، اس قبیلہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہ جانا، میراثی نے کچھ روپیہ رشوت کالے کر دوسری جگہ رشتہ کر دیا، بعد ازیں لڑکی اور والدہ اور بھائیوں کو اطلاع ہوئی انھوں نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ رشتہ والوں سے کہہ دے کہ ہم نہیں رشتہ کرتے، اور پھر لڑکی کے بھائی بھی گئے منع کرنے کے واسطے، آخر کار وہ باز نہ آئے، اور میراثی نے چند ایام اپنی طرف سے مقرر کر کے برات منگوائی، برات آنے پر لڑکی اور والدہ بھائی نکاح سے سراسر انکار کرتے رہے، حتیٰ کہ پانچ چھ ایام اسی طرح گزر گئے، چونکہ برات کے ساتھ چند رؤسائے انھوں نے گرد و نواح کے سب رؤسائے جمع کئے اور کہا کہ جس صورت سے ہو سکتا ہے ہمیں نکاح دلادو، سب رؤسائے جمع ہو کر لڑکی کے بھائیوں کو ایک مقدمہ جلسازی میں پھانس دیا، وہ بیچارے غریب عاجز ہو کر کہنے لگے کہ اچھا نکاح ٹھہرا دو، جب لڑکی سے اذن لینے کے واسطے گئے تو انکار کر دیا، پھر ایک شخص نے لڑکی کو جبراً خاموش کر دیا اور بھلی میں بٹھا کر لے گئے، بوقت وداع لڑکی کے بھائیوں نے لڑکی سے پوچھا تجھ کو کپڑا وغیرہ دیں، لڑکی نے انکار کیا اور کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہے تم کس واسطے دیتے ہو، بعد آنے کے وہ اب تک انکار پر مصر ہے، عرصہ پانچ سال کا ہوا، یہ نکاح عندالشرع ہوا یا نہیں؟

الجواب:

جبکہ صورت واقعہ یہ ہے کہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہے اور اس نے اذن نہ دیا جبکہ صاف انکار کر دیا اور بالجبر رخصت کے وقت بھی تصریحاً کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہے، اور جب سے اب تک انکار پر مصر ہے تو نکاح مذکور باطل و مردود محض، اور ان جبر کرنے والوں کا ظلم خالص ہے، بھائیوں نے یہ بھرنہ سہی بخوشی اجازت دی ہوتی یا خود نکاح کر دیا ہو تا بالغہ کے انکار سے وہ بھی فوراً باطل ہو جاتا کہ ان کی اجازت بھی جبر سے، یونہی اگر بعد نکاح انکار کے بعد بالغہ خود بھی راضی ہو جاتی مفید نہ ہوتا کہ باطل شدہ نکاح رضا سے صحیح نہ ہو سکے گا نہ کہ وہ اب تک انکار پر مصر ہے، غرض اس باطل نکاح کو نکاح سمجھنا جہل بعید و ظلم شدید ہے، عالمگیریہ میں ہے:

لايجوز احد على بالغة صحيحة العقل من اب اوسلطان بغير اذنہا بکراکانت او ثيبا فان فعل ذلك فالنکاح موقوف على اجازتها فان اجازتها جازوان ردته بطل کذا في السراج الوهاج¹۔	عاقله بالغه باکره ہو یا ثيبه اس کی مرضی کے خلاف باپ یا حاکم کسی کو بھی اس کے نکاح کا اختیار نہیں، اگر کسی نے ایسا نکاح کیا یہ نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر وہ جائز کر دے تو جائز اور رد کر دے تو رد ہو جائے گا۔ سراج الوہاج میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

بلغها فردت ثم قالت رضيت لم يجز لبطلانه بالرد والله تعالى اعلم۔²	جب بالغہ کو نکاح کی اطلاع ملی تو اس نے رد کر دیا ہو پھر بعد میں اس نے کہا میں راضی ہوں تو جائز نہ ہوگا کیونکہ قبل ازیں رد کرنے سے نکاح باطل ہو چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۰۹: از بمبئی جیل روڈ پوسٹ نمبر ۹ معرفت خلیفہ احمد اللہ صاحب مرسلہ جمیل محمد خان صاحب دہلوی ۱۳ رمضان ۱۳۳۸ھ
ایک بالغہ شیعہ لڑکی نے برضا و رغبت خود بلا اجازت والدین ایک سنی المذہب افغانی النسب سے چار گواہ اور ایک وکیل کی
موجودگی میں قاضی کے سامنے بمعرفت قاضی نکاح کر دیا۔ منکوحہ کے والدین بوجہ شیعہ ہونے کے اس کا یہ نکاح فسخ کرانا
چاہتے ہیں اور عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اس لئے نکاح کے فسخ کرانے کا استحقاق ہمیں حاصل
ہے، دوسرے یہ کہتے ہیں کہ چونکہ نکاح ہم کفو سے نہیں ہوا لہذا ہمیں فسخ کا اختیار ہے، وکیل جو مجلس نکاح میں لڑکی کی
جانب سے مقرر ہوا تھا وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ نکاح ہوا میں وکیل بھی بنا مگر لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز نہیں
سنی، قبل از نکاح لڑکی نے گواہان کے سامنے اقرار کیا ہے کہ میں اہلسنت و جماعت حنفی مذہب اختیار کر چکی ہوں، نکاح کے
گواہ موجود ہیں وہ مقرر ہیں کہ ہمارے سامنے نکاح ہوا ایجاب و قبول کی آواز ہمارے کانوں تک آئی، اور قبل از نکاح لڑکی نے
کہا کہ میں اہلسنت و جماعت ہو چکی ہوں۔

الجواب:

بالغہ پر ولایت جبریہ کسی کی نہیں خصوصاً اس حالت میں کہ وہ سنیہ ہے اور باپ رافضی، عدم کفایت کی وجہ کوئی سائل
نے نہیں لکھی، اگر صرف برہائے مخالف مذہب ایسا کہا جاتا ہے تو سنی لاکھوں درجے رافضی سے

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۲۸۷

² در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۲

اعلیٰ ہیں، اور مغل پٹھان باعتبار قوم ہم کفو ہیں، اس کے باپ کا اعتراض باطل ہے اور اسے کوئی اختیار فتح نہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الایم احق بنفسہا^۱ (بے نکاح عاقلہ بالغہ کو اپنے نفس پر زیادہ اختیار ہے۔ ت) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز ولایت نہیں دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۱۰: کوہ رانی کھیت متصل جامع مسجد مسئلہ عبدالرحمان صاحب خانساں ۹ محرم ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص اہلسنت و جماعت نے ایک رافضی کی بیوی سے کہا کہ تو مجھ سے مل، تو اس رافضی کی عورت نے کہا کہ اس شرط پر ملوں گی اگر تو اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے سے کرے، اس شخص مذکور نے اس شرط کو قبول کیا اور مدت دراز تک زناکاری رہی اور ابھی تک موجود ہے، اب وہ لڑکی اہلسنت کی جوان ہو گئی ہے اور شخص مذکور اس کی شادی اس رافضی سے کرنے کو تیار ہے، اور اس لڑکی سنیہ کا نانا موجود ہے وہ بھی منع کرتا ہے اور تمام اہلسنت و جماعت منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں، مگر شخص مذکور کہتا ہے کہ جائز ہے، اب اس صورت میں یہ لڑکی اپنے نانا کو مل سکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح جائز ہے یا ممنوع شرعاً اس میں گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب:

یہ نکاح حرام قطعی اور زنائے خالص ہے، عالمگیری میں ہے:

لايجوز له ان يتزوج امرأة مسلمة ولامرتدة ولا ذمية لاحرة ولا مملوكة ^۳ ۔	مرتد کو کسی مسلمان عورت، مرتدہ، ذمیہ، آزاد یا لونڈی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے۔ (ت)

جبکہ وہ لڑکی جوان ہے اور باپ اسے معاذ اللہ زنا کے لئے دینا چاہتا ہے تو نانا وغیرہ دیگر اولیاء پر لازم ہے کہ لڑکی کو اس کے قبضہ تصرف سے نکال کر فوراً لڑکی کی رضا سے کسی سنی صحیح العقیدہ کفو کے ساتھ اس کا نکاح کر دیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ مؤطا امام مالک کتاب النکاح میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۹۸

^۲ القرآن الکریم ۱۳۱/۴

^۳ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۵/۲

مسئلہ ۴۱۲ تا ۴۱۳: از مقام بلیاڈاکخانہ رسٹر امسٹولہ مولوی حکیم عبدالشکور صاحب ۲۸ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ جس کی عمر تخمیناً دس برس کی تھی بعد انتقال اپنے والدین کے اپنے حقیقی چچا زید سے خفا ہو کر اپنے حقیقی ماموں کے گھر چلی گئی اور وہاں رہنے لگی، کچھ عرصہ کے بعد اس کے ماموں نے ہندہ کا عقد قبل بلوغ مسٹی بکر سے بلا اجازت حقیقی چچا کے اس شرط پر کیا کہ تم جب میری بستی میں آ کر مکان بناؤ گے اس وقت ہم لڑکی رخصت کریں گے، اب بکر اس بستی میں مکان نہیں بناتا ہے اور لڑکی رخصت کرا کر لے جانا چاہتا ہے اور لڑکی وہاں جانے پر راضی نہیں، کیا حقیقی چچا کے موجود ہوتے ہوئے اس کے ماموں نے عقد کر دیا تو یہ عقد شرعاً درست ہوا یا نہیں؟

دوم جب بکر نے اس بستی میں مکان نہیں بنایا تو عقد فسخ ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

بے اجازت چچا کے ماموں نے جو نکاح کیا جائز و صحیح ہوا، مگر چچا کی اجازت پر موقوف تھا، اگر وہ رد کر دیتا رد ہو جاتا، مگر عبارت سوال سے ظاہر کہ اس نے رد نہ کیا نکاح پر راضی ہوا دوسری جگہ لے جانے پر راضی نہیں، جب صورت یہ ہے تو وہ نکاح نافذ بھی ہو گیا لڑکی کو خیار بلوغ ملا، عبارت سوال سے ظاہر ہے کہ لڑکی نے جسے بالغہ ہوئے کئی سال گزرے اس خیار کا استعمال نہ کیا، وہ بھی نفس نکاح سے ناراض نہیں بلکہ دوسری جگہ جانے سے۔ پس صورت مذکورہ میں نکاح لازم ہو گیا اور کسی کو اس پر اعتراض کا اختیار نہ رہا۔ اس گاؤں میں مکان بنانے کی شرط فاسد ہے، اور شرط فاسد سے نکاح فاسد نہیں ہوتا بلکہ خود وہ شرط ہی باطل ہو جاتی ہے، اسے اختیار ہے کہ عورت کو اپنے گھر لے جائے، قال اللہ تعالیٰ:

اَسْكُنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ ^۱ ۔	بیویوں کو اپنی سکونت کے ساتھ سکونت گنجائش کے مطابق دو۔ (ت)

ہاں اگر ظاہر ہو کہ شوہر عورت کو ضرور ایذا دینے کے لئے دوسری جگہ لے جانا چاہتا ہے اور یہاں رکھنا نہیں چاہتا تو لے جانے کی اجازت نہ دیں گے۔

وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ^۲ ۔ هذا حاصل ماحط	بیویوں کو تنگ کرنے کے لئے ضرر مت دو، محققین کے کلام کا مصداق یہی ہے، آپ پر ردالمحتار کی طرف رجوع ضروری ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

^۱ القرآن الکریم ۶/۶۵

^۲ القرآن الکریم ۶/۶۵

مسئلہ ۴۱۳: از مقام گھو، گھوڈاک خانہ اسٹیٹ ضلع دینا چور ڈاکخانہ خاص مسئلہ حاجی سید نور الحسن صاحب بہاری ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک لڑکی نابالغہ جس کے دو نابالغ بھائی حقیقی ہیں اور ایک حقیقی ماں اور ایک حقیقی چچا اور اور ایک حقیقی ماموں ہیں، لڑکی نابالغہ اور دونوں بھائی اور اس کی ماں یعنی ان چاروں کی کفالت بعد فوت باپ و شوہر، بھائی شوہر کا و بھائی ماموں کا یعنی ماموں حقیقی و چچا حقیقی کر رہا ہے، ماموں و چچا حقیقی اور دو بھائی نابالغ حقیقی پر دلیس میں چچا و ماموں کے ساتھ ہیں، ماموں و چچا و بھائی کی عدم موجودگی میں غیر اقربا اور لڑکے کی ماں نے بہک کر لڑکی کی ماں کو راضی کر کے چچیرے چچا کی اجازت سے نکاح کر دیا، اس نکاح سے ماموں اور چچا دونوں سخت ناراض ہیں اور کفالت کرنے سے دست بردار ہیں، لڑکی ہمیشہ سے جب سے اپنی ماں کے ساتھ اپنے حقیقی چچا کے مکان میں رہتی ہے شوہر مجازی سے کوئی تعلق نہیں ہوا صرف عقد ہوا ہے رسم بارات وغیرہ باقی ہے نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اگر ناجائز ہوا تو دوسرے کے ساتھ یا شوہر اول کے ساتھ دوبارہ جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب:

یہ شخص جس سے نکاح ہوا اگر لڑکی کا کفو نہیں یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم ہے کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے دختر کے لئے باعث ننگ و عار ہے تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔ نہ جب تک لڑکی نابالغہ ہے کسی ایسے شخص سے کوئی اس کا نکاح کر سکتا ہے، اور اگر جس سے نکاح ہوا وہ کفو ہے یعنی کسی بات میں ویسا کم نہیں تو یہ نکاح لڑکی کے حقیقی چچا کی اجازت پر موقوف رہا، اگر اس نے جائز کر دیا اگرچہ ناراضی کے ساتھ، مثلاً کہے "خیر نکاح تو ہو گیا مگر ہم کفالت سے دست بردار ہیں" تو نکاح نافذ ہو گیا، چچا یا ماموں کسی کو اختیار نہیں کہ وہ دوسری جگہ نکاح کر دے، ہاں لڑکی کو اس پر اعتراض کا حق ہوگا اگر بالغ ہوتے ہی فوراً فوراً اپنی ناراضی کا اظہار کرے، اور اگر چچا نے خبر سن کر رد کیا تو رد ہو گیا، چچا کو اختیار ہے جس کفو سے چاہے نکاح کر دے اگرچہ اسی شوہر سے، غرض ان الفاظ پر مدار ہے جو چچا نے خبر سننے پر پہلی پہل کہے ایماناً وہ پورے الفاظ بے کم و بیش تبدیلی معلوم ہونا ضروری ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱۴: از موضع آچورہ ڈاکخانہ بیجاری ضلع فرید پور ملک بنگال مسئلہ حاجی عبدالغنی صاحب ۲۱ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی لڑکی بالغہ ہندہ نے

بلا اجازت زید کے اپنے کفو بکر کے ساتھ نکاح کیا، زید سن کر نہایت ناخوش ہو کر بکر کے مکان سے حیلہ و بہانہ کر کے ہندہ کو اپنے مکان میں لے آیا، پھر ہندہ سے کہا کہ یہ نکاح جائز نہیں ہو اس لئے کہ میں تیرا باپ ہوں بلا اجازت باپ کے نکاح صحیح نہیں۔ اس حال میں ایک سال سے زیادہ گزر گیا، پھر زید نے ہندہ کا نکاح عمرو کے ساتھ کیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح ثانی صحیح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جو اولاد عمرو سے ہوئی اس کا اور زید کے شرع شریف میں کیا حکم ہے زید امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح ثانی صحیح ہے تو بکر پر مہر مثل لازم ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

پہلا نکاح عورت نے جس سے کیا تھا اگر وہ کفو شرعی تھا یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم نہ تھا کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح ہونا عورت کے باپ کے لئے باعث تنگ و عار ہو تو وہ پہلا نکاح ہو گیا اور یہ دوسرا نکاح باطل ہوا، عورت کا باپ اور یہ دوسرا شوہر دونوں سخت کبیرہ کے مرتکب ہیں، اور بچہ جو پیدا ہوا وہ پہلے شوہر کا ہے، اس صورت میں زید کو امام کرنا گناہ ہے جب تک توبہ کرے، اور اگر پہلا نکاح عورت نے جس سے کیا وہ بمعنی مذکور کفو شرعی نہ تھا تو وہ پہلا نکاح باطل ہوا دوسرا نکاح صحیح ہوا، بچہ اس دوسرے شوہر کا ہے، زید و عمرو پر کوئی الزام نہیں ان کے پیچھے نماز اس وجہ سے ممنوع نہیں، پہلا نکاح جس سے ہوا تھا اگر وہ قربت کر چکا ہے تو اسے مہر مثل دینا آئے گا یعنی ایسی عورت کا جتنا مہر ہو جو مہر بندھا تھا اس کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یکم صفر المظفر ۱۳۳۹ھ

از موضع اثر یا ضلع بریلی مسؤلہ قمر الدین صاحب

مسئلہ ۴۱۵:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت رائنڈ تھی اور بالغہ تھی کیونکہ اس کے ایک لڑکا پیدا ہو چکا تھا اس رائنڈ نے عقد ثانی کے واسطے ایک شخص کو جو اسی کی ذات کا تھا اور جوان بھی تھا اور علم دار بھی تھا اور روٹی کپڑے سے خوش تھا تجویز کی مگر اس جوان کے واسطے اس رائنڈ کا والد نکاح کرنے کو راضی نہ تھا، زید نے کچھ لالچ پا کر اس شخص کی طرف سے جس کے ساتھ رائنڈ کا والد راضی بریلی سے تعویذ اور مٹھائی لے جا کر کھلایا تاکہ اس کا خیال اس جوان کی طرف ہو جس سے اس کا والد راضی تھا، اور زید نے مٹھائی کھلاتے وقت اس شخص کا نام لیا کہ وہ رائنڈ جس سے راضی تھی کہ تم کو میں اس شخص کی طرف سے مٹھائی کھلاتا ہوں جس سے کہ تم راضی ہو، اس کے بعد میں اس رائنڈ کا نکاح اس شخص کے ساتھ زبردستی کر دیا جس سے وہ رائنڈ ناراض تھی اور زبردستی چند آدمی پکڑ کر اس شخص کے یہاں پہنچا آئے، یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور زید کو انجن کی طرف سے صدر بنایا ہے اب زید کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ انجن والوں نے زید کو صدر ممبر بنایا تو ان کو یہ قصہ معلوم نہیں تھا اور یہ نکاح زبردستی زید ہی کی کوشش سے ہوا تھا، بینواتو جروا

الجواب:

سائل نے بیان: کیا کہ عورت کو اذن دیتے وقت بتایا گیا تھا کہ یہ نکاح دوسرے سے ہوتا ہے جس سے وہ راضی نہیں لیکن کسی نے ہاتھ پکڑے کسی نے پاؤں اور اس سے جبراً اذن دلویا، صورت مذکورہ میں نکاح صحیح ہو گیا کہ نکاح و طلاق میں اکراہ کو دخل نہیں، جس طرح خوشی سے ہو جاتے ہیں یونہی جبر سے بھی، حدیث میں ارشاد ہوا:

ثلاث جدهن جدو هزلهن جدا لنكاح والطلاق والعناق ^۱ ۔	تین چیزیں جن میں سنجیدگی اور مذاق سنجیدگی ہے نکاح، طلاق اور عناق۔ (ت)

باقی رہا کہ مجبور کرنا شرعاً کوئی وجہ الزام رکھتا ہے یا نہیں۔ ممکن نہ رکھتا ہو بلکہ عورت کی خیر خواہی ہو عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں، اور باپ سے زیادہ اولاد پر کون مہربان ہے سوا اللہ و رسول کے، ظاہر یہی ہے کہ جہاں وہ چاہتی تھی اس میں شرعاً اور جہاں باپ نے چاہا اس میں خیر، تو ایسے احتمال قوی کی حالت میں اس جبر کو بوجہ الزام نہیں ٹھہرا سکتے جیسے مریض کو بالجبر دوا پلانا، لہذا اس وجہ سے امامت زید میں کوئی خلل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱۶: از شہر کہنہ محلہ صوفی ٹولہ مسئولہ طفیل احمد صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح اس کے والدین نے ایک لڑکے کے ہمراہ جو کہ ایک بیوی معہ دو بچوں کے چھوڑ چکا ہے اور لڑکی کا خالہ زاد بھائی ہوتا ہے لڑکی کے اقربا (تایا، پھوپھا، بھائی وغیرہ) کو بغیر جمع کئے محلہ میں دھوکہ سے لے جا کر سرائے خام کے ایک طالب علم سے اس طرح پڑھوایا کہ ماموں جو کہ دونوں (لڑکے اور لڑکی) کا ہوتا ہے وکیل بنایا (اور گواہ اول دونوں کا خالو ہے اور گواہ دوم لڑکے کا تایا زاد بھائی ہوتا ہے) جب ماموں اذن لینے گیا تو اس نے جواب نہ دیا مگر اصرار کرنے پر بھی جواب نہ دیا تو ماموں نے اس کے ایک طمانچہ مارا کہ جس کے سبب سے وہ رونے لگی اور ماموں نے باہر آ کر نکاح پڑھوایا،

^۱ جامع الترمذی ابواب الطلاق باب ما جاء في الهزل والجد في الطلاق ابن کثیر مکتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳۲، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب الطلاق

في الهزل آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۸، الدر المنثور زیر آیت ولا تتخذوا آیات الله هزوا مکتبہ آیتہ اللہ العظمی قم ایران ۲۸۶

ف: درمنثور کے الفاظ یہ ہیں: ثلاث من قالهن لاعبا او غير لاعب فهن جائزات عليه الطلاق والعناق والنكاح۔ اور جامع الترمذی اور سنن ابی داؤد میں العناق کے بجائے الرجعة کا ذکر ہے، نصب الراية میں ان دونوں لفظوں سے متعلق تفصیلی بحث کی ہے مطالعہ کے لئے جلد سوم کتاب ایمان صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴

لڑکی جانے پر رضامند نہیں ہے کیونکہ وہ اگلی بیوی کا حال دیکھ چکی ہے، تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

سائل نے بیان کیا کہ لڑکی کی عمر وقت نکاح دو مہینے اوپر پندرہ سال کی تھی، اگر یہ بیان اور صورت سوال واقعی ہے تو وہ نکاح فضولی ہوا، اجازت لینے والے اور گواہوں کا رشتہ دار ہونا تو کوئی مغل نہیں، اور بکر کا رونا بھی اذن میں شامل کیا جاتا ہے مگر نہ وہ رونا کہ طمانچہ مارنے سے ہو، وہ ہر گز دلیل اجازت نہیں ہو سکتا، تو عقد نہ ہوا مگر عقد فضولی، اور لڑکی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر اس نے اظہار اجازت سے پہلے اظہار ناراضی کیا نکاح رد ہو گیا، اور شوہر کو اس پر کوئی دعویٰ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱۷: از حیدر آباد دکن قصبہ نارائن پینٹھ جی آئی پی ریلوے کرشنا مسئلہ سید اکرم علی عرف مطلوب شاہ صاحب مدرس فارسی مدرسہ سلطانیہ درجہ اول ۱۳ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ عاقلہ بالغہ حرہ مکلفہ باکرہ نے بلا اجازت ولی جائز اپنا عقد دو گواہان شرعی کے رو برو اپنے ایک ہم کفو سے کر لیا، پس یہ نکاح از روئے مذہب حنفی ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا تو کیا ولی جائز فسخ کر کے بلا طلاق و خلع ہندہ کا عقد کسی مالدار سے جبراً کرنا چاہتا ہے اگر کر دے تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ اور یہ فعل اس کا کس حد تک جائز ہے؟ کیا رواج عرف عام قانون شرع شریف پر کسی حالت میں مرجح ہو سکتا ہے اور ولی جائز کا جھوٹا حلف ہندہ کے مقابلہ میں معتبر ہوگا یا ہندہ کا قول؟ بینوا تو جروا

الجواب:

شرعاً کفو کے معنی یہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث ننگ و عار ہو، اگر وہ اس معنی پر کفو ہے تو حرہ مکلفہ کا برضائے خود بے اجازت ولی اس سے نکاح نافذ و لازم ہے، ولی اسے ہر گز فسخ نہیں کر سکتے، اگر بلا طلاق اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیں گے باطل محض ہوگا، اور اس میں قربت زنائے خالص جس کا وبال مرتکب تزویج پر ہوگا۔ عالمگیر یہ میں ہے:

نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی ^۱ ۔	آزاد عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر ولی نافذ ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے: نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی^۲ (ولی کی رضا کے بغیر بھی حرہ عاقلہ بالغہ کا

^۱ فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۷

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹/۱

نکاح نافذ ہے۔ ت) اور اگر اس معنی شرعی پر کفو نہیں اگرچہ ہم قوم ہو جسے عوام میں کفو کہتے ہیں مثلاً مذہب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس عورت کا اس سے نکاح ولی زن کے لئے باعث عار و بدنامی ہے تو زن مکلفہ کا بے اجازت ولی اس سے نکاح باطل و مردود محض ہے، درمختار میں ہے:

و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً ^۱ ۔	غیر کفو میں اصلاً نکاح نہ ہونے کا فتویٰ ہے۔ (ت)

رواج، عرف و قانون کوئی چیز شرع مطہر پر مرجع نہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ^۲ وَقَالَ اللَّهُ: وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ^۳ ۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ دے وہ فاسق ہے۔ (ت)

سائل نے کچھ نہیں لکھا کہ عورت اور اس کے ولی میں کس بات کا اختلاف ہے جس کا جواب دیا جائے کہ ان میں کس کا قول معتبر ہے کہیں اس کا قول معتبر ہوگا کہیں اس کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱۸: ضلع ہوگلی ڈاک خانہ تیلن پاڑہ باڑی عجب میاں مسئلہ سلطان احمد خاں صاحب مرزا پوری ۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی بچہ بارہ برس کی ہے، اس کا عقد کرنے کو اس کا باپ ایک مرد نابالغ سے کرنے کو وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کریں گے، اور رسم دنیاوی بھی کر دیا گیا کہ لڑکا لڑکی کے واسطے کپڑا اور مٹھائی وغیرہ اور دس پانچ برادری کے لوگوں کو ساتھ لے کر گیا، لڑکی کے باپ نے برادری کے رو برو سب سامان لیا اور اقرار کیا کہ فلاں تاریخ میں نکاح کر دوں گا کہ درمیان میں لڑکی کا باپ بیمار ہو گیا اور زیادہ علیل ہو گیا سو وہ مکان پر چلا گیا، جس کو عرصہ چھ ماہ کا ہو گیا، لڑکی اور اس کی ماں یہیں پر رہ گئیں اور اب بھی وہ موجود ہیں، جب سے لڑکی کا باپ مکان گیا وہی لڑکا برابر خرچ وغیرہ کا بھی بار اٹھاتا ہے، اب وہ لڑکا لڑکی کی ماں سے بہت زور کرتا ہے کہ میرا نکاح کر دو۔ عورت نے کئی مرتبہ خط بھی مکان پر لکھا مگر کچھ جواب نہیں آیا کہ زندہ ہے یا مر گیا، لڑکی کی ماں پہلے راضی نہ تھی مگر جب لڑکے نے کہا کہ اگر تم نکاح نہیں کرتی ہو تو جو کچھ روپیہ میرا اتنے عرصہ میں خرچ ہوا اس کو دو ورنہ ہم

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتہدانی دہلی ۱۹۱۱

^۲ القرآن الکریم ۵۷/۶

^۳ القرآن الکریم ۴۷/۵

نالش کریں گے، سواب لڑکی کی ماں نکاح لڑکی کا کرنے پر راضی ہے اور کہتی ہے کہ ہم راضی ہیں نکاح پڑھوالو، اور یہ کہا کہ شوہر میرا کہہ گیا تھا کہ ہم مکان سے واپس آ کر شادی کریں گے اس وجہ سے ہم نہیں راضی ہوئے تھے، سواب ان کا کچھ پتہ نہیں ہے، میں خوشی سے کہتی ہوں کہ قاضی کو بلا کر ایجاب و قبول کر کرالو، اور لڑکی بھی اپنے بے بھلے کو پہچانتی ہے، سو وہ بھی رضامند ہے، اور عرصہ چھ ماہ سے اسی مرد کے ہمراہ گویا رہتی ہے، جو باتیں حق حق تھیں ان کو لکھ کر علمائے دین کے حضور میں پیش کر دیا جو کچھ حکم شریعت مطہرہ کا ہو بیان فرمائیں، اور ذیل میں جو علامات انگوٹھا ہے وہ ان برادریوں کا ہے جن کے سامنے لڑکی کے والد نے اقرار کیا اور کپڑا وغیرہ لیا، ان لوگوں کے سامنے یہ سوال لکھا گیا اور دستخط لیا گیا لہذا عدم موجودگی اس کے والد کے نکاح ہونے یا نہ ہونے سے یا جس طرح اور جس قاعدہ سے نکاح ہو اس مسئلہ کو حضور تحریر کریں۔ بینواتوجروا

الجواب:

لڑکی اگر نابالغہ ہے تو اس کے نکاح کے لئے ولی کی ضرورت ہے۔ ولی اس کا باپ ہے، بے اجازت پدر کسی کو لڑکی کے نکاح کرنے کا اختیار نہیں، اور پہلے اس کا راضی ہونا اور وعدہ کرنا اجازت کے لئے کافی نہیں کہ اس نے کسی کو وکیل نہیں کیا، اب اس سے اجازت لی جائے۔ اگر اس کا پتہ نہ چلے تو لڑکی کا جوان بھائی اس کا ولی ہے وہ نہ ہو تو بھتیجا، وہ نہ ہو تو چچا کا بیٹا، اس طرح جو عصبہ ہو، اگر عصبہ میں کوئی نہ رہا ہو تو البتہ اس وقت ماں کو ولایت ہوگی اور اس کی اجازت سے نکاح ہو سکے گا۔ اور اگر لڑکی بالغہ ہے یعنی اسے ماہواری عارضہ آچکا ہے تو خود اس کی اپنی اجازت کافی ہے۔ مگر بہر حال باپ کے سوا جو دوسرا شخص اس کا نکاح کرے یا بالغہ ہو کر خود کرے یہ ضرور ہوگا کہ جس سے نکاح کیا جائے وہ اس لڑکی سے مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا لڑکی کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہو ورنہ نکاح ہوگا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱۹: از پبلی بھیت محلہ غفار خان مسئلہ حکیم سعید الرحمن خاں صاحب ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رفیق بیگم کا نکاح اس کی نابالغی میں جبکہ اس کا باپ دادا زندہ نہ تھے اس کے چچا نے اپنے پسر کے ساتھ کر دیا، نابالغہ مذکورہ نے بالغ ہوتے ہی اعلان کر دیا کہ اس نے نکاح مذکور کو نامنظور و ناپسند کر کے فسخ کر دیا اور بذریعہ نوٹس رجسٹری شدہ شوہر کو جو ہنوز نابالغ ہے اور اس کے والد کو بھی اطلاع دے دی، نوٹس یہ لکھ کر واپس آیا بعد ازاں رفیق بیگم نے دیوانی میں نالش کی اور حسب ذیل استدعائے داد رسی کی: "استقرار اس امر کا فرما دیا جائے کہ جو نکاح مدعیہ کا اس کی نابالغی میں ہوا تھا اور جس کو مدعیہ نے بعد بلوغ شرعی کے مسترد کر دیا ہے مدعیہ

بوجہ مصرحہ عرضی نالاش نکاح مذکور کی فسخ اور کالعدم ہو جانے کی وجہ سے پابند نہیں ہے اور اب مدعیہ زوجہ مدعا علیہ کی نہیں ہے۔ "ہنوز اس نالاش کا فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ رفیق بیگم فوت ہو گئی، ایسی حالت میں نکاح مذکور وقت وفات رفیق بیگم کے قائم و برقرار متصور ہو گا یا فسخ و مسترد، اور شوہر کو ترکہ رفیق بیگم کا پہنچے گا یا نہیں؟

الجواب:

رفیق بیگم کی اخیر سانس تک نکاح برقرار تھا، وہ اپنے شوہر کی زوجیت ہی میں مری، شوہر اس کے نصف ترکہ کا وارث ہو گا اور نصف مہر بھی ساقط ہو گیا، نصف مہر بحق دیگر ورثادے گا، خیار بلوغ سے عورت کو یہ حق نہیں ہوتا کہ اپنا نکاح خود فسخ کر لے، نہ اس کے فسخ کئے فسخ ہو سکتا ہے، بلکہ اسے صرف دعویٰ فسخ کا اختیار ملتا ہے، بعد دعویٰ قاضی شرع کے فسخ کئے سے فسخ ہو گا، اگر قبل فسخ مرجائے تو زوجیت ہی میں مرے گی، ردالمحتار میں ہے:

قوله فيفسخه القاضى فلايثبت هذه الفرق الا بالقضاء لانه مجتهد فيه وكل من الخصمين يثبت بدليل فلا ينقطع النكاح الا بفعل القاضى ¹ - والله تعالى اعلم۔	ما تن کا قول کہ "قاضی اس کو فسخ کرے" تو فرقت قضاء کے بغیر ثابت نہ ہو گی، کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور ہر رفیق اس میں دلیل کا سہارا لیتا ہے اس لئے نکاح قاضی کی کارروائی کے بغیر فسخ نہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۲۰: ضلع سکھر سندھ اسٹیشن ڈھرکی ڈاکخانہ خیرپور ڈھرکی خاص دربار معلیٰ قادریہ پر چونڈی شریف از طرف ابوالنصر فقیر سردار شاہ ۱۷ جمادی الآخری ۱۳۳۹ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ، شخصے بحین حیات پدر خود بلار ضامندی و شمولیت وے نکاح خواہر صغیرہ بمعاضہ بازو بجائے کردہ پدرش بعد خبر یافتن انکار کرد و بعد چند مدت راضی شدہ باز معاوضہ رادر نکاح پسر خود گرفت و باز انکار کرد، آیا از انکار اول نکاح باطل شد یا نہ؟	علماء کرام اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ باپ کی زندگی میں باپ کی رضامندی اور شمولیت کے بغیر بھائی نے اپنی نابالغہ بہن کا نکاح بدلے کی شرط پر کر دیا، اور کچھ مدت بعد باپ اس نکاح پر راضی ہو گیا اور بدلہ میں لڑکے کے لئے رشتہ لے لیا اور دوبارہ

¹ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

محض اقبال بعد انکار تجدید ایجاب و قبول فائدہ دارد یا نہ؟ بینوا تو جروا؟	پھر انکار کر دیا، کیا پہلے انکار پر نکاح باطل ہوا یا نہ؟ انکار کے بعد صرف ایجاب و قبول سے نکاح ہوگا یا نہیں؟ بیان کرو اجریاؤ۔ (ت)

الجواب:

نکاح بالغہ کہ برادرش بے اجازت پدر کرد نکاح فضولی بود بر اجازت پدر موقوف چوں پدر باستماع خبر انکار کرد فوراً باطل شد و باطل را عود نیست باز راضی شدن پدر بکار نیاید تا از سر نو ایجاب و قبول پیش شہود نہ کنند در در مختار است بلغھا فردت ثم قالت رضیت لم یجزل بطلانہ بالرد ^۱ در رد المحتار ست لان نفاذ التزویج کان موقوفا علی الاجازۃ وقد بطل بالرد ^۲ ، در بحر الرائق ست الاجازۃ شرطھا قیام العقد ^۳ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	بھائی نے باپ کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا جو نکاح کیا وہ فضولی کا نکاح ہے اور باپ کی اجازت پر موقوف ہے جب باپ نے خبر سنتے ہی انکار کر دیا تو نکاح فوراً باطل ہو گیا اور باطل شدہ دوبارہ صحیح نہیں ہو سکتا ہے اس کے بعد باپ کا راضی ہونا بے فائدہ ہے جب تک دوبارہ گواہوں کی موجود گی میں نیا ایجاب و قبول نہ کریں صحیح نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے کہ اگر لڑکی نے خبر ملنے پر نکاح رد کر دیا پھر کہا کہ میں راضی ہوں تو جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ رد کی وجہ سے پہلے باطل ہو چکا ہے، رد المحتار میں ہے کیونکہ نکاح کا نفاذ اجازت پر موقوف تھا جبکہ رد کرنے سے باطل ہو چکا ہے، بحر الرائق میں ہے اجازت کے لئے عقد نکاح کا باقی ہونا شرط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۲۱ تا ۴۲۲:

از ضلع بلا سپور امام مسجد اکلترا

ایک بڑھیا کی لڑکی تھی اس کی برادری والے بلار ضامندی شادی کرنے لگے، بڑھیا مذکور نکاح کے وقت نامناسب رہنے پر
دوسری کوٹھری پر روتی تھی اور یہ خبر نہیں کہ میری لڑکی کا کیا ہو رہا ہے، لڑکی کی عمر پانچ یا چھ سات سال کی تھی، اس لڑکی
کو یہ کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہو رہا یا کیا ہوا، اس لڑکی مذکور کے

^۱ در مختار باب الولی مطبعت مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

^۲ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۰/۲

^۳ بحر الرائق باب فی الاولیاء والا کفاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۴/۳

وارث سوائے بڑھیا ماں کے کوئی اس کے باپ دادا کی شاخ میں بھی نہ تھے، بلکہ بلا وارث والوں نے نکاح طفلیت میں پڑھایا تو کیا یہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں سوائے اس کے جو لوگ نامناسب نکاح بنایا ہو امداد نکاح بے کئے تو بڑھیا مذکور غریب بیوہ منہاری بیچنے والی بچی کو کوئی گزر کرتی تھی بعض وقت یہ بنایا ہو امداد دو تین بار گیا تو بڑھیا بطور مہمان نوازی کے کھلاتی پلاتی بطور برادرانہ، لیکن کچھ بڑھیا کی بچی سے سروکار بات چیت دیگر حرکات سے پاک رکھتی تھی، جاتے وقت بڑھیا جب روکتی تھی تو بنا ہو امداد برائے نام کھلے الفاظ میں یہ صاف صاف کہتا تھا کہ مجھ کو کیوں روکتی ہے میں نہ رہوں گا اور نہ کسی کو چاہتا ہوں اور یاد نہ رکھوں گا، پس یہ نمبر ۲ کے متعلق ایک تو نکاح ہی درست نہیں ہوا اور جو بنائے ہوئے امداد والوں کی طرف سے نکاح بھی مغالطہ ثابت کریں، تو جب دو ایسا الفاظ کھلا ہوا سے کہے کہ نہ رکھوں گا نہ چاہتا ہوں، تو بھی نکاح والے کا نکاح ساقط ہو جاتا ہے تو اب لڑکی کا نکاح بڑھیا بالغانی میں پڑھاوے تو اولاد بھی ہوتی تو جو اولاد مسلمان ہوں۔ فقط

الجواب:

دوسرا سوال مہمل ہے، اتنی باتوں کا جواب لکھا جائے تو اس کا جواب ہو:

(۱) اس لڑکی کے دادا پر دادا نزدیک دور کی اولاد میں کوئی مرد اس نکاح کے وقت تھا یا نہیں۔ بے تحقیق کوئی نہ تھا نہ کہہ دیا جائے کہ تحقیق کے بعد نکلتے ہیں۔

(۲) اگر ایسا کوئی مرد تھا تو اس نے نکاح کی خبر سن کر کیا لفظ کہے۔

(۳) اگر ایسا کوئی مرد نہ تھا تو ماں نے نکاح ہو جانے پر کیا لفظ کہے اور اس کے بعد کیا لفظ کہے یا کچھ نہ کہا۔

(۴) جب وہ شخص آتا تھا تو ماں اس کی خاطر امداد کی سی کرتی تھی یا عام مہمانوں کی سی۔

(۵) لڑکی کو اب ماہواری عارضہ آتا ہے یا نہیں۔ اس کی عراب کیا ہے، عارضہ ماہواری آتا ہے تو کب سے آتا ہے۔

(۶) ماں کو اس نکاح سے وجہ ناراضی کیا تھی۔

(۷) لڑکی کو اگر عارضہ ماہواری آیا تو فوراً اس کے آتے وقت اس نکاح کے بارے میں کچھ کہا یا کتنی دیر بعد کچھ کہا یا کچھ نہ کہا اور اگر عارضہ ماہواری اب تک نہ آیا اور لڑکی کی عمر پندرہ برس کی ہو گئی تو جس وقت عمر پندرہ برس کی ہوئی تھی اس وقت یا اس کے دیر کے بعد لڑکی نے اس نکاح کے بارے میں کیا کہا تھا یا کچھ نہ کہا۔

(۸) یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس سے نکاح ہوا اس کی قوم کیا ہے اور لڑکی کی کیا قوم ہے اور اس کا چال چلن کیسا ہے اور اس کا مذہب کیا ہے کیا پیشہ کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲۲: از لکھنؤ چھتر منزل کلب مسئلہ عبدالرحیم خان صاحب قادری رضوی ۶ رجب ۱۳۳۹ھ پنجشنبہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کسی وجہ سے اپنا نکاح پڑھانے نہیں جاسکتا تو اپنے پیر بھائی کو اپنا ولی بنالیا تو ولی نکاح
پڑھا کر لاسکتا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

اسے ولی نہیں وکیل کہتے ہیں کسی کو اپنا وکیل کر دے کہ میری طرف سے ایجاب و قبول کر آؤ، نکاح پڑھانے والا اس سے
کہے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کی سب سے بڑی یا سب سے چھوٹی لڑکی (یا جس طرح تعین ہو) میں نے تیرے موکل
فلاں بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں اتنے مہر پردی، وکیل کہے کہ میں نے اپنے موکل مذکور کی طرف سے اس کے لئے
قبول کی، یا وکیل خود عورت یا اس کے وکیل یا نابالغ ہے تو اس کے وکیل سے کہے کہ میں نے تجھے یا فلانہ بنت فلاں بن
فلاں کو تیری موکلہ ہے یا جس کا تو ولی ہے اپنے موکل فلاں بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں لیا عورت یا اس کا وکیل یا ولی
کہے میں نے قبول کیا نکاح ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲۳: از تلمس ضلع شاہجہان پور محلہ عمر پور مسئلہ شیخ سلامت اللہ صاحب پارچہ فروش ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کتنی عمر میں لڑکی کا نکاح جائز اور کتنی عمر کا ہو تو ناجائز یعنی لڑکا سن بلوغ تک شرع کتنی عمر میں
ہوتا ہے، کتنی عمر مدت سال کی ہو تو نکاح جائز ہوتا ہے جب کہ اس کا کوئی حقیقی شخص وکیل مطلق نہ ہو، بینواتو جروا

الجواب:

جب آثار بلوغ ظاہر ہوں لڑکے کو احتلام لڑکی کو حیض، اس وقت سن بلوغ ہوتا ہے، اور اگر آثار نہ ہوں تو پندرہ برس پوری
عمر ہونے پر حکم دیا جائے گا، اگر لڑکی نو برس کامل یا لڑکا بارہ برس کامل کا ہو چکا ہے اور وہ دعویٰ بلوغ کریں اور ان کی
ظاہری حالت اس دعوے کی تکذیب نہ کرتی ہو تو ان کا قول مان لیا جائے گا جب تک ان صورتوں میں سے کسی صورت پر
بلوغ ثابت نہ ہو وہ بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲۴: از لصرات پرگنہ پڑادہ ریاست علاقہ ٹونک محلہ سلطانپورہ مسئلہ ابراہیم صاحب ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ۱۴ سال سے علیحدہ رہتا ہو عورت حاملہ تین ماہ کی
ہو اسی حمل سے لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی نے چودہ سال تک اپنی ماں کے پاس پرورش پائی باپ نے کسی قسم کی امداد نہیں
دی نہ کبھی لڑکی کو بلوا کر دیکھا، ایسی صورت میں جو ان لڑکی ۱۴ سال کی بالغ ہو گئی ہے لڑکی نے اپنی خوشی اور اس کی والدہ
نے اپنی اجازت سے لڑکی کا نکاح کر دیا باپ موجود نہ تھا نکاح بھی ہم قوم سے ہوا یعنی غیر قبیلہ میں نہیں ہوا، یہ نکاح جائز
رہا یا نہیں۔ بینواتو جروا

الجواب:

شرعاً وہ لڑکی اسی کی ہے اگرچہ کہتے ہی برسوں سے عورت سے علیحدہ ہو فقط چودہ برس کی عمر ہونا بلوغ کے لئے کافی نہیں۔ اگر حیض نہ آیا ہو نا بالغ ہے، نکاح کے لئے اس کی اجازت کوئی چیز نہیں، اور ماں کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا رد کر دے گا باطل ہو جائے گا، اور اگر لڑکی واقعی بالغ ہو گئی تھی حیض آچکا تھا تو وہ کفو میں اپنے نکاح کی مختار ہے غیر کفو میں بغیر اجازت باپ کے کہ اس نے پیش از نکاح غیر کفو جان کر صراحۃً اجازت دی ہو لڑکی کا نکاح اس کی اجازت سے باطل ہے، غیر کفو ہونے کے لئے یہی ضروری نہیں کہ کم قوم ہو بلکہ مذہب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا لڑکی کے لئے باعث بدنامی ہو یہ بھی غیر کفو ہونا ہے اگرچہ خاص اسی خاندان کا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲۵: از سمیتہ ڈاکخانہ دراپختہ تحصیل ڈیرہ غازی خان مسئلہ اللہ بخش صاحب ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک عورت زینب پر عاشق ہوا باوجود اہل و عیال کے اس کے عشق میں مغلوب ہو کر اپنی دختر صغیرہ چار سالہ کا نکاح حق مہر زینب پر برادر زینب عمر و زوجہ سے کر دیا بعد اس کے زید نے زینب سے عقد کر کے سر میل کیا اور اس وقت بیمار ہوا، بعد ہفتہ کے فوت ہو گیا، اب وہ لڑکی بالغ ہو کر کہتی ہے کہ میرے باپ نے مرض عشق میں جو میرا نکاح نااہل غیر پردہ دار سے کر دیا ہے مجھے منظور نہیں، آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

صغیرہ کا نکاح کہ اس کے باپ نے کیا لازم ہے، صغیرہ کو بعد بلوغ اس کے فسخ کا کوئی حق نہیں اور عزرات کہ سوال میں لکھے مہمل و بے معنی ہیں شرع میں ان کی کوئی اصل نہیں۔ در مختار میں ہے:

نکاح کر دینے والا باپ یا دادا ہو اگرچہ یہ نکاح غیر کفو یا انتہائی کم مہر پر کیا ہو تو بھی لازم ہو جائے گا بشرطیکہ باپ دادا سوء اختیار سے معروف نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	لزم النکاح ولو بغبن فاحش او من غیر کفو ان کان المزوج اباً او جداً لم یعرف منهما سوء الاختیار ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲۶: از شہر مین پوری دریبہ مکان مولوی حکیم محمد عباس مسئلہ نثار احمد صاحب ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ زید نے چند لڑکے چھوڑ کر انتقال کیا، زید نے اپنا عقد ثانی

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

ہندہ سے کیا، ہندہ سے بھی چند لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، پھر زید نے بھی انتقال کیا، ہندہ اپنی اولاد کو لے کر اپنے میکے چلی گئی، اس کے سوتیلے لڑکے اس کو اپنے حسبِ قدرت ماہانہ خرچ خورد و نوش پہنچاتے رہے، پھر ہندہ بھی مر گئی، اور اس کا بھائی ان بھانجی بھانجوں پر قابض ہو گیا اور اپنی بھانجی کا عقد خالد سے بلا صلاح و مشورہ اس کے علاقائی بھائیوں کے پوشیدہ طور پر کر دیا۔ جب یہ خبر عالم آشکار ہوئی تو بالا بالا اس کے علاقائی بھائیوں کو بھی خبر پہنچی، تو کسی ترکیب سے اپنی سوتیلی بہن کو خالد کے مکان سے بلوایا اور اب یہ چاہتے ہیں کہ اپنی سوتیلی بہن کا کسی معزز سے نکاح کر دیں اور وہ لڑکی بھی اپنے شوہر خالد سے نہایت بدظن ہے، بوقت عقد اس کی عمر آٹھ سال کی تھی اب گیارہ سال سے زائد نہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں جبکہ دختر ہندہ نابالغہ کا کوئی حقیقی بھائی بالغ نہ ہو تو اس کے علاقائی بھائیوں میں جو بالغ ہوں اس کے ولی نکاح ہیں، وہ نکاح کہ اس کے ماموں نے ان بھائیوں سے چھپا کر دیا فتح ہو گیا، ان بھائیوں کو اختیار ہے کہ حسبِ اجازت شرع کسی کفو شرعی سے بغیر مہر مثل میں کمی فاحش کئے ہوئے اس کا نکاح کر دیں، اگر وہ اب بھی نابالغہ ہے، اور اگر اب بالغہ ہو گئی یعنی عارضہ ماہواری آنے لگا تو کسی کفو شرعی سے نکاح کر لینے کا اسے خود اختیار ہے، بہر حال طلاق کی کچھ حاجت نہیں کہ بھائیوں کے رد کئے سے ماموں کا کیا ہوا نکاح سرے سے فتح ہو گیا، اور خالد کو اس دختر سے کچھ تعلق نہ رہا پھر طلاق سے کیا علاقہ! درمختار میں ہے:

لو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ^۱ - واللہ تعالیٰ اعلم۔	اگر ولی ابعد نے اقرب کی موجودگی کے باوجود نکاح دیا تو اقرب کی اجازت پر موقوف ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۲۷: مرسلہ سید امداد علی صاحب مختار عالم ساہوان ٹھا کر دروازہ محلہ پیر زادگان ۲۱ بیچ الآخر ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں ایک شخص کی لڑکی اپنے نانا کی زیر پرورش ابتداء سے ہے باپ نے روز اول سے اس سے تعلق قطع کر رکھا ہے اور مطلق کسی بات کی خبر نہیں لیتا ہے مرض دکھ درد ورنج راحت وغیرہ کو نہیں پوچھتا، ایسی حالت میں ان لڑکیوں کا نانا عقد کر دے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ حال یہ ہے کہ وہ لڑکی جس کا عقد کرنا چاہتا ہے تیرہویں سال میں ہے اگر کوئی صورت جواز ہو تو بیان فرمائیے کیونکہ جب باپ کسی حالت کا شریک نہیں تو لڑکی کے عقد کی کیا سبیل کی جائے اور یہ بیان فرمائیے کہ لڑکی کس سن پر بالغ ہوئی اور بروئے فقہ اس کی کیا شرائط اور نشانیاں ہیں؟ بینوا تو جروا

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴/۱

الجواب

باپ کے ہوتے ہوئے نانا کو ولایت نہیں ہو سکتی، باپ کا بے علاقہ رہنا اس کی ابوت کو زائل نہیں کرتا،

ولم یذكر في السؤال صورة العضل وفيها الولاية للقاضي دون اب الام كما حققه المولى الشرنبلالی في كشف المعضل۔	سوال میں لا تعلقی کی صورت بیان نہیں کی جبکہ اس میں ولایت قاضی کو ہے نانا کو نہیں ہے جیسا کہ مولانا شرنبلالی نے اپنی کتاب "كشف المعضل" میں اس کی تحقیق کی ہے۔ (ت)

لڑکی کم سے کم نو برس کامل اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغہ ہوتی ہے۔ اس بچے میں آثار بلوغ پیدا ہوں تو بالغہ ہے ورنہ نہیں۔ آثار بلوغ تین ہیں: حیض آنا یا احتلام ہونا یا حمل رہ جانا، باقی بغل میں یا زیر ناف بال جمنا یا پستان کا ابھار معتبر نہیں، تنویر میں ہے:

بلوغ الجارية بالاحتلام والحیض والحبلى فان لم يوجد فحتى يتم خمس عشرة سنة وادنى مدته لها تسع سنين ¹ (ملخصاً)	لڑکی کا بلوغ احتلام، حیض یا حمل سے ثابت ہوتا ہے اگر ان میں کوئی علامت نہ ہو تو جب عمر پورے پندرہ سال کو پہنچ جائے اور اس کے بلوغ کی کم از کم مدت نو سال ہے (ملخصاً) (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لا اعتبار لبنات العانة ونهود الثدي فذكر الحموى انه لا يحكم به في ظاهر الرواية وكذا ثقل الصوت كما في شرح النظم الهاملى ابوالسعود وكذا شعر الساق والابط والشارب ² (ملخصاً) وهو تعالى اعلم۔	لڑکی کے بلوغ کے لئے زیر ناف بال اگنے اور پستان کے ابھار کا اعتبار نہیں ہے تو حموی نے ذکر کیا کہ اس پر حکم نہیں کیا جاسکتا ظاہر روایت کے مطابق، اور یوں ہی آواز کا بھاری ہونا بھی معتبر نہیں، جیسا کہ ابوالسعود ہاملی کے منظوم کی شرح میں ہے، اور یوں ہی پنڈلی، بغل، مونچھوں کے بالوں کا بھی اعتبار نہیں۔ (ملخصاً) وهو تعالى اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۲۸: از مبارکپور ڈاکخانہ خاص محلہ رانی پورہ ضلع اعظم گڑھ مرسلہ نثار احمد صاحب درزی

زید بیمار ہوا اپنی حالت بیماری میں اپنی لڑکی کو اس کے ماموں کے سپرد کیا، لڑکی کا سن پندرہ برس کا تھا

¹ درمختار شرح تنویر الابصار فصل فی البلوغ مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۹۲

² ردالمحتار فصل فی البلوغ دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۷/۵

پھر لڑکی کا والد قضا کر گیا اور دادا بھی موجود ہے اور لڑکی کی اب تک اپنے ماموں کے یہاں پرورش پاتی ہے، بعد کچھ روز کے لڑکی کے دادا نے کہیں نکاح کر دیا یعنی کفو میں، اس نکاح کو نہ تو اس کا ماموں جانتا ہے نہ لڑکی جانتی ہے، بعد کچھ روز کے لڑکی نے سنا تو کہا ہم کو نکاح منظور نہیں، اور لڑکی کا ایک چچا بھی موجود ہے وہ بھی نکاح میں شریک نہیں وہ بھی نہیں جانتا اور نہ اس کی رائے سے نکاح ہوا، صرف دادا نے اپنی خودی سے نکاح کیا تھا اس نکاح کو کوئی نہیں جانتا، نہ ماموں نہ لڑکی کا چچا، آیا وہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

غیب کا علم اللہ عزوجل پھر اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے، اگر فی الواقع جس وقت دادا نے اس کا نکاح کیا اس کی عمر کامل پندرہ برس کی یا اس سے زائد تھی یا آثار بلوغ مثل حیض وغیرہ ظاہر تھے تو دادا نے جو نکاح کیا عورت کی اجازت پر موقوف رہا، اگر عورت نے خبر سن کر نا منظور کیا رد ہو گیا اور اگر وقت نکاح عورت کی عمر پوری پندرہ سال کی نہ تھی نہ آثار بلوغ ظاہر تھے اور دادا نے نکاح کر دیا تو لازم ہو گیا اب رد نہیں ہو سکتا، عورت اگر دوسرا نکاح بحیات شوہر کرے گی زنا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب الکفائۃ فی النکاح

(نکاح کے سلسلہ میں کفو کا بیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۴۲۹: از مراد آباد محلہ قانونگویاں مرسلہ محمد نبی خاں صاحب رئیس اوائل جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بالغہ شریف زادی جس کے باپ نے انتقال کیا اور بھائی کوئی نہیں صرف عمرو اس کا حقیقی چچا ولی شرعی ہے، مادر ہندہ نے غیبت عمرو میں باذن ہندہ بے اطلاع عمرو اس کا نکاح زید کم قوم غیر کفو یعنی قصاب مالدار سے کر دیا، جب عمرو آیا اور مطلع ہوا اس خیال سے کہ نکاح تو ہو ہی گیا مصلحتاً منظور کر لیا اور ہندہ کی رخصتی کر دی برضائے ہندہ و طی بھی واقع ہوئی، اب ہندہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی اور تا ادائے مہر معجل زید کے یہاں جانا یا اسے اپنے نفس پر قدرت دینا نہیں چاہتی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے اور ہندہ کو ناشزہ کہا جائے گا یا نہیں؟ اور اسے زید کے یہاں نہ جانے اور اپنے نفس کے بچانے کا اختیار ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو

الجواب:

صورت مستفسرہ میں نہ ہندہ ناشزہ اور نہ زید کو اس پر دسترس، نہ زہار اسے قدرت دیں گے کہ ہندہ کو اپنے یہاں بلائے، نہ ہر گز ہندہ کو اجازت دیں گے کہ بطور زوجیت اس کے یہاں جائے بلکہ شرعاً دونوں پر واجب ہے کہ اس نکاح فاسد و واجب الفسخ سے دست برداری کریں اور زید نہ مانے تو ہندہ پر لازم ہے کہ بطور خود

فسخ کر دے صرف اسی کے فسخ کئے سے فسخ ہو جائے گا، اور یہ بھی نہ کرے تو حاکم پر واجب ہے کہ ان میں تفریق کر دے اور ہندہ کے لئے مہر مثل اتنا کہ مہر مسٹی پر زیادہ نہ ہو زید پر لازم آئے گا، وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ نکاح غیر ولی یعنی ماں نے چچا کے ہوتے اسے ولایت نہیں بے رضائے ولی باذن ہندہ کیا تو درحقیقت یہ زن بالغہ کا بطور خود نکاح کرنا ہوا کہ بسبب اذن ولایت تحقیق ہوئی اور فعل وکیل بعینہ فعل موکل ہے۔

فتاویٰ خیرہ میں ہے، سوال ہوا کہ ایک بالغہ باکرہ کا نکاح اس کی اجازت سے اس کی والدہ کی طرف سے بھائی نے غیر کفو میں کیا؟ جواب میں فرمایا کہ مذکورہ لڑکی کی اجازت سے نکاح ایسے ہی ہے جیسے اس نے بذات خود نکاح کیا ہو تو یہ مسئلہ لڑکی کا خود کو غیر کفو میں اپنے اولیاء کی مرضی کے بغیر نکاح کرینا ہوا اھ ملخصاً (ت)	فی الخیرۃ سئل فی بکر بالغۃ زوجھا اخوھا لامھا من غیر کفو باذنھا اجاب تزویجھا لھا باذنھا کتزویجھا بنفسھا وہی مسئلۃ من نکحت غیر کفو بلارضا اولیائھا^۱ اھ ملخصاً۔

اور روایت مفتی بہا مختار للفتویٰ یہ ہے کہ بالغہ ذات الاولیاء جو اپنا نکاح غیر کفو سے کرے وہ اس وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ ولی شرعی پیش از نکاح صراحۃً اپنی رضامندی ظاہر کرے اور وہ جانتا بھی ہو کہ یہ شخص کفو نہیں ورنہ اگر عدم کفایت پر مطلع نہ تھا یا تھا مگر پیش از نکاح اس نے تصریحات اظہار پسند و رضانہ کیا تو ہرگز نکاح صحیح نہیں اگرچہ ولی مذکور نکاح کے وقت ساکت بھی رہا ہو اگرچہ باوجود اطلاع اصلاً انکار نہ کیا ہو اگرچہ بعد وقوع نکاح صاف صاف تصریح رضامندی بھی کردی ہو اگرچہ اس کی رخصت وغیرہ خود ہی کی ہو، یہ سب باتیں بیکار ہیں اور اس نکاح کی کہ شرعاً صحیح نہ ہوا اصلاح نکاح نہیں کر سکتیں،

بعد کی رضا موقوف نکاح کے لئے تو مفید ہے مگر فاسد نکاح کے لئے مفید نہیں۔ (ت)	فان الرضا الاحق انما ینفع فی الموقوف دون الفاسد۔

در مختار میں ہے:

غیر کفو میں نکاح اصلاً جائز نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا فساد زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے تو مطلقہ ثلاثہ اگر غیر کفو میں نکاح کرے گی تو وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہو سکے گی بشرطیکہ اس کے اولیاء اس غیر کفو پر مطلع ہونے پر رضامند نہ ہوں، اس کو محفوظ کر لو۔ (ت)	یفقی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلا تحل مطلقة ثلاثاً نکحت غیر کفو بلارضی ولی بعد معرفتہ ایاء فلیحفظ^۲۔

^۱ فتاویٰ خیرۃ باب الاولیاء والا کفاء دار المعرفۃ بیروت ۲۵/۱

^۲ در مختار باب الولی مطبع مہتابی دہلی ۱۹/۱

اسی طرح فتح القدر و فتاویٰ خیر یہ و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر وغیرہا میں ہے:

وفی ردالمحتار هذه رواية الحسن عن ابی حنیفة وهذا اذا كان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضی بعده ¹ ۔	اور ردالمحتار میں ہے یہ امام ابو حنیفہ سے امام حسن کی روایت ہے، یہ جب ہے کہ اس کے ولی ہوں اور وہ نکاح سے قبل راضی نہ ہو چکے ہوں تو بعد کی رضامندی مفید نہیں ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے:

السکوت منه لایکون رضی کما ذکرنا ² ۔	اس موقع پر ولی کی خاموشی، رضانہ قرار پائے گی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

یجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطء فی القبل لا بغیرہ کالخلوة لحرمة وطئها ولم یزد علی المسی ویثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر من صاحبه دخل بها اولا فی الاصح خروجاً عن المعصية فلاینا فی وجوبه بل یجب علی القاضی التفريق بینهما ³ اھ ملخصاً۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	نکاح فاسد میں وطی فی القبل ہو جانے پر مهر مثل لازم ہو جائے گا اور کسی عمل مثلاً خلوت وغیرہ سے لازم نہ ہوگا کیونکہ یہاں وطی حرام ہے، اور یہ مهر مثل مقرر شدہ سے زائد نہ ہوگا، اور خاوند بیوی دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی کے بغیر بھی نکاح کو فسخ کرنا حق حاصل ہوگا، خواہ وطی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تاکہ گناہ سے بری ہو سکیں، اسی لئے مهر کا وجوب فسخ کے منافی نہیں ہوگا بلکہ بہر صورت قاضی پر واجب ہے کہ وہ اس نکاح سے دونوں کی تفریق کرے، اھ ملخصاً۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ

از سہسوان

مسئلہ ۴۳۰:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے غیر شہر سے سہسوان میں آکر اپنے آپ کو سنی اور قوم کا سید ظاہر کیا، عمرو نے کہ شیخ انصاری ہے اپنی لڑکی لیلیٰ جس کی عمر وقت نکاح بارہ تیرہ برس کی تھی بیان زید سے دھوکا کھا کر اسے بیاہ دی، وہ لڑکی اور اس کا باپ اہلسنت وجماعت ہیں، ہنوز رخصت بھی نہ ہوئی تھی نہ لیلیٰ

¹ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۹۷

² ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۹۷

³ در مختار باب المهر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۰۱

نے زید کی صورت دیکھی تھی کہ زید چلا گیا اور جب سے اصلاً خبر نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا، اسے کوئی دوبرس کا زمانہ ہوا، اب جو اس کا حال دریافت ہوا وہ رافضی نکلا اور شراب خوری و قمار بازی اس کے علاوہ ہے، جب سے یہ کیفیت معلوم ہوئی تو لیلیٰ اور اس کا باپ عمرو اور اس کی ماں سب ناراض ہیں اور لیلیٰ جس کی عمر خود پندرہ برس کی ہے اپنا نکاح اور شخص سے کیا چاہتی ہے جو مذہب کا سنی اور اعمال کا نیک ہو، اس صورت میں شرع شریف لیلیٰ کے حق میں کیا حکم دیتی ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

اللهم العفو والعافية (اے اللہ تجھ سے معافی اور عافیت کی درخواست ہے۔) روافض میں جو ضروریات دین سے کسی امر کا منکر ہو مثلاً قرآن عظیم کو بیاض عثمانی کہے اس کے ایک لفظ ایک حرف ایک نقطے کی نسبت گمان کرے کہ معاذ اللہ صحابہ کرام یا ہم اہلسنت خواہ شخص نے گھٹا دیا، بڑھا دیا، بدل دیا، یا حضرت جناب امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم خواہ دیگر ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کل یا بعض سے افضل بتائے، قطعاً کافر ہے اور اس کا حکم مثل مرتدین کے ہے والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

يجب اكفار الروافض في قولهم برجة الاموات الى الدنيا (الى ان قال) وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين كذا في الظهيرية ¹	رافضیوں کے اس قول پر کہ "مردے دنیا پر واپس آتے ہیں" ان کی تکفیر ضروری ہے (عالمگیری نے یہاں تک کہا کہ) یہ قوم ملت اسلامیہ سے خارج ہے اور ان کے احکام مرتدین جیسے ہیں، ظہیر یہ میں یوں ہی ہے۔ (ت)

آج کل عامہ روافض اسی قسم کے ہیں ان کے عالم جاہل چھوٹے بڑے تحریراً تقریراً علی الاعلان ان کفریات کا اعتراف کرتے اور ان کے معتقد کو مومن کامل جانتے ہیں اور اپنا پیشوا و مجتہد مانتے ہیں تو اگر ان میں بعض بالفرض خود معتقد نہ تھے تو یوں کافر ہوئے، شفاء شریف میں ہے:

نکفر من دان بغیر ملة المسلمين او وقف فيهم او شك او صحح مذهبهم وان اظهر مع ذلك الاسلام واعتقده ² الخ واقره عليه العلامة الخفاجي في	جس نے ملت اسلامیہ کے علاوہ کسی دین کو اپنایا ان میں شک یا توقف رہا یا ان کے مذہب کو صحیح کہا تو ایسے لوگوں کی ہم تکفیر کریں گے اگرچہ یہ لوگ اسلام اور

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۳

² الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل في بيان ما هو المقالات مطبعة شركة صحافية في بلاد العثمانية ۲/۲۷۱

نسیم الریاض۔	اس کے اعتقاد کا اظہار کریں الخ اور علامہ خفاجی نے اسے نسیم الریاض میں مضبوط قرار دیا۔ (ت)

اس لئے کہا جاتا ہے کہ روافض زمانہ میں کسی ایسے کا ملنا جسے ایک ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں کبریت احمر کے ملنے سے کچھ زیادہ ہی دشوار ہے، فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ اپنے فتاویٰ میں مشرعا بیان کیا اور بارہا ان لوگوں سے بطلان مناکحت پر فتویٰ دیا، اکابر مشاہیر علمائے عصر اس افتاء میں فقیر سے موافق ہیں، ہاں جو اس درجہ کا نہ ہو اور ضروریات اسلام سے کسی شے کا انکار نہ کرتا ہو نہ اس کے منکروں کو مسلمان جانتا ہو اگرچہ اپنی خباثت سے تہرائے ملعونہ شیعہ مغضوبہ تک پہنچے صحیح مذہب مشرب پر بدعتی فاجر ہے، نہ مرتد کافر کما حقہ ابی وسیدی مقدم المحققین قدس سرہ المکین فی فتاواہ (جیسا کہ میرے والد ماجد مقدم المحققین قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق فرمائی۔ ت) پس اگر زید مذکور جس کے ساتھ لیلیٰ کا نکاح ہوا درجہ اول کا رافضی تھا جب تو وہ نکاح یقیناً جزئاً باطل محض ہے جیسے کسی ہندو نصرانی یہودی مجوسی کے ساتھ بلکہ ان سے بھی بدتر مرتد اجنبی اقسام کفار ہے، والعیاذ باللہ سبکھنہ و تعالیٰ، اس صورت میں لیلیٰ کو ایک آن کا انتظار بھی ضرور نہیں بے دغدغہ جس سے چاہے نکاح کر لے، اور اگر اس کا رافضی درجہ دوم سے متجاوز نہ تھا تو صورت مسئلہ میں کہ نکاح باپ نے کیا اور تقریر سوال سے واضح کہ جب تک فریب زید نہ کھلا تھا لیلیٰ والدین لیلیٰ سب راضی تھے پس عام ازیں کہ لیلیٰ وقت نکاح بالغہ تھی یا نہیں ہر طرح نکاح منعقد ہو گیا مگر از انجا کہ رافضی مرد وزن سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہو سکتا اور زید نے اپنے آپ کو سنی بنا کر فریب و مغالطہ دیا لہذا شرع مطہر اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار دے گی، اگر لیلیٰ ہنگام نکاح صغیرہ تھی تو بعد بلوغ اسے اعتراض و انکار کا اختیار ہوا یا ہوگا، اور بالغہ تو جس وقت فریب زید کھلا اسے اور اس کے اولیاء سب کو اختیار دعویٰ فسخ ملا، ردالمحتار میں ہے:

فی النوازل لوزوج بنته الصغیرۃ ممن ینکرانہ یشرب المسکر فاذا هو مدمن له وقالت لارضی بالنکاح ای بعد ما کبرت ان لم یکن یعرف الاب بشر بہ وکان غلبۃ اهل بیتہ صالحین فالنکاح باطل لانہ انما زوجہ علی ظن انہ کفو اھ ثم معناه انہ سیبطل کما فی الذخیرۃ	نوازل میں ہے اگر اپنی نابالغہ بیٹی کا نکاح ایسے شخص سے کر دیا جو شراب نوشی کا انکار کرتا تھا حالانکہ وہ شراب کا عادی تھا، تو لڑکی نے بالغ ہونے پر کہا میں اس نکاح سے راضی نہیں اگر والد کو شراب نوشی کا علم نہ تھا اور والد کا غالب خاندان صالحین لوگ ہیں تو یہ نکاح باطل قرار پائے گا، کیونکہ والد نے کفو سمجھتے ہوئے نکاح دیا تھا پھر اس باطل کا

لان المسئلة مفروضة فيها اذا لم ترض البنت بعد ما كبرت كما صرح به في الخانية والذخيرة وغيرهما ولا فرق في عدم الكفأة بين كونه بسبب الفسق او غيره¹ اهملقطاً۔	مطلب یہ ہے کہ اس نکاح کو باطل کیا جائے گا جیسا کہ ذخیرہ میں ہے، کیونکہ مسئلہ کا تعلق اس صورت سے ہے کہ لڑکی نے بالغ ہو جانے پر عدم رضا کا اظہار کیا ہو جیسا کہ خانیہ میں ہے، ذخیرہ وغیرہما میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ اور عدم کفایت میں فرق نہیں خواہ فسق کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے ہو، اھملقطاً۔ (ت)

در مختار میں ہے:

لوزوجها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفأة ثم علموا، لا خيار لاحد الا اذا شرطوا الكفأة واخبرهم بها وقت العقد فزوجها على ذلك ثم ظهر انه غير كفولهم الخيار ولولو الجية فليحفظ²۔	جب اولیاء نے لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی سے غیر کفو میں لاعلمی کی بنا پر کر دیا اور بعد میں کفو نہ ہونا معلوم ہوا تو اب کسی کو فسخ کا اختیار نہیں۔ مگر جب نکاح کے وقت اولیاء نے کفو ہونے کی شرط پر نکاح دیا ہو یا خاوند نے نکاح کے وقت اپنے کفو ہونے کا اظہار کیا ہو تو اس کے اظہار پر انھوں نے نکاح کر دیا ہو پھر بعد میں معلوم ہوا ہو کہ یہ غیر کفو ہے تو اب ان کو فسخ کا اختیار ہے، ولوالجیہ، پس اسے یاد کر لو۔ (ت)

شامی میں ہے:

في البحر عن الظهيرية لو انتسب الزوج لها نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفو فحق الفسخ ثابت للكل³۔	بحر میں ظہیریہ سے منقول ہے کہ اگر خاوند نے نکاح کے وقت لڑکی پر اپنے نسب کو بدل کر کسی اور کی طرف منسوب کیا تو بعد میں اگر اس کا نسب گھٹیا ہو کہ کفو نہیں ہے، معلوم ہوا تو اب سب کو فسخ کا حق ہے۔ (ت)

مگر اس اختیار کے یہ معنی نہیں کہ عورت یا اولیاء خود ہی فسخ کر لیں کہ یہ تو ہر گز جائز نہیں اور اس پر قناعت کر کے نکاح ثانی کر لیں گے تو زہار نہ ہوگا بلکہ اس کے یہ معنی کہ قاضی شرع کے یہاں رجوع لائیں جب اس کے نزدیک آفتاب روشن کی طرح ثابت ہو جائے کہ واقعی زید رافضی تھا اور اس نے ان لوگوں کو

¹ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۴/۲

² در مختار باب الكفأة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴/۱

³ رد المحتار باب الكفأة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۷/۲

دھوکا بھی دیا یہ اس وقت تک کہ اس کے احوال سے آگاہ نہ تھے۔ نہ اب زید کا پتا ہے (کہ اسے بلا کر اس کے حضور مقدمہ سنا جائے) یا پتا معلوم ہے تو وہ ایسی جگہ ہے جہاں قاضی نہیں (کہ مقدمہ ترتیب دے کر گواہ سن کر بلحاظ شرائط کتاب القاضی الی القاضی وہاں بھیج دیں کہ وہ قاضی اسے دارالقضا میں حاضر کر کے بمواجہہ فریقین حکم فسخ سنادے) اور زید کو یہاں بلاتے ہیں تو اتنا نہیں اور اس پر جبر کا کوئی طریقہ نہیں، غرض ہر طرح قاضی مذکور ضرورت و مجبوری ملاحظہ کر لے اس وقت زید کے عزیزوں یا دوستوں سے کسی کو اور وہ نہ ملیں تو اور کسی بے لگاؤ متدین آدمی کو زید کا نائب و وکیل قرار دے کر اس کے حضور مقدمہ سنے اور بعد ثبوت کامل نکاح فسخ کر دے اور از انجا کہ حسب تصریح سوال ہنوز زید و لیلیٰ میں خلوت نہ ہوئی تھی اصلاً انتظار و عدت کی حاجت نہیں حکم قاضی ہوتے ہی فوراً جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

لا یكون الفسخ لعدم الكفاءة الا عند القاضي لانه مجتهد فيه ¹ الخ۔	کفو نہ ہونے کی وجہ سے فسخ صرف قاضی کی موجودگی میں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے۔ الخ (ت)

در مختار میں ہے:

شرط للكل القضاء لاثباتية ² الخ۔	ہر فسخ کے لئے قضا شرط ہے ماسوائے آٹھ صورتوں کے الخ۔ (ت)

رد المحتار میں ہے:

فيه ایفاء الى ان الزوج لو كان غائباً لم یفرق بينهما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب نهر ³ ۔	اسی میں اشارہ ہے کہ اگر خاوند حاضر نہ ہو تو اس کی حاضری تک تفریق نہ کی جائے گی تاکہ قضاء علی الغائب لازم نہ آئے۔ نهر (ت)

اور اسی میں ہے:

قال فی جامع الفصولین الظاهر عندی ان یتأمل فی الوقائع ویحتاج ویلاحظ الحرج والضرورات فیفتی	جامع الفصولین میں کہا ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ واقعہ پر غور کیا جائے اور احتیاط کی جائے اور حرج اور ضروریات کا اندازہ کیا جائے تاکہ اس

¹ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الکفاءة نوکسور لکھنؤ ۱۶۲/۱

² در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳/۱

³ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۷/۲

لحاظ سے صحت و فساد کا فتویٰ دیا جائے، مثلاً اگر کسی نے عادل شخص کی موجودگی میں بیوی کو طلاق دی اور شہر سے چلا گیا اس کی جگہ معلوم نہ ہو یا علم ہو لیکن وہاں سے اس کو یہاں حاضر کرنا یا وہاں خود پہنچنا دشوار ہو اور خود بیوی یا اس کے وکیل کا دوری کی وجہ سے سفر کرنا مشکل ہو یا کوئی اور وجہ ہو تو ایسی صورت میں اس غائب خاوند کے خلاف شہادت گزرے اور قاضی کو اس کے حق ہونے کا ظن غالب ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی حیلہ اور فریب نہیں ہے تو وہ خاوند کے حق میں یا اس کے خلاف فیصلہ دے دے، یونہی مفتی کو چاہئے کہ اس غائب کے بارے میں فیصلے کا فتویٰ دے دے تاکہ حرج اور ضرورت ختم ہو سکے جبکہ یہ مسئلہ بھی اجتہادی ہے اور ائمہ ثلاثہ امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ اس کے جواز کے قائل ہیں، اور ہمارے ائمہ کے اس میں دو قول ہیں، اور مناسب یہ ہے کہ غائب شخص کی طرف سے کوئی وکیل مقرر کر دیا جائے جس کے متعلق معلوم ہو کہ یہ غائب کی رعایت کرتے ہوئے کوتاہی نہیں کرے گا اھ اس کو نور العین میں ثابت رکھا ہے، میں کہتا ہوں اور اس کی تائید فتح میں باب المفقود کے اس جزئیہ سے ہوتی ہے کہ قضاء علی الغائب ناجائز ہے مگر جب قاضی غائب کے حق یا خلاف فیصلہ دینے میں کوئی مصلحت سمجھے تو فیصلہ دے دے تو نافذ ہو جائے گا کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے اھ ملخصاً (ت)	بحسبہا جوازاً وفساداً مثلاً لو طلق امرأته عند العدل فغاب عن البلد ولا يعرف مكانه او يعرف ولكن يعجز عن احضاره او عن تسافر اليه هي او وكيلها لبعده او لمانع اخر ففى مثل هذا لو برهن على الغائب وغلب على ظن القاضى انه حق لا تزوير ولا حيلة فيه فينبغى ان يحكم عليه وله وكذا للمفتى ان يفتى بجوازه دفعاً للحرج والضرورات مع انه مجتهد فيه ذهب اليه الاثمة الثلاثة وفيه روايتان عن اصحابنا وينبغى ان ينصب عن الغائب وكيل يعرف انه يراعى جانب الغائب ولا يفرط في حقه اھ واقرة في نور العين قلت ويؤيده ما في الفتح من باب المفقود لا يجوز القضاء على الغائب الا اذ ارأى القاضى مصلحة في الحكم له وعليه فحكم فانه ينفذ لانه مجتهد فيه¹ اھ ملخصاً۔

تنویر میں ہے:

عدت کے وجوب کا سبب وہ نکاح ہے جس میں رخصتی	العدة سبب وجوبها النكاح المتأكد

¹ رد المحتار کتاب القضاء مطلب المسائل التي يكون القضاء فيها الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۹/۴

بالتسلیم وماجرى مجراہ ^۱ ۔	ہو چکی ہو یا اس کے قائم مقام کوئی معاملہ ہو۔ (ت)

اور اگر لیلیٰ کے شہر میں کوئی قاضی نہ ہو تو اس کی تدبیر ہم مسئلہ مفقود میں لکھ چکے ہیں واللہ اعلم بالصواب والیہ سبحانہ وتعالیٰ المرجع والمآب (اللہ تعالیٰ ہی درستی کو جانتا ہے اور اس کی پاک ذات کی طرف ہی پناہ اور لوٹنا ہے۔ ت) مسئلہ ۴۳۱: ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک زن بازاری کے لڑکا پیدا ہوا جب وہ لڑکا سن بلوغ کو پہنچا تب اس نے دین اسلام قبول کیا اب جو شخص کہ پہلے سے اہل اسلام تھا اسے اپنی لڑکی صغیرہ کا نکاح اس کے ساتھ کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

جائز ہے، قال اللہ عز جلالہ: لَا تُنْكِحُوا النَّسْرَ كَيْفَ حَثَّى يُؤْمِنُوا^۲ الآیۃ مشرکوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں۔ (ت) مگر یہ نکاح غیر کفو کے ساتھ ہے دو وجہ سے: اولاً عورت قدیمی مسلمان ہے اور یہ شخص نو مسلم، اور نو مسلم مسلمان قدیم کا کفو نہیں،

فی الدر المختار مسلم بنفسه غیر کفو لمن ابوها مسلم ^۳ ۔	در مختار میں ہے: خود مسلمان ہونے والا ایسی لڑکی کا کفو نہیں ہے جس کا باپ مسلمان ہوا ہو۔ (ت)

ثانیاً اس کی ماں زنان بازاری سے تھی اور ان بلاد کا عرف عام ہے کہ ایسے شخص سے نکاح کر دینا اولیائے زنان کے لئے قطعاً موجب عار ہوتا ہے اور یہی بمنائے عدم کفایت ہے۔

فی الفتح القدیر الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدور معہ ^۴ ۔	فتح القدیر میں ہے: اس کا سبب اہل عرف کا ناقص سمجھنا ہے لہذا حکم کا مدار یہی بنے گا (ت)

لہذا اس میں ان سب شرائط کا لحاظ واجب ہوگا جو غیر کفو سے نکاح کرنے میں ہیں مثلاً جبکہ دختر نابالغہ ہے اور باپ برضائے خود اس شخص کے نکاح میں دینا چاہتا ہے تو لازم ہے کہ اس سے پہلے اپنی

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵۵

^۲ القرآن الکریم ۲۲/۲

^۳ در مختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۵

^۴ فتح القدیر باب الکفاءة نور یہ رضویہ سکر ۳/۱۹۳

کسی بیٹی کا نکاح غیر کفو سے نہ کر چکا ہو ورنہ ناجائز ہوگا۔

فی الدر المختار لزمر النکاح بغیر کفو ان کان الولی ابا و جد الم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً^۱ اھ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	در مختار میں ہے کہ یہ نکاح غیر کفو میں تب صحیح ہوگا جب نکاح کا ولی باپ یا دادا ہو بشرطیکہ وہ سوء اختیار میں مشہور نہ ہوں۔ اور اگر ہوں تو پھر صحیح نہیں ہوگا، اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے اھ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

۱۴ محرم الحرام ۱۳۱۰ھ

از شہر کہنہ

مسئلہ ۴۳۲:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر ہندہ عاقلہ بالغہ کا نکاح عمر کے ساتھ کیا، عمر کی نسبت اس وقت شبہ ہوا تھا کہ شاید رافضی ہو اس پر اس سے پوچھا گیا اس نے صاف انکار کیا اور اپنے آپ کو سنی بتایا اور بہت صفائی کے ساتھ اپنے سنی ہونے کا اطمینان دلایا یہاں تک کہ ہندہ کے معمولی اذن و رضا سے نکاح ہو گیا ہندہ رخصت ہو کر عمر کے یہاں گئی کچھ عرصہ بعد جب ماہ محرم آیا اور زید نے ہندہ کو اپنے یہاں بلایا اس وقت عمر کا رافضی ہو نا ظاہر ہوا اس نے ہندہ کا زیور وغیرہ سب اتار کر ایک نیلا چھتھڑا رافضیوں کا ساڑھا کر ہندہ کو بھیج دیا اور تحقیق ہوا کہ عمر رافضی ہے، جب سے زید نے ہندہ کو اس کے یہاں جانے نہ دیا، اب علماء اہل سنت سے فتویٰ طلب ہے کہ اس صورت میں عمر رافضی اور ہندہ سنیہ کا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

قطع نظر اس سے کہ آج کل عام رافضی ضروریات دین کے منکر اور دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہیں جن سے کسی کا نکاح اصلاً کسی طرح نہیں ہو سکتا بفرض باطل اگر یہ شخص اس حد کا نہ بھی ہونے ان کا منکران ضروریات دین اور ان کے مجتہدین کو مسلمان جانتا ہوتا ہم اس قدر میں شک نہیں کہ رافضی سنی کا کفو نہیں ہو سکتا، در مختار میں ہے:

وتعتبر یعنی الکفاءة فی العرب والعجم دیانۃ ای تقویٰ فلیس فاسق کفو الصالحة^۲ الخ۔	عرب و عجم میں کفاءة دینداری کی یعنی پرہیزگاری کی معتبر ہے لہذا فاسق شخص صالحہ لڑکی کا کفو نہ ہوگا الخ (ت)

^۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

^۲ در مختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵/۱

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں:

المبتدع فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف ما یعتقدہ اهل السنة والجماعة ¹ ۔	بدعتی شخص اعتقادی لحاظ سے فاسق ہے اور یہ عمل فسق سے زیادہ برا ہے کیونکہ عملی فاسق اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اس لئے وہ ڈرتا ہے اور استغفار کرتا ہے بخلاف بدعتی کے، اور بدعتی سے مراد وہ شخص ہے جو اہلسنت وجماعت کے اعتقاد کے خلاف اعتقاد بنائے۔ (ت)

طحطاوی حاشیہ در مختار میں زیر قول شرح تزوجتہ علی انہ حرا و سنی او قادر علی المہر والنفقة فبان بخلافہ² (جب نکاح دینے والا کہے میں نے آزاد، سنی اور مہر و نفقہ دینے پر قادر سمجھ کر نکاح کیا ہے تو بعد کو اس کے خلاف ظاہر ہوا۔ ت) فرمایا:

لفقد الكفاءة بالرق في الاول وفي الدين في الثاني وفي المال في الثالث ³ ۔	پہلی صورت (آزاد) میں غلامی کی وجہ سے، دوسری میں دین کی وجہ سے، اور تیسری میں مال کی وجہ سے کفو نہ ہوئی، (ت)

اور جبکہ ہندہ عاقلہ بالغہ تھی اور نکاح اس کے اذن سے واقع ہوا تو حقیقہً وہ ہندہ کا خود اپنا نکاح کرنا تھا کہ بالغہ پر سے ولایت منقطع اور فعل وکیل فعل مؤکل ہے خصوصاً نکاح میں کہ یہاں تو وکیل سفیر و معبر محض ہوتا ہے اور تقریر سوال سے ظاہر ہے کہ زید ولی ہندہ کو اس وقت تک عمر و کار افضی ہونا معلوم نہ تھا عمر و نہ براہ فریب اسے مغالطہ دیا اور وہ اسے سنی سمجھ کر نکاح پر راضی ہوا تو حاصل اس صورت کا یہ ٹھہرا کہ عورت نے اپنا نکاح غیر کفو سے کیا اور ولی کو پیش از نکاح اس کے غیر کفو و رافضی ہونے پر اطلاع نہ تھی، ایسی صورت میں ظاہر الروایۃ تو یہ ہے کہ عورت اور اس کے ولی دونوں کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار ہے، در مختار میں ہے:

تزوجتہ علی انہ سنی فبان بخلافہ کان لہا الخيار فلیحفظ ⁴ انتہی ملخصاً۔	عورت نے سنی ہونے کی وجہ سے نکاح کیا اور اس کے خلاف پایا تو اسے فسخ کا اختیار ہے اسے محفوظ کر لو انتہی ملخصاً (ت)

¹ غنیۃ المستملی فصل فی الامامة سہیل الکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

² در مختار کتاب الطلاق باب العنین وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵۵

³ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار باب العنین وغیرہ دار المعرفۃ بیروت ۲/۲۱۳

⁴ در مختار کتاب الطلاق باب العنین وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵۵

اسی میں ہے:

اگر کفو ہونے کی شرط پر ولیوں نے نکاح دیا یا نکاح کے وقت انھیں کفو کی خبر دی گئی تو اس بنا پر انھوں نے نکاح کر دیا، پھر ظاہر ہوا کہ وہ ایسا نہیں یعنی غیر کفو ہے تو اولیاء کو فسخ کا اختیار ہے، ولو الجبہ، اسے محفوظ کرلو۔ (ت)	اذا شرطوا الكفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجها على ذلك ثم ظهر انه غير كفو كان لهم الخيار ولو لو الجبة فليحفظ¹۔

مگر روایت صحیحہ و مفتی بہا پر نکاح اصلاً نہ ہوا، فتاویٰ خیر یہ میں ہے:

باکرہ بالغہ کا اس کے بھائی نے غیر کفو میں نکاح کر دیا جبکہ لڑکی نے اجازت دی ہو، سے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا کہ لڑکی کی اجازت سے نکاح ایسے ہے جیسے لڑکی نے خود نکاح کیا ہو، یہ مسئلہ لڑکی کا خود غیر کفو میں اپنے اولیاء کی رضا کے بغیر نکاح کرنے کا ہے، بہت فقہاء نے اس نکاح کے اصلاً منعقد نہ ہونے پر فتویٰ دیا ہے، اور یہ امام حسن کی امام ابو حنیفہ سے روایت ہے، تو معراج میں اس کو قاضی خاں وغیرہ کی طرف سے منسوب کر کے کہا کہ ہمارے زمانے میں فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے جو امام حسن نے روایت کی ہے اہل مختصاً (ت)	سئل فی بکر بالغة زوجها اخوها من غير كفو باذنها اجاب تزويجه لها باذنها كتزوجها بنفسها وهي مسئلة من نكحت غير كفو بلا رضا اوليائها افتي كثير بعدم انعقادها اصلا وهي رواية الحسن عن ابي حنيفة ففي المعراج معزيا الى قاضي خاں وغيره والمختار للفتوى في زماننا رواية الحسن² اه ملخصاً۔

در مختار میں ہے:

غیر کفو میں اصلاً جائز نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، فساد زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے، لہذا مطلقہ ثلاثہ نے اگر ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح کر لیا تو شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی جبکہ ولی کو شوہر ثانی کے بغیر کفو ہونے کا علم ہو اور وہ اس نکاح ثانی پر راضی نہ ہوا ہو، اس کو محفوظ کرلو۔ (ت)	ويفتي في غير الكفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوى لفساد الزمان فلا تحل مطلقة ثلاثا نكحت غير كفو بلا رضى ولي بعد معرفته اياه فليحفظ³۔

¹ در مختار باب الكفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

² فتاویٰ خیر یہ باب الاولیاء والا کفاء دار المعرفۃ بیروت ۲۵/۱

³ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

ردالمحتار میں ہے:

قوله بلا رضى نفى منصب على المقيد الذى هو رضى الولى والقيد الذى هو بعد معرفته اياك فيصدق بنفى الرضى بعد المعرفة وبعدهما وبوجود الرضى مع عدم المعرفة ففي هذه الصور الثلاثة لا تحل وانما تحل في الصورة الرابعة وهى رضى الولى بغير الكفو مع علمه بانه كذلك¹ اهـ	ما تن کا قول "بغیر رضا" یہ مقید کی نفی ہے اور وہ ولی کی رضا ہے اور اس کی قید "جبکہ ولی کو شوہر ثانی کے غیر کفو ہونے کا علم ہو" ہے تو اس کا مصداق یہ تمام صورتیں ہوں گی، غیر کفو ہونے کے علم کے بعد رضا نہ ہو، یا علم غیر کفو اور رضادوں نہ ہوں، یا رضا ہو مگر غیر کفو کا علم نہ ہو، تو ان تینوں صورتوں میں وہ حلال نہ ہوگی، صرف ایک چوتھی صورت حلال ہوگی کہ غیر کفو ہونے کا علم ہونے کے باوجود رضا ہو، اھ ح (ت)

پس صورت مستفسرہ میں حکم یہ ہے کہ عمر و ہندہ کا نکاح اصلاً منعقد نہ ہوا، نہ وہ اس کا شوہر ہے نہ یہ اس کی زوجہ، نہ اسے
اس کے یہاں بھیجنا یا جاناروا، نہ اس کو اس پر کسی قسم کا اختیار یا دعویٰ، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

۸ شوال ۱۳۱۰ھ

از دیور نیا مسئلہ عنایت حسین صاحب

مسئلہ ۴۳۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے سالے کے ساتھ میں کر دیا اور اس کی
کیفیت یہ ہے کہ وہ شخص جملہ منہیات میں مبتلا ہے جیسے شراب خوری اور جوابازی اور زنا کاری اور چوری کرتا ہے
تمام، اور عارضہ سوزاک اور آتشک وغیرہ کا موجود ہے، اور علاوہ اس کے غیر کفو بھی ہے، اور تارک الصلوٰۃ ہے، اور خوش
دامن وغیرہ اس کی صالحین میں سے ہیں اور ان کو اس تقریب سے نہایت خفت اور ذلت اور عار معلوم ہوتی ہے، آیا یہ
نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

سائل مظہر کہ یہ لڑکی وقت نکاح نابالغہ ویتیمہ تھی اور اس کا کوئی بھائی بھی نہیں، بچانے جس سے نکاح کیا وہ پیش از نکاح
بھی ایسا ہی بد رویہ و بد اطوار تھا، اگر یہ بیان واقعی ہے تو نکاح مذکور اصلاً نہ ہوا،

فی الدر المختار ان كان المزوج غيرهما	اگر نکاح کر دینے والا باپ دادا کا غیر ہو تو غیر کفو سے

¹ ردالمحتار باب الولی احياء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

ای غیر الاب وایبہ لایصح النکاح من غیر الکفو اصلاً وما فی صدر الشریعة صح ولہما فسخہ وہم ۱۔ (ملخصاً)	اصلاً نکاح نہ ہوگا۔ اور جو صدر الشریعة میں ہے کہ نکاح صحیح اور باپ دادا کو اس کے فسخ کا اختیار ہے یہ صرف وہم ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

وتعتبر فی العرب والعجم دیانة ای تقوی فلیس فاسق کفو لصالحة او فاسقة بنت صالح معلناً کان اولا علی الظاہر نہر ^۲ ۔ انتہی۔ واللہ تعالی اعلم۔	عرب و عجم میں کفایت دینداری یعنی پرہیزگاری کی معتبر ہے، دیانت سے مراد تقوی ہے، لہذا کوئی فاسق کسی صالحہ یا فاسقہ بنت صالح کے لئے کفو نہیں بن سکتا، فسق اعلانیہ ہو یا غیر اعلانیہ، یہ ظاہر الروایت ہے، نہر انتہی، واللہ تعالی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۳۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سید زادی کا نکاح اس کے چچا نے گیارہ برس کی عمر میں بے اطلاع باپ کے ان کی غیبت میں زید پٹھان سے کر دیا، آیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

پٹھان سید زادی کا کفو نہیں ہو سکتا، تو یہ نکاح کہ بے اطلاع پدر تھا، عام از انکہ ہندہ اس وقت بالغہ ہو خواہ نابالغہ اس نکاح پر راضی تھی خواہ ناراض مطلقاً محض باطل واقع ہوا، یہاں تک کہ اب اگر اس کا باپ بھی جائز رکھے تو درست نہیں ہو سکتا، زید و ہندہ کو باہم قربت ناروا، اور ہندہ اب اگر بالغہ ہو تو اسے ورنہ اس کے ولی کو اختیار ہے کہ بے طلاق لئے جس سے چاہے نکاح کر دے، زید ہر گز مزاحم نہیں ہو سکتا کہ مذہب مفتی بہ پر وہ محض اجنبی ہے،

فی ردالمحتار عن کافی الامام الحاکم الشہید، قریش بعضہا اکفاء لبعض والعرب بعضهم اکفاء لبعض ولیسوا باکفاء لقریش ومن کان له من الموالی ابوان او ثلاثة فی	ردالمحتار میں ہے کہ امام حاکم شہید کی کافی میں ہے کہ قریش ایک دوسرے کے لئے کفو ہیں، اور عرب ایک دوسرے کے لئے کفو ہیں مگر قریش کے لئے کفو نہیں اسلام میں اگر کسی کے دو باپ یعنی باپ دادا، یا تین ۳

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

^۲ درمختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵/۱

باپ آزادی میں ہو گزرے ہوں وہ ایک دوسرے کے کفو ہوں گے لیکن عربوں کے کفو نہیں ہوں گے اھ، اور در مختار میں ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح اصلاً صحیح نہ ہوگا اور فساد زمان کی بنا پر اسی پر فتویٰ ہے، لہذا مطلقہ ثلاثہ نے اگر غیر کفو میں ولی کی عدم رضا کے باوجود نکاح کر لیا جبکہ ولی کو شوہر ثانی کے غیر کفو ہونے کا علم ہو تو وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، اس کو محفوظ کر لو اھ، اور ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے کہ جب لڑکی کا ولی نکاح سے قبل راضی نہ ہو تو بعد کی اجازت کارآمد نہ ہوگی اھ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	الاسلام فبعضہم اکفاء لبعض و لیسوا باکفاء للعرب^۱ اھو فی الدر المختار یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلا تحل مطلقۃ ثلاث نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاء فلیحفظ^۲ اھو فی ردالمحتار عن البحر الرائق اذا کان لها ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ^۳ اھو واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ولیہ ہندہ کو کہ سید زادی ہے دھوکہ دے کر اپنی قوم اور اپنا اور اپنے باپ کا مشہور نام اور اپنی ماں کا کنیز غیر شرعی ہونا چھپا کر بذریعہ تحریر و تقریر اپنے آپ کو شیخ یا سید اور ڈھائی بسوہ حقیقت کا مالک ظاہر کر کے ہندہ سے نکاح کر لیا اور اس ملک فرضی کو مہر ہندہ قرار دیا، بعد خلوت صحیحہ ہندہ کو معلوم ہوا کہ نہ زید کا وہ نام نہ قوم نہ زمین، بلکہ وہ کنیز ک غیر شرعی سے پیدا ہوا ہے، اب ہندہ ناراضمند ہو کر فسخ نکاح چاہتی ہے، آیا صورت مستفسرہ میں نکاح کو خود فسخ یا اس کے فسخ کا دعویٰ کر سکتی ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ نابالغہ ہے اور یہ نکاح اب وجد نے نہ کیا یا انھیں نے کیا مگر اس بارہ میں ان کی بے احتیاطی ہوئی تھی یعنی کبھی اور بھی کسی بیٹی پوتی کا غیر کفو دنی القوم یا محتاج سے نکاح کر چکے ہوں تو یہ نکاح اصلاً صحیح نہ ہوا، اگر ہندہ کے لئے دور و نزدیک کہیں کوئی ولی مرد عصبہ عاقل بالغ حر مسلم مثلاً باپ دادا بھائی بھتیجا اپنا چچا یا اپنے باپ دادا کا چچا یا ان میں کسی کی اولاد ذکور عام ازاں اب وجد کے سوا یہ سب گئے ہوں یا سوتیلے موجود ہے اور یہ نکاح اس کے بے اطلاع ہوا یا مطلع تھا

^۱ ردالمحتار باب الکفاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۹/۲

^۲ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱/۱

^۳ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۷/۲

مگر اس نے صراحۃً نکاح کی اجازت نہ دی اگرچہ سکوت کیا ہو، اگرچہ مجلس عقد میں موجود رہا ہو، یا صراحۃً اجازت و رضا مندی بھی ظاہر کی بلکہ خود متولی نکاح ہوا، مگر وہ ان حالات باطنہ زید پر وقوف نہ رکھتا تھا تو ان سب صورتوں میں مذہب مفتی بہ پر وہ نکاح محض باطل و کالعدم بلکہ شرعاً فی الحقیقت منعدم ہے اگرچہ بعد وقوع نکاح و علم بحالات زید ولی ہندہ صراحۃً کہہ دے کہ میں ایسی حالت پر بھی اس نکاح پر راضی اور اسے جائز رکھتا ہوں تاہم کچھ حاصل نہیں کہ جو شرعاً باطل ہے کسی کی رضامندی سے صحیح نہیں ہو سکتا، اس تقدیر پر توفیح کی خود کیا حاجت کہ جب عقد ہوا ہی نہیں تو فسخ کیا گیا جائے۔

در مختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے اصلاً ناجائز ہونے پر فتویٰ دیا جائے گا، فساد زمان کی وجہ سے یہی مختار ہے لہذا مطلقہ ثلاثہ نے اگر ولی کو علم کے باوجود اس کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح کر دیا تو وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اس کو محفوظ کر لو اھ ردالمحتار میں ہے کہ ولی کا اپنی عدم رضا کو صراحۃً بیان کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کا سکوت ہی عدم رضا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، لہذا صحت نکاح کے لئے صراحۃً رضامندی کا اظہار ضروری ہے، اسی بنا پر اگر پہلے خاموش رہا اور نکاح کے بعد راضی ہو گیا تو کارآمد نہیں غور کرو، اھ۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ ان صورتوں میں عدم رضا ہوگی، علم ہو رضائے ہو یا علم نہ ہو رضا ہو، یا غیر کفو کا علم اور رضا دونوں نہ ہوں، ان تینوں صورتوں میں وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، اور صرف ایک صورت میں حلال ہوگی وہ یہ کہ اس کو غیر کفو ہونے کا علم ہو اور راضی ہو اھ۔ (ت)

فی الدر المختار یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلا تحل مطلقة ثلاثاً نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاء فلیحفظ^۱ اھ فی ردالمحتار لایلزم التصریح بعدم الرضی بل السکوت منه لایکون رضی کہا ذکرنا فلا بد لصحة العقد من رضا صریحاً وعلیه فلو سکت قبلہ ثم رضی بعده لا یفید فلیتأمل^۲ اھ و فیہ یصدق بنفی الرضی بعد المعرفة وبعدها ووجود الرضی مع عدم المعرفة ففی هذه الصور الثلاثة لا تحل وانما تحل فی الصورة الرابعة وھی رضی الولی بغیر الکفو مع علمہ بأنہ كذلك^۳ اھ

^۱ در مختار باب الولی مطبعت مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

^۲ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

^۳ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

اور اگر ہندہ کے لئے اس قسم کا کوئی ولی نہیں یا جو ہیں وہ کل یا بعض یا دو صورت تفاوت درجہ صرف ولی اقرب پیش از نکاح باوجود وقوف بحالات زید صراحۃً اپنی رضامندی ظاہر کر چکا ہو تو بشرطیکہ ہندہ بالغہ ہو صحت نکاح میں کچھ شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳۶: از شہر کہنہ ۴ رمضان مبارک ۱۳۱۳ھ

ما تو لم رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ پٹھان کے لڑکے کا سید کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

سائل مظہر کہ لڑکی جوان ہے اور اس کا باپ زندہ، دونوں کو معلوم ہے کہ یہ پٹھان ہے اور دونوں اس عقد پر راضی ہیں، باپ خود اس کے سامان میں ہے، جب صورت یہ ہے تو اس نکاح کے جواز میں اصلاً شبہ نہیں کما نص علیہ فی رد المحتار وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ کتب میں اس پر نص ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳۷: از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسٹنٹ مرسلہ یعقوب علی خاں صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح ہندہ بعمر چار سالہ ہوا تھا اور اس وقت عمر اس کے زوج بکر کی پانچ سال تھی جب بکر سن تمیز کو پہنچا تو مردی سے خارج ہے اور اور بھمراہی ہیز رقص کرتا ہے تو نامردی اور ان حرکات زشت کے باعث والد ہندہ عار و کسر شان سمجھ کر دختر کے بھیجنے میں منکر ہے اور اب دختر کی عمر چودہ سال ہے، شوہر کو پسند و قبول نہیں کرتی، تو اس صورت میں دربارہ جواز و عدم جواز نکاح کا کیا حکم ہے اور بعد تفریق دین و مہر اس کا ذمہ شوہر پر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

اگرچہ مخنثوں کے ساتھ رقص کرنا بیشک زوال کفائت کا باعث ہے کہ ایسے شخص سے رشتہ ضرور موجب ننگ و عار ہے مگر کفائت کا اعتبار ابتدائے نکاح کے وقت ہے اگر اس وقت کفو ہو پھر کفائت جاتی رہے تو اس کا لحاظ نہ ہوگا۔

در مختار میں ہے کہ کفو کا اعتبار ابتداء نکاح کے وقت ہے لہذا نکاح کے بعد اگر کفو ختم ہو جائے تو مضر نہیں جیسا کہ نکاح کے وقت صالح ہونے کی وجہ سے کفو تھا اور بعد میں وہ فاسق بن گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا۔ (ت)

فی الدار المختار والكفاءة اعتبارها عند ابتداء العقد
فلا يضر زوالها بعده فلو كان وقته كفوا ثم فجر لم
يفسخ¹

¹ در مختار باب الكفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۵۱

ظاہر ہے کہ خصلت شنیعہ بکر میں بعد نکاح پیدا ہوئی تو اس وجہ سے ابتداء اس کے نکاح پر اعتراض نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ آیا جس وقت نکاح ہوا اس وقت بھی بکر کفو ہندہ تھا یا نہیں اور مہر ہندہ میں اس کے مہر مثل سے کمی فاحش ہوئی یا نہیں اور نکاح ہندہ کے باپ یا اس کی عدم ولایت کی حالت میں دادا نے کیا یا ان کے غیر کے مثلاً ماں بھائی چچا وغیرہم نے اور ان میں سے کسی نے کیا تو بحالت ولایت خود کیا مثلاً باپ وغیرہ جو اس سے اقرب تھے شرعاً قابل ولایت نہ تھے خواہ ان کی ولایت نہ رہی تھی یا بحال عدم ولایت کیا تھا کہ دوسرا ولی اقرب موجود تھا پھر اس تقدیر پر ولی اقرب نے سن کر جائز کر رکھا یا رد کر دیا ہنوز ساکت ہے، غرض صورتیں بہت ہیں اور ان سب کا حکم شرعی یہ کہ صغیرہ کا نکاح جب غیر آب و جد نے کیا ہو اگر مہر مثل میں کمی فاحش کی یا زوج اسی وقت مثلاً بوجہ کم قوم ہونے کے کفو نہ تھا تو وہ نکاح سرے سے صحیح ہی نہیں ہوتا۔ اگرچہ غیر ہی اسی وقت ولی اقرب ہو اور اگر اس وقت کفایت تھی اور مہر میں بھی کمی فاحش نہ ہوئی تو بحال عدم ولایت نکاح اجازت ولی اقرب پر موقوف رہتا ہے، اگر اس نے جائز کر دیا نافذ ہو گیا رد کر دیا باطل ہو گیا، ساکت ہے تو ابھی اسے اختیار ہے کہ رد کر دے خواہ نافذ، اور اگر وہ ساکت ہی رہے یہاں تک کہ صغیرہ سن بلبلوغ کو پہنچی تو اب اسے اختیار ہوگا کہ اس نکاح موقوف کو رد کر دے یا نافذ کر دے، اور بحال ولایت نکاح منعقد و نافذ ہوتا مگر صغیرہ کو خیار بلوغ ملتا ہے یعنی اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر نکاح کا حال اسے پہلے سے معلوم ہے تو جس وقت بالغہ ہو یعنی علامت بلوغ مثل حیض ظاہر ہو یا پندرہ برس کی عمر ہو جائے، اور اگر پہلے سے معلوم نہیں تو بعد بلوغ جس وقت نکاح کی خبر ہو کہہ دے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں۔ اس صورت میں حاکم مطلقاً نکاح فسخ کر دے گا اگرچہ شوہر نامرد و مخنث نہ بھی ہو، مگر اس خیار میں کنواری لڑکی کو حکم ہے کہ بالغہ ہوتے ہی یا بعد بلوغ خبر پاتے ہی فوراً فوراً بلا توقف اپنی ناراضی ظاہر کرے، اگر ذرا دیر لگائے گی یہ خیار جاتا رہے گا اگرچہ شوہر نامرد و مخنث سہی، اور جو لڑکی شوہر رسیدہ ہو اسے اختیار وسیع ملتا ہے کہ بعد بلوغ یا بالغہ ہونے پر اطلاع کے بعد جب چاہے ناراضی ظاہر کرے نکاح فسخ کر دیا جائے گا جب تک کہ وہ صراحتاً زبان یا کسی فعل مثل بوسہ لینے یا نان و نفقہ مانگنے سے رضامندی ظاہر نہ کرے، اور جب باپ دادا نکاح کریں تو صغیرہ کو اس راہ سے اصلاً اختیار فسخ نہیں ہوتا اگرچہ کفایت نہ ہو یا مہر مثل میں کمی فاحش ہو بشرطیکہ نکاح خود باپ دادا نے پڑھایا یا شوہر و مقدر مہر معین کر کے کسی کو وکیل کیا یا جس نے چاہا بلا اجازت پڑھادیا مگر جب باپ یا دادا ولی اقرب کو خبر ہوئی تو باوصف علم عدم کفایت و غبن فاحش اسے نافذ کر دیا کہ ان صورتوں میں بھی وہ نکاح باپ دادا کا بذات خود ہی کیا ہوا ٹھہرے گا اور صغیرہ کو اصلاً اختیار اعتراض نہ ملے گا مگر یہ کہ باپ دادا اس تزویج یا توکیل یا تنفیذ کے وقت نشے میں ہوں یا اس سے پہلے بھی اپنے بچے کا نکاح غیر کفو یا

مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کر چکے ہوں تو یہ نکاح ان کا کیا ہوا بھی صحیح نہیں ہوتا۔

در مختار میں ہے کہ جب نکاح دینے والا باپ دادا ہو تو غیر کفو اور انتہائی کم مہر کی صورت میں بھی نکاح ہو جائیگا بشرطیکہ وہ باپ دادا سوء اختیار میں مشہور نہ ہوں، اور اگر وہ اس میں مشہور ہوں تو بالاتفاق نکاح صحیح نہ ہوگا، اور یہی حکم ہے جب وہ نشہ میں ہوں، اور اگر نکاح دینے والے باپ دادا کا غیر ہوں خواہ ماں ہو تب بھی غیر کفو اور غبن فاحش یعنی انتہائی کم مہر کی صورت میں نکاح صحیح نہ ہوگا۔ ہاں اگر مہر مثل اور کفو میں یہ نکاح ہو تو صحیح ہوگا لیکن لڑکی کو بلوغ یا بلوغ کے بعد علم پر فسخ کا اختیار ہوگا بشرطیکہ قاضی فسخ کرے، مذکورہ صورت میں اگر لڑکی عاقلہ بالغہ ہو اور غیر کفو کا کیا ہوا نکاح سُن کر خاموش رہے بشرطیکہ نکاح کا علم رکھتی ہو تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا، اور اس کا اختیار مجلس کے آخر تک باقی نہ رہے گا اگرچہ وہ اپنے اختیار کا علم نہ رکھتی ہو، اور اگر نابالغ لڑکی یا لڑکی ثیبہ ہو تو بلوغ پر محض سکوت سے اختیار ختم نہ ہوگا جب تک صریح رضایا اس کے قائم مقام کوئی عمل مثلاً بوس و کنار نہ کرے اہ ملتقطاً، اسی میں نہر سے منقول ایک بحث ہے کہ اگر باپ دادا نے پورے مہر کی شرط پر غیر کو وکیل بنایا تو نکاح صحیح ہوگا اہ وضاحت ہے، اور ردالمحتار میں ہے کہ ایسے ہی ہوگا جب انھوں نے کفو کی شرط

فی الدر المختار لزوم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسه ابا او جد الم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً وکذا لو کان سکران، وان کان المزوج غیر الاب وایبہ ولو الام لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً وان کان من کفو وبمہر المثل صح ولكن لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ والعلم بالنکاح بعدہ بشرط القضاء للفسخ وبطل خیار البکر بالسکوت لو مختارۃ عالمۃ باصل النکاح ولا یمتد الی آخر المجلس وان جهلت به، خیار الصغیر والثیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بلا صریح رضا او دلالة علیہ کقبلة ولس¹ اہ ملتقطاً، وفیہ عن النہر بحثاً لو عین (ای الاب او الجد) لو کیلہ القدر (ای قدر المہر) صح² اہ موضحاً، وفی ردالمحتار وکذا لو عین لہ

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/۹۳-۱۹۲

² در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/۱۹۲

پر کسی کو وکیل بنادیا ہو، جیسا کہ یہ بحث علامہ مقدسی نے کی ہے اھ، اور اسی میں اس کے تھوڑا سا بعد بحر سے منقول ہے اور انھوں نے محیط سے کہ ولی کی اجازت سے کسی کا نکاح دینا یہ بھی ولی کے اپنے دئے ہوئے نکاح سے ملحق ہوگا اھ تنویر اور در میں ہے ولی اقرب کی غیر حاضری میں ولی ابعد کو نکاح کا اختیار ہے، تو اگر ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد نے نکاح دیا تو یہ ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا، غیر حاضری یہ ہے کہ سفر کی مدت پر یا اتنے بعد پر ہو کہ ممکن والا واپسی اس کے جواب و اجازت کا انتظار نہ کرتا ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اھ مختصراً اور فتح القدیر میں ہے کہ اگر نابالغ ولی کی اجازت دینے سے قبل بالغ ہو جائے تو پھر خود اس کو اختیار ہوگا تو اس کی رضا پر نکاح نافذ ہو جائے گا کیونکہ یہ نکاح موقوف تھا الخ (ت)	رجلا غیر کفو کما بحثہ العلامة المقدسی^۱ اھ وفيہ بعيدہ عن البحر عن المحيط، ان الجواز ثبت بأجازة الولی فالحق بنکاح بأشرة^۲ اھ وفي التنویر والدر (للولی الابعد التزویج بغیبة الاقرب) فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته مسافة القصر واختار فی الملتقى ما لم ينتظر الکفو الخاطب جوابه وعلیه الفتوی^۳ اھ مختصراً، وفي فتح القدیر لو بلغ قبل ان یجیزه الولی فأجاز بنفسه نفذ لانها كانت متوقفة^۴ الخ۔

پس اگر ہندہ میں صورت واقعہ وہ تھی جس میں نکاح سرے سے صحیح ہی نہ ہوا یا صحیح ہو کر بسبب رَدِّ ولی اقرب باطل ہو گیا، جب تو ظاہر ہے کہ بکر کو ہندہ پر کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا، نہ وہ اس کی زوجہ نہ یہ اس کا شوہر، اور جب کہ ہنوز رخصت نہیں ہوئی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے مہر اصلاً لازم نہیں بلکہ ایسی حالت میں اگر فی الواقع مرد نامرد ہو تو اس صورت میں مہر لازم ہونے کی کوئی شکل نہیں کہ نکاح غیر صحیح ہو تو مہر جماع سے لازم ہوتا ہے اور نامرد قابل جماع نہیں، اور اگر صورت وہ ہو جس میں نکاح ہنوز اجازت صاحب اجازت پر موقوف ہو تو اگر پدر ہندہ کی جانب سے قبل اس نکاح کے اجازت و رضا متحقق نہ ہوئی تھی تو اب اس انکار سے رد ہو گیا، اور اگر یہ انکار اس طور پر ہے کہ نکاح کو تو رد نہیں کرتا مگر رخصت کرنا نہیں چاہتا تو اب یہ ولی ہندہ

^۱ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲

^۲ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۶/۲

^۳ درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳/۱

^۴ فتح القدیر فصل فی الاولیاء نوریہ رضویہ ستمبر ۱۹۸/۳

یا بحال بلوغ خود ہندہ کے ہاتھ کی بات ہے رد کردیں رد ہو جائے گا اور جب کہ جماع نہ ہوا مہر کچھ نہیں کمایا یا لکونہ فسخاً (جیسا کہ آئینہ کیونکہ یہ فسخ کی صورت ہے۔ ت) اور اگر صورت وہ تھی جس میں ہندہ کو خیار بلوغ ملے اور وہ اس خیار کو حسب شرائط مذکورہ استعمال میں لایا، یا ہنوز اس کا وقت نہیں آیا کہ ہندہ ابھی نابالغہ ہے تو جب تک وقت آئے استعمال میں لائے تو بھی ہندہ کو نجات کامل بے دقت حاصل کہ فقط اس کا یہ اظہار ناراضی کرنا ہی حکم فسخ کا منشا ہو جائے گا اور حاکم مجرد اسی بناء پر نکاح فسخ کر دے گا اور اب بھی مہر اصلاً عائد نہ ہوگا کہ نکاح فسخ سے گویا کالعدم (یعنی بے ہوا) ہو جاتا ہے۔

فی ردالمحتار المہر کمایلمر جبیعہ بالدخول کذا بمت احدہما قبل الدخول اما بدون ذلك فیسقط ولو الخیار منه لان الفرقة بالخیار فسخ للعقد والعقد اذا انفسخ يجعل كانه لم یکن كما فی النہر ¹ ۔	ردالمحتار میں ہے: جس طرح دخول وجماع سے مہر لازم ہو جاتا ہے یونہی دخول سے قبل خاوند یا بیوی کے فوت ہو جانے سے مہر لازم ہو جاتا ہے اور دخول کے بغیر موت اور موت کے بغیر ساقط ہو جائے گا، اگرچہ لڑکے کو اختیار ہو تب بھی فسخ کرنے سے مہر ساقط ہو جائے گا کیونکہ فسخ نکاح کو کالعدم کر دیتا ہے جیسا کہ نہر میں ہے (ت)

ہاں اگر صورت وہ تھی جس میں ہندہ کو خیار بلوغ سرے سے نہ ملا، یا ملا تھا، اور از انجا کہ ہندہ کنواری ہے جسے خیار وسیع نہیں ملتا بوجہ سکوت ساقط ہو گیا تو اب بالفعل ہندہ خواہ اس کے باپ کو اصلاً کوئی حق اعتراض و انکار حاصل نہیں، نکاح صحیح و تام ہو چکا اور ان حرکات شنیعہ کا بکر میں پیدا ہو جانا مبطل یا وجہ ابطال نکاح نہیں، اور ابھی کہ ہندہ کی رخصت نہ ہوئی نامردی بکر کا دعویٰ قابل سماعت نہیں کہ عورت کے حق میں نامرد وہ ہوتا ہے جو خاص اس عورت کے فرج داخل کے اندر ذکر حشفہ تک غائب کرنے پر قادر نہ ہو، اور یہ باختلاف زمان مختلف ہو سکتا ہے ممکن کہ کوئی شخص ایک عورت کی فرج میں ادخال نہ کر سکے اور دوسری پر قادر ہو جائے تو اس دوسری کے حق میں نامرد نہ ہوگا۔

فی الہندیۃ عن النہایۃ ان کان یصل الی الثیب دون الابکار والی بعض النساء دون البعض وذلك لمرض اولضعف فی خلقه اولکبر سنہ	ہندیہ میں نہایہ سے ہے: اگر کوئی مرد شبہ عورت سے وطی کر سکتا ہے باکرہ سے نہیں کر سکتا، یا بعض قسم کی عورتوں سے کر سکتا ہے اور بعض سے نہیں کر سکتا اس کی وجہ مرض ہے یا پیدائشی کمزوری یا بڑھاپا ہے

¹ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۷/۲

یا جادو ہے، تو وہ ایسی عورتوں کے حق میں نامرد قرار دیا جائیگا جن سے وطی نہیں کر سکتا۔ (ت)	اوسحر فهو عنین فی حق من لایصل الیہا ¹ ۔

بلکہ اگر تسلیم ہی کر لیں کہ بکر ہندہ کے حق میں بھی نامرد ہے تاہم اس بنا پر رخصت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ نامردی مبطل نکاح نہیں ہوتی بلکہ بعد دعویٰ و ثبوت عدم مجامعت مرد کو سال بھر کامل کی مہلت دی جاتی ہے اور عورت ہر گز اختیار نہیں رکھتی کہ ان دنوں کو اس سے جدارہ کر گزار دے جتنے دن خود جدارہ ہے گی مدت میں اتنے روز اور بڑھائے جائیں گے۔

در مختار میں ہے کہ کسی بیوی نے خاوند کے متعلق کہا کہ میں نے اسے نامرد پایا ہے تو مرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی جس میں رمضان اور ایام حیض بھی شمار ہوں گے یونہی حج، اور مرد کی غیر حاضری کے دن بھی شمار ہوں گے لیکن عورت کے حج اور غیر حاضری کے ایام شمار نہ ہوں گے۔ (ت)	فی الدر المختار وجدته عنینا اجل سنة ورمضان وایام حیضها منها وكذا حجة وغیبتہ لامدة حجه وغیبتہا ² ۔

جب زوجہ کے حق میں نامردی ثبوت شرعی ثابت ہونے کے بعد بھی ہنوز خود مختار نہیں ہوتی جب تک مدت ایک سال گزرنے پر بھی عدم جماع ثابت ہو کہ تفریق نہ ہو جائے تو پیش از رخصت ایسے خیالات کی بنا پر خود مختاری ہر گز صحیح نہیں بلکہ چارہ کار وہی حاکم شرع کے حضور دعویٰ نامردی اور بعد ثبوت بکارت اس کے حکم سے مہلت یکسالہ ملنی اور بعد مرور میعاد حاکم شرع کو بقائے بکارت ثابت ہونے پر ہندہ کے فوراً تفریق مانگنے پر خود بکر یا وہ نہ مانے تو حاکم شرع کا تفریق کر دینا کافی ہے اس وقت طلاق بائن ہو جائے گی، اور اگر بکر نے ہندہ سے خلوت ہی نہ کی تو نصف مہر اور خلوت کی اور ادخال ذکر پر قدرت نہ پائی تو کل مہر لازم آئے گا،

ہندیہ میں ہے (کہ مدت ختم ہونے پر) اگر عورت تفریق کا مطالبہ کرے تو قاضی خاوند کو کہے گا کہ اس کو بائنہ طلاق دے دے، اگر خاوند انکار کرے تو قاضی خود تفریق کر دے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مبسوط میں یونہی ذکر فرمایا جیسا کہ تبیین میں ہے۔ اور تفریق	فی الہندیۃ ان اختارت الفرقة امرہ القاضی ان یطلقها طلاقہ بآئنة فان ابی فرق بینہما ہکذا ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الاصل کذا فی التبیین، والفرقة

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی عشر فی العنین نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۴۲۲ھ

² در مختار باب العنین مطبع مجتبائی دہلی ۱۴۲۲ھ

تطليقة بائنة كذا في الكافي ولها المهر كاملا وعليها العدة بالاجماع ان كان الزوج قد خلا بها والا فلا عدة عليها ولها نصف المهر ان كان مسسى والمتعة ان لم يكن كذا في البدائع¹ والله تعالى اعلم۔	طلاق بائنہ ہوگی، جیسا کہ نہر میں ہے اور اسے پورا مهر دیا جائے گا، اور بالاجماع اس پر عدت ہوگی بشرطیکہ خاوند اس سے خلوت کرچکا ہو ورنہ عدت نہ ہوگی اور مهر بھی نصف دیا جائیگا جب مقرر ہو، اور اگر مقرر نہ ہو تو پھر جوڑا وغیرہ دیا جائے گا جیسا کہ بدائع میں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۳۸: ۲۲ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک شخص اجنبی عمرو کے مکان پر رہتا ہے، عمرو نے وارثان ہندہ کے بہکا کر اور دھوکا دے کر زید کا نسب سید بتایا اور نکاح کرادیا، بعد کچھ مدت کے معلوم ہوا کہ وہ سید نہیں نور بانف ہے، اب وارثان ہندہ کو شرم معلوم ہوتی ہے اور بہت اہانت ہے کہ سید اور نور بانف کا نکاح بہت عار ہے، لہذا وارثان ہندہ کو فسخ کرنا فی زمانہ جائز ہے یا نہیں؟ زید بعد ظاہر ہونے حال کے وہاں سے چلا گیا وقت رخصت زوجہ سے قسم کھا کر کہا میں اس قریہ میں تاحیات نہ آؤں گا، پھر اس مضمون کا خط لکھ کر بھیجا اب اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں کچھ حاجت فسخ نہیں کہ وہ نکاح سرے سے خود ہی نہ ہوا، سائل مظہر کہ ہندہ بالغہ ہے اور روایت مفتی بہا پر ولی والی عورت کے لئے کفائت شرط صحت نکاح ہے یا ولی اقرب پیش از عقد عدم کفائت پر دانستہ اپنی رضا ظاہر کر دے بعد عقد راضی ہو جانا بھی نفع نہیں دیتا۔

فی ردالمحتار تعتبر الكفاءة للزوم النكاح على ظاهر الرواية ولصحته على رواية الحسن المختار للفتوى² اه وفي الدر المختار يفتى في غير الكفو بعدم جوازه اصلا	ردالمحتار میں ہے کہ کفو کا اعتبار نکاح لازم کرنے کے لئے ہے جیسا کہ ظاہر روایت ہے، اور امام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت پر صحت نکاح کے لئے ہے اور یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے اھ، در مختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے اصلا ناجائز ہونے کا فتویٰ

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی عشر فی العینین نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۵۲۳

² ردالمحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۸

وهو المختار للفتوى فلا تحل بلارضى ولى بعد معرفته اياك فليحفظ¹ اه مختصرا۔ في رد المختار هذا اذا كان لها ولى لم يرض به قبل العقد فلا يفيد الرضى بعده بحر²۔	دیا جائیگا یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے، تو ولی کی رضا کے بغیر بیوی حلال نہ ہوگی بشرطیکہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو، اسے محفوظ کر لو اھ مختصراً، رد المختار میں ہے: یہ جب ہے کہ اس کا ولی ہو اور نکاح سے قبل راضی نہ ہوا ہو، اور نکاح کے بعد کی رضا کا آمد نہ ہوگی، بحر (ت)

یہاں جب کہ وہ کفو نہیں اور ولی کو دھوکا دیا گیا دونوں امر سے کچھ متحقق نہ ہوا اور نکاح باطل محض رہا، بعد ظہور حال زید کی وہ قسم و تحریر سب مہمل ہے جس پر ہندہ کے لئے حکم حرمت مترتب نہیں ہو سکتا۔

اما مسألة الهندية انتسب الزوج لها نسباً غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفو فحق الفسخ ثابت لكل³. ومسألة الدر عن الولوالجية نکحت رجلاً ولم تعلم حاله فاذا هو عبد لا خيار لها بل للاولياء ولو زوجها برضاها وشرطوا الكفأة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجها على ذلك ثم ظهر انه غير كفو كان لهم الخيار⁴ (ملخصاً) فظاهر ان كل ذلك مبني على الظاهر وهو صحة العقد وثبوت الاعتراض كيف وقد نقل المسألة في الخانية عن الاصل اما على المختارة للفتوى فلا صحة اصلاً كما لا يخفى۔ والله تعالى اعلم۔	لیکن ہندیہ کا مسئلہ کہ اگر مرد نے عورت کو اپنا نسب تبدیل کر کے بتایا تو بعد میں اس کا نسب اس کے بیان کردہ نسب سے کم درجہ ظاہر ہوا تو یہ کفو نسبی ہے لہذا اولیاء کو فسخ کا اختیار ہوگا، اور در کا مسئلہ یہ ہے کہ جو بخوالہ ولوالجیہ ہے کہ اگر لڑکی نے خود کسی شخص سے لاعلمی میں نکاح کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غلام ہے تو لڑکی کو خود اختیار نہ ہوگا بلکہ اس کے اولیاء کو حق فسخ ہوگا اور اگر اولیاء نے خود نکاح کیا لڑکی کی رضامندی سے اور اولیاء نے کفایت شرط کر لی یا نکاح کے وقت زوج نے وقت نکاح اولیاء کو کفو ہونے کی خبر دی اس شرط پر اولیاء نے نکاح کر دیا، بعد میں لڑکے کا غیر کفو ہونا ظاہر ہوا تو اولیاء کو فسخ کا اختیار ہوگا، تو ظاہر ہے کہ یہ صحت نکاح اور ثبوت اعتراض پر مبنی ہے اور ظاہر کیسے نہ ہو جبکہ خانیہ میں یہ مسئلہ مبسوط سے منقول ہے لیکن جو چیز فتویٰ کے لئے مختار قرار دی گئی ہے، اس پر یہ نکاح کا قول صحیح نہیں ہے جیسا کہ مخفی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

² رد المختار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۷/۲

³ فتاویٰ ہندیہ باب فی الکفء نورانی کتب خانہ پشاور ۲۹۳/۱

⁴ در مختار باب الکفء مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴/۱

مسئلہ ۴۳۹:

ازالہ آباد چوک مرسلہ مولوی عبدالغفور صاحب سوداگر

۲۳ صفر ۱۳۱۶ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ان العالم العجی کفو للسیدۃ ام لابی نو ابسند الکتب توجرو ایوم الحساب۔	آپ (رحمکم اللہ تعالیٰ) کا اس مسئلہ میں کیا قول ہے کہ عجمی عالم سید زادی کا کفو ہے یا نہیں؟ کتاب کے حوالے سے بیان فرمائیں، قیامت کے روز اجر پائیں۔

الجواب:

نعم اذا كان ديناً متديناً لان فضل العلم فوق فضل النسب قال الله تعالى يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ^۱ وقال تعالى قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ^۲ في وجيز الامام الكردري، العجی العالم کفو للعربی الجاهل لان شرف العلم اقوى وارفع، وكذا العالم الفقير لغنى الجاهل، وكذا العالم الذی لیس بقرشى کفو للجاهل القرشى والعلوى ^۳ اه وفي الفتح والنهر وغيرهما عن جامع الامام قاضى خان العالم العجی يكون کفو للجاهل العربی والعلویۃ لان شرف العلم فوق شرف النسب ^۴ اه وفي النهر والدر جزم به	ہاں، جب عجمی عالم دیندار عامل ہو، کیونکہ علم کی فضیلت نسب کی فضیلت سے فائق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے بلندی دی اور ان لوگوں کو جو علم دے گئے ان کو کئی درجات دے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں، امام کردری کی وجہ میں ہے کہ عجمی عالم، جاہل عربی کا کفو ہوگا کیونکہ علمی شرافت اقوی وارفع ہے، اور یوں ہی عالم فقیر ہو تو وہ جاہل غنی کا کفو ہوگا اور یوں ہی غیر قرشی عالم جاہل علوی اور جاہل قرشی کا کفو بنے گا اھ فتح اور نہر وغیرہما میں جامع الامام قاضی خان سے منقول ہے کہ عجمی عالم، جاہل عربی اور جاہل علوی کا کفو ہے کیونکہ علمی شرافت نسب پر غالب ہے، اھ۔ نہر اور در میں ہے کہ برزاسی نے اس پر جزم کیا ہے اور

^۱ القرآن الکریم ۱۱/۵۸

^۲ القرآن الکریم ۹/۳۹

^۳ وجیز الامام الكردري على هامش فتاوى بنديہ الخامس في الكفاءة نوراني كتب خانہ پشاور ۱۱۶/۴

^۴ فتح القدیر فصل في الكفاءة نوریه رضویہ کھر ۱۹۰/۳

کمال وغیرہ نے اس کو پسند فرمایا ہے اور اس کی وجہ ظاہر ہے الخ۔ اور ردالمحتار میں خیر الدین رملی سے انھوں نے مجمع الفتاویٰ سے نقل کیا کہ محیط میں ہے کہ عالم، علوی لڑکی کا کفو ہے کیونکہ عہدہ کی شرافت اقویٰ ہے الخ، اور فرمایا کہ رملی نے مزید ذکر کیا کہ محیط، بزازیہ، فیض، جامع الفتاویٰ اور در نے اس پر جزم کیا ہے، اور اور فتاویٰ خیریہ لنفع البریہ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: علماء کو عام مومنین پر سات سو درجات برتری ہے اور ہر دو درجوں میں پانسو سال کا سفر ہے اور اس پر اجماع ہے اور تمام علمی کتب، قرشی پر عالم کے تقدم میں متفق ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد "کیا عالم اور جاہل برابر ہیں" میں قرشی اور غیر قرشی کی کوئی تفریق نہیں فرمائی اہ ملتقطاً۔

قلت (میں کہتا ہوں) ہم عالم کو دین کا عالم اور دین دار عالم سے متعید کریں گے کیونکہ حقیقت عالم یہی ہے جبکہ گمراہ علماء تو جاہلوں سے بدتر ہیں کیونکہ جاہل مرکب، انتہائی برا، رسوا، اور دونوں جہاں میں وہ حقیر اور ذلیل ہیں، ان کے چھوٹے چوپایوں کی طرح بلکہ اس سے بھی گئے گزرے، اور ان کے بڑے، کتے بلکہ ذلیل ترین ہیں، دار قطنی نے

البزازی وارتضاء الکمال وغیرہ والوجه فیہ ظاہر^۱ الخ وفي ردالمحتار عن الخیر الرملی عن مجمع الفتاوی عن المحيط العالم یكون کفو للعلویة لان شرف الحسب اقوی^۲ الخ۔ قال وذكر ایضاً یعنی الرملی انه جزم به فی المحيط والبزازیة والفیض وجامع الفتاوی والدر الخ۔ وتماہمہ تحقیقہ فیہ، وفي الفتاوی الخیریة لنفع البریة۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما للعلماء درجات فوق المؤمنین بسبعمئة درجة ما بین کل درجتین مسیرة خمسائة عام وهذا مجمع علیہ وکتب العلم طافحة بتقدم العالم علی القرشی ولم یفرق سبحانه وتعالی بین القرشی وغیرہ فی قوله تعالی هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون^۴ اہ ملتقطاً۔ قلت وانما قید نابکونه دیناً متدیناً لانه هو العالم حقیقة واما اصحاب الضلال فشر من الجہال فان الجہل المركب اشنع واخنع وصاحبہ فی الدارین احقر و اوضع صغارهم کالانعام بل هم اضل وکبارهم کالکلاب لابل اذل، اخرج الدارقطنی

^۱ درمختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۸/۱

^۲ ردالمحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۳/۲

^۳ ردالمحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۳/۲

^۴ فتاویٰ خیریہ مسائل شتی آخر کتاب دار المعرفہ بیروت ۲۳۴/۲

تخریج کی ہے کہ ہمیں قاضی حسین بن اسمعیل ان کو محمد بن عبد اللہ مخرمی ان کو اسمعیل بن ابان ان کو حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی انھوں نے اعمش انھوں نے ابو غالب انھوں نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدعتی لوگ جہنم کے کتے ہیں۔ "اس کی تخریج ابو حاتم خزاعی نے ان سے اپنی جزء حدیثی میں ان الفاظ کے ساتھ کی کہ "اصحاب بدعت جہنم کے کتے ہیں۔" ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ "اہل بدعت تمام مخلوق سے شریر ہیں۔" علماء نے فرمایا کہ حدیث میں خلق سے مراد لوگ اور خلیق سے مراد چوپائے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ہم عافیت، سلامتی اور معافی کا سوال کرتے ہیں۔

ثم اقول: (میں پھر کہتا ہوں کہ) وہ عالم اس قید سے بھی متقید ہونا ضروری ہے کہ وہ انتہائی حقیر اور مشہور کمتر نہ ہو، جیسا کہ جولاہا، نائی، موچی، چڑارنگے والا اور ان کی مثل نہ ہو کیونکہ دار و مدار اس بات پر ہے کہ علاقے کے عرف میں وہ حقیر شمار نہ ہو، جیسا کہ اکابر علماء نے تصریح فرمائی ہے۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا کہ اہل عرف کا ناقص سمجھنا سبب ہے لہذا حکم کا دار و مدار

قال حدثنا القاضي الحسين بن اسمعيل نا محمد بن عبد الله المخرمي نا اسمعيل بن ابان ثنا حفص بن غياث عن الاعمش عن ابي غالب عن ابي امامة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اهل البدع كلاب اهل النار¹ - واخرجه عنه ابو حاتم الخزاعي في جزئه الحديثي بلفظ اصحاب البدع كلاب اهل النار²، ولابي نعيم في الحلية عن انس رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اهل البدع شر الخلق والخليقه. قال العلماء الخلق الناس والخليقة البهائم³ - نسأل الله السلامة والعفو والعافية۔

ثم اقول: يجب التقييد ايضا بما اذا لم يكن من المتناهيين في الدنائة المعروفين بها. كالحائك و الدباغ والخصاف والحلاق ونظرائهم. فان المدار على وجود العار في عرف الامصار كما صرح به العلماء الكبار۔ قال المحقق على الاطلاق في فتح القدیر الموجب هو استنقاص اهل العرف

¹ كنز العمال بحواله قط في الافراد حديث مؤسسة الرسالة بيروت ۲۲۳/۱

² كنز العمال بحواله ابو حاتم الخزاعي حديث مؤسسة الرسالة بيروت ۲۱۸/۱

³ حلية الاولياء ترجمه نمبر ابو سعود الموصلي دار الكتاب العربي بيروت ۲۹۱/۸

فیدور معہ^۱ اھو فی رد المحتار قد علمت ان الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدور معہ فعلی هذا من كان اميرا او تابعه له وكان ذا مال ومروعة وحشمة بين الناس لاشك ان المرأة لا تتعير به في العرف كتعيرها بدباغ وحائك ونحوهما وان كان الامير او تابعه اكل اموال الناس لان المدار هنا على النقص والرفعة في الدنيا^۲ اه مختصرا۔ ولا شك ان العلوية في بلادنا لا تتعير بالافاغنة والمغول المحليين بحلية العلم والفضل فانهم في انفسهم يعدون هنا من الشرفاء الانجاب فاذا انضاف الى ذلك فضل العلم جبر نقص نسبهم بالنسبة الى العلوی بخلاف الحاكمة والحلاقين وامثالهم فان التعير بهم لا يزل بعلمهم اللهم الا اذا تقادم العهد وتناساه الناس وظهر له الوقع في القلوب والعظم في العيون بحيث لم يبق العار لبنات الكبار وذلك قليل جدا في هذه الامصار بل لا يكاد يوجد عند الاعتبار ومن عرف المدار عرف ان

اس پر ہی ہوگا الخ، رد المحتار میں ہے: آپ نے معلوم کر لیا کہ سبب وہ اہل عرف کا حقیر جاننا ہے تو اسی بات پر مدار ہوگا اس لئے اگر کوئی امیر حاکم یا اس کا نائب اور مالدار اور سنجیدہ ہو اور لوگوں میں رعب والا ہو تو کوئی شک نہیں ایسے شخص سے عورت عار محسوس نہیں کرتی جیسا کہ وہ دباغ اور جولاہے وغیرہ سے عار محسوس کرتی ہے اگرچہ حاکم اور اس کا نائب ظلم کے طور پر لوگوں کے مال کھاتے ہوں۔۔۔ کیونکہ یہاں مدار دنیاوی حقارت و رفعت ہے اھ مختصراً، اس میں شک نہیں کہ علویہ لڑکی ہمارے علاقے میں افغان اور مغل جو کہ علم کے زیور سے آراستہ ہیں اور اہل فضل ہیں جو اپنے کو منتخب لوگوں اور شرفاء میں شمار کرتے ہیں ان سے عار محسوس نہیں کرتی، تو جب یہ لوگ علم و فضل کی طرف منسوب ہوں تو مزید شرافت کی بناء پر نسبی طور پر اگر علوی سے کم ہیں تو علم و فضل کی وجہ سے وہ کمی ختم ہو جاتی ہے، اس کے برخلاف جولاہے، دھوبی اور نائی موچی وغیرہ کی عار علم کی وجہ سے ختم نہیں ہوتی، ہاں جب یہ لوگ قدیم سے یہ کام چھوڑ چکے ہوں اور لوگ معزز انداز میں ان سے مانوس ہو چکے ہوں اور لوگوں کے دلوں میں ان کا وقار اور عام نگاہوں میں ان کی وقعت قائم ہو چکی ہو کہ اب بڑے لوگوں کی لڑکیوں کے لئے عار نہیں رہے تو اور بات ہے، لیکن ایسے علاقے ہیں بہت کم ہیں جن کا اعتبار

^۱فتح القدیر فصل فی الکفاءة نوریہ رضویہ کھر ۱۹۳/۳

^۲رد المحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۲/۲

الحکم علیہ یدار فافهم، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔	نہیں کیا جاسکتا، تاہم حقارت کا مدار عرف پر ہے، جب مدار یہ ہے کہ تو حکم اس پر ہوگا، سمجھو ___ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۴۰:

مرسلہ حاجی موسیٰ عربی

۳ ذی قعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم غیر سید مثل شیخ، مغل، پٹھان وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی، رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدانی نابالغہ ہے اور اس غیر قریشی کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے، اور اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہیں تو اب ان کے کئے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اس غیر قریشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے، اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا پر دادا ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قریشی جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا، ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطل محض ہوگا۔ ان تمام مسائل کی تفصیل در مختار و رد المحتار وغیرہما کتب معتدہ مذہب اور فقیر کے فتاویٰ میں متعدد جگہ ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۱:

از رسالہ مرسلہ سید محمد شاہ صاحب

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

ایک شخص کافرمان ہے کہ سید یعنی آل نبی کی دختر ہر ایک کو پہنچ سکتی ہے یعنی ہر مسلمان سے عقد جائز ہے، دوسرے نے جواب دیا کہ اگر جاروب کش مسلمان ہو جائے تو بھی جائز ہے؟ تو اس کا جواب دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔

الجواب:

شخص مذکور جھوٹا کذاب اور بے ادب گستاخ ہے، سادات کرام کی صاحبزادیاں کسی مغل پٹھان یا غیر قریشی شیخ مثلاً انصاری کو بھی نہیں پہنچتیں جب تک وہ عالم دین نہ ہوں اگرچہ یہ قومیں شریف گنی جاتی ہیں مگر سادات کا شرف اعظم و اعلیٰ ہے اور غیر قریش قریش کا کفو نہیں ہو سکتا تو رذیل قوم والے معاذ اللہ کیونکر سادات کے کفو ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالغہ سیدانی خود اپنا نکاح اپنی خوشی و مرضی سے کسی مغل پٹھان یا انصاری

شیخ غیر عالم دین سے کرے گی تو نکاح سرے سے ہوگا ہی نہیں جب تک اس کا ولی پیش از نکاح مرد کے نسب پر مطلع ہو کر صراحۃً اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے، اور اگر نابالغہ ہے اور اس کا نکاح باپ دادا کے سوا کوئی ولی اگرچہ حقیقی بھائی یا چچا یا ماں ایسے شخص سے کر دے تو وہ بھی باطل و مردود ہوگا۔ اور باپ دادا بھی ایک ہی بار ایسا نکاح کر سکتے ہیں دوبارہ اگر کسی دختر کا نکاح ایسے شخص سے کریں گے تو ان کا کیا ہوا بھی باطل ہوگا۔

کل ذلك معروف في كتب الفقه كالدرا المختار وغيره من الاسفار وقد فصلنا القول فيه في فتاؤنا۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔	یہ تمام کتب فقہ میں معروف ہے جیسے در مختار وغیرہ اور ہم نے تفصیل کے طور پر اپنا قول اپنے فتاویٰ میں بیان کر دیا ہے، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۴۲: از مدرسہ تحصیل نواب گنج ضلع بریلی مرسلہ مدرس اول مدرسہ مذکور ۲۲ شعبان ۱۳۱۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالد کے ساتھ جو غیر کفو تھا علمی میں کر دیا بعد بلوغ زوجہ اور علم غیر کفو ہونے زوج کے زوجین میں نا اتفاقی ہے، اور ہندہ بھی بعد علم کے نہایت ناراض ہے اور دختر کی مفارقت چاہتی ہے مگر خالد محض ایذا رسانی کی وجہ سے اس کو طلاق نہیں دیتا، اس صورت میں یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اور زوجہ مذکورہ کو نکاح ثانی کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو را
الجواب:

سائل نے بعد استفسار اظہار کیا کہ عورت پٹھان ہے اور خالد قوم کا دھنا اور اس نے اپنے آپ کو پٹھان ظاہر کر کے براہ فریب نکاح کر لیا منکوحہ مـ مذکورہ کا وقت نکاح باپ دادا کوئی نہ تھا، ہاں جوان بھائی موجود تھا مگر کسی وجہ سے جلسہ نکاح میں شریک نہ ہوا نہ ماں نے اس سے اجازت لی، پس صورت مستفسرہ میں شرعاً یہ نکاح ہوا نہیں فسخ کسے کیا جائے، دختر ہندہ کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر لے، در مختار میں ہے:

ان كان المزوج غير الاب وابيه ولو الام لا يصح النكاح من غير كفو اصلا وما في صدر الشريعة صح ولهما فسخه وهم ¹ ۔	اگر نکاح دینے والا باپ دادا کا غیر ہوا اگرچہ وہ ماں ہو تو نکاح غیر کفو میں اصلاً نہ ہوگا اور جو صدر الشریعہ میں ہے کہ نکاح صحیح ہے اور باپ دادا کو فسخ کا اختیار ہے یہ محض وہم ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں زیر قول شارح تعتبر الكفاءة للزوم النكاح (کفو کا اعتبار لزوم نکاح کے لئے ہے۔ ت)

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱

فرمایا:

ای علی ظاہر الروایۃ ولصحته علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتویٰ ^۱ ۔	یعنی ظاہر روایت پر اور امام حسن کی روایت پر صحت نکاح کے لئے یہ شرط ہے اور یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

لوزوج الابدع حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ^۲ ۔	اگر اقرب حاضر ہو تو ابدع کا دیا ہوا نکاح اس اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

ردالمحتار میں بحر الرائق سے ہے:

انہم قال کل عقد لا مجیز لہ حال صدورہ فهو باطل لا یتوقف ^۳ ۔	جس نکاح کو جائز کرنے والا کوئی بھی نکاح کے وقت نہ ہو تو وہ موقوف نہ ہوگا باطل ہوگا (ت)

فتح القدیر میں ہے:

مألا مجیز لہ ای مألّیس لہ من یقدر علی الاجازۃ یبطل ^۴ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اور جس کا کوئی جائز کرنے والا نہ ہو یعنی اجازت کا اختیار نہ رکھتا ہو تو وہ باطل ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

از سنجل

مسئلہ ۴۴۳ تا ۴۴۶:

زید پہلے ٹھا کر تھا اب اپنے والدین و اطفال کو چھوڑ کر مشرف باسلام ہو گیا، زید کی خواہش ہے کہ نکاح کرے، زید کا کل خاندان اس سے برعکس ہے، بی بی کو مسلمان ہونا قبول نہیں، پس ایسی حالت میں سوالات ذیل از روئے شرع شریف حل طلب ہیں، زید کی عمر اب ۲۲ سال ہے:

- (۱) زید مشرف باسلام ہونے کے بعد کون شمار کیا جائے گا اگرچہ شیخ کیونکہ شیخ بہت قسم کے ہیں۔
- (۲) کس قوم کی لڑکی کے ساتھ زید کا نکاح ہو سکتا ہے فی الحال سب اقوام انکار کرتی ہیں، شرع شریف کی رو سے کس قوم پر استحقاق ہے۔

^۱ ردالمحتار باب الکفّاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۸/۲

^۲ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴/۱

^۳ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۴/۲

^۴ فتح القدیر باب الولی مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۹۹/۳

(۳) اب زید کی اولاد ماں کی قوم پر مانی جائے گی یا باپ کی ذات پر؟

(۴) شرع شریف کی رو سے رذالت اور شرافت قوم پر منحصر ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) مسلمان ہونے سے دونوں جہان کی عزت حاصل ہوتی ہے مگر مذہب کسی قوم کا نام نہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں جس قوم و قبیلہ کے لوگ اسلام لاتے بعد اسلام بھی اس قوم و قبیلہ کی طرف نسبت کئے جاتے، ہندووانی قوموں میں چار قومیں شریف گنی جاتی ہیں ان میں چھتری یعنی ٹھاکر دوسرے نمبر پر ہے، ہندوستان میں اکثر سلطنت اسی قوم کی ہے، ولہذا انھیں راجپوت کہتے ہیں تو ہندی قوموں میں ان کا معزز ہونا ظاہر ہے اور ہماری شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے کہ:

اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ ^۱ ۔	جب تمہارے پاس کسی قوم کا عزت دار آدمی آئے تو اس کی خاطر کرو۔

خالی آنے پر تو یہ حکم تھا اور جو بندہ خدا بہدایت الہی بالکل ٹوٹ کر ہم میں آ ملا ہم میں کا ہو گیا اس کا کس قدر اعزاز و اکرام اللہ سبحنہ کو پسند ہوگا، اسلام کی عزت کے برابر اور کیا عزت ہے، اس نے تو اسے اور بھی چار چاند نہیں، بلکہ ہزار چاند لگادے، اگر کوئی چمار بھی مسلمان ہو تو مسلمان کے دین میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ** ^۲ (مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔ ت) اور فرماتا ہے: **فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ** ^۳ (تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ ت) پھر جو کسی معزز قوم کا اسلام لائے اسے کیونکر حقیر سمجھا جائے، شیخ کسی خاص قوم کا نام نہیں، ہندوستان میں مسلمانوں نے تین قومیں خاص شریف قرار دیں اور انھیں سید یا میر اور خاں اور بیگ کے خطاب دئے کہ ان سب لفظوں کے معنی عربی و فارسی و ترکی میں سردار ہیں، باقی تمام شرفاء مثل اولاد امجاد خلفائے کرام و بنی عباس و انصار کو ایک لقب عام دیا، شیخ کہ یہ بھی بمعنی بزرگ ہے، ان کے سوا جو قومیں رہ گئیں کہ دنیاوی عرف میں رذیل سمجھی جاتی ہیں انھوں نے جب دیکھا کہ میر و خادم و بیگ تو خاص خاص اقوام کے لقب ہیں ان میں گنجائش نہیں اور شیخ ایک عام لفظ ہے جس میں باقی سب داخل، تو اسی کو سائی والا خطاب پا کر سب قوموں نے اپنی بھرتی اسی میں

^۱ حلیۃ الاولیاء ترجمہ سعید بن ایاس الجریری دارالکتب العربی بیروت ۲/۶۰۶-۲۰۵

^۲ القرآن الکریم ۱۰/۳۹

^۳ القرآن الکریم ۵/۳۳

کردی، دھنا، جولاہا جس سے پوچھے اپنے آپ کو شیخ بتائے گا مگر حقیقت شیخ کی اصطلاح صرف انہی شریف قوموں یعنی صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، جعفری، عباسی، انصاری و امثالہم کے لئے ہیں، ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ تھا کہ جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اس کی اولاد اس کے لئے ہے۔

فی رد المحتار عن البدائع عند عطاء ہو مولی للذی اسلم علی یدہ ^۱ ۔	رد المحتار میں بدائع سے ہے کہ عطاء کے ہاں وہ جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اس کا وہ مولیٰ ہے۔ (ت)

اور ولاء ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے حدیث میں ہے:

الولاء لحمة کلحمة النسب ^۲ اخرجه الحاكم و البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	ولاء نسب کی طرح ایک رشتہ ہے، (اس کو حاکم اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مولی القوم انفسهم ^۳ رواہ الشیخان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	کسی قوم کا آزاد کردہ ان میں سے ہے، اس کو شیخین نے انس رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اسی مذہب کا ایک حدیث بھی پتادیتی ہے:

من اسلم علی یدی رجل فله ولاء ^۴ ۔ اخرجه الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والدارقطنی والبیہقی عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے تو اس کا رشتہ ولاء اسی سے قرار پائے (اسی کو طبرانی نے کبیر میں ابن عباس سے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (ت)

^۱ رد المحتار کتاب الولاء فصل فی ولاء الموالاة دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/۵

^۲ المستدرک للحاکم کتاب الفرائض دار الفکر بیروت ۳۴۱/۳

^۳ صحیح بخاری کتاب الفرائض باب موالی القوم من انفسهم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۰۰، السنن الکبریٰ باب من زعم ان موالی النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱۵۱/۲

^۴ السنن الکبریٰ کتاب الولاء دار صادر بیروت ۲۹۸/۱۰

عجب نہیں کہ اس حدیث کا منشا بھی یہی ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اسلم من اهل فارس فهو قرشی ^۱ ۔ رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	اہل فارس سے جو اسلام لائے وہ قرشی ہے (اسے ابن نجار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

کہ قریش نے فارس فتح کیا اس کے لوگ ان کے ہاتھوں مشرف باسلام ہوئے اس مذہب کی بنیاد پر جو شخص جس کے ہاتھ مسلمان ہوگا بطور رشتہ ولاء اسی قوم میں گنے جانے کے قابل ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) زید جبکہ خود اپنی ذات سے مسلمان ہوا تو اسے دربارہ نکاح کفو و ہمسر ہونے کا حق اسی عورت پر پہنچتا ہے جو خود مسلمان ہوئی ہو، جس لڑکی کا باپ مسلمان ہوا اور اس کے اسلام کی حالت میں یہ لڑکی پیدا ہوئی خود مسلمان ہونے والا اس کا بھی کفو نہیں۔

فی الدر المختار اما فی العجم فتعتبر حرية واسلاماً فمسلم بنفسه غیر کفو لمن ابوها مسلم ومن ابوه مسلم غیر کفو لذات ابوين وابوان فيهما كالأبناء لتتام النسب بالجد ^۲ اھ مختصراً۔	در مختار میں ہے کہ عجمیوں میں آزاد، مسلمان ہونا کفو ہے۔ لہذا جو شخص خود مسلمان بناوہ ایسے کے لئے کفو نہیں جس کا باپ مسلمان بنا، اور جس کا باپ مسلمان ہو وہ ایسے کا نہیں جس کے دو باپ یعنی باپ اور دادا مسلمان ہو چکے ہوں، اس معاملہ میں دو مسلمان باپ متعدد مسلمان آباء کی طرح ہیں کیونکہ نسب دادا پر مکمل ہو جاتا ہے اھ مختصراً۔ (ت)

اور اس کے سوا پانچ صورتیں اس نکاح کی اور ہیں۔

ایک یہ کہ عورت عاقلہ جس کا کوئی ولی نہ ہو برضائے خود اس سے نکاح کرے۔

دوم ایسی عورت کا ولی بھی پیش از نکاح اسے نو مسلم جان کر اس کے ساتھ نکاح کرنے پر صراحۃً اپنی رضا ظاہر کر دے۔

سوم نابالغہ کا باپ یا یتیمہ کا دادا اس کے ساتھ نکاح کر دے جبکہ اس سے پہلے کسی نابالغہ کا نکاح اپنی ولایت سے کم قوم یا کسی طرح کے غیر کفو میں نہ کر چکا ہو۔

چہارم مجہول النسب لڑکی کو حاکم اسلام اپنی ولایت سے اس کے نکاح میں دے دے۔

^۱ کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن ابن عمر حدیث ۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۳/۸۳

^۲ در مختار باب الکفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۸۱

ہ پنجم یہ شخص علم دین حاصل کر لے، مسلمانوں میں اس کی علمی فضیلت اوروں کی نسبی شرافت یا اسلامی قدامت کے ہم پلہ ہو جائے، عار عربی باقی نہ رہے، اس وقت یہ شخص ہر قوم و قبیلہ کا کفو ہو سکتا ہے۔

(۳) اولاد ہمیشہ باپ کی قوم پر ہوتی ہے۔ قال تعالیٰ: وَعَلَى الْوَلَدِ لَرَّةٌ مِمَّا مَضَىٰ^۱ (جس کا بچہ ہے عورت کا نفقہ اس پر ہے۔ ت)
(۴) شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰ^۲ تم میں زیادہ مرتبے والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ ہاں دربارہ نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے، باپ دادا کے سوا کسی ولی کو اختیار نہیں کہ نابالغ لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو سے کر دے جس سے اس کی شادی عرف میں باعث ننگ و عار ہو اگر کر دے گا نکاح نہ ہوگا، عاقلہ بالغہ کو اجازت نہیں کہ بے رضامندی صریح اولیا اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کر لے اگر کر لے گی نکاح نہ ہوگا والمسائل معروفة فی کتب المذہب جمیعاً (یہ تمام مسائل مذہب کی کتابوں میں معروف ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۷: از کوپانچ ڈاک خانہ کوپانچ محلہ پورہ چندن ضلع اعظم گڑھ مکان مولوی الہی بخش صاحب مرسلہ حافظ محمد عبدالکریم صاحب ۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت داشتہ رکھا، یعنی ہندہ کو جو خالد کی منکوحہ تھی اور خالد نے طلاق نہیں دیا اور جس زمانہ سے زید نے ہندہ کو اپنے پاس رکھا اس کے بطن سے کئی ایک لڑکے لڑکی پیدا ہوئے، زید لڑکے لڑکی کی شادی چاہتا ہے، لوگ کہتے ہیں حرامی ہیں، پس حدیث شریف میں ایسے لڑکے لڑکیوں کے بارہ میں کوئی وعید وارد ہے یا اس فعل کا عذاب ثواب ان کے ماں باپ کو ہوگا؟ بینوا تو جروا

الجواب:

سائل مظہر نے محاورے کے مطابق لفظ ثواب بھی لکھ دیا جس طرح کسی حکایت پر کہتے ہیں عذاب و ثواب بر گردن راوی، حالانکہ اس کا محل وہاں ہے کہ اس امر میں دو باتوں کا احتمال ہو حرام میں ثواب کی

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۳۳

^۲ القرآن الکریم ۵۹/۱۳

ولد زنا پر اس کے والدین کا بوجھ کچھ نہیں ہے (اس کو حاکم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ت)	لیس علی ولد الزنا من وزر ابویہ شیعی²۔ رواہ الحاکم عن الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ولد الزنا شر الثلاثة³ - رواه الامام محمد وابوداؤد والحاكم والبيهقي في السنن عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه بسند حسن۔	حرام کا بچہ اپنے ماں باپ سے بھی بدتر ہوتا ہے (اس کو امام محمد، ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

ولدا الزنا شر الثلاثة اذا عمل بعمل ابويه ⁴۔ رواه الطبرانی فی الکبیر والبیہقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔

شمشیر نیک زاہن بدچوں کند کسے
(ناقص لوہے سے اچھی تلوار کوئی کیسے بنائے۔ت)

⁴ السنن الكبرى للبيهقي كتاب الايمان دار صادر بيروت ١٠/٥٧ و ٥٨ و ٥٩

اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ :

فرخ الزنا لا یدخل الجنة ^۱ ۔ رواہ ابن عدی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند ضعیف۔	زنا کا چوزہ جنت میں نہ جائے گا۔ (اس کو ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

یعنی غالباً اس سے وہ افعال صادر ہوں گے جو سابقین کے ساتھ دخول جنت سے روکیں گے، بالجملہ یہ مطلب کسی طرح نہیں کہ ان کے گناہ کا عذاب اس پر ہو یا بے گناہ و عید کا مستحق ہو، مگر اس امر نکاح میں شرع مطہر نے کفائت کا بھی لحاظ فرمایا ہے دختروں کے لئے مطلقاً بالغہ ہوں خواہ نابالغہ اور پسروں کے لئے جبکہ نابالغ ہوں۔

کما حرره فی ردالمحتار مستند المآفی البدائع و حققناه فی البحر والخیرۃ والخانیۃ والتبیین والكافی والسراج الوہاج والہندیۃ کما ذکرناہ فیہا علقناہ علی ردالمحتار۔	اس کو ردالمحتار میں بدائع کے حوالے سے بیان کیا ہے، اور ہم نے اس کی تحقیق بحر، خیر، خانیہ، تبیین، کافی، سراج الوہاج اور ہندیہ کے بیانات سے کی ہے، جیسے کہ ہم نے اس کو ردالمحتار کے حاشیہ پر ذکر کیا ہے۔ ت)

اور شک نہیں کہ جس کا ولد الزنا ہونا مشہور ہو اس سے دختر حلال کا نکاح عرفاً باعث ننگ و عار و انگشت نمائی ہوتا ہے اور یہی معنی عدم کفائت کے ہیں۔

فی الشامیۃ عن الفتح ان الموجب هو استنقاص اہل العرف فیدور معہ ^۲ ۔	فتاویٰ علامہ شامی میں فتح سے منقول کہ اہل عرف کا حقیر جاننا سبب ہے لہذا حکم کا مدار اسی پر ہوگا (ت)

تو بحالت عار کسی عورت کا نکاح ولد الحرام کے ساتھ نہیں ہو سکتا اگر کیا جائے گا نکاح اصلاً نہ ہوگا مگر دو صورتوں میں، ایک یہ کہ دختر نابالغہ کا نکاح باپ یا وہ نہ ہو تو داد اپنی تزویج سے کرے اور وقت نکاح نشے میں نہ ہو نہ اس سے پہلے اپنی اولاد سے کسی دختر کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہو دوسرے یہ کہ زن بالغہ برضائے خود کرے اور اس کے لئے کوئی ولی ہو تو وہ پیش از نکاح باوصف اس اطلاع کے کہ وہ شخص ولد الحرام ہے تصریحاً اپنی رضا ظاہر کر دے والمسائل مفصلة فی الدر وغیرہ (در وغیرہ میں یہ مسائل تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ ت)

^۱ الکامل لابن عدی ترجمہ بن ابی صالح ذکو ان السمان مدینی دار الفکر بیروت ۱۲۸۶/۳

^۲ ردالمحتار باب الکفاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۲/۲

یونہی اگر پسر کے نکاح میں دختر حرام کا دینا وہاں کے عرف میں باعث بدنامی و عار ہو تو نابالغ پسر کا نکاح بھی ایسی دختر سے اصلاح ہوگا سو اسی صورت پر در وجد بشرط مذکور کے علی ماتحدر فی ماتنقرد (جیسا کہ تقریر میں واضح کیا گیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۸: از بدایوں مرسلہ مولوی عبدالرسول محب احمد صاحب ۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ

زید نے کہ صدیقی شریف متقی ہے خالد اور عمرو کے کہنے سے کہ خالد تیرا کفو ہے اور شریف خاندان ہے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالد کے ساتھ کر دیا اب بعد نکاح معلوم ہوا کہ خالد کے یہاں ہمیشہ سے پیشہ حرام کاری چلا آتا ہے اس کے خاندان کے اکثر لوگ پیشہ زنا کاری کرتے ہیں اور اسی قسم کی ان کی اولادیں ہیں مگر اب خالد نے اپنی بہنوں کا نکاح لوگوں کے کہنے سننے سے شرعی طور پر کر دیا فقط اب زید ایسی حالت میں کیا کرے کہ اس نے خالد کو اس کے اخبار پر اپنا کفو سمجھ کر ہندہ نابالغہ کا نکاح کر دیا تھا آیا یہ نکاح شرعاً جائز و لازم ہے یا نہیں؟ اور زید کو اس وقت حق فسخ حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں زید کو حق فسخ حاصل ہونے میں تو اصلاً کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ ولوالحیہ ودر مختار میں ہے:

اذا شرطوا الكفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذلك ثم ظهرا نه غير كفو كان لهم الخيار ¹ ۔	جب اولیاء نے کفو کی شرط پر نکاح دیا یا لڑکے نے وقت نکاح خود کو کفو ہونا بتایا، بعد میں غیر کفو ہونا ظاہر ہو گیا تو اولیاء کو فسخ کا اختیار ہے۔ (ت)

کلام اس میں ہے کہ فسخ کی حاجت بھی ہے یا نہیں، بہت کتب میں تصریح ہے کہ ایسا نکاح محض باطل ہے اور جب باطل ہے تو سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا ضرورت ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ بزاز یہ و نوازل امام فقیہ ابواللیث و فتح القدیر شرح ہدایہ و رد المحتار علی الدر المختار وغیرہا میں ہے:

واللفظ للوجیز زوج بنته الصغیرة من رجل ظنه مصلحاً لا یشرب مسکراً فاذا هو مد من فقلت بعد الکبر لا ارضی بالنکاح، ان	لفظ وجیز کے ہیں کہ ایک شخص کو نابالغ بیٹی کا نکاح اس گمان سے کر دیا کہ یہ صالح ہے اور شرابی وغیرہ نہیں ہے تو بعد میں معلوم ہوا کہ شراب کا عادی ہے اور بیٹی نے بالغ ہونے پر کہا کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں۔ تو

¹ در مختار باب الكفاءة مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۱ھ

لم یکن ابوہا یشرب المسکر ولا عرف بہ وغلبۃ اہل بیتہا صالحون فالنکاح باطل بالاتفاق ^۱ اھ وقال فی النوازل فالنکاح باطل لانہ انما زوج علی ظن انہ کفو ^۲ اھ	اگر باپ شرب خمر نہ کرتا ہو اور نہ ہی شرابی مشہور ہو اور اس کا خاندان غالب طور صالحین ہیں تو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہے اھ، اور نوازل میں کہا کہ یہ نکاح باطل ہے کیونکہ والد نے کفو ہونے پر نکاح دیا ہے اھ۔ (ت)

قنیہ میں ہے:

زوج بنتہ الصغیرۃ من رجل ظنہ حر الاصل وکان معتقاً فہو باطل بالاتفاق ^۳ ۔	نا بالغ بیٹی کا نکاح کسی سے اس گمان پر کیا گیا کہ یہ اصلی آزاد ہے جبکہ بعد میں آزاد شدہ معلوم ہوا تو نکاح باطل ہے بالاتفاق۔ (ت)

مگر ذخیرہ میں اس بطلان کو بطلان آئندہ یعنی بطلان بعد الفسخ کے ساتھ تفسیر فرمادیا۔ ردالمحتار میں ہے:

ما مر عن النوازل من ان النکاح باطل، معناه انہ سیبطل کما فی الذخیرۃ لان المسأله مفروضۃ فیما اذالم ترض البنت بعد ما کبرت کما صرح بہ فی الخانیۃ والذخیرۃ وغیرہما وعلیہ یحمل ما فی القنیۃ ^۴ الخ۔	نوازل سے جو گزرا کہ "نکاح باطل ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ باطل ہو سکتا ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے یہ اس لئے کہ مسئلہ مفروضہ یہ ہے کہ بیٹی نے بالغ ہونے کے بعد نکاح پر عدم رضامندی کی ہو جیسا کہ خانیہ اور ذخیرہ وغیرہ میں تصریح کی ہے۔ اور قنیہ میں جو ذکر ہے وہ بھی اسی پر محمول ہے الخ۔ (ت)

عالمگیریہ میں ہے:

رجل زوج ابنتہ الصغیرۃ من رجل علی ظن انہ صالح لایشرب الخمر فوجده الاب شریباً مدمناً وکبرت الابنۃ فقالت	ایک شخص نے اپنی بیٹی نابالغہ کا کسی لڑکے سے اس گمان پر کیا کہ لڑکا صالح ہے شرابی وغیرہ نہیں ہے تو بعد میں اسے شراب کا عادی پایا اور بیٹی بالغ ہو چکی ہو اور کہہ چکی ہو کہ

^۱ فتاویٰ رزازیہ علی هامش فتاویٰ ہندیہ الخامس فی الاکفاء نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۶/۴

^۲ ردالمحتار بحوالہ النوازل باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۴/۲

^۳ القنیۃ المنیۃ للتبیم الغنیۃ باب فی نکاح الصغار والصغائر مطبعة مشتهرة بالمہانتیہ ص ۷۵

^۴ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۲

ایک شخص نے اپنی بیٹی نابالغہ کا کسی لڑکے سے اس گمان پر کیا کہ لڑکا صالح ہے شرابی وغیرہ نہیں ہے تو بعد میں اسے شراب کا عادی پایا اور بیٹی بالغ ہو چکی ہو اور کہہ چکی ہو کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں۔ اس صورت میں اگر باپ کا نکاح کے وقت شرابی ہونا معروف نہ ہو اور اس کا غالب خاندان صالحین لوگ ہوں تو نکاح باطل ہوگا، یعنی باطل ہو سکتا ہے اور یہ مسئلہ متفقہ ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے البتہ امام اور صاحبین کا اختلاف اس صورت میں ہے جب نکاح کے وقت باپ کو لڑکے کا غیر کفو ہونا معلوم ہو تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے کیونکہ باپ کامل شفیق ہے اور مکمل صاحب الرائے ہے لہذا اس نے انتہائی سوچ و بچار کیا ہوگا کہ یہ غیر کفو کفو والوں سے بہتر ہے، محیط میں ایسے ہی ہے۔ (ت)	لاارضی بالنکاح ان لم یعرف ابوہا بشر ب الخمر وغلبة اهل بيته الصالحون فالنکاح باطل ای يبطل وهذه المسألة بالاتفاق كذا في الذخيرة وانما الخلاف بين ابی حنیفہ وصاحبیه رحمهم اللہ تعالیٰ فیما اذا زوجها من رجل عرفه غیر کفو فعند ابی حنیفہ رحمه اللہ تعالیٰ يجوز لان الاب کامل الشفقة وافر الرأی فالظاهر انه تأمل غاية التأمل ووجد غیر الكفو اصل من الكفو كذا في المحيط¹۔

اور نظر بقواعد ظاہریہ ہے کہ شوہر کی طرف سے ولی کو دھوکا دے جانے کی صورت میں مطلقاً بطلان کا حکم ہو، ردالمحتار میں ہے:

ظاہریہ ہے کہ اصلاً نکاح صحیح نہ ہونے کا قول کیا جائے جیسا کہ باپ مجنون یا نشے والا ہو، نیز یہ بھی تصریح ہے کہ ایسی صورت میں بالغ ہونے پر بیٹی کو اختیار ہے جبکہ یہ بات نکاح کے صحیح ہونے پر متفرع ہو سکتی ہے پس غور کرو۔ (ت)	الظاهر ان یقن لا یصح العقد اصلاً کما فی الاب المأجن والسكران مع ان المصرح به ان لها ابطاله بعد البلوغ وهو فرع صحته فلیتأمل²۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) فرع مذکور کی اصل کتاب الاصل اعنی مبسوط امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے اور وہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے اور ظاہر الروایۃ میں بالغہ کا غیر کفو سے بلا رضائے ولی نکاح کر لینا صحیح ہے ولی کو اختیار فسخ ہے اور مختار للفتویٰ روایت حسن ہے کہ وہ نکاح ہوتا ہی نہیں اور فساد زمانہ کے باعث جو وجہ علماء نے وہاں فرمائی یہاں بھی بلا تفاوت جاری ہے تو حکم عبارات مذکورہ میں تاویل نہ کرنا اور دھوکے کی صورت میں نکاح کو سرے سے باطل ٹھہرانا بظاہر وجہ وجیہ رکھتا ہے لا اقل اختیار فسخ ہونے میں

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب الخامس فی الکفاءة نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۹۱/۱

² ردالمحتار باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۸/۲

شک نہیں۔ در مختار میں ہے:

ويفتى في غير الكفو بعدم جوازہ اصلا وهو المختار	غیر کفو میں نکاح کے متعلق اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا
للفتوى لفساد الزمان ¹	فساد زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں فتح القدير سے ہے:

لانه ليس كل ولي يحسن المرافعة والخصومة ولا كل قاضى يعدل ولو احسن الولي وعدل القاضى فقد يتروك انفة للتردد على ابواب الحكام واستثقالا لنفس الخصومات فيتقرر الضرر فكان منعه دفعاله فتح ²	کیونکہ ہر باپ مقدمہ دائر کرنے اور بحث کرنے کا ماہر نہیں ہوتا اور نہ ہر قاضی عادل ہوتا ہے اور اگر باپ ماہر ہو اور قاضی عادل بھی ہو تب بھی حکام کے دروازوں کے چکر لگانے اور مقدمہ بازی کی مشقت سے نفرت تو موجود ہے جس کی وجہ سے ضرر ثابت ہے تو اس ضرر سے بچنے کے لئے وہ باز رہے گا۔ فتح۔ (ت)

اسی طرح اور کتب میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۹: از پیکھریرائے پور ضلع مظفر پور محلہ نورالحلیم شاہ شریف آباد مرسلہ مولوی شریف الرحمن صاحب مرحوم ۴ شعبان ۱۳۳۶ھ

زید حرامی ہے مگر مسلمان دیندار ہے، شرعاً اس کے لڑکا لڑکی سے نکاح والے اپنے لڑکا لڑکی کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

نکاح میں کفائت معتبر ہے اور کفائت کا مدار عرف پر ہے ان سے رشتہ عرفاً باعث ننگ و عار ہو تو احتراز کیا جائے خصوصاً دختر میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵۰: مسئلہ اختر حسین خان از بریلی محلہ شاہ آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک یتیم نابالغہ سیدزادی لے کر پالی اور اسی نابالغی میں اس کا نکاح ایک پٹھان سے کر دیا اور اس کا بالغ بھائی تھا اسے اطلاع بھی نہیں دی بوجہ نابالغی رخصت نہ ہوئی اب وہ مفقود الخبر ہے اور لڑکی بالغ ہو گئی، اس صورت میں وہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے

¹ در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

² ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

اگر یہ بیانات واقعی ہیں تو وہ نکاح اصلاً نہ ہوا، لڑکی کو اختیار ہے جس اچھی جگہ چاہے اپنا نکاح کر لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵۱: از شہر بریلی محلہ براہم پور مسئلہ محمد عرف کمال اللہ شاہ صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ زید نے اپنی زوجہ منکوحہ سے بعد دینے طلاق کے اپنی دختر نابالغہ کو طلب کیا اس نے دینے سے انکار کیا، اس وقت زید بارادہ سفر دور دراز کے مجبور ہوا اور متنبہ کر دیا کہ خبردار اس کا نکاح خلاف رائے میری کے نہ ہو، چنانچہ مسامہ مذکورہ نے عدم موجودگی زید کے اس دختر نابالغہ کا نکاح خلاف رائے زید کے کر دیا، وہ شوہر دختر مثل عورات بازاری کے رقص کرنے والا ہے اور پابند صوم و صلوٰۃ نہیں شراب خور ہے، اب دختر بفضلہ تعالیٰ بالغہ ہے اس نے دفتر شکایات اس شوہر کا اپنے باپ زید سے بیان کیا کہ میرا نکاح اس شخص کے ساتھ جائز ہوا یا ناجائز؟ بینواتو

توجروا

الجواب:

سائل نے بیان کیا نکاح ہوئے تین برس ہوئے اور عورت کی عمر اس وقت گیارہ سال تھی اور نابالغہ تھی اور مرد کی عمر پچیس سال تھی اور جہی سے ناچنے کا پیشہ رکھتا تھا، اور اسی وجہ سے باپ نے اس کے ساتھ نکاح کرنے کو منع کر دیا تھا، باپ اندور چلا گیا، اس کے پیچھے عورت نے نکاح کر دیا اور باپ کو کوئی خبر نہ ہوئی، لڑکی تین مہینے سے بالغہ ہو گئی، اب کوئی ایک ہفتہ ہوا اس کا باپ اندور سے آیا تو اب لڑکی نے اس سے شکایت کی، اس سے پہلے اس نے بھی کچھ نہ کہا، اگر صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح مذکور باطل ہو گیا، ابتداء میں جب نکاح واقع ہوا ہے پدر پر موقوف تھا،

لأنه وان كان من غير كفو المزوج غير اب وجد لكنه عقد فضولي صدر، وله مجيز وهو الاب لان التزويج من غير كفؤ۔	کیونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہے اور نکاح دینے والے باپ دادا کا غیر ہیں اور یہ فضولی کا نکاح ہوا جس کو جائز کرنے والا لڑکی کا باپ ہے کیونکہ اسی کو غیر کفو میں نکاح کا اختیار ہے۔ (ت)

جبکہ اس مدت میں عورت بالغہ ہو گئی تو اب وہ نکاح خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا اور اس نے بعد بلوغ مدت سکوت کیا اس کی طرف سے اجازت ہو گئی، تو اب یہ ایسا ہوا کہ بالغہ نے اپنی رائے سے ایسے شخص کے ساتھ نکاح کر لیا اور ایسا شخص ضرور غیر کفو ہے اور اس کے ساتھ بالغہ کا اپنی رائے سے نکاح کر لینا باطل محض

ہے، درمختار میں ہے:

ويفتى بعدم الصحة في غير كفولفساد الزمان ¹ -	غیر کفو میں نکاح کے اصلا عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا فساد زمان کی وجہ سے۔ (ت)

لہذا یہ نکاح باطل محض ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵۲ تا ۴۵۴: از سیرہ ضلع ہوشنگ آباد محلہ مانپورہ مسئولہ حافظ شاہ افضل خاں صاحب ۲۴ محرم ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں، براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف و ممتاز فرمائیں:

- (۱) ایک عورت ہے جو نسبی سیدہ ہے اس سے کسی شخص نے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کیا تو اس کو لوگ کافر کہتے ہیں تو کیا شخص مذکورہ کافر ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟
- (۲) عورت بالغہ جو نسباً سیدہ ہے باکرہ ہو یا ثیبہ یا مطلقہ کسی شخص سے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کرے تو جائز ہوگا یا نہیں؟
- (۳) مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد کہ اس سے پیدا ہوگی وہ نسباً سید کہلائے گی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

(۱) حاشا للہ اسے کفر سے کیا علاقہ، کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہئے کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں، امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا سے تھیں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المومنین نسباً سادات سے نہیں۔

(۲) سیدہ عاتقہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے گا اگرچہ سید نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی، اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل، بٹھان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو،

(۳) جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵۵: از شہر محلہ سوداگران مسئولہ مولوی احسان علی صاحب طالبعلم مدرسہ منظر الاسلام ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغہ ہو گئی اور فی الحال کوئی کفو نہیں ملتا کہ جس کے

¹ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

یہاں نکاح ہو غیر کفو ملتے ہیں یعنی کم حیثیت والے یا لڑکی کے والدین سے زائد حیثیت کے ملتے ہیں مگر ذاتا کامل اچھے نہیں، مثلاً لڑکے کے آباؤ اجداد اچھے تھے لیکن ان کی جو ر و طوائف تھی بعد نکاح اس سے یہ لڑکا ہوا تو دونوں میں کس کے یہاں کرنا بہتر ہے یا کفو کا انتظار کرے؟ بینواتو جروا

الجواب:

فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفایت نہیں کفو وہ نہیں ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہو، باپ اگر شریف القوم ہے اور طوائف سے بعد توبہ اس نے نکاح کیا تو اس سے بچہ کی نسب پر حرف نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵۶: از ریاست جاوہر لال املی مسئلہ ممتاز علی خاں صاحب اہلکار محکمہ حساب ۲ شوال ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو یہ یقین دلا کر تمہارا نکاح شوہر محمود جو نجیب الطرفین اور تمہارا کفو ہے کرایا گیا لیکن ہندہ کو بعد نکاح ثابت ہوا کہ شوہر یعنی محمود غیر کفو ہے اب ہندہ اور اس کے عزیز واقارب اپنے کفو کا داخل ہونا عار سمجھتے ہیں اور ہندہ ایسے غیر کفو کو خود بھی شوہر بنانا عار و ننگ خاندان سمجھتی ہے نیز اس کا اصل باپ یعنی زید بھی اس تعلق غیر کفو سے ناراض ہے پس ایسی حالت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا غیر کفو ہونے کی حالت میں نکاح فسخ ہی مانا جائے ہندہ بالغہ ہے۔ بینواتو جروا

الجواب:

جبکہ ہندہ بالغہ ہے اور نکاح غیر کفو سے ہوا اور زید پدر ہندہ نے قبل نکاح اسے غیر کفو جان کر اس سے نکاح کی اجازت نہ دی تو نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت، درمختار میں ہے:

و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً بلارضی ولی بعد معرفتہ ایاء ^۱ (ملخصاً)	غیر کفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا جبکہ ولی نے لڑکی کے غیر کفو معلوم ہو جانے پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو۔

مگر غیر کفو کے معنی شرعیہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح اس کے اولیاء کیلئے واقعی باعث ننگ و عار ہو نہ کہ بعض جاہلانہ خیالات پر، بعض عوام میں دستور ہے کہ خاص اپنے ہم قوم کو اپنا کفو سمجھتے ہیں، دوسری قوم والے کو اگرچہ ان سے کسی بات میں کم نہ ہو غیر کفو کہتے ہیں اس کا شرعاً لحاظ نہیں جیسے شیخ صدیقی ہو شیخ فاروقی کو اپنا کفو نہ جانے یا سید ہو اور وہ شیخ صدیقی یا فاروقی یا قریشی کو اپنا کفو نہ سمجھے حالانکہ حدیث میں ہے۔

^۱ درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱

قریش بعضهم اکفاء بعض^۱ (بعض قریش بعض کے لئے کفو ہیں۔ ت) ردالمحتار میں ہے:

فلو تزوجت هاشمية قرشياً غير هاشمی لم یرد عقدھا	اگر ہاشمی لڑکی نے غیر ہاشمی قرشی سے نکاح کر لیا تو اسے رد نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

مسئلہ ۴۵۷: از لکھنؤ محلہ سبزی منڈی مکان بگن و بٹن عقب مکان ابراہیم صاحب عینک ساز مرحوم مرسلہ عبد المجید صاحب ۲۸ رجب ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام رحمہم اللہ علیہم اس مسئلہ میں کہ لڑکی نابالغہ کی شادی بغیر حکم یا بے اجازت اس کے والد کے کسی غیر کفو شخص کے ہمراہ اس لڑکی کی ماں کر دے تو جائز ہے اور جبکہ اس کی ماں کو بھی دھوکا دیا گیا ہو یعنی جو شخص اس لڑکی کے ساتھ شادی کر رہا ہے وہ ایسے آپ کو حلقاً نہایت شریف شخص بتا رہا ہے لیکن دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص نہایت بیچ ذات کا شخص ہے تو ایسی حالت میں اس لڑکی کی ماں ناراض ہو کر اور باپ بھی ناراض ہو کر اس لڑکی کا نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟ آیا ان دونوں یعنی لڑکے کے والدین کو شرعیہ حق حاصل ہے کہ اپنی لڑکی کو بغیر طلاق دلوائے ہوئے دوسرے شریف النسب شخص سے نکاح کر سکتے ہیں یا طلاق دلوانے کی ضرورت ہوگی؟ فقط، بینو اتوجروا

الجواب:

اگر صورت واقعہ یہ ہے کہ نابالغہ کی شادی اس کی ماں نے خصوصاً ایسے شخص سے کر دی خواہ دانستہ یا دھوکے سے، اور والد کا اذن نہ اجازت، تو اس صورت میں بدرجہ اولیٰ یہ نکاح سرے سے بے ثبات محض ہوا، باپ کو نکاح فسخ کرانے کی اس حالت میں بھی حاجت نہ تھی کہ نکاح کفو سے ہوا ہوتا، اس کا رد کر دینا ہی کافی ہوتا، تو یہاں بدرجہ اولیٰ اس کا صرف اتنا کہہ دینا بس ہے کہ "میں اس پر راضی نہیں" وہ نکاح رد ہو جائے گا، اور والد کو اختیار ہوگا کہ بغیر طلاق دوسری جگہ نکاح کر دے۔

لان عقد فضولی صدر ولہ مجیز فتوقف علی اجازتہ	کیونکہ یہ فضولی کا عقد ہے جو اس حال میں صادر ہوا کہ اس وقت اس کو جائز کرنے والا موجود تھا تو

^۱فتح القدیر بحوالہ حاکم فصل فی الاکفاء مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۸۸/۳، ردالمحتار بحوالہ کافی للحاکم باب الکفاءة دار احیاء التراث

العربی بیروت ۳۱۹/۲

^۲ردالمحتار بحوالہ کافی للحاکم باب الکفاءة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۸/۲

برہدہ۔	اسی کی اجازت پر موقوف ہوا تو اس کے رد کرنے پر رد ہو جائے گا۔ (ت)

اور اگر والد اس سے پہلے اپنی کسی دختر کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہو تو اب اس کی اجازت سے بھی جائز نہیں ہو سکتا نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔

لانه عقد فضولی صدر ولا مجیز له لكون الاب عرف بسوء الاختیار فبطل رأسا کما فی الدر وغیرہ۔ والله تعالیٰ اعلم۔	کیونکہ یہ ایسا نکاح فضولی صادر ہوا ہے کہ اس وقت اس کو جائز کرنے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ باپ سوء اختیار سے معروف تھا لہذا یہ باطل ہوگا جیسا کہ در وغیرہ میں ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵۸: از شہر بریلی محلہ ذخیرہ مرسلہ عبدالحلیم صاحب ۳۰ شوال ۱۳۳۵ھ
صاحبان علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں: زید نے اپنے آپ کو قوم کا پٹھان خاندانی ظاہر کیا اور بکر سے کہا کہ تم اپنی دختر کا نکاح میرے ساتھ کر دو، بکر نے اپنی دختر کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا، بعد نکاح ہو جانے کے بکر کو معلوم ہوا کہ زید قوم کا پٹھان نہیں ہے دھوکا دے کر نکاح کیا، اور وہ قوم کا فقیر تکیہ دار قبرستان ہے کہ جس سے میرے خاندان میں حقارت ہوگی اور سبب بدنامی ہوگی، بکر نے اپنی دختر کو رخصت کرنے سے انکار کیا اور بعد نکاح کے رخصت نہیں کی اور بکر قوم کا سید ہے۔

الجواب:

دختر بالغہ تھی یا نابالغہ؟ کیا عمر تھی، عارضہ ماہواری آتا تھا یا نہیں؟ وقت نکاح دختر سے اذن لیا تھا یا نہیں؟ سب مفصل لکھا جائے کہ سوال لائق جواب ہو فقط
عالی جاہ! وقت نکاح دختر کی عمر ۱۳ سال ۲ ماہ کی تھی، عارضہ ماہواری آتا تھا، اذن لڑکی سے لیا گیا تھا لیکن اس نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتی، اس پر مجبوراً اس کی چچی نے اجازت دی، اجازت لڑکی کے باپ کی تھی بلکہ صرف لڑکی کا باپ اور بھائی بھی دونوں گواہ نکاح تھے فقط۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں ظاہر ہے کہ زید کسی طرح سادات تو سادات کسی مغل، پٹھان کا بھی کفو نہیں ہو سکتا، اور لڑکی بالغہ تھی اور اس نے اذن لینے پر لفظ یہ کہہ کہ "میں کچھ نہیں جانتی" ظاہر ہے کہ یہ صاف اذن نہیں بلکہ اس سے معاملہ میں اپنا دخل نہ دینا بحسب منطوق مستفاد ہوتا ہے اور کبھی بحسب قرینہ دوسروں کے اختیار پر چھوڑنا بھی مفہوم ہوتا ہے یعنی مجھے بحث نہیں تم جیسا جانو کرو۔ بر تقدیر دوم یہ نکاح دختر کی اجازت سے قرار

پائے گا اور بالغہ کہ ولی رکھتی ہے اپنا جو نکاح غیر کفو سے کرے جسے پیش از نکاح غیر کفو جان کر ولی نے صراحۃً اجازت نکاح نہ دی ہو وہ نکاح باطل محض ہوتا ہے کما فی البحر والدرر و اوضحہ فی رد المحتار (جیسا کہ بحر اور در میں ہے اور رد المحتار میں اس کی توضیح کی گئی ہے۔ ت) اس تقدیر پر تو یہ نکاح اصلاً ہوا ہی نہیں اور بر تقدیر اول نکاح فضولی تھا اور ضرور ہے کہ بعد نکاح دختر کو نکاح ہو جانے کی خبر عادۃً پہنچی اب دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اس نے خبر سن کر اس نکاح فضولی کو جائز کیا اگرچہ یونہی کہ خبر سن کر مسکرائی یا خاموش رہی، یا جائز نہ کیا بلکہ اپنی ناراضی کا اظہار کیا، بر تقدیر دوم ظاہر ہے کہ وہ نکاح کہ اجازت دختر پر موقوف تھا اس کے اظہار ناراضی سے مرد و دو باطل ہو گیا، بر تقدیر اول پھر یہ نکاح باجاست دختر ٹھہرا۔

لان الاجازة اللاحقة كالأولى السابقة ^۱ ۔ وقد صرح به فی الخيرية فی مثل الجزئية۔	کیونکہ بعد کی اجازت ایسے ہے جیسے سابقہ وکالت ہو، اس کی تصریح خیر یہ میں اسی طرح کے جزئیہ میں کی ہے۔ (ت)

اور بالغہ ولی رکھتی ہے بے اجازت صریحہ ولی بعد علم بعدم کفائت جو نکاح غیر کفو سے کرے باطل ہے تو اس طرح باطل ہو گیا، غرض صورت مذکورہ میں جس پہلو پر دیکھا جائے یہ نکاح باطل محض ہے۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ ۴۵۹: قصبہ کست ڈاکخانہ بندھیا چل ضلع مرزا پور مرسلہ محمد زکریا صاحب ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولوی محمد یحییٰ نے انتقال کیا اور شاہ عبدالکریم والد اور اپنی والدہ اور برادر حقیقی حافظ محمد زکریا اور ہمشیرہ اور زوجہ مسماۃ احمدی بی بی اور دختر مسماۃ محمودہ بی بی زوجہ اولیٰ اور دختر مسماۃ راضیہ بی بی زوجہ ثانیہ با احمدی بی بی کو چھوڑا، شاہ عبدالکریم نے بولایت خود مسماۃ محمودہ بی بی کا عقد مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے نانہالی رشتہ دار کے فرزند سے کر دیا اور شاہ عبدالکریم کا انتقال ہو گیا قبل انتقال ہونے کے شاہ عبدالکریم مرحوم مسماۃ احمدی بی بی زوجہ مولوی محمد یحییٰ مرحوم و حافظ محمد زکریا اپنے فرزند کو بلا کر وصیت کیا کہ مسماۃ راضیہ بی بی جس کی عمر تخمیناً ڈیڑھ سال کی ہے اس کا عقد تمہارے بیٹے عبدالسلام کے ساتھ بولایت جائز اپنے کئے دیتا ہوں اگر تم اس کے خلاف کرو گے تو مواخذہ عقبی تمہارے ذمہ ہوگا۔ اب اس لڑکی مسماۃ راضیہ بی بی کا عقد جس کی عمر تخمیناً تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ سال کی ہے مسماۃ احمدی بی بی اور اس کے نانا شاہ عبدالعزیز ایک ایسے شخص کے ساتھ جو سب انسپکٹری اور تارک الصلوٰۃ داڑھی منڈواتا ہے اور رشوت خوری اور اس کے خاندان سے اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے خاندان سے اور مسماۃ احمدی بی بی کے خاندان سے کبھی کوئی رشتہ داری اور قرابت نہیں رہی اور نہ کچھ واسطہ کرنا چاہتے ہیں۔ حافظ محمد زکریا بالغ

^۱ فتاویٰ خیر یہ باب الاولیاء والا کفء دار المعرفۃ بیروت ۲۵/۱

کہتا ہے کہ حق ولایت شرعاً مجھ کو حاصل ہے اور لڑکی نابالغ ہے قانوناً اٹھارہ برس بلوغ کا رکھا گیا ہے اور وہ سب انکمپٹر غیر کفو ہے اور خلاف شریعت محمدیہ کے اس کے افعال و حرکات ہیں اور تہرائی رافضیوں سے اس کی رشتہ داری اور اس کی محفلوں اور مجلسوں میں وہ شریک ہوتا ہے اس لئے اس سے نکاح ناجائز اور بدون اجازت ولی یعنی مربی اس کا نکاح اس کی ماں اور نانا وغیرہ کر سکتے، آیا شرعاً ولی جائز کون ہے؟ آیا شرعاً کفو سے اور کفو اور غیر کفو کی تعریف شریعت محمدیہ میں کیا تعریف ہے؟ آیا ایک مسلمہ کا نکاح ایسے شخص سے جو تارک الصلوٰۃ ہو اور خلاف شریعت نبویہ کے کام کرتا ہو جائز ہے؟ آیا وصیت پر عمل جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جروا

الجواب:

سوال سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالکریم نے اپنے انتقال سے پہلے اپنی نابالغ پوتی راضیہ کا نکاح حافظ محمد زکریا کے بیٹے سے کہ غالباً وہ بھی اس وقت نابالغ ہو گا کیا آگے سوال میں کچھ مذکور نہیں کہ محمد زکریا نے اس جلسہ میں الفاظ قبول کہے یا نہیں، اور اس وقت دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں جلسہ میں حاضر اور شاہ عبدالکریم و حافظ محمد زکریا کے ایجاب و قبول کو سننے والے اور اس کی گفتگو کو عقد نکاح سمجھنے والے موجود تھے یا نہیں، اگر حافظ زکریا نے اسی جلسہ میں اپنے بیٹے کے لئے کہا کہ میں نے قبول کیا اور دو گواہوں نے سنا اور سمجھا تو راضیہ کا اسی وقت نکاح ہو گیا اب اگر اس کا وہ شوہر موجود ہے تو دوسرے سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔ اور اگر یہ صورت نہ تھی اور سوال سے ظاہر یہی ہے کہ نہ تھی محمد زکریا اپنے ولایت کے دعویٰ سے اس نکاح سے مانع ہے یہ نہیں کہتا کہ اس کا نکاح تو میرے بیٹے سے ہو چکا۔ تو اب دو صورتیں ہیں اگر راضیہ کے اولیاء اور گھر والے صالحین و متبع شرع ہوں اور ایک ایسے شخص کے ساتھ کہ فاسق معلن ہے راضیہ کا نکاح ان کے لئے باعث ننگ و عار ہے یا وہ نسب وغیرہ کسی اور بات میں ایسی کمی رکھتا ہے تو راضیہ کے لئے وہ کفو نہیں، شریعت مطہرہ میں بلوغ ظہور آثار پر ہے۔ عورت کم از کم نو برس کی بالغہ ہو سکتی ہے جبکہ اسے عارضہ ماہواری آنا شروع ہو، اور اگر آثار ظاہر نہ ہوں تو جب پندرہ برس پورے کی عمر ہو جائے بالغہ ہو جائے گی، راضیہ کی عمر پندرہ برس سے کم ہے تو اگر اسے عارضہ ماہواری آتا ہے بالغہ ہے ورنہ نابالغ اگر نابالغ ہے جب تو شخص مذکور سے کہ غیر کفو ہے اس کا نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔ محمد زکریا کہ اس کا ولی ہے اگر وہ بھی کرے گا باطل محض ہو گا نہ کہ احمدی یا شاہ عبدالعزیز کہ ولی ہی نہیں۔ اور اگر بالغہ ہے تو اس پر ولایت جبریہ کسی کو نہیں، بے اس کی اجازت کے کفو سے بھی نہیں ہو سکتا اور غیر کفو سے وہ خود بھی نہیں کر سکتی جبکہ اس کا ولی اس سے نکاح پر راضی نہیں۔ اگر کرے گی تو باطل محض ہو گا، غرض اس شخص کے غیر کفو بمعنی مذکور ہونے کی حالت میں بنا راضی

محمد زکریا یہ نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا خواہ راضیہ بالغہ ہو یا نابالغہ اور اگر وہ اس معنی پر غیر کفو نہیں یعنی راضیہ کے خاندان والے بھی اسی قسم کے افعال رکھتے ہیں اور نسب و مذہب وغیرہ میں بھی کوئی ایسی کمی نہیں کہ یہ رشتہ اولیائے راضیہ کے لئے باعث تنگ و عار ہو اس صورت میں اگر راضیہ کو عارضہ ماہواری آتا ہے تو وہ خود اپنے نفس کی مختار ہے اگر اس کے ماں یا نانا نکاح کر دیں گے اور وہ اجازت دے دے گی صحیح و نافذ ہوگا اور محمد زکریا کو کوئی اختیار اعتراض نہ ہوگا، اور اگر راضیہ راضی نہ ہوگی تو محمد زکریا کے لئے بھی نافذ نہیں ہو سکتا کہ احمدی و عبدالعزیز کے، اور اگر اسے عارضہ ماہواری نہیں آتا تو اب اختیار محمد زکریا کو ہے، اگر احمدی و عبدالعزیز بے اجازت محمد زکریا نکاح کر دیں گے اجازت محمد زکریا پر موقوف رہے گا، اگر وہ رد کر دے گا باطل ہو جائے گا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا، والمسائل کلھا مشہورۃ و فی عامۃ الاسفار مذکورۃ (یہ مسائل مشہور ہیں اور عام کتب میں مذکور ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: اس جلد کا آخری عنوان باب الکفائۃ ہے، بارہویں جلد کا آغاز باب المہر سے ہوگا۔

ڈائمند اردو بکس

پی ڈی ایف دنیا کا ایک منفرد اور الگ گروپ

- ✳ - ڈائمند اردو بکس میں سب کا خیر مقدم کرتے ہیں
- ✳ - یہاں آپ کو ملے گا کتابوں کا خزانہ
- ✳ - پی ڈی ایف میں موجود ہر طرح کی کتاب آپ کی ڈیمانڈ کرنے پہ بھیج دی جائے گی
- ✳ - ماہانہ رسائل ، ڈائجسٹس ، ناولز ، اسلامی کتب ، درسی کتب ، تدریسی کتب کے علاوہ یہاں آپ کو ہر قسم کی پی ڈی ایف کتاب پڑھنے کو ملے گی
- ✳ - ٹیم ڈائمند اردو بکس جن کا ایک ہی مشن ہے اور وہ کتابوں کی ترسیل ، ادب کی خدمت ، کتاب دوستی کی ترویج و اشاعت
- ✳ - ٹیم ڈائمند اردو بکس نے آپ سب کی انٹرٹینمنٹ کے لیے بھی مختلف گروپس تشکیل دیئے ہیں جن میں شامل ہو کر آپ اپنی ادبی اور معلوماتی تسکین کو پورا کر سکتے ہیں
- ✳ - ہمارے تمام گروپس کی کوئی فیس نہیں ، تمام کتب اور مواد آپ کو پی ڈی ایف بھیجا جاتا ہے
- ✳ - قادیانی مرتد ، گستاخ انبیا ، گستاخ صحابہ و اہل بیت ، منکرین حدیث ، گستاخ اولیاء ہمارے گروپس سے دور رہیں ، معلوم پڑنے پر ریموو کر دیا جائے گا
- ✳ - واٹس ایپ گروپس کے علاوہ آپ ہمارے ٹیلی گرام کے گروپس کو بھی جوائن کر سکتے ہیں جہاں ایک لاکھ اسی ہزار کتابوں کا خزانہ محفوظ ہے بس ایک کلک کر کے آپ اپنی کتاب خود بھی ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔۔

ٹیم ڈائمند اردو بکس کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

جزاکم اللہ خیرا کثی؟

ڈائمند اردو بکس ٹیم

شاہ زر خانج 03176699066

ایڈمس cool 03415008107

گروپس میں شامل ہونے کے لیے ہمارے
ایڈمن پیسل سے واٹس ایپ پہ رابطہ کیجیے

DIAMOND

URDU BOOKS

923176699066